خواتین کی ڈرائیونگ سے متعلق بعض مسائل

[اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا) کے ۳۳ویں فقہی سمینار منعقدہ مؤرخہ ۶-۸/جمادی الاولی ۱۴۴۶ھ
مطابق ۹-۱۱/نومبر ۲۰۲۴ء کو جامعہ قاسمیہ اسلامیہ بالاساتھ (سیتامڑھی)
میں پیش کئے گئے تفصیلی اور مختصر مقالات کا مجموعہ]

ایفا پبلیکیشنز-نئی دہلی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب : خواتین کی ڈرائیونگ سے متعلق بعض مسائل
مرتب : مفتی احمد نادر القاسمی
صفحات: 604
قیمت: 380
سن اشاعت: اکتوبر 2025

باھتمام: اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا)

ناشر

ایفا پبلیکیشنز-نئی دہلی
161-ایف، جوگا بائی، جامعہ نگر، نئی دہلی-110025
ای میل: ifapublications2004@gmail.com
فون: 011 - 26981779

مجلس ادارت

۱- مولانا محمد نعمت اللہ اعظمی

۲- مولانا بدرالحسن قاسمی

۳- مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

۴- مولانا عتیق احمد بستوی

۵- مفتی محمد عبید اللہ اسعدی

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست

	پیش لفظ	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	۱۱

پہلا باب-تمہیدی امور

۱-	اکیڈمی کے فیصلے		۱۵
۲-	سوالنامہ		۱۷
۳	تلخیص مقالات	مفتی احمد نادر القاسمی	۱۹
۴	عرض مسئلہ	مفتی محمد ثناء الہدی قاسمی	۴۹

دوسرا باب-تفصیلی مقالات

۱-	خواتین کی ڈرائیونگ سے متعلق مسائل	مفتی اقبال بن محمد ٹنکاروی	۶۳
۲-	خواتین کی ڈرائیونگ اور اس سے مربوط دیگر مسائل	ڈاکٹر مفتی محمد شاہ جہاں ندوی	۷۹
۳-	خواتین کی ڈرائیونگ اور ملازمت	مفتی محمد عثمان بستوی گورینی	۸۸
۴-	کیا خواتین گاڑی چلا سکتی ہیں؟	مولانا سعید احمد ندوی	۱۰۲
۵-	خواتین کی ڈرائیونگ کے مسائل	مولانا عبد الاحد قاسمی جہان آبادی	۱۲۱
۶-	خواتین کی ڈرائیونگ سے متعلق بعض مسائل	مولانا فرید احمد کاوی	۱۳۹
۷-	خواتین کی ڈرائیونگ سے متعلق بعض مسائل	مفتی سید ابراہیم حسامی قاسمی	۱۴۷
۸-	خواتین کی ڈرائیونگ کا شرعی حکم	مولانا محمد فاروق بارڈولی	۱۶۵
۹-	خواتین کی ڈرائیونگ سے متعلق بعض مسائل	مولانا محمد عمار مزمل قاسمی	۱۷۵
۱۰-	خواتین کی ڈرائیونگ سے متعلق بعض مسائل	مولانا ابراہیم ورتیٹھی فلاحی	۱۸۶
۱۱-	خواتین کی ڈرائیونگ سے متعلق بعض مسائل	مولانا کفیل احمد قاسمی	۱۹۵
۱۲-	خواتین کا ہوائی جہاز اور ریل گاڑی کا پائلٹ بننا	مولانا ممتاز خاں ندوی	۲۱۲
۱۳-	خواتین کی ڈرائیونگ کے کچھ احکام و مسائل	مولانا عبید اللہ ندوی	۲۲۲

۱۴-	خواتین کی ڈرائیونگ سے متعلق بعض مسائل	مولانا قاضی محمد ریاض ارمان قاسمی	۲۳۵
۱۵-	اسلام میں خواتین کی ڈرائیونگ کی شرعی حیثیت	قاضی محمد حسن ندوی	۲۴۷
۱۶-	خواتین کی ڈرائیونگ کا مسئلہ	مفتی جنید بن محمد پالنپوری	۲۵۹
۱۷-	خواتین کی ڈرائیونگ سے متعلق بعض مسائل	مفتی محمد الیاس قاسمی	۲۶۹
۱۸-	خواتین کی بس، لاری اور سواری گاڑیوں کی ڈرائیونگ	مولانا معراج الدین قاسمی	۲۸۲
۱۹-	خواتین کے لئے ڈرائیونگ کی نئی صورتیں اور ان کا شرعی حکم	مولانا محمد ادریس کشمیری	۲۹۳
۲۰-	خواتین کی ڈرائیونگ سے متعلق بعض مسائل	مفتی ارشاد پالنپوری	۳۰۱
۲۱-	خواتین کی پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیونگ	مفتی محمد مطیع الرحمٰن قاسمی	۳۰۹
۲۲-	خواتین کا بڑی گاڑیاں ڈرائیو کرنا	مولانا محمد جمیل اختر جلیلی ندوی	۳۲۱
۲۳-	خواتین کا محرم کے ساتھ ڈرائیونگ کرنا	مفتی امانت علی قاسمی	۳۳۷
۲۴-	خواتین کی ڈرائیونگ	مولانا محمد بن مولانا افتخار رحمانی	۳۴۶
۲۵-	خواتین کی ڈرائیونگ سے متعلق بعض مسائل	مولانا محمد زبیر ندوی بہرائچی	۳۵۴
۲۶-	خواتین کے لئے ڈرائیونگ اور ملازمت کے احکام	مفتی محمد شفیق بڑودوی	۳۶۳
۲۷-	خواتین کی ڈرائیونگ سے متعلق بعض مسائل	مولانا محمد صابر حسین ندوی	۳۷۳
۲۸-	خواتین کی ڈرائیونگ سے متعلق بعض اہم مسائل	مولانا محمد صبیح اختر	۳۸۲
۲۹-	خواتین کی ڈرائیونگ-شرعی احکام	مفتی محمد سیف اللہ عرشی قاسمی	۳۹۲
۳۰-	خواتین کا بڑی گاڑیاں ڈرائیو کرنا	مولانا ابو معاویہ محمد معین الدین ندوی قاسمی	۴۰۴
۳۱-	خواتین کی ڈرائیونگ سے متعلق بعض مسائل	مولانا محمد سلیم الدین قاسمی	۴۱۲
۳۲-	خواتین کے لئے ڈرائیونگ سے متعلق بعض مسائل	مولوی محمد عمیر شاملی	۴۲۶
۳۳-	خواتین کی ڈرائیونگ سے متعلق بعض مسائل	مولوی محمد شمس قمر	۴۳۶
۳۴-	خواتین کی ڈرائیونگ-شرعی احکام	مفتی عبد الغفار قاسمی اندوری	۴۴۶

تیسرا باب- مختصر تحریریں

۱-	خواتین کی ڈرائیونگ سے متعلق بعض مسائل	ڈاکٹر قاری ظفر الاسلام صدیقی	۴۶۱
۲-	خواتین کی ڈرائیونگ سے متعلق بعض مسائل	مفتی حبیب اللہ قاسمی	۴۶۴
۳-	خواتین کی ڈرائیونگ-چند مسائل	مولانا اختر امام عادل قاسمی	۴۶۷

۴- خواتین کی ڈرائیونگ سے متعلق بعض مسائل	مولانا محبوب فروغ احمد قاسمی	۴۷۳
۵- عورتوں کی ڈرائیونگ-شرعی نقطہ نظر	مفتی محمد ثناء الہدی قاسمی	۴۸۰
۶- خواتین کی ڈرائیونگ اور ملازمت کرنا	مفتی محمد جعفر ملی رحمانی	۴۸۵
۷- خواتین اور ڈرائیونگ کے مسائل	مولانا محمد جمشید جوہر قاسمی اراریاوی	۴۹۲
۸- عورتوں کی ڈرائیونگ کا مسئلہ	مفتی محمد ذکاء اللہ شبلی مفتاحی	۴۹۹
۹- خواتین کی ڈرائیونگ سے متعلق بعض مسائل	ڈاکٹر مفتی تنظیم عالم قاسمی	۵۰۵
۱۰- خواتین کی ڈرائیونگ سے متعلق بعض مسائل	حافظ سید فاروق عمری مدنی	۵۱۱
۱۱- عورتوں کی ڈرائیونگ سے متعلق مسائل	مولانا محمد عفان منصور پوری	۵۱۳
۱۲- مسافت شرعی تک عورتوں کا از خود ڈرائیونگ کرنا	مولانا محمد ابوبکر قاسمی	۵۱۷
۱۳- خواتین کی ڈرائیونگ سے مربوط مسائل	ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی	۵۲۰
۱۴- خواتین کی ڈرائیونگ شرعی حدود و قیود کے ساتھ	مفتی محمد انور حسین مدنی بن محمد شریف	۵۲۴
۱۵- خواتین کی ڈرائیونگ سے متعلق بعض مسائل	مفتی فضل الرحمٰن اصلاحی قاسمی	۵۳۰
۱۶- خواتین کی ڈرائیونگ سے مربوط مسائل	مولانا عبد القیوم قاسمی پالنپوری	۵۳۲
۱۷- خواتین کی ڈرائیونگ سے متعلق بعض مسائل	ڈاکٹر حافظ کلیم اللہ عمری مدنی	۵۳۶
۱۸- خواتین کی ڈرائیونگ کا شرعی حکم	مولانا مظاہر حسین عماد القاسمی	۵۴۰
۱۹- خواتین کا موٹر سائیکل اور دیگر گاڑی ڈرائیو کرنا	مفتی محمد معراج الدین قاسمی ایوبی	۵۴۵
۲۰- خواتین کی ڈرائیونگ سے متعلق بعض مسائل	مفتی نثار احمد گودھروی، گجراتی	۵۵۰
۲۱- خواتین کی ڈرائیونگ	مولانا عبد الحکیم قاسمی پالنپوری	۵۵۳
۲۲- خواتین کی ڈرائیونگ سے متعلق مسائل	مفتی عبد المنان قاسمی	۵۵۷
۲۳- خواتین کی ڈرائیونگ سے متعلق بعض مسائل	ڈاکٹر سعید احمد عمری مدنی	۵۵۹
۲۴- خواتین کی ڈرائیونگ کا مسئلہ	مفتی سعید الرحمٰن فاروقی	۵۶۴
۲۵- خواتین کی ڈرائیونگ سے متعلق بعض مسائل	مولانا محمد شاکر نثار مدنی قاسمی	۵۶۸
۲۶- خواتین کی ڈرائیونگ سے متعلق منتخب مسائل	مفتی شاہد علی قاسمی	۵۷۳
۲۷- خواتین کی ڈرائیونگ اور ملازمت سے متعلق احکام و مسائل	مفتی محمد سعید اسعد قاسمی	۵۷۸
۲۸- عورتوں کی ڈرائیونگ-شرعی نقطہ نظر	مفتی سید محمد علی مدنی	۵۸۲

۲۹- خواتین کی ڈرائیونگ	مفتی توفیق الٰہی قاسمی	۵۸۷
۳۰- خواتین کی ڈرائیونگ سے متعلق بعض مسائل	مفتی سیف الاسلام اصلاحی	۵۹۲
۳۱- خواتین کی ڈرائیونگ سے مربوط مسائل	ڈاکٹر محی الدین غازی	۵۹۶
۳۲- خواتین کی ڈرائیونگ کا مسئلہ	مولوی عبدالخالق نعمانی	۵۹۸

☆☆☆

پیش لفظ

اللہ تعالی نے اس کائنات کا نظام تقسیم کار پر رکھا ہے؛ اسی لئے نباتات ہوں یا جمادات اور حیوانات، ان کو الگ الگ خصوصیات سے نوازا گیا ہے، اور ہر مخلوق اپنی خصوصیت کے پہلو سے انسانیت کے لئے فائدہ مند ہے، آم کی مٹھاس جس قدر لذت بخش ہے، کریلے کی کڑواہٹ اور نیم کی تلخی بھی انسان کی صحت کے لئے اسی قدر مطلوب ہے، خود انسان کا اپنا وجود بھی سر سے پاؤں تک تقسیم کار کی واضح مثال ہے، آنکھیں دیکھتی ہیں، ہاتھ کے ذریعہ چیزوں کی سختی اور نرمی جانی جاسکتی ہے، اور ہاتھوں ہی سے سارے اہم کام انجام دیئے جاتے ہیں، پاؤں ہمیں ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچاتا ہے، زبان مدعا بیان کرتی ہے، قلب پورے جسم میں خون کی رودوڑاتا ہے، جس پر زندگی موقوف ہے، اور دماغ پورے جسمانی نظام کو کنٹرول کرتا ہے، گویا وہ جسم کا بادشاہ ہے، یہ تو جسم کے ظاہری اعضاء ہیں، جسم کے اندر اللہ تعالی نے جو امانتیں رکھی ہیں، ان میں بھی یہی تقسیم کار کا نظام کارفرما ہے، جگر ہو، یا گردہ، اور معدہ ہو، یا پھیپھڑے، شب وروز بلا وقفہ اپنا کام کئے جارہے ہیں، اگر جسم انسان کا کوئی حصہ کہنے لگے کہ میں اپنا مفوضہ کام انجام نہیں دوں گا، میں فلاں دوسرا کام کروں گا؛ کیونکہ مجھ کو اس کام سے محروم رکھنا میرے لئے باعث اہانت ہے، تو غور کیجئے کہ کیا زندگی کا نظام چل سکے گا؟

اسی طرح اللہ تعالی نے انسانوں میں بھی صلاحیتوں کا تفاوت رکھا ہے، یہی تنوع ہے جس سے انسان کی تمام ضرورتیں پوری ہوتی ہیں، اگر تمام ہی لوگ ڈاکٹر ہوجائیں، یا سب کے سب انجینئرنگ کے فن کو اختیار کرنے لگیں، تو سماج میں ضروریات اور اس کی تکمیل کے درمیان توازن باقی نہیں رہے گا، ایک پیشہ میں تو زائد از ضرورت لوگ پیدا ہوجائیں گے، مگر لوگوں کی دوسری ضرورتیں تشنۂ تکمیل رہ جائیں گی، قدرت نے اسی طرح انسانیت کی دو اہم صنفوں مردوں اور عورتوں میں بھی صلاحیتوں کا فرق رکھا ہے، مرد کا کام محنت مزدوری کرنا، اپنی اور اپنے خاندان کی جان ومال اور عزت وآبرو کی حفاظت کرنا، اور بیرون خانہ کی ذمہ داریاں انجام دینا ہے، فرائض کو ادا کرنے کے لئے قوت وطاقت، جرأت وہمت اور معاملہ فہمی کی ضرورت ہے، عورت کو اندرون خانہ کی ذمہ داریاں انجام دینی ہیں، بچوں کو پیار دینا، ان کی پرورش کرنا اور اپنے شوہر کے لئے وجہ سکون بننا اس کے فرائض میں شامل ہیں، اس لئے ان میں ماں کی ممتا، بہن کی محبت، بیوی کا جذبہ جانثاری، لفافت ونزاکت اور حسن وجمال کے پہلو کو غالب رکھا گیا ہے، اور خاندانی نظام کے بقاء کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ دونوں صنفیں اپنے اپنے دائرہ میں رہتے ہوئے اپنے فرائض انجام دیں، اس میں زندگی کا سکون ہے، عفت وعصمت کی حفاظت ہے، اور

خاندانی نظام کا بقاء اور استحکام ہے۔

صلاحیتوں کے فرق کے لحاظ سے ذمہ داریوں میں تفاوت کی بنا پر شریعت اسلامی نے عورتوں کو بہت سی سہولتیں دی ہیں، مردوں پر جہاد فرض ہے، عورتوں پر جہاد فرض نہیں، مردوں پر کسب معاش کی ذمہ داری ہے، عورتوں پر کسب معاش کی ذمہ داری نہیں، مردوں پر اپنے بیوی بچوں کی کفالت کی ذمہ داری ہے، عورتوں پر شوہر اور بچوں کی کفالت کی ذمہ داری نہیں، مرد تنہا ہو تب بھی حج کرسکتا ہے، جبکہ عورت کے ساتھ شوہر یا محرم نہ ہو تو اس پر حج فرض نہیں، مردوں پر جمعہ وعیدین، اور جماعت واجب ہے، عورتوں کو ان واجبات سے مستثنیٰ رکھا گیا ہے، یہ عورتوں کی تحقیر نہیں؛ بلکہ ان کے ساتھ رعایت ہے، اور یہ عورت کے ساتھ ظلم وانصافی نہیں؛ بلکہ عین عدل وانصاف ہے، عورت حفاظت کی محتاج ہوتی ہے، مرد عام حالات میں اس کا محتاج نہیں ہوتا، اگر کوئی لڑکی گھر سے باہر نکلی اور وقت پر نہیں پہنچ پائی تو ہر شریف آدمی بے قرار ہو جاتا ہے؛ لیکن لڑکے رات گئے نہ پہنچیں تو انسان اس درجہ بے چین نہیں ہوتا، یہ خود اس بات کی علامت ہے کہ عورت حفاظت کی محتاج ہوتی ہے، بیٹی ہو تو باپ اس کی حفاظت کرتا ہے، بیوی ہو تو شوہر کی حفاظت میں رہتی ہے، ماں ہو تو اولاد اس کی حفاظت کرتی ہے، یہی حفاظت پردہ اور ستر کی متقاضی ہے، عورت کو بمقابلہ مرد کے زیادہ پردہ مطلوب ہوتا ہے۔

بعض چیزیں وہ ہیں، جن کا تعلق انسانی ضرورتوں سے ہے، اس کی ضرورت مردوں کو بھی ہے اور عورتوں کو بھی ہے، زندگی میں پیش آنے والے ایسے ہی مسائل میں سفر بھی ہے، سفر کی ضرورت مردوں کو بھی پڑتی ہے اور عورتوں کو بھی، بیشتر سواریاں ایسی ہیں جن کو دونوں استعمال کرتے ہیں، بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ اگر عورت تنہا اس کو ذریعہ سفر بنائے تو اس سے حفاظت کے لئے خطرہ پیدا ہو جاتا ہے، اسی پس منظر میں ''خواتین کی ڈرائیونگ کا مسئلہ'' اہل علم کے درمیان زیر بحث رہا ہے اور اس سلسلے میں اختلاف رائے بھی ہوا۔

اس پس منظر میں اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا) نے اپنے ۳۳ ویں فقہی سمینار میں اس موضوع کو بھی شامل رکھا، موضوع سے متعلق ایک جامع سوالنامہ مرتب کیا گیا، بحمد اللہ اہل علم کی بڑی تعداد نے موضوع سے متعلق سوالات کے جوابات لکھے، بحث میں حصہ لیا اور پھر اتفاق رائے سے فیصلے ہوئے، موضوع سے متعلق یہ تمام علمی سرمایہ زیر نظر مجلّہ میں جمع کر دیا گیا ہے، جس کی ترتیب کا فریضہ اکیڈمی کے شعبہ علمی کے رفیق مفتی احمد نادر القاسمی نے انجام دیا ہے، جس کے لئے وہ شکریہ کے مستحق ہیں، اللہ تعالیٰ اس کاوش کو اہل علم، عام مسلمانوں اور خاص کر فقہ کے اساتذہ اور طلبہ کے لئے مفید اور نافع بنائے۔ وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ أجمعین (آمین)۔

خالد سیف اللہ رحمانی

(جنرل سکریٹری: اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا)

۱۱ ربیع اول ۱۴۴۷ھ - مطابق ۴ ستمبر ۲۰۲۵ء

پہلا باب

تمہیدی امور

اکیڈمی کے فیصلے:

اسلامک فقہ اکیڈمی کا 33 واں فقہی سمینار ملک کے شمال میں واقع ریاست بہار کے مشہور زرخیز، مردم خیز اور تاریخی ضلع سیتامڑھی کے ایک گاؤں بالاساتھ میں واقع جامعہ اسلامیہ قاسمیہ میں مورخہ 6-8/ جمادی الاول 1446ھ مطابق 9-11/ نومبر 2024ء کو منعقد ہوا، اس سمینار میں اندرون ملک سے تقریباً 300 / علماء، ارباب افتاء، دانشوران اور ماہرین فن کے علاوہ بیرون ملک سے بھی متعدد علماء شریک ہوئے۔ اس سمینار میں پانچ اہم موضوعات زیر بحث لائے گئے ان میں ایک موضوع ''خواتین کی ڈرائیونگ سے متعلق بعض مسائل'' بھی تھا، مناقشہ کے بعد متفقہ طور پر جو فیصلے کئے گئے وہ درج ذیل ہیں:

اسلام نے خواتین کو عزت واحترام کا مقام عطا کیا ہے اور تقسیم کار کے اصول کے مطابق بنیادی طور پر گھریلو امور کی ذمہ داری خواتین پر اور بیرون خانہ کسب معاش وغیرہ کی ذمہ داری مردوں پر عائد کی ہے، اسی لئے شریعت کی نگاہ میں بلاضرورت خواتین کے لیے گھر سے باہر نکلنا پسندیدہ عمل نہیں ہے اور انہیں کسب معاش کے لئے مجبور کرنا بھی جائز نہیں ہے؛ لیکن خواتین کو بھی بعض مواقع پر مختلف ضروریات کے تحت گھر سے نکلنا اور سفر کرنا پڑتا ہے، ان پہلوؤں کو سامنے رکھتے ہوئے درج ذیل تجاویز منظور کی گئیں:

۱- حسب ضرورت خواتین کے لیے گھر سے نکلنا اور سفر کرنا درست ہے۔

۲- خواتین کے لیے جس طرح گھر سے باہر شرعی پردہ میں پیدل چلنا درست ہے اسی طرح شرعی حدود میں بوقت ضرورت اپنی گاڑی، اسکوٹی وکار چلانا بھی درست ہے۔

۳- اگر مسافت شرعی کی مقدار کا سفر ہو اور اسکوٹی اور کار میں عورت کا شوہر یا محرم بھی ساتھ ہو تو بوقت ضرورت خواتین کے لیے ڈرائیونگ کی گنجائش ہے۔

۴- اندیشۂ فتنہ، بے پردگی اور شرم وحیا کے خلاف ہونے کی وجہ سے اور سد ذرائع کو ملحوظ رکھتے ہوئے خواتین کے لیے پبلک ٹرانسپورٹ مثلاً بس، لاری، ٹرین، جہاز وغیرہ کی ڈرائیونگ ممنوع ہے، اسی طرح خواتین کے لیے ٹی ٹی اور کنڈیکٹر کی ملازمت بھی ممنوع ہے۔

۵- اگر شرعی حدود و قیود کی رعایت ممکن ہو تو خواتین کے لیے ریلوے اور ہوائی جہاز کا ٹکٹ بنانے کی ملازمت کی گنجائش ہے ورنہ نہیں۔

☆☆☆

سوالنامہ:

خواتین کی ڈرائیونگ سے متعلق بعض مسائل

انسان کی تمام ضروریات ایک جگہ سے پوری نہیں ہوتی ہیں، بلکہ اس کو مختلف مقامات کا سفر کرنا پڑتا ہے، کسب معاش کی ذمہ داری چونکہ مردوں پر ہے، اس لیے ان کو سفر کی ضرورت زیادہ پیش آتی ہے؛ لیکن خواتین کو بھی بعض مواقع پر سفر کرنا پڑتا ہے، جس کا رواج زمانۂ قدیم سے ہے، خود عہد نبوی میں بھی اس کی مثالیں مل جاتی ہیں، پہلے زمانہ میں اس کے لئے اونٹ اور گھوڑے وغیرہ کا استعمال ہوتا تھا اور تجارتی قافلے اجتماعی شکل میں کوچ کرتے تھے، بہت سے لوگوں کی شمولیت سفر کے خطرات کو کم کردیتی تھی اور جان و مال اور عزت و آبرو کے تحفظ کا ذریعہ بنتی تھی، موجودہ دور میں تیز رفتار سواریوں اور مشینی گاڑیوں کے وجود میں آنے کی وجہ سے اسفار میں اضافہ ہوگیا ہے، مرد بھی کثرت سے نکلتے ہیں، اور عورتیں بھی نکلتی ہیں، یہ سفر مختلف دور دراز کے مقامات کا بھی ہوتا ہے، اور قریبی مقامات کا بھی، عورتیں ڈرائیونگ میں مہارت کی وجہ سے بعض دفعہ تنہا گاڑی ڈرائیو کرتی ہیں، اور بعض دفعہ کوئی مرد بھی ان کے ساتھ ہوتا ہے، اب تو حکومت کی طرف سے سرکاری محکمہ ٹرانسپورٹ میں عورتوں کو ملازمت کا خاص موقع دیا جارہا ہے، وہ بسوں کی ڈرائیونگ کرتی ہیں، اور کنڈکٹر کی بھی ذمہ داری انجام دیتی ہیں۔

اسلام میں خواتین کو پردے اور اختلاط سے بچنے کا جو حکم دیا گیا ہے، ایسے مواقع پر اندیشہ ہوتا ہے کہ وہ ان شرعی حدود کو قائم نہیں رکھ سکیں گی، اس کا برعکس پہلو یہ بھی ہے کہ بعض عرب ملکوں میں اجنبی ڈرائیور کو بھی رکھنے کی اجازت دی گئی ہے، اور جب کوئی عورت تنہا اس کے ساتھ سفر کرتی ہے تو فتنہ کی نوبت زیادہ پیش آتی ہے، اس کے برخلاف اگر وہ تنہا گاڑی ڈرائیو کرتی ہے تو اس میں نامحرم اور اجنبی کے ساتھ اختلاط کا اندیشہ نہیں ہوتا اور فتنہ کا بھی موقع کم ہوجاتا ہے، اس پس منظر میں درج ذیل سوالات کے جوابات مطلوب ہیں:

(۱) کیا کوئی عورت شہر میں ایک جگہ سے دوسری جگہ تنہا گاڑی چلا کر جاسکتی ہے؟ اس میں دو پہیوں والی گاڑی، کار، ٹیکسی، بس یا سامان پہنچانے والی گاڑی جیسے لاری وغیرہ کے احکام ایک ہی ہیں یا الگ الگ؟

(۲) اگر مسافت شرعی کی مقدار کا سفر ہو اور مذکورہ سواریوں میں عورت کا شوہر یا محرم بھی ساتھ ہو تو کیا اس کی

اجازت ہے؟

(۳) بعض فقہاء کے نزدیک عورتوں کا قافلہ ہو تو ایک عورت اپنے محرم کے بغیر قافلہ میں شامل ہوسکتی ہے؛ کیونکہ قافلہ میں بہت سی خواتین کی موجودگی فتنہ کے اندیشہ کو کم کردیتی ہے، کیا پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیور کو اس زمرے میں رکھا جاسکتا ہے؟

(۴) آج کل خواتین ہوائی جہاز کی پائلٹ بھی بن رہی ہیں، اور حکومتیں ان کو ترجیح دیتی ہیں، فلائٹ میں سیکورٹی بہت زیادہ ہوتی ہے، پائلٹ کی ہر چھوٹی بڑی حرکت کیمرے میں ریکارڈ ہوتی رہتی ہے؛ البتہ پائلٹ کے کیبن میں دو افراد ہوتے ہیں، دونوں کی بیٹھک میں فاصلہ بھی ہوتا ہے، اگر خاتون پائلٹ ہو تو ہوسکتا ہے کہ ایک مرد اور ایک عورت پائلٹ کیبن میں رہیں، تو کیا مسلمان خواتین اس ملازمت میں شامل ہوسکتی ہیں؟

(۵) ٹرینوں میں بھی بہ حیثیت ڈرائیور عورتوں کا تقرر کیا جارہا ہے، تو کیا ان کے لئے ایسی ملازمت جائز ہے؟

(۶) ریلوے میں ایک شعبہ ٹکٹوں کی جانچ پڑتال کا ہوتا ہے، اس میں بھی خواتین کو ملازمت دی جارہی ہے، ظاہر ہے کہ ٹرین میں مسافرین کا ایک جم غفیر ہوتا ہے، اور ٹی ٹی وغیرہ کی حفاظت کے لئے سیکوریٹی گارڈ بھی ہوتے ہیں، یہ مرد اور عورتیں دونوں ہوتے ہیں، اور عام طور پر مسلح ہوتے ہیں، کیا ایسی صورت میں عورت ٹی ٹی کا فریضہ انجام دے سکتی ہے؟

(۷) ریلوے اسٹیشن پر ٹکٹ کاٹنا اور ایئر پورٹ پر ٹکٹ جاری کرنے کے لئے بہت سی خاتون کارکن ہوتی ہیں، کیا اس شعبہ میں ان کا کام کرنا جائز ہے؟

☆☆☆

تلخیص مقالات:

خواتین کی ڈرائیونگ سے متعلق بعض مسائل

مفتی احمد نادر القاسمی☆

"إن الحمد لله والصلاة والسلام على رسول الله و على آله و صحبه أجمعين"۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ خواتین بہ حیثیت انسان انسانی زندگی سے متعلق امور میں اپنی ذہنی اور جسمانی طاقت و صلاحیت کے مطابق وہ تمام امور انجام دینے کی اہلیت رکھتی ہیں، جنہیں مرد انجام دیتے یا دے سکتے ہیں، اور موجودہ وقت میں وہ تمام کام بخوبی کر بھی رہی ہیں، اور تعداد اگر چہ مردوں کے مقابلہ کم ہے، مگر پوری دنیا میں دیکھا جائے تو تقریباً ہر میدان میں خواتین کی شراکت نظر آتی ہے، یہ الگ بات ہے کہ مزاج و مذاق اور عفت و عصمت کے نقطہ نظر سے کون سا کام ان کے لئے مناسب ہے، اور کونسا نہیں ہے، یہ الگ موضوع ہے، لیکن اس وقت کی دنیا میں خواتین کے کاموں کے جو اعداد و شمار سامنے آرہے ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ صنف نازک کسی بھی میدان میں مردوں سے پیچھے نہیں ہیں، معاشرے میں جن کاموں کو مشکل ترین تصور کیا جاتا ہے، ان میں بھی ان کی حصہ داری نظر آتی ہے، بلکہ وہ موجود ہیں، وہ زمین میں بھی مکمل مردوں کے شانہ بہ شانہ ہیں اور خلاء میں بھی۔

مگر یہ بات بھی اپنی جگہ مسلم ہے کہ دنیا کے جس معاشرے میں انسان کو صرف ایک جاندار مشین سمجھا جاتا ہے ان میں خواتین کو مردوں کے برابر دنیاوی امور میں شراکت داری پر ابھارا بھی جاتا ہے، مواقع بھی دیئے جاتے ہیں، ان کے لئے باضابطہ کوٹے بھی مختص کئے جاتے ہیں اور ان کے اندر شوق اور رغبت پیدا کر کے ملازمت اور ترقی کے نام پر خواتین کو مردوں کی دنیا میں گھسیٹ کر لانے کی بھرپور کوشش کی جاتی ہے، اب اس وقت ڈرائیونگ کو ہی لے لیجئے، بائک، کار، بحری جہاز اور فضا میں پرواز کرنے والے ۳۰۰ سے زائد مسافر بردار طیارے تک کی ڈرائیونگ خواتین کر رہی ہیں، دنیا میں زمین پر چلنے والی تیز رفتار ٹرینیں بھی خواتین کی دسترس سے اب باہر نہیں ہیں، اور جنگوں میں بمبار طیارے سے بم برسانے کا کام بھی

☆ شعبہ علمی امور، اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا)۔

خواتین پائلیٹ انجام دے رہی ہیں، اس لئے اب یہ سوال تو ختم سا ہے کہ خواتین کیا کرسکتی ہیں اور کیا نہیں کرسکتیں۔ بلکہ آج دنیا میں اپنی مفوضہ ذمہ داری کی انجام دہی میں انسانی اخلاق وآداب اور دیانت داری بسا اوقات خواتین میں مردوں کے مقابلہ زیادہ نظر آتی ہیں، اور وہ کام جو مرد کرنے سے کتراتے ہیں خواتین اسے بآسانی انجام دے دیتی ہیں، اس لئے بہت سے آفیشیل کام مردوں کے بجائے عورتوں سے لینے کو ترجیح دیئے جانے کا رجحان عام ہوا ہے، اس لئے بس اب تو یہ دیکھنا ہے کہ دنیا کے ان امور کو انجام دینے کے لئے اسلامی آداب واخلاقیات کیا ہیں؟ مثلاً ایک خاتون کا مسافر بردار طیارہ لے کر یا ریل گاڑی لے کر ایک شہر سے دوسرے شہر اور ایک ملک سے دوسرے ملک جانا، لباس وپوشاک اور یونیفارم میں ستر کا لحاظ نہ رکھنا، اور خواتین کے مزاج ومذاق اور وظیفہ حیات کے لحاظ سے کون سا کام ان کے لئے مناسب ہے اور کون سا کام مناسب نہیں ہے، جیسے مسائل ہی لائق توجہ رہ جاتے ہیں۔

اس پس منظر میں اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا) نے اپنے ۳۳ویں فقہی سمینار میں ایک موضوع ''خواتین کی ڈرائیونگ سے متعلق بعض مسائل'' بھی رکھا ہے، موضوع وقت وحالات کے لحاظ سے نہایت اہم ہے، اور غور وفکر کا طالب بھی، اس سے متعلق جو سوالنامہ اہل علم اور ارباب افتاء کی خدمت میں بھیجا گیا تھا تادم تحریر ۶۶/مقالات اور ان سوالوں کے جوابات موصول ہوئے، اس دراسہ اور تلخیص میں ان ہی مقالات، تحریروں اور مقالہ نگاران کی آراء کا خلاصہ پیش کیا جارہا ہے:

مقالہ نگاران کے اسمائے گرامی:

ڈاکٹر ظفر الاسلام صدیقی، مفتی محمد عثمان بستوی، مولانا محمد صابر حسین ندوی، ڈاکٹر محمد شاہجہاں ندوی، مفتی اقبال بن محمد ٹنکاروی، مفتی محمد جعفر ملی رحمانی، مفتی محمد شفیق بڑودوی، مولانا اختر امام عادل قاسمی، مولانا محمد ابوبکر قاسمی، مفتی حبیب اللہ قاسمی، ڈاکٹر حافظ کلیم اللہ عمری، مفتی نثار احمد گودھروی، قاضی محمد حسن ندوی، مفتی محمد ثناء الہدی قاسمی، مولانا محمد عمار مزمل قاسمی، مولانا عبدالحکیم قاسمی پالنپوری، مولانا سعید احمد ندوی، مولانا محمد جمیل اختر جلیلی ندوی، مفتی محمد الیاس قاسمی، مولانا معراج الدین قاسمی، مفتی سید محمد علی مدنی، مولانا مظاہر حسین عماد قاسمی، مولانا محمد سلیم الدین قاسمی، مولانا محمد ممتاز خان ندوی، مفتی فرید احمد کاوی، مفتی محمد زبیر ندوی، ڈاکٹر سعید احمد عمری مدنی، مفتی جنید محمد پالنپوری، مولانا ارشاد پالنپوری، مولانا کفیل احمد قاسمی، مفتی محمد انور حسین مدنی، مولانا محمد جمشید جوہر قاسمی اراریاوی، مفتی سید ابراہیم حسامی قاسمی، مولانا محمد شاکر نثار قاسمی مدنی، مفتی سیف الاسلام اصلاحی، مولانا محمد صبیح اختر قاسمی، ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی، مفتی عبدالسلام قاسمی، مفتی فضل الرحمٰن اصلاحی قاسمی، مولانا ابومعاویہ محمد معین الدین قاسمی، مولانا محمد عفان منصور پوری، مولانا ابراہیم وریٹھی فلاحی، مولانا محبوب فروغ احمد قاسمی، مولوی عبدالخالق نعمانی، مفتی محمد فاروق قاسمی دربھنگوی، حافظ سید فاروق عمری مدنی، مفتی عبدالغفار قاسمی اندوری، مفتی محمد مطیع

الرحمٰن قاسمی، مفتی توفیق الٰہی قاسمی، مفتی تنظیم عالم قاسمی، مولانا عبید اللہ ندوی، مفتی محمد سیف اللہ عرشی قاسمی، مولانا محمد ریاض ارمان قاسمی، مفتی امانت علی قاسمی، مفتی سعید الرحمٰن فاروقی، مولوی محمد عمیر شاملی، مولوی محمد شمس قمر قاسمی، مولانا عبدالاحد قاسمی، مفتی شاہد علی قاسمی، مفتی محمد ذکاء اللہ شبلی مفتاحی، مفتی عبدالقیوم قاسمی پالنپوری، مفتی عبدالمنان قاسمی، ڈاکٹر محی الدین غازی، مولوی محمد ادریس کشمیری، مولوی محمد بن مولانا افتخار رحمانی۔

سوال نمبر:۱

کیا کوئی عورت شہر میں ایک جگہ سے دوسری جگہ تنہا گاڑی چلا کر جاسکتی ہے؟ اس میں تمام گاڑیوں کے احکام ایک ہی ہیں یا الگ الگ۔

اس سوال کے دو اجزاء ہیں:

الف- ایک اپنی ذاتی ضرورت سے دو پہیہ یا چار پہیہ گاڑی ڈرائیو کرنا۔

ب- کمرشیل اور بڑی گاڑیاں، جیسے لاری اور ٹرک وغیرہ ڈرائیو کرنا۔

اس سوال کے پہلے جز سے متعلق تمام مقالہ نگاران کی رائے یہ ہے کہ کسی خاتون کا ڈرائیونگ کرنا ایک مباح امر ہے، اس لئے اگر کوئی خاتون ضرورت کے وقت، جبکہ اسے گھر سے باہر مطلوبہ مقام تک لانے اور لے جانے والا محرم میسر نہ ہو، راستہ بھی پرامن ہو اور کسی فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو شرعی آداب، اور پردے کا مکمل لحاظ کرتے ہوئے مسافت سفر سے کم کے فاصلہ تک اور شہر میں ایک جگہ سے دوسری جگہ خود اپنی کار یا اسکوٹی وغیرہ ڈرائیو کر کے آمد و رفت کر سکتی ہے، اور اسلامی اخلاق و آداب میں یہ بھی شامل ہے کہ برق زرق لباس اور خوشبو سے اجتناب کو ملحوظ رکھے، البتہ اسکوٹر، بائک یا بولیٹ وغیرہ میں چونکہ ایک طرف مردوں سے مشابہت اور دوسری طرف خواتین کے لئے شریفانہ انداز اور شائستگی برقرار رکھنا بہت مشکل ہوتا ہے، اس لئے اسکوٹی تک بات کو گوارا کیا جاسکتا ہے، بائک سے اجتناب لازم ہوگا۔

نیز یہ کہ اگر مسافت سفر ۴۸ میل یا اس سے زیادہ کا ہو تو پھر شرعی اعتبار سے محرم ساتھ ہونا لازم ہے، اگرچہ گاڑی ڈرائیو خاتون ہی کر رہی ہو، بغیر محرم کے از خود گاڑی ڈرائیو کر کے جانا جائز نہیں ہوگا، ان خیالات کا اظہار مقالہ نگاران نے کیا ہے۔

ب- دوسری شق سے متعلق بھی مقالہ نگاران متفق ہیں کہ مال بردار لاری، ٹیکسی اور بس وغیرہ بڑی گاڑیاں ڈرائیو کرنے میں چونکہ غیر محرموں کے ساتھ اختلاط، جاں گسل مشقت اور مردوں سے مشابہت وغیرہ کے امور پائے جاتے ہیں، اس لئے اس طرح کی گاڑیاں چلانا خواتین کے مزاج و مذاق اور نسوانی فطرت کے لحاظ سے نہ تو مناسب ہے اور نہ ہی

عزت وعصمت سے متعلق فتنوں کے اندیشوں کی وجہ سے جائز، اس موقف کے لئے مقالہ نگاران نے مندرجہ دلائل وشواہد نقل کئے ہیں:

دلائل وشواہد:

-"**للطبرانی أن امرأة مرت علی رسول الله متقلدة قوسا فقال:لعن الله المتشبهات من النساء بالرجال والمتشبهين من الرجال بالنساء**"(ردالمحتار الدرباب الحظر والاباحۃ ۶/ ۴۲۳)۔

-"**لاترکب مسلمة علی سرج للحدیث، هذالوللتلهی، ولو لحاجة غزو أو حج أو مقصد دینی أو دنیوی لا بدلها منه، فلابأس به**" (حوالہ مذکور)۔

-"**ولاترکب امرأة مسلمة علی السرج.....هذا إذارکبت متلهية أم متزينة لتعرض نفسها علی الرجال، فإن رکبت لحاجة کالجهاد والحج، فلا بأس به**"(البحر الرائق ۸/ ۲۱۵، کتاب الکراہیۃ فصل فی اللبس)۔

-"**إلا أنهارکبت مع زوجها بعذر، بأن رکبت للجهاد، وقد وقعت الحاجة إليهن للجهاد أو للعمرة؛فلا بأس بأن کانت متسترة، فقد صح أن نساء المهاجرين کن يرکبن الأفراس ويخرجن للجهاد، فکان رسول الله ﷺ، يراهن ولا ينهاهن**" (المحیط البرہانی کتاب الاستحسان والکراہیۃ ۵/ ۳۸۴)۔

-"**لايحل لا مرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تسافر مسيرة يوم وليلة ليس معها حرمة**" (بخاری کتاب تقصیر الصلاۃ، حدیث نمبر:۱۰۸۸، مسلم کتاب الحج حدیث نمبر:۱۳۳۹)۔

-"**لاتسافر المرأة يومين إلا معها زوجها أو ذومحرم**" (بخاری کتاب الصلاۃ فی مسجد مکۃ والمدینۃ حدیث نمبر:۱۱۹۷، مسلم حدیث نمبر:۸۲۷)۔

-"**وإن اختلقت ظواهرها الحظر علی المرأة أن تسافر سفرا يخاف عليها الفتنة بغير محرم قصيرا أوطويلا**"(التمہید لما فی الموطا من المعانی والاسانید ۲۱/ ۵۵)۔

-"**وقرن فی بيوتکن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الأولی**" (سورۂ احزاب:۳۳)۔

-**فدلت الآية علی أن الأصل فی حقهن الحجاب بالبيوت والقرار بها، ولکن يستثنی منه مواضع الضرورة، فيکتفی فيها الحجاب بالبراقع والجلابيب.....فعلم أن حکم الآية قرارهن فی البيوت، إلا لمواضع الضرورة الدينية کالحج والعمرة بالنص أو الدنيوية کعيادة قرابتها وزيارتهم أو احتياج إلی النفقة وأمثالها بالقياس، نعم لاتخرج عند الضرورة أيضا متبرجة بزينة تبرج الجاهلية**

الأولى، بل فى ثياب بذلة متسترة بالبرقع أو الجلباب، غير متعطرة ولا متزاحمة فى جموع الرجال، فلايجوزلهن الخروج من بيوتهن، إلا عند الضرورة بقدر الضرورة مع اهتمام التستر والاحتجاب كل الاهتمام، وما سوى ذلک فمحظور ممنوع"(احکام القرآن مفتی محمد شفیعؒ ۳/ ۳۱۷)۔

-"**عن أبى هريرةؓ أن رسول الله ﷺقال: "خير نساء ركبن الإبل نساء قريش احناه على ولد فى صغره، وأرعاه على زوج فى ذات يده**"(بخاری،حدیث نمبر:۵۰۸۲)۔

-"**وحيث أبحنالها الخروج فبشرط عدم الزينة فى الكل وتغيير الهيئة إلى ما يكون داعية إلى نظر الرجال واستمالتهم**"(ردالمحتار ۳/ ۱۴۶)۔

-"**فلا مانع من ركوب المرأة للدراجة النارية أو الهوائية إذا كانت بعيدة عن أعين الرجال ما دامت ملتزمة بأحكام الحجاب الشرعى ساترة لجسدها، وكانت حذرة من إظهار شئ من العورة فى الركوب والنزول، أما ركوبها لها فى مكان يراها الرجال فيه فلا أراه جائزا، إلا عند الحاجة الشديدة؛لأن الغالب فى راكبتها أن يظهر جزء مماسترته أو تضيق عليها الثياب بحيث تصف جسدها؛ولأنهاربما سقطت من فوقها فينكشف ماسترمنها أوغير ذلک من المحاذير المتوقعة**"(شبکۃ الفتاوی الشرعیۃ،دکتور احمد الحجی الکردی،رقم:۱۹۳۳۲)۔

-"**ولكن يشترط لجواز ركوبها أن تحافظ على الآداب الشرعية عندركوبها من الالتزام باللباس الشرعى، ونحو ذلک، وإذا كانت تترتب على ركوب المرأة للدراجة فتنة بها، حرم عليها ذلک**.....**والأولى مراعاة العرف إن كان مثل هذا الفعل مستقبحافى بعض البلدان**"(اسلام ویب)(افتخار رحمانی)۔

-کرایہ پر ٹیکسی،لاری،ٹرک اوربس چلانا چونکہ تشبہ بالرجال اوراختلاط،نیزفتنوں سے گھرا ہوا ہے،اس لئے جائز نہیں ہے،"**لعن رسول الله ﷺ المستشبهين من الرجال بالنساء والمستشبهات من النساء بالرجال**" (شامی۶/ ۴۲۳)۔

-ضرورت کے وقت ازسرتاپیر مکمل پردہ کی رعایت رکھتے ہوئے عورت کے لئے موٹرسائیکل وغیرہ چلانے کی اگرچہ گنجائش ہے،لیکن موجودہ فتنہ کے دور میں عورت کا موٹرسائیکلوں پر بیٹھ کر سڑکوں پر نکلنا خطرات سے خالی نہیں،کیونکہ ایسی عورت کی طرف راہ گیروں کی نظریں بے ساختہ اٹھتی ہیں،گویا کہ یہ عورت اپنے عمل سے غیروں کو اپنی جانب مائل کرنے والی ہے،جس کی مذمت احادیث شریفہ میں وارد ہے،علاوہ ازیں سواری کے خدانخواستہ بے قابو ہونے کی صورت

میں بے پردگی کا بھی سخت احتمال ہے، نیز جرائم پیشہ افراد کا شکار ہونے کا بھی خطرہ ہے، اس لئے بلا شدید ضرورت عورتوں کو موٹر سائکل وغیرہ چلانے سے یقیناً احتراز کرنا چاہئے (فتاوی رحیمیہ ۶/ ۴۲۵)۔

-اگر بہت مجبوری ہو اور ملازمت کے بغیر چارہ کار نہ ہو تو مکمل پردے کیساتھ بدرجہ مجبوری اسکوٹی جیسی سواری پر آنے جانے کی گنجائش ہے (کتاب النوازل ۱۵/ ۴۳۴)۔

-عام حالات میں گاڑی چلا کر باہر جانا عورت کے لئے ممنوع رہے گا، ہاں اگر ضرورت شدیدہ کی بنا پر باہر نکلنا ناگزیر ہو جائے اور کوئی شرعی محذور نہ پایا جائے، نیز پردہ کا پورا اہتمام بھی ہو تو ایسے وقت گاڑی چلا کر نکلنے کی گنجائش ہے، لیکن اگر باہر نکلنے میں بے پردگی کا امکان ہو یا مردوں سے اختلاط کی نوبت آئے تو ایسے وقت میں باہر نکلنا ہی اس کے لئے ناجائز ہے، تو گاڑی چلانا بدرجہ اولی ممنوع ہوگا (چند اہم عصری مسائل/ ۳۱۹)۔

-"**عن ابن عمرؓ مرفوعا: ليس للنساء نصيب فى الخروج إلامضطرة**" (کنز العمال ۱/ ۲۴۳)۔

-"**عن عائشةؓ أن النبى ﷺ إذا كان بالليل سارمع عائشة يتحدث فقالت حفصة: ألا تركبين الليلة بعيرى واركب بعيرك تنظرين وانظر، فقالت: بلى فركبت فجاء النبى ﷺ إلى جمل عائشة وعليه حفصة فسلم عليها، ثم سارحتى نزلوا الخ**" (بخاری، حدیث نمبر: ۵۲۱۱، کتاب النکاح، مسلم حدیث نمبر: ۲۴۴۵)۔

-"**عن عبد الله بن عبد الرحمن الأنصارى قال: سمعت انسؓ يقول: دخل رسول الله ﷺ على ابنة ملحان فاتكاعندها، ثم ضحك فقالت: لم تضحك يا رسول الله، فقال: ناس من أمتى يركبون البحر الأخضر فى سبيل الله، قال انسؓ؛ فتزوجت عبادة الصامت فركبت البحر مع بنت قرظة، فلما تفلت ركبت دابتها فقصت بها فسقطت دابتها فوقصت بها فسقطت فماتت**" (بخاری، باب غزوۃ فی البحر)۔

-"**عن عائشةؓ فى حديث طويل فقال: ما كلمنى كلمة ولا سمعت منه حكمة غير استرجاعه حتى أناخ راحلته فوطئ على يديها فركبتها فانطلق يقود بى الراحلة حتى أتينا الجيش بعد ما نزلوا**" (بخاری، حدیث نمبر: ۴۷۵۰)۔

-"**عن عمران بن حصينؓ قال: كانت ثقيف حلفاء بنى عقيل.....إلى قوله: وأسرت امرأة من الأنصار وأصبيت العضباء فكانت المرأة فى الوثائق، وكان القوم يريحون نعمهم بين يدى بيوتهم فانفلتت ذلك ليلة من الوثاق فأتت الإبل، فجعلت إذا دنت من البعير رغا، فتتركه حتى تنتهى إلى العضباء فلم ترغ، وناقة منوقة فقعدت فى عجزها، ثم رجزتها فانطلقت**" (مسلم حدیث نمبر: ۱۶۴۱)۔

-"**ولهذا لا يجوز لها الخروج وحدها والخوف عند اجتماعهن أكثر، ولهذا حرمت الخلوة بالأجنبي**"(بدائع الصنائع ۲/ ۲۹۹)۔

-"**المرأة للفتنة وبالنساء تزداد الفتنة، ولا ترتفع، إنما ترتفع بحافظ يحفظها ولا يطمع فيها، وذلک المحرم**"(المبسوط للسرخسی ۴/ ۱۰۰)۔

-"**والحاصل أن مدارخروجها بسبب قيام شغل المعيشة فيتقدر بقدره، فمتى انقضت حاجتها لا يحل لها بعد ذلک صرف الزمان خارج بيتها**" (ردالمحتار ۵/ ۲۲۵، جدید فقہی مسائل ۴/ ۱۰۹)۔

-"ازواج مطہرات اور صحابیات نے اونٹ کی سواری فرمائی ہے اور خود اونٹ کی نکیل تھام کر سفر کیا ہے، حج، جہاد اور ہجرت سے متعلق بعض روایات میں اس کا ذکر موجود ہے، موجودہ سواریاں تو اونٹ کے مقابلہ میں توازن میں زیادہ بہتر ہیں، اس لئے خواتین کی چار پہیوں والی گاڑیوں کی ڈرائیونگ جائز معلوم ہوتی ہے، لیکن اصل قابل توجہ بات یہ ہے کہ عورت کو ایسے سفر سے منع کیا گیا ہے، جس میں فتنہ ہو، یا فتنہ کا غالب اندیشہ ہو، اس لئے:

الف- اگر عورت ڈرائیونگ کر رہی ہو تو اس کے ساتھ اگر اس کا محرم بھی ہو تو درست ہوگا۔

ب- اگر عورت ڈرائیونگ کر رہی ہو اور اس کے ساتھ گاڑی میں کوئی غیر محرم یا اجنبی ہو تو یہ صورت ناجائز ہوگی۔

ج- اگر عورت تنہا ہو اور گاڑی ڈرائیو کر رہی ہو اور ۷۷ کیلومیٹر سے زائد فاصلہ طے کرنا ہو تو یہ بھی جائز نہیں۔

د- اگر اس مسافت کے اندر سفر تنہا کر رہی، لیکن اگر ۷۷ کیلومیٹر سے کم کی مسافت ہو اور راستہ میں فتنہ کا قوی اندیشہ نہ ہو تو اس کے تنہا ڈرائیونگ کرتے ہوئے گاڑی لے جانے کی گنجائش ہوگی، لیکن بہتر یہ بھی نہیں ہے، کیونکہ بعض شر پسند عناصر ایسے مواقع پر شرارت کرنے سے باز نہیں آتے" (کتاب الفتاوی حلال وحرام سے متعلق مسائل، جلد ۱۰)۔

-"**الحاجة تنزل منزلة الضرورة عامة أو خاصة**"(شرح المجلہ ۱۶/ ۳۰۳)۔

-"**وروى عن أبى حنيفة وأبى يوسف كراهة خروجها مسيرة يوم واحد، وينبغى أن يكون لفساد الزمان**"(شامی کتاب الحج ۳/ ۴۶۵)۔

-خواتین کے لئے کسی واقعی ضرورت وحاجت کی غرض سے پردہ کی حدود میں رہتے ہوئے اکیلے ڈرائیونگ کرنا بلا کراہت جائز ہے، تاہم سفر شرعی کی مسافت یا اس سے زیادہ سفر ہو تو محرم کا ہونا لازم ہے۔

-"**عن أسماء بنت أبى بكرؓ قالت: تزوجنى الزبير وماله فى الأرض من مال ولا مملوک ولا شئ غيرناضح وغير فرسه، فكنت أعلف فرسه واستقى (واسقى)الماء واخرزغربه وأعجن ولم أكن أحسن أخبز، وكان يخبز جارات لى من الأنصار وكن نسوة صدق، وكنت أنقل النوى من أرض**

الزبير التى أقطعه رسول الله ﷺ على رأسى وهى منى على ثلثى فرسخ فجئت يوما والنوى على رأسى فلقيت رسول الله ﷺ ومعه نفر من الأنصار فدعانى، ثم قال: إخ إخ ليحملى خلفه، فاستحييت أن أسير مع الرجال وذكرت الزبير وكان أغير الناس، فعرف رسول الله ﷺ أنى قد استحييت فعفى، فجئت الزبير فقلت لقينى رسول الله ﷺ وعلى رأسى النوى، ومعه نفر من أصحابه، فأناخ لأركب فاستحييت منه وعرفت غيرتک، فقال:والله لحملک النوى كان أشد علىّ (عليک) من ركوبک معه، قالت حتى أرسل إلى أبوبكر بعد ذلک بخادم تكفينى (يكفينى)سياسة الفرس فكأنما أعتقنى" (بخاری ومسلم،حدیث نمبر:۵۸۲۱)۔

-"لايخلون رجل بامرأة إلا ومعها ذومحرم،ولاتسافر المرأة إلامع ذى رحم محرم" (مسلم ۱/ ۴۳۴)۔

-"ليس للنساء نصيب فى الخروج إلا مضطرة" (کنزالعمال)۔

-"واحتج أبوحنيفة بأن مادون السفر الشرعى فى حكم البيت فى جميع الأحكام كعدم جواز القصر وعدم جواز أخذ الزكوة للغنى الذى له مال فى الوطن لا فى السفر، فكما يجوز لها أن تكون فى بيتها بلا محرم، كذلک يجوز لها أن تكون فى أقل من مدة السفربلامحرم"(اعلاء السنن ۱۷/ ۵۸۳)۔

-"دفع المضرة أولى من جلب المنافع"(الاشباہ)۔

-"الضرورات تبيح المحظورات، الضرورة تقدر بقدر الضرورة" (الاشباہ)۔

-"الضرر الأشد يزال بالضرر الأخف"(الاشباہ)۔

متفرقات:

البتہ مولانا اختر امام عادل قاسمی کی رائے میں بغیر محرم کے دو پہیہ سواری بھی بدترین سواری ہے، اور مفتی شاہد علی قاسمی کے خیال میں مردوں کی مشابہت رکھنے والی گاڑی جیسے بائک چلانا عورتوں کے لئے مکروہ ہے، نیز مفتی محبوب فروغ احمد قاسمی کے خیال میں یہ مسئلہ ڈرائیونگ کا نہیں ہے، بلکہ عورت کے گھر سے باہر نکلنے کا ہے، اور ضرورت کے مواقع مستثنیٰ ہیں، اس لئے ضرورت کے وقت گاڑی کیسی بھی ہو، بس پردہ اور تستر ضروری ہے، البتہ وہ گاڑی جو مردوں کے لئے مخصوص ہو، اس سے بھی عام حالات میں احتراز لازم ہے، ڈاکٹر اسرار الحق قاسمی کا خیال ہے کہ دو پہیہ والی گاڑیوں میں چونکہ پورا حصہ کھلا رہتا ہے اور تیز رفتاری کی وجہ سے جسم کا نشیب وفراز ظاہر ہوتا ہے، اس لئے اس کی ڈرائیونگ درست نہیں ہوگی۔

-"ولا يضربن بأرجلهن ليعلم ما يخفين من زينتهن" (سورۂ نور:۳۱)۔

-"عن حمزة بن أبی أسيد الأنصاری عن أبيه أنه سمع رسول الله ﷺ يقول:وهوخارج من المجد، وقد اختلط الرجال مع النساء فی الطريق، فقال رسول الله ﷺ للنساء: استأخرن، فإنه ليس لكن أن تحققن الطريق، عليكن بحافات الطريق، فكانت المرأة تلصق بالجدار حتی أن ثوبها ليتعلق بالجدار من لصوقها به"(ابوداؤدحدیث نمبر:۴۱۷۳،نسائی۸/ ۱۵۳)۔

-"ومن ذلک أيضا أنهن ينهين عن المشی فی وسط الطريق لما فيه من التبرج"(ابن کثیر۶/ ۴۹)۔

سوال نمبر۲:

اگر مسافت شرعی کی مقدار کا سفر ہواور مذکورہ سواری میں عورت کا شوہر یا محرم بھی ساتھ ہوتو کیا اس کی اجازت ہے؟

اس سوال کے جواب میں مقالہ نگاران کی رائے یہ ہے کہ چونکہ گاڑی چلانے میں مردوں کی مشابہت اور خوامخواہ کی مغرب کی نقالی ہے،اس لئے محرم یا شوہر ساتھ ہونے کے باوجود خواتین کے لئے شوقیہ گاڑی چلانا نامناسب ہے، البتہ اگر مجبوری ہواور محرم اور شوہر میں سے کوئی گاڑی چلانا نہیں جانتا ہوتو ضرورت کی وجہ سے عورت کا گاڑی چلانا جائز ہے،مگر مقالہ نگاروں نے محرم ساتھ ہونے کی صورت میں علی الاطلاق جائز قرار دیا ہے۔

دلائل واستیناد:

-"عن أبی سعيد الخدریؓ قال:قال رسول الله ﷺ:لا يحل لا مرأة تؤمن بالله واليوم الآخرأن تسافر سفرا يكون ثلاثةأيام، فصاعدا،إلا ومعها أبوها أو أخوها أو زوجها أو ابنها، أوذومحرم منها"(مسلم۱/ ۴۳۴)۔

-"لعن رسول الله ﷺ المتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء وبالرجال"(بخاری)۔

-"خير نساء ركبن الإبل نساء قريش وقال الآخر:صالح نساء قريش أحناه علی ولد فی صغره وأرعاه علی زوج فی ذات يده"(بخاری۲/ ۸۰۸،حدیث نمبر:۵۳۶۵)۔

-"عن عائشة أن النبيﷺ كان إذا خرج أقرع بين نسائه، فطارت القرعة لعائشة وحفصة، وكان النبی ﷺ إذا كان بالليل سارمع عائشة يتحدث فقالت حفصة:ألا تركبين الليلة بعيری واركب بعيرک تنظرين وأنظر، فقالت:بلی، فركبت"(بخاری شریف باب القرعۃ۲/ ۸۴۷،حدیث نمبر:۵۲۱۱)۔

-"والمحرم فی حق المرأة شرط شابة كانت أو عجوزا، إذا كانت بينهما وبين مكة مسيرة ثلاثة أيام"(تاتارخانیہ کتاب الحج ۲/ ۴۳۴)۔

-"قال محمدؒ :لايعجبنا أن تقاتل النساء المسلمات مع الرجال، إلا أن يضطر المسلمون إلى ذلک، فإن اضطر المسلمون إلى ذلک، بأن جاء النفير، وكان فی خروجهن حاجة وضرورة، فلابأس بخروجهن للقتال، ولهن أن يخرجن فی هذه الحالة من غير إذن آبائهن وأزواجهن، وليس لهم منعهن عن الخروج يأثمون بالمنع عن الخروج"(ہندیہ، کتاب السیر ۲/ ۲۱۰)۔

-ازواج مطہرات اور صحابیاتؓ نے اونٹ کی سواری فرمائی ہے اور خود ہی اونٹ کی نکیل تھام کر سفر کیا ہے، حج، جہاد اور ہجرت سے متعلق بعض روایات میں اس کا ذکر موجود ہے، موجودہ سواریاں توازن کے معاملہ اونٹ کے مقابلہ زیادہ بہتر ہیں، اس لئے فی نفسہ خواتین کے لئے چار پہیوں والی گاڑیوں کی ڈرائیونگ جائز معلوم ہوتی ہے، لیکن اصل قابل توجہ بات یہ ہے کہ عورت کو ایسے سفر سے منع کیا گیا ہے جس میں فتنہ ہو یا جس میں فتنہ کا غالب گمان ہو، اس لئے عورت اگر ڈرائیونگ کر رہی ہو اور گاڑی میں اس کے ساتھ اس کا شوہر یا محرم ہو تو یہ صورت درست ہوگی (کتاب الفتاوی ۶/ ۲۱۲، حرام وحلال سے متعلق مسائل)۔

-"وللرجال نصيب مما اكتسبوا وللنساء نصيب مما اكتسبن" (سورۂ نساء: ۳۲)۔

-"عن عبد الله عن النبی ﷺ قال:إن المرأة عورة، فإذاخرجت استشرفها الشيطان، وأقرب ماتكون من وجه ربها وهی فی قعربيتها"(مسند البزار ۱/ ۳۲۴)۔

-"قال رسول الله ﷺ: كل عين زانية والمرأة إذا استعطرت فمرت بالمجلس، فهی كذا وكذا، يعنی زانية"(ترمذی، حدیث نمبر: ۲۷۸۶)۔

-"قال رسول الله ﷺ: لا يخلون رجل بإمرأة، إلا كان ثالثهما الشيطان" ۔

-"أن أم سلمة حدثته أنها كانت عند رسول الله ﷺ وميمونة قالت: فبينا نحن عنده أقبل ابن أم مكتوم فدخل عليه، وذلک بعد ما أمرنا بالحجاب، فقال رسول الله ﷺ: احتجبا منه، فقلت:يا رسول الله أليس هو أعمى؟ لا يبصرنا ولايعرفنا، فقال رسول الله ﷺ أفعميا، وإن أنتما ألستما تبصرانه" (ترمذی ۲/ ۱۰۴)۔

-"أذن الله أن تخرجن لحوائجكن"(بخاری، حدیث نمبر: ۴۸۳۶)۔

-"ثبت أنه قيل لسودةؓ زوج النبیﷺ:مالک لا تحججين ولا تعتمرين كما يفعل أخواتک؟ فقالت: قد حججت واعتمرت وأمرنی الله تعالى أن أقر فی بيتی، فوالله لا أخرج من بيتی حتى أموت

قال: فوالله ماخرجت من باب حجرتها حتى أخرجت جنارتها"(تفسیر آلوسی ۱۶/ ۱۰۹)۔

-"ومهما حاول الغربيون والشرقيون تصديرعاداتهم وتقاليدهم إلى البلاد الاسلامية، من أجل تفكيک الأسرة المسلمة وهدم كيانها، فإن من أهم دواعي الإنصاف والإخلاص والصراحة ألاتنخدع المرأة المسلمة ببريق الحياة المعاصرة ومغويات الخداع فيها، والكيد للمسلمين والمسلمات، فلقد صرح قادة الشرق والغرب أنهم بسياسيتهم وتدخلهم السافر فى قضايا المسلمين يريدون انحلال المسلمين والمسلمات، والقضا على مقدساتهم، والتخلص من قيمة العرض والحياء التى افتقدوها من قاموس حياتهم، فهم يريدون الرجال المتحللين بالسكر والقمار والعربدة لا المصلين فى المساجد، ويريدون نساء كاسيات عاريات للفن من رقص وغناء وسكر وفوضى جنسية، وعمل خارج المنزل دون أى قيود أو ضوابط"(موسوعۃ الفقہیۃ والقضایا المعاصرۃ ۱۲/ ۵۹۴، ماخوذ از مقالہ: مولانا معراج الدین قاسمی، جموں)۔

-"ومن واجب المرأة فى عملها عدم التورط بما يوقعها فى المشكلات واجتناب مواضع الشبهات والبعد عن الأعمال المحرمة واختيار الأعمال الخفيفة التى لاتثقل عاتقها ولا تلغى مهمتها المنزلية فللمنزل أهمية كبرى فى بناء الرجال والأولاد والمجتمع"(موسوعۃ الفقہیۃ والقضایا المعاصرۃ ۱۳/ ۵۹۴)۔

-"ولو حاجة غزوالخ أى بشرط أن تكون متسترةأو تكون مع زوج أو محرم (قوله أو مقصد دينى) كسفرلصلة رحم"(ردالمحتار مع الدر ۹/ ۶۰۶)۔

-"ولا تركب امرأة مسلمة على السرج لقوله عليه السلام:لعن الله الفروج على السروج، هذا إذا ركبت متلهية أو متزينة لتعرض نفسها على الرجال، فإن ركبت لحاجة كالجهاد والحج، فلا بأس به"(البحرالرائق ۸/ ۲۱۵)۔

-"لعن الله الفروج على السروج، قوله:(إلا لضرورة) يعنى إذا كانت المرأة فى سفر الحج وغيره واضطرت للركوب على السرج، تركب مستديرة؛لأن الضرورة تبيح المحظورة"(کتاب الکراہیۃ فصل فروع/ ۴۲۳ وزارت اوقاف لحظر منحۃ السلوک ۱/ ۴۲۳)۔

-"ذهب الفقهاء إلى أنه ليس للمرأة أن تسافر لغير الفرض كحج التطوع والزيارة والتجارة والسياحة وطلب العلم، ونحوهذا من الأسفار إلا مع زوج أو محرم" (موسوعہ فقہیہ ۳۶/ ۲۰۶)۔

-"وحيث أبحنا لها الخروج فبالشرط عدم الزينة فى الكل وتغيير الهيئة إلى ما لا يكون

داعية إلى نظر الرجال واستمالتهم"(الدرمع الرد۴/۲۹۴)۔

-"تنظر المرأة من الرجل كنظر الرجل للرجل إن أمنت شهوتها، فلولم تأمن أوخافت أو شكت حرم استحسانا كالرجل هو الصحيح فى الفطين"(الدرالمختار۵/۳۶۲)۔

-"وتمنع المرأة الشابة (من كشف الوجه بين رجال) لا،لأنه عورة، بل (لخوف الفتنة) كمسه، وإن أمن الشهوة؛لأنه أغلظ، ولذا ثبت به حرمة المصاهرة، كما يأتى فى الحظرالشرح (قوله: وتمنع المرأة) اى تنهى عنه، وإن لم يكن عورة (قوله بل لخوف الفتنة)اى الفجور بها قاموس، أو الشهوة، والمعنى تمنع من الكشف لخوف أن يرى الرجال وجهها فتقع الفتنة؛لأنه مع الكشف قد يقع النظر إليها بشهوة"(ردالمحتار۳/۲۵۷)،وقال القهستانى:منع النظر من الشابة فى زماننا ولوبلاشهوة"(روح المعانی۱۶/۲۲۴)(مولانااختراامام عادل قاسمی)۔

-"ولا تخرج عند الضرورة أيضا متبرجة بزينة تبرج الجاهلية الأولى، بل فى ثياب بذلة متسترة بالبرقع أو الجلباب غيرمتعطرة ولا متزاحمة فى جموع الرجال، فلا يجوز لهن الخروج من بيوتهن، إلا عند الضرورة مع اهتمام التستر والاحتجاب كل الاهتمام–وما سوى ذلک فمحظور ممنوع"(احکام القرآن۳/۳۱۷-۳۱۹)۔

-"لاتسافر المرأة بغير محرم ثلاثة أيام وما فوقها واختلفت الروايات فيها دون ذلک قال أبويوسفؒ: أكره لها أن تسافر يوما، وهكذا روى عن أبى حنيفةؒ قال الفقيه ابوجعفر:اتفقت الروايات على الثلاث، فأمادون الثلاث، قال ابوحنيفةؒ:هو أهون من ذلک، ولا يكون عليها فى ذلک ما يكون عليها فى الثلاث"(قاضی خان۱/۱۷۰)۔

-"ولأنها إذالم يكن معها زوج ولا محرم لا يؤمن عليها إذا النساء لهم على وضم إلا ماذب عنه، ولهذا لا يجوز لها الخروج وحدها" (بدائع۲/۱۲۳)۔

-اسی طرح اگر ضرورت محرم یا شوہر کے ساتھ سفر سے پوری ہوجاتی ہوتو خود گاڑی چلانے سے اجتناب کیا جائے(فتوی بنوری ٹاؤن)۔

سوال نمبر:۳

بعض فقہاء کے نزدیک عورتوں کا قافلہ ہوتوایک عورت اپنے محرم کے بغیر قافلہ میں شامل ہوسکتی ہے؛ کیونکہ قافلہ

میں بہت سی خواتین کی موجودگی فتنہ کے اندیشہ کو کم کر دیتی ہے، کیا پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیور کو اس زمرے میں رکھا جا سکتا ہے؟

اس سوال کے جواب میں زیادہ تر حضرات مقالہ نگاران کی رائے یہ ہے کہ چونکہ پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیونگ میں مردوں کے ساتھ اختلاط، اجنبی مردوں سے خلوت، مسافت شرعی کے بقدر یا اس سے زیادہ دور تنہا، بغیر محرم کے ٹرانسپورٹ یا ذاتی گاڑی لے کر جانے میں فتنہ، خوف اور بہت سے اندیشوں، ٹرانسپورٹ کے شعبہ میں پائی جانے والی ناشائستہ، اور غیر محارم کی نظر، شعبہ سے متعلق مرد حضرات سے تنہائی میں ملنے وغیرہ جیسی خرابیوں کی وجہ سے خواتین کے لئے پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیونگ جائز نہیں ہے، اور اس طرح ٹرانسپورٹ کی گاڑی لے کر جانے کو ائمہ اربعہ میں سے بعض مکتب فقہ کی جانب سے دی گئی قافلہ کے ساتھ سفر حج وعمرہ کی اجازت پر قیاس نہیں کیا جا سکتا، اور نہ ہی ٹرانسپورٹ کے سواروں کو حج و عمرہ کے قافلے کے درجے میں رکھا جا سکتا ہے۔

دلائل وشواہد:

عدم جواز کے دلائل مسافت شرعی یا اس سے زیادہ بغیر محرم کے سفر کی ممانعت سے متعلق دلائل سوال نمبر ۲ کے تحت گذر چکے ہیں، وہاں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

جواز کی رائے (قافلہ کے زمرے میں رکھا جا سکتا ہے):

کچھ حضرات نے پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیونگ کو حج وعمرہ کے قافلہ کے زمرے میں رکھا ہے، اور پولیس اہل کار، سی سی ٹی کیمرے اور زمانہ قدیم جیسے راستوں کے خطرات نہ ہونے کی وجہ سے اس کی اجازت دی ہے، اور بعض حضرات نے مسافت سفر سے کم اگر شہر میں ایسی ذمہ داری نبھانی ہو تو اس کی اجازت دی ہے، ہم ذیل میں ان کی آراء مع اسمائے گرامی درج کرتے ہیں:

- ڈاکٹر ظفر الاسلام صدیقی: کیا پبلک ٹرانسپورٹ کے ڈرائیور کے ساتھ بہت سی خواتین اور کچھ مرد رہتے ہیں اگر ایسا ہے تو ایسے قافلہ کو اس کے زمرے میں رکھا جا سکتا ہے۔

- ڈاکٹر محی الدین غازی: ایک عورت پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیور بن سکتی ہے، خواہ اس میں عورتیں ہوں یا صرف مرد ہوں۔

- مولانا محمد صابر حسین ندوی: پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیور کو بھی اس زمرے میں رکھا جا سکتا ہے، مگر شرائط کا لحاظ ضروری ہے، بہتر ہے کہ سی سی ٹی وی کیمرے کا بندوبست ہو اور راستہ محفوظ ہو، خلوت کا امکان نہ رہے۔

-مولانا محمد ادریس کشمیری: پبلک ٹرانسپورٹ میں عوام کی اچھی خاصی بھیڑ بھاڑ اور جم غفیر رہتا ہے، پولیس اور سیکورٹی عموما ہر جگہ دستیاب ہوتی ہے، اور سفر عام طور پر پر امن ہوتا ہے، عورت کی جان اور عزت کے فتنہ کا اندیشہ بھی نہیں ہوتا، اس لئے اگر سفر مسافت شرعی کے بقدر ہو اور خاتون کو گھر سے نکلنے کی ضرورت ہو، نیز سفر کرنے کی مجبوری ہو اور کوئی محرم بھی موجود نہ ہو، ماحول اور سفر بھی پر امن ہو، گاڑی میں قابل بھروسہ خواتین بھی ہوں تو تنہا سفر کرنے کی گنجائش ہے، حتی الامکان کوشش کرے کہ سفر میں اجنبی مردوں سے اختلاط نہ ہونے پائے، اور گفتگو کی ضرورت بڑے تو بقدر ضرورت کر سکتی ہے، لیکن ایسا لگتا ہے موصوف نے اس مسئلہ کو ضرورت سے خاتون کے مسافت شرعی تک کے ذاتی سفر سے متعلق سمجھا ہے (ملخص)۔

-مفتی ابوبکر قاسمی: اگر کسی قافلہ میں صرف عورتیں ہی ہوں تو ایسا سفر اگر مسافت شرعی کی مقدار سے کم ہو تو جائز، ورنہ جائز نہیں ہے (دلیل حدیث ابوداؤد: -"**لایحل لإمراۃ أن تسافر سفرا فوق ثلاثۃ أیام فصاعدا**")۔

-مفتی ثناء الہدی قاسمی: پبلک ٹرانسپورٹ ڈرائیور کی حیثیت سے قافلہ میں شریک عام عورتوں جیسی نہیں ہے، البتہ اگر بس میں خواتین ہی سفر کر رہی ہوں تو اس کی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔

مولانا جمیل اختر جلیلی ندوی: اس کا جواب راقم کے نزدیک ہاں میں ہے، وجہ اس کی یہ ہے کہ جب اس طرح کے ٹرانسپورٹ کے ذریعہ سفر کی گنجائش ہے اور باوجود اختلاط کے اس کو گوارا کیا گیا ہے، تو پھر ڈرائیونگ کی بھی گنجائش ہونی چاہئے، کہ سواریوں کے مقابلہ میں ڈرائیور کا اختلاط کم ہوتا ہے..... تاہم یہ ملازمت اس کے لئے مناسب نہیں ہے، کیونکہ یہ اس کی طبیعت کے خلاف ہے، نیز اس میں عورت ذات کی توہین وتذلیل بھی ہوتی ہے، بسا اوقات گالی گلوج سے سابقہ پڑتا ہے، بعض دفعہ تحرش اور چھیڑ چھاڑ کا شکار ہونا پڑتا ہے، اس لئے گنجائش کے باوجود بلاضرورت شدیدہ ایسی ملازمت نہیں کرنی چاہئے۔

-مفتی محمد الیاس قاسمی: پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیور کو اس زمرے میں رکھا جا سکتا ہے، کیونکہ قابلہ میں بہت سی خواتین کی موجودگی فتنہ کے اندیشہ کو کم کر دیتی ہے۔

-مولانا محمد سلیم الدین قاسمی: اگر شرعی مسافت یا اس سے زیادہ دور تک عورتوں کو گاڑی چلانا ناگزیر ہو جائے اور محرم یا شوہر موجود نہ ہو تو اس کے ساتھ عورتوں کا قافلہ بھی محرم کے قائم مقام ہو سکتا ہے اور اس حالت میں عورت ڈرائیو کر سکتی ہے۔

-مفتی جنید محمد پالنپوری: اگر واقعی کسی خاتون کو روزگار کی مجبوری ہو تو شہر ہی میں رہ کر پبلک ٹرانسپورٹ کی گاڑی چلا کر کام کر سکتی ہے، مگر بلا محرم مسافت شرعی پر جانا درست نہ ہوگا۔

-سید فاروق عمری مدنی: اگر راستے پر امن ہوں اور ساتھی قابل اطمینان ہوں تو مالکی اور شافعی مسلک میں تھوڑا توسع پیدا کر کے ایک مسلمان عورت کے لئے پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیونگ کی اجازت دی جاسکتی ہے۔

-مولانا عبید اللہ ندوی: میرا خیال یہ ہے کہ اگر واقعی مجبوری اور ضرورت ہو تو پبلک ٹرانسپورٹ کو رفقاء مامون کے زمرے میں رکھا جاسکتا ہے اور اس کو ملازمت کی گنجائش دی جاسکتی ہے۔

-مولانا محمد بن افتخار رحمانی: آج کل پبلک ٹرانسپورٹ میں عوام کی اچھی خاصی بھیڑ ہوتی ہے، سفر عام طور پر مامون ہوتا ہے اور عورتوں کی جان وعزت وآبرو کی پامالی کا اندیشہ کم ہوتا ہے، لہذا ضرورت کے وقت بدرجہ مجبوری عورتوں کے لئے پبلک ٹرانسپورٹ سے تنہا سفر کرنے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔

مفتی اقبال محمد ٹنکاروی نے دونوں نقطہ نظر نقل کرنے پر اکتفا کیا ہے، اور یہ رائے دی ہے: ''ان حضرات کے مسلک کے مطابق پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیور کو اسی زمرہ میں رکھا جاسکتا ہے، جمہور کے یہاں ایسا نہیں ہے''۔

سوال نمبر ۴:

آج کل خواتین ہوائی جہاز کی پائلٹ بھی بن رہی ہیں، اور حکومتیں ان کو ترجیح دیتی ہیں، فلائٹ میں سیکورٹی بہت زیادہ ہوتی ہے، پائلٹ کی ہر چھوٹی بڑی حرکت کیمرے میں ریکارڈ ہوتی رہتی ہے؛ البتہ پائلٹ کے کیبن میں دو افراد ہوتے ہیں، دونوں کی بیٹھک میں فاصلہ بھی ہوتا ہے، اگر خاتون پائلٹ ہو تو ہوسکتا ہے کہ ایک مرد اور ایک عورت پائلٹ کیبن میں رہیں، تو کیا مسلمان خواتین اس ملازمت میں شامل ہوسکتی ہیں؟

اتفاقی موقف (عدم جواز):

جہاز کا پائلٹ بننے میں بے شمار مفسدات ہیں، مثلاً اجنبی مردوں کے ساتھ خلوت (یعنی ساتھی پائلٹ کے ساتھ لمبے وقفہ تک قیام)، پردے کی عدم رعایت، بغیر محرم کے مسافت شرعی یا اس سے زیادہ کا سفر، مردوں کے ساتھ اختلاط، اور اگر وقتی طور پر ان مفسدات سے بچنا ممکن بھی ہو تو ہمیشہ کے لئے اس پیشہ سے وابستہ ہوجانے کے بعد زندگی میں یہ خرابیاں داخل ہو ہی جاتی ہیں، اور شرعی پابندیاں بے معنی ہو کر رہ جاتی ہیں، جو ایک مسلم خاتون کے لئے قطعاً روا نہیں ہے، ان تمام امور اور شرعی پابندیاں برقرار نہ رکھ پانے کی وجہ سے (فی نفسہ جائز ہونے کے باوجود) تقریباً تمام ہی مقالہ نگاران کی رائے ہے کہ ایک مسلم خاتون کے لئے جہاز کا پائلٹ بننا جائز نہیں ہے۔

دلائل:

-''**عن أبی هريرةؓ قال: قال رسول الله ﷺ:لا يحل لا مرأة أن تسافر ثلاثا إلا ومعها ذومحرم منها**'' (صحیح مسلم، حدیث نمبر:۱۳۳۹ باب سفر المرأۃ مع محرم)۔

-"**وإن لم يكن معها محرم لم يجز لقوله ﷺ: لا يخلون رجل بإمرأة ليست له بمحرم، فإن ثالثهما الشيطان**"(المجموع شرح المہذب ۱۸/۱۶۶)۔

-"**فلا يجوز أن يخلو رجل بإمرأة ليست زوجته ولا ذات محرم فيه، ولا السفر معها، لقوله ﷺ: لا تسافر المرأة فوق ثلاث إلا معها زوجها أو ذو رحم محرم منها، وقوله:ألا لا يخلون رجل بإمرأة، إلا كان ثالثهما الشيطان، عليكم بالجماعة، وإياكم والفرقة، فإن الشيطان مع الواحد، وهو من الإثنين أبعد**"(الفقہ الاسلامی وادلتہ ۴/۲۶۵۸، باب وصول الشعر)۔

-حدیث میں صراحت کے ساتھ عورت کے تنہا سفر کرنے سے ممانعت فرمادی گئی ہے، اور جمہور فقہاء نے بھی اسی حدیث سے استدلال کرتے ہوئے فرض حج کے لئے بھی شرعی محرم کے بغیر سفر کرنے کو ناجائز کہا ہے، جبکہ اس کے مقابلہ میں تعلیم اور کسب معاش تو بہت کم درجہ کی چیزیں ہیں، جن کی مسلمان عورتوں کو ضرورت ہی نہیں ہے، اس لئے کہ خود شریعت اسلامیہ نے اس کی کفالت کی ذمہ داری شادی سے پہلے اس کے باپ پر اور شادی کے بعد شوہر پر ڈالی ہے، اور عورت کو اس کی اجازت نہیں دی گئی ہے کہ وہ شدید ضرورت کے بغیر گھر سے نکلے، لہذا کسب معاش اور حصول تعلیم کے لئے اس طرح بغیر محرم کے سفر کرنا جائز نہیں..... ہاں..... بقدر ضرورت کسب معاش کے لئے شرعی پردہ کی پابندی کے ساتھ گھر سے نکلنا جائز ہے، اور جب یہ مقصد اپنے وطن اور اپنے شہر میں رہ کر بھی بآسانی پورا ہوسکتا ہو تو اس کے لئے کسی غیر مسلم ملک کی طرف سفر کرنے کی ضرورت نہیں (فقہی مقالات:۱/۲۴۸، ۲۴۹، مفتی تقی عثمانی)۔

-ہوائی جہاز کا یہ سفر گو کہ چند گھنٹوں کا ہے، مگر وہ ہوگا سفر شرعی، یہی وجہ ہے کہ اس مختصر وقت میں بھی نمازوں میں قصر کیا جائے گا، اور رمضان المبارک میں روزہ افطار کرنا جائز ہوگا، اس قلیل عرصہ میں بھی خواتین کے لئے شوہر یا محرم کے بغیر سفر درست نہیں۔

-"**ومن يتق الله يجعل له مخرجا، ويرزقه من حيث لايحتسب، ومن يتوكل على الله فهو حسبه، إن الله بالغ أمره، قد جعل الله لكل شئ قدرا**"(سورۂ طلاق:۳-۲)۔

-"**وقرن فى بيوتكن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الأولى**" (سورۂ احزاب:۳۳)۔

-"**الرجال قوامون على النساء بما فضل الله بعضهم على بعض وبما انفقوا من أموالهم**"(سورۂ نساء:۳۴)۔

-"**فلا تخضعن بالقول فيطمع الذى فى قلبه مرض، وقلن قولا معروفا**" (سورۂ احزاب:۳۲)۔

-"ولا يضربن بأرجلهن ليعلم ما يخفين من زينتهن" (سورۂ نور:۳۱)۔

-"عن عقبة بن عامر قال: قال رسول الله ﷺ:إياكم والدخول على النساء، فقال رجل: يا رسول الله!أرأيت الحمو؟، قال:الحموالموت"(متفق علیہ)أی غير المحرمات على طريق التخلية أو على وجه التكشف"(مرقاۃ۶/ ۲۵۳)۔

-"وفی جامع الترمذی:عن عبد الله عن النبیﷺ:المرأة عورة، فإذا خرجت استشرفها الشيطان"(کتاب الرضاع حدیث نمبر:۱۱۷۳)۔

-"عن أبی هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: إذا صلت المرأة خمسها، صامت شهرها، وحصنت فرجها، وأطاعت بعلها دخلت من أی أبواب الجنة شاء ت"(ابن حبان۱/ ۲۳۶،حدیث نمبر:۶۲۱)۔

-"عن ابن عباسؓ أنه سمع النبی ﷺ يقول:لا يخلون رجل بامرأة ولا تسافرن امرأة إلا ومعها محرم، فقال رجل، فقال: يا رسول الله!إكتتبت فی غزوة كذا، وكذا، وخرجت امرأتی حاجة، قال: إذهب فاحجج مع امرأتک"(بخاری کتاب الجہاد،حدیث نمبر:۳۰۰۶)۔

-".....امرأة استعطرت فمرت على قوم ليجدوا ريحها فهی زانية"(کتاب الزینۃ، حدیث نمبر:۵۱۲۹)۔

-"ما تركت بعدی فتنة أضر على الرجال من النساء"(بخاری،حدیث نمبر:۵۰۹۶،مسلم حدیث نمبر:۲۷۴۰)۔

-"عن جابرؓ عن النبیﷺقال: لا تلجوا على المغيبات،فإن الشيطان يجری من أحدكم مجری الدم"(حدیث،مشکاۃ المصابیح/ ۲۴۹،باب النظر الی المخطوبۃ)۔

-"لايدخلن رجل بعد يومی هذا على مغيبة إلا ومعه رجل أو اثنان" (مسلم حدیث نمبر:۵۸۰۶)۔

-"والمحرم فی حق المرأة شرط، شابة كانت أو عجوزا، إذا كانت بينهاوبين مكة مسيرة ثلاثة أيام"(تاتارخانیہ۲/ ۱۴۹)۔

-"قلت:ويؤيدكراهة الخلوة بها كالصهرية الشابة، فينبغی استثناء الصهرية الشابة هنا؛لأن السفر كالخلوة"(شامی کتاب الحج۳/ ۴۱۱)۔

-"فإذا تعارضت مفسدة ومصلحة قدم دفع المفسدة غالبا، لأن إعتناء الشرع بالمنهيات أشد من اعتنائه بالمأمورات"(الاشباہ/ ۷۸،۳۲۲)۔

-"فی شرح اللباب: والفتوى على أنه يكره فی زماننا (قوله: ولو عجوزا)ای لإطلاق

النصوص،بحر(قوله: فی سفر)هو ثلاثة أيام ولياليها، فيباح لها الخروج إلى مادونه لحاجة بغير محرم، بحر،وروى عن أبى حنيفة وأبى يوسف كراهة خروجها، وحدها مسيرة يوم واحد، وينبغى أن يكون الفتوى عليه لفساد والزمان"(الدرمع الرد۲/۴۶۵)۔

-"ولأنها بدون المحرم يخاف عليها الفتنة وتزداد بانضمام غيرها إليها، ولهذا تحرم الخلوة بالأجنبية، وإن كان معها غيرها، بخلاف ما إذا كان بينها وبين مكة أقل من ثلاثة أيام؛لأنه يباح الخروج إلى مادون السفر بغير محرم"(الہدایہ۱/۱۳۳)۔

-"فقد اتفقت هذه الآثار كلها من النبى ﷺ فى تحريم السفر ثلاثة أيام على المرأة بغير ذى محرم واختلفت فيما دون الثلاث، فنظرنا فى ذلک فوجدنا النهى عن السفر بلامحرم مسيرة ثلاثة أيام فصاعداثابتابهذه الآثار كلها، وكان توقيته ثلاثة أيام فى ذلک إباحة السفردون الثلاث لها بغير محرم"(شرح معانی الآثار۲/۱۱۵)۔

-"درأالمفاسد أولى من جلب المصالح"(مجلۃ الأحکام العدلیہ قاعدہ:۲۹)۔

-"وأجمعوا أن العجوز لاتسافر بغيرمحرم،فلا تخلوبرجل شابا أوعجوزا"(ردالمحتار کتاب الصلاۃ۱/۳۴۸)۔

-"ويجب على المرأة فى حال الخروج التزام الستر الشرعى، لا تظهرشيئا من جسدها غير الوجه والكفين؛لأن من كشف شئ مماأوجب الله ستره تعريضا للفتنة والتطلع إليها"(الفقہ الاسلامی وادلتہ۹/۶۸۵۲)۔

-"قال أبوبكر فى هذه الآية:دلالة على أن المرأة الشابة مامورة بستروجهها عن الأجنبية وإظهارالستروالعفاف عند الخروج لئلا يطمع أهل الريب فيهن"(احکام القرآن للجصاص۳/۳۷۲)۔

-"اتفق الفقهاء على أنه يحرم على المرأة أن تسافر بمفردها، وأنه لابدمن وجود محرم أو زوج معها"(الموسوعۃ الفقہیۃ۲۵/۳۷)۔

-"إن النساء مامورات بلزوم البيوت منهيات عن الخروج"(احکام القرآن۵/۲۲۹)۔

-"ولاتجوز خلوة المرأة بالأجنبى، ولوفى عمل، والمراد بالخلوة المنهى عنها أن تكون المرأة مع الرجل فى مكان يأمنان فيه من دخول ثالث" (مادۃ:آنوثہ۸۸)۔

-"وأما الاناث فليس للأب أن يؤجرهن فى عمل، أو خدمة، كذا فى الخلاصة.....ونفقة

الأناث على الأباء مالم يتزوجن إذالم يكن لهن مال"(ہندیہ ۱/ ۶۳-۱۵۶۲)۔

-"وحقيقة الخلوة أن ينفرد رجل بامرأة فى غيبة عن أعين الناس، وذلک يحدث اليوم كثيرا فى بيوت المسلمين الذين اتتخذوا الخادمات الأجنبيات عن الأسرة والبيت والمجتمع يؤتى بهن من بلاد بعيدة بدون محارم، ومن المتوقع ،بل من المؤكد أن رب البيت أو أحد أبنائه أو أحد رجال الأسرة يخلو بهذه الخادمةكثيرا حينما تخرج الأسرة، وحينئذ يأتى دور الشيطان وهو دور محقق الخطر، حيث أخبر الرسول ﷺ.....وهو يعم جميع الرجال، ولو كانوا صالحين أوكبار السن، كما يعم جميع النساء ولو كن صالحات أوعجائز "(مسؤلیۃ المرأۃ/ ۲۴، ۱۷)(مولانا ارشاد پالنپوری)۔

-"كل ما أدى إلى مالايجوز، لا يجوز" (الدرالمختار ۹/ ۵۱۹)۔

-"الوسيلة والذريعة تكون محرما إذا كان المقصد محرما، و تكون واجبة إذا كان المقصد واجبا"(اعلام الموقعین ۳/ ۲۵۷)۔

-"ولا يكفى فى السفر جمع النساء وتحرم الخلوة بالأجنبية، وإن كانت معها غيرها من النساء"(حاشیہ طحطاوی علی الدر ۱/ ۴۸۴)۔

-"أن روية الثوب بحيث يصف حجم العضو ممنوعة، ولو كثيفا لا ترى البشرة منه" (الدرمع الرد ۹/ ۵۲۶)۔

-"اتفق الفقهاء على أنه يجب على المرأة أن تلبس من اللباس ما يغطى جميع عورتها"(الموسوعۃ الفقہیہ ۳۵/ ۱۹۲)۔

-"ثم رأيت فى "منية المفتى" ما نصه: الخلوة بالأجنبية مكروهة، وإن كانت معها أخرى كراهة تحريم"(الدرمع الرد ۵/ ۲۶۰)۔

-"والمعنى:يكون الشيطان معهما يهيج شهوة كل منهما حتى يلقيهما فى الزنا"(مرقاۃ المفاتیح ۶/ ۲۶۱)۔

-"وأمافى زماننا فمنع من المشابة، لا؛لأنه عورة، بل لخوف الفتنة"(شامی ۵/ ۵۳۲)۔

-"وحيث ابحنا لها الخروج فبشرط عدم الزينة فى الكل وتغيير الهيئة إلى ما لايكون داعية إلى نظر الرجال واستمالتهم ولكن يخرجن وهن تفلات"(ردالمحتار ۴/ ۲۹۴)۔

-"ومعتبر فى حق المرأة أن يكون لها محرم يحج بها أوزوج، ولا يجوز لها أن تحج بغيرهما

إذا كان بينها وبين مكة مسيرة ثلاثة أيام فصاعدا'' (قدوری:۵۶، جدید فقہی مسائل ۱/ ۱۶۳ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی)۔

جواز کا رجحان:

البتہ سوال نمبر ۴ کے جواب میں مندرجہ ذیل حضرات نے خواتین کے لئے پائلٹ کی ملازمت کو جائز قرار دیا ہے:

مظاہر حسین عماد قاسمی، ڈاکٹر ظفر الاسلام صدیقی، ڈاکٹر محی الدین غازی، مولانا محمد صابر حسین ندوی، مفتی محمد ثناء الہدی قاسمی۔

دلائل:

-''**یریداللہ بکم الیسر ولایریدبکم العسر**'' (سورۂ بقرہ:۱۸۵)۔

- پائلٹ کی عصمت محفوظ رہتی ہے۔

-وہ خطرات اب نہیں ہیں جو پہلے تھے، ہوائی جہاز میں سی سی ٹی وی کیمرے کی وجہ سے خلوت کا امکان نہیں ہوتا، وغیرہ۔

مشروط جواز:

-مولانا سید فاروق عمری مدنی: ان تمام خرابیوں سے بچا جاسکتا ہے تو اس کی اجازت حسب ضرورت دی جاسکتی ہے۔

-مولانا محمد سلیم الدین قاسمی: پائلٹ کی ملازمت بھی کرسکتی ہے، لیکن اس کے لئے بھی یہ شرط ہے کہ:

الف- پردے کا پورا اہتمام کرے گی، ب- اجنبی مردوں سے اختلاط نہیں کرے گی، ج- ان سے بلا ضرورت بات چیت نہیں کرے گی، د- کیبن میں اجنبی مرد کے ساتھ غیر شرعی خلوت بھی نہیں کرے گی۔ ھ- ملازمت کے دوران خوشبو لگانے، بناؤ سنگار کرنے سے اجتناب کرے گی۔

-مفتی ابوبکر قاسمی: پائلٹ کے ساتھ کیبن میں شوہر یا محرم ہو تو جائز ہے۔

-مولانا صابر حسین ندوی: ۱- خاتون پائلٹ کا ساتھی خاتون ہی ہو، ۲- بسا اوقات فائٹر پلین میں بھی یہ نوکری ہوسکتی ہے، تو اس میں تمام شرطوں کے ساتھ قومی حاجت اور جہاد وغیرہ کی ضرورت کے پیش نظر بھی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔

- ڈاکٹر ظفر الاسلام صدیقی: عفت وعصمت کی حفاظت غالب ہے، مگر میں اخبارات میں کبھی کبھی اس کے خلاف بھی پڑھا ہے، اس لئے مستحسن نہیں ہے۔

- پوری فلائٹ کی سیکورٹی بہت مضبوط ہوتی ہے، خصوصا کیبن کی نگرانی کیمرے کے ذریعہ کی جاتی ہے، اسے خلوت سے مانع سمجھا جاتا ہے۔

-مفتی ثناء الہدی قاسمی: خاتون اگر پائلٹ ہو اور دونوں پائلٹ خاتون ہی ہوں تو اس میں حرج نہیں ہے، اگر ایک مرد ہو تو تنہائی میں اجنبی کے ساتھ رہنا غیر شرعی ہوگا۔

-ڈاکٹر محی الدین غازی: کیبن کا حکم خلوت کا نہیں ہے۔

سوال نمبر:۵

ٹرینوں میں بھی بہ حیثیت ڈرائیور عورتوں کا تقرر کیا جارہا ہے، تو کیا ان کے لئے ایسی ملازمت جائز ہے؟

اس سوال کے جواب میں مقالہ نگاران کی وہی رائے ہے جو ایک خاتون پائلٹ بننے کے سلسلہ میں ہے کہ چونکہ پائلٹ بننے میں ''شرعی آداب اور پابندیوں کی رعایت ممکن نہیں ہے، نیز یہ ملازمت عورت کی فطرت کے خلاف بھی ہے ،ٹرین وقت ناوقت جنگل اور سنسان جگہوں میں کہیں بھی رک سکتی ہے، نیز یہ کہ مسافت شرعی سے زیادہ کا سفر بھی بغیر محرم کے ہوگا، اس کے علاوہ اور بہت سے اجنبی مرد سے خلوت وغیرہ کے اندیشے اور خطرات ہیں، بلکہ اس میں ہوائی جہاز سے زیادہ خطرہ ہے، اس لئے ٹرین کی ڈرائیونگ بھی فی نفسہ جائز ہونے کے باوجود ناجائز ہے۔ان خیالات کا اظہار مندرجہ ذیل حضرات نے کیا ہے:

مفتی سیف اللہ عرشی قاسمی، مفتی محمد عثمان بستوی قاسمی، مفتی امانت علی قاسمی، مولانا محمد عمیر شاملی، مولانا محمد شمس قمر عبد الاحد قاسمی، مولانا محمد عمار مزمل قاسمی، حافظ سید فاروق عمری مدنی، مولانا محمد سلیم الدین قاسمی، مولانا محمد جمیل اختر جلیلی ندوی، مفتی تنظیم عالم قاسمی، مفتی توفیق الٰہی قاسمی، مفتی مطیع الرحمٰن قاسمی، مفتی عبد الغفار قاسمی، مفتی محمد فاروق بارڈولی، مولانا عبد الخالق نعمانی، مفتی شاہد علی قاسمی، مولانا اختر امام عادل قاسمی، مولانا محبوب فروغ احمد قاسمی، مولانا ابو معاویہ محمد معین الدین ندوی قاسمی، مفتی محمد عفان منصور پوری، مولانا ابراہیم ورتھی فلاحی، مولانا کفیل احمد قاسمی، مولانا محمد شاکر نثار مدنی اعظمی، مولانا محمد جمشید جوہر قاسمی، مولانا محمد انور حسین مدنی، مولانا محمد ارشاد پالنپوری، مولانا محمد زبیر ندوی، مولانا فرید احمد کاوی، مولانا محمد ممتاز خان ندوی، مولانا معراج الدین قاسمی، مولانا سعید احمد ندوی، مولانا قاضی محمد حسن ندوی، مفتی نثار احمد، حافظ ڈاکٹر کلیم اللہ عمری، مفتی حبیب اللہ قاسمی، مولانا فضل الرحمٰن اصلاحی، مولانا محمد صبیح اختر، مفتی سمد محمد علی مدنی، مفتی عبد السلام قاسمی اندور، ڈاکٹر سعید احمد عمری، مفتی جنید بن محمد پالنپوری، مولانا سید ابراہیم حسامی قاسمی، مفتی عبد المنان قاسمی، مولانا عبد الحکیم قاسمی پالنپوری، مفتی اقبال محمد ٹنکاروی، مولانا محمد الیاس قاسمی، مفتی سعید اسعد قاسمی، مولانا محمد شفیق بروڈہ، مولانا محمد ریاض ارمان قاسمی۔

مشروط اجازت:

-مولانا افتخار رحمانی: اگر مذکورہ بالا مفاسد نہ پائے جائیں اور کسب معاش کی اس کے علاوہ کوئی اور صورت نہ ہو تو

حدود شرعی کی رعایت کرتے ہوئے ڈرائیونگ کی ملازمت اختیار کرنے کی اجازت ہے،"**الضرورات تبیح المحظورات، ما أبیح للضرورۃ یتقدر بقدرھا**"(الاشباہ لابن نجیم:۸۵،۲۵۲)۔

-مولانا محمد ادریس کشمیری:اگر ٹرین ڈرائیونگ کے شعبہ میں صرف خواتین کا عملہ ہو، یا خاتون کو کسب معاش کی واقعی ضرورت ہو اور کوشش کر کے بھی اسے ٹرین کی ڈرائیونگ کے علاوہ کوئی کام نہ مل سکا ہو تو وہ حجاب اور پردہ کے ساتھ ٹرین میں بحیثیت ڈرائیور ملازمت کر سکتی ہے،اس کی اجازت ہوگی، چونکہ مسافت شرعی سے زیادہ کا سفر اگر مامون ہو تو قابل اعتماد خواتین کی معیت میں بلامحرم سفر کی اجازت بعض فقہاء نے دی ہے۔

-ڈاکٹر اسرار الحق سبیلی: جو حکم جہاز کے پائلٹ کا ہے، وہی حکم ٹرین کے ڈرائیونگ کی ملازمت کا ہوگا، الا یہ کہ ٹرین کا سفر شرعی مسافت (۷۷ کیلومیٹر) سے کم ہو اور ڈرائیور کے کیبن میں صرف عورتیں ہی ہوں تو جائز ہوگا۔

-مفتی سعید الرحمٰن فاروقی: کم دوری کی ٹرینوں میں کوئی مانع نہیں ہے، جو خواتین کے لئے مخصوص ہوں اس میں گنجائش معلوم ہوتی ہے، کیونکہ شرعی مسافت نہیں۔

-مفتی ابوبکر قاسمی: عورتوں کو محرم یا شوہر کے ساتھ ٹرین کی ڈرائیور بنایا جائے تو جائز ہے، ورنہ نہیں۔

-مولانا محمد صابر حسین ندوی: اگر کوئی خاتون ساتھی ہو تو حرج نہیں۔

-مفتی ثناء الہدی قاسمی: ٹرینوں میں بھی اگر عورت ڈرائیور بنتی ہے تو اس کے ساتھ شوہر یا محرم کا ہونا ضروری ہوگا، اگر ایسا نہیں ہے تو ملازمت جائز نہیں ہوگی۔

-ڈاکٹر ظفر الاسلام صدیقی: ٹرین کے انجن میں کم از کم دو لوگ اور ہوتے ہیں، اس لئے درست ہونا چاہئے۔

-مولانا مظاہر حسین عماد قاسمی: ٹرین کی ڈرائیونگ بھی جائز ہے،"**یرید اللہ بکم الیسر ولا یریدبکم العسر**"(سورۂ بقرہ:۱۸۵)۔

-ڈاکٹر محی الدین غازی: ٹرینوں میں بھی عورت ڈرائیور بن سکتی ہے۔

عدم جواز کے وجوہات:

-یہ طویل مسافت طے کرانے کی ملازمت ہے، جس میں شوہر یا محرم کی معیت دشوار ہے۔

-یہ پر مشقت عمل ہے، جو خواتین کی جسمانی ساخت کے لئے مناسب نہیں ہے، نیز اس ملازمت میں فتنہ کا بھی اندیشہ ہے۔

-مخصوص اوقات کی پابندی والی ملازمت میں خواتین کے اعتبار سے اصل حظر و ممانعت ہے، اباحت اس صورت میں ہے، جبکہ خود خواتین کو ضرورت ہو، یا سماج کو ضرورت ہو، جبکہ اس ملازمت کو انجام دینے والے مرد کی کثرت ہے، اگر

ضرورت ہوتو پھر ایسی ملازمت اختیار کرے جو اس کی جسمانی ساخت کے مناسب ہو، اس کے فرائض منصبی میں مخل نہ ہو، اور اس میں فتنہ کا اندیشہ بھی نہ ہو۔ ساتھ ساتھ ہی اس کے گھر کے قریب ہو۔

-اجنبی مرد کے ساتھ خلوت نہ ہو، پردے کا مکمل انتظام ہے، سفر شرعی (۷۷ کیلومیٹر) سے کم ہو، عزت وعصمت محفوظ ہو۔

دلائل وشواہد:

اس مسئلہ میں عدم جواز کے دلائل وشواہد سوال نمبر ۲/اور ۴ کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

سوال نمبر:٦

ریلوے میں ایک شعبہ ٹکٹوں کی جانچ پڑتال کا ہوتا ہے، اس میں بھی خواتین کو ملازمت دی جارہی ہے، ظاہر ہے کہ ٹرین میں مسافرین کا ایک جم غفیر ہوتا ہے، اور ٹی ٹی وغیرہ کی حفاظت کے لئے سیکوریٹی گارڈ بھی ہوتے ہیں، یہ مرد اور عورتیں دونوں ہوتے ہیں، اور عام طور پر مسلح ہوتے ہیں، کیا ایسی صورت میں عورٹ ٹی ٹی کا فریضہ انجام دے سکتی ہے؟

اس سوال کے جواب میں بھی مقالہ نگاران کا تقریبا اتفاق ہے کہ ایک مسلم خاتون کے لئے ٹرینوں میں ٹکٹ جانچ کرنے کی ملازمت اختیار کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ اس میں بھی اگرچہ ساتھ میں سیکورٹی گارڈ ہوتے ہیں اور مسافروں کا جم غفیر ہوتا ہے، مگر اس کے باوجود مفاسد اور منہیات سے انکار نہیں کیا جاسکتا، مثلاً تنگ و چست لباس، اعضائے مستورہ کی نمائش، مردانہ لباس، زیب وزینت، اجنبی مردوں کے ساتھ اختلاط کا ماحول اور خلوت، اجنبی مردوں کے سامنے چہرے کا کھولنا، اور گفتگو، مسافت شرعی یا اس سے زیادہ دور دراز کا بغیر محرم کے سفر وغیرہ، اس لئے اسے جائز نہیں قرار دیا جاسکتا۔

دلائل وشواہد:

-"**الرجال قوامون على النساء**" (سورۂ نساء:۳۴)۔

-"**إن اتقيتن فلا تخضعن بالقول فيطمع الذى فى قلبه مرض وقلن قولا معروفا**" (سورۂ احزاب:۳۲)۔

-"**ومن يتق الله يجعل له مخرجا،ويرزقه من حيث لا يحتسب، ومن يتوكل على الله فهو حسبه، إن الله بالغ أمره قد جعل الله لكل شئ قدرا**" (سورۂ طلاق:۲،۳)۔

-"**عن أبى هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: لا يحل لامرأة أن تسافر ثلاثا، إلا ومعها ذومحرم منها**" (صحیح مسلم، حدیث نمبر:۱۳۳۹)۔

-"إن ابن مسعودؓ كان يقدم العجائز فی الصف الأول من صفوف النساء ويؤخر الشواب إلى الصف المؤخر،وإنما فضل آخر صفوف النساء الحاضرات مع الرجال لبعدهن من مخالطة الرجال ورؤيتهم وتعلق القلب بهم عند رؤية حركاتهم وسماع كلامهم"(مسلم مع شرح النووی ۱/ ۱۸۲)۔

-"وأما اشتراط الزوج أو المحرم للمرأة فی السفر وهو على مسيرة ثلاثة أيام فصاعدا، ولقوله ﷺ:لايحل لإمرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تسافر سفرا يكون ثلاثة أيام فصاعدا، إلا ومعها أبوها أو ابنها أوزوجها أو أخوها أومحرم منها"(رواہ مسلم وابوداؤد،تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق ۵/ ۲)۔

-"بل له أن يمنعها من الأعمال كلها المقتضية للكسب،لأنها مستغنية عنه، ولوجوب كفايتا عليه، قلت: ثم إن قولهم له منعها من الغزل يشمل غزلها لنفسها، فإن كانت العلة فيه السهر والتعب والمنقص لجمالها، فله منعها عما يؤدی إلى ذلک لامادونه، وإن كانت العلة استغنائها من الكسب، كما مر، ففيه أنها قد تحتاج إلى مالايلزم الزوج شرائه لها، والذی ينبغی تحريره أن يكون له منعها عن كل عمل يودی إلى تنقيص حقه أو ضرره أو إلى خروجها من بيته، أما العمل الذی لا ضررله فيه، فلاوجه لمنعها عنه" (ردالمحتار ۵/ ۳۲۵،جدید فقہی مسائل ۴/ ۱۰۶)(مفتی محمد عثمان بستوی قاسمی)۔

-"قال مجاهد:كان النساء يتمشين بين الرجال فذلک التبرج، وقال ابن أبی نجيح هو التبختر"(معانی القرآن ۵/ ۳۴۸،لأبی جعفر النحاس احمد بن محمد)۔

-"أن ولی الأمر يجب عليه أن يمنع اختلاط الرجال بالنساء فی الأسواق والفرج ومجامع الرجال، ولاريب إن تمكين النساء من اختلاطهن بالرجال.....أصل كل بلية وشر،.....وهو من أعظم أسباب نزول العقوبات العامة، كما أنه من أسباب فساد أمور العامة والخاصة واختلاط الرجال والنساء بسبب لكثرة الفواحش والزنا "(الطرق الحکمیۃ ۱/ ۳۷۸، ۲۳۷)۔

-"فيحرم عليهن الخروج سافرات الوجوه؛لأنه سبب للحرام"(حاشیہ قلیوبی وعمیرہ ۱۱/ ۹۱)۔

-"روی عن أبی حنيفةؒ وأبی يوسفؒ كراهة خروجها، وحدها مسيرة واحدة، وينبغی أن يكون الفتوى عليه"(شامی ۳/ ۴۶۵)۔

-"يحرم النظر إليها (وجه وكفی الأجنبية)عند الأمن من الفتنة فيما يظهر له من نفسه ومن غير شهوة على الصحيح، ووجهه الإمام باتفاق المسلمين على منع النساء من الخروج سافرات الوجه، بأن النظر مظنة للفتنة، ومحرک للشهوة"(مغنی المحتاج ۱۲/ ۳۷)(مفتی انور حسین مدنی)۔

-"ولايأذن لها بالخروج إلى المجلس الذى يجتمع فيه الرجال والنساء فيه من المنكرات كالتصدية، ورفع الأصوات المختلفة واللعب" (نقلاعن احسن الفتاوی ۸/ ۵۰-۵۱)۔

وجوہ وعلل:

طویل مسافت طے کرنی ہوگی جس میں محرم یا شوہر کی معیت دشوار ہے۔

خاتون ٹی ٹی بھی اپنے مرد ٹی ٹی ساتھیوں کے ہمراہ رہے گی جس میں فتنہ کا اندیشہ ہے۔

ہر شعبہ کا فتنہ اسی راہ سے آتا ہے، اس لئے مسلح گارڈ کے ہونے سے فتنہ کم نہیں ہوگا، بلکہ فتنے کے مواقع مزید بڑھ ہی جائیں گے، خواہ مسلح گارڈ میں مرد اور خواتین دونوں ہوں۔

اس ملازمت کے دوران شرعی حدود وضوابط کی رعایت مشکل ہے۔

ٹی ٹی خاتون اپنے شوہر اور بچوں کے حقوق کی ادائیگی نہیں کر پائے گی۔

یہ ملازمت مشقت آمیز اور نسوانی فطرت کے خلاف ہے۔

اس ملازمت میں مسافت شرعی سے بھی دور دراز سفر پر جانا پڑے گا، جو ایک عورت کے لئے مناسب نہیں ہے۔

-"الخلوة بالأجنبية حرام.....ثم رأيت فى منية المفتى مانصه: الخلوة بالأجنبية مكروهة، وإن كانت معها أخرى كراهة تحريم" (الدر المختار مع الرد ۱/ ۳۶۸)۔

-"فأنا نجيز الكلام مع النساء للأجانب ومحاورتهن عند الحاجة إلى ذلك ولا نجيزلهن رفع أصواتهن ولا تمطيطها ولا تليينها وتقطيعها، لما فى ذلك من استمالة الرجال إليهن وتحريك الشهوات منهم" (شامی ۲/ ۷۹)۔

-"أما فى زماننا فمنع من الشابة لا، لأنه عورة، بل لخوف الفتنة" (شامی ۶/ ۳۷۷)۔

مزید دلائل ووجوہ تکرار کی وجہ سے موقوف کئے جاتے ہیں۔

مشروط جواز اور متفرق آراء:

-مولانا محمد جمیل اختر جلیلی ندوی: نوکری کی ضرورت کی بنیاد پر اور حدود وشرائط کی رعایت کے ساتھ ٹکٹ چیکنگ کی ملازمت درست ہونی چاہئے۔

-مولانا محمد سلیم الدین قاسمی: ٹی ٹی کی ملازمت میں چونکہ ریلوے پولیس کی نگرانی اور حمایت حاصل ہوتی ہے، اس لئے شعبہ میں عورتوں کی ملازمت بوقت ضرورت جائز ہے۔

-مولانا ابراہیم ورتھی حسامی قاسمی: اگر ٹی ٹی کی ملازمت سے ضرورت پوری کرنا مقصود ہو اور کوئی دوسرا کمانے والا نہیں ہے، تو مندرجہ بالا حدود و قیود کی رعایت کرتے ہوئے ملازمت کی گنجائش ہوگی، واضح رہے کہ مذکورہ تمام صورتوں میں دیگر شرعی فرائض وحقوق میں کوتاہی ہرگز نہیں آنی چاہئے، جیسے شوہر کے حقوق اور اولاد کی تربیت وغیرہ۔

-مفتی فضل الرحمٰن اصلاحی: مجبوری کی حد تک عورت ٹی ٹی کا کام کرسکتی ہے، عام اجازت نہیں دی جاسکتی۔

-مفتی محمد الیاس قاسمی: مسلمان عورت کے لئے ٹرین میں ٹی ٹی کی ملازمت کرنا جائز ہے۔

-مفتی محمد ادریس کشمیری: اگر کوشش کے باوجود ٹی ٹی کے علاوہ کوئی ملازمت نہیں ملی تو بدرجہ مجبوری اس کے لئے اس ملازمت کی گنجائش ہوگی، بشرطیکہ اس میں حدود کی رعایت ہو۔

-مفتی ابوبکر قاسمی: ریلوے ٹکٹ کو چیک کرنے کے لئے عورتوں کا ٹی ٹی بننا پردہ کے ساتھ جائز ہے، چونکہ ٹرین سے سفر مرد اور عورت دونوں کرتے ہیں؛ لیکن یہ عمل بھی شوہر یا محرم کے ساتھ ہو تو بہتر ہے۔

-ڈاکٹر ظفر الاسلام صدیقی: ٹی ٹی وغیرہ کا فریضہ عورت انجام دے سکتی ہے۔

-مولانا مظاہر حسین عماد قاسمی: جنرل ڈبو، سلیپر ڈبوں یا اے سی کے ڈبوں میں خواتین کا ٹکٹ کی جانچ کرنے کی ملازمت کرنا مناسب نہیں ہے۔

دلائل:

جواز کے دلائل اضطرار، مجبوری، ضرورت اور تحفظ کا اطمینان ہے، جو اوپر ذکر کئے جاچکے ہیں۔

سوال نمبر:۷

ریلوے اسٹیشن پر ٹکٹ کاٹنا اور ایئرپورٹ پر ٹکٹ جاری کرنے کے لئے بہت سی خاتون کارکن ہوتی ہیں، کیا اس شعبہ میں ان کا کام کرنا جائز ہے؟

اکثر حضرات کی رائے:

اس سوال کے جواب میں بیشتر مقالہ نگاران کا اتفاق ہے کہ اگر کسی خاتون کے لئے مجبوری ہو اور ملازمت ناگزیر ہو تو حجاب وستر اور دینی وشرعی ضوابط کی پابندی جیسے خلوت واختلاط اور دیگر امور سے بچنا، کی رعایت کے ساتھ ریلوے ٹکٹ، یا ہوائی جہاز کا ٹکٹ جاری کرنے کی ملازمت کرسکتی ہے، کیونکہ اسٹیشن اور ائیر پورٹ پر ہر وقت لوگوں کی ایک معتد بہ تعداد موجود ہوتی ہے، جس کی وجہ سے خلوت کا امکان نہیں ہے، اور چونکہ ٹکٹ جاری کرنے کا کاؤنٹر بھی مخصوص ہوتا ہے، اس لئے اختلاط کا بھی امکان اور اندیشہ کم ہوجاتا ہے، اس لئے شرعی پابندیوں کا لحاظ کرتے ہوئے ملازمت کی گنجائش ہے، البتہ بعض حضرات کے مطابق اس طرح کی ملازمت نہ کرنا ہی اولی ہے، یہ رائے تقریباً ۳۶/مقالہ نگاران کی ہے۔

دلائل وتائیدات:

-"للرجال نصيب مما اكتسبوا وللنساء نصيب مما اكتسبن" (سورۂ نساء:۳۲)۔

-"وقرن فی بيوتكن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الأولى واقمن الصلاة وأتين الزكاة وأطعن الله ورسوله"(سورۂ احزاب:۳۳)۔

-"ولا تخضعن بالقول فيطمع الذی فی قلبه مرض وقلن قولا معروفا" (سورۂ احزاب:۳۲)۔

-"ومن يقنت منكن لله ورسوله، وتعمل صالحا نؤتها أجرها مرتين واعتدنالهارزقا كريما"(سورۂ احزاب:۳۱)۔

-"ولما ورد ماء مدين وجد عليه أمة من الناس يسقون ووجدمن دونهم امرأتين تذودان قال ما خطبكما قالت لا نسقی حتی يصدر الرعاء وأبونا شيخ كبير" (القصص:۲۳)۔

-"إذا شهد إحداكن المسجد فلا تمس طيبا"(صحیح مسلم ۱/ ۱۸۳)۔

-"أذن الله أن تخرجن لحوائجكن"(بخاری،حدیث نمبر:۴۸۳۶)۔

-"أن جارية لكعب بن مالک كانت ترعى غنمابسلع فأصيبت شاة منها فادركتها، فذبحتها بحجر، فسئل النبی ﷺ فقال: كلوها"(بخاری،حدیث نمبر:۵۵۰۵،جدید فقہی مسائل ۴/ ۸۰)۔

-"فی هذه الآية دلالة على أن المرأة الشابة مامورة بستروجهها عن الأجنبی وإظهار الستر والعفاف عند الخروج لايطمع أهل الريب فيهن"(احکام القرآن للجصاص ۳/ ۴۸۶،باب حجاب النکاح)۔

-"ومعتدة موت تخرج فی الجديدين وتبيت أكثر الليل فی منزلها؛ لأن نفقتها عليها، فتحتاج فی الخروج، وفی الشامی:والحاصل أن مدار حل خروجها بسبب قيام شغل المعيشة فيتقدر بقدره"(الدرمع الرد ۵/ ۳۲۵)۔

-"وحيث أبحنالها الخروج فبشرط عدم الزينة فی الكل، وتغيير الهيئة إلى مالايكون داعية إلى نظر الرجال واستمالتهم"(شامی کتاب النکاح ۳/ ۱۴۶،شاملہ ۶/ ۴۲۳)۔

-"ويحتملان أسماءؓ تخرج مراعية لأحكام الحجاب"(تکملہ فتح الملہم ۴/ ۲۸۶)۔

-"واحتج أبوحنيفة بأن مادون السفر الشرعی فی حكم البيت فی جميع الأحكام كعدم الزكاة للغنی الذی له مال فی الوطن لا فی السفر، فكما يجوز لها أن تكون فی بيتها بلامحرم، كذلک يجوزلها أن تكون فی أقل من مدة السفر بلا محرم"(اعلاء السنن ۱۷/ ۵۸۳)۔

-"وجاء عند ا لحنفية أن للزوج منعها من كل عمل يودى إلى تنقيص حقه أو ضرره او إلى خروجها من بيتها، أما العمل الذى لا ضرر له فيه، فلاوجه لمنعها عنه خصوصا فى حال غيبتها عن بيته، فإن ترک المرأة بلا عمل فى بيتها يؤدى إلى وساوس النفس والشيطان أو الاشتغال بما لا يعنى مع الأجانب والجيران غير أن الخروج لا يكون إلا بإذنه، لأن حقه فرض عين و خروجها للعمل فرض كفاية، والأول مقدم على الثانى" (حاشیہ ابن عابدین ۳/ ۶۰۳)۔

-"وكان عمر يقدمها فى الرأى ويفضلها،وربما ولاها شيئا من أمر السوق" (الاصابۃ ۷/ ۷۲۸)۔

-"أن الحق أن على المفتى أن ينظر فى خصوص الوقائع، فإن علم فى واقعة عجز هذا مختلعة عن المعيشة إن لم تخرج أفتاها بالحل، وإن علم قدرتها افتاها بالحرمة" (شامی ۵/ ۲۳۳، باب العدۃ)۔

-"الضرورات تبيح المحظورات" (الاشباہ)۔

-"الضرورة تقدر بقدرها" (الاشباہ)۔

عدم جواز اور مشروط اجازت:

عدم جواز:

مولانا اختر عادل، مفتی محمد انور حسین مدنی، قاضی محمد حسن ندوی، مفتی جنید بن محمد پالنپوری، قاضی ذکاء اللہ شبلی، مفتی عبدالقیوم پالنپوری، مولانا محمد شفیق، مفتی سعید اسعد قاسمی، مفتی محمد ثناء الہدی قاسمی، مولانا عبدالحکیم قاسمی پالنپوری، مولانا محمد عمیر شاملی، مولانا جمشید جوہر قاسمی، مولانا محمد شاکر نثار مدنی، مفتی محمد عفان منصور پوری، مولانا محمد معین الدین ندوی، مفتی شاہد علی قاسمی کی رائے یہ ہے کہ چونکہ اس شعبہ میں مردوں کا عورتوں کو دیکھنا، اختلاط، بے پردگی، آواز کا نکلنا اور ساتھ بیٹھے کیبن میں غیر محرم سے بے تکلفی بڑھ جانے کی وجہ سے فتنوں کے شدید امکانات اور اجنبیوں کے ساتھ خلوت، جیسے گناہ پائے جاتے ہیں، اس لئے ریلوے اور ائیر پورٹ پر ٹکٹ فروخت کرنے کی ملازمت بھی خواتین کے لئے جائز نہیں ہے۔

عدم جواز کے دلائل وہی ہیں جو ایک اجنبیہ سے خلوت اور بے پردگی وغیرہ سے متعلق اوپر گذر چکے ہیں، اس لئے تکرار سے بچتے ہوئے حذف کیا جاتا ہے۔

مشروط جواز:

مولانا سعید احمد ندوی: ان شعبوں میں اگر چہرہ کے پردے کے ساتھ ملازمت ممکن ہو، نیز مرد وزن کا مخلوط ماحول

نہ ہوتو اس کی اجازت ہوگی، ورنہ اجازت نہ ہوگی۔

-''**عن ابن عباسؓ: أمر الله لنساء المؤمنين إذا خرجن من بيوتهن فی حاجة أن يغطين وجوههن من فوق رؤوسهن بالجلابيب، ويبدين عينا واحدة، وقال محمد بن سيرين:سألت عن عبيدة السلمانی عن قول الله عزوجل:يدنين عليهن من جلابيبهن، فغطی وجهه ورأسه وابزرعينه اليسری**''(ابن کثیر،سورۂ احزاب:۱۱/ ۲۴۲)۔

-مولانا محمد ریاض ارمان قاسمی: پردہ کی رعایت اور اختلاط سے بچتے ہوئے ضرورت کے وقت عورت ریلوے اسٹیشن اور ایئرپورٹ پر ٹکٹ فروخت کرنے کی ملازمت کرسکتی ہے، ہاں شوقیہ اور مالدار بننے کے لئے بہتر ہے کہ اس طرح کی ملازمت سے بچا جائے.....آج کل ورک فرام ہوم کا چلن عام ہورہا ہے، اس لئے مسلم عورتوں کو چاہئے کہ ورک فرام ہوم والی ملازمت اختیار کریں، تاکہ شرعی قباحت لازم نہ آئے۔

-مفتی عبدالمنان قاسمی: مسلم خاتون کو حجاب کے ساتھ اگر ممکن ہوتو جواز کی صورت ہوسکتی ہے، لیکن نامعلوم کتنے غیر محرم سے تکلم کی ضرورت ہوگی جو شرعی ضرورت سے خارج ہے۔

-مفتی محمد جعفر ملی رحمانی: اس کے لئے جواز ملازمت کے دائرے میں رہتے ہوئے بھی ملازمت کے لئے گھر سے باہر نکلنا بنگاہ شریعت پسندیدہ عمل نہیں ہوگا۔

-مفتی ابراہیم ورتھی فلاحی: شرعی پردہ، خلوت سے حفاظت، مسافت شرعی سے کم دوری، کوئی کمانے والا مرد نہ ہونا، محرم یا شوہر کی معیت، شوہر اور اولاد کے حقوق کی ادائیگی میں خلل نہ ہونا، ان شرطوں کا پاس ولحاظ ہوتو گنجائش ہوگی، ورنہ نہیں۔

-مولانا فرید احمد کاوی: موجودہ زمانے میں ایسے شعبوں میں کام کرنے کے لئے یونیفارم لازم ہوتا ہے، جو شرعی حدود کے مطابق نہیں ہوتا، اس لئے اس کی گنجائش مشکل ہے۔

-مفتی سید محمد علی مدنی: وہ اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ عورت کا خرچ برداشت کرنے کی کوئی بھی محرم استطاعت نہ رکھتا ہو، یا مستعد ہی نہ ہو، فقط آسائش کے لئے یا شوقیہ طور پر عورت ملازمت نہیں کرسکتی۔

-سید فاروق عمری مدنی: اگر ایک مسلمان خاتون باپردہ رہ کر یہ کام انجام دے سکتی ہے تو یہ کام اس کے لئے جائز ہے ورنہ نہیں۔

-مولانا محمد فاروق قاسمی: ریلوے یا ہوائی جہاز کا ٹکٹ فروخت کرنے کی ملازمت کے لئے مذکورہ شرطوں کی

رعایت کرنا ہوگا اور یہ اس وقت ممکن ہے، جبکہ اس آفس میں دوسرے اجنبی مردوں کی تعیناتی نہ ہو، ورنہ ملازمت بھی جائز نہ ہوگی۔

-مولانا مظاہر حسین عماد قاسمی: ریلوے اور ہوائی جہاز کی ٹکٹ فروخت کرنے کی ملازمت کرنے میں کوئی حرج نہیں، بشرطیکہ فتنے کا کوئی ڈر نہ ہو، مردوں کے ساتھ خلوت نہ ہو، اگر ایک ہی کمرے میں دو ٹکٹ فروخت کرنے کی کھڑکی ہے ایک پر مرد اور دوسرے پر خاتون تعینات ہے تو ایسی صورت میں ٹکٹ فروخت کرنے کی ملازمت جائز نہیں ہوگی، اس لئے کہ اس صورت میں فتنے میں پڑنے کا زیادہ احتمال ہے۔

-مولانا محمد عمیر شاملی: ان جگہوں پر ٹکٹ فروخت کرنے کی ملازمت اختلاط یا شرعی قوانین کے پورے نہ ہونے کی وجہ سے جائز نہیں ہے۔

-مولانا جمشید جوہر قاسمی: اختلاط اور فتنے کا اندیشہ ہے، اس لئے اس کی بھی اجازت نہیں ہوگی۔

-"**وكره الحنفية استئجار المرأة للخدمة؛ لأنه لا يؤمن معه الإطلاع عليها والوقوع فى المعصية، ولأن الخلوة بها معصية، وأجاز أحمد استئجارها، ولكن يصرف وجهه على النظر إلى مايحل له النظر إليه، كما أنه لا يخلو معها فى مكان اتقاء ا للفتنة**" (الموسوعۃ الفقہیہ ۱/ ۲۸۸)۔

-"**وفى البدائع: كره أبوحنيفة استخدام المرأة والاختلاط بها، لما قد يؤدى إلى الفتنة، وهو قول ابى يوسف و محمد، أما الخلوة، فلان الخلوة بالأجنبية معصية، وأما الاستخدام فلأنه لا يؤمن معه الإطلاع عليها، والوقوع فى المعصية، وقد قال النبى ﷺ: لايخلون رجل بامرأة إلاوكان الشيطان ثالثهما، ولأنه لا يؤمن مع الخلوة مواقعه المحظور**" (موسوعہ فقہیہ ۷/ ۸۳)۔

-مولانا محمد شاکر نثار مدنی: ٹکٹ فروخت کرنے کی نوکری بھی عورتوں کے لئے درست نہیں، کیونکہ یہاں بھی غیر مردوں سے اختلاط اور بات چیت کرنا ضروری ہے، جس کی شرعی گنجائش نہیں ہے۔

-مفتی عبدالغفار قاسمی ندوی: ان شعبوں میں شرعی حدود میں رہتے ہوئے عورتوں کا ملازمت کرنا درست ہے، تاہم بہتر نہیں ہے۔

-مفتی محمد مطیع الرحمٰن قاسمی: ٹکٹ فروخت کرنے کی ملازمت کرنا بھی جائز نہیں ہے، البتہ اگر کسی خاتون کی شدید مجبوری ہو تو ایسی صورت میں عورت کے لئے گنجائش ہوگی، لیکن پورے پردے کے ساتھ کرے، بلاضرورت مرد سے بات نہ کرے اور نہ تنہائی میں بیٹھ کر کام کرے۔

عرض مسئلہ:

خواتین کی ڈرائیونگ سے متعلق بعض مسائل

مفتی محمد ثناء الہدی قاسمی☆

الحمد لله رب العالمين والصلوٰة والسلام على رسوله الكريم اما بعد!

خواتین کی ڈرائیونگ سے متعلق اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا) کو کل چونسٹھ (۶۴) مقالات موصول ہوئے۔ مقالہ نگاروں کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

مولانا محمد صابر حسین ندوی، ڈاکٹر محمد شاہجہاں ندوی، مفتی محمد شفیق برودوی، مولانا محمد ابوبکر قاسمی، مفتی حبیب اللہ قاسمی، ڈاکٹر حافظ کلیم اللہ عمری، مفتی نثار احمد گودھروی، قاضی محمد حسن ندوی، مفتی محمد ثناء الہدی قاسمی، مولانا محمد عمار مزمل قاسمی، مولانا عبد الحکیم قاسمی پالن پوری، مولانا سعید احمد ندوی، مولانا محمد جمیل اختر جلیلی ندوی، مفتی محمد الیاس قاسمی، مولانا معراج الدین قاسمی، مفتی سید محمد علی مدنی، مولانا مظاہر حسین عماد عاقب قاسمی، مولانا محمد سلیم الدین قاسمی، مولانا محمد ممتاز خان ندوی، مفتی فرید احمد کاوی، مفتی اقبال بن محمد ٹنکا روی، مفتی محمد زبیر ندوی، ڈاکٹر سعید احمد عمری مدنی، مفتی جنید احمد پالن پوری، مولانا ارشاد پالن پوری، مولانا کفیل احمد قاسمی، مفتی محمد انور حسین مدنی، مولانا محمد جمشید جوہر قاسمی ارریاوی، مفتی سید ابراہیم حسامی قاسمی، مولانا محمد شاکر نثار قاسمی مدنی، مفتی سیف الاسلام اصلاحی، مولانا محمد صبیح اختر قاسمی، ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی، مفتی عبد السلام قاسمی، مفتی فضل الرحمٰن اصلاحی قاسمی، مولانا ابو معاویہ محمد معین الدین قاسمی، مولانا مفتی محمد عفان منصور پوری، مولانا ابراہیم وریٹھی فلاحی، مولانا محبوب فروغ احمد قاسمی، مولوی عبد الخالق نعمانی، مفتی محمد فاروق قاسمی دربھنگوی، حافظ سید فاروق عمری مدنی، مفتی عبد الغفار قاسمی اندوری، مفتی محمد مطیع الرحمٰن قاسمی، مفتی توفیق الٰہی قاسمی، مفتی تنظیم عالم قاسمی، مولانا عبید اللہ ندوی، مفتی محمد سیف اللہ عرشی قاسمی، مولانا محمد ریاض ارمان قاسمی، مفتی محمد عثمان بستوی گورینی، مفتی امانت علی قاسمی، ڈاکٹر ظفر الاسلام صدیقی، مفتی سعید الرحمٰن فاروقی، مولوی محمد عمیر شاملی، مولوی محمد شمس قمر قاسمی، مولانا عبد الاحد

☆ نائب ناظم، امارت شرعیہ، بہار، اڑیسہ وجھارکھنڈ۔

قاسمی، مفتی شاہد علی قاسمی، مفتی محمد جعفر علی رحمانی، مفتی محمد ذکاء اللہ شبلی قاسمی، مفتی عبد القیوم قاسمی پالن پوری، مفتی عبد المنان قاسمی، ڈاکٹر محی الدین غازی، مولانا مفتی اختر امام عادل قاسمی، مولانا سعید اسعد قاسمی، آسنسول۔

تمام مقالہ نگاروں نے اس بات سے اتفاق کیا ہے کہ عورت کی اصل جگہ اس کا گھر ہے، اور سبھی نے "وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى" (الأحزاب:۳۳) سے استدلال کیا ہے، اس سلسلے میں مقالہ نگاروں نے سنن ترمذی (حدیث نمبر ۱۱۷۳) اور مصنف بن ابی شیبہ (حدیث نمبر ۷۶۱۷) کی روایت بھی نقل کی ہے، جس میں مذکور ہے کہ عورت جب گھر سے باہر نکلتی ہے تو شیطان تاک جھانک کرنے لگتا ہے۔

"عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اَلْمَرأَةُ عَوْرَةٌ فَإِذَا خَرَجَتِ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ" (سنن ترمذی:۱۱۷۳) "عن الأحوص، قال قال عبد الله: المرأة عورة وأقرب ما تكون من ربها إذا كانت في قعر بيتها، فإذاخرجت استشرفها الشيطان" (مقالہ: مفتی سید ابراہیم حسامی قاسمی)۔

تمام مقالہ نگار اس بات پر بھی متفق ہیں کہ ضرورت کے مطابق حدود شرعی کو ملحوظ رکھتے ہوئے عورت کا گھر سے نکلنا جائز ہے۔ ان حضرات کی دلیل بخاری شریف کی وہ حدیث ہے جس میں حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اپنی ضروریات کے لیے تم اپنے گھروں سے باہر نکل سکتی ہو۔ "قد أذن لكم ان تخرجن لحوائجكن" (مقالہ: مولانا اختر امام عادل)۔

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب نے احکام القرآن میں اسی بنیاد پر لکھا ہے کہ

"ولكن يستثنىٰ منه مواضع الضرورة، ويكتفى فيها الحجاب بالبراقيع والجلابيب" (مقالہ: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی)۔

"فلا يجوز لهن الخروج من بيوتهن، إلا عند الضرورة مع الاهتمام التستر والاحتجاب كل الاهتمام، وما سوى ذلك محظور ممنوع" (۳/۳۱۷)۔

اس سلسلہ میں مقالہ نگاروں نے حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحب زادیوں کا گھر سے باہر نکلنا اور کنویں سے پانی بھر کر لانا، جس کا ذکر قرآن کریم کے سورۂ قصص ۲۴، ۲۳، میں مذکور ہے، سے بھی استدلال کیا ہے (مقالہ: مفتی سید ابراہیم حسامی قاسمی، قاضی محمد حسن ندوی)۔

تمام مقالہ نگار اس بات پر بھی متفق ہیں کہ عورت ضرور کے وقت گھر سے باہر نکل سکتی ہے، مسافت شرعی سے کم والا سفر بغیر محرم کے کر سکتی ہے، بشرطیکہ راستہ فتنوں سے محفوظ ہو، مکمل پردہ کے ساتھ نکلے۔ پردہ میں چہرہ کا پردہ بھی شامل ہے۔ علامہ شامی لکھتے ہیں: "وحيث أيضا لها الخروج فيشترط عدم الزينة في الكل وتغير الهيئة الىٰ ما يكون داعية إلى نظر الرجال واستمالهم" (۳/۱۴۶) (مقالہ: مفتی سید ابراہیم حسامی)۔

۱، ۲- ان تمام حدود کی رعایت کے ساتھ کیا کوئی عورت شہر میں ایک جگہ سے دوسری جگہ گاڑی چلا کر جاسکتی ہے، اس میں دو پہیوں والی گاڑی، کار، ٹیکسی، بس یا سامان پہونچانے والی گاڑی جیسے لاری وغیرہ کے احکام، ایک ہی ہیں یا الگ الگ؟ اگر مسافت شرعی کی مقدار کا سفر ہوا اور مذکورہ سواریوں میں عورت کا شوہر یا محرم بھی ساتھ ہو تو کیا اس کی اجازت ہوگی۔

بیشتر مقالہ نگاروں کی رائے ہے کہ عورت کے لیے جس طرح پیدل چلنا جائز ہے، اسی طرح اپنی پرائیوٹ کار میں جس میں کوئی دوسرا غیر محرم نہ ہو گھر سے باہر گاڑی چلا کر جانا ضرورت کے وقت جائز ہے۔ مقالہ نگاروں نے ''گنجائش ہے، مضائقہ نہیں ہے'' جیسے جملوں کا بھی استعمال کیا ہے۔

جس سفر میں پردہ کی رعایت اور عدم اختلاط ملحوظ ہو، شوہر اور محرم بھی ساتھ ہو تو عورت خود ڈرائیونگ کر کے کوئی مسافت طے کرسکتی ہے۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ عورت شہر میں ایک جگہ سے دوسری جگہ تنہا گاڑی چلا کر جاسکتی ہے، دو پہیوں والی گاڑی بھی چلاسکتی ہے اور پرائیوٹ ٹیکسی بھی، (مولانا عبد المنان قاسمی، آسام، مولانا محی الدین غازی) بعض مقالہ نگاروں نے شدید مجبوری کی حالت میں اجازت دی ہے (مفتی سید ابراہیم حسامی قاسمی، مولانا صابر حسین ندوی)۔

خلاصہ یہ ہے کہ عورتوں کی ڈرائیونگ نہ تو مطلقاً جائز ہے اور نہ ہی مطلقاً ناجائز۔

مولانا جمیل اختر جلیلی ندوی نے علامہ یوسف القرضاویؒ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ اس سلسلہ میں اصول یہ ہے کہ:

''ان ما حرم لذاته لا يباح الا للضرورة، أما ما حرم لسد الذريعة فيباح للحاجة ولا ريب ان سفر المرأة بغير محرم مما حرم سدا الذريعة'' (الفتاویٰ المعاصرۃ: ص ۱۰۵۷) خواتین کی ڈرائیونگ کو ممنوع قرار دینے والے اسے سد ذرائع کے طور پر ممنوع قرار دیتے ہیں، حالانکہ حاجت کے وقت وہ جائز اور مباح ہو جاتا ہے۔

جواز کے قائلین نے ڈرائیونگ کو اونٹنی کے ہانکنے پر قیاس کیا ہے اور لکھا ہے کہ مختلف روایات میں صحابیات کی گھوڑ سواری اور اونٹ کی سواری کا ذکر موجود ہے، بائیک چلانا اونٹ ہانکنے کے مشابہ ہے، اس لیے بائیک کی ڈرائیونگ بھی جائز ہوگی، حضور ﷺ نے قریش کے ان عورتوں کی تعریف کی ہے، جو اونٹ پر سوار ہوتی تھیں۔

''**قال رسول الله ﷺ خير نساء ركبن الابل صالح نساء قريش** (متفق عليه)'' (مولانا محمد سلیم الدین قاسمی، مفتی محمد زبیر ندوی بہرائچی، مولانا سعید احمد عمری مدنی، مفتی ارشاد پالن پوری)۔

گاڑی خود چلا کر جانا دوسرے کے ساتھ جانے بلکہ فی زمانا پیدل جانے کی بہ نسبت زیادہ حفاظت کا سبب ہے (مولانا فرید احمد کاوی)۔

مفتی محمد عثمان گورینی نے لکھا ہے کہ: ''خواتین کے لیے ڈرائیونگ کی ممانعت بعینہٖ نہیں ہے، بلکہ بہت سے مفاسد

کی وجہ سے ہے اور اجازت ضرورت کی بنا پر ہے، لہذا حتی الامکان مفاسد سے بچتے ہوئے بقدر ضرورت ڈرائیونگ کی اجازت ہوگی۔

علامہ یوسف قرضاویؒ نے فتاویٰ معاصرۃ ۵/ ۱۳۶ میں لکھا ہے:"**ركوب الدراجة أو السيارة أو غير هما من أدوات النقل أمر مشروع فی حد ذاته، وقد كانت المرأة العربية فی جاهليها وإسلامها تركب الإبل**"

'' فتاویٰ معاشرۃ'' کی دوسری عبارت ہے:"**ولا حرج فی أن تقود المرأة السيارة فی وسط المدينة كان تذهب بها إلى المستشفى أو توصل أولادها إلى مدرسة وتقضی حاجيات البيت او نحو ذالک، انشاء الله لا حرج فيه، لكنه لا تسافربها سفرا بعيدا، إلا أن يكون معها زوجه أو ذو محرم منها**" (۵/ ۲۶۴)۔

شیخ احمد شریف النعسان لکھتے ہیں:"**فمن حديث المحكم الشرعی فی قيادة المرأة للسيارة وهو أمر مباح شرعا إذا كانت تامن على نفسها من الفتنة وكانت بحجابها الشرعی**" (رقم الفتویٰ:۱۴۲۳)۔

شیخ عبدابوعبدالمعزفرکوس لکھتے ہیں:"**فالأصل أن ركوب السيارة وغيرها من المراكب جائز للذكور والإناث لأن الأصل فی العادات الجواز والإباحة وقد كان ركوب الدابة وسوقها أمرا مشروعا للجنسين فی العهد الأول**" (رقم الفتاویٰ:۵۵۳)(دیکھئے: مقالہ مولوی محمد عمیر شاملی)۔

دوسری رائے ان مقالہ نگاروں کی ہے جنہوں نے فتنہ، بے پردگی، شرم وحیا کے خلاف، مردوں سے مشابہت کی وجہ اور سد ذرائع کو ملحوظ رکھتے ہوئے خواتین کی ڈرائیونگ کو ناجائز قرار دیا ہے، ان کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

مفتی حبیب اللہ قاسمی، مولانا عبدالحکیم قاسمی پالن پوری، مفتی جنید احمد پالن پوری، مفتی سیف اللہ اصلاحی، مولانا محمد عمار مزمل قاسمی، مولانا کفیل احمد قاسمی، مولانا مظاہر حسین عماد عاقب قاسمی، مفتی امانت علی قاسمی، مفتی محمد جعفر ملی رحمانی، مولانا سید احمد ندوی، مولانا معراج الدین قاسمی۔

ایک تیسری رائے ان مقالہ نگاروں کی ہے، جنہوں نے بائیک اور چار پہیوں والی گاڑی میں فرق کیا ہے، چار پہیوں والی گاڑی کی ڈرائیونگ کو جائز اور بائیک کی ڈرائیونگ کو ناجائز قرار دیا ہے، اس رائے کے قائلین مفتی نثار احمد گودھروی، ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی، مولوی محمد عمیر شاملی ہیں۔

ایک تیسری رائے مولانا مفتی محمد الیاس قاسمی، مفتی عبدالسلام قاسمی راجستھان، مولوی محمد شمس قمر اور مفتی شاہد علی

قاسمی کی ہے، ان کے نزدیک مردوں سے مشابہت کی وجہ سے ہیرو ہونڈا، سی ڈی، ڈیلکس، بولیٹ وغیرہ گاڑیوں کا چلانا عورت کے لیے ممنوع قرار دیا ہے اور صرف ان گاڑیوں کو چلانے کی اجازت دی ہے جو عورتوں کے لیے خاص سمجھی جاتی ہیں، جیسے اسکوٹی، ایکٹیوا وغیرہ۔

مفتی سیف اللہ اصلاحی نے مجوزین کی طرف سے دی جانے والی دلائل پر بھی بحث کیا ہے اور بتایا ہے کہ اونٹ کی سواری پر قیاس کر کے ڈرائیونگ کو درست نہیں کہا جا سکتا، اس لیے کہ اونٹ پر ہودج ہوتا تھا، جس سے پردے کا معقول انتظام ہو جاتا تھا۔

ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی نے چار پہیوں والی گاڑی کے ڈرائیونگ کو جائز قرار دیا ہے، کیونکہ اس میں پردہ کی رعایت باقی رہتی ہے، مگر بائیک چلانے کو درست نہیں قرار دیا ہے، کیونکہ اس میں تیز رفتاری کے سبب جسم کا نشیب وفراز ظاہر ہوتا ہے۔

مفتی توفیق الٰہی قاسمی نے بائیک چلانے کی اجازت دی ہے، لیکن بس، ٹرک، لاری وغیرہ چلانے کو پُر مشقت اور محنت کش ہونے کی وجہ سے قطعاً اجازت نہیں دی ہے۔

مفتی تنظیم عالم قاسمی نے بھی بائیک، ٹیکسی، بس یا سامان پہونچانے والی گاڑی کا چلانا ناجائز قرار دیا ہے۔

مولوی محمد عمیر شاملی نے عرب علماء میں عبداللہ بن باز، صالح بن عیثمین، عبداللہ بن عذبان اور صالح الفوزان کے حوالہ سے خواتین کی ڈرائیونگ کو فقہ النوازل للجیزانی کے حوالہ سے ناجائز لکھا ہے:

"لا يجوز للمرأة أن تسوق السيارة في شوارع المدن ولا اختلاطها بالسائقين، لما في ذالک من كشف وجهها أو بعضه كشف شئ من ذراعيها غالبا، وذالک من عورتها؛ ولأن اختلاطها بالرجال الأجانب مظنة الفتن ومثار الفساد"۔

سوال نمبر ۳ سے ۶ تک کے جوابات میں دو نقطہ نظر ہے، ایک نقطہ نظر یہ ہے کہ عورتوں کے لیے بس کی ڈرائیوری، ریلوے ٹی ٹی کی ملازمت، ریلوے اسٹیشن یا ایر پورٹ پر ٹکٹ کاٹنے کی ملازمت، جہاز پائلٹ یا ٹرین ڈائیونگ کی ملازمت جائز نہیں ہے، کیونکہ خواتین کی ملازمت بلا ضرورت صحیح نہیں ہے اور اس لیے بھی اس کے نفقہ کی ذمہ داری دوسروں پر ہے، اور اس کی وجہ سے متعلقہ اسفار نہ سفر واجب ہے اور نہ سفر ضرورت، اس لیے اس کو سفر ضرورت اور سفر حج وغیرہ کے حوالہ سے جائز نہیں قرار دیا جا سکتا، اس کے علاوہ اس قسم کی ملازمت میں بے پردگی، اختلاط مرد وزن موہوم نہیں، حقیقت ہے، ایسے اسفار میں شوہر یا محرم کا ہر وقت ساتھ رہنا بھی ممکن نہیں ہے۔ اس لیے اس قسم کی ملازمت جائز نہیں ہوگی۔

ان کے دلائل حسب ذیل ہیں:

"وحدیث عدی یدل علی وجود السفر لا علی جوازہ، ولذالک لم یجزہ فی غیر الحج المفروض، ولم یذکر فیہ خروج غیرھا معھا" (مقالہ: مولانا اختر امام عادل)

علامہ ابن قیمؒ نے لکھا ہے کہ حاکم پر واجب ہے کہ بازار وغیرہ میں عورتوں اور مردوں کے اختلاط پر پابندی عائد کرے۔

"أن ولی الأمر یجب علیہ ان یمنع اختلاط الرجال بالنساء فی الأسواق والفُرَج ومجامعِ الرجالِ " (الطریق الحکمیۃ ۱/۳۷۸) (مقالہ: مولانا اختر امام عادل)۔

"فَیَحْرُمُ علیھن الخُرُوجُ سَافِراتِ الوجوہِ، لأنہ سبب للحرام " (حاشیۃ قلوبی وعمیرۃ ۱۱/۹۱) (مقالہ مولانا اختر امام عادل)۔

اس رائے کے قائلین مفتی اختر امام عادل، مولانا عبد المنان قاسمی، مفتی سید ابراہیم حسامی قاسمی، ڈاکٹر شاہ جہاں ندوی (مکروہ) مفتی حبیب اللہ قاسمی، ڈاکٹر حافظ کلیم اللہ عمری مدنی، مفتی نثار احمد گودھروی، قاضی محمد حسن ندوی، مولانا عبد الحکیم قاسمی پالن پوری، مولانا سعید احمد ندوی، مولانا فرید کاوی، مفتی اقبال ٹنکاری، مفتی محمد زبیر بہرائچی، ڈاکٹر سعید احمد عمری مدنی، مفتی جنید احمد پالن پوری، مفتی ارشاد پالن پوری، مولانا کفیل احمد قاسمی، مفتی محمد جمشید جوہر قاسمی، مولانا محمد شاکر مدنی، مفتی سیف الاسلام اصلاحی، مفتی محمد صبیح اختر ہوجائی، مفتی عبد السلام قاسمی پوکرن، مولانا محمد معین الدین ندوی، مفتی محمد عثمان منصور پوری، مفتی محبوب فروغ احمد قاسمی، مفتی محمد فاروق تاؤلی، مفتی عبد الغفار قاسمی، مفتی مطیع الرحمٰن قاسمی، مفتی توفیق الٰہی قاسمی، مفتی تنظیم قاسمی، مفتی عبد اللہ ندوی، مولانا سیف اللہ عرشی قاسمی، مفتی ریاض ارمان قاسمی، مفتی امانت علی قاسمی، مفتی سعید الرحمٰن فاروقی، مولوی محمد عمیر شاملی، مفتی عبد القیوم قاسمی پالن پوری، مولوی محمد شمس وقمر، مفتی ذکاء اللہ شبلی قاسمی، مفتی شاہد علی قاسمی، مفتی محمد زبیر ندوی، مولانا اسرار الحق سبیلی، مولانا سلیم الدین قاسمی وغیرہ ہیں۔

دوسرا نقطہ نظر یہ ہے کہ عورتیں شرعی حدود وقیود مثل پردہ، عدم اختلاط شوہر اور بچوں کے حقوق کی رعایت، زیب وزینت کے بغیر اور خواتین کی ملازمت کے لیے جو شرائط اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا) کے سمینار میں طے ہو چکے ہیں، ان کی پابندی کرتے ہوئے یہ کام کر سکتی ہیں، جہاز میں بھی کیبن کا حکم خلوت کا نہیں ہوگا، اس رائے کے قائلین مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی، مولانا محی الدین غازی، محمد صابر حسین ندوی، مولانا محمد جمیل اختر جلیلی ندوی، وغیرہ۔

مفتی محمد الیاس قاسمی نے مسلم خواتین کے لیے پائلٹ کی ملازمت اور ٹرین ڈرائیور کی ملازمت کو ناجائز اور ٹی ٹی،

ریلوے اسٹیشن پر ٹکٹ کاٹنے کی ملازمت کو جائز قرار دیا ہے، یہی رائے مفتی سید محمد علی مدنی، مولانا مظاہر حسین عماد قاسمی کی بھی ہے۔

مشروط مجوزین کے دلائل:

مالکی فقیہ ابوالولید الباجی لکھتے ہیں:"وَلَعَلَّ هٰذا الَّذِیْ ذَکَرَہ بَعْضُ أصْحَابِنَا اِنَّما هُو فی حالِ الِانْفِراد والعدد ا لیسیرِ فاما القوافلُ العظیمةُ والطُرقُ المشترکةُ العامرة المامونةُ؛ فانها عندی مثل البلادِ التی یَکونُ فیها الأسواقُ والتجارُ فإن الامنَ یحصلُ لها دون ذی محرم، ولا امرأةٍ، وقد روی هذا عن الأوزاعی "(المنتقی شرح المؤطا ۳/ ۸۲)(مقالہ: مولانا محی الدین غازی)۔

قیرانی کی شرح الرسالہ میں احمد زناتی کی یہ صراحت موجود ہے کہ:"اذا کانت فی رفقةٍ مامونةٍ ذاتَ عددٍ وعُددٍ أو جیشٍ ما مونٍ من الغَلَبةِ والمحلة العظیمة فلا خلاف فی جواز سفرها من غیر ذی محرمٍ فی جمیع الأسفار: الواجب منها، والمندوب والمباح من قول مالک و غیرہ" (مقالہ: مولانا محی الدین غازی)۔

علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے بھی قابل اعتماد لوگوں کے ساتھ لمبا سفر کرنے کی اجازت دی ہے۔

"یجوز عندی مع غیر محرم ایضاً بشرط الاعتماد والامن عند الفتنة وقد وجدت له مادة کثیرة فی الاحادیث"(فیض الباری ۲/ ۳۹۷) (مقالہ: مولانا محمد سلیم الدین قاسمی)۔

سوال نمبر ۷ میں یہ دریافت کیا گیا تھا کہ ریلوے اسٹیشن پر ٹکٹ کاٹنا اور ایر پورٹ پر ٹکٹ جاری کرنے کے لیے بہت سی خاتون کارکن ہوتی ہیں، کیا اس شعبہ میں ان کا کام کرنا جائز ہوگا؟

اس سوال کے جواب میں تقریبا تمام مقالہ نگار متفق ہیں کہ ریلوے اسٹیشن اور ایر پورٹ پر ٹکٹ کاٹنے کی ملازمت ضرورتاً، شرعی حدود و قیود کی رعایت کے ساتھ درست ہوگی، کیونکہ اس میں سفر درپیش نہیں ہے، اور اختلاط سے الگ کاؤنٹر ہونے کی وجہ سے محفوظ ہے، گویا کہ تمام مقالہ نگار مشروط اجازت کے قائل ہیں؛ البتہ مولانا اختر امام عادل نے لکھا ہے کہ ''یہاں بھی بے پردگی اور غیر مردوں کے ساتھ اختلاط پایا جاتا ہے، اس لیے مسلم خواتین کے لیے اس میں بھی ملازت کرنا جائز نہیں ہے''۔

تمام مقالہ نگاروں کے دلائل کے جائزہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے درمیان جواز اور عدم جواز کے سلسلے میں کوئی بنیادی اور اصولی اختلاف نہیں ہے، جن جن حضرات نے جن صورتوں میں اختلاط مرد و زن، بے پردگی اور بغیر محرم کے سفر کو

سامنے رکھا ہے، قافلہ کے ساتھ پرامن ماحول میں بھی عورتوں کو بغیر محرم یا شوہر کے شرعی مسافت سفر میں سفر کو ممنوع قرار دیا ہے، انہوں نے از اول تا آخر تمام سوالوں کے جواب میں ناجائز، احتراز لازم، احتیاط ضروری لکھ کر اسے بھی ممنوعات کے ذیل میں رکھا ہے، اور جن حضرات نے جواز کی رائے نقل کی ہے، ان کے نزدیک بھی عورتوں سے متعلق تمام حدود و قیود اور خواتین کی ملازمت سے متعلق اسلامک فقہ اکیڈمی کے سابقہ فیصلوں اور ضرورت کی قید ہے، کیوں کہ سب کے نزدیک عورت کا اصل مقام گھر ہی ہے، باہر نکلنے کی اجازت بدرجہ مجبوری ہی ہے، چنانچہ جواز کی رائے ان حدود و قیود کے ساتھ ہیں، جو شریعت نے خواتین کے سلسلہ میں لازم قرار دیا ہے۔

کئی حضرات نے عورتوں کے سفر کے سلسلہ میں فقہاء کی آراء نقل کر کے یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ عورت تین دن سے زیادہ کا سفر بغیر شوہر یا محرم کے نہیں کر سکتی، بعضوں نے حضرات مالکیہ کے قول کے مطابق بغیر محرم کے سفر کو بڑے قافلے اور راستے پرامن ہونے کی صورت میں جائز قرار دیا ہے۔ اس وجہ سے آرا مختلف ہوئی ہیں، احقر کا رجحان بھی شرعی حدود و قیود کی پابندی کے ساتھ جواز ہی کا ہے، دلائل اوپر گذر چکے ہیں، جن حضرات نے ناجائز قرار دیا ہے، ان کے دلائل کا تجزیہ بھی اس مسئلے کو حل کرنے میں معاون ہوگا، درج ذیل ہیں۔

عورتوں کی ڈرائیونگ کے عدم جواز پر جو دلائل دیے جاتے ہیں ان میں تشبہ بالرجال اجنبی مردوں کا دیکھنا، اختلاط مرد و زن، راستے میں جان و مال عزت آبرو کے تحفظ کا مسئلہ خاص طور پر قابل ذکر ہے دارالعلوم دیوبند نے اپنے ایک فتوی جواب نمبر ۱۷۴۳۶۴ میں اس بنیاد پر کہ راستے میں تمام غیر محرم لوگوں پر اس کی نظر پڑے گی، عورتوں کے لیے ڈرائیونگ کی شرعاً اجازت نہیں دی ہے۔

یقیناً ڈرائیونگ کرنے میں یہ بات لازم ہے، لیکن کیا یہ معاملہ صرف عورتوں کے ساتھ ہے، مردوں کے ساتھ نہیں، وہ بھی اجنبی عورتوں کو لازماً گاڑی چلاتے ہوئے دیکھتے ہیں، تو کیا ڈرائیونگ ان کے لیے ممنوع ہوگی، ظاہر ہے ایسا نہیں ہے، حالانکہ غض بصر کا حکم قرآنی دونوں کے لیے ہے، زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ مردوں کے اوپر نفقہ کا حصول ضروری ہے اور عورتیں عام حالات میں اس سے مستثنی ہیں، اس لیے مردوں کے لیے ضرورتاً اس کی اجازت ہوگی عورتوں کے لیے ایسی کوئی ضرورت نہیں ہے اس کا نفقہ شوہر وغیرہ پر ہے اس لئے اس کی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔

جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن نے اپنے ایک فتویٰ میں لکھا ہے کہ: خاتون کا نفس گاڑی چلانا تو حرام نہیں ہے لیکن اس کی تربیت کے لیے غیر محرم سے واسطہ پڑتا ہو تو ڈرائیونگ کے لیے ایسے تربیتی اسکول جانا جائز نہیں ہوگا، نیز عورت کے لیے ڈرائیونگ ضرورت شرعیہ نہیں ہے ان کا مشورہ یہ ہے کہ "ڈرائیونگ سیکھنے اور گاڑی چلانے کے لیے گھر سے نکلنے میں

دیگر فتنوں کا اندیشہ بھی ہے (خصوصاً بیرون ملک میں) اس لیے عورت کو حتی الامکان ڈرائیونگ جیسی مصروفیات سے اجتناب کرنا چاہیے (ایضاً)۔

بنوری ٹاؤن کا ایک فتوی یہ بھی ہے: نیز خواتین کے لیے بلاضرورت ڈرائیونگ وغیرہ سے احتراز کرنا چاہیے؛ البتہ اگر کبھی ڈرائیونگ کی ضرورت پیش آجائے تو بغیر محرم کے مسافت سفر کے بقدر سفر کرنا جائز نہیں ہوگا، اپنے شہر کے اندر ڈرائیونگ کرنا جائز ہوگا اور اس دوران مکمل پردہ کا اہتمام ضروری ہوگا۔

اس فتوی سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ اگر مسافت سفر شرعی ہو تو ڈرائیونگ میں اس کے ساتھ محرم کا ہونا ضروری ہوگا اور پردہ کا اہتمام ہر دو صورت میں ہوگا اور اجازت بھی ڈرائیونگ کی ضرورت کے وقت ہوگی، اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ حکم بنوری ٹاؤن کے فتوی کے مطابق عمومی نہیں ہے بعض خاص حالتوں میں ہی اجازت دی گئی ہے۔

اس کے برعکس سعودی عرب کے سپریم علماء کونسل کے سینئر رکن مشہور عالم الشیخ عبداللہ ابن عبدالمحسن نے فرمایا کہ خواتین کی ڈرائیونگ قرآن وسنت کی تعلیمات کے منافی نہیں ہے، ان کا یہ بیان سعودی عرب میں خواتین کی ڈرائیونگ کی اجازت کے بعد سامنے آیا تھا انہوں نے العربیہ ڈاٹ نیٹ پر یہ بھی کہا کہ: سماجی مطالعوں سے ثابت ہوا ہے کہ خواتین کا گاڑی چلانا معاشرے کے لیے ضرر کا باعث نہیں اگر اس کے کچھ منفی پہلو ہیں تو وہ بھی جلد ختم ہوجائیں گے۔

سعودی عرب کے امام محمد بن سعود جامعہ اسلامیہ کے ڈائریکٹر اور کبار علماء کونسل کے رکن ڈاکٹر سلیمان ابن عبداللہ ابالخیل نے بھی عورت کی ڈرائیونگ کو درست قرار دیا ہے، انہوں نے فرمایا کہ اس کی وجہ سے کسی غیر ملکی ڈرائیور کے ساتھ گھروں سے باہر جانے آنے کی صورت میں لاحق ممکنہ خطرات سے بھی بچا جا سکے گا؛ کیونکہ خواتین ملکی غیر ملکی کار ڈرائیوروں کے ساتھ کسی نگرانی یا مواخذے کے بغیر گھروں سے باہر جاتی ہیں۔

جو مفتیان کرام عورتوں کی ڈرائیونگ کو ناجائز کہتے ہیں ان کے دلائل پر بھی ایک نظر ڈالنا ضروری ہے۔

(الف) تشبہ بالرجال: ناجائز ہونے کی ایک وجہ تشبہ بالرجال کو قرار دیا جاتا ہے؛ "**لعن رسول الله ﷺ المشتبهين من الرجال بالنساء والمشتبهات من النساء بالرجال**" (بخاری)، اس روایت میں جس تشبہ سے منع کیا گیا ہے وہ مذہبی اعمال اور وضع قطع دوسروں کی اختیار کرنا ہے، نہ کہ کام میں مردوں کی مشابہت اختیار کرنا، بعض کام مثلاً کپڑے دھونا، گھروں کی صفائی کرنا، خرید وفروخت کرنا مرد وعورت دونوں کے لیے جائز ہے، اس لیے ہم اسے عورتوں کے لیے تشبہ بالرجال اور مردوں کے لئے تشبہ بالنساء کہہ کر ممنوعات اور عدم جواز کی فہرست میں شامل نہیں کر سکتے، خصوصاً اس شکل میں جب کہ عورتیں آقا ﷺ کے زمانہ میں گھوڑے اور اونٹ کی سواریاں کیا کرتی تھیں؛ بلکہ بعض روایتوں میں قریش کی

عورتوں کو جن خصوصیات کی بنیاد پر بہترین عورتیں قرار دیا گیا ہے، ان میں اونٹ کی سواری کرنا بھی ہے، تشبہ بالرجال کی وجہ سے حضور اکرم ﷺ نے اسے ممنوع نہیں قرار دیا۔

(ب) اختلاط مرد وزن: یقیناً یہ ممنوع اور ناجائز ہونے کا بڑا سبب ہے؛ لیکن اگر عورت اپنی گاڑی چلا رہی ہو اس کے ساتھ کوئی اجنبی مرد نہ ہو اور وہ اپنی ضرورت کے لیے مسافت سفر سے کم میں آجا رہی ہو تو اس کا تنہا گاڑی ڈرائیو کر کے جانا اس بنیاد پر ممنوع نہیں ہونا چاہیے؛ البتہ اگر وہ لمبے ٹور پر جا رہی ہے، منزل مسافت شرعی پر واقع ہے تو اس کے ساتھ ایک محرم کا ہونا ضروری ہے؛ بقیہ اگر دوسرے لوگ بھی اس کے ساتھ سفر کر رہے ہیں تو اس سفر میں خاتون کے لیے گاڑی ڈرائیونگ کو ممنوع نہیں قرار دیا جا سکتا، کیونکہ شریعت نے سفر شرعی میں محرم کا ساتھ ہونا ضروری قرار دیا ہے یہ دیکھنے کی ہدایت نہیں دی ہے کہ اس قافلے میں دوسرے اور کون لوگ شریک ہیں ورنہ ٹرین، بس، ہوائی جہاز اور حج کا سفر بھی ممکن نہیں ہوگا، محرم اگر ساتھ ہے تو دوسروں کا قافلہ یا گاڑی میں ساتھ ہونا ممنوعات شرعیہ میں نہیں ہے۔

(ج) راستے میں جان و مال عزت و آبرو کے تحفظ کا مسئلہ اہم ضرور ہے اور قابل توجہ بھی، اس کی شکل یہ ہے کہ عورتیں اگر خود ڈرائیو کر رہی ہیں تو ایسے وقت کا انتخاب کریں جس میں خطرات اور اندیشے کم ہیں، مثلاً دن کے وقت جب لوگوں کی چلت پھرت اور گاڑیوں کی آمد و رفت کثرت سے ہونے لگی ہو، یہ ہر علاقے کے لیے الگ الگ ہو سکتا ہے یہ وہاں کے حالات پر منحصر ہے کہ کس وقت کا انتخاب کر کے محفوظ ڈرائیونگ کی جا سکتی ہے، باقی رہے خطرات تو وہ ڈرائیونگ نہ کرنے، بازاروں میں چلنے، سنسان سڑکوں سے گزرنے ہر حالت میں ہے اور یہ موہوم نہیں، واقعہ ہے، اس لیے اس وجہ سے بھی عورتوں کو ڈرائیونگ سے روکنا درست نہیں قرار دیا جا سکتا۔

اس تفصیل کی روشنی میں احقر کی رائے ہے کہ:

۱- عورت شہر میں ایک جگہ سے دوسری جگہ تنہا بائیک، کار، ٹیکسی چلا کر جا سکتی ہے، یہ عورتوں کے لیے جنرل سواری میں دھکے کھانے اور کاندھے سے کاندھا چھلنے اور کسی اجنبی ڈرائیور کے ساتھ سفر کرنے کی بنسبت بہتر ہے، اس میں شرعی حدود کی پابندی بھی ہے، لیکن بس، سامان پہنچانے والی گاڑی جیسے لاری وغیرہ میں مختلف مردوں سے روابط اور اختلاط کی وجہ سے یہ ضروری ہے کہ اس کے ساتھ کوئی محرم ہوتا کہ وہ فتنوں سے محفوظ رہ سکے۔

۲- مسافت شرعی کا سفر شوہر یا محرم کے ساتھ ہو اور پردہ کے ساتھ ہو تو عورت کو ڈرائیونگ کر کے متعینہ مقام پر لے جانے کی اجازت ہوگی۔ ردالمحتار میں ہے: ''**(قوله ولو لحاجة غزو الخ)ای بشرط أن تكون مستترة، و أن تكون مع زوج أو محرم (قوله او مقصد دینی) كسفر لصلة رحم**'' (باب الحظر والاباحۃ ۶/ ۴۲۳)۔

۳-احناف کے یہاں اس کی گنجائش نہیں ہے اس بنیاد پر فقہا نے محرم کے بغیر مسافت شرعی کے سفر کو ناجائز قرار دیا ہے، چاہے وہ حج کا ہی سفر کیوں نہ ہو، میرے نزدیک پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیور اگر خاتون ہے تو اس کے ساتھ ہر حال میں شوہر یا محرم کا ہونا ضروری ہے، پبلک ٹرانسپورٹ ڈرائیور کی حیثیت قافلہ میں شریک عام عورتوں جیسی نہیں ہے؛ البتہ بس میں خواتین ہی سفر کر رہی ہوں تو اس کی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔

۴-خاتون اگر پائلٹ ہو اور دونوں پائلٹ خاتون ہوں تو اس ملازمت میں کوئی حرج نہیں ہے، ان میں سے ایک مرد ہو تو تنہائی میں اجنبی کے ساتھ رہنا غیر شرعی ہوگا؛ کیونکہ تنہائی میں خاتون کا اجنبی کے ساتھ رہنا مطلقاً ممنوع ہے، چاہے سکیورٹی جس قدر ہو اور تمام حرکات کیمرے میں قید بھی ہو رہی ہو تو بھی حکم میں فرق نہیں پڑے گا۔

۵-ٹرینوں میں بھی عورت اگر ڈرائیور بنتی ہے تو اس کے ساتھ شوہر یا محرم کا ہونا ضروری ہوگا اگر ایسا نہیں ہے تو یہ ملازمت جائز نہیں ہوگی۔

۶-اختلاط مرد و زن کی وجہ سے ٹی ٹی کا کام مسلم عورتوں کو نہیں کرنا چاہیے؛ کیونکہ ٹکٹ چیک کرنے میں اجنبی مردوں سے بار بار گفتگو کرنی پڑتی ہے، جو شرعاً درست نہیں ہے۔

۷-ریلوے اسٹیشن پر ٹکٹ کاٹنے اور ایئرپورٹ پر ٹکٹ جاری کرنے میں مسلم عورتوں کو مشروط ملازمت کی گنجائش ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ جن صورتوں میں عورتوں کے سفر کے سلسلے میں شرعی حدود و قیود کو بروئے کار، لایا جا سکے اس صورت میں عورت کو ڈرائیونگ کی اجازت دی جا سکتی ہے، جن شکلوں میں حدود و قیود پر عمل ممکن نہ ہو، اس میں عورت کو ڈرائیونگ یا سوالات میں پوچھے گئے دوسرے امور کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ **ھٰذا ما عندی و اللہ تعالیٰ اعلم و احکم**

☆☆☆

دوسرا باب

تفصیلی مقالات

خواتین کی ڈرائیونگ سے متعلق مسائل

مفتی اقبال بن محمد ٹنکاروی☆

اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ انسان ہونے میں مرد اور عورت دونوں مساوی ہیں، تمدن کی تعمیر اور تہذیب کی تاسیس وتشکیل اور انسانیت کی خدمت میں دونوں برابر کے شریک ہیں، دل ودماغ، عقل، جذبات، خواہشات اور بشری تقاضوں کے دونوں حامل ہیں، لیکن یہاں دوسرا پہلو یہ بھی ہے کہ کیا مرد اور عورت دونوں کا حلقۂ عمل بھی ایک ہو؟ دونوں ایک جیسے ہی کام کریں؟ دونوں پر زندگی کے تمام شعبوں کی ذمہ داریاں یکساں عائد کردی جائیں؟ تجربات شاہد ہے کہ یہ ناممکن ہے؛ اس لئے کہ ایسی رائے قائم کرنا اس وقت تک درست نہیں جب تک یہ ثابت نہ کیا جائے کہ دونوں کے نظام جسمانی بھی یکساں ہیں، دونوں پر فطرت نے ایک ہی جیسی خدمت کا بوجھ ڈالا ہے اور دونوں کی نفسیاتی کیفیات بھی ایک دوسرے کے مماثل ہیں، اب تک کے تمام سائنسی ریسرچ نے ان تینوں امر کی نفی کی ہے۔

قرآن مجید نے انسانی فطرت کچھ اس طرح بیان فرمائی ہے: ''**خلق لكم من أنفسكم أزواجا لتسكنوا إليها وجعل بينكم مودة ورحمة**'' (سورۂ روم:۲۱) (بنادیے تمہارے واسطے تمہاری قسم سے جوڑے، کہ چین سے رہو ان کے پاس اور رکھا تمہارے بیچ میں پیار اور مہربانی)۔

''**لتسكنوا إليها**'' سے اس طرف اشارہ ہے کہ عورت کی ذات میں مرد کیلئے سرمایہ سکون وراحت ہے، اور عورت کی فطری خدمت یہی ہے کہ وہ اس جدوجہد اور عمل وملازمت کی اس مشقت بھری دنیا میں سکون وراحت کا کوئی گوشہ اور سامان مہیا کرے۔

اسی طرح سورہ احقاف میں فرمایا گیا: ''**حملته أمه كرها ووضعته كرها وحمله وفصاله ثلثون شهرا**'' (سورۂ احقاف:۱۵) (پیٹ میں رکھا اس کو اس کی ماں نے تکلیف سے اور اس کو جنا تکلیف سے اور اس کا حمل میں رہنا اور دودھ چھوڑنا تیس مہینے میں ہے)۔

یہ صنفی تعلق صرف زوجین کی باہمی محبت کا ہی مقتضی نہیں ہے، بلکہ اس امر کا بھی مقتضی ہے کہ اس تعلق سے جو اولاد

☆ شیخ الحدیث ومہتمم دارالعلوم اسلامیہ عربیہ ماٹلی والا، بھروچ گجرات۔

پیدا ہواس کے ساتھ بھی ایک گہرا روحانی پرورش اور تربیت کا تعلق ہو؛ جیسا کہ آیت سے واضح ہورہا ہے کہ عورت کا وظیفہ بچہ کی پیدائش اوراس کی پرورش بھی ہے۔

الغرض "بما انفقوا من أموالهم اور حمله" وغیرہ آیات کریمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ مرداورخواتین کا دائرہ کار ان کی فطری ساخت کے مطابق ہے، نیز یہ خدائی تقسیم ہے اور چونکہ یہ امرایک مسلم حقیقت ہے کہ عورت اور مرد کی تخلیق میں خالق کائنات نے فطری تفاوت رکھا ہے، اور ہرایک کوان صلاحیتوں سے بہرہ ورفرمایا ہے جواس کے فرائض کے مناسب حال ہے، مردوں کے اوصاف عورتوں میں نہیں، نہ عورتوں کے اوصاف مردوں میں ہیں، عورت کے کام کا میدان اس کا گھر ہے اور مرد کا میدان عمل گھر سے باہر۔

صحیح بخاری میں آپ ﷺ کا یہ فرمان موجود ہے جس میں عورت کے دائرہ عمل کو صاف الفاظ میں یوں بیان فرمایا ہے: "**المرأة راعية فی بيت زوجها**" (صحیح بخاری، کتاب الجمعۃ، حدیث نمبر: ۸۹۳) (یعنی عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگہبان ہے)، اس حدیث میں جہاں عورت کے دائرہ کار کو واضح فرمایا ہے وہیں اس سے پہلے مرد کے فریضہ کو بھی بیان فرمایا ہے، چنانچہ ارشاد نبوی ہے: "**الرجل راع علی أهل بيته**" (یعنی مرد اپنے گھر والوں کا راعی اور نگہبان ہے)۔

صحیح مسلم میں ہے: "**رزقهن و كسوتهن**" (صحیح مسلم، کِتَابُ الْحَجِّ، بَابُ حَجَّةِ النَّبِيِّ ﷺ حدیث رقم ۲۲۲۴) (اور ان کا کھانا اور کپڑا دستور کے مطابق تم پر واجب ہے)۔

عورت ومرد کا دائرہ کار فقہائے امت کی نظر میں:

فقہائے احناف نے جہاں عورتوں کے نفقہ کے وجوب کے دلائل بیان فرمائے ہیں وہیں سب کی ذمہ داری کو بھی صراحۃ، دلالۃ یا اشارۃً ذکر فرمایا ہے، ذیل میں اس جیسی عبارات ذکر کی جاتی ہے:

(۱) علامہ کاسانی تحریر فرماتے ہیں: "**فهو أن المرأة محبوسة بحبس النكاح حقا للزوج ممنوعة عن الاكتساب بحقه فكان نفع حبسها عائدا إليه فكانت كفايتها عليه كقوله** ﷺ "**الخراج بالضمان**" **ولأنها اذا كانت محبوسة بحبسه ممنوعة عن الخروج للكسب بحقه، فلولم يكن كفايتها عليه لهلكت**" (بدائع الصنائع: کتاب النفقۃ ۳/ ۴۱۸، ط: زکریا، دیوبند)۔

(یعنی عورت قید نکاح میں محبوس ومقید ہے جو شوہر کا حق ہے اور کمانے سے روک دی گئی ہے اور اس کے محبوس رہنے کا فائدہ شوہر کو حاصل ہوتا ہے، لہذا اس کی کفالت اس پر ہوگی؛ اس لئے کہ آمدنی ضمان کے عوض ہوتی ہے، اور اس وجہ سے کہ وہ شوہر کے حق کی وجہ سے محبوس ہے اور شوہر کے حق کی وجہ سے کسب معاش کیلئے نکلنے سے روک دی گئی ہے، اب اگر اس کی

کفایت شوہر کے ذمہ نہ ہوتو وہ ہلاک ہوجائے گی۔عبارت مذکورہ میں علامہ کاسانی نے نفقہ کے وجوب کے عقلی دلائل کے ضمن میں کسب معاش مرد کا دائرہ کار اور اس کے واجبات میں سے ہے اس کی بھی صراحت فرمادی)۔

(۲)ڈاکٹر وہبہ زحیلیؒ ''العجز عن الکسب'' کی صفات بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

" والعجز عن الكسب الا يستطيع الإنسان اكتساب معيشته بالوسائل المشروعة المعتادة اللائقة به وله صفات هي: ان يكون انثى مطلقا الخ''(الفقہ الاسلامی وادلتہ،شروط وجوب النفقۃ ۷/۳۰۷،ط:الہدیٰ انٹرنیشنل، دیوبند)(عجزعن الکسب یہ ہے کہ انسان اکتساب کے لائق معتاد وسائل کے ذریعہ اکتساب کی وسعت نہ رکھتا ہو،اور اس کی چند صفات ہیں جو یہ ہیں کہ وہ مطلقا مؤنث (بیٹی، بیوی، ماں) ہو، الخ، گویا عورت کے وظائف میں کسب معاش داخل ہی نہیں ہے)،آگے فرماتے ہیں:

"فهو أن المرأة محبوسة على الزوج مقتضى عقد الزواج ممنوعة من التصرف والاكتساب لتفرغها لحقه"(صفحہ:۷۸۷)۔

عورت شوہر کے حق میں مشغول ہونے کی وجہ سے تصرف واکتساب سے روک دی گئی ہے، بلکہ فقہاء کرام تو یہاں تک تحریر فرماتے ہیں،جیسا کہ صاحب فتح القدیر ابن ہمام نے تحریر فرمایا ہے:

" فالأناث عليه نفقتهن إلى أن يتزوجن إذا لم يكن لهن مال وليس له أن يواجرهن في عمل ولا خدمة، وإن كان لهن قدرة" (فتح القدیر، کتاب الطلاق، نفقۃ أولاد الصغار ۴/۳۷۱،ط:دار الکتب العلمیۃ، بیروت)۔

عورتوں کا نفقہ باپ پر واجب ہے ان کی شادی ہونے تک، جب ان کے پاس مال نہ ہو اور باپ کیلئے جائز نہیں کہ وہ ان لڑکیوں کو کسی کام یا خدمت کیلئے اجرت (ملازمت) پر رکھے، اگرچہ لڑکیاں اس پر قادر ہوں، آگے فرماتے ہیں:

" فان بلغ الغلام لا الأنثى حد الكسب، كان للأب أن يؤجره او يدفعه إلى حرفة ليكتسب منها وينفق عليه من كسبه"(الفقہ الاسلامی وادلتہ،العجز عن الکسب ۷/۷۷۶،ط:الہدیٰ انٹرنیشنل،دیوبند)۔

لڑکا جب کمانے کے لائق ہوجائے نہ کہ لڑکی تو باپ کیلئے جائز ہے کہ اسے کسی مزدوری میں لگائے یا کسی پیشے کیلئے بھیجے؛ تاکہ وہ کمائے اور لڑکے کی کمائی میں سے باپ اس لڑکے پر خرچ کرے؛ لیکن لڑکی کے بارے میں یہ حکم نہیں ہے: وہ آگے مزید تحریر فرماتے ہیں:"**أما الانثى فلا توجر للخدمة لما فيها من مخاطر الخلوة بها وهو لا يجوز شرعا**"۔

لڑکی کو مزدوری یا خدمت کی ملازمت پر نہیں بھیج سکتا، اس وجہ سے کہ اس میں لڑکی کے ساتھ خلوت کے ڈھیر

سارے خطرات ہیں جو شرعا جائز نہیں ہے، آگے فرماتے ہیں:"**لکن یجوز تعلیمها عند امرأة حرفة معینة مناسبة لها کخیاطة او تطریز او غزل ونحوها**" (أیضاً)۔

لیکن اس کو کسی عورت کے پاس اس کے مناسب کوئی معین ہنر سکھا سکتا ہے، جیسا کہ سلائی، ڈیزائن یا سوت (اون) بٹنا وغیرہ۔

غرض کہ عورت بحیثیت بیٹی، بیوی، ماں کسب کی ذمہ دار نہیں ہے؛ بلکہ تینوں حالتوں میں اس کے نان نفقہ کی ذمہ داری مردوں پر ہی رکھی ہے؛ لیکن مذکورہ بالا روایات فقہیہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عورت بعض ناگزیر حالات میں کسب معاش کی غرض سے باہر جاسکتی ہے۔

اگر کوئی عورت اپنی ان تمام ذمہ داریوں کی ادائیگی کے بعد بچے ہوئے وقت کو گزارتے ہوئے بور ہو جاتی ہے اور پھر وہ قدرے خود کفیل بننا چاہتی ہے کہ اپنے بھائی، باپ یا شوہر کے بوجھ کو ہلکا کرے تو شریعت نے اس کے لئے کچھ شریف اور گھریلو فنون و ہنر سیکھنے اور اپنا روزینہ نکالنے کی گنجائش دی ہے اور مباح کا درجہ دیا ہے، جیسیکہ درج ذیل فقہی روایات اس پر شاہد ہیں۔

(۱) ''الفقہ الاسلامی'' میں مرقوم ہے:"**فإن اکتسبت من مهنة شریفة لا تعرضها للفتنة کخیاطة وتعلیم و تطبیب الخ**" (الفقہ الاسلامی ۷/۷۷۷)۔

اگر عورت کوئی ایسا شریف پیشہ اختیار کرے جس میں کوئی فتنہ (اختلاط مرد وزن، و بے پردگی وغیرہ کا) نہ ہو، جیسے سلائی، تعلیم اور پیشہ طبابت۔

بہر حال بیٹی کو خدمت کے واسطے اجرت پر نہیں دے سکتے، یہ اس وجہ ہے کہ اس میں عورت کے ساتھ خلوت وغیرہ کے کئی خطرات لگے ہوئے ہیں اور وہ جائز نہیں ہے؛ لیکن اگر اس کو کسی عورت کے پاس عورت کے مناسب کوئی معین پیشہ کی تعلیم دی جائے، جیسے سلائی، دیزائین یعنی بیل بوٹے لگانے کی، اون بننے کی اور اس کے مانند دیگر شریف پیشہ کی، تو یہ جائز ہے۔

ہم جب دور رسالت اور اس کے مابعد کی عورتوں کی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو واقعات سامنے آتے ہیں کہ بعض عورتوں نے کچھ اپنے مناسب اور لائق پیشہ اور ہنر اختیار کئے تھے، جس کے ذریعہ وہ اپنے ضروری اخراجات کے بقدر کما لیتی تھیں، انہیں پاکدامن پارسا صفت، عصمت وعفت کا ہر وقت خیال رکھنے والی خواتین میں سے آپ ﷺ کی رفیقہ حیات، امت کی ام محترمہ، حضرت زینب بنت جحش کا نام سرفہرست ہے۔

(۲) سیر اعلام النبلاء للامام الذہبی میں ہے: ''**و كانت زينب تعمل وتتصدق، والحديث مخرج في مسلم**'' (۲/ ۲۱۳، ط: مؤسسۃ الرسالۃ)۔

حضرت زینب بنت جحش خود کام کرتی تھیں اور (اپنی کمائی میں سے) صدقہ کرتی تھیں اور اس حدیث کی تخریج مسلم شریف میں ہوئی ہے۔ اس قصہ کو قدرے وضاحت سے عائشہ عبدالرحمٰن نے تحریر فرمایا ہے: '' **قال رسول الله ﷺ اسرعكن لحاقا بي أطولكن يدا**'' (نساء النبی ص: ۱۷۱، ۱۷۰) (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے بہت جلد مجھ سے ملنے والی وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ لمبے ہاتھ والی ہو)۔

الغرض یہ واقعہ اور اس جیسے دیگر واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت دست کاری اور دیگر شریف اور مناسب پیشے اختیار کرے جو اس کے دائرہ کار میں یعنی امور خانہ داری اور تربیتی وظائف میں مخل نہ ہو، تو اس کے لئے مباح ہے، لوگ سمجھتے ہیں کہ اسلام نے عورتوں کے لئے کسب معاش کے مواقع کو محدود کر دیا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اگر اسلامی اصولوں کے مطابق سماج کی تنظیم ہو تو خواتین کے لئے ملازمت کے مواقع بڑھ جائیں گے؛ کیونکہ ایسی صورت میں لڑکیوں کے تعلیمی ادارے الگ ہوں گے، ہسپتال الگ ہوں گے، اور ان کے لئے کئی مارکٹ الگ ہوں گی، وغیرہ، ایسی تمام جگہوں پر خواتین عملہ کی ضرورت پڑے گی، اس طرح ملازمت کے مواقع بڑھ جائیں گے اور وہ نہ صرف شریعت کے دائرہ میں رہتے ہوئے کسب معاش کر سکیں گی؟ بلکہ اپنے آپ کو زیادہ امن میں بھی محسوس کریں گی۔

۱- اوپر ذکر ہو چکا کہ عورت کا اصل مقام اس کا گھر ہے، البتہ اگر حاجت وضرورت ہو تو گھر سے نکل بھی سکتی ہے، بشرطیکہ شرعی پردے کے ساتھ ہو اور اگر مسافت سفر پر نکلے، تو محرم بھی ساتھ ہو، چنانچہ عورت کا اصل فریضہ جب گھر اور خاندان کی تعمیر ہے، تو ایسی سرگرمیاں جو اس مقصد میں خلل انداز ہوں، اس کے اصل مقصدِ زندگی کے خلاف ہے، اور ان سے معاشرے کا توازن بگڑ جاتا ہے، چنانچہ کبھی بعض ایسے کام جو اگرچہ فی نفسہ مباح ہوتے ہیں، لیکن خارجی مفاسد کے پیشِ نظر ان سے منع کیا جاتا ہے، تاکہ وہ مباح کام ان مفاسد کی بھینٹ نہ چڑھ جائے۔

اس تمہید کے بعد صورتِ مسئولہ کا حکم یہ ہے کہ: خاتون کو محض شوقیہ گھومتے پھرتے رہنے کی اجازت نہیں، چاہے یہ نکلنا پیدل ہو، یا کسی سواری میں، اسی طرح ایسی کسی دینی ضرورت یا دنیوی حاجت کے لیے نکلنا ہو، جس کے بغیر چارہ کار نہیں، اور اس میں ڈرائیونگ بھی ضروری ہو، تو پردہ کا اہتمام کرتے ہوئے خاتون گاڑی چلا سکتی ہے، البتہ اگر شرعی مسافت کا سفر ہو تو اس کے لیے محرم کا ہمراہ ہونا لازمی ہے، سفر میں عورت کی جان و مال اور عفت وعزت کی حفاظت کے لئے شریعت کا یہ تاکیدی حکم ہے جس کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں نقل فرمایا ہے:

" وعن ابی هریرةؓ قال: قال النبیﷺ: "لا یحل لامرأة تؤمن بالله والیوم الآخر أن تسافر مسیرة یوم ولیلة، لیس معها حرمة" (۱/ ۱۴۸،رقم الحدیث:۱۰۸۸)(حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ کسی بھی عورت کیلئے جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو یہ حلال نہیں ہے کہ محرم کے بغیر ایک دن ایک رات کی مسافت کا سفر کرے)۔

اس حدیث پاک میں خواتین کو ایک بہت ہی اہم حکم دیا گیا ہے کہ ایک دن، ایک رات کی مسافت کا سفر بغیر محرم کے نہ کرے، بعض روایات میں تو مطلق سفر کرنے کی بغیر محرم کے ممانعت وارد ہوئی ہے اور بعض روایات میں ہے کہ تین دن، تین رات کا سفر بغیر محرم کے نہ کرے، احتیاط کا تقاضہ تو یہی ہے کہ قریب کا سفر ہو یا دور کا عورت بغیر محرم کے نہ جائے، خصوصاً اس زمانہ میں جو فتنوں کا زمانہ ہے، لیکن دیگر احادیث کے پیش نظر ایسے سفر کے لئے بغیر محرم کے نکلنے کی گنجائش ہے، جو تین دن، تین رات کی مسافت سے کم ہو، مگر بچنا اس سے بھی اولی ہے۔

علامہ شامی نے ''کتاب الحج'' میں ''البحر الرائق'' کے حوالے سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: جو سفر تین دن تین رات کی مسافت سے کم ہو، کوئی حاجت درپیش ہونے کی صورت میں اس کے لئے بغیر محرم کے چلے جانے کی گنجائش ہے، پھر لکھتے ہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ وہ ایک دن کی مسافت کے لئے بھی بغیر محرم یا شوہر کے سفر میں نکلنے کو مکروہ قرار دیتے تھے، اس کے بعد لکھتے ہیں: وینبغی ان یکون الفتوی علیہ لفساد الزمان اور چاہئیے کہ فتوی اسی پر دیا جائے۔

یہی مضمون ''فتاوی ہندیہ'' میں ہے:" **ولا تسافر المرأة بغیر محرم ثلاثة أیام فما فوقها واختلفت الروایات فیمادون ذلک قال أبو یوسفؒ: أکره لها أن تسافر یوما بغیر محرم، وهکذا روی عن أبی حنیفةؒ وقال الفقیه أبو جعفرؒ: واتفقت الروایات فی الثلاث، أما ما دون الثلاث قال أبو جعفرؒ هو أهون من ذلک کذا فی المحیط * وقال حمادؒ: لا بأس للمرأة أن تسافر بغیر محرم مع الصالحین والصبی والمعنوه لیسا بمحرمین والکبیر الذی یعقل محرم کذا فی التتارخانیة * ویکره للامة وأم الولد فی زماننا المسافرة بلا محرم، کذا فی الوجیز للکردری * والفتوی علی أنه یکره فی زماننا، هکذا فی السراجیة * والله أعلم** "(فتاوی ہندیہ ۵/ ۳۶۶، ط: زکریا، دیوبند)۔

تو احتیاط کا تقاضہ یہی ہے کہ تھوڑے بہت سفر کیلئے بھی عورت بغیر محرم یا شوہر کے نہ جائے، اس لئے دنیوی سفر ہو یا دینی سفر، جو فرض نہ ہو اس کے لئے تین دن تین رات کے سفر سے کم کے لئے بھی عورت کو بغیر محرم کے جانے سے روکنا چاہئے اور اس کی اجازت نہ دی جائے، اور ہمارا تجربہ ہے کہ ہم کسی سواری پر مثلاً ٹرین یا بس وغیرہ میں سفر کرتے ہیں جہاں چند

اوباشوں کے درمیان کوئی لڑکی ہوتی ہے، جوان کی مذاق، چھیر چھاڑ کا نشانہ بنے بغیر نہیں رہ سکتی، وہ بیچاری اس قدر مجبور اور بے بس ہوتی ہے کہ یہ جاننے کے باوجود کہ یہ لوگ میرے ساتھ یہ حرکت کس نیت سے کر رہے ہیں، اس کے پیچھے ان کے کیسے کیسے گھناؤنے مقاصد اور ارادے ہوتے ہیں کچھ نہیں کر سکتی، ایسی واردات اور جرائم ایک نہیں ہے ہزاروں کی تعداد میں آئے دن سننے اور پڑھنے میں آرہے ہیں، جہاں تنہا کسی جگہ کا سفر کرنے والی خواتین کی عصمت لوٹی گئی اور اس میں بسا اوقات جان بھی لے لیتے ہیں، لہذا بد دین، بدتمیز، بدمعاش اور اوباشوں کے اس بدترین دور میں فیما دون الثلاث سفر کی بھی بغیر محرم کے عورت کیلئے اجازت نہ ہونی چاہئے۔

"لما فی التنزیل: وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الأولى" (سورۃ الأحزاب: ۳۳)۔

"وفی أحكام القرآن للجصاص: وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الأولى." روى هشام عن محمد بن سيرين قال: قيل لسودة بنت زمعة: ألا تخرجين كما تخرج أخوتک، قالت: والله لقد حججت واعتمرت، ثم أمرنی الله أن أقر فی بيتی، فوالله لا أخرج، فما خرجت حتى أخرجوا جنازتها، وقيل: إن معنى "وقرن فی بيوتكن" كن أهل وقار وهدوء وسكينة، يقال و قر فلان فی منزله، يقر وقورا، إذا هدا فيه واطمان به، وفيه الدلالة على أن النساء مأمورات بلزوم البيوت، منهيات عن الخروج" (سورۃ الأحزاب، رقم الآیۃ: ۳۳، ۷/۱۱۸، ط: دار إحیاء التراث)۔

اس آیت کی تفسیر میں مفتی محمد شفیع صاحبؒ لکھتے ہیں: قرار بیوت سے مواقع ضرورت مستثنیٰ ہیں: آیت "وقرن فی بیوتکن" میں عورتوں پر قرار فی البیوت واجب کیا گیا، جس کا مفہوم یہ ہے کہ عورتوں کے لئے گھر سے باہر نکلنا مطلقاً ممنوع اور حرام ہو؛ مگر اول تو خود اسی آیت "ولا تبرجن" سے اس طرف اشارہ کر دیا گیا کہ مطلقاً خروج بضرورت ممنوع نہیں؛ بلکہ وہ خروج ممنوع ہے جس میں زینت کا اظہار ہو، دوسرے سورہ احزاب کی آیت جو آگے آرہی ہے، اس میں خود "یدنین علیهن من جلابیبهن" کا حکم یہ بتلا رہا ہے کہ کسی درجہ میں عورتوں کے لئے گھر سے نکلنے کی اجازت بھی ہے؛ بشرطیکہ برقع وغیرہ کے پردہ کے ساتھ نکلیں، اس کے علاوہ خود رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مواضع ضرورت کا اس حکم سے مستثنیٰ ہونا ایک حدیث میں واضح فرما دیا، جس میں ازواج مطہرات کو خطاب کر کے فرمایا: "قد أذن لكن أن تخرجن لحاجتكن" (رواہ مسلم: رقم الحدیث: ۲۱۷۰)۔ یعنی تمہارے لئے اس کی اجازت ہے کہ اپنی ضرورت کے لئے گھر سے نکلو۔

پھر رسول اللہ ﷺ کا عمل آیت حجاب نازل ہونے کے بعد اس پر شاہد ہے کہ ضرورت کے مواقع میں عورتوں کو گھروں سے نکلنے کی اجازت ہے، جیسا کہ حج وعمرہ کے لئے آنحضرت ﷺ کے ساتھ ازواج مطہرات کا جانا احادیث صحیحہ

سے ثابت ہے، اسی طرح بہت سے غزوات میں ساتھ جانا ثابت ہے، اور بہت سی روایات سے یہ بھی ثابت ہے کہ ازواج مطہرات اپنے والدین وغیرہ سے ملاقات کے لئے اپنے گھروں سے نکلتی تھیں اور عزیزوں کی بیمار پرسی اور تعزیت وغیرہ میں شرکت کرتی تھیں اور عہد نبوی میں ان کو مساجد میں جانے کی بھی اجازت تھی۔

خلاصہ یہ ہے کہ آیت "وقرن فی بیوتکن" (سورۂ احزاب:۳۳) کے مفہوم سے باشارات قرآن اور بعمل نبی کریم ﷺ اور باجماع صحابہ مواقع ضرورت مستثنیٰ ہیں، جن میں عبادات حج وعمرہ بھی داخل ہیں اور ضروریات طبعیہ والدین اور اپنے محارم کی زیارت، عیادت وغیرہ بھی، اسی طرح اگر کسی کے نفقہ اور ضروریات زندگی کا کوئی اور سامان نہ ہو تو پردہ کے ساتھ محنت مزدوری کے لئے نکلنا بھی، البتہ مواقع ضرورت میں خروج کے لئے شرط یہ ہے کہ اظہار زینت کے ساتھ نہ نکلیں، بلکہ برقع یا جلباب (بڑی چادر) کے ساتھ نکلیں (معارف القرآن ۷/۱۱، ط: اشرفی بکڈپو، دیوبند)۔

وفی جامع الترمذی:"عن عبد الله،عن النبی ﷺقال: المرأة عورة، فإذا خرجت استشرفها الشيطان" (آخر کتاب الرضاع، رقم الحدیث:۱۱۷۳، ص:۳۷۴، ط: دارالسلام)۔

وفی الهندية:"قال محمدؒ: لا يعجبنا أن تقاتل النساء المسلمات مع الرجال إلا أن يضطر المسلمون إلى ذلک" (کتاب السیر، الباب الأول فی تفسیرہ شرعا، ۲/۲۰۶، ط: دارالفکر)۔

وفی الشامية:"لا تركب مسلمة على سرج للحديث .هذا لو للتلهی، ولو لحاجة غزو أو حج أو مقصد دينی أو دنيوی لا بد لها منه، فلا بأس به" (کتاب الحظر والإباحۃ، فصل فی البیع ۹/۶۰۶، ط: زکریا، دیوبند)۔

لہذا خواتین کے لیے کسی واقعی ضرورت وحاجت کی غرض سے پردہ کی حدود میں رہتے ہوئے اکیلے ڈرائیونگ کرنا بلا کراہت جائز ہے، تاہم سفر شرعی کی مسافت یا اس سے زیادہ سفر ہو تو ساتھ میں محرم کا ہونا لازم ہے، گھر سے باہر کے کاموں کی انجام دہی شوہر کی ذمہ داری ہے، لیکن ضرورت پڑنے پر اس میں بیوی کو بھی حدود شرعیہ کے اندر رہتے ہوئے شوہر کی مدد کرنی چاہیے، البتہ مستقل طور پر یہ کام عورتوں پر ڈالنا مناسب نہیں۔

اس لئے کہ شریعتِ مطہرہ نے عورت کو پردہ میں رہنے کا حکم دیا ہے، اور بلا ضرورت گھر سے نکلنے سے منع کیا ہے؛ حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز کے معاملہ میں بھی یہ پسند فرمایا کہ عورتیں اپنے گھروں میں ہی نماز پڑھیں اور اسی کی ترغیب دی، چنانچہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ میں آپ کے پیچھے مسجدِ نبوی میں نماز پڑھنا پسند کرتی ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں مجھے معلوم ہے، لیکن تمہارا اپنے گھر میں نماز پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

سنن أبی داود میں ہے:"عن عبد الله، عن النبی ﷺ، قال:صلاة المرأة فی بيتها أفضل من صلاتها فی حجرتها، وصلاتها فی مخدعها أفضل من صلاتها فی بيتها" (کتاب الصلاۃ، باب التشدید فی

ذلک ۱/ ۲۲۳، رقم الحدیث: ۵۷۰، ط: المطبعۃ الأنصاریۃ)۔

لہذا عورت کو حتی الامکان اپنے گھر میں رہنا چاہیے اور بلاضرورت گھر سے ہرگز باہر نہیں نکلنا چاہیے، اگر مجبوری میں کبھی نکلنا پڑے تو مکمل پردے کے ساتھ نکلے، لہذا خاتون کا نفسِ گاڑی چلانا تو حرام نہیں ہے، لیکن اگر اس کے لیے غیر محارم سے واسطہ پڑتا ہو تو ڈرائیونگ جائز نہیں ہوگی، نیز عورت کے لیے ڈرائیونگ ضرورتِ شرعیہ نہیں ہے، اور گاڑی چلانے اور گاڑی چلانے کے لیے گھر سے نکلنے میں دیگر فتنوں کا اندیشہ بھی ہے (خصوصاً بیرون ملک میں)؛ اس لیے عورت کو حتی الامکان ڈرائیونگ جیسی مصروفیات سے اجتناب کرنا چاہیے۔

''فتاوی شامی'' میں ہے: **"لا تركب مسلمة على سرج للحديث .هذا لو للتلهي، ولو لحاجة غزو أو حج أو مقصد ديني أو دنيوى لا بد لها منه فلا بأس به.و في الرد: (قوله: للحديث) وهو "لعن الله الفروج على السروج" ذخيرة .لكن نقل المدني عن أبي الطيب أنه لا أصل له اه .يعني بهذا اللفظ وإلا فمعناه ثابت، ففي البخاري وغيره "لعن رسول اللهﷺ المتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال" وللطبراني "أن امرأة مرت على رسول الله ﷺ متقلدة قوسا فقال: لعن الله المتشبهات من النساء بالرجال والمتشبهين من الرجال بالنساء" (قوله: ولو لحاجة غزو إلخ) أي بشرط أن تكون متسترة وأن تكون مع زوج أو محرم (قوله: أو مقصد ديني) كسفر لصلة رحم ط.** (کتاب الحظر والإباحۃ، باب الاستبراء وغیرہ، فصل فی البیع، فرع یکرہ إعطاء سائل المسجد إلا إذا لم یتخط رقاب الناس ۹/ ۶۰۲، ط: زکریا، دیوبند)۔

البحر الرائق میں ہے: **"ولا تركب امرأة مسلمة على السرج لقوله – عليه الصلاة والسلام – "لعن الله السروج على الفروج" هذا إذا ركبت متلهية أو متزينة لتعرض نفسها على الرجال فإن ركبت لحاجة كالجهاد والحج فلا بأس به"** (کتاب الکراہیۃ، فصل فی اللبس، توسدہ وافتراشہ أی الحریر ۸/ ۲۱۵، ط: دار الکتاب الإسلامی)۔

''المحیط البرہانی'' میں ہے: **"وقوله: ولا تركب امرأة مسلمة على سرج بظاهره، نهى النساء عن الركوب على السرج، وبه نقول وإنه خرج موافقا لقوله عليه السلام: »لعن الله الفروج على السروج« والمعنى في النهي من وجهين؛ أحدهما: أن هذا تشبه بالرجال، وقد نهين عن ذلك، الثاني: أن فيه إعلان الفتن وإظهارها للرجال، وقد أمرن بالستر، قالوا: وهذا إذا كانت شابة، وقد ركبت السرج والفرج، فأما إذا كانت عجوزا أو كانت شابة، إلا أنها ركبت مع زوجها بعذر بأن ركبت للجهاد، وقد وقعت الحاجة إليهن للجهاد، أو للحج أو للعمرة، فلا بأس إن كانت مستترة،**

فقد صح أن نساء المهاجرين كن يركبن الأفراس، ويخرجن للجهاد، فكان رسول الله عليه السلام يَرَاهنّ و (لا) ينهاهن، وكذلک بنات خالد بن الوليد كن يركبن، ويخرجن للجهاد، يسقين المجاهدين في الصفوف ويداوين الجرحى" (کتاب الاستحسان والکراہیۃ، الفصل السابع والعشرون فی البیع، والاستیام علی سوم الغیر، ۵/ ۳۸۴، ط: دار الکتب العلمیۃ)۔

منحۃ السلوک فی شرح تحفۃ الملوک میں ہے: "**قوله:(ولا تركب المرأة على السرج) لقوله عليه السلام:"لعن الله الفروج على السروج .قوله: (إلا للضرورة) يعنى إذا كانت المرأة فى سفر الحج وغيره،واضطرت للركوب على السرج، تركب مستديرة، لأن الضرورة تبيح المحظورة.**" (کتاب الکراھیۃ، فصل، فروع، ص: ۴۲۳، ط: وزارۃ الاوقاف والشوون الإسلامیۃ، قطر)۔

الحاصل بہت ہی ضروری ہو تو شریعت ڈرائیونگ کی اجازت دیتی ہے؛ البتہ موٹر سائیکل میں اگر پردہ اور ستر کا لحاظ ہو تو کوئی حرج نہیں، اور جس موٹر سائیکل میں پردہ کا مکمل لحاظ نہ ہو اس کا چلانا جائز نہ ہوگا، اور ٹیکسی، بس وغیرہ چلانے میں غیر محرم مردوں کے ساتھ خلوت واختلاط لازم آتا ہے اس لیے ان کا چلانا جائز نہ ہونا چاہیے، فتنہ کا اندیشہ ہونے کی وجہ سے۔

۲- اگر عورت ڈرائیونگ کر رہی ہو، اور مسافت شرعی کا سفر ہو اور گاڑی یا بس وغیرہ میں اس کے ساتھ اس کا شوہر یا محرم ہو تو یہ صورت درست ہونی چاہئے، جیسا کہ اوپر گذرا۔

۳- یہ عمل یعنی محرم کے بغیر عورت کا سفر کرنا حرام ہے؛ کیونکہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کی حدیث ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

" **عن ابن عباسؓ قال: قال النبیﷺ: لا تسافر المرأة، إلا مع ذی محرم، فقال رجل: يارسول الله! إنی أريد أن أخرج فی جيش كذا وكذا،وامرأتی تريد الحج؟ فقال: اخرج معها**".

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ عورت بغیر محرم کے سفر نہ کرے، تو ایک شخص نے پوچھا یارسول اللہ! میں فلاں لشکر کے ساتھ جہاد میں جانا چاہتا ہوں، جب کہ میری بیوی کا حج کا ارادہ ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: آپ اپنی بیوی کے ساتھ حج کو جاؤ (صحیح بخاری، کتاب جزاء الصید، باب حج النساء، حدیث نمبر: ۱۸۶۲، صحیح مسلم، کتاب الحج، باب سفر المراۃ مع المحرم إلی الحج وغیرہ، حدیث نمبر: ۱۳۴۱)۔

بعض روایتوں میں حدیث اس طرح ہے کہ وہ صحابی کہتے ہیں کہ میں نے جہاد میں جانے کے لیے نام لکھوالیا ہے اور بعض روایت میں ہے کہ میں نے جہاد میں جانے کی نذر مانی ہے، نیز بعض میں ہے کہ عورت بغیر محرم کے حج نہ کرے۔

دیگر سندوں کے ساتھ اس روایت کے جو الفاظ منقول ہیں، ان سب کو سامنے رکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جنگ میں جانا ان صحابی کے لیے واجب ہو گیا تھا کیوں کہ انھوں نے نام لکھوا دیا تھا اور اس کی نذر مان لی تھی، اس کے باوجود آپ ﷺ نے ان کو اس واجب پر عمل کرنے اور اپنی نذر پوری کرنے سے منع فرمایا اور فی الحال حج پر جارہی بیوی کے ساتھ جانے کا حکم عطا فرمایا، جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ عورت کے لیے سفر میں اس کے شوہر یا محرم کا ہونا ضروری ہے، اگر یہ ضروری نہ ہوتا تو حضور ﷺ ان کو جہاد میں شریک ہونے سے نہ روکتے۔

نیز یہ پہلو بھی قابل غور ہے کہ آپ ﷺ نے ان صحابی سے یہ دریافت نہیں کیا کہ آپ کی بیوی تنہا جارہی ہے یا چند قابل اطمینان خواتین اور پرہیز گار مردوں کے ساتھ جارہی ہے، جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ کوئی عورت دیگر قابل اطمینان خواتین یا متقی اور پرہیز گار مرد حضرات کے ساتھ بھی سفر نہیں کر سکتی، یہ کافی نہیں ہے؛ بلکہ محرم کا ہونا ضروری ہے، جب کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں اکثر خواتین قابل اطمینان تھیں؛ بلکہ سب کہا جائے تو بھی غلط نہیں ہوگا اور مرد حضرات کا بھی یہی حال تھا وہ صحابہ رسول ﷺ تھے اور غالب یہی ہے کہ ان کی بیوی تنہا نہیں جارہی ہوگی؛ بلکہ دیگر خواتین کے ساتھ ہی جارہی ہوں گی۔

لہذا عورت کے لئے بغیر محرم کے سفر کرنا جائز نہیں اور محرم وہ ہوگا جو عورت کے لیئے نسب یا کسی مباح سبب کی بنا پر ابدی طور پر حرام ہو، اور اس کے لئے عاقل و بالغ ہونا شرط ہے، لہذا چھوٹا بچہ محرم نہیں بن سکتا، اور اسی طرح بیوقوف یعنی جسے عقل نہ ہو وہ بھی محرم نہیں بن سکتا۔

سفر میں عورت کے ساتھ محرم کے ہونے میں علت یہ ہے کہ عورت کی عزت وعصمت اور عفت محفوظ رہے، تا کہ خواہش کے پجاری اور اللہ کا ڈر نہ رکھنے اور اللہ کے بندوں پر رحم نہ کرنے والے قسم کے لوگ عورت سے کھلواڑ نہ کر سکیں؛ اور اسی طرح یہ بھی یاد رہے کہ اگر کسی سواری میں ایک عورت کا محرم موجود ہے اور دیگر محرم کے بغیر ہیں تو یہ بھی درست نہیں، اس لئے کہ وہ اپنی عورت کا محرم ہے دیگر عورتوں کا نہیں۔

کچھ فقہا عام حالات میں بغیر محرم کے عورت کے سفر کو بعض شرائط کے ساتھ جائز قرار دیتے ہیں، مثلاً راستہ پر امن ہو، فتنے کا اندیشہ نہ ہو اور کوئی ضرر لاحق ہونے کا خطرہ نہ ہو یا کچھ دوسری قابل اعتماد عورتوں کا ساتھ ہو۔

یہ رائے حضرت حسن بصریؒ، امام اوزاعیؒ اور داؤد ظاہریؒ سے مروی ہے، شوافع (المجموع: ۸/ ۳۴۲، ط: ادارۃ الطباعۃ منیریۃ، القاہرۃ) ، اور حنابلہ سے ایک قول ایسا مروی ہے، علامہ ابن تیمیہؒ کا ایک قول تو جمہور کے مطابق ہے (شرح العمدۃ: ۲/ ۱۷۲-۱۷۷، الفتاویٰ الکبریٰ: ۵/ ۳۸۱) لیکن ان کا دوسرا قول ابن المفلح نے یہ نقل کیا ہے: ''راستے پر امن ہونے کی صورت میں امام ابن تیمیہؒ کے نزدیک عورت محرم کے بغیر حج کو جا سکتی ہے؛ اسی طرح دیگر ضروریات سے بھی سفر کر سکتی ہے، کرابیسی نے یہ قول نفلی حج کے سلسلے میں امام شافعیؒ سے بھی نقل کیا ہے، ان کے بعض اصحاب کی رائے ہے کہ اس کا اطلاق ہر

طرح کے سفر پر ہوتا ہے'' (الفروع:۳/۱۷۷)۔

امام نوویؒ نے لکھا ہے کہ'' ماوردیؒ فرماتے ہیں: ہمارے اصحاب میں سے بعض نے یہ رائے دی ہے کہ عورت بغیر محرم کے معتبر عورتوں کی جماعت کے ساتھ نکل سکتی ہے، جیسا کہ فرض حج میں اس کی اجازت ہے'' (المجموع:۸/۳۴۳)۔

فقہا کے درمیان اس اختلاف کی بنیاد یہ سوال ہے کہ محرم کے بغیر عورت کا سفر ممنوع ہونے کی علّت کیا ہے؟ جمہور فقہا اس کی علّت خود سفر کو قرار دیتے ہیں، اس صورت میں چاہے راستے پُر امن ہوں اور عورت کے تحفظ کی دیگر تدابیر فراہم ہوں تب بھی اس کا بغیر محرم کے سفر جائز نہ ہوگا، جو فقہا یہ مانتے ہیں کہ علّتِ تحریم عورت کی جان اور عزت وآبرو کا تحفظ ہے وہ کہتے ہیں کہ راستہ پُر امن ہو، یا دیگر عورتوں کا ساتھ ہو تو عورت بغیر محرم کے بھی سفر کرسکتی ہے، اس کی دلیل وہ حضرت عدی بن حاتمؓ سے مروی یہ حدیث پیش کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:''**فَاِنْ طَالَتْ بِکَ حَیَاۃٌ لَتَرَیَنَّ الظَّعِیْنَۃَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِیْرَۃِ حَتّٰی تَطُوْفَ بِالْکَعْبَۃِ لاَ تَخَافُ اَحَداً اِلاَّ اللہَ**'' (بخاری:۳۵۹۵)۔

(اگر تم زندہ رہے تو یقیناً دیکھ لوگے کہ ایک عورت حیرہ سے تنہا سفر کرکے آئے گی اور کعبہ کا طواف کرے گی، راستے میں اسے اللہ کے علاوہ اور کسی کا خوف نہ ہوگا)۔

ڈاکٹر یوسف القرضاوی نے اس حدیث کے ذیل میں لکھا ہے:'' اس حدیث میں نہ صرف اس بات کی پیشین گوئی ہے کہ ایسا واقعہ وقوع پذیر ہوگا، بلکہ سفر پُر امن ہونے کی صورت میں اکیلی عورت کے سفر پر نکلنے کے جواز کی بھی دلیل ہے۔ کیونکہ حضورؐ نے اس واقعے کی پیشین گوئی تعریف اور مدح کے صیغے میں فرمائی ہے'' (فتاویٰ یوسف القرضاوی ۱/۱۸۱، مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، نئی دہلی)۔

لہذا ان حضرات کے مسلک کے مطابق پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائور کو اس زمرہ میں رکھا جاسکتا ہے، جمہور کے یہاں نہیں۔

۴- عورت کو معاشی تنگی کا سامنا ہو یا کسی ضرورت کی وجہ سے ملازمت کرنی پڑ جائے تو ایسے موقع پر درج ذیل شرائط کے ساتھ ملازمت کے لیے گھر سے باہر نکلنے کی گنجائش ہوگی۔

ملازمت کا کام بذات خود جائز ہو، ایسا کام نہ ہو جو شرعاً ناجائز یا گناہ ہو، شرعی پردہ کی مکمل رعایت ہو، لباس پرکشش اور ایسا نہ ہو، جس سے جسم کا کوئی حصہ نمایاں ہوتا ہو، عورت بناؤ سنگھار اور زیب وزینت کے ساتھ، نیز خوشبو لگا کر نہ نکلے، ملازمت کرنے کی وجہ سے گھریلو امور میں لاپروائی نہ ہو، جس سے شوہر اور بچوں کے حقوق ضائع ہوں۔

اگر اوپر ذکر کردہ تمام شرائط ملازمت کرنے کی جگہ میں پائی جائیں تو وہاں کام کرنے کی گنجائش ہے، نیز اپنے محرم

کے ساتھ باہر ملک کا سفر کرنا شرعاً جائز ہے، البتہ ایسے ادارے میں ملازمت کرنا جہاں مردوں سے عموماً اختلاط ہوتا ہو، شوہر یا بچوں کے حقوق پامال ہوتے ہوں یا پردے اور لباس کے شرعی تقاضے پورے نہ ہوتے ہوں تو ایسی جگہ ملازمت سے اجتناب کرنا لازم ہے۔

ارشادِ خداوندی ہے:"**وإذا سألتموهن متاعاً فاسألوهن من وراء حجاب ذلكم أطهر لقلوبكم وقلوبهن.....الخ** "(الاحزاب:۵۳)۔

المحیط البرھانی میں ہے: "**وعسى لا تجد من يسوى امرها، فتحتاج الى الخروج لتسوية امر معيشتها غير ان امر المعيشة عادة تسوى بالنهار دون الليالى، فابيح لها الخروج بالنهار دون الليالى**"(۴/۳۶،ط:دارأحیاءالتراث العربی،بیروت)۔

الدر المختار مع الرد میں ہے:"**(قوله:بخلاف الأناث) فليس له أن يؤجرهن فى عمل، أو خدمة، تتارخانية، لأن المستاجر يخلو بها وذ لک سيء فى الشرع، ذخيرة،ومفاده أنه يدفعها الى امراة تعلمها حرفة كتطريز وخياطة، اذ لا محذور فيه**" (۵/۲۷۲،ط.زکریا،دیوبند)۔

مسلم شریف کی روایت او پر گذری کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی عورت کے لئے جو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو حلال نہیں کہ وہ تین راتوں کی مسافت سفر کرے مگر یہ کہ اس کے ساتھ محرم ہو۔

چنانچہ بغیر محرم کے بالغ عورت کے لئے تین دن (جس کی مسافت شرعی میل کے اعتبار سے ۴۸ رمیل ہے، اور موجودہ زمانہ میں کلومیٹر کے حساب سے ۸۷ رکلومیٹر کے آس پاس ہوتی ہے) یا اس سے زیادہ مسافت کا سفر کرنا جائز نہیں ہے، خواہ سفر کسی دینی غرض سے کیا جائے یا سیر وتفریح کے لئے، شریعت مطہرہ نے اسے حرام قرار دیا ہے؛ لہٰذا کسی عورت کا پائلٹ بننا جائز نہیں ہوگا، کیونکہ پائلٹ بننا کوئی ایسی ضرورت نہیں ہے جس کے لیے بغیر محرم کے سفرِ شرعی کی اجازت دی جائے، محرم نہ ہونے کی صورت میں مالدار عورت سے حج جیسا مقدس سفر ساقط کر دیا گیا ہے تو پھر پائلٹ بن کر شرعی مسافت کا سفر کرنے کی اجازت کیونکر دی جائے گی؟ روزی روٹی کا مسئلہ ہو تو دیگر جائز طریقے اختیار کئے جاسکتے ہیں، تاہم اگر کوئی محرم رشتہ دار باپ، بھائی، شوہر وغیرہ ساتھ ہو تو گنجائش ہوگی، بشرطیکہ پردہ کا مکمل انتظام ہو، لیکن اس کے امکانات کم ہیں۔

"**عن أبى هريرةؓ قال: قال رسول الله ﷺ: لا يحل لامرأة أن تسافر ثلاثا، إلا ومعها ذو محرم منها**"(مسلم،باب سفر المرأة مع محرم إلى حج وغیرہ،النسخۃ الہندیۃ:۱/۴۳۴،بیت الأفکار،رقم:۱۳۳۹)۔

"**تاتارخانیہ**"میں ہے:"**والمحرم فى حق المرأة شرط، شابة كانت أو عجوزا، إذا كانت بينها وبين مكة مسيرة ثلاثة أيام**"(تاتارخانیہ ۲/۴۳۴،کتاب الحج،زکریا)۔

''تفسیر روح المعانی''میں ہے:''**عن أنس قال جئن النساء إلى رسول الله ﷺ فقلن: يا رسول الله ذهب الرجال بالفضل والجهاد فى سبيل الله تعالى، فهل لنا عمل ندرک به فضل المجاهدين فى سبيل الله تعالى فقال عليه الصلاة والسلام: من قعدت منكن فى بيتها، فإنها تدرک عمل المجاهدين فى سبيل الله تعالى**''(سورۃ الأحزاب،آیات:۳۱-۳۹،۱۱/۱۸۸،ط:دار الکتب العلمیۃ)۔

صحیح ابن حبان میں ہے:''**عن أبى هريرةؓ قال: قال رسول الله ﷺ: إذا صلت المرأة خمسها، وصامت شهرها، وحصنت فرجها، وأطاعت بعلها دخلت من أى أبواب الجنة شائت**''(ذکر إیجاب الجنۃ للمرأۃ إذا أطاعت زوجہا مع إقامۃ الفرائض للہ جل وعلا،۱/۴۳۶،رقم الحدیث:۶۲۱،ط:دار ابن حزم)۔

صورت مسئولہ میں عورت جو کام کرنا چاہتی ہیں اس کے سیکھنے میں اور مستقل پیشہ بنا کر کرنے میں کئی خرابیاں ہیں۔

۱-بلاضرورتِ شرعیہ گھر سے نکلنا،''سنن الترمذی''میں ہے:''**عن عبد اللهؓ عن النبى ﷺ قال: المرأة عورة، فإذا خرجت استشرفها الشيطان**''ہذا حدیث حسن صحیح غریب.(أبواب الرضاع،رقم الحدیث:۱۱۷۳،ط:دار السلام،الریاض)۔

(حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:عورت سراپا پردہ ہے،جب وہ نکلتی ہے تو شیطان اس کو جھانکتا ہے،''یعنی شیطان کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ وہ لوگوں کو اس بات پر اُبھارے کہ وہ اس عورت کو دیکھ کر بدنظری اور دیگر گناہوں میں مبتلا ہوں)۔

۲-نامحرم مردوں سے ٹریننگ لینا اور بات چیت کرنا۔اگر آپ اللہ تعالی کی رضا حاصل کرنا چاہتی ہیں تو اس کا طریقہ یہ ہے آپ گھر میں کوئی مشغلہ اختیار کریں جو آپ کی صحت اور دلچسپی کے موافق ہو،جس میں نہ گھر سے نکلنے کی ضرورت پڑے اور نہ نامحرموں کے ساتھ اختلاط ہو۔

۳-نامحرم مردوں کے ساتھ تنہائی میں ایک ہی کیبن میں رہنا۔

اسی طرح بخاری شریف کی ایک روایت ہے کہ عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ انہوں نے آپ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ فرمارہے تھے:کوئی عورت کسی مرد سے تنہائی میں نہ ملے اور نہ کوئی عورت بغیر محرم کے سفر کرے،تو حاضرین میں سے ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا:اے اللہ کے رسول!میں نے فلاں جہاد کے سفر میں جانے کے لیے اپنا نام لکھوایا ہے، جب کہ میری بیوی حج کرنے جارہی ہے،تو آپ ﷺ نے فرمایا:جاؤ اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔

"**عن ابن عباسؓ، أنه: سمع النبیﷺ، یقول:لایخلونّ رجل بامرأة، ولا تسافرنّ امرأة، إلا ومعها محرم، فقام رجل فقال:یا رسول الله، اکتتبتُ فی غزوة کذا وکذا، وخرجت امرأتی حاجةً، قال: اذهب فاحجّج مع امرأتک**"(صحیح البخاری،کتاب الجهاد:رقم:۳۰۰۶)۔

اگر چہ کیبن میں کیمرہ لگے ہوتو بھی ایک ساتھ اتنا وقت رہنے کی وجہ سے شیطان اپنا کام کر جاتا ہے، کیمرہ کے سامنے اگر چہ کوئی حرکت نہ کرے، لیکن آنکھوں کا مل جانا، دل لگ جانا وغیرہ فتنہ میں پڑنے کا قوی امکان ہے، اس لیے اس ملازمت کی اجازت نہ ہونی چاہیے، اللہ کے رسولﷺ کا ارشاد ہے:

"**الا لا یخلون رجل بامرأة، إلا کان ثالثهما الشیطان**" (ترمذی شریف، کتاب الفتن، باب ما جاء فی لزوم الجماعة:رقم الحدیث:۲۱۶۵)(خبردار! کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ خلوت نشینی کرتا ہے تو ان دونوں کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے جو برائی پر اکساتا ہے)۔

ایسے واقعات بھی سامنے آئے ہیں کہ کمپنی یا ادارہ کے سینیر حضرات بھی اپنے ماتحت کام کرنے والی خواتین کا جنسی استحصال کرتے ہیں، لہذا احتیاط ضروری اور واجب ہے، نیز اس ملازمت میں دوران ملازمت عورت خوشبو استعمال کرنے پر مجبور ہوتی ہے اور چونکہ خوشبو بھی جنسی جذبات برانگیختہ کرنے کے مؤثر اسباب میں سے ہے، چنانچہ "سنن نسائی" میں آپﷺ کا ارشاد ہے:

"**ایما امرأة استعطرت فمرت علی قوم لیجدوا من ریحها فهی زانیة**"(کتاب الزینة، باب ما یکرہ للنساء من الطیب:رقم الحدیث: ۵۱۲۹، ط:دارالسلام،الریاض)۔

جو بھی عورت خوشبو لگا کر مردوں کے پاس سے گذرے تا کہ لوگ اس کی خوشبو سونگھے تو وہ ایسی ویسی یعنی زانیہ ہے۔

نیز اظہار زینت اور اعضائے جسمانی کی نمائش پر بھی مجبور ہوتی ہے جو کہ حرام ہے "**و لا یبدین زینتهن**" اور باہر کام کاج کرنے میں ایسا ہو کر رہتا ہے، نیز دیگر کام کرنے والے مردوں کے لیے وہ باعث فتنہ ہے جو آج کے بدترین اور یقینی نہیں تو متوقع خطرات سے بھرپور دور میں کسی صورت میں جائز نہیں ہے، آئے دن ایسی عورتوں کی عزت لوٹنا یا اسے پھسلا کر اس امر خبیث کیلئے آمادہ کرنا اور پھر جنسی استحصال کے واقعات اور پھر اس کے نتیجے میں ناجائز اولاد کی پیدائش ایک نہیں ایسی ہزاروں مثالیں ہیں، جس سے اب وہ ممالک بھی پریشان ہیں جو عورتوں کی ملازمت کے حق میں ہیں۔

۵- اگر عورت دور حاضر میں ٹرین میں بحیثیت ڈراوَر ملازمت اختیار کرتی ہے تو وہ کام کاج کیلئے گھر سے دور رہتی ہے؛ عام طور پر مردوں کے ساتھ اس کا اختلاط ہوتا ہے اور کئی ایک کے ساتھ تنہائی کی نوبت بھی آجاتی ہے جو کہ حرام ہے، اور عورت کے اخلاق، دین اور عزت و وقار کے منافی ہے، خواتین کیلئے ملازمت کے سلسلے میں شرعی حدود یہ ہے کہ وہ اجنبی مردوں کے

ساتھ اختلاط سے بچے، کسی ایک کے ساتھ خلوت اختیار کرنے سے بھی بچے، بغیر محرم کے سفر نہ کرے، چاہے مسافت سفر تین دن، تین رات سے کم ہو، حالانکہ بحیثیت ڈرائیور جب سفر کریگی تو شرعی مسافت سے زیادہ ہی سفر کرنا پڑتا ہے اور کبھی کبھی رات میں بھی گھر سے دور تنہا رہنا پڑتا ہے اور اس کے نتیجے میں کئی مخاطر، محرمات، اور منہیات شرعیہ کی شکار ہو جاتی ہے، لہذا اس سے احتیاط ضروری ہے۔

۶- ٹکٹوں کی جانچ پڑتال کے شعبے میں ملازمت کرنے میں بھی مردوں کے ساتھ اختلاط لازم آتا ہے، مردوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا پڑتا ہے، مردوں کے جم غفیر میں دھکے کھانے پڑتے ہیں، اور شرعی مسافت سے زیادہ کا سفر بغیر محرم کے کرنا پڑتا ہے، اگرچہ یہ ملازمت مکمل پردہ کے ساتھ ہو، سیکورٹی گارڈ کی حفاظت میں ہو، تب بھی اختلاط مرد وزن اور فتنہ کے خوف کی وجہ سے یہ ملازمت جائز نہ ہونی چاہیے۔

۷- اگر یہ ملازمت مکمل پردہ کے ساتھ ہو، غیر محرم کے ساتھ تنہائی نہ ہو اور ملازمت کے دوران استقبالیہ پر بیٹھتے ہوئے ہر ملاقاتی سے لچکدار، نرم نرم اور پرکشش لہجے میں بات نہ کرنی پڑتی ہو تو اس کی اجازت ہونی چاہیے، حالانکہ آج کے دور میں ایسا ممکن نہیں ہے، اس لیے کہ شریعت نے ایسی گفتگو سے منع فرمایا ہے، کیوں کہ عورتوں کی نرم کلامی، لچکدار گفتگو فتنہ انگیز ہوتی ہے، جو اچھے لوگوں پر بھی اپنا اثر ڈالے بغیر نہیں رہتی، جبکہ اسلام نے عورت کو عام مواقع میں گفتگو میں قصداً نرمی و لطافت کی جگہ قدرے سختی اور روکھا پن اختیار کرنے پر ابھارا ہے، چنانچہ سورہ احزاب (آیت نمبر: ۳۲) میں فرمایا گیا: **"فلا تخضعن بالقول فیطمع الذی فی قلبه مرض"** (اگر تم اللہ سے ڈرنے والی ہو) تو نرم گفتگو نہ کرو کہ جس کے دل میں (گناہ کی) بیماری ہو وہ لالچ کرنے لگے۔

اگر کسی نامحرم سے گفتگو کی ضرورت پیش آجائے تو بہت مختصر گفتگو کرے، ہاں نہیں میں گفتگو ختم کر دیں، آواز پست رکھیں، لہجہ میں کشش پیدا نہ ہونے دیں۔

''شامی'' میں ہے: **"فإنا نجيز الكلام مع النساء للاجانب ومحاورتهن عند الحاجة الى ذلك، ولا نجيز لهن رفع اصواتهن ولا تمطيطها ولا تليينها وتقطيعها، لما فى ذالك من استمالة الرجال اليهن وتحريک الشهوات منهم"** (کتاب الصلوۃ، باب شروط الصلوۃ: ۲/ ۷۹، ط: زکریا، دیوبند)۔

یعنی ضرورت کیلئے ہم اس بات کو جائز سمجھتے ہیں کہ عورت نامحرم سے گفتگو کرے؛ لیکن اس بات کی اجازت نہیں ہے کہ نامحرم سے بات کرتے ہوئے گفتگو کو لمبی کرتی چلی جائیں، یا نرم لہجہ میں بات کریں، یا بات میں لچک پیدا کریں، کیونکہ ایسا کرنے سے مردوں کے دل مائل ہوں گے اور ان کی طبیعتوں میں ہیجان ہوگا۔

خواتین کی ڈرائیونگ اوراس سے مربوط دیگر مسائل

ڈاکٹر مفتی محمد شاہ جہاں ندوی☆

اسلامی نقطہ نظر سے مرد اور عورت کے وظائف تقسیم کر دیئے گئے ہیں، یہ تقسیم فطری بھی ہے اور عقل سلیم بھی اس کی تائید کرتی ہے۔اس تقسیم کے رو سے معاش کی ذمہ داری مردوں پر ڈالی گئی ہے، جبکہ خواتین کی ذمہ داری ہے کہ اولاد کی نشو ونما اور تربیت و پرداخت میں حصہ لے،خواتین پر گھر کے اندر اور باہر دونوں کی ذمہ داریاں ڈال دینا قرین انصاف نہیں ہے۔

اس تقسیم کار کے اعتبار سے عورت کے لئے اصل یہ ہے کہ وہ گھر میں نہیں رہے،جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے:"**وقرن في بيوتكن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الأولى**" (سورۂ احزاب:۳۳)(اور اپنے گھروں میں رہو، اور پہلے دور کی جاہلیت کے فیشن مت اختیار کرو)۔

یہ آیت اگرچہ نبی ﷺ کے گھر کی خواتین سے متعلق ہے،لیکن دیگر مومنہ خواتین کا یہی حکم ہے، البتہ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ خواتین گھر سے باہر نہیں نکل سکتیں ہیں، بلکہ ضرورتاً خود ازواج مطہرات بھی گھر سے باہر نکلتیں تھیں، لہذا اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ بلاضرورت خواتین گھر سے باہر نہ نکلیں۔

علامہ ابن کثیر، ابوالفداء، عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیرؒ (و:۷۷۴ھ/ ۱۳۷۳ء) اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:"**أي الزمن، فلا تخرجن لغير حاجة**"(یعنی گھروں میں رہو اور بلاضرورت گھر سے باہر مت نکلو)۔

اس لئے شرعی اور ناگزیر دنیوی ضرورت سے خواتین گھروں سے باہر نکل سکتی ہیں، البتہ گھر سے باہر نکلنے کے شرعی حدود وضوابط کی رعایت ضروری ہے، اس مختصر تمہید کے بعد سوالات کے جوابات درج ذیل ہیں:

۱-عورت کے شہر میں ایک جگہ سے دوسری جگہ تنہا گاڑی چلانے کے سلسلہ میں شرعی حکم:

عورت کا چلنا جس طرح مباح ہے، اسی طرح تنہا گاڑی چلانا بھی مباح ہے، بشرطیکہ اس کی عزت وآبرو کو کوئی خطرہ لاحق نہ ہو، عام طور سے جمہور فقہاء کے نزدیک تین دن ورات کی مسافت سے کم کا خاتون تنہا سفر کر سکتی ہے، لہذا جہاں کا سفر

☆ جامعہ سید احمد شہیدؒ، کٹولی، ملیح آباد، لکھنؤ۔

کرسکتی ہے وہاں اپنی سواری خود چلا کر بھی جاسکتی ہے، اصل یہ ہے کہ عزت وآبرو کا خطرہ نہ ہو۔

نبی کریم ﷺ نے بلامحرم ایک دن اور ایک رات کے سفر سے بھی منع فرمایا ہے، حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:"**لا یحل لامرأة تؤمن بالله والیوم الآخر أن تسافر مسیرة یوم ولیلة، لیس معها حرمة**" (صحیح البخاری، کتاب تقصیر الصلاۃ، باب فی کم یقصر الصلاۃ، حدیث نمبر:۱۰۸۸، صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فرض الحج مرۃ فی العمر، حدیث نمبر:۱۳۳۹) (کسی خاتون کے لئے حلال نہیں، جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتی ہو کہ ایک دن اور ایک رات کا سفر کرے، اس حال میں کہ اس کے ساتھ محرم نہ ہو)۔

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:"**لاتسافر المرأة یومین، إلا معها زوجها أو ذو محرم**" (صحیح البخاری، کتاب فضل الصلاۃ فی مسجد مکۃ والمدینۃ، باب مسجد بیت المقدس، حدیث نمبر:۱۱۹۷، صحیح مسلم کتاب الحج، باب سفر المرأۃ مع محرم إلی حج وغیرہ، حدیث نمبر:۸۲۷) (کوئی عورت دو دن کا سفر بھی نہ کرے، مگر جبکہ اس کے ساتھ اس کا شوہر یا محرم ہو)۔

زیادہ تر حدیثوں میں تین دن اور تین رات کی مسافت کا سفر کرنے کی ممانعت ہے، حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:"**لا یحل لا مرأة تؤمن بالله والیوم الآخر تسافر مسیرة ثلاث لیال، إلا ومعها ذو محرم**" (صحیح مسلم، کتاب الحج، باب سفر المرأۃ مع محرم إلی حج وغیرہ، حدیث نمبر:۱۳۳۸، المعجم الاوسط، حدیث نمبر:۷۹۲۹) (کسی خاتون کے لئے حلال نہیں ہے جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتی ہو کہ وہ تین رات (ودن) کا سفر کرے، مگر اس حال میں کہ اس کے ساتھ کوئی محرم رشتہ دار ہو)۔

ان احادیث میں کوئی تعارض نہیں ہے، حکم کی علت عزت وآبرو کا تحفظ ہے، اس لئے اگر ایک دن کی مسافت کے سفر میں بھی عزت وآبرو کا خطرہ ہو، تو وہاں تنہا جانا جائز نہیں ہے، خواہ پیدل جائے، یا عوامی سواری سے جائے یا اپنی گاڑی چلا کر جائے، علامہ ابوعمر یوسف بن عبداللہ نمری قرطبیؒ (و:۴۶۳ھ/۱۰۷۱ء) رقم طراز ہیں:"**ویجمع معاني الآثار في هذا الباب، وإن اختلفت ظواهرها الحظر علی المرأة أن تسافر سفرا یخاف علیها الفتنة بغیر محرم قصیرا أو وطویلا**" (ابن عبدالبر، التمہید لما فی الموطأ من المعانی والأسانید ۲۱/۵۵، مؤسسۃ القرطبہ) (اس باب میں وارد احادیث کے الفاظ میں بہ ظاہر اختلاف ہے لیکن سب کا مفہوم یہی ہے کہ عورت کے حق میں ممنوع ہے کہ محرم کے بغیر ایسا سفر کرے جس میں اس کے بارے میں فتنہ کا اندیشہ ہو، خواہ مختصر سفر ہو یا لمبا سفر ہو)۔

لہذا: الف- اگر شہر میں امن وامان ہو، عورت کے شہر میں ایک جگہ سے دوسری جگہ تنہا گاڑی چلا کر جانے میں اس کے حق میں کسی فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو وہ دو پہیوں والی گاڑی، کار، ٹیکسی تنہا چلا کر جاسکتی ہے۔

ب-بس یا سامان پہنچانے والی گاڑی، جیسے لاری وغیرہ اگر نجی ہوتو بھی یہ کام مسلم خاتون کے لئے مناسب نہیں ہے۔

ج-بس یا سامان پہنچانے والی گاڑی چلانے کی ملازمت گوشہر میں ایک جگہ سے دوسری جگہ تک کے لئے ہو، مسلم خاتون کے لئے مناسب نہیں ہے، اس لئے کہ اگر چہ ضرورتاً مسلم خواتین ولی یا شوہر کی اجازت سے ملازمت کرسکتی ہے، لیکن اس کے لئے مناسب یہ ہے کہ ایسے کام کی ملازمت کرے جو اس کے جسمانی ڈھانچہ وساخت کے لئے مناسب ہو، جیسے تعلیم گاہوں، ہاسپیٹل وغیرہ کی ملازمت، نیز یہ بھی ضرورتی ہے کہ ملازمت ایسی ہو جو اس کے بنیادی فرض منصبی یعنی اولاد کی پیدائش اور تربیت و پرداخت میں مخل نہ ہو۔

۲-مسافت شرعی کی مقدار میں شوہر یا محرم کے ساتھ مذکورہ کام کے سلسلہ میں شرعی نقطہ نظر:

اس سوال کے جواب میں بھی وہی تفصیلات ہیں جو سوال نمبر ا کے جواب میں گذر چکی ہیں:

الف-دو پہیوں والی گاڑی، کار، ٹیکسی وغیرہ شوہر یا محرم کے ساتھ عورت چلا کر مسافت شرعی کی مقدار طے کرسکتی ہے، لیکن یہ مناسب نہیں ہے کہ شوہر یا بالغ محرم رشتہ دار کے ہوتے ہوئے خود عورت ڈرائیونگ کرے، یہ مسلم تہذیب کے بھی بالکل خلاف ہے، بالخصوص دو پہیوں والی گاڑی کا چلانا اور شوہر یا محرم رشتہ دار کا پیچھے بیٹھنا غیر مناسب اور مرد کی غیرت کے منافی ہے۔

ب-بس یا سامان پہنچانے والی گاڑی، جیسے لاری وغیرہ اگر نجی ہوتو بھی یہ کام مسلم خاتون کے لئے مناسب نہیں ہے، گو اس کا شوہر یا بالغ محرم رشتہ دار ساتھ ہو، یہ اسلامی تہذیب سے ہم آہنگ نہیں ہے، نیز مرد کی غیرت کے منافی ہے کہ بیوی یا اپنی محرم رشتہ دار خاتون سے گاڑی چلوائے اور خود بیٹھا رہے۔

ج-بس یا سامان پہنچانے والی گاڑی چلانے کی ملازمت مسلم خاتون کے لئے مناسب نہیں ہے، گو اس کا شوہر یا بالغ محرم رشتہ دار اس کے ساتھ ہو، اس لئے کہ اگر چہ ضرورت کی بنا پر مسلم خواتین ولی یا شوہر کی اجازت سے ملازمت کرسکتی ہے، لیکن مناسب یہ ہے کہ مسلم خاتون ایسے کام کا انتخاب کرے جو اس کی جسمانی ساخت سے فٹ ہو اور اسے غیر معمولی مشقت برداشت نہ کرنے پڑے، جیسے: پڑھانے اور نرسنگ وغیرہ کی ملازمت، جو اس کے اصل فرض منصبی میں خلل انداز نہیں ہوتی ہے، اصطلاحی زبان میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ایسی ملازمت مسلم خواتین کے لئے مکروہ ہے۔

۳-پبلک ٹرانسپورٹ کی خاتون ڈرائیور عورتوں کے قافلہ کے حکم میں نہیں ہے:

پبلک ٹرانسپورٹ کی خاتون ڈرائیور کو عورتوں کے قافلہ کے زمرے میں نہیں رکھا جاسکتا ہے؛ کیونکہ خاتون ڈرائیور

ہر طرح کے لوگوں کا سامنا کرتی ہے، نیز اپنے ساتھ ڈرائیور سے بھی اس کا واسطہ پڑتا ہے، الغرض اس صورت میں فتنہ کا اندیشہ کم نہیں، بلکہ زیادہ ہے، لہذا مسلم خاتون کے لئے پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیور بننا مکروہ ہے۔

یہ بات بار بار گزر رہی ہے کہ ضرورتاً خواتین صرف ایسی ملازمت کرسکتی ہے جو اس کی جسمانی ساخت کے مناسب ہو، نیز ولی یا شوہر کی اجازت سے ہو، اس کے اصل فرض منصبی میں وہ ملازمت مخل نہ ہو، پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیور بننا خواتین کے لئے مناسب نہیں ہے، گو محرم کے ساتھ ہو، یا بلا محرم ہو، ہمیں غیروں کی نقالی سے بچنا چاہئے، اپنی تہذیب پر فخر ہونا چاہئے، ضرورت ہو تو خواتین کی جسمانی ساخت کے مناسب بہت سے شعبے کی ملازمت ہے، جہاں فتنے کے اندیشے کم ہوتے ہیں اور طویل مسافت کا سفر بھی نہیں کرنا پڑتا ہے۔

۴- ہوائی جہاز کی پائلٹ بننے کے شعبے میں مسلم خواتین کی ملازمت کے سلسلہ میں شرعی نقطہ نظر:

اکیڈمی کے سمینار (خواتین کی ملازمت) کے سلسلہ میں تفصیلی مقالہ جو میں نے لکھا تھا، اس میں وہ سارے اصول آ گئے ہیں، جن کی روشنی میں کسی جزئی واقعہ کے بارہ میں یہ طے کیا جاسکتا ہے کہ یہ ملازمت خاتون کے لئے مناسب ہے یا نہیں اس جگہ خلاصہ کے طور پر درج ذیل اصول ذکر کئے جاتے ہیں:

۱- جائز ومشروع عمل کی اباحت جس طرح مردوں کے لئے ہے اسی طرح خواتین کے لئے بھی ہے، لہذا جس طرح مرد کاروبار اور تجارت کرسکتا ہے، اسی طرح خواتین بھی کاروبار اور تجارت کرسکتی ہیں، چنانچہ عہد نبوت میں بھی بعض خواتین کاروبار اور تجارت کرتی تھیں، خود نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت خدیجہؓ تجارت سے منسلک تھیں، فرمان باری تعالی ہے: "**یاأیها الذین آمنوا أنفقوا من طیبات ماکسبتم، ومما أخرجنا لکم من الأرض**" (بقرہ:۲۶۸) (اے ایمان والو! اپنی پاکیزہ کمائی میں سے، اور ہم زمین کی جو پیداوار دیتے ہیں، اس میں سے خرچ کرو)۔

اگر اس میں "آمنوا" اور "**کسبتم**" مذکر کا صیغہ ہے، لیکن تغلیبا استعمال کیا گیا ہے، لہذا خواتین بھی اس حکم میں شامل ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ کمانے کی اباحت مرد اور عورت دونوں کے لئے ہے، مشہور مفسر وفقیہ شمس الدین محمد بن احمد شربینی الخطیبؒ (و:۹۷۷ھ/۱۵۷۰ء) اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: "**وفیه دلالة علی إباحة الکسب، وأنه ینقسم إلی طیب وخبیث**" (شربینی شافعی تفسیر السراج المنیر ۱/۱۴۹، بیروت، العلمیہ) (اس آیت کے اندر کمانے کی اباحت کی دلیل ہے، اور یہ کہ کمائی پاکیزہ (حلال) اور خبیث وگندی (حرام) کی طرف منقسم ہے)۔

۲- ملازمت میں مخصوص اوقات کی پابندی ہوتی ہے، لہذا خواتین کے لئے اس وقت مباح ہوگی، جبکہ درج ذیل شرطیں پائی جائیں:

الف-ضروت ہو،ضرورت عام ہے کہ خود خاتون کوضرورت ہو،اس لئے کہ کوئی کفالت کرنے والا نہ ہو، یا سماج کو ضرورت ہو،مثلاً: لیڈی ڈاکٹر ونرس ومعلمات کی مسلم سماج کوضرورت ہے۔

ب-بے شادی شدہ ہوتو ولی سے اجازت طلب کرے،اگر شادی شدہ ہوتو شوہر سے اجازت حاصل کرلے۔

ج-ملازمت اس کے اصل فرض منصبی میں خلل انداز نہ ہو،یعنی بچہ کی پرورش و پرداخت اور شوہر کے حقوق میں اس کی وجہ سے کوئی کوتاہی نہ ہو۔

۳-ملازمت ایسی جگہ ہو جہاں فتنہ وفساد نہ ہونے کا ظن غالب ہو۔

۴-مسافت شرعی یا اس سے زائد سفر کرانے کی ملازمت نہ ہو۔

۵-ایسی ملازمت اختیار کی جائے جو خواتین کی جسمانی ساخت کے مناسب ہو۔

۶-سخت مشقت والی ملازمت سے اجتناب کیا جائے۔

۷-ایسی ملازمت ہو کہ مردوں کے ساتھ خلوت نہ ہو،حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:"**لا یخلون رجل بامرأة،ولاتسافرن امرأة، إلا ومعها محرم**" (صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب من اکتتب فی جیش.....حدیث نمبر:۳۰۰۶،صحیح مسلم، کتاب الحج، باب سفر المرأة مع محرم الی حج وغیرہ، حدیث نمبر:۱۳۴۱)۔

(کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ خلوت وتنہائی اختیار نہ کرے، نہ ہی کوئی خاتون محرم کے بغیر سفر کرے)۔

ایک حدیث کے مطابق مرد اور عورت کی خلوت کی صورت میں شیطان کو فتنہ میں مبتلا کرنے کا موقع ملتا ہے، حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:"**ألا لایخلون رجل بامرأة، إلا کان ثالثهما الشیطان**" (سنن ترمذی، کتاب الفتن، باب ماجاء فی لزوم الجماعۃ، حدیث نمبر:۲۱۶۵،مسند احمد، حدیث نمبر ۱۷۷،اور یہ صحیح درجہ کی حدیث ہے)۔

(خبردار! کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ خلوت نہیں اختیار کرتا ہے مگر ان کے درمیان تیسرا فرد شیطان ہوتا ہے)۔

۸-ایسی ملازمت ہو کہ مردوں سے کم از کم اختلاط ہو، نبی کریم ﷺ نے راستہ میں بھی اختلاط سے خواتین کو منع فرمایا ہے،حضرت ابو اسید مالک بن ربیعہؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ مسجد سے باہر نکل رہے تھے دیکھا کہ مرد اور خواتین کا راستہ میں اختلاط ہوگیا ہے، اس موقع سے آپ ﷺ نے فرمایا:"**استأخرن، فلیس لکن أن تحققن الطریق، علیکن بحافات الطریق، فکانت المرأة تلصق بالجدار، حتی إن ثوبها لیتعلق بالجدار من لصوقها به**" (سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب في مشي النساء مع الرجال في الطریق، حدیث نمبر:۵۲۷۲،مسند الشاشی، حدیث نمبر:۱۵۰۳،اور یہ حسن درجہ کی حدیث ہے) (تم لوگ پیچھے ہٹ جاؤ، تمہارے لئے مناسب نہیں کہ وسط راہ میں چلو، تم پر لازم ہے کہ راستہ کے کنارے میں

چلو، اس ارشاد کے بعد خاتون دیوار سے چپک کر چلتی تھیں، حتی کہ دیوار سے چپکنے کیوجہ سے خواتین کا کپڑا دیوار سے اٹ جاتا تھا)۔

لہذا مناسب یہ ہے کہ عورت ملازمت کی جگہ مردوں سے کم از کم اختلاط رکھے۔

۹-ملازمت کے دوران اسلامی آداب اور شرعی ضوابط کی خواتین پابندی کریں، جو درج ذیل ہیں:

الف-ضرورتا مردوں سے خواتین کی گفتگو مباح ہے، لیکن ضروری ہے کہ گفتگو کے وقت نرم لہجہ اختیار نہ کرے کہ بیمار دل کے ذہن میں کسی طرح کا وسوسہ پیدا ہو، ارشاد الٰہی ہے:"**فلا تخضعن بالقول فيطمع الذي في قلبه مرض**"(سورہ احزاب:۳۲)(تو (غیر مرد سے) نرم بات (بھی) نہ کرو، کہ دل کے کسی روگی کی نیت میں فتور آئے)۔

ب-ضرورت سے متعلق امور کے بارے میں گفتگو کرے، لایعنی، فضول باتیں نہ کرے، فرمان باری تعالی ہے:"**وقلن ولا معروفا**" (سورۂ احزاب:۳۲)(اور بات اچھے طریقہ پر کرو)۔

ج-نرم وگداز انداز اختیار کرنے سے پرہیز کرے، جس سے صنف مخالف کے دل میں کسی طرح کی شہوت پیدا نہ ہو، فقہاء نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ اجنبی مردوں سے ضرورتا خواتین گفتگو کرسکتی ہیں، لیکن گفتگو میں ایسا اتار چڑھاؤ پیدا نہ کرے جن سے صنف مخالف کی شہوت بھڑکتی ہو۔

ردالمحتار میں ہے:"**ولا نجيزلهن رفع أصواتهن ولا تمطيطها ولا تليينها وتقطيعها، لما في ذلك من استمالة الرجال إليهن وتحريك الشهوات منهم**"(ابن عابدین، ردالمحتار ۱/۴۰۶، بیروت، دارالفکر، ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰ء)۔

(خواتین کے لئے آواز بلند کرنے، آواز دراز کرنے، آواز میں نرمی وگداز پیدا کرنے اور نغمگی لانے کی اجازت ہم نہیں دیتے ہیں، اس لئے کہ اس میں مردوں کو اپنی طرف مائل کرنا اور ان کی شہوتوں کو بھڑکانا ہے)۔

د-عشقیہ گفتگو سے پرہیز کرے کہ یہ فتنہ کا سبب ہے، اللہ تعالی نے صرف زنا کو حرام نہیں قرار دیا ہے، بلکہ اس کے مقدمات اور اس کی طرف دعوت دینے والے امور کو بھی حرام قرار دیا ہے، ارشاد الٰہی ہے:"**ولا تقربوا الزنا إنه كان فاحشة وساء سبيلا**"(سورۂ اسراء:۳۲)(زنا اور بدکاری کے قریب نہ پھٹکو، وہ بڑی بے حیائی کی بات، کھلا جرم اور بدترین راستہ ہے)۔

اللہ تعالی نے یہ نہیں فرمایا کہ ''زنا نہ کرو'' بلکہ یہ فرمایا کہ ''زنا کے قریب نہ پھٹکو''، اس سے معلوم ہوا کہ صرف زنا ہی حرام نہیں ہے، بلکہ اس کے قریب لے جانے والے وسائل واسباب بھی حرام ہیں، لہذا اجنبی شخص سے فون، موبائل، فیس

بک، انسٹا گرام اور واٹس ایپ وغیرہ پر عشقیہ گفتگو وغیرہ بھی حرام ہے۔

(ھ) پورے جسم کو ڈھانپنے والا ڈھیلا ڈھالا کپڑے کا استعمال کرے کہ جسم کے نشیب وفراز عیان نہ ہوں، نبی کریم ﷺ نے حضرت اسامہ ؓ کو سوتی کا ایک کپڑا دیا تھا جو اگرچہ دبیز تھا اس کے اندر کا عضو نظر نہیں آتا تھا، لیکن نرم وگداز ہونے کی وجہ سے عضو کے حجم ظاہر ہوتے تھے، وہ کپڑا انہوں نے خود استعمال کرنے کی بجائے اپنی بیوی کو دے دیا، یہ جان کر رسول کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: "**مرها فلتجعل تحتها غلالة، إني أخاف أن تصف حجم عظامها**" (مسند احمد، حدیث نمبر ۲۱۷۸۶، اور یہ حسن درجہ کی روایت ہے) (اسے حکم دو کہ وہ اس کے نیچے کوئی دبیز کپڑا ڈال لے، مجھے اندیشہ ہے کہ پہلے والا کپڑا اس کی ہڈیوں کے حجم کو ظاہر کرے)۔

نیز گھر سے باہر نکلتے وقت پورے جسم کو ڈھانپنے والا نقاب یا موٹی چادر اپنے اوپر ڈال دے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے: "**يا أيها النبي قل لأزواجك وبناتك ونساء المؤمنين يدنين عليهن من جلابيبهن ذلك أدنى أن يعرفن فلا يؤذين**" (سورۂ احزاب:۵۹) (اے نبی! اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں اور ایمان والوں کی خواتین سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی چادروں کو اپنے اوپر ڈال لیا کریں، یہ اس کے زیادہ قرین قیاس ہے کہ وہ پہچان لی جائیں (کہ پردہ کرنے والی حیادار خواتین ہیں) اور انہیں کوئی تکلیف نہ پہنچائی جائے)۔

ملازمت کے سلسلہ میں تفصیل سے شرعی اصولوں اور ضوابط پر اس لئے روشنی ڈالی گئی ہے تاکہ مختلف شعبوں میں خواتین کی ملازمت کے شرعی احکام تک بہ آسانی رسائی ہو سکے۔

اس تفصیل سے عیاں ہے کہ خواتین کے لئے پائلٹ بننے کی ملازمت مکروہ ہے، اس کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱- اس میں طویل مسافت طے کرانی ہوتی ہے، جس میں شوہر یا محرم کی معیت مشکل ہے۔

۲- یہ ملازمت خاتون کی جسمانی ساخت کے مناسب بھی نہیں ہے۔

۳- اگرچہ پرواز کے دوران مرد اور خاتون پائلٹ کی ہر حرکت کیمرہ میں ریکارڈ ہوتی رہتی ہے، لیکن ایئرپورٹ پر قیام کے دوران دونوں کے کمرے قریب قریب ہوتے ہیں، لہذا فتنہ وفساد کا اندیشہ موجود ہے۔

۴- پائلٹ کی ملازمت کے دوران شرعی حدود، اسلامی اصول اور آداب کی رعایت بھی نہیں ہو پاتی ہے۔

ان دلائل سے عیاں ہے کہ مسلمان خواتین کا پائلٹ کی ملازمت میں شامل ہونا ممنوع ومکروہ ہے۔

۵- خواتین کا ٹرین ڈرائیور بننا، شرعی نقطہ نظر:

مسلم خواتین کا ٹرین ڈرائیور بننا ممنوع ومحظور ومکروہ ہے، اس کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱-یہ طویل مسافت طے کرانے کی ملازمت ہے، جس میں شوہر یا محرم کی معیت دشوار ہے۔

۲-یہ پر مشقت عمل ہے، جو خواتین کی جسمانی ساخت کے مناسب نہیں ہے۔

۳-اس ملازمت میں فتنہ کا بھی اندیشہ ہے۔

۴-مخصوص اوقات کی پابندی والی ملازمت میں خواتین کے اعتبار سے اصل حظر وممانعت ہے، اباحت اس صورت میں ہے جبکہ خود خواتین کو ضرورت ہو، یا سماج کو ضرورت ہو، جبکہ اس ملازمت کو انجام دینے والے مردوں کی کثرت ہے، کسی خاتون کو ملازمت کی ضرورت ہو تو پھر ایسی ملازمت اختیار کرے جو اس کی جسمانی ساخت کے مناسب ہو، اس کے فرائض منصبی میں مخل نہ ہو، نیز اس میں فتنہ کا اندیشہ شاذ ونادر ہو، ساتھ ہی اس کے گھر سے قریب ہو۔

۶-عورت کے ٹی ٹی کا فریضہ انجام دینے کے سلسلہ میں شرعی حکم:

عورت کا ٹی ٹی کا فریضہ انجام دینا بھی شرعاً ممنوع ومحظور اور مکروہ ہے، اس کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱-ٹی ٹی کو بھی طویل مسافت طے کرنی ہوتی ہے، جس میں محرم یا شوہر کی معیت دشوار ہے۔

۲-اگرچہ ٹرین میں لوگوں کا جم غفیر ہوتا ہے، لیکن ٹی ٹی ٹکٹ چیک کرنے کے بعد اے سی ٹو ٹیئر یا اے سی فرسٹ میں چلا جاتا ہے، وہ لوگوں کے پاس نہیں رہتا ہے، بلکہ دیگر ٹی ٹی کے ساتھ رہتا ہے، لیڈی ٹی ٹی بھی یہی کرے گی کہ اپنے مرد ٹی ٹی ساتھیوں کے ساتھ رہے، جس میں فتنہ کا کھلا اندیشہ ہے۔

۳-ہر شعبہ کا فتنہ اسی شعبہ کی راہ سے آتا ہے، لہذا مسلح گارڈز کے ہونے سے فتنہ کے مواقع میں کمی نہیں آتی ہے، بلکہ فتنہ کے مواقع بڑھ ہی جاتے ہیں، خواہ مسلح گارڈز میں مرد اور خواتین دونوں ہوں۔

الغرض اس ملازمت کے دوران فتنہ کے مواقع بھرپور ہیں۔

۴-اس ملازمت کے دوران شرعی حدود وضوابط کی رعایت بھی مشکل ہے۔

ان دلائل کے پیش نظر مسلم خواتین کو اس شعبہ کی ملازمت کی بجائے محفوظ ملازمت جیسے: خواتین کی درسگاہ، ہاسپٹلز وغیرہ کی ملازمت اختیار کرنی چاہئے۔

۷-خواتین کا ریلوے اسٹیشن پر ٹکٹ کاٹنا اور ایئرپورٹ پر ٹکٹ جاری کرنا، شرعی نقطہ نظر:

یہ جائز ہے کہ خواتین ریلوے اسٹیشن پر ٹکٹ کاٹنے اور ایئرپورٹ پر ٹکٹ جاری کرنے کے شعبہ میں کام کریں، شرعی اعتبار سے اس میں کوئی قباحت نہیں ہے، اس لئے کہ خود خواتین یا سماج کو اس کی ضرورت ہوسکتی ہے، اس کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱-شفاء بنت عبد اللہ بن عبد شمس، ام سلیمان عدویہ قرشیہؓ (و:تقریبا ۲۰ھ/ ۶۴۰ء) کو بازار کے احتساب پر حضرت عمر بن الخطابؓ (و:۲۳ھ/ ۶۴۴ء) نے مامور کیا تھا (دیکھئے:ابن حجر، الإصابۃ فی تمییز الصحابۃ ۷/ ۷۲۸، ترجمہ نمبر:۱۱۳۷۳، بیروت، دارالجیل، ۱۴۱۲ھ/ ۱۹۹۲ء، تحقیق:علی محمد بجاوی) ''اصابہ'' کے الفاظ ہیں:''**وكان عمر يقدمها في الرأي ويرعاها ويفضلها، وربما ولاها شيئا من أمر السوق**''(مرجع سابق ۷/ ۷۲۸) (حضرت عمرؓ رائے میں ان کو مقدم رکھتے تھے، ان کا اہتمام فرماتے تھے، ان کو ترجیح دیتے تھے، بسا اوقات بازار کے معاملات میں سے کسی معاملہ کا ان کو ذمہ دار بنادیتے تھے)۔

اس سے معلوم ہوا کہ سماج کو ضرورت ہو تو ان کی جسمانی ساخت کے مناسب خدمات ان کے حوالہ کی جاسکتی ہے۔

۲-عام طور سے اسٹیشن یا ایئر پورٹ پر ٹکٹ جاری کرنے یا دوسرے شعبہ میں خدمات لوکل خواتین دیتی ہیں، یا ایسی خواتین دیتی ہیں جو اپنے گھر والوں کے ساتھ اس شہر میں رہتی ہیں، لہذا اس میں طویل مسافت کا کوئی معاملہ نہیں ہے۔

۳-اسٹیشن یا ایئر پورٹ پر ٹکٹ جاری کرنے یا چیک کرنے، یا سامان ریکارڈ کرنے کی خدمات انجام دینے کے بعد خواتین اپنے گھر کو لوٹ آتی ہیں، اس لئے اس طرح کی ملازمت میں فتنہ کے امکانات شاذ و نادر ہیں، لہذا ایسی ملازمت کی شرعا گنجائش ہے۔

☆☆☆

خواتین کی ڈرائیونگ اور ملازمت

مفتی محمد عثمان بستوی گورینی☆

اللہ رب العزت نے عورتوں کو گھروں میں رہنے کا حکم دیا اور نبی پاک ﷺ نے خاتون کو گھروں کی ملکہ کا درجہ دیا ہے اور اسلام نے عورتوں کو کسبِ معاش کی فکر سے آزاد رکھا اور معاش کی ساری ذمہ داری مردوں پر ڈال دی گئی شادی سے پہلے خاتون کے والد پر اور شادی کے بعد شوہر پر زمہ داری ڈالی گئی ہے، رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''**طلب کسب الحلال فریضة بعد الفریضة**'' اور اللہ تعالی نے مردوں کو روزی کمانے کا حکم دیا'' **فإذا قضیت الصلاة فانتشروا فی الأرض وابتغوا من فضل الله**''(سورۂ جمعہ:۱۰)۔

اسی تقسیم کار میں عورت کو اپنی ضروریات زندگی کے لئے تگ ودو نہیں کرنی پڑتی ہے؛ بلکہ شوہر محنت مزدوری کر کے اپنی ساری کمائی بیوی کے قدموں میں لا کر ڈال دیتا ہے؛ اس لئے یہ عورتوں کے لئے زیادہ مفید ہے؛ کیونکہ جو عورتیں ملازمت کرتی ہیں انھیں بیک وقت دونوں ذمہ داریاں انجام دینی پڑتی ہیں، اندرون خانہ کی بھی اور بیرون خانہ کی بھی، یہ عورتوں کیساتھ یقیناً کھلی ہوئی زیادتی ہے۔ تقسیم کار کا نظام عورت کو اس سے نجات دیتا ہے۔ مردانہ اور زنانہ حقوق وفرائض کی یہ تقسیم نہ صرف اسلام کا مزاج ہے؛ بلکہ یہی پورے خطۂ مشرق کی روایت رہی ہے اور یہ ایک فطری اور متوازن نظام ہے، جو مرد و عورت دونوں کے لئے راحت وسکون کا باعث ہے۔

لیکن اس تقسیم کار سے یہ لازم نہیں آتا کہ خواتین کے لیے کسب اور معاش کی فکر حرام وناجائز ہے؛ کیونکہ ضرورت کے وقت عورتوں کا مردوں کے ساتھ معاشی انتظام میں شریک ہونا آیات وروایات سے ثابت ہے۔

'' **وَلَمَّا وَرَدَ مَاءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ أُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ وَوَجَدَ مِنْ دُونِهِمُ امْرَأَتَيْنِ تَذُوْدَانِ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا قَالَتَا لَا نَسْقِي حَتَّى يُصْدِرَ الرِّعَاءُ وَأَبُونَاشَيخ كَبير**''(سورۃ القصص:۲۳)۔

''**كان آدم حراثا ...وحواء تغزل الشعر فتحوله بيدها، فتكسو أنفسها و ولدها – ايضا و عيسى كان يأكل من غزل أمه ايضا**''(کتاب الکسب کلام محمد 76)۔

☆ ریاض العلوم چوکیہ، گورینی، جونپور۔

"**عن الربیع بنت معوذ قالت: دخلت فی نسوة من الأنصار علی أسماء بنت مخرمة أم أبی جهل فی خلافة عمر بن الخطاب وکان ابنها عیاش بن عبد الله بن أبی ربیعة یبعث إلیها من الیمن بعطر ،فکانت تبیعه**" (موسوعہ حیاۃ الصحابیات ج1ص51، جدید فقہی مسائل ج4 صفحہ نمبر تا80)۔

اور حضرت اسماءؓ حضرت زبیرؓ کے گھوڑے کے لیے کھجور کی گٹھلیاں اکٹھا کر کے چارہ بناتی تھیں (فضائل اعمال ج1 تذکرہ صحابیات)۔

تفصیل مذکورہ سے معلوم ہوا کہ اسلام ضرورت کے وقت عورتوں کو کسبِ معاش سے منع نہیں کرتا، لیکن بلاضرورت ان کے گھروں سے باہر نکلنے اور کمائی کیلئے تگ ودو کرنے کی حوصلہ افزائی بھی نہیں کرتا اسلام کا اصل مزاج یہ ہے کہ خواتین شمعِ محفل بننے کے بجائے چراغ خانہ بن کر رہیں اور گھر کے انتظامات کو سنبھالیں، البتہ ضرورت ومجبوری کے وقت بقدر ضرورت پردے کے ساتھ کسبِ معاش کی گنجائش بھی دیتا ہے۔

اس تمہید کے بعد جزئیات مسئولہ جن مسائل سے مربوط ہیں اولاً ان کو ذکر کیا جاتا ہے اس کے بعد جزئیات کے جوابات عرض کیے جائیں گے۔

خواتین کی ڈائیوری سے متعلقہ سوال نامہ میں پانچ مسائل بہت اہمیت کے حامل ہیں جن سے تمام جزیات مسئولہ کا تعلق ہے وہ درج ذیل ہیں۔

۱۔خواتین کا گھر سے باہر نکلنا2۔خاتون کے لیے کسی اجنبی مرد کو دیکھنا۔ ۲۔سفر کرنا۔ ۳۔اجانب سے اختلاط۔ ۴۔کسب اور ذریعہ معاش کو اختیار کرنا۔

عورتوں کا گھروں سے باہر نکلنا

قرآن مجید میں عورتوں کے پردے سے متعلق تین آیتیں مذکور ہیں:

۱۔ "**وقرن فی بیوتکن**" (سورۂ احزاب:۳۳)۔

۲۔ "**یدنین علیهن من جلابیبهن**" (سورۂ احزاب:۵۹)۔

۳۔ "**قل للمومنات یغضضن من أبصارهن**" (سورۂ نور:۳۱)۔

مذکورہ تینوں آیتیں خواتین کے حجاب سے متعلق ہیں ان آیات سے فقہاء کرام اور مفسرین نے یہ ثابت کیا ہے کہ خواتین کے حجاب کے کل تین درجے ہیں: پہلا درجہ یہ ہے کہ خواتین اپنے گھر کے اندر رہیں اور بلاضرورت گھر سے باہر نہ نکلیں آپ ﷺ نے خواتین کے گھر سے باہر نکلنے پر مذمت بیان فرمائی ہے؛ چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ خاتون جب گھر

سے نکلتی ہیں تو شیطان اس کی تاک جھانک میں لگ جاتا ہے اور جب تک گھر میں رہتی ہیں اپنے رب سے زیادہ قریب ہوتی ہیں۔

(۱)-''**عن ابن مسعودؓ ان رسول الله ﷺقال: المرأةعورة، فاذا خرجت استشرفها الشيطان ۔ایضا۔وأقرب ماتكون من وجه ربها، وهى فى قعر بيتها** ''(الترغیب ص136 ج1)۔

دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: عورت شیطان کی صورت میں سامنے آتی ہے اور شیطان کی صورت میں واپس جاتی ہے۔

(۲)- ''**عن جابرؓ قال: قال رسول الله ﷺ: إن المرأة تقبل فى صورة شيطان، وتد برفى صورةشيطان**''(مسلم: ج۱:۹۲۱)۔

اور آپ ﷺ نے ایک روایت میں ارشاد فرمایا کہ: عورتوں کا گھر سے باہر نکلنے میں کوئی حصہ نہیں الا یہ کی وہ گھر سے نکلنے پر مجبور ہوں۔

''**عن ابن عمرؓ مرفوعاً: ليس للنساء نصيب فى الخروج، إلا مضطرة** ''(کنزالعمال ج1 ص243)۔

ان نصوص شرعیہ کا تقاضا یہ ہے کہ خاتون گھر کے اندر رہ کر اپنی ذات کو اجنبی مردوں سے چھپائے رکھے اور بلا ضرورت گھر سے قدم نہ نکالے، نیز آپ ﷺ اور حضرات صحابہ اور اسلاف امت نے خواتین کے لیے نماز جیسے اہم فریضہ کی ادائیگی کے لیے مسجد نبوی اور مسجد حرام جیسی مقدس مقامات میں آنے کو پسند نہیں کیا، چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''**صلاتک فى دارک خير صلاتک فى مسجد قومک وصلاتک فى مسجد قومک خير لک من صلاتک فى مسجدى**''(مسند احمد والترغیب والترھیب ج1 ص371)۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ اگر خواتین کی اس حالت کا مشاہدہ فرماتے جو انہوں نے آپ کے بعد اختیار کر لیے ہیں تو آپ ﷺ ان کو مسجد جانے سے روک دیتے جیسے کہ بنی اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا تھا۔

(۱) ''**عن عائشة قالت: لو رأى رسول الله بما أحدث النساء لمنعهن المسجد، كما منعت نساء بنى اسرائيل** ''(رواہ البخاری ومسلم والمؤطا وابوداؤد، جامع الاصول ج11 ص201/202)۔

اور اسی بنیاد پر حضرات فقہاء نے خواتین کے لیے مسجد میں آنے جانے کو مطلقاً منع فرمادیا اگرچہ قرن اول میں وہ سختی نہیں تھی لیکن فساد زمانہ کی وجہ سے بعد میں بالکلیہ مسجد میں آنے جانے کی ممانعت کر دی گئی۔

''قال المصنف فی الکافی والفتوی الیوم علی الکراهة فی الصلوات کلها لظهور الفساد ومتی کره حضور المسجد للصلوة فلأن یکره حضور مجالس الوعظ خصوصا عند هؤلاء الجهال الذین تحلوا بحلیة العلماء:أولی ذکره فخر الإسلام''(البحرالرائق ج1ص358)۔

لہٰذا خواتین کے لیے بلاکسی ضرورت طبعیہ وشرعیہ کے گھر سے نکلنا منع ہے البتہ ضرورت اور حاجت کے مواقع میں ان کو گھر سے نکلنے کی اجازت دی گئی ہے بلاکسی ضرورت کے سیر وتفریح کے لیے گھروں سے نکلنا یہ فتنہ سے خالی نہیں اس لیے حتی الامکان خواتین کا اپنے گھروں میں رہنا ضروری ہے بلاکسی سخت ضرورت و پریشانی کے گھر سے نکلنے سے احتراز کرنا چاہیے۔

''قد أذن لکن أن تخرجن لحاجتکن''(صحیح مسلم باب اباحۃ الخروج للنساء لقضاء حاجۃ انسان)۔

پردہ کا دوسرا درجہ: جب عورت کو اپنے حوائج بشریہ اور حوائج طبعیہ کے لیے گھر سے باہر نکلنے کی ضرورت پیش ہو تو اس کے لیے گھر سے باہر نکلنا جائز ہے، البتہ ایسی عورتوں کیلئے حکم یہ ہے کہ وہ اپنے کو کسی چادر یا ڈھیلے ڈھالے غیر منقش نقاب سے چھپالے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے **''یدنین علیهن من جلابیبهن''**(سورۂ نور:۳۱) کی تفسیر میں منقول ہے کہ وہ جب اپنی ضروریات کے لیے گھروں سے باہر نکلیں تو چادروں کے ذریعہ اپنے چہرے اور سروں کو اوپر سے ڈھانپ لیں اور صرف ایک آنکھ یا دونوں آنکھیں کھلی رکھیں لیکن اپنے چہرے اور سینے کے اکثر حصے کو چھپالیں۔

''قال ابن عباس: أمر الله نساء المؤمنین إذا خرجن من بیوتهن فی حاجة أن یغطین وجوههن من فوق رؤسهن بالجلابیب ویبدین عیناً واحداً، وقال محمد بن سیرین: سألت عن عبیدة السلمانی عن قول الله عز وجل: " یُدْنِینَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیبِهِنَّ ."فغطی وجهه ورأسه وأبرز عینه الیسری فی هذه الآیة دلالة علی أن المرأة الشابة مأمورة بستر وجهها عن الأجنبیین وإظهار الستر والعفاف عند الخروج؛ لئلا یطمع أهل الریب فیهن ''(تفسیر ابن کثیر:3/ 161، الاحزاب:59، احکام القرآن للجصاص:3/486، باب حجاب)۔

اسی بنا پر حضرات صحابیات آپ ﷺ کے زمانہ میں آیت حجاب کے نزول کے بعد جب اپنے گھروں سے نکلتیں تو اپنے جسموں کو چھپانے کا اہتمام کرتی تھیں۔

''لما نزلت هذه الآیه ''یدنین علیهن من جلابیبهن'' خرج نساء الأنصار کان علی رؤسهن

القربان من السكينة، وعليهن اكسية سود يلبسنها"(روح المعانی: پارہ۲۲)۔

حجاب کا تیسرا درجہ: یہ ہے کہ اگر عورتوں کو گھر سے نکلنے کے بعد ضرورۃ اپنا چہرہ اور ہتھیلیاں کھولنے کی حاجت ہے تو فتنہ سے امن کے وقت کھولنے کی اجازت ہے، چنانچہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:''**قل للمئومنات يغضضن من أبصارهن الخ**''(سورۂ نور:۳۰)۔

حضرت عبداللہ ابن عباس، حضرت عبداللہ ابن عمر، حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت عطا، حضرت عکرمہ، سعید ابن جبیر اور ابراہیم نخعی وغیرہم نے''**إلا ما ظهر** '' کی تفسیر وجہ اور کفین سے کی ہے؛ لہٰذا معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت ہتھیلیاں اور چہرے کو کھولنے کی اجازت ہے۔

امام سرخسی نے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ عورت کا چہرہ اور ہتھیلیاں ستر میں داخل نہیں ہیں؛ لہٰذا اگر فتنہ اور شہوت کا اندیشہ نہ ہو تو عورت کے چہرہ ہتھیلیاں اور قدمین وغیرہ پر نظر ڈالنے کی گنجائش ہے۔

"**لاشک أنه يباح النظر إلى وجهها وكفها، وهذا كله إذا لم يكن النظر عن شهوة**"(المبسوط للسرخسی ج۱۰ ص۲۵۱)۔

"**فيجوز لها كشفهما للأجنبی وله نظرهما إن لم تخش الفتنة، فإن خيفت الفتنة به، فقال ابن مرزوق: مشهور المذهب وجوب شترهما**"(منح الجلیل ج۱ ش۱۳۳، فقہی مقالات ج۴ ص۷۵)۔

خاتون کے لیے کسی اجنبی کو دیکھنے کا حکم:

جس طرح شہوت اور فتنہ کا اندیشہ نہ ہونے کی صورت میں مردوں کے لیے عورتوں کے ستر کے علاوہ حصہ کو دیکھنا جائز ہے اسی طرح عورتوں کے لیے فتنہ اور شہوت کے اندیشہ نہ ہونے کے وقت مردوں کے ستر کے علاوہ حصے پر نظر ڈالنا جائز ہے لیکن بلا کسی ضرورت کے اس سے اجتناب کرنا ہی احتیاط کا تقاضا ہے، چنانچہ اللہ تعالی نے عورتوں کو حکم دیا:''**قل للمومنات يغضضن من أبصارهن ويحفظن فروجهن الى آخر الآيه**"

اور ام سلمہؓ اور میمونہؓ کو حضرت عبداللہ ابن ام مکتومؓ سے پردہ کرنے کا حکم دیا تھا، اس سے معلوم ہوا کہ بلا کسی وجہ کے عورتوں کے لیے مردوں پر نظر ڈالنا منع ہے۔

"**عن أم سلمةؓ، أنها كانت عند رسول الله ﷺ وميمونة رضی الله تعالى عنها؛ إذ أقبل ابن أم مكتومؓ – فدخل عليه، فقال رسول الله ﷺ: احتجبا منه، فقلت: يارسول الله! أليس هو أعمى، لا يبصرنا، فقال رسول الله ﷺ: أفعميا وإن أنتما لستما تبصر انه**''(ترمذی باب الاستئذان والادب ج2 ص679)۔

البتہ اگر مردوں پر نظر ڈالنا مقصود نہ ہو، بلکہ کسی اور چیز کو دیکھنا مقصود ہو اور ضمنا نظر مردوں پر بھی پڑ جائے تو یہ ضمنی نظر ناجائز نہیں، جیسا کہ عورتوں کے لئے راستہ چلتے وقت مردوں کو دیکھنے اور آپ ﷺ کا حضرت عائشہ صدیقہ کو حبشہ والوں کا کھیل دکھلانے والی روایت سے معلوم ہوا کہ بلا کسی غرض کے عورتوں کیلئے مردوں کا دیکھنا اسی طرح منع ہے جس طرح مردوں کیلئے عورتوں کا دیکھنا منع ہے، لیکن کسی جائز مقصد کے بناء پر شہوت اور فتنہ سے امن ہونے کی صورت میں دیکھنے کی گنجائش ہے؛ البتہ فتنہ اور شہوت کے اندیشہ ہونے کے وقت نہ تو مردوں کیلئے عورتوں کا دیکھنا جائز ہے اور نہ ہی عورتوں کیلئے مردوں کا دیکھنا جائز ہے۔

"ویجوز للمرأة أن تنظر من الرجل إلی ما ینظر الرجل إلیه منها إذا أمنت الشهوة الاستواء الرجل والمرأة فی النظر إلی ما لیس بصورة کالثیاب والدواب، فلو لم تأمن أو خافت أو شکت حرم استحساناً کالرجل، وهو الصحیح".

"وروی بعضهم عن محمد فی مقابل الصحیح قولاً آخر، وهو الاستحباب، أخذوا ذلک من قوله: (فأما إذا علمت أنه یقع فی قلبها شهوة أو شکت ومعنی الشک استواء الظنین، فأحب إلی أن تغض بصرها۔فقد ذکر الاستحباب فی نظر المرأة إلی الرجل الأجنبی، وفی عکسه قال: فلیجتنب، وهو دلیل الحرمة، وهو الصحیح۔"

"والفرق علی مقابل الصحیح أن الشهوة علیهن غالیة، وهو کالمحقق اعتبارا، فإذا اشتهی الرجل کانت الشهوة موجودة فی الجانبین، ولا کذلک إذا اشتهت المرأة؛ لأن الشهوة غیر موجودة فی جانبه حقیقة واعتباراً، فکانت من جانب واحد، والمتحقق من الجانبین فی الإفضاء إلی المحرم أقوی من المتحقق فی جانب واحد" (الفقہ الحنفی ج5ص383)۔

جیسا کہ عورتوں کیلئے راستہ چلتے وقت مردوں کو دیکھنا اور آپ ﷺ کا حضرت عائشہ صدیقہ کو حبشہ کا کھیل دکھلانے سے معلوم ہوا کہ کسی جائز مقصد اور ضرورت کے وقت عورت کیلئے مردوں کو دیکھنا جائز ہے لیکن بلا کسی غرض کے عورتوں کیلئے مردوں کو دیکھنا بھی منع ہے، جیسا کہ مردوں کیلئے عورتوں کو دیکھنا منع ہے، البتہ فتنہ اور شہوت کے اندیشہ کے وقت اجنبی مرد وعورت کا ایک دوسرے کو دیکھنا ناجائز اور حرام ہے۔

"ویجوز للمرأة أن تنظر من الرجل إلی ما ینظر الرجل إلیه منها إذا أمنت الشهوة، لاستواء الرجل والمرأة فی النظر إلی ما لیس بعورة کالثیاب والدواب .فلو لم تأمن أو خافت أو شکت حرم استحساناً کالرجل، وهو الصحیح" (احکام القرآن للجصاص وشامی ج5ص233)۔

مذکورہ بالا تفصیل سے درج ذیل احکام ثابت ہوئے:

۱۔ بلا کسی جائز مقصد کے صرف سیر وتفریح کی غرض سے عورتوں کے لیے گھر سے باہر جانا منع ہے۔

۲۔ اگر باہر جانے کا کوئی جائز مقصد ہو تو پردے کے اہتمام کے ساتھ گھر سے نکلنے کی اجازت ہے۔

۳۔ مرد وعورت کا ایک دوسرے کے ستر کے علاوہ حصے کو دیکھنا فتنہ اور شہوت سے امن ہونے کی صورت میں جائز ہے۔

۳-خواتین کا سفر:

خواتین کے لیے سفر شرعی کی مسافت کے بقدر بلا محرم یا شوہر کے سفر کرنا بالاتفاق جائز نہیں اور اسی طرح سفر شرعی کی مسافت سے کم کا سفر بھی فتنہ کے اندیشہ کے وقت جائز نہیں اور اگر فتنے کا اندیشہ نہ ہو تو مسافت شرعی سے کم مسافت کے سفر کی گنجائش ہے۔

"(وعَنْ أَبِي هُرَيْرَ عَن النبى الله قال: لا يحل لامرأة تسافرمسيرة كيوم وَلَيْلَةٍ، إلا مع ذى محرم عَلَيْها، متفق عليه .وفى رواية مسيرة يوم .وفى رواية مسيرة ليلة .وفى رواية: لا تسافر امرأة مسيرة ثلاثة أيام، إلا مع ذى محرم .رواهن أحمد ومسلم وفى روايةلأبى داود: بريداً)" (نیل الاوطار ج4 ص290)۔

"المحرم أو الزوج لامرأة بالغة ولو عجوزاً ومعها غيرهامن النساء الثقات والرجال الصالحين (كبير) فى مسيرة سفر، أما فى أقل منها فيجب عليها الحج والخروج إليه بغير محرم أو زوج إذا لم تكن معتدة، وروى عن أبى حنيفة وأبى يوسف رضى الله تعالى عنهما كراهة خروجها مسيرة يوم واحد، وينبغى أن يكون الفتوى عليه لفساد الزمان لكن إذا كان المذهب هو الأول فليس للزوج منعها إذا كان بينها وبين مكة أقل من ثلاثة أيام (فتح)" (غنیۃ الناسک ص30)۔

البتہ مالکیہ کے یہاں حج فرض کا سفر بغیر محرم یا شوہر کے ثقہ خواتین کی معیت میں جائز ہے؛ لیکن حج فرض کے علاوہ دوسرے اسفار غیر واجبہ کی اجازت ان کے یہاں بھی نہیں ہے۔

"أما حج التطوع وغيره من الأسفار التى لا تجب فليس للمراة أن تخرج إليه مع امرأة، بل ولا مع النسوه الخلص" (الفقہ الاسلامی جلد تین صفحہ 98)۔

"أما حج النفلى فلا يجوز للمراة السفر له، إلا مع الزوج أو المحرم فقط اتفاقا، ولا يجوز لها السفر بغيرها، بل تأثم به" (حاشیہ الدسوقی: ج۱۷ ص۳۶۱، الموسوعہ الفقہیہ: ج۲ ص۹-۱۰)۔

۴-خواتین کا اجانب سے اختلاط:

نبی کریم ﷺ نے ممبر پر کھڑے ہوکر یہ ارشاد فرمایا: کہ آج کے بعد کوئی شخص کسی ایسی عورت کے پاس نہ جائے جس کا شوہر موجود نہ ہوسوائے اس کے کہ اس کے ساتھ ایک یا دو مرد ہوں، ایک دوسری روایت میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگو! عورتوں کے پاس داخل ہونے سے بچو، اس طرح کی بہت سی روایتوں میں خلوت بالاجانب سے اجتناب کی بہت تاکید کی گئی ہے۔ اور حضرات فقہاء نے اجنبی مرد کے ساتھ عورت کا تنہائی میں جمع ہونے کو حرام کہا ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ کوئی مرد جب کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں ہوتا ہے تو ان دونوں کے ساتھ تیسرا شیطان بھی ہوتا ہے۔

"**الخلوة بالمرأة الأجنبية حرام إلا الملازمة مديونة هربت، ودخلت خربة، أو كانت عجوزاً شوهاء، أو بحائل فلو سكن رجل فی بيت من دار، وسكنت امرأة فی بيت آخر منها، ولكل واحد غلق على حدة، لكن باب الدار واحد لا يكره ما لم يجمعهما بيت، وقيل: هی خلوة فلاتحل**".

"**وقد ذكر بعضم أن الخلوة بالأجنبية مكروهة، وإن كانت معها أخرى كراهة تحريم، ويظهر أن مرادهم بالمرأة الثقة أن تكون عجوزاً لا يجامع مثلها مع كونها قادرة على الدفع عنها وعن المطلقة، ففی الحديث عن جابر رضی الله عنه قال: قال رسول الله: ألا لا يبيتن رجل عند امرأة ثيب، إلا أن يكون ناكحاً أو ذا محرم وعن عقبة بن عامر أن رسول الله ﷺ قال: »إياكم والدخول على النساء، فقال رجل من الأنصار: يا رسول الله أفرأيت الحَمْوَ؟ قال: الحمو الموت**"(الفقہ الحنفی فی ثوبہ الجدید: ج 5ص377)۔

البتہ اگر مرد وعورت کا اجتماع اس طرح ہو کہ عورت ایک کمرے میں موجود ہو یا درمیان میں کوئی محرم ہو یا ثقہ عورتیں ہوں جو مرد اور عورت کے درمیان ابتلا سے مانع ہو یا متعدد مرد یا متعدد عورتیں ہوں تو ایسی صورت میں اختلاط کی گنجائش ہے؛ کیونکہ خلوت کا تحقیق اس وقت ہوتا ہے جبکہ وطی سے کوئی مانع شرعی وحسی موجود نہ ہو۔

''**فالخلوة المحرمة تنفی بالحائل وبوجود محرم أو امرأة ثقة قادرة۔وهل تنتفی أيضاً بوجود رجل آخر أجنبی؟ لم أره، لكن ذكر بعضهم أنه يكره أن يؤم النساء فی بيت وليس معهن رجل ولا محرم مثل زوجته وأمته وأخته، فإن كانت واحدة منهن فلا يكره، وكذا إذا أمين فی المسجد لا يكره.ومفاده أنها لا تنتفی بوجود رجل آخر، لكنه يفيد أيضاً أنها لا تنتفی بوجود امرأة أخرى، فيخالف ما مر من الاكتفاء بامرأة ثقة**''(الفقہ الحنفی ج5ص377)۔

چنانچہ احسن الفتاوی سے تائید میں ایک سوال وجواب نقل کیا جاتا ہے:

سوال: جامعات البنات کی طرف سے مقرر کردہ بس یا کار ڈرائیور کے لئے بدون محرم بنات کو گھر سے لانا اور واپس پہنچانا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔ الجواب باسم ملهم الصواب

اگر گاڑی میں دو یا زیادہ لڑکیاں ہوں تو ڈرائیور کے لئے لانا لے جانا جائز ہے، ایک لڑکی کو لانا لے جانا جائز نہیں، اس لئے کہ اس صورت میں خلوت بالاجنبیہ لازم آتی ہے جو مرد اور عورت دونوں کے لئے حرام ہے۔

"قال الإمام القاضيخان رحمه الله تعالى: والخلوة الصحيحة أن يجتمعافى مكان ليس هناك مانع يمنعه من الوطء حسا أو شرعا أو طبعا (إلى قوله: ولو كان معهما جارية أحدهما او امرأة له اخرى كان محمد رحمه الله تعالى يقول: أولا جارية الرجل لا تمنع الخلوة، لأن له ان يجامعها بحضرة جارية او امرأة له أخرى، ثم رجع وقال جارية احدهما تمنع الخلوة وهو قول أبى حنيفة وأبى يوسف رحمهما الله تعالى رخانية بهامش الهندية" (احسن الفتاویٰ ج8 ص51)۔

۵-خواتین کے لیے ملازمت اور بیع وتجارت کا حکم:

انسان کے لیے کسب اور معاش کی اجازت ضرورت کی بنا پر دی گئی ہے کیونکہ انسان اپنے زندہ رہنے کے لیے کسب اور ذریعہ معاش اختیار کرنے کا محتاج ہے اس لیے کسب کو فرض قرار دیا گیا ہے؛ کسب الحلال فرضة بعد الفريضة؛ لیکن اللہ رب العزت نے کچھ لوگوں کے نفقات اور اخراجات دوسرے لوگوں کے ذمہ رکھا ہے مثلاً نابالغ اولاد کے اخراجات والد کے ذمہ ہیں اسی طرح عورت کے نفقات شوہر یا اس کے محارم کے ذمہ لازم ہیں اس لیے خواتین اور بچوں کے اوپر اپنی معاش کا انتظام کرنا واجب نہیں بلکہ ان کے معاش کے انتظام ان کے اولیاء اور ان کے شوہر کے ذمہ لازم ہے؛ لہٰذا جب کسی خاتون کا شوہر یا اس کے اولیاء اس کے اخراجات برداشت کریں تو اس کے لیے معاشی انتظام کی غرض سے گھروں سے باہر نکلنا، بے پردگی اختیار کرنا اور اجانب سے اختلاط کرنا سب حرام ہے؛ لیکن جب عورت کی معاش کا انتظام کرنے والا کوئی نہ ہو یا ہو لیکن اس کے معاش کی فکر نہ کرے یا فکر کے ساتھ تنگی اور پریشانی رہے جس کی بنا پر عورت اس کی معین اور مددگار بنے تو شرعاً اسطرح کی مجبوری کی صورت میں عورتوں کے لیے بھی معاش کے فکر کرنے اور اس کا ذریعہ اختیار کرنے کی اجازت ہے بشرطیکہ پردہ کا پورا اہتمام ہو اجنبی مردوں کے ساتھ تنہائی کی نوبت نہ ہو۔

چنانچہ فتاویٰ عثمانی میں ہے: یہ درست ہے کہ اسلام نے عورت کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ حتی الامکان گھر میں رہے، لیکن بوقت ضرورت پردے کے ساتھ نکلنا بھی جائز ہے، دینی تعلیم کا حصول یا مثلاً بوقت ضرورت طبی تعلیم کا حصول بھی ضرورت میں

داخل ہے، لیکن گھر میں رہنے کے حکم کا بنیادی مطلب یہ ہے کہ اسلام نے کسب معاش کی ذمہ داری عورت پر نہیں ڈالی شادی سے پہلے یہ ذمہ داری اس کے باپ کی ہے شادی کے بعد شوہر کی؛ لہٰذا وہ تلاش روزگار کے لیے عام حالات میں باہر جانے کے بجائے اپنے گھر کے انتظام، بچوں کی تربیت اور خاندانی نظم وضبط کو برقرار رکھنے کا فریضہ انجام دے اور معاشرے کی یہ عظیم خدمت بجالائے؛ تاہم اگر کسی عورت کو باپ یا شوہر کی نعمت حاصل نہ ہو اور اسے کسبِ معاش کے لیے نکلنا پڑے، تو بوقت ضرورت اس کی بھی اجازت ہے (فتاویٰ عثمانی ج4 ص234 تا236)۔

''**بل له أن يمنعها من الأعمال كلها المقتضية للكسب: لأنها مستغنية عنه لوجوب كفايتها عليه، قلت: ثم إن قولهم له منعها من الغزل يشمل غزلها لنفسها، فإن كانت العلة فيه السهر والتعب والمنقص لجمالها فله منعها عما يؤدى إلى ذلک لامادونه، وإن كانت العلة استغنائها عن الكسب كما مر .ففيه أنها قد تحتاج إلى مالا يلزم الزوج شرائه لها۔والذى ينبغى تحريره أن يكون له منعها عن كل عمل يؤدى إلى تنقيص حقه أو ضرره أو إلى خروجها من بيته، أما العمل الذى لا ضرر له فيه .فلا وجه لمنعها عنه**'' (شامی/ ردالمحتار ج5 ص325)۔

''**والحاصل أن مدار حل خروجها بسبب قيام شغل المعيشة، فيتقدر بقدره، فمتى انقضت حاجتها لا يحل لها بعد ذلک صرف الزمان خارج بيتها**'' (ردالمحضر: باب5/225 فی الحداد- جدید فقہی مسائل صفحہ نمبر 109 ج4)۔

خلاصہ یہ ہے کہ تین شرطوں کے ساتھ خواتین کو کسب معاش کیلئے نکلنے کی اجازت ہے۔

1- معاش کیلئے گھر سے نکلنے کی حاجت اور ضرورت ہو، 2- پردہ کے اہتمام کے ساتھ ہو اور اجانب کے ساتھ خلوت بھی نہ ہو، 3- باہر نکلنا بقدرِ ضرورت ہو۔

الجواب عن السوال الاول:

ڈرائیونگ چونکہ سفر گھر سے خروج ہر طرح کے لوگوں سے اختلاط ومیل جول غیر محارم کے ساتھ کثرت سے سابقہ جیسے امور لازمی اور لابدی ہیں اس لئے ڈرائیونگ اپنے پیشہ کے اعتبار سے مردوں کیلئے مخصوص ہے، خواہ کسی بھی گاڑی کی ڈرائیونگ ہو۔

لہٰذا خواتین کیلئے اس کو بطور پیشہ اختیار کرنا جائز نہیں؛ البتہ جن ضرورتوں کے وقت خواتین کو گھر سے باہر جانے کی اجازت دی گئی ہے، مثلاً: علاج ومعالجہ تعلیم وتعلم بوقت ضرورت پردہ کے ساتھ ملازمت اعزاء واقرباء کی ملاقات وغیرہ؛ چنانچہ تصریحات فقہاء ملاحظہ ہو۔

"وفی مجموع النوازل: فإن كانت قابلة أو غسالة أو كان لها حق على آخر أو لآخر عليها حق تخرج بالإذن وبغير الإذن "۔

مجموع النوازل میں ہے: اگر بیوی رایہ ہو، یا مردہ کوغسل دینے سے واقف ہو، یا اس کا کسی دوسرے پر حق ہو، یا دوسرے کا حق اس پر ہوتو وہ شوہر کی اجازت سے بھی اور بااجازت بھی نکل سکتی ہے (فتح القدیر ج4 ص358)۔

'' فإن وقعت لها نازلة إن سأل الزوج من العالم وأخبرها بذلک لا يسعها الخروج، و إن امتنع من السؤال يسعها أن تخرج من غير رضاه"۔

اگر عورت کو کوئی شرعی مسئلہ پیش آیا تو اگر شوہر عالم سے دریافت کر کے بیوی کو اس کے بارے میں بتادے، تب تو اس کے لئے نکلنے کی گنجائش نہیں، اور اگر دریافت نہ کرے تو اس کی رضامندی کے بغیر بھی عورت کے لئے نکلنے کی گنجائش ہے (البحر الرائق ج4 ص331 باب النفقہ)۔

لہٰذا جن ضرورتوں کے لیے نکلنا مجبوری ہو ان ضرورتوں کے لئے نکلنے کے وقت درج ذیل شرائط کو ملحوظ رکھ کر ڈرائیونگ کی اجازت ہوگی۔

1- گھر سے نکلنا ضرورت معتبرہ فی الشرع کیلئے ہو، 2- مکمل پردے کا اہتمام ہو، 3- سفر مسافت سفر شرعی کے بقدر نہ ہو اور اگر ہو تو محرم یا شوہر ساتھ ہوں، 4- حالات پرامن ہوں فتنے کا کوئی اندیشہ نہ ہو، 5- ڈرائیونگ بطور پیشہ نہ ہو۔

مذکورہ شرائط کو ملحوظ رکھتے ہوئے اگر کوئی خاتون پرائیوٹ گاڑی کی ڈرائیونگ کرے تو گنجائش معلوم ہوتی ہے خواہ دو پہیہ والی گاڑی ہو یا چار پہیہ والی ہو، کیونکہ اپنی پرائیویٹ گاڑی کے ذریعہ سفر تنہا غیر محرم ڈرائیور کے ساتھ فتنہ سے خالی نہیں اور اسی طرح پبلک ٹرانسپورٹ والی گاڑی سے سفر اور اس کی بھیڑ بھاڑ، دھکم دھکی کے مقابل میں پرائیویٹ گاڑی کی ڈرائیونگ کے ساتھ سفر زیادہ محفوظ ہے، جب نکلنا مجبوری ہے تو جہاں تک ممکن ہو محفوظ ذریعہ اختیار کرنے کی کوشش کرنی ضروری ہے؛ اس لئے ضرورت کے وقت پرائیویٹ گاڑی کی ڈرائیونگ کے ذریعہ سفر دوسرے ذرائع کے مقابل میں زیادہ محفوظ ہے، اس بناء پر بقدر ضرورت اس کی اجازت ہوگی۔

تفصیل مذکورہ سے معلوم ہوا کہ ڈرائیونگ کی اجازت ضرورت و مجبوری کو ملحوظ رکھ کر دی گئی ہے نہ کہ خواتین کے مردوں کے ساتھ ہمسری اور برابری کے پیشِ نظر اور ڈرائیونگ کو ذریعۂ معاش بنانے میں بہت سے مفاسد ہیں، ڈرائیونگ کا پیشہ خود مردوں کے لئے زیب نہیں دیتا ہے تو عورتوں کے لئے یہ کیسے مناسب ہوسکتا ہے؟ نیز ان کی معاشی ضروریات اگر شوہر واعزاء واقرباء کے ذریعہ پوری نہ ہو تو ان کے مناسب حال دوسرے ذرائع معاش موجود ہیں؛ اس لئے اس کو ذریعۂ معاش بنانا بلاضرورت ہے اور جن امور کی اجازت ضرورت کی بنا پر ہو تو جتنی ضرورت ہو اتنی ہی اجازت ہوگی۔

"والحاصل أن مدار حل خروجها بسبب قيام شغل المعيشة، فيتقدر بقدره، فمتى انقضت حاجتها لا يحل لها بعد ذلک صرف الزمان خارج بيتها" (رد المحتار ج5 ص225 فصل فی الحداد، جدید فقہی مسائل ج4 ص109)۔

خلاصہ یہ ہے کہ خواتین کے لئے ڈرائیونگ کی ممانعت لعینہ نہیں ہے، بلکہ دوسرے بہت سے مفاسد کی وجہ سے ہے اور اجازت ضرورت کی بناء پر ہے؛ لہٰذا حتیٰ الامکان مفاسد سے بچتے ہوئے بقدرِ ضرورت ڈرائیونگ کی اجازت ہوگی، بلا ضرورت خواہ سیر وتفریح کی غرض سے ہو یا بطور پیشہ ہو اس کی اجازت نہیں، جب حضراتِ فقہاء نے مساجد تک آنے سے منع کیا ہے تو بلا ضرورت ڈرائیونگ بدرجہ اولیٰ ممنوع ہوگی۔

الجواب عن السوال الثانی:

جن ضرورتوں کے تحت شہر کے اندر تنہا گاڑی چلانے کی گنجائش ہے ان ضرورتوں کے لیے مسافتِ شرعی کے سفر میں اگر محرم یا شوہر ساتھ ہو تو اس وقت بھی ڈرائیونگ کی اجازت ہوگی؛ اس لئے کہ ڈرائیونگ کے اندر حرمت کی کوئی ذاتی وجہ نہیں؛ بلکہ ممانعت اور حرمت کے وجوہات خارجی ہیں؛ لہٰذا جب حرمت کی وجوہات سے اجتناب کرتے ہوئے ضرورت کے وقت ڈرائیونگ کی جائے تو ناجائز ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔

الجواب عن السوال الثالث:

شوافع اور مالکیہ کے نزدیک ثقہ عورتوں کیساتھ بغیر محرم کے سفرِ شرعی کی جو اجازت دی گئی ہے وہ اجازت عام نہیں ہے بلکہ وہ خاص ہے سفرِ واجب اور سفرِ فرض کے ساتھ، اور پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیونگ کے لیے سفر یہ نہ فرض ہے نہ واجب؛ لہٰذا شوافع اور مالکیہ کے نزدیک بھی بغیر محرم یا شوہر کے اس کی اجازت نہیں ہوگی؛ کیونکہ وہ اجازت سفرِ فرض کے ساتھ خاص ہے، ثقہ خواتین اور قافلہ کے ساتھ سفر کی اجازت وہ حجِ فرض وغیرہ کے لئے ہے نہ کہ نفلی حج وعمرہ کے لیے اور نہ ہی کسی دوسری نفلی عبادت کے لئے تو جب نفلی حج وعمرہ جیسی مقدس عبادت کیلئے بغیر محرم اور شوہر کے سفر کی اجازت نہیں اگرچہ قافلہ والوں کے ساتھ ہو تو ذریعہ معاش کے لئے سفر کی اجازت کیسے ہوگی۔

"كما أجاز المالكية والشافعية للمرأة أن تسافر للحج الواجب مع الرفقة المأمونة ولم يقل بذلک الحنفية والحنابلة، والحق المالكية بالحج سفرها الواجب، فيجوز لها أن تسافر مع الرفقة المأمونة من النساء الثقات فی كل سفر يجب عليها.

قال الباجی: ولعل هذا الذی ذكره بعض أصحابنا إنما هو فی الانفراد والعدد اليسير، فأما فی القوافل العظيمة والطرق المشتركة العامرة المأمونة فإنها عندی مثل البلاد التی يكون فيها الأسواق

والتجار، فإن الأمن يحصل لها دون ذى محرم ولا امرأة، وقد روى هذا عن الأوزاعى .قال الحطاب: وذكره الزناتى فى شرح الرسالة على أنه المذهب فيقيد به كلام غيره.أما سفرها فى التطوع فلا يجوز إلا مع زوج أو محرم " (مواھب الجلیل ج2 ص524، الموسوعہ الفقہیۃ ج25 ص38)۔

الجواب عن السوال الرابع و الخامس:

ٹرین کا ڈرائیور ہو یا جہاز کا پائلٹ دونوں کے لئے مسافتِ قصر کا سفر لازمی ولابدی ہے شوہر یا محرم کا ساتھ میں ہونا ممکن نہیں نیز تمام حفاظتی انتظامات کے باوجود مسلسل اجنبی کے ساتھ روابط سے فتنہ کا پیدا ہونا اکثری اور ظن غالب کے درجے میں ہے؛ لہٰذا ٹرین کی ڈرائیونگ یا پائلٹ کی نوکری محظوراتِ مذکورہ کی وجہ سے جائز نہیں البتہ شہروں میں چلنے والی لوکل یا میٹرو کی ڈرائیونگ میں مسافتِ سفر کا محظور گرچہ نہ پایا جائے؛ لیکن اجنبی کے ساتھ مسلسل روابط سے احتراز اس میں بھی ممکن نہیں؛ اس لئے شرعاً ٹرین، بس، جہاز وغیرہ کی ڈرائیونگ جائز نہیں۔

"وقال أيضا: ولا يأذن لها بالخروج إلى المجلس الذى يجتمع فيه الرجال والنساء فيه من المنكرات كالتصدية ورفع الأصوات المختلفة واللعب من المتكلم بالقاء الكم وضرب الرجل على المنبر والقيام والصعود والنزول عنه فكل من المذكور مكروه ولا يحضر ولا يأذن لها ولو فعل يتوب إلى الله تعالى" (الھندیہ ج4 ص156)۔

"وقال العلامة ابن عابدين رحمه الله تعالى: وحيث أبحنا لها الخروج فإنما يباح بشرط عدم الزينة وتغير الهيئة إلى ما يكون داعية لنظر الرجال والاستمالة" (ردالمحتار ج2 ص665)۔

"ولا يسعها الخروج مالم يقع عليها نازلة، وإن خرجت من بيت زوجها بغير إذنه يلعنها كل ملك فى السماء وكل شيء تمر عليه إلا الإنس والجن، فخروجها من بيته بغير إذنه حرام عليها، قال ابن الهمام: حيث أبيح لها الخروج، فإنما يباح بشرط عدم الزينة وتغير الهيئة إلى مالا يكون داعياً إلى نظر الرجال واستمالتهم" (مجالس الابرار مترجم ص563)۔

الجواب عن السوال السادس:

ٹی ٹی کی ملازمت میں اگر سفر نہ کرنا پڑے بلکہ اسٹیشن پر ہی چیک کرنا ہو یا سفر کرنا ہو؛ لیکن سفر میں مسافتِ شرعی کی مسافت نہ ہو تو ان دونوں صورتوں میں درج ذیل شرائط کے ساتھ ملازمت کی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔

1- کسی ذریعہ معاش نہ ہونے کی وجہ سے ملازمت پر مجبور ہو (شوہر یا محارم کی نعمت سے محروم ہونے کی وجہ سے اپنے اور اپنے بال بچوں کی اخراجات کیلئے کوئی انتظام نہ ہو)۔

2- پردے کا اہتمام ہو، بلا وجہ اجانب سے بات چیت میں بھی احتراز ہو، 3- جانب کے ساتھ خلوت سے احتراز ہو، 4- زیب وزینت سے مکمل احتراز ہو۔

لیکن اگر ٹی ٹی کی ملازمت میں بلا محرم کے بقدر مسافتِ شرعی سفر لازمی ہو تو ایسی ملازمت جائز نہیں۔

" بل له أن يمنعها من الأعمال كلها المقتضية للكسب: لأنها مستغينة عنه لوجوب كفايتها عليه، قلت: ثم إن قولهم له منعها من الغزل يشمل غزلها لنفسها، فإن كانت العلة فيه السهر والتعب والمنقص لجمالها فله منعها عما يؤدى إلى ذلک لاما دونه، وان كانت العلة استغنائها عن الكسب كما مر فقيه أنها قد تحتاج إلى مالا يلزم الزوج شرائه لها والذى ينبغى تحريره أن يكون له منعها عن كل عمل يؤدى إلى تنقيص حقه أو ضرره أو إلى خروجها من بيته، أما العمل الذى لا ضرر له فيه،قلا وجه لمنعها عنه " (ردالمحتار ج5 ص325، جدید فقہی مسائل ج4 ص106)۔

الجواب عن السوال سابع:

ریلوے اسٹیشن پر ٹکٹ کاٹنے یا ایئر پورٹ پر ٹکٹ جاری کرنے کی ملازمت کی درج ذیل شرطوں کے ساتھ گنجائش معلوم ہوتی ہے۔

1- شوہر وغیرہ کے نہ ہونے کی وجہ سے ملازمت پر مجبور ہو، 2- پردے کے احکام کی رعایت ہو، 3- اجنبی مردوں کے ساتھ اختلاط سے اجتناب ہو، 4- ولی وسرپرست کی اجازت ہو، 5- غیر محارم کے ساتھ خلوت وغیرہ سے اجتناب ہو، 6- زیب وزینت سے مکمل احتراز ہو۔

"وَلَمَّا وَرَدَ مَاءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ أُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَأَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا قَالَتَا لَانَسْقِي حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَاءُ وَأَبُونَا شيخ كبير " (القرآن۔القصص آیت نمبر23)۔

"أن جارية لكعب بن مالک كانت ترعى غنماً بسلع فأصيبت شاة منها فأدركتها، فذبحتها بحجر ،فسئل النبى ﷺ، فقال: كلوها" (صحیح البخاری حدیث نمبر5505، جدید فقہی مسائل ج4 ص80)۔

مذکورہ آیت اور حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی مجبوری کے وقت گھر سے باہر نکلنے کی گنجائش ہے۔

☆☆☆

کیا خواتین گاڑی چلاسکتی ہیں؟

مولانا سعید احمد ندوی☆

۱-عورت کا تن تنہا شہر کے اندر ایک جگہ سے دوسری جگہ گاڑی چلا کر جانا؟

خواتین کو اسلام نے بلاضرورت گھروں سے باہر نکلنے کی اجازت نہیں دی ہے، گھومنے پھرنے سے منع فرمایا ہے، ارشاد باری تعالی ہے:

"وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَاتَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْأُوْلیٰ وَاَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَاٰتِیْنَ الزَّکَاةَ وَاَطِعْنَ اللهَ وَرَسُوْلَه" (سورۃ الأحزاب:۳۳)۔

(اور تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور قدیم زمانہ جاہلیت کے دستور کے موافق مت پھرو اور تم نمازوں کی پابندی رکھو اور زکاۃ دیا کرو اور اللہ اور اس کے رسول (علیہ السلام) کا کہنا مانو) (بیان القرآن)۔

مفتی محمد شفیع صاحبؒ فرماتے ہیں:

"قال تعالی :[وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَاتَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْأُوْلیٰ]فدلت الآیة علی أن الأصل في حقهن الحجاب بالبیوت والقرار بها،ولکن یستثنیٰ منه مواضع الضرورة فیکتفی فیها الحجاب بالبراقع والجلابیب .....فعل أن حکم الآیة قرارهن في البیوت إللمواضع الضرورة الدینیة کالحج والعمرة بالنص ،أوالدنیویة کعیادة قرابتهاوزیارتهم ّأواحتیاج إلی النفقة وأمثالها بالقیاس ،نعم !لاتخرج عند الضرورة أیضاً متبرجة بزینة تبرج الجاهلیة الأولی ،بل في ثیاب بذلةمتسترة بالبرقع أوالجلباب ،غیر متعطرة ولامتزاحمةفي جموع الرجال،فلایجوز لهن الخروج من بیوتهن إلاعند الضرورة مع اهتمام التستر والاحتجاب کل الاهتمام ،وماسوی ذلک فمحظور ممنوع" (أحکام القرآن:۳/۳۱۹-۳۱۷،سورۃ الأحزاب)۔

☆ مدرسہ ضیاء العلوم میدان پور تکیہ کلاں، رائے بریلی۔

[وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَاتَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلیٰ] یہ آیت مبارکہ اس بات پر دلالت کررہی ہے کہ خواتین کے حق میں ضابطہ یہ ہے کہ وہ گھروں میں باپردہ رہیں اور اسی میں مقیم رہیں، لیکن اس سے ضرورت کے مواقع مستثنی ہین، لہذا ان مواقع پر برقعہ وگھونگھٹ کا پردہ اختیار کریں..... مذکورہ آیت میں خواتین کے لئے گھروں کو لازم پکڑنے کا حکم ہے جبکہ حج وعمرہ جیسی منصوص مواقع ضرورت مستثنی ہیں اسی طرح کوئی دنیوی ضرورت جیسے کسی عزیز قریب کی عیادت یا زیارت، یا خرچ وغیرہ کی ضرورت، ضرورت کے وقت بھی زمانہ جاہلیت والی زیب وزینت اور بناؤ سنگار کرکے نہیں نکلے گی بلکہ سادہ سا تر برقعہ یا گھونگھٹ سے پردہ کرکے نکلے گی اسی طرح خوشبو کا استعمال نہیں کرے گی اور نہ ہی مردوں کے مجمع میں جائے گی، چنانچہ اس کے لئے ضرورت کے وقت مکمل پردہ اور حجاب کا اہتمام کرتے ہوئے گھروں سے نکلنا جائز ہے اس کے علاوہ ممنوع ہے)۔

صحیح مسلم کی ایک روایت ہے :"**إن المرأة تقبل في صورة شيطان ،وتدبر في صورة شيطان ،فإذاأبصر أحدكم امرأة فليأت أهله ،فإن ذلك يرد ما في نفسه** "۔ (کتاب النکاح، باب ندب من رأی امرأۃ فوقعت في نفسہ إلی أن یأتي أمرأتہ أوجاریتہ فیواقعھا، الرقم:۳۴۰۷)۔

(عورت شیطان کی صورت میں سامنے آتی ہے اور شیطان ہی کی صورت میں مڑکر واپس جاتی ہے، تم میں سے کوئی جب کسی عورت کو دیکھے تو وہ اپنی بیوی کے پاس آجائے، بلاشبہ یہ چیز اس خواہش کو دور کردے گی جو اس کے دل میں پیدا ہوئی ہے)۔

ترمذی شریف کی روایت ہے:"**إن المرأة عورة ،فإذاخرجت استشرفها الشيطان،وأقرب ماتكون من وجه ربها وهي في قعر بيتها**" (باب الرضاع، الرقم:۱۱۷۳)۔

(آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عورت چھپانے کی چیز ہے جب وہ گھر سے باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کی تانک جھانک میں لگ جاتا ہے)۔

یہاں تک کہ آپ ﷺ نے نماز کے معاملہ میں یہ پسند فرمایا کہ عورتیں اپنے گھروں میں ہی نماز پڑھیں اور اسی کی ترغیب دی۔

حضرت ام حمیدؓ سے سے مروی ہے کہ:"**أنهاجاء ت النبي ﷺ فقالت:يارسول الله إني أحب الصلاة معك ،قال قدعلمت أنك تحبين الصلاة معي وصلاتك في بيتك خيرلك من صلاتك في حجرتك وصلاتك في حجرتك خيرلك من صلاتك في دارك وصلاتك في دارك خير لك من صلاتك في مسجد قومك وصلاتك في مسجد قومك خير لك من صلاتك في**

مسجدي،قال: فأمرت فبني لهامسجد في أقصى شيء من بيتهاوأظلمه فكانت تصلي فيه حتى لقيت الله عز و جل"(مسندالإمام أحمد:باقي مسندالأنصار:٦/٣٧١،الرقم:٢٦٥٥٠)۔

(حضرت ام حمید رضی اللہ عنہا نے بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ مجھے آپ کے ساتھ نماز پڑھنے کا شو ق ہے،آپ ﷺ نے فرمایا:تمہارا شوق (اور دینی جذبہ) بہت اچھا ہے،مگر تمہاری نماز اندرونی کوٹھی میں کمرے کی نماز سے بہتر ہے اور کمرے کی نماز گھر کے احاطے کی نماز سے بہتر ہے اور گھر کے احاطے کی نماز محلّہ کی مسجد سے بہتر ہے اور محلّہ کی مسجد کی نماز میری مسجد (مسجد نبوی) کی نماز سے بہتر ہے، چنانچہ حضرت ام حمید ساعدی رضی اللہ عنہا نے فرمائش کرکے اپنے کمرے کے آخری کونے میں جہاں سب سے زیادہ اندھیرا رہتا تھا،مسجد (نماز پڑھنے کی جگہ) بنوائی، وہیں نماز پڑھا کرتی تھیں، یہاں تک کہ ان کا وصال ہوگیا اور اپنے خدا کے حضور حاضر ہوئیں)۔

ابوداؤد کی روایت ہے :"**عن عبدالله عن النبيﷺ قال : صلاة المرأة في بيتها أفضل من صلاتهافي حجرتها وصلاتها في مخدعها أفضل من صلاتها في بيتها**"(کتاب الصلاۃ:باب ماجاء في خروج النساء إلى المسجد:۱/۹۴)۔

(حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ:عورت کی اپنے گھر کی نماز اس کی اپنے صحن کی نماز سے افضل ہے اور اس کی اپنی کوٹھری میں نماز اس کے اپنے گھر کی نماز سے بہتر ہے)۔

کنزالعمال میں ہے :"**عن ابن عمرمرفوعاً:ليس للنساء نصيب في الخروج، إلامضطرة**" (۱۶/۳۹۱،الفصل الأول في التربيات،الرقم:۴۵۰۶۲)۔

(حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً منقول ہے کہ:عورت صرف اضطرار کی حالت میں نکل سکتی ہے)۔

موجودہ دور شرور وفتن کا دور ہے،فتنہ وفساد، بے حیائی و بے پردگی عام ہے،مرد وزن دونوں ہی دین سے کوسوں دور ہیں،عورتوں میں فیشن اور بن سنور کر باہر نکلنے کا رواج ہے،اس لئے عام حالات میں بلاضرورت عورت کا گھر سے نکلنا منع ہے جب کہ موٹر سائیکل یا گاڑی چلانا بطریق اولیٰ درست نہیں ہے،خاص طور سے موجودہ ماحول میں عورت کے لئے گھر سے باہر نکلنے اور موٹر سائیکل یا گاڑی چلانے میں بہت سے مفاسد اور خرابیاں واحکام شرعیہ کی خلاف ورزی لازم آتی ہے۔

جب کوئی عورت اور نوجوان لڑکی گاڑی چلاتی ہے تو مردوں کی نگاہیں اس کی طرف زیادہ مائل ہوتی ہیں،اور یہ بھی فتنہ کا باعث ہے،اور اگر وہ بائیک چلاتی ہو تو پھر مردوں کی توجہ کا مرکز بن جاتی ہے،جبکہ شریعت مطہرہ نے عورتوں کو نامحرموں کے سامنے ایسے کاموں سے اجتناب کا حکم دیا ہے جس سے نامحرم مردوں کی توجہ ان کی طرف مبذول ہو اور عورت کی عزت وآبرو اور عصمت محفوظ رہے،معاشرہ بے حیائی کے ناسور سے پاک رہے، بسا اوقات گاڑی بے قابو ہوجانے کی صورت میں

بے پردگی کا قوی امکان ہے، نیز اس میں مردوں کے ساتھ نسبتاً اختلاط ہونے کے علاوہ پردے اور ستر کی حفاظت کا اہتمام بھی مشکل ہے، اس لئے عام حالات میں خواتین کے لئے گاڑی چلانے کی اجازت نہیں ہے۔

مزید عورت کے گاڑی چلانے میں مردوں سے مشابہت ہے، کیونکہ یہ اصلاً مردوں کا کام ہے، صحیح بخاری کی روایت میں ہے:

"**لعن رسول الله ﷺ المتشبهين من الرجال بالنساء ،والمتشبهات من النساء بالرجال**" (کتاب الأمور المنهي عنها، باب تحریم تشبہ الرجال بالنساء وتشبہ النساء بالرجال، الرقم: ۵۸۸۵)۔

(رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر اور مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے)۔

فتاوی ہندیہ میں ہے: "**قال محمد رحمه الله تعالى :لايعجبنا أن تقاتل النساء المسلمات مع الرجال إلا أن يظطر المسلمون إلى ذلك**" (کتاب السیر: الباب الأول في تفسیرہ شرعاً، ۲/۲۰۶)۔

(امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا: ہمیں یہ بالکل پسند نہیں کہ مسلمان عورتیں مردوں کے ساتھ مل کر جنگ کریں الا یہ کہ ضرورت آن پڑے)۔

فتاوی شامی میں ہے: "**لاتركب مسلمة على سرج للحديث ،هذالوللتلهي ولولحاجة غزو أو حج أومقصد ديني أو دنيوي لابدلها منه فلابأس به**" (کتاب الحظر والإباحة، فصل في البیع، ۶/۴۲۳)۔

(مسلم عورت شوقیہ دل بہلانے کے لئے سواری نہیں کرے گی حدیث میں ممانعت کی وجہ سے اور اگر جنگ یا حج یا دینی و دنیوی کوئی ضروری مقصد سامنے آجائے تو اس وقت اجازت ہوگی)۔

ہدایہ کی شرح بنایہ میں ہے: "**ولهذايكره للنساء الركوب على السرج ؛لأنهن ليسوامن أهل الجهاد**" (۷/۲۶۰، باب الجزیۃ) (اسی وجہ سے عورتوں کے لئے سواری کرنا مکروہ ہے کیونکہ ان پر جہاد نہیں ہے)۔

البتہ کسی دینی ضرورت یا دنیوی حاجت کے لیے نکلنا ہو جس کے بغیر کوئی چارہ کار نہ ہو، کوئی دوسری صورت نہ ہو اس میں ڈرائیونگ بھی ضروری ہو تو پردہ کا اہتمام ہو، زینت کا اظہار نہ ہو، راستہ پر امن ہو، مردوں سے کسی طرح کا اختلاط نہ ہو تو شرعی مسافت کے اندر خاتون چار پہیہ گاڑی چلا سکتی ہے۔

درمختار میں ہے: "**وحيث أبحنالهاالخروج فبشرط عدم الزينة في الكل وتغييرالهيئة إلى مالايكون داعية إلى نظر الرجال واستمالتهم**"۔ (باب النفقۃ، مطلب في الکلام علی المؤنسۃ ۳/۱۴۶)۔

(اور جہاں پر ہم نے عورت کے لئے گھر سے باہر نکلنے کی اجازت دی ہے تو اس شرط کے ساتھ کہ بناؤ سنگار نہ ہو اور نہ ہی ایسا انداز ہو جو مردوں کو اپنی طرف مائل کرے)۔

البحر الرائق میں ہے:"**ولاتركب امرأة مسلمة على السرج لقوله –عليه الصلاة والسلام–:"لعن الله الفروج على السروج"هذاإذاركبت متلهية أومتزينة لتعرض نفسها على الرجال فإن ركبت لحاجة كالجهاد والحج فلابأس به**"۔(۸/۲۱۵،کتاب الکراہیۃ فصل في اللبس)۔

(مسلمان عورت سواری نہ کرے گی آپ ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے" اللہ تعالی نے سواری کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے یہ حکم اس وقت ہوگا جب شوقیہ تفریح کے طور پر یا بن سنور کر نکلے اس کا مقصد مردوں کے سامنے خود کی نمائش ہو اگر وہ کسی ضرورت مثلاً جہاد، حج کے لئے سواری کرے تو کوئی حرج نہیں ہے)۔

منحة السلوک فیشرح تحفة الملوک میں ہے:

"**قوله: (ولاتركب المرأة على السرج)لقوله عليه السلام :لعن الله الفروج على السروج۔**

قوله: (إلاللضرورة)يعني إذاكانت المرأة في سفر الحج وغيره ،واضطرت للركوب على السرج ،تركب مستديرة ،لأن الضرورة تبيح المحظورة"۔(کتاب الکراہیۃ:۱/۴۲۳)۔

(آپ ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے کہ اللہ تعالی نے سواری کرنے والی عورتوں پر لعنت بھیجی ہے۔

اور یہ قول کہ ضرورت کے تحت سواری کر سکتی ہے مطلب حج وغیرہ کا سفر ہو یا کوئی دوسری ضرورت آن پڑے تو گھوم کر بیٹھے گی اس لئے کہ ضرورت ممنوع کو جائز کر دیتی ہے)۔

مرقاۃ المفاتیح میں ہے:"**لأنها قدهيجت شهوة الرجال بعطرها وحملتهم على النظر إليها فقد زنى بعينه ،ويحصل لها إثم بأن حملته على النظر إليها وشوشت قلبه ،فإذاهي سبب زناه بالعين ،فتكون هي أيضاً زانية أوكأنها هي زانية ،قال ابن الملک : وفيه تشديد ومبالغة في منع النسوة عن خروجهن من بيوتهن إذاتعطرن ،وإلافبعض الأعين قدعصمها الله تعالى عن الزنابالنظر إليهن**"(باب الجماعۃ وفضلھا:۳/۸۳۸)۔

(اس لئے کہ اس نے اپنی خوشبو سے مردوں کی شہوت کو بھڑکا دیا ہے اور انہیں اپنی طرف دیکھنے پر مجبور کر دیا ہے جس کے نتیجہ میں اس نے آنکھوں کے زنا جیسا گناہ کیا ہے اور اسے آمادہ کرنے والی عورت بھی گنہگار ہوگی اور وہ بھی آنکھوں سے زنا کرنے والی ہوگی، ابن الملک نے کہا: اس میں بہت سختی سے عورتوں کو خوشبو لگا کر گھر سے باہر نکلنے سے روکا گیا ہے، ورنہ اللہ تعالی نے کچھ لوگوں کی زنا بالعین سے حفاظت بھی فرمائی)۔

فتاوی دارالعلوم دیوبند میں ہے:

سوال: مسئلہ کچھ اس طرح ہے کہ کیا عورت شرعی لباس میں رہ کر گاڑی چلاسکتی ہے؟ دو پہیہ یا چار پہیہ گاڑی؟

جواب: عورت یا لڑکی کا دو پہیہ یا چار پہیہ کوئی گاڑی چلانا مردوں کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے منع ہے (دینی مسائل اوران کا حل ص: ۳۴۳، ۳۴۴) کیوں کہ گاڑی چلانا اصل وضع میں مردوں کا کام ہے عورتوں کا کام نہیں ہے، اور اللہ کے رسول ﷺ نے مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے، (مشکوۃ المصابیح ص: ۳۸۰ بحوالہ بخاری شریف) ۔اور اسکوٹی اگرچہ عورتوں کے لئے بنائی گئی گاڑی ہے؛ لیکن گاڑی چلانا دراصل عورتوں کا کام ہے ہی نہیں'' (آن لائن فتوی: ۱۴۸۹۲۳)۔

فقہ کی کتابوں میں ایک استثناء عمر کا بھی ملتا ہے کہ اس میں عورت کی عمر اہمیت رکھتی ہے اور بعض کتب فقہ میں صراحت ہے کہ یہ حکم اس وقت ہے جب عورت جوان ہو یا لڑکی ہو اگر عورت عمر دراز (تقریباً پچاس سال سے زیادہ) ہو تو اسے مکمل پردہ کے اہتمام کے ساتھ بوقت ضرورت سواری کرنے کی رخصت ہے، المحيط البرهاني في الفقه النعماني میں ہے:

"وقوله: ولاتركب امرأة مسلمة على سرج بظاهره ،نهى النساء عن الركوب على السرج ،وبه نقول وإنه خرج موافقاًلقوله عليه السلام:"لعن الله الفروج على السروج "والمعنى في النهي من وجهين: أحدهما: أن هذا تشبه بالرجال،وقدنهين عن ذلک ،الثاني : أن فيه إعلان الفتن وإظهارها للرجال ،وقد أمرن بالستر ،قالوا: وهذاإذاكانت شابة ،وقد ركبت السرج والفرج ،فأماإذاكانت عجوزاًأوكانت شابة إلاأنهاركبت مع زوجها بعذر، بأن ركبت للجهاد،وقد وقعت الحاجة إليهن للجهاد،أوللحج أوللعمرةفلابأس إن كانت مستترة ،فقد صح أن نساء المهاجرين كن يركبن الأفراس ويخرجن للجهاد ،فكان رسول الله عليه السلام يراهن و(لا) ينهاهن ،وكذلک بنات خالد بن الوليدكن يركبن ،ويخرجن للجهاد يسقين المجاهدين في الصفوف ويداوين الجرحىٰ"۔(۵/ ۳۸۴، کتاب الاستحسان والکراہیۃ)۔

(یہ قول کہ مسلمان عورت سواری نہیں کرے گی اپنے ظاہری معنی میں ہے عورتوں کے لئے سواری کرنا منع ہے یہی ہمارا قول ہے اور آپ ﷺ کے اس قول کے عین موافق ہے کہ اللہ تعالی نے سواری کرنے والی عورتوں پر لعنت بھیجی ہے، اور یہ ممانعت دو وجہوں سے ہے پہلی بات تو اس میں مشابہت ہے جس سے عورتوں کو روکا گیا ہے اور دوسرے اس میں فتنہ کا اظہار ہے اور مردوں کے سامنے اس کا اعلان ہے، جبکہ عورتوں کو پردہ کا حکم دیا گیا ہے، فقہاء نے کہا ہے کہ یہ حکم اس عورت کے

لئے ہے جو جوان ہے کہ وہ سواری کرے اگر وہ بوڑھی ہے یا جوان تو ہے لیکن اس نے اپنے شوہر کے ساتھ سواری کی اس عذر کے ساتھ کہ وہ جہاد پر جارہی ہے اور ان کی ضرورت آن پڑی ہے یا حج یا عمرہ کے لئے جارہی ہے، تو کوئی حرج نہیں ہے جبکہ پردہ میں ہو، کیونکہ یہ صحیح طور پر ثابت ہے کہ مہاجر صحابیات گھوڑ سواری کر کے جہاد میں جاتی تھیں، آپ ﷺ انہیں دیکھتے لیکن کوئی نکیر نہ فرماتے، اسی طرح حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالی عنہ کی لڑکیاں سواری کرتی تھیں اور جہاد میں جاتی تھیں، صفوں میں مجاہدین کو پانی پلاتی تھیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں)۔

۲-مسافت شرعی کے بقدر سفر میں دیگر سواریوں کے ساتھ ساتھ محرم یا شوہر بھی ہو تو کیا عورت گاڑی چلاسکتی ہے؟

خواتین کے لئے بلاضرورت محض شوقیہ طور پر یا زینت کے اظہار کے طور پر گاڑی چلانا جائز نہیں ہے، البتہ عمومی طور پر احادیث میں عورتوں کے لئے مردوں کی مشابہت شرعاً ناپسندیدہ ہے اور ممنوع ہے، لیکن محرم اگر ساتھ میں ہو اور پردہ کا پورا اہتمام ہو تو گاڑی چلاسکتی ہے، ردالمحتار میں ہے:

"(قوله:للحديث) وهو :"لعن الله الفروج على السروج"ذخيرة،لكن نقل المدني عن أبي الطيب أنه لاأصل له يعني بهذااللفظ،وإلافمعناه ثابت،ففي البخاري وغيره:"لعن رسول الله ﷺ المتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال"وللطبراني :"أن امرأة مرت على رسول الله ﷺ متقلدة قوساً،فقال:لعن الله المتشبهات من النساء بالرجال والمتشبهين من الرجال بالنساء،(قوله :ولولحاجة غزوإلخ)أي بشرط أن تكون متسترة، وأن تكون مع زوج أومحرم (قوله: أومقصددديني كسفر لصلة رحم" (کتاب الحظر والإباحۃ، باب الاستبراء وغیرہ، ۶/ ۴۲۳)۔

(صاحب کتاب کا یہ قول کہ ممانعت اس حدیث کی وجہ سے ہے کہ اللہ تعالی نے سواری کرنے والی عورتوں پر لعنت بھیجی ہے، حالانکہ مدنی نے ابوطیب سے نقل کیا ہے کہ ان الفاظ کے ساتھ یہ حدیث ثابت نہیں ہے، لیکن اس کے معنی کی دوسری روایات سے تایید ہوتی ہے، بخاری شریف ودیگر کتب حدیث میں ہے کہ: اللہ کے رسول ﷺ نے عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر اور مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت بھیجی ہے، اور طبرانی کی روایت میں ہے: ایک عورت آپ ﷺ کے پاس سے کمان لٹکائے ہوئے گذری تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالی نے مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر اور عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر لعنت بھیجی ہے، اور یہ قول کہ جنگ کی ضرورت کے تحت مطلب یہ ہے کہ اس وقت سواری کرسکتی ہے جب باپردہ ہو شوہر یا محرم کے ساتھ ہو یا کوئی دینی

مقصد ہو مثلاً صلہ رحمی کے لئے کوئی سفر ہو)۔

مولانا خالد سیف اللہ صاحب رحمانی ایک استفتاء کے جواب میں فرماتے ہیں:

سوال: کیا خواتین چار پہیوں والی گاڑی کی ڈرائیونگ کرسکتی ہیں؟ براہ کرم دلیل کے ساتھ جواب دیں؟

جواب: ازواج مطہرات اور صحابیات رضی اللہ عنہن نے کی اونٹ کی سواری فرمائی ہے اور خود ہی اونٹ کی نکیل تھام کر سفر کیا ہے، حج، جہاد اور ہجرت سے متعلق بعض روایات میں اس کا ذکر موجود ہے، موجودہ سواریاں توازن کے مقابلہ میں اونٹ کے مقابلہ زیادہ بہتر ہیں، اس لئے فی نفسہ خواتین کے لئے چار پہیوں والی گاڑیوں کی ڈرائیونگ جائز معلوم ہوتی ہے لیکن اصل قابل توجہ بات یہ ہے کہ عورت کو ایسے سفر سے منع کیا گیا ہے جس میں فتنہ ہو یا جس میں فتنہ کا غالب گمان ہو، اس لئے عورت اگر ڈرائیونگ کر رہی ہو اور گاڑی میں اس کے ساتھ اس کا شوہر یا محرم ہو تو یہ صورت درست ہوگی'' (کتاب الفتاوی: حلال وحرام سے متعلق مسائل، ۶/ ۲۱۲)۔

۳- پبلک ٹرانسپورٹ میں خواتین ڈرائیور کا حکم؟

واضح رہے کہ عام حالات میں شریعت نے عورت کو گھر کی چار دیواری میں رہنے کی ترغیب دی ہے اور یہی اس کی فطرت ہے اور اسی میں اس کی عزت وآبرو ہے کہ وہ گھر کے اندر ہی کام انجام دے اور اپنے بچوں کی تربیت کی ذمہ داری ادا کرے کیونکہ وہی اپنے بچوں کی بہترین تربیت کرسکتی ہے اور انہیں تعلیم دے سکتی ہے اور اس کا نفقہ اس کے والد یا شوہر پر لازم کیا گیا ہے تاکہ گھر سے باہر نکلنے کی حاجت پیش نہ آئے، شادی سے پہلے اگر اس کا اپنا مال نہ ہو تو اس کا نفقہ اس کے باپ پر لازم ہے اور شادی کے بعد اس کا نفقہ اس کے شوہر پر لازم کیا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے: ''اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَافَضَّلَ اللهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَّبِمَا اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ'' (سورۃ النساء: ۳۴)۔

(مرد حاکم ہیں عورتوں پر اس سبب سے کہ اللہ تعالی نے بعضوں کو بعضوں پر فضیلت دی ہے اور اس سبب سے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کئے ہیں) (بیان القرآن)۔

''وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ'' (سورۃ البقرۃ: ۲۳۳)۔

(اور جس کا بچہ ہے اس کے ذمہ ہے ان کا کھانا اور کپڑا قاعدہ کے موافق) (بیان القرآن)۔

الجامع لأحکام القرآن میں ہے: ''وإنماخصه بذكر الشقاء ولم يقل فتشقيان : يفهمنا أن نفقة الزوجة على الزوج ؛فمن يومئذ جرت نفقة النساء على الأزواج ،فلماكانت نفقة حوا ء على آدم ، كذلك نفقات بناتها على بني آدم بحق الزوجية''۔ (۱۴/ ۱۴۹، سورۃ طہ: الرقم: ۱۱۷)۔

(اللہ تعالی نے شقاء (مصیبت میں پڑنے کو) حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ خاص کیا دونوں کو مخاطب کر کے نہیں کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ بیوی کا نفقہ خاوند پر ہے، چنانچہ اس وقت سے بیویوں کا نفقہ شوہر پر ہے، اور جب حضرت حواء کا نفقہ حضرت آدم علیہ السلام پر تھا تو ان کی تمام بیٹیوں کا نفقہ حق زوجیت کی بنیاد پر ان کے شوہروں پر ہے)۔

''فتاوی عالمگیری'' میں ہے: "**وأماالإناث فليس للأب أن يؤاجرهن في عمل ،أوخدمة كذافي الخلاصة**.....**ونفقة الإناث واجبة مطلقاًعلى الآباء مالم يتزوجن إذالم يكن لهن مال، كذافي الخلاصة**" (کتاب الطلاق، الباب السابع عشر في النفقات: ۱/ ۵۶۲، ۵۶۳)۔

(جہاں تک عورتوں کا تعلق ہے تو باپ انہیں کمانے پر مجبور نہیں کر سکتا ہے (خلاصہ).....لڑکیاں جب تک شادی شدہ نہ ہوں ان کا نفقہ باپ پر ہے جبکہ ان کے پاس مال نہ ہو (خلاصہ)۔

عام حالات میں تو عورت کے لئے ملازمت یا کسب معاش کا حکم نہیں ہے، مگر شریعت نے عورت کو مطلق کسب معاش سے روکا بھی نہیں ہے بلکہ شرعی حدود واصول کا لحاظ کرتے ہوئے عورت کو کسب معاش کی اجازت دی گئی ہے، ''الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیہ'' میں ہے:

"**ومع ذلک فالإسلام لايمنع المرأة من العمل فلها أن تبيع وتشتري ،وأن توكلها ويوكلها غيرها، وأن تتاجر بمالها،وليس لأحد منعهامن ذلک مادامت مراعية أحكام الشرع وآدابه..... والنصوص الدالة على جواز عمل المرأة كثيرة ،والذي يمكن استخلاصه منها،أن للمرأة الحق في العمل بشرط إذن الزوج للخروج** ۔" (مادہ: أنوثۃ: ۷/ ۸۲)۔

(اس کے باوجود اسلام عورت کو کام کرنے سے نہیں روکتا ہے، لہذا وہ خرید وفروخت کر سکتی ہے، وکیل بنا سکتی ہے اور اسے وکیل بنایا جا سکتا ہے، اپنے مال سے تجارت کر سکتی ہے، اور جب تک وہ شریعت کے احکام وآداب کی پابند ہے کوئی اسے روک نہیں سکتا ہے.....عورت کے کام کے جواز پر دلالت کرنے والے نصوص بہت ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ عورت کو شوہر کی اجازت کی شرط پر کام کرنے کا حق ہے)۔

چنانچہ حدود وقیود کی پابندی کے ساتھ اجازت ہوگی، مثلاً:

۱- مکمل شرعی پردہ کے ساتھ باہر نکلے نیز اس کی ملازمت عورتوں یا کم سن بچوں کے شعبہ میں ہو، بالغ اجنبی مردوں کا اختلاط نہ ہو۔

۲- باہر بناؤ سنگار نہ کرے، خوشبو استعمال نہ کرے اور نہ ہی بجتا ہوا زیور پہنے۔

۳- راستہ میں آتے جاتے ہوئے اور دوران ملازمت غیر محارم سے اختلاط نہ ہو۔

۴-گھر پر رہتے ہوئے کوئی ذریعہ معاش نہ ہو، بچوں اور متعلقین کے حقوق پامال نہ ہوں۔

۵-اگر ولی موجود ہو تو ملازمت اس کی اجازت سے ہو اور اگر شادی شدہ ہو تو شوہر کی اجازت سے ہو، کیونکہ شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے نکلنا جائز نہیں۔

۶-ملازمت کا کام ایسا ہو جو جسم تخلیق اور مزاج ہر اعتبار سے صنف نازک کے ساتھ میل رکھتا ہو، مثلاً: طب، نرسنگ، تدریس، سلائی کڑھائی وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "**يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ذَلِكَ أَدْنَى أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللهُ غَفُورًا رَّحِيمًا**" (سورۃ الأحزاب:۵۹)۔

(اے پیغمبر! اپنی بیبیوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے اور دوسرے مسلمانوں کی بیبیوں سے بھی کہہ دیجئے کہ نیچی کرلیا کریں اپنے اوپر تھوڑی سی اپنی چادریں، اس سے جلدی پہچان ہوجایا کرے گی تو آزار نہ دی جایا کریں گی اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے)۔

علامہ آلوسی فرماتے ہیں: "**أمرهن رضي الله تعالى عنهن بملازمة البيوت وهو أمر مطلوب من سائر النساء**" (سورۃ الأحزاب:۲۲/۶ الرقم:۳۳)۔

(اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو گھروں میں رہنے کا حکم دیا اور یہی مطالبہ تمام عورتوں سے ہے)۔

ردالمحتار میں ہے: "**لايحل لامرأة أن تصوم وزوجها شاهد، إلابإذنه وينبغي عدم تخصيص الغزل بل له أن يمنعها عن الأعمال كلها المقتضية للكسب، لأنها مستغنية عنه لوجوب كفايتها عليه**" (کتاب الطلاق: باب النفقۃ، مطلب في الكلام على المؤنسۃ، ۵/۲۲۵)۔

کسی عورت کے لئے جائز نہیں کہ شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھے، جبکہ شوہر موجود ہو اور صرف اون کاتنے کی تخصیص مناسب نہیں، بلکہ شوہر کو اختیار ہوگا کہ وہ بیوی کو کمائی والے کاموں سے روک دے، کیونکہ اس کا خرچ شوہر کے ذمہ ہونے کی وجہ سے وہ مستغنی ہے)۔

"فتاوی بزازیہ علی ہامش الھندیہ" میں ہے: "**ولايأذن بالخروج إلى المجلس الذي يجتمع فيه الرجال والنساء، وفيه المنكرات**" (کتاب الکراہیۃ: الباب الثامن فیما یحل للرجل النظر إلیہ وما لا یحل لہ، ۴/۱۵۶)۔

(ایسی مجلس میں جانے کی اجازت نہ ہوگی جس میں مرد وعورت کا اجتماع ہو اور برائیاں ہوں)۔

فتاوی شامی میں ہے: "**ولأن النساء أمرن بالقرار في البيوت فكان مبنى حالهن على الستر، وإليه أشار النبي** ﷺ"۔ (کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ: ۱/۵۴۸)۔

(اس لئے کہ عورتوں کو گھروں میں رہنے کا حکم دیا گیا ہے ان کے احکام پردہ کی بنیاد پر ہیں اور اسی کی طرف نبی کریم ﷺ نے اشارہ فرمایا ہے)۔

لہذا مذکورہ شعبہ میں ایک تو شرعی پردہ کا اہتمام کرنا انتہائی مشکل ہے اور دوسرے مرد وزن کا اختلاط ہے اس بناء پر میری رائے میں اس کی اجازت نہ ہونی چاہئے، ابوداؤد کی روایت ہے:

"**عن حمزة بن أبي أسيد الأنصاري عن أبيه أنه سمع رسول الله ﷺ يقول وهو خارج من المسجد ،فاختلط الرجال مع النساء في الطريق فقال رسول الله ﷺ : استأخرن فإنه ليس لكن أن تحققن الطريق عليكن بحافات الطريق ،فكانت المرأة تلتصق بالجدار حتى إن ثوبها ليتعلق بالجدار من لصوقها به** "(کتاب الأدب باب في مشي النساء في الطريق الرقم:۵۱۸۳)۔

(حضرت حمزہ بن ابواسید اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے آپ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جبکہ آپ مسجد نبوی سے باہر تشریف لا رہے تھے اور راستے میں مردوں اور عورتوں کو اکٹھے چلتے ہوئے دیکھا، تو آپ ﷺ نے عورتوں کو فرمایا: تم پر ضروری ہے کہ راستہ کے کنارے کنارے چلو، اور صحابیات نے اس پر ایسا عمل کیا کہ وہ کہتی ہیں کہ بسا اوقات ہمارا کپڑا دیوار کو چمٹ جاتا تھا)۔

بسا وقات اجنبی مرد کے ساتھ تنہا گاڑی چلانا پڑے گا، اور کسی غیر محرم کے ساتھ سفر کرنا، خلوت وتنہائی اختیار کرنا حرام ہے، مسلم شریف کی روایت ہے:

"**أللايبيتن رجل عند امرأة ثيب، إلاأن يكون ناكحاً أو محرماً**"۔(باب تحريم الخلوة بالأجنبية والدخول عليها، الرقم:۲۱۷۱)(خبردار! کوئی آدمی کسی ثیبہ عورت کے پاس ہرگز رات بسر نہ کرے سوائے خاوند یا محرم کے)۔

امام نوویؒ فرماتے ہیں :"**وإنماخص الثيب لكونها التي يدخل إليها غالباً، وأما البكر فمصونة متصونة في العادة مجانبة للرجال أشد المجانبة فلم يحتج إلى ذكرها، ولأنه من باب التنبيه؛ لأنه إذانهى عن الثيب التي يتساهل الناس في الدخول عليهافي العادة فالبكر أولى**"۔(کتاب السلام، باب تحريم الخلوة بالأجنبية والدخول عليها، الرقم:۲۱۷۱)۔

(اس حدیث میں ثیبہ (شادی شدہ، مطلقہ، بیوہ) عورت کی تخصیص اس لئے کی گئی ہے کہ اکثر عورتوں کے پاس آنا جانا ہوتا تھا اور کنواری لڑکی عادۃً اس سے محفوظ ومامون ہوتی تھی اور مردوں سے (اختلاط) سے سختی سے بچائی جاتی تھی، اس لئے اس کے ذکر کی حاجت نہیں اس لئے کہ یہ تنبیہ کے باب سے ہے، لہذا جب ثیبہ جس کے پاس آنے سے لوگ تساہل برتتے تھے کہ ان کے پاس آنے سے منع کیا گیا ہے تو کنواری لڑکی کے پاس آنا بالاولی منع ہے)۔

اور مسافر تو کوئی بھی ہوسکتا ہے اچھے بھی ہوسکتے ہیں اور برے بھی، بہت سے ایسے ہوں گے جو خواتین پر بری نگاہ ڈالیں گے اور اس کی عزت وعصمت کو داغدار کرنے کی کوشش کریں گے اس لئے میری تحقیق کے مطابق اجازت نہیں ہونی چاہئے۔

۴-خواتین کے لئے پائلٹ کی نوکری کرنا کیسا ہے؟

کسی عورت کا پائلٹ بننا جائز نہیں ہوگا کیونکہ پائلٹ بننا کوئی ایسی ضرورت نہیں ہے جس کی وجہ سے بغیر محرم سفر شرعی کی اجازت دے دی جائے، محرم نہ ہونے کی صورت میں مالدار عورت سے حج جیسا مقدس سفر ساقط کر دیا گیا ہے تو پھر پائلٹ بن کر شرعی مسافت کا سفر کرنے کی اجازت کیسے دی جائے گی؟

صحیح بخاری کی روایت ہے:"**عن ابن عباسؓ قال:قال النبي ﷺ :لاتسافر المرأة، إلامع ذي محرم ،ولايدخل عليهارجل، إلاومعها محرم ،فقال رجل يارسول الله !إني أريد أن أخرج في جيش كذا وكذا،وامرأتي تريد الحج ،فقال : اخرج معها**" (کتاب جزاء الصید/ باب حج النساء،۱/ ۲۵۰الرقم:۱۸۶۲)۔

(حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی عورت سفر نہ کرے مگر محرم ساتھ میں ہو اور کوئی شخص اس کے پاس نہ جائے مگر محرم ساتھ میں ہو، ایک صحابی نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں فلاں لشکر میں نکلنا چاہتا ہوں اور میری بیوی حج کو جانا چاہتی ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اس کے ساتھ جاؤ)۔

مسلم شریف میں ہے:"**عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال : قال رسول الله ﷺ :لايحل لامرأةتؤمن بالله واليوم الآخر أن تسافر سفراً يكون ثلاثة أيام فصاعداً إلامعها أبوهاأو ابنهاأو زوجهاأوأخوهاأوذومحرم منها**" (کتاب الحج، باب سفر المرأة مع المحرم إلی الحج وغیرہ،۱/ ۴۳۴،الرقم:۹۳۳۱)۔

(حضرت ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایسی عورت کے لئے جائز نہیں ہے جو اللہ پر اور آخرت پر ایمان رکھتی ہے کہ تین دن یا زیادہ کا سفر کرے؛ مگر اس حال میں کہ اس کے ساتھ اس کے والد، بیٹا، شوہر، اس کا بھائی، یا کوئی اور محرم ہو)۔

مشکوۃ شریف میں ہے:"**عن أبي هريرة رضي الله عنه قال : قال رسول الله ﷺ :لاتسافر امرأة مسيرة يوم وليلة، إلاومعهادومحرم**" (کتاب المناسک، الفصل الأول:۱/ ۲۲۴)۔

(حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی عورت ایک دن وایک رات کی مسافت کے بقدر بھی سفر نہ کرے علاوہ یہ کہ اس کے ساتھ محرم ہو) (مظاہر حق)۔

''فتاوی تاتارخانیہ''میں ہے:''والمحرم في حق المرأة شرط شابة كانت أو عجوزاً،إذاكانت بينها وبين مكة مسيرة ثلاثة أيام''(کتاب الحج،۲/۴۳۴)۔

(عورت خواہ جوان ہو یا بوڑھی اس کے لئے محرم شرط ہے جبکہ اس کے اور مکۃ المکرّمہ کے درمیان تین دن کی مسافت ہو)۔

درمختار میں ہے :''ولوحجت بلامحرم أوزوج جاز حجهابالاتفاق.....؛لكن مع الكراهة التحريمية للنهي''(کتاب الحج:۲/۴۶۵)۔

(اور اگر اس نے بغیر محرم یا شوہر حج کیا تو متفقہ طور پر اس کا حج جائز ہے.....لیکن کراہت تحریمی کے ساتھ)۔

یہاں ایک اور قبیح ترین صورت ہے کہ تنہا غیر محرم کے ساتھ رہنا پڑتا ہے،ترمذی شریف کی روایت ہے:

''عن عقبة بن عامر أن رسول الله ﷺ قال : إياكم والدخول على النساء !فقال رجل من الأنصار يارسول الله !أفرأيت الحمو ؟ قال : الحمو الموت ،قال : وفي الباب عن عمر وجابر وعمرو بن العاص ،قال أبو عيسى : حديث عقبة بن عامر حديث حسن صحيح ،وإنمامعنى كراهية الدخول على النساء على نحوما روي عن النبي ﷺ قال : لايخلون رجل بامرأة، إلاكان ثالثهما الشيطان''
(کتاب الرضاع،باب ماجاء في کراہیۃ الدخول علی المغیبات:الرقم:۱۱۷۱)۔

(حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:عورتوں کے پاس داخل ہونے سے پرہیز کرو،ایک انصاری شخص نے عرض کیا:یارسول اللہ!حمو(یعنی شوہر کا باپ،بھائی اور عزیز واقارب)کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟ آپ نے فرمایا:''حمو''تو موت ہے،اس باب میں حضرت عمر اور جابر،عمرو بن عاص سے بھی روایت ہے،حضرت عقبہ بن عامر کی حدیث حسن صحیح ہے،،عورتوں کے پاس جانے سے ممانعت کا مطلب اسی طرح ہے جیسے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی شخص کسی تنہا عورت کے پاس ہو تو تیسرا شیطان ہوتا ہے)۔

فتاوی شامی میں ہے :''إلامن أجنبية فلايحل مس وجهها وكفها، وإن أمن الشهوة ؛لأنه أغلظ.....وفي الأشباه: الخلوة بالأجنبية حرام ،ثم رأيت منية المفتي مانصه: الخلوة بالأجنبية مكروهة وإن كانت معهاأخرى كراهةتحريم ''۔(کتاب الحظر والإباحۃ،فصل في النظر والمس:۶/۳۶۷)۔

(اجنبیہ کا چہرہ اور ہتھیلی چھونا اگرچہ شہوت نہ ہو جائز نہیں ہے،کیونکہ یہ زیادہ سخت ہے.....الأشباہ میں ہے اجنبیہ سے خلوت حرام ہے پھر میں نے''منیۃ المفتي''کی عبارت دیکھی کہ اجنبیہ سے خلوت اگرچہ وہاں اس کے ساتھ دوسری عورت بھی ہو مکروہ تحریمی ہے)۔

علامہ محمد بن احمد دسوقی مالکیؒ فرماتے ہیں:

"وأماالخلوة بالأجنبية فممنوعة مطلقاً،لأن النفس مجبولة على الميل إليها"۔(الشرح الکبیر،شیخ الدردیر وحاشیۃ الدسوقي،۳/۴۳۵)۔

(کسی اجنبی عورت کے ساتھ خلوت وتنہائی مطلقاً منع ہے اس لئے کہ اس طرف نفس کا مائل ہونا فطری امر ہے)۔

الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ میں ہے:"ولاتجوز خلوة المرأة بالأجنبي ولوفي عمل،والمراد بالخلوة المنهي عنها أن تكون المرأة مع الرجل في مكان يأمنان فيه من دخول ثالث"۔ (مادۃ:أنوثۃ،۸۸)۔

(عورت کا کسی اجنبی مرد کے ساتھ تنہا رہنا جائز نہیں اگرچہ ملازمت میں ہو،اور ممنوعہ خلوت سے مراد یہ ہے کہ عورت آدمی کے ساتھ ایسی جگہ میں ہو جس میں کسی تیسرے کی آمد کا خدشہ نہ ہو)۔

۵-ٹرینوں میں خواتین کی ملازمت؟

خواتین کے لئے مسافت شرعی (سوا ستتر کلومیٹر) یا اس سے زیادہ مسافت کا سفر بغیر محرم کے جائز نہیں ہے، نیز کام کی جگہ پر نامحرم مردوں سے خلوت اور اختلاط نہ ہو،شرعی پردہ کا بھرپور لحاظ ہو، وہ ملازمت عورت کے مزاج اور اس کی نسوانی طبیعت کے موافق ہو مثال کے طور پر تدریس،امراض نسواں کا علاج ومعالجہ وغیرہ،اللہ تعالی کا فرمان ہے:

"وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنّ"(سورۃ النور:۳۱)۔

(اور مسلمان عورتوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں)(بیان القرآن)۔

"وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنّ عَلَىٰ جُيُوْبِهِنَّ" (سورۃ النور:۳۱)۔

(اور اپنے ڈوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رہا کریں)(بیان القرآن)۔

"وَلَايَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنّ لِيُعْلَمَ مَايُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ"(سورۃ النور:۳۱)۔

(اور اپنے پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ ان کا مخفی زیور معلوم ہو جائے)(بیان القرآن)۔

امام نوویؒ شرح مسلم میں تحریر فرماتے ہیں:"فالحاصل أن كل ما يسمى سفراً تنهى عنه المرأة بغير زوج أومحرم ،سواء كا ن ثلاثة أيام أويومين أويوماً أوبريداً أوغير ذلك ،لرواية ابن عباس المطلقة"(کتاب الحج:باب سفر المرأۃ مع محرم إلی حج وغیرہ،الرقم:۱۱۳۸)۔

(خلاصہ کلام یہ ہے کہ جس پر بھی سفر کا اطلاق ہوگا اس سے عورت کو بغیر محرم یا شوہر کے منع کیا جائے گا خواہ تین دن کی مسافت ہو یا دو دن کی یا ایک دن کی یا ایک برید ہو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی مطلق روایت کی بنیاد پر)۔

اس لئے جب مطلق سفر بغیر محرم کے درست نہیں تو ایسا سفر کیسے درست ہوسکتا ہے جہاں اختلاط ہو اجنبی مرد کے ساتھ تنہا رہنا ہو ہر آن فتنہ کا اندیشہ ہو۔

امام بغوی شرح السنۃ میں لکھتے ہیں:''**خلوة الرجل بالمرأة الأجنبية والمسافرة بها حرام ،فإن كانت من المحارم، فلابأس بالمسافرة بها**''(کتاب النکاح:باب النھي عن أن یخلو الرجل بالمرأة الأجنبیة ۹/ ۳۶،تحقیق:شعیب الأرناؤوط)۔

(اجنبی عورت سے مرد کا خلوت کرنا اور اس کے ساتھ سفر کرنا حرام ہے،اگر عورت محارم سے ہو تو پھر کوئی گناہ نہیں)۔

حج کے تعلق سے عورت کو بغیر محرم سفر کی اجازت نہیں،''بدائع الصنائع''میں ہے:

''**عن ابن عباس رضي الله عنهماعن النبي ﷺ أنه قال:ألالاتحجن امرأة إلاومعهامحرم،وعن النبي ﷺ أنه قال:''لاتسافر امرأة ثلاثة أيام إلاومعها محرم أو زوج''ولأنها إذالم يكن معها زوج ،ولامحرم لايؤمن عليها إذالنساء لحم على وضم إلاماذب عنه ،ولهذالايجوز لها الخروج وحدها**''(کتاب الحج،فصل في شرائط فرضیۃ:۳/ ۵۵)۔

(حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:خبردار! کوئی عورت بغیر محرم کے ہرگز حج نہ کرے،اور آپ ﷺ سے مروی ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:کوئی عورت تین دن کی مسافت کے بقدر سفر نہ کرے مگر محرم یا شوہر ساتھ میں ہو،نیز اس لئے کہ جب عورت کے ساتھ خاوند یا محرم نہ ہو تو آدمی اس کے بارے میں بے خوف نہیں ہوسکتا،کیونکہ عورتیں ہڈی پر پڑے ہوئے گوشت کی طرح ہیں،ہاں جو اس سے ہٹالیں وہ بچ جائے گا،اس لئے عورت کے لئے اکیلا نکلنا جائز نہیں ہے)۔

فتاوی بنوری ٹاؤن میں ہے:

''جمہور فقہاء نے اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے فرض حج کے لئے بھی شرعی محرم کے بغیر سفر کرنے کو ناجائز کہا ہے،جب کہ اس کے مقابلہ میں تعلیم اور کسب معاش تو بہت کم درجہ کی چیزیں ہیں جن کی مسلمان عورتوں کو ضرورت بھی نہیں ہے،اس لئے کہ خود شریعت اسلامیہ نے اس کی کفالت کی ذمہ داری شادی سے پہلے اس کے باپ اور شادی کے بعد شوہر پر ڈالی ہے اور عورت کو اس کی اجازت نہیں دی کہ وہ شدید ضرورت کے بغیر گھر سے باہر نکلے،لہذا کسب معاش اور حصول تعلیم کے لئے اس طرح بغیر محرم کے سفر کرنا جائز نہیں''(آن لائن فتوی نمبر:۱۴۴۵۰۶۱۰۰۲۰۱)۔

جب عورت کا جہاد حج ہے اور اسے محرم کے بغیر نکلنے کی اجازت نہیں دی گئی تو کسب معاش کے لئے بغیر محرم سفر کرنے کی اجازت کیسے ہوسکتی ہے،۔صحیح حدیث میں ہے،حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

"**استأذنت رسول الله ﷺ في الجهاد فقال لها: جهادكن الحج**"۔(الصحیح للبخاري: کتاب الجہاد والسیر ،باب جہاد النساء: الرقم: ۲۸۷۵)۔

(میں نے نبی کریم ﷺ سے جہاد کے متعلق اجازت طلب کی، آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا جہاد حج ہے)۔

۶-خواتین کا ٹرین کے اندر ٹکٹ چیک کرنا؟

اسلام نے خواتین کو کام کرنے اور تجارت کرنے کی اجازت تو دی ہے مگر اس کے لئے کچھ حدود قیود مقرر کئے ہیں انہیں میں ایک یہ ہے کہ سفر وغیرہ میں، جبکہ مسافت شرعی ہو محرم ساتھ میں ہو نیز ایسی جگہ ہو جہاں مرد وزن کا اختلاط نہ ہو فتنہ سے بالکلیہ امن ہو، قرآن کریم میں ہے:

"**وَإِذَاسَأَلْتُمُوْ هُنّ مَتَاعاً فَاسْأَلُوْهُنّ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ ذَلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنّ**"(سورۃ الأحزاب: ۵۳)۔

(اور جب تم ان سے کوئی چیز مانگو تو پردہ کے باہر سے مانگا کرو یہ بات تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کے پاک رہنے کا عمدہ ذریعہ ہے)۔

حضرت اسامہ ابن زیدؓ سے مرفوعاً مروی ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "**ماتركت بعدي فتنة هي أضر على الرجال من النساء**"۔ (صحیح بخاری، کتاب النکاح: باب ما یتقی من شؤم المرأۃ، الرقم: ۵۰۹۶)۔

(میں نے اپنے بعد کوئی ایسا فتنہ نہیں چھوڑا جو مردوں کے حق میں عورتوں سے زیادہ ضرر رساں ہو)۔

بخاری شریف کی روایت ہے: "**عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: قالت النساء للنبي ﷺ :غلبنا عليك الرجال ،فاجعل لنا يوماً من نفسك ؛فوعدهن يوماً لقيهن فيه،فوعظهن وأمرهن ؛فكان فيماقال لهن : ﴿مامنكن امرأة تقدم ثلاثة من ولدها، إلاكان لها حجاباً من النار﴾،فقالت امرأة : واثنين ؟فقال : ﴿واثنين﴾**۔ (کتاب العلم: باب: ھل یجعل للنساء یوم علی حدۃ في العلم، الرقم: ۱۰۱)۔

(حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ عورتوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ (آپ ﷺ سے فائدہ اٹھانے میں) مرد ہم سے آگے بڑھ گئے ہیں، اس لئے آپ اپنی طرف سے ہمارے (وعظ کے) لئے (بھی) کوئی دن خاص فرمادیں، تو آپ ﷺ نے ان سے ایک دن کا وعدہ فرمالیا، اس دن عورتوں سے آپ مخاطب ہوئے اور انہیں وعظ فرمایا اور (مناسب) احکام سنائے جو کچھ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا تھا اس میں یہ بات بھی تھی کہ جو کوئی عورت تم میں سے (اپنے) تین (لڑکے) آگے بھیج دے گی تو وہ اس کے لئے دوزخ سے پناہ بن جائیں گے، اس پر ایک عورت نے کہا: اگر دو بچے بھیج دے، آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! اور دو کا بھی یہی حکم ہے)۔

عمدة القاري میں ہے :"قال النووي :فيه استحباب وعظ النساء وتذكيرهن الآخرة وأحكام الإسلام وحثهن على الصدقة ،وهذاإذالم يترتب على ذلک مفسدة أو خوف فتنة على الواعظ أوالموعوظ، ونحو ذلک "(کتاب العلم،باب عظۃ الإمام للنساء وتعلیمھن:۲/ ۱۲۴)۔

(امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ اس سے خواتین کو نصیحت کرنا،آخرت کی یاددہانی کرانا اور اسلامی احکام کی تعلیم دینے اور صدقہ کی ترغیب دینے کا استحباب معلوم ہوتا ہے اور یہ اس وقت ہے جب واعظ یا سامع پر کسی طرح کے فتنہ کا اندیشہ نہ ہو)۔

ایک دوسری روایت میں ہے:"ليس للنساء سروات الطريق، يعني وسط الطريق"(الجامع لشعب الإیمان للبیہقي،باب في الحیاء بفصولہ،فصل في حجاب النساء والتغلیظ في ستر ھن،الرقم:۷۴۳۶)۔(عورتوں کے لئے راستہ کے درمیان میں چلنے کا حق نہیں)

تفسیر روح المعانی میں ہے:"وأخرج البزار عن أنسؓ قال: جئن النساء إلى رسول الله ﷺفقلن : يارسول الله ذهب الرجال بالفضل والجهاد في سبيل الله تعالى فهل لنا عمل ندرک به فضل المجاهدين في سبيل الله تعالى ،فقال عليه الصلاة والسلام : من قعدت منكن في بيتها فإنها تدرک عمل المجاهدين في سبيل الله تعالى .

وقديحرم عليهن الخروج، بل قديكون كبيرة كخروجهن لزيارة القبور إذاعظمت مفسدته وخروجهن، ولوإلى المسجد، وقد استعطرن وتزين إذاتحققت الفتنة، أماإذاظنت فهو حرام غير كبيرة"(سورۃ الأحزاب:۱۱/ ۱۸۷)۔

(مسند بزار میں حضرت انسؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ: آپ ﷺ کی خدمت میں خواتین حاضر ہوئیں اور عرض کیا: یارسول اللہ! مرد حضرات فضل میں اور اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے میں سبقت لے گئے،کیا ہمارے لئے بھی کوئی عمل ہے جس سے ہم اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے والوں کے اجروثواب کو پالیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے جو اپنے گھر میں رہے گی وہ مجاہدین فی سبیل اللہ کے اجروثواب کو پالے گی۔

خواتین کے لئے بعض اوقات گھر سے نکلنا حرام ہوتا ہے اور کبھی گناہ کبیرہ ہوتا ہے مثلاً زیارت قبور کے لئے نکلنا فساد کبیر ہے اسی طرح خوشبو لگا کر بن سنور کر نکلنا بھلے ہی مسجد کے لئے جایا جارہا ہو،اگر فتنہ کا اندیشہ ہو تو باہر نکلنا گناہ کبیرہ نہیں حرام ہے)۔

ایک باحیا مسلمان خاتون کی حیا کا تقاضہ ہے کہ وہ راہ چلتے ہوئے خاموش رہے تا کہ ان کی باتوں کی وجہ سے مرد ان کی طرف متوجہ نہ ہوں،'' فتاوی شامی'' میں ہے:

"ویکرہ حضورھن الجماعة ولولجمعة وعید ووعظ مطلقاً ولو عجوزاً لیلاً علی المذھب المفتی بہ لفساد الزمان .....کماتکرہ إمامة الرجل لھن في بیت لیس معھن رجل غیرہ ولامحرم منہ، کأختہ أو زوجتہ أوأمتہ ،أماإذاکان معھن واحد ممن ذکر أو أمھن في المساجد لا" (کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ ۱/۵۳۹)۔

(عورتوں کا جماعت میں حاضر ہونا اگر چہ جمعہ یا عیدین کی نماز ہو اسی طرح وعظ ونصیحت کی مجلس میں شرکت کرنا ہو فساد زمانہ کی وجہ سے مفتی بہ قول کے مطابق مطلقاً مکروہ ہے اگر چہ بوڑھی عورت ہو، رات کا وقت ہو.....اسی طرح مردوں عورتوں کی امامت کرنا مکروہ ہے ایسے گھر میں جس میں ان کے ساتھ دوسرا مرد نہ ہو اور امام کی کوئی محرم عورت بھی نہ ہو جیسے امام کی بہن یا اس کی بیوی یا اس کی لونڈی، رہا یہ کہ جب ان کے ساتھ ان لوگوں میں سے کوئی ایک ہو جن کا ذکر کیا گیا ہے یا مسجد میں عورتوں کی امامت کرے تو مکروہ نہیں ہے)۔

سوالنامہ میں پیش کردہ صورت میں کئی مفاسد یکجا ہو گئے ہیں، مثلاً محرم کی عدم موجودگی مرد وزن کا مخلوط ماحول نیز ہر وقت فتنہ وفساد کا امکان، چنانچہ میرے نزدیک اس کی اجازت نہ ہوگی۔

۷-خواتین کا ریلوے اسٹیشن/ ایئر پورٹ پر ٹکٹ جاری کرنا؟

عورت کا تمام بدن ستر ہے اور چہرہ بھی ستر میں داخل ہے اس لئے عورت چہرہ کا بھی پردہ کرے گی، ارشاد ربانی ہے:

"یَاأَیُّھَاالنَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِکَ وَبَنَاتِکَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ" (سورۃ الاحزاب:۵۹)۔

(اے نبی! اپنی بیویوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادریں ڈال لیا کریں)

''سنن ابوداؤد'' کی روایت ہے:

"عن عائشةؓ قالت: کان الرکبان یمرون بنا ونحن مع رسول اللہ ﷺ محرمات ،فإذاحاذوابنا سدلت إحدانا جلبابھا من رأسھاعلی وجھھا ،فإذاجاوزوناکشفناہ" (کتاب المناسک: باب في المحرمۃ تغطي وجھھا، الرقم:۱۸۳۳)۔

(حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سواری پر سوار حضرات ہمارے پاس سے گزرتے تھے جبکہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حالت احرام میں تھے، جب وہ ہمارے مقابل آتے تو ہم میں سے ایک عورت اپنا گھونگھٹ سر سے چہرہ کی طرف لٹکا لیتی پھر جب وہ آگے بڑھ جاتے تو اسے ہم ہٹا لیتے)۔

درمختار میں ہے:"**امتنع نظره إلى وجهها ،فحل النظر مقيد بعدم الشهوة، وإلافحرام، وهذافي زمانهم، وأمافي زماننا، فمنع من الشابة**"(کتاب الحظر والإباحۃ،فصل في النظر والمس:ص:۶۵۶،تحقیق:عبدالمنعم خلیل إبراہیم)۔

(مرد کا اجنبی عورت کے چہرہ کو دیکھنا درست نہیں، دیکھنا جائز ہوتا تو اس قید کے ساتھ کہ شہوت پیدا نہ ہو اگر شہوت پیدا ہو تو حرام ہے اور یہ تو ان کے زمانے کے لئے تھا ہمارے زمانے میں نوجوان لڑکی کو دیکھنے سے مطلقاً منع کیا جائے گا)۔

مولانا ادریس کاندھلویؒ صاحب "وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ "(سورۂ نور:۳۱) کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں:

''عورت کو اپنی یہ زینت ظاہرہ (چہرہ اور دونوں ہاتھ) صرف محارم کے سامنے کھلا رکھنے کی اجازت ہے، نامحرموں کے سامنے کھولنے کی اجازت نہیں، عورتوں کو اس بات کی ہرگز ہرگز اجازت نہیں کہ وہ سر بازار چہرہ کھول کر اپنا حسن و جمال دکھلاتی پھریں، حسن و جمال کا تمام دارومدار چہرہ پر ہے اور اصل فریفتگی چہرہ پر ہی ختم ہے، اس لئے شریعت مطہرہ نے زنا کا دروازہ بند کرنے کے لئے نامحرم کے سامنے چہرہ کھولنا حرام قرار دیا''(معارف القرآن:۶/۲۵۷)۔

اس لئے جو عورتیں ملازمت کرتی ہیں وہ اپنے پورے بدن کا پردہ کریں صرف آنکھ کھولنے کی اجازت ہوگی، تفسیر ابن کثیر میں ہے:

"**قال ابن عباس رضي الله عنهما : أمر الله نساء المؤمنين إذاخرجن من بيوتهن في حاجة أن يغطين وجوههن من فوق رؤوسهن بالجلابيب ويبدين عيناً واحدة،وقال محمد بن سيرين :سألت عن عبيدة السلماني عن قول الله عز وجل :يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيْبِهِنَّ"فغطى وجهه ورأسه وأبرزعينه اليسرى**"(سورۃ الأحزاب:۱۱/۲۴۲)۔

(حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے مسلمان عورتوں کو حکم دیا ہے کہ جب وہ کسی ضرورت کے لئے اپنے گھر سے نکلیں تو اپنے سر کے اوپر سے گھونگھٹ کے ذریعہ اپنا چہرہ چھپالیں اور ایک آنکھ کھلی رکھیں، نیز محمد بن سیرینؒ نے کہا ہے کہ میں نے عبیدہ سلمانی سے اللہ تعالی کے ارشاد "يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ" کی تفسیر پوچھی تو انہوں نے اپنا چہرہ اور سر ڈھنک لیا اور بائیں آنکھ کو کھلا رکھا)۔

لہذا ان شعبوں میں اگر چہرہ کے پردہ کے ساتھ ملازمت ممکن ہو نیز مرد و زن کا مخلوط ماحول نہ ہو تو اس کی اجازت ہوگی ورنہ اجازت نہ ہوگی۔

خواتین کی ڈرائیونگ کے مسائل

مولانا عبدالاحد قاسمی جہان آبادی☆

خواتین کا گھڑ سواری کرنا:

قدیم فقہاء کرام نے خواتین کے گھڑ سواری کرنے سے متعلق جزئیہ اپنی کتابوں میں درج کیا ہے، اس سے آج کے ترقی یافتہ زمانے میں خواتین کے موٹر سائیکل اور دیگر گاڑیوں کے ڈرائیو کرنے اور چلانے کو سمجھا جاسکتا ہے۔

فقہاء کرام نے خواتین کے لیے مشروط گھوڑ سواری کو جائز قرار دیا ہے، عبارتیں ملاحظہ فرمائیں:

محمد بن احمد بن سہل ابوبکر شمس الائمہ السرخسیؒ (م ۴۸۳ھ) امام محمدؒ کی مایہ ناز کتاب ''السیر الکبیر'' کی شرح میں فرماتے ہیں:

" **باب دخول النساء الحمام وركوبهن السروج: وذكر عن عمر بن عبد العزيز** ﷺ **أنه كتب أن لا يدخل الحمام إلا امرأة نفساء أو مريضة .....قال: ولا تركب امرأة مسلمة على سرج وهذا لقوله** ﷺ: **لعن الله الفروج على السروج، ثم المراد إذا ركبت متلهية أو ركبت متزينة لتعرض نفسها على الرجال، فإما إذا ركبت لحاجتها إلى ذلك، بأن كانت ممن يجاهد أو يخرج للحج مع زوجها فركبت متسترة، فلا بأس بذلك**''(شرح کتاب السیر الکبیر۹۸/اباب ۲۸، ط: دارالکتب العلمیۃ-بیروت-لبنان)۔

علامہ حصکفیؒ فرماتے ہیں:''**لا تركب مسلمة على سرج للحديث، هذا لو للتلهي، ولو لحاجة غزو أو حج أو مقصد ديني أو دنيوى لا بد لها منه فلا بأس به**'' (الدرالمختار مع الرد۹/۶۰۲، کتاب الحظر والإباحۃ/ باب الاستبراء وغیرہ)۔

علامہ طوریؒ فرماتے ہیں: ''**ولا تركب امرأة مسلمة على السرج لقوله – عليه الصلاة والسلام –**

☆ ناظم تعلیمات جامعہ مدنیہ سبل پور، پٹنہ۔

"لعن الله الفروج على السروج "هذا إذا ركبت متلهية أو متزينة لتعرض نفسها على الرجال، فإن ركبت لحاجة كالجهاد والحج فلا بأس به"(تکملۃ البحر الرائق: کتاب الکراہیۃ، فصل فی الاکل والشرب ۹/۳۴۶، ۳۴۷ طبع زکریا دیوبند)۔

بدر الدین عینیؒ ہدایہ کی شرح میں فرماتے ہیں: **"ولهذا يكره للنساء الركوب على السرج؛ لأنهن ليسوا من أهل الجهاد"**(البنایۃ شرح الہدایۃ ۷/۲۶۰، باب الجزیۃ، ط: المکتبۃ الاشرفیۃ دیوبند)۔

یہ حضرات فرمارہے ہیں کہ تلہی اور تبرج کے ساتھ بیٹھنا جائز نہیں ہے، البتہ برھان الدین البخاری "محیط برہانی" میں اس مسئلے کو اور کھل کر لکھتے ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں:

"ذكر محمد رحمه الله في (السير الكبير) عن عمر بن عبد العزيز: أنه كتب أن لا يدخل الحمام امرأة، إلا نفساء أو مريضة، ولا تركب امرأة مسلمة على سرج".

"وقوله: ولا تركب امرأة مسلمة على سرج بظاهره، نهى النساء عن الركوب على السرج، وبه نقول، وإنه خرج موافقًا لقوله عليه السلام: "لعن الله الفروج على السروج" والمعنى في النهي من وجهين؛أحدهما: أن هذا تشبه بالرجال، وقد نهين عن ذلك، الثاني:أن فيه إعلان الفتن وإظهارها للرجال، وقدأمرن بالستر، قالوا: وهذا إذا كانت شابة، وقد ركبت السرج والفرج، فأما إذا كانت عجوزًا أو كانت شابة، إلا أنها ركبت مع زوجها بعذر، بأن ركبت للجهاد، وقد وقعت الحاجة إليهن للجهاد، أو للحج أو للعمرة، فلا بأس إن كانت مستترة، فقد صح أن نساء المهاجرين كنَّ يركبن الأفراس، ويخرجن للجهاد، فكان رسول الله ﷺ يراهن و(لا) ينهاهن، وكذلك بنات خالد بن الوليد كن يركبن، ويخرجن للجهاد يسقين المجاهدين في الصفوف ويداوين الجرحى"(المحیط البرہانی فی الفقہ النعمانی ۳۸۴-۳۸۵/۵۔ کتاب الاستحسان والکراہیۃ: الفصل السادس والعشرون فی دخول النساء الحمام، وفی رکوبہن علی السروج۔ طبع دار الکتب العلمیۃ-بیروت-لبنان)۔

یعنی عورتوں کا ڈرائیوری سیٹ پر بیٹھنے کا عدم جواز ہی ہمارا مسلک ہے، کیونکہ یہی حدیث کے موافق ہے۔ اور نہی کی دو علتیں بھی بیان کرتے ہیں: ایک تو یہ کہ اس میں تشبہ بالرجال ہے دوسرا یہ کہ اس میں عورتوں کی بے پردگی ہے۔ لیکن انہوں نے فقہاء کرام کے حوالے سے فرمایا کہ یہ حدیث اس عورت کے لیے ہے جو جوان ہو اور تنہا سواری کر رہی ہو، اسی طرح ضرورت کے وقت بھی عورتیں گھڑ سواری کر سکتی ہیں، کیونکہ عہد نبوت میں صحابیات کا گھڑ سواری کرنا ثابت ہے۔

ان تمام فقہاء کرام نے سرج پر بلا وجہ بیٹھنے سے منع فرمایا ہے اور بنیاد اس حدیث کو بنایا ہے جس میں سرج پر بیٹھنے

والی عورتوں پر لعنت کی گئی ہے، حدیث ملاحظہ فرمائیں:

"**قال علیه السلام: لعن الله الفروج علی السروج**"(نصب الرایۃ: باب إیقاع الطلاق الحدیث السادس الجزء الثالث ۲۲۸، ط: المجلس العلمی گجرات) (زین پر بیٹھنے والی عورتوں پر اللہ تعالی کی لعنت ہو)۔

سب سے پہلے سرج کا مفہوم سمجھ لینا چاہیے:

ابن منظور "لسان العرب" میں لکھتے ہیں: "**السرج: رحل الدابة**"(لسان العرب: ۶/ ۲۲۸، دار إحیاء التراث العربی بیروت)۔

"المعجم الوسیط" میں ہے: "**السَرج: رحل الدابة (ج) سُروج**"(المعجم الوسیط: ۴۲۵۔سرج)۔

علامہ جوہری فرماتے ہیں: "**السرج معروف، و قد اسرجت الدابة**"(الصحاح تاج اللغۃ وصحاح العربیۃ: ۱/ ۳۲۲، سرج)۔

یعنی سرج زین کو کہتے ہیں، سواری پر وہ جگہ جہاں بیٹھ کر سوار اپنی سواری کو جدھر چاہتا ہے لے جاتا ہے، عصر حاضر میں اس کو ڈرائیونگ سیٹ کہتے ہیں۔ گویا یہ حدیث خواتین کو صرف ڈرائیونگ سے منع کر رہی ہے نہ کہ مطلقا سواری سے، یہی وجہ ہے کہ عورتوں کو ردیف بنانے اور پیچھے بیٹھانے کے سلسلے میں صریح حدیثیں موجود ہیں، (ملاحظہ فرمائیں: صحیح البخاری ۲/ ۸۸۲۔ باب ارداف المرأۃ خلف الرجل۔ ط: قدیمی)۔

بہر حال ظاہرِ حدیث کا تقاضا تو یہ ہے کہ عورتوں کی ڈرائیوری مطلقا ممنوع ہو، لیکن صحابیات کا بعض مواقع پر گھڑ سواری کرنا ثابت ہے جیسا کہ برہان الدین بخاریؒ نے "محیط برہانی" میں لکھا ہے:

"**فقد صح أن نساء المهاجرین کنَّ یرکبن الأفراس، ویخرجن للجهاد، فکان رسول الله علیه السلام یراهن و(لا) ینهاهن، وکذلک بنات خالد بن الولید کن یرکبن، ویخرجن للجهاد یسقین المجاهدین فی الصفوف ویداوین الجرحی**"(المحیط البرہانی فی الفقہ النعمانی۔ کتاب الاستحسان والکراہیۃ: الفصل السادس والعشرون فی دخول النساء الحمام، وفی رکوبہن علی السروج: ۳۸۴-۳۸۵/ ۵)۔

تفصیل کے لیے دیکھیے مؤرخ اسلام علامہ محمد بن عمر الواقدی (م ۲۰۷ھ) کی کتاب فتوح الشام کا اردو ترجمہ "صحابہ کرام کے جنگی معرکے" از مولانا حکیم شبیر احمد سہارن پوری، تسہیل وتلخیص از مولانا امداد اللہ انور۔ (حضرت ضرار کی بہن کے جنگی کارنامے۔ (یعنی خولہ بنت ازور نے جنگ دمشق میں گھوڑے پر سوار ہو کر جہاد کیا) ص ۱۰۶ تا ۱۱۳، بے تاب تیز رو مجاہد خاتون (یعنی حضرت ام تمیم زوجہ خالد بن ولید کا گھڑ سوار خواتین کی جماعت کے ساتھ مسلمانوں کی مدد کرنا) ص ۱۸۴ تا ۱۸۶، یرموک میں جنگ کرنے والی بہادر صحابیات۔ ص ۲۶۳۔

ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں: خرام ابن غنمؒ کہتے ہیں کہ میں نے ایک شخص سے جو جنگ یرموک میں شریک تھا دریافت کیا کہ: آیا میدان کارزار میں تمہارے دوش بدوش خواتین اسلام بھی رہتی تھیں انہوں نے کہاہاں رہتی تھیں، اسماء بنت ابی بکر زوجہ زبیر بن عوام، خولہ بنت ازور، نسیبہ بنت کعب، ام ابان زوجہ عکرمہ بن ابی جہل، غزنہ بنت عامر بن عاصم ضمری مع اپنے خاوند مسلمہ بن عوف ضمری، رملہ بنت طلیحہ زبیدی، رملہ، امام، زینب نعم، ہ ہندہ یعمر، لبنیٰ وغیرہن رضی اللہ تعالیٰ عنہن خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں، یہ اس طرح جان توڑ کر لڑی تھیں کہ انہوں نے اپنے پیدا کرنے والے کو خوش اور راضی کر لیا تھا (صحابہ کرام کے جنگی معرکے: ۲۶۳)۔

اسی طرح ایک ضعیف روایت میں خاتون کا گدھے پر سواری کرنے کا ذکر ہے، ملاحظہ فرمائیں:

"عن علی بن أبی طالب قال کنت قاعدا عند رسول اللهِ ﷺ بالبقیع فی یوم دجن مطیر فمرت امرأة علی حمار ومعها مکاری فهوی بها الحمار فی وهدة من الأرض فسقطت المرأة فأعرض النبی ﷺ عنها بوجهه، قالوا یا رسولَ اللهِ! إنها متسرولة، فقال: اللهمَّ اغفر لمتسرولات أمتی یقولها ثلاثا یا أیها الناس اتخذوا السراویلات، فإنها من أستر ثیابکم وخصوا بها نسائکم إذا خرجن" (الکامل فی الضعفاء لابن عدی: 1/412)۔

(حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں حضورِ اقدس ﷺ کے پاس بارش کے دنوں میں بقیعِ غرقد کے مقام پر بیٹھا تھا، گدھے پر سوار ایک عورت گزری، جس پر بوجھ تھا، ایک نشیبی زمین پر پہنچی، جہاں گڑھا تھا، تو گر پڑی آپ ﷺ نے دیکھ کر چہرہ عورت کی طرف سے پھیر لیا، لوگوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! یہ شلوار پہنے ہوئے ہے، آپ ﷺ نے تین بار فرمایا: اے اللہ! میری امت کی ان عورتوں کی مغفرت فرما جو شلوار پہنتی ہیں)۔

''مدارج النبوت'' کے حاشیہ پر اس حدیث کے ذیل میں ''سفر السعادت'' کے حوالے سے لکھا ہے:

اس حدیث کو ترمذی اور العقیلی نے ''الضعفاء'' میں اور ابن عدی نے ''الآداب'' میں اور دیلمی نے ''مسند الفردوس'' میں روایت کیا ہے اور کہا گیا ہے کہ اس حدیث کو ابن جوزی موضوعات میں لائے ہیں، لیکن انہوں نے یہ درست نہیں کیا، کیونکہ میرے نزدیک یہ حدیث متعدد سندوں سے ثابت ہے (مدارج النبوت ۱/۸۵ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ)۔

یہ روایتیں محض ''محیط برہانی'' کی عبارت کی تصویر پیش کرنے کے لیے ہیں، نہ کہ بطور استدلال، ورنہ بخاری کی یہ روایت صحیح اور صریح ہے، ملاحظہ فرمائیں:

"عن انس بن مالکؓ، انه سمعه یقول: کان رسول الله ﷺ" یدخل علی أم حرام بنت

ملحان فتطعمه، وكانت أم حرام تحت عبادة بن الصامت، فدخل عليها رسول الله ﷺ فاطعمته، وجعلت تفلي راسه فنام رسول الله ﷺ، ثم استيقظ، وهو يضحک، قالت: فقلت وما يضحکک يا رسول الله، قال: ناس من أمتي عرضوا على غزاة في سبيل الله يركبون ثبج هذا البحر ملوكا على الأسرة، او مثل الملوک على الاسرة شک إسحاق، قالت: فقلت يا رسول الله ادع الله، أن يجعلني منهم فدعا لها رسول الله ﷺ، ثم وضع رأسه، ثم استيقظ، وهو يضحک، فقلت: وما يضحکک يا رسول الله، قال: ناس من امتي عرضوا على غزاة في سبيل الله كما، قال: في الأول قالت: فقلت: يا رسول الله ادع الله ان يجعلني منهم، قال: انت من الاولين فركبت البحر في زمان معاوية بن ابي سفيان، فصرعت عن دابتها حين خرجت من البحر فهلكت"(صحیح البخاری: کِتَابُ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ: بَابُ الدُّعَاءِ بِالْجِهَادِ وَالشَّهَادَةِ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ)۔

انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ام حرامؓ کے یہاں تشریف لے جایا کرتے تھے (یہ انس بن مالک کی خالہ تھیں جو عبادہ بن صامتؓ کے نکاح میں تھیں) ایک دن رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے تو انہوں نے آپ ﷺ کی خدمت میں کھانا پیش کیا اور آپ ﷺ کے سر سے جوئیں نکالنے لگیں، اس عرصے میں آپ ﷺ سو گئے، جب بیدار ہوئے تو آپ ﷺ مسکرا رہے تھے۔ ام حرام رضی اللہ عنہا نے بیان کیا میں نے پوچھا یا رسول اللہ! کس بات پر آپ ہنس رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے اس طرح پیش کئے گئے کہ وہ اللہ کے راستے میں غزوہ کرنے کے لیے دریا کے بیچ میں سوار اس طرح جا رہے ہیں جس طرح بادشاہ تخت پر ہوتے ہیں یا جیسے بادشاہ تخت رواں پر سوار ہوتے ہیں، یہ شک اسحاق راوی کو تھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ دعا فرمائیے کہ اللہ مجھے بھی انہیں میں سے کر دے، رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی، پھر آپ ﷺ اپنا سر رکھ کر سو گئے، اس مرتبہ بھی آپ ﷺ بیدار ہوئے تو مسکرا رہے تھے۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہ! کس بات پر آپ ہنس رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے اس طرح پیش کئے گئے کہ وہ اللہ کی راہ میں غزوہ کے لیے جا رہے ہیں پہلے کی طرح، اس مرتبہ بھی فرمایا انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ سے میرے لیے دعا کیجئے کہ مجھے بھی انہیں میں سے کر دے۔ آپ ﷺ نے اس پر فرمایا کہ تو سب سے پہلی فوج میں شامل ہوگی (جو بحری راستے سے جہاد کرے گی) چنانچہ معاویہؓ کے زمانہ میں ام حرامؓ نے بحری سفر کیا پھر جب سمندر سے باہر آئیں تو ان کی سواری نے انہیں نیچے گرا دیا اور اسی حادثہ میں ان کی وفات ہوگئی)۔

اس حدیث کے ذیل میں علامہ عینیؒ شرح بخاری میں لکھتے ہیں:"و لما أرادوا الخروج منها قدمت لأم حرام بغلة لتركبها، فسقطت عنها، فماتت هنالک، فقبرها هنالک، يعظمونه و يستسقون به، و يقولون: قبر المرأة الصالحة"(عمدۃ القاری:۱۰/۸۸زکریادیوبند)۔

بدرالدین عینیؒ کی وضاحت کے مطابق حضرت ام حرام خچر پر سوار ہورہی تھیں،یعنی حدیث میں مذکور دابۃ کوئی خچر تھا،اس سے بھی سمجھ میں آتا ہے کہ عہد نبوت میں ضرورتاً گھوڑسواری وغیرہ خواتین کرتی تھیں۔

بہرحال عہد نبوت میں صحابیات کے عمل کی وجہ سے حدیث اور عمل صحابہ میں تطبیق دیتے ہوئے فقہاء کرام نے حدیث کومقید مانا اور حدیث کا مصداق متعین کرتے ہوئے خواتین کو بلاوجہ اور لہوولعب کے طور پر گھوڑے وغیرہ پر ڈرائیوری سیٹ پر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے،البتہ ضرورت کے وقت جائز قرار دیا ہے۔

اب بات یہ رہ جاتی ہے کہ کیا یہ حدیث قابل استدلال ہے؟یعنی اس لائق ہے کہ اس سے خواتین کے لیے مطلقا یا مشروط گھوڑے پر بیٹھنا ممنوع ہوجائے؟؟

جی ہاں یہ حدیث قابل استدلال ہے دووجہ سے:

پہلی وجہ کہ یہ حدیث صحیح لغیرہ ہے؛ کیوں کہ فقہاء کرام کا خصوصا امام محمدؒ کا اس حدیث کو سیر کبیر میں بطور دلیل ذکر کرنا اس بات کی علامت ہے کہ یہ حدیث ان حضرات کے نزدیک ثابت ہے۔صاحب''اعلاء السنن'' نے حدیث ضعیف کے مقبول ہونے کی جوصورتیں بیان کی ہیں ان میں سے تیسرے درجہ پر متعدد محدثین کے حوالے سے لکھا ہے:

" المجتهد إذا استدل بحديث كان تصحيحاً له كما في التحرير لابن الهمام وغيره.في تقريب وفي، تدريب الراوى .قال أبو الحسن بن الحصار في المدارک على موطا مالک: قد يعلم الفقيه صحة الحديث إذا لم يكن في سنده كذاب، بموافقة آية من كتاب الله، أو بعض أصول الشريعة فيحمله ذلک على قبوله والعمل به .اه.قلت: فيكون مثل هذا صحيحاً لغيره لا لذاته، كما يشعر به كلام السيوطي في التدريب، متصلاً بقوله المذكور وقال الحافظ في التلخيص الحبير في حديث تكلم فيه البيهقي ما نصه: وقد احتج بهذا الحديث أحمد وابن المنذر، وفي جزمهما بذلک دليل على صحته عندهما .اه قلت: وكذا في جزم كل مجتهد بحديث دليل على صحته عنده، فافهم.وقال ابن الجوزي في التحقيق: فاذا أورد الحديث محدث .واحتج به حافظ، لم يقع في النفوس، إلا أنه صحيح .كذا في نصب الراية: وقال الحافظ في الفتح : أخرجه ابن حزم محتجاً به .اهـ قلت: فكل

حديث ذكره محمد بن الحسن الإمام، أو المحدث الحافظ الطحاوى، محتجين به، فهو حجة صحيحة على هذا الأصل،لكونهما محدثين مجتهدين كما سنبينه فى موضعه وقال المحقق فى الفتح: إذا تأيد الضعيف بما يدل على صحته من القرائن كان صحيحا" (اعلاء السنن: ۱۴/ ۵۷، ۵۸، ۵۹۔ مقدمۃ قواعد فی علوم الحدیث- الفصل الثانی)۔

اس عبارت میں تو خاص امام محمد کا نام لے کر کہا گیا ہے کہ ان جیسے مجتہدین کا کسی حدیث کا بطور استدلال ذکر کرنا اس حدیث کے حجۃ اور صحیح ہونے کی دلیل ہے۔

دوسری وجہ یہ کہ اگرچہ اس حدیث کو محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے، جیسا کہ علامہ زیلعیؒ اور شیخ ابن ہمام نے اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے:

" **قال عليه السلام: (لعن الله الفروج على السروج،؛ قلت: غريب جداً، ولقد أبعد شيخنا علاء الدين إذ استشهد بحديث أخرجه ابن عدى فى " الكامل عن ابن عباس أن النبى نهى ذوات الفروج أن يركبن السروج، فان المصنف استدل بالحديث المذكور على أن الفرج من الأعضاء التى يعبر به عن جملة المرأة، كالوجه، والعنق، بحيث يقع الطلاق بإسناده إليه، وحديث ابن عدى: أجنبى عن ذلک، ولكن الشيخ قلد هذا الجاهل، فالمقلد ذهل، والمقلد جهل، والله أعلم.و حديث ابن عدى: أخرجه عن على بن أبى على القرشى عن ابن جريج عن عطاء عن ابن عباس، قال: نهى رسول الله الله ذوات الفروج أن يركبن السروج، انتهى .وضعف على ابن أبى على القرشى؛ وقال: إنه مجهول، يروى عنه بقية، وربما قال بقية: حدثنى على المهرى،وربما قال: حدثنى على القرشى، لا ينسبه، انتهى كلامه**" (نصب الرایۃ: باب إیقاع الطلاق الحدیث السادس۔ الجزء الثالث ۲۲۸۔ ط: المجلس العلمی گجرات)۔

" **وأما قوله ﷺ (لعن الله الفروج على السروج، فغريب جدا، وأبعد الشيخ علاء الدين حيث استشهد بما أخرجه ابن عدى فى الكامل عن ابن عباس ؓ قال: نهى رسول الله ﷺ ذوات الفروج أن يركبن السروج وضعفه**" (فتح القدیر ۴/ ۱۳۔ مکتبۃ تجاریۃ مکۃ المکرمۃ)۔

لیکن دیگر فقہاء کرام نے اس حدیث کو معنوی طور پر ثابت مانا ہے، چنانچہ علامہ شامیؒ "شرح درمختار" میں فرماتے ہیں:

" **قوله: (للحديث) وهو لعن الله الفروج على السروج ذخيرة ،لكن نقل المدنى عن أبى**

الطيب أنه لا أصل له اه: يعنى بهذا اللفظ، وإلا فمعناه ثابت، ففى البخارى وغيره لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ، وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ مال (۱)) وللطبرانى أَنَّ أَمْرَأَةً مَرَّتْ عَلى رَسُولِ الله ﷺ مُتَقَلِّدَةَ قَوْساً، فَقَالَ: لَعَنَ الله الْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ وَالْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ (۲) قوله: (ولو الحاجة غزو الخ) أى بشرط أن تكون متسترة وأن تكون مع زوج أو محرم قوله:" (أومقصد دینی کفرلصلۃ رحم ط، ردالمحتار:۶۰۶/۹، کتاب الحظر والإباحۃ/ باب الاستبراء وغیرہ)۔

یعنی یہ حدیث مذکورہ لفظ کے ساتھ ضعیف ہے، لیکن اس کے معنی شریعت میں ثابت ہیں۔

خلاصہ یہ کہ مذکورہ حدیث یا مذکورہ مضمون کی صحیح احادیث کی بنیاد پر'' خواتین کے لیے بلاوجہ گھڑسواری جائز نہیں ہے''۔

خواتین کا موٹرسائیکل اور کارڈرائیو کرنا:

اسی سے عصر حاضر میں نت نئی سواریوں کے استعمال کے سلسلے میں شریعت کا مزاج سمجھا جاسکتا ہے، چنانچہ ڈاکٹر عبدالکریم زیدان علامہ سرخسی کی عبارت پر تبصرہ کرتے ہوئے حاشیہ میں رقم طراز ہیں:

شرح السیر الکبیر للسرخسی (۱/ ۱۳۶-۱۳۷)،" **وقياساً على ما قاله السرخسى يمكن القول بجواز قيادة المرأة لسيارة أو دبابة**"(المفصل فی أحکام المرأۃ والبیت المسلم فی الشریعۃ الإسلامیۃ للدکتور عبدالکریم زیدان ۴/ ۳۸۶، اہل للمرأۃ المجاہدۃ رکوب الخیل؟۔ط: مؤسسۃ الرسالۃ)۔

ڈاکٹر احمد الحجی الکردیؒ الحنفیؒ -حفظہ اللہ تعالی- خبیر فی الموسوعۃ الفقہیۃ، وعضو ہیئۃ الإفتاء بدولۃ الکویت ایک استفتاء کے جواب میں رقم طراز ہیں:

"لا مانعَ من ركوب المرأة للدراجة النارية أو الهوائية إذا كانت بعيدة عن أعين الرجال، ما دامت ملتزمةً بأحكام الحجاب الشرعى ساترةً لجسدها، وكانت حَذِرَةً من إظهار شيء من العورة فى الركوب والنزول .أما ركوبها لها فى مكان يراها الرجال فيه فلا أراه جائزاً إلا عند الحاجة الشديدة؛ لأن الغالب فى راكبتها أن يظهرَ جزء مما ستَرَتْه، أو تَضِيقَ عليها الثيابُ بحيث تصف جسدها، ولأنها ربما سقطت من فوقها فينكشف ما سُتر منها، أو غير ذلك من المحاذير المتوقّعة"(شبکۃ الفتاوی الشرعیۃ 06-08-2007-فتوی رقم19332)۔

ادارۃ الدعوۃ والارشاد الدینی بوزارۃ الاوقاف والشئون الاسلامیۃ بدولۃ قطر کی اسلامی ویب سائٹ اسلام ویب پر یہ سوال وجواب ملاحظہ فرمائیں:

"السؤال قرأت الفتوى التى تبيح للمرأة المسلمة ركوب الدراجة، ولكن كنت قد قرأت منذ سنوات حكما بنهى المرأة عن ركوب السرج، وذلک لحكمة تتعلق بطبيعة المرأة الفيزيولوجية، ألا يوجد تشابه بين سرج الدراجة وسرج الفرس، وبالتالى ألا يوجب ذلک النهى عن ركوب الدراجة؟

الإجابة:الحمد لله والصلاة والسلام على رسول الله وعلى آله وصحبه، أما بعد:فإن إباحة ركوب المرأة للدراجة مقيد بأن يكون بعيدا عن أعين الرجال، لأن الأصل فيه الإباحة، أما إذا تم فى مكان يراها فيه الرجال الأجانب فلا يجوز، لأن الغالب فى راكبة الدراجة أن يظهر جزء من عورتها، أو تضيق عليها الثياب بحيث تصف جسدها، ولأنها ربما سقطت من فوقها فتنكشف سوأتها، أو غير ذلک من المحاذير المتوقعة، وأما ركوب النساء للسرج فمنهى عنه فى المذهب الحنفى، ولكن ليس ذلک على إطلاقه، كما قال السرخسى الحنفى فى شرح السير الكبير" (اسلام ویب التابع لادارۃ الدعوۃ والارشاد الدینی بوزارۃ الاوقاف والشؤن الاسلامیۃ بدولۃ قطر)۔

دارالافتادارالعلوم دیوبند کے ویب سائٹ پر اس سلسلے میں فتوی ملاحظہ فرمائیں:

عورتوں کے لئے اصل حکم شرع یہ ہے کہ وہ گھر میں رہے اور اندرونِ خانہ کی ذمہ داریوں کو پورا کرے، عورت کا بلاضرورت گھر سے باہر نکلنا پسندیدہ نہیں، عورتوں کے گاڑی چلانے میں مردوں کی مشابہت کے ساتھ ساتھ دیگر مفاسد بھی پائے جاتے ہیں؛ اس لئے عورتوں کو شوقیہ بلاضرورت گاڑی چلانے سے احتراز کرنا ضروری ہے؛ تاہم اگر واقعی کوئی دینی یا دنیوی ضرورت پیش آجائے مثلاً: شوہر یا بچہ بیمار ہوجائے اور گھر میں کوئی مرد نہ ہو جو مریض کو ہسپتال لے کر جائے وغیرہ تو ایسی مجبوری میں عورت خود گاڑی چلا کر ہسپتال وغیرہ لے جاسکتی ہے، خیرالقرون میں بعض عورتوں کا گھوڑ سواری کرنا وہ شرعی ضرورت کی وجہ سے تھا پس اگر اب بھی ایسی کوئی واقعی ضرورت ہو تو گاڑی چلانے کی گنجائش ہوگی (دارالافتادارالعلوم دیوبند: جواب نمبر:606284-Fatwa:171-146/L=2/1443)۔

دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کا فتوی ملاحظہ فرمائیں:

موجودہ پرفتن دور جس میں فتنہ، فساد، اور بے حیائی عام ہے، اور مرد وزن میں دین بے زاری کا عنصر غالب ہے، عورتوں میں فیشن، اور بن سنور کر باہر نکلنے کا رواج ہے؛ اس لیے عام حالات میں بلاضرورت عورت کا گھر سے نکلنا منع ہے جب کہ موٹر سائیکل یا گاڑی چلانا بطریقِ اولیٰ درست نہیں ہے، خاص طور پر موجودہ ماحول میں عورت کے لیے گھر سے باہر

نکلنے اور موٹر سائیکل یا گاڑی چلانے میں بہت سے مفاسد وخرابیاں اور احکامِ شرعیہ کی خلاف ورزی لازم آتی ہے، جب کہ ایک طویل روایت میں علاماتِ قیامت میں سے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ عورتیں گاڑیاں (سواریاں) چلانے لگیں گی، نیز جس طرح مردوں کو حکم ہے کہ وہ عورتوں اور غیر محرم پر نظر نہ ڈالیں، اسی طرح عورتوں کو بھی حکم ہے کہ وہ غیر محرم مردوں پر نظر نہ ڈالیں، جب کہ گاڑی چلاتے وقت ہر طرح کے (یعنی جوان اور بڑی عمر کے) مردوں پر نظر پڑنا لازمی امر ہے، اس سے بچنا ممکن نہیں ہے اور یہ فتنہ کا باعث ہوسکتا ہے، نیز جب کوئی عورت اور نوجوان لڑکی گاڑی چلاتی ہے، تو مردوں کی نگاہیں اس کی طرف زیادہ مائل ہوتی ہیں، اور یہ بھی فتنہ کا باعث ہے، اور اگر وہ بائیک چلاتی ہو تو پھر مردوں کی توجہ کا مرکز بن کر رہ جاتی ہے۔

مزید لکھتے ہیں: خواتین کے موٹر سائیکل چلانے میں شرعاً بہت سے مفاسد ہیں، جن میں چند درج ذیل ہیں:

الف: اس میں مردوں کی مشابہت ہے، اس لیے کہ سواری اصلاً مردوں کا کام ہے، اور عورتوں کو مردوں کی مشابہت سے منع کیا گیا ہے۔

ب: اس میں فتنہ کا قوی اندیشہ ہے۔

ج: اس میں عورتوں کا مردوں کے سامنے اظہار ہے، جبکہ عورتوں کو پردہ میں اور چھپے رہنے کا حکم ہے۔

د: عورتوں کا مردوں کے سامنے محض اظہار ہی نہیں، بلکہ مردوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کا انوکھا انداز ہے۔

ہ: خدانخواستہ موٹر سائیکل کے بے قابو ہونے کی صورت میں بے پردگی کا بھی سخت احتمال ہے۔

و: جرائم پیشہ افراد کا شکار ہونے کا زیادہ خطرہ ہے۔

ز: اس میں ہر طرح کے (جوان اور بڑی عمر کے) مردوں پر نظر پڑنا لازمی امر ہے، اس سے بچنا ممکن نہیں ہے، جب کہ عورتوں کو بھی حکم ہے کہ وہ غیر محرم مردوں پر نظر نہ ڈالیں۔

ح: اگر خدانخواستہ اس کا رواج ہو گیا تو عورت سرِ بازار مردوں کے لیے تماشہ بن جائے گی، جب اسلام عورتوں کی عزت، آبرو اور عصمت کو محفوظ رکھنے کے لیے انہیں گھر کی چار دیواری میں رہنے کا حکم دیتا ہے۔

ط: اس سے معاشرہ میں بے حیائی کا ناسور پھیلنے کا اندیشہ ہے۔

ی: اسلامی معاشرے میں مغربی کلچر کو فروغ دے کر دشمنانِ اسلام کی خواہش میں معاونت کا باعث بھی ہے۔ لہذا اگر موٹر سائیکل چلانے کا عرف بھی ہو جائے تب بھی عورتوں کے لیے دیگر مفاسد موجود ہونیکی وجہ سے موٹر سائیکل چلانا جائز نہیں ہوگا۔

5: خواتین کے لیے بلاضرورت محض شوقیہ طور پر یا زینت کے اظہار کے طور پر گاڑی چلانا جائز نہیں ہے، اسی طرح اگر ضرورت محرم یا شوہر کے ساتھ سفر سے پوری ہوجاتی ہو تو خود گاڑی چلانے سے اجتناب کیا جائے، البتہ اگر دینی یا دنیوی ضرورت ایسی ہو کہ جس کے لیے خود سواری کی ضرورت ہو تو مکمل پردہ کے اہتمام کے ساتھ، پُر امن راستے میں سفر کرنے کی گنجائش ہوگی، سنسان اور پُر خطر راستوں پر تنہا نہ جائے، اگر مسافتِ سفر سوا ستتر کلومیٹر سے زائد ہو تو شوہر یا محرم کے بغیر سفر کرنا جائز نہیں ہوگا (فتوی نمبر: 144305100105 دار الافتاء: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن)۔

مفتی احمد خان پوری سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

سوال: عورت کا پردہ کے ساتھ اسکوٹر چلانا سوال: کسی لڑکی کا یا کسی عورت کا پردہ کے ساتھ اسکوٹر چلانا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً پردہ کے حکم شرعی کا مقصود اصلی یہ ہے کہ غیر محرم اجنبی لوگوں کی نگاہوں سیعورت اور اس کے محاسن مستور رہیں، اگر کوئی عورت برقعہ پہن کر اسکوٹر چلاتی ہے تب بھی کما حقہ پردہ حاصل نہیں ہوتا اور حکم پردہ کا مقصد اصلی بھی فوت ہو جاتا ہے، اس کا اسکوٹر چلانا ہی مردوں کو اپنی طرف دعوت نظارہ دینے کے لیے کافی ہے، جب کہ شریعت مطہرہ نے بجنے والا زیور پہننے سے بھی عورت کو منع کیا ہے، خوشبو لگا کر نکلنے والی عورت کو زانیہ قرار دیا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، (محمود الفتاوی: ۸/ ۳۸۔ مسائل حجاب)۔

مفتی سلمان منصور پوری مدرسہ شاہی مراد آباد رقم طراز ہیں:

عورت کا اسکوٹر وغیرہ چلانا؟ سوال (۳۵۶) - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا عورت کے لئے اسکوٹر، اور موٹر سائیکل، اور بغیر پٹرول والی سائیکل چلانا جائز ہے یا نہیں؟ اس سلسلہ میں ایک سوال وجواب ایک صاحب نے دیا ہے، اُس کو بھی ملاحظہ فرما کر مفصل ومدلل شافی وکافی جواب عنایت فرمائیں۔

باسمہ سبحانہ تعالی الجواب وباللہ التوفیق: ضرورت کے وقت از سر تا پیر مکمل پردہ کی رعایت رکھتے ہوئے عورت کے لئے موٹر سائیکل وغیرہ چلانے کی اگر چہ شرعاً گنجائش ہے، لیکن موجودہ فتنہ کے دور میں عورت کا موٹر سائیکلوں پر بیٹھ کر سڑکوں پر نکلنا خطرات سے خالی نہیں؛ کیوں کہ ایسی عورت کی طرف راہ گیروں کی نظریں بے ساختہ اُٹھتی ہیں، گویا کہ یہ عورت اپنے عمل سے غیر مردوں کو اپنی جانب مائل کرنے والی ہے، جس کی مذمت احادیث شریفہ میں وارد ہے۔ علاوہ ازیں سواری کے خدانخواستہ بے قابو ہونے کی صورت میں بے پردگی کا بھی سخت احتمال ہے، نیز جرائم پیشہ افراد کا شکار ہونے کا بھی خطرہ ہے، اس لئے بلا شدید ضرورت عورتوں کو موٹر سائیکل وغیرہ چلانے سے یقیناً احتراز کرنا چاہئے (مستفاد: فتاوی رحیمیہ ۶/۴۲۵)۔۔۔۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم املاہ: محمد سلمان منصور پوری ۱۴۳۲/ ۴/ ۳۰ھ الجواب صحیح: شبیر احمد (کتاب النوازل: ۱۵/ ۴۳۳)۔

دوسری جگہ لکھتے ہیں: عورت کا سرکاری ملازمت کیلئے اسکوٹی پر آنا جانا؟ سوال (۳۵۷):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میری بہو مسلم گرلز اسکول میں مستقل ملازمت میں ٹیچر ہے، بذریعہ رکشہ نقاب میں اسکول جاتی رہی ہے، مگر کچھ دن ہوئے کہ سڑک پر رکشہ میں بڑا جھٹکا لگا، اور اُس کی کمر میں بڑا درد اور دکھن پیدا ہوگئی، قابل ڈاکٹروں کے مختلف معالجہ کے باوجود بھی ابھی تک پورا آرام نہیں ہے، رکشہ سے جانے میں تکلیف بڑھ جاتی ہے، مجبوری میں اب اُس کا شوہر موٹر سائیکل پر پہنچا دیتا ہے، لیکن یہ بہت دقت طلب ہے، وقت کی کمی کی بنا پر آٹو رکشہ کرایہ پر لینے میں ساری کوشش ناکام رہی، ایسی مجبوری میں لیڈیز موٹر سائیکل جو اسکوٹی کہلاتی ہے، اُس پر نقاب میں ہی اسکول جاسکتی ہے؟ کیا اسکوٹی پر اسکول جانے آنے کی اجازت ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالی الجواب وباللہ التوفیق۔ واضح رہے کہ عورتوں کے لئے ملازمت صرف بہت مجبوری میں ہی جائز ہے؛ لہذا محض شوقیہ ملازمت ہرگز نہیں کرنی چاہئے، اور مسئولہ صورت میں آپ کی بہو کا نان نفقہ اور ضروری اخراجات سب اُس کے شوہر کے ذمہ ہیں، تو پھر اُسے باہر جا کر ملازمت کی کیا ضرورت ہے؟ تاہم اگر بہت مجبوری ہو اور ملازمت کے بغیر چارہ کار نہ ہو تو مکمل پردہ کے ساتھ بدرجہ مجبوری ''اسکوٹی'' جیسی سواری پر آنے جانے کی گنجائش ہے۔۔۔۔ فقط واللہ تعالی اعلم، کتبہ: محمد سلمان منصور پوری ۲ ۱۴۳۲ / ۱۰ / ۲۰ ھ۔ الجواب صحیح: شبیر احمد (کتاب النوازل: ۱۵ / ۴۳۴۔ کتاب الحظر والاباحہ۔ پردہ کے احکام)۔

مفتی شبیر احمد صاحب مدرسہ شاہی مراد آباد فرماتے ہیں:

عورتوں کا گاڑی چلانا ۱۴۳۴ / ۱ / ۲۳ ھ سوال- ۱۰۶۴۵: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کوئی سی گاڑی عورتیں پردہ کی حالت میں چلاسکتی ہیں یا نہیں؟ اگر پردہ کی حالت میں گاڑی چلانا جائز ہے، تو قرآن وحدیث سے دلیل تحریر فرمائیں۔ المستفتی: تسلیم احمد قاسمی، عسکری پور، چاند پور، بجنور۔

باسمہ سبحانہ تعالی الجواب وباللہ التوفیق: چہرے کا پردہ بھی اجنبیوں سے لازم اور ضروری ہے اور چہرے کے پردہ کے ساتھ تو گاڑیاں چلانا بہت مشکل بات ہے، نیز جب کوئی عورت اور نوجوان لڑکی کسی قسم کی گاڑی چلاتی ہے، تو حیرت کی وجہ سے یا اس کیا دلپسند آنے کی وجہ سے مردوں کی نگاہیں اس کی طرف زیادہ مائل ہوتی ہیں؛ اس لئے عورتوں کے لئے گاڑی چلانا جائز نہ ہوگا؛ کیونکہ اس سے آیت کریمہ: ''وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى'' (سورۂ احزاب: ۳۳) کی مخالفت لازم آتی ہے (مستفاد: فتاوی رحیمیہ قدیم ۶/۴۲۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالی اعلم، کتبہ: شبیر احمد قاسمی ۹ ربیع الاول ۱۴۱۵ھ (فتوی نمبر: الف ۹۱۴ / ۳۱) الجواب صحیح: محمد سلمان منصور پوری ۱۴۱۵ / ۳ / ۹ ھ (فتاوی قاسمیہ ۲۳ / ۵۷۶، ۵۷۷)۔

مفتی زین الاسلام قاسمی اللہ آبادی نائب مفتی دارالعلوم دیوبند کا عورتوں کی ڈرائیونگ سے متعلق ایک تفصیلی فتوی ملاحظہ فرمائیں:

عورت کے لیے باہر نکلنے اور گاڑی چلانے میں موجودہ ماحول کی روشنی میں جو مفاسد ہیں اور اسلامی احکام کی خلاف ورزی کا جو ارتکاب ہوگا، وہ آیات قرآنی اور ذخیرہ احادیث پر نظر رکھنے والے سے مخفی نہیں ہیں۔۔۔۔فقہائے کرام نے ضرورت شرعیہ اور طبعیہ کے لیے باہر نکلنے کی اجازت دی ہے، جب کہ وہ ضرورت ایسی ہو کہ بغیر باہر نکلے مصیبت ٹلنے یا کام پورا ہونے کی دوسری کوئی سبیل نہ ہو تو ایسی صورت میں پردہ کے ساتھ نکلنے کی اجازت ہے، بہ شرطیکہ بناؤ سنگھار کر کے عمدہ کپڑے پہن کر نہ نکلے، جو مردوں کو اس کی طرف نظر اٹھانے اور مائل کرنے کا ذریعہ ہے۔جس طرح مردوں کو حکم ہے کہ عورتوں اور (غیر محرم) پر نظر نہ ڈالیں؛ اسی طرح عورتوں کے لیے بھی منع ہے کہ وہ اجنبی مردوں پر نظر نہ ڈالیں۔

مذکورہ تفصیل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ عورتوں کے لیے اصل حکم باہر نکلنے سے ممانعت کا ہے اور اگر بوقت ضرورت نکلیں تو چادر یا برقع سے ان کا سارا جسم مستور رہے، چہرہ ڈھانکنا بھی ضروری ہے؛ البتہ بوقت ضرورت آنکھیں کھلی رکھنے اور کبھی ضرورت شدیدہ کے وقت چہرہ کھولنے کی بھی اجازت ہے، لیکن یہ استثنائی حالت ہے، عام حکم نہیں ہے، نیز عورت اگر گاڑی چلا کر باہر نکلے گی تو اس کے ساتھ کچھ اور خرابیاں بھی آسکتی ہیں؟ اس لیے عام حالات میں گاڑی چلا کر باہر جانا عورت کے لیے ممنوع رہے گا، ہاں! اگر ضرورت شدیدہ کی بناء پر باہر نکلنا ناگزیر ہو جائے اور کوئی شرعی محذور نہ پایا جائے؟ نیز پردہ کا پورا اہتمام بھی ہو تو ایسے وقت گاڑی چلا کر نکلنے کی گنجائش ہے۔لیکن اگر باہر نکلنے میں بے پردگی کا امکان ہو یا مردوں سے اختلاط کی نوبت آئے تو ایسے وقت باہر نکلنا ہی اس کے لیے ناجائز ہے تو گاڑی چلانا بدرجہ اولی ممنوع ہوگا۔

مزید تصحیحات: الجواب صحیح: حبیب الرحمٰن۔محمد ظفیر الدین۔محمود حسن بلند شہری۔وقار علی۔فخر الاسلام (ماخوذ از: چند اہم عصری مسائل ۳۱۹۔بتغییر یسیر)۔

مفتی رضاء الحق صاحب فرماتے ہیں: عورت کے لیے ڈرائیونگ کرنے کا حکم: سوال: کیا عورت اپنی ضروریات کے لیے ڈرائیونگ کر سکتی ہیں؟ جب کہ شوہر دوسری ضروریات میں مشغول ہوتا ہے۔کیا صحابیات سے گھوڑے چلانا ثابت ہے یا نہیں؟ برائے مہربانی مدل بیان کیجئے۔

الجواب: مکمل پردہ کی رعایت کے ساتھ ڈرائیونگ کی اجازت ہے مختلف صحابیات سے گھوڑے کی سواری ثابت ہے، کیونکہ بعض مرتبہ عورتوں کو گاڑی چلانے کی ضرورت پیش آتی ہے، اسی طرح گاڑی سیکھنے کی بھی اجازت ہے جب کہ سکھانے والا محرم ہو، یا عورت ہو، ہاں حدود شریعت سے تجاوز جائز نہیں ہے، نیز مفاسد سے بچنا بھی ضروری ہے۔عورتوں کو

بعض مرتبہ ڈرائیونگ کی اجازت نہ ہونے یا نہ سیکھنے کی وجہ سے بعض لڑکیاں نوجوان ڈرائیور کے ساتھ تنہائی میں جاتی ہیں، یہ فتنہ خود ڈرائیونگ کے فتنہ سے بھی زیادہ ہے (فتاوی دارالعلوم زکریا ۷ / ۲۳۴-۲۳۷)۔

ان تمام فتاوی جات کا خلاصہ یہی ہے کہ خواتین کا بلاضرورت گھر سے باہر جانا شرعاً ناپسندیدہ ہے، البتہ ضرورت پر جاسکتی ہے، اسی طرح ضرورت پڑنے پر گاڑی ڈرائیو کرنے کی بھی گنجائش ہے۔

لہذا اب اصل سوال کی طرف آتے ہیں:

۱- فقہاء کرام نے حاجت پوری کرنے کے لیے خواتین کے لیے گاڑی ڈرائیو کرنے کی اجازت دی ہے، لیکن پردہ کا بھرپور خیال رکھنے کا حکم دیا ہے، موٹر سائیکل اور بائیک (دو پہیوں والی گاڑی) کے مقابلے میں کار، ٹیکسی (چار پہیوں والی گاڑی) میں پردہ زیادہ ہے، یہی وجہ ہے کہ صحابیات کا بھی کجاووں میں سفر کرنا اکثر منقول ہے، اس لیے چار پہیوں والی گاڑی چلانا بہتر ہوگا، اور اگر ممکن نہ ہو تو دو پہیہ گاڑی کا استعمال کرنا آخری صورت کے درجے میں ہوگا۔

۲- سابقہ تفصیل سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ بلاوجہ خواتین کو ڈرائیونگ نہیں کرنی چاہیے، بلکہ ضرورت کی بنیاد پر اس کی اجازت دی گئی ہے، لہذا محرم یا شوہر کی موجودگی میں خواتین کو ڈرائیونگ کی ضرورت ہی نہیں ہے، البتہ محرم یا شوہر کسی وجہ سے ڈرائیونگ نہ کرسکتا ہو تو ضرورت کی وجہ سے خاتون ڈرائیونگ کرسکتی ہے۔ جیسا کہ بنوری ٹاؤن کے فتوی میں بھی اس بات کا ذکر موجود ہے، فرماتے ہیں:

اسی طرح اگر ضرورت محرم یا شوہر کے ساتھ سفر سے پوری ہوجاتی ہو تو خود گاڑی چلانے سے اجتناب کیا جائے (فتوی نمبر: 144305100105 دارالافتاء: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن)۔

۳- تقریباً فقہ حنفی کی تمام عربی اور اردو کتابوں میں یہ بات درج ہے کہ عورت کا بغیر محرم کے سفر کرنا جائز نہیں ہے، یہی حنابلہ کا بھی مسلک ہے (دیکھیے: بدائع الصنائع ۲ / ۱۸۷، ۱۸۸، کتاب الحج۔ ط: دارالفکر بیروت، البحر الرائق ۲ / ۵۵۱ کتاب الحج۔ ط: زکریا دیوبند، الفقہ علی المذاہب الاربعۃ ۱ / ۶۳۳۔ ط: دار احیاء، الموسوعۃ الفقہیۃ ۱۷ / ۳۳، ۳۴، حج۔ کویت، امداد الفتاوی ۲ / ۱۵۶۔ کتاب الحج، منتخبات نظام الفتاوی ۲ / ۳۴، محمود الفتاوی ۸ / ۲۷، ۲۸۔ مسائل حجاب، فتاوی عثمانی ۲ / ۲۰۱۔ کتاب الحج، کتاب الفتاوی ۴ / ۴۲، ۴۳، فتاوی دارالعلوم زکریا ۷ / ۲۳۰۔ حجاب اور پردہ سے متعلق احکام وغیرہ)۔

البتہ شافعیہ اور مالکیہ امن کی شرط کے ساتھ بغیر محرم کے قافلہ میں شامل ہوکر سفر کرنے کی اجازت دیتے ہیں، لیکن یہ اجازت بھی ان حضرات کے یہاں سفر حج فرض کے لیے ہے، نفل حج یا عام سفر کے لیے یہ اجازت نہیں ہے۔ ''الموسوعۃ الفقہیۃ کویت'' میں مالکیہ کے حوالے سے یہ عبارت ملاحظہ فرمائیں:

"أما حج النفل فلايجوز للمرأة السفر له، إلا مع الزوج أو المحرم فقط اتفاقا، و لايجوز لها السفر بغيرهما، بل تأثم به" (حاشیۃ الدسوقی ۲ / ۹، ۱۰، العدوی ۱ / ۴۵۵، المنہاج للنووی وشرحہ ۲ / ۸۹، مغنی المحتاج ۱ / ۴۶۷، حاشیۃ القلیوبی علی شرح المنہاج ۲ / ۸۹، الموسوعۃ الفقہیۃ ۱۷ / ۳۳، ۳۴ حج۔کویت)۔

شیخ وہبہ زحیلیؒ نے تو اور واضح انداز میں لکھا ہے کہ سفر فریضہ کے علاوہ میں محرم یا شوہر کی شرط اجماعی مسئلہ ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

"هذا ويلاحظ أن الخلاف بين الشافعية والمالكية وبين باقي الفقهاء محصور في سفر الفريضة ومنه سفر الحج، فلا يقاس عليه سفر الاختيار بالإجماع، خطب النبي ﷺ فقال: لا يخلون رجل بامرأة، إلا ومعها ذو محرم، ولا تسافر المرأة، إلا مع ذي محرم، فقام رجل، فقال: يا رسول الله، إن امرأتي خرجت حاجة، وإني اكتتبت في غزوة كذا وكذا، فقال: انطلق، فحج مع امرأتك" (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۳ / ۲۰۹۳۔ط: دار الفکر)۔

اسی طرح شیخ ڈاکٹر عبدالکریم الزیدان نے جب بات سفر حج کی کی تو قافلہ کے وجود کو شوہر اور محرم کا قائم مقام مانا، ملاحظہ فرمائیں:

" القول الراجح: بعد أن ذكرنا أدلة الأقوال المختلفة في شرط وجود المحرم في سفر المرأة للحج، يترجح عندنا القول بلزوم توافر الزوج أو المحرم للمرأة لوجوب الحج عليها، وأنه يقوم مقام الزوج والمحرم وجود الرفقة المأمونة من النساء الثقات، أو من الرجال والنساء الثقات" (المفصل فی احکام المرأۃ والبیت المسلم: ۲ / ۱۷۲۔مؤسسۃ الرسالۃ)۔

لیکن جب بات عام سفر کی ہوئی تو انہوں نے سفر شرعی نہیں بلکہ سفر عرفی کے لیے بھی محرم یا شوہر کی معیت کو شرط قرار دیا، ملاحظہ فرمائیں:

" والراجح أن انتقال المرأة من مكان إلى مكان إذا كان يصدق عليه اسم السفر، فإن المرأة منهية عنه، إلا إذا كان معها زوجها أو ذو محرم منها، سواء كان السفر طويلاً أو قصيراً، تقصر فيه الصلاة أو لا تقصر؛ لأن الضابط في السفر الذي يشترط فيه مصاحبة الزوج أو ذي الرحم المحرم للمرأة حتى يباح لها هذا السفر هو كونه سفر عرفاً، أي: يصدق عليه اسم السفر في عرف الناس؛ لأنه ورد في بعض الأحاديث السفر الذي تمنع المرأة فيه، إلا مع الزوج أو ذي الرحم المحرم، هذا السفر ورد مطلقاً غير مقيد بمسيرة يوم أو يومين أو أكثر، فينبغي تعليق الحكم به؛ لأن هذا هو الأولى

والأحوط والاحتياط فی الأمور الدينية مطلوب''(المفصل فی احکام المرأۃ والبیت المسلم ۴/ ۲۰۳۔ط:مؤسسۃ الرسالۃ)۔

ان اساطین علم کی عبارتوں کے مطالعہ سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ سوال میں جن بعض فقہاء کے حوالے سے کہا گیا ہے کہ ''بغیر محرم کے عورتوں کے قافلہ میں شامل ہوسکتی ہے'' وہ سفر حج سے متعلق ہے، اس کا اطلاق زیر بحث مسئلے پر نہیں ہونا چاہیے، بعض اکابر دیوبند سے بھی اس طرح کی باتیں منقول ہیں وہ بھی سفر حج سے متعلق ہیں، الا ماشاء اللہ۔

علامہ ظفر احمد تھانویؒ امام بیہقی کے جواب میں فرماتے ہیں:

''**ثم قال– باب المرأة تنهى عن كل سفر لا يلزمها بغير محرم، قلت: أحاديث هذا الباب تشتمل السفر لما يلزمها ولما لا يلزمها، فتخصيصها بمالايلزمها لا دليل عليه) وبهذا تبين أن المحرم للمرأة من جملة الاستطاعة كما قررناه(۱: ۳۵۹، ۳۶۰) وبهذا تبين غاية اتباع الحنفية للآثار وتجنبهم عن القياس بمعرض النصوص**''، یعنی امام بیہقیؒ فرمارہے ہیں کہ غیر لازم سفر میں محرم کی معیت شرط ہے، اس کی تردید کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ لازم غیر لازم ہر سفر میں محرم شرط ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ کا واضح ارشاد ہے:

''**عن ابی سعيد الخدری، قال: قال رسول الله ﷺ: لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر ان تسافر سفرا يكون ثلاثة ايام فصاعدا، إلا ومعها ابوها، أو ابنها، أو زوجها، أو اخوها، أو ذو محرم منها**''(صحیح المسلم ۱/ ۴۳۴، باب سَفَرِ الْمَرْأَةِ مَعَ مَحْرَمٍ إِلَى حَجٍّ وَغَيْرِهِ)۔

(رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو عورت اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہے اس کے لیے حلال نہیں کہ وہ تین دن یا اس سے زائد کا سفر کرے الا یہ کہ اس کے ساتھ اس کا والد یا اس کا بیٹا یا اس کا خاوند یا اس کا بھائی یا اس کا کوئی محرم ہو)۔

اور اس مسلک پر فخر کرتے ہوئے فرمایا کہ حنفیہ انتہا درجے کے متبع حدیث ہیں۔

خلاصہ یہ کہ زیر بحث مسئلے میں پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیور کوئی حج نہیں کررہی ہے کہ اس کے لیے گنجائش نکل سکے، لہذا اگر کوئی بدرجہ مجبوری (یعنی شوہر کے نہ ہو یا محرم معذور ہو) تو پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیور بن سکتی ہے، لیکن شرعی مسافت طے کرنے کی صورت میں محرم یا شوہر کی معیت شرط ہوگی۔

۴ تا ۶- سوال یہ ہے کہ جب تک پائلٹ کے کیبن میں ہے تب تک محفوظ ہے، کیبن میں جانے سے قبل اور کیبن سے نکلنے کے بعد کہاں رہیں گی؟ موسم خراب ہونے کی وجہ سے اجنبی مقام پر لینڈنگ کردی گئی، فلائٹ کئی گھنٹوں کے لیے کہیں اتار دی گئی (جو کہ معمول کی بات ہے) اس وقت کیا کیا جائے گا؟ یہی مسئلہ ٹرین کی ڈرائیور کا بھی ہے اور ٹی ٹی کا بھی ہے۔ ان جگہوں پر اختلاط لازمی ہے، مزید یہ کہ بن سنور کر رہنا اور دعوت نظارہ دینا ان ملازمتوں کی ذمہ داریوں میں سے ہے۔

اس لیے شریعت کے مسلمہ اصول پر چلنے میں ہی عافیت ہے کہ اولاً عورت قرار فی البیت کو اختیار کرے، بدرجہ مجبوری محرم یا شوہر کی معیت میں اس طرح کی ملازمت کرے، یا پھر کوئی اور راستہ تلاش کرے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

" وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا۔ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ إِنَّ اللَّهَ بَالِغُ أَمْرِهِ قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا" (الطلاق:۲-۳)۔

(اور جو کوئی خدا سے ڈرے گا وہ اس کے لئے (رنج ومحن سے) مخلصی (کی صورت) پیدا کرے گا۔ اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں سے (وہم و) گمان بھی نہ ہو۔ اور جو خدا پر بھروسہ رکھے گا تو وہ اس کو کفایت کرے گا۔ خدا اپنے کام کو (جو وہ کرنا چاہتا ہے) پورا کر دیتا ہے۔ خدا نے ہر چیز کا اندازہ مقرر کر رکھا ہے)۔

۷- بدرجہ مجبوری جائز ہے۔ لیکن عصر حاضر میں یہ ایک فیشن ہے یا اپنی بے جا ضرورتوں کو تکمیل کو مجبوری بنا کر خواتین سے ملازمت کرواتے ہیں، جو کہ سراسر عورت کی فطرت کے منافی عمل ہے، خود ان کی گواہی ملاحظہ فرمائیں جن کی یہی تہذیب ہے:

ڈاکٹر اکرام اللہ۔ ایم۔ اے لکھتے ہیں: انتھونی لڈیوسی اپنی کتاب Vindication Woman A میں لکھتا ہے: جب غیر شادی شدہ عورت کام کی خاطر گھر سے باہر نکلتی ہے تو اس کو مردوں کے درمیان کام کرنا پڑتا ہے۔ ایسی صورت میں مرد اور عورت کی یکجائی سے جنسی احساسات کا برانگیختہ ہونا اور اس کا اعصاب پر اثر پڑنا ضروری ہے جو عورت اپنے آپ کو جنسی معاملات سے الگ رکھنا چاہتی ہے اس کو تو اور بھی سخت ذہنی اور جسمانی اذیتوں میں مبتلا ہونا پڑتا ہے جو یقیناً نا قابل برداشت ہے (بحوالہ: اسلام اور جنسیات: ۹۳۔ از۔ بدر شکیب، فریب تمدن: باب دہم۔ آزادی نسواں اور اس کے اثرات۔ ص ۳۹۰)۔

اللہ تبارک وتعالی کا حکم: "وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى" (الاحزاب:۳۳) (تم اپنے گھر میں قرار سے رہو اور قدیم زمانہ جاہلیت کے دستور کے موافق مت پھرو)۔

اور نبی ﷺ کا فرمان: "المراة عورة، وإنها إذا خرجت استشرفها الشيطان، وإنها لا تكون أقرب إلى الله منها في قعر بيتها" (سنن الترمذی ۱/ ۲۲۲ کتاب الرضاع) (سالم بن عبداللہ بن عمرؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عورت پردہ کی چیز ہے، جب وہ باہر نکلتی ہے تو اس کو شیطان جھانکتا ہے اور یہ اس وقت اللہ کے زیادہ قریب ہوتی ہے جب وہ گوشہ نشینی میں ہوتی ہے)۔ یہی دونوں عورت کی فطرت، طبیعت، نفسیات اور ساخت کے عین مطابق ہیں۔

عورت کی ساری ذمہ داری شریعت نے مردوں کے مضبوط کاندھے پر رکھی ہے، "فتاوی ہندیہ" میں ہے:

"واما الأناث فليس للأب أن يؤاجرهن فی عمل أو خدمة، كذا فی الخلاصة..... و نفقة الأناث واجبة مطلقا على الآباء مالم يتزوّجن إذا لم يكن لهن مال، كذا فی الخلاصة"(فتاوی ہندیہ ۱/ ۵۶۲، ۵۶۳ کتاب الطلاق، الباب السابع عشر فی النفقات، الفصل الرابع فی نفقۃ الأولاد الصغار، ط: رشیدیہ)۔

☆☆☆

خواتین کی ڈرائیونگ سے متعلق بعض مسائل

مولانا فرید احمد کاوی☆

اسلامی نظریۂ حیات میں یہ امر مسلم ہے کہ عورت کا میدان کار گھر ہے اور گھر سے باہر کے امور مرد اور شوہر کو مفوض ہے۔ یعنی عورت چراغ خانہ ہے، شمع محفل نہیں۔ یہ امر متعدد آیات واحادیث میں اس قدر صراحت، وضاحت اور تاکید کے ساتھ مذکور ہے کہ اب یہ محتاج بیان نہیں۔ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں گرچہ عورتوں کو مسجد میں آنے کی اجازت تھی، البتہ اس کی حوصلہ افزائی نہیں کی گئی ہے اور متعدد احادیث میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ عورتوں کا گھر میں رہنا، بلکہ گھر ہی میں نماز پڑھنا زیادہ افضل ہے۔ یہ اسلام کا اصولی موقف ہے۔ آیتِ کریمہ: ''وقرْن فی بُیُوتکُنّ ولا تبرّجْن تبرُّج الْجاهلیّة الْأُولی'' (احزاب ۳۳) میں یہی بات اللہ تعالی نے ارشاد فرمائی ہے۔ البتہ بعض صورتوں میں عورت کو اپنی ضرورت کے پیش نظر گھر سے نکلنے کی اجازت ہے اور یہ بھی قرآن وحدیث سے ثابت امر ہے۔ چنانچہ مذکورہ بالا آیت کی تفسیر میں مفتی شفیع صاحبؒ فرماتے ہیں:

آیت: ''قرن فی بیوتکن ''میں عورتوں پر قرار فی البیوت واجب کیا گیا، جس کا مفہوم یہ ہے کہ عورتوں کے لئے گھر سے باہر نکلنا مطلقاً ممنوع اور حرام ہو؛ مگر اول تو خود اسی آیت میں 'ولا تبرجن' سے اس طرف اشارہ کر دیا گیا کہ مطلقاً خروج بضرورت ممنوع نہیں؛ بلکہ وہ خروج ممنوع ہے جس میں زینت کا اظہار ہو، دوسرے ''سورۂ احزاب'' کی آیت جو آگے آرہی ہے، اس میں خود: ''یدنین علیهن من جلابیهن ''کا حکم یہ بتلا رہا ہے کہ کسی درجہ میں عورتوں کے لئے گھر سے نکلنے کی اجازت بھی ہے، بشرطیکہ برقع وغیرہ کے پردہ کے ساتھ نکلیں۔

اس کے علاوہ خود رسول اللہ ﷺ نے مواضع ضرورت کا اس حکم سے مستثنیٰ ہونا ایک حدیث میں واضح فرما دیا، جس میں ازواج مطہرات کو خطاب کر کے فرمایا: ''قد أذن لکن أن تخرجن لحاجتکن'' (رواہ مسلم) یعنی تمہارے لئے اس کی اجازت ہے کہ اپنی ضرورت کے لئے گھر سے نکلو، پھر رسول اللہ ﷺ کا عمل آیتِ حجاب نازل ہونے کے بعد اس پر شاہد ہے کہ ضرورت کے مواقع میں عورتوں کو گھروں سے نکلنے کی اجازت ہے، جیسا کہ حج وعمرہ کے لئے آنحضرت ﷺ کے ساتھ

☆ جامعہ علوم القرآن، جمبوسر، گجرات۔

ازواج مطہرات کا جانا احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے، اسی طرح بہت سے غزوات میں ساتھ جانا ثابت ہے، اور بہت سی روایات سے یہ بھی ثابت ہے کہ ازواج مطہرات اپنے والدین وغیرہ سے ملاقات کے لئے اپنے گھروں سے نکلتی تھیں اور عزیزوں کی بیمار پرسی اور تعزیت وغیرہ میں شرکت کرتی تھیں اور عہد نبوی میں ان کو مساجد میں جانے کی بھی اجازت تھی۔

اور صرف یہی نہیں کہ حضور ﷺ کے ساتھ یا آپ کے زمانے ہی میں ایسا ہوا ہو، رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد بھی حضرت سودہ اور زینب بنت جحش وغیرہ کے علاوہ سب ازواجِ مطہرات کا حج وعمرہ کے لئے جانا ثابت ہے۔ جس پر صحابہ کرام میں سے کسی نے نکیر نہیں کیا، بلکہ فاروقِ اعظم نے اپنے عہدِ خلافت میں ازواج مطہرات کو خود اپنے اہتمام سے حج کے لئے بھیجا اور حضرت عثمان غنی اور عبدالرحمٰن بن عوف کو ان کے ساتھ نگرانی وانتظام کے لئے بھیجا۔ اور ام المومنین حضرت سودہ اور حضرت زینب بنت جحش کا بعدِ وفات نبی کریم ﷺ حج وعمرہ کے لئے نہ جانا اس آیت کی بنیاد پر نہیں؛ بلکہ ایک حدیث کی بنا پر تھا۔ وہ یہ کہ حجۃ الوداع میں جب ازواج مطہرات کو رسول اللہ ﷺ نے خود اپنے ساتھ حج کرادیا تو واپسی کے وقت فرمایا: " **هذه ثم لزوم الحصر، هذٰه** " کا اشارہ اس حج کی طرف ہے اور حصر حصیر کی جمع ہے، جس کے معنی بوریا کے ہیں۔ مطلب حدیث کا یہ ہے کہ تمہارا نکلنا صرف اس کے لئے ہو چکا، اس کے بعد اپنے گھروں کے بوریوں کو لازم پکڑو، ان سے نہ نکلو۔ حضرت سودہ بنت زمعہ اور زینب بنت جحش نے اس حدیث کا یہ مفہوم قرار دیا کہ تمہارا خروج صرف اسی حجۃ الوداع کے لئے جائز تھا، آگے جائز نہیں۔ باقی اور ازواج مطہرات جن میں صدیقہ عائشہ جیسی فقیہہ بھی داخل تھیں سب نے اس کا مفہوم یہ قرار دیا کہ جس طرح کا یہ سفر تھا کہ ایک شرعی عبادت کی ادائیگی کے لئے ہو بس اسی طرح کا خروج جائز ہے، ورنہ اپنے گھروں میں رہنا لازم ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ آیت کریمہ: "**وقرن فی بیوتکن** " کے مفہوم سے باشارات قرآن اور بعمل نبی کریم ﷺ اور باجماع صحابہ مواقع ضرورت مستثنیٰ ہیں، جن میں عبادات حج وعمرہ بھی داخل ہیں اور ضروریات طبعیہ والدین اور اپنے محارم کی زیارت، عیادت وغیرہ بھی۔ اسی طرح اگر کسی کے نفقہ اور ضروریات زندگی کا کوئی اور سامان نہ ہو تو پردہ کے ساتھ محنت مزدوری کے لئے نکلنا بھی، البتہ مواقع ضرورت میں خروج کے لئے شرط یہ ہے کہ اظہار زینت کے ساتھ نہ نکلیں، بلکہ برقع یا جلباب (بڑی چادر) کے ساتھ نکلیں (معارف القرآن، سورہ احزاب: ۳۳)۔

اسی آیت کی تفسیر میں علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں: " **فعلم أن المراد بالاستقرار الذی یحصل به وقارهن وامتیازهن علی سائر النساء، بأن یلازمن البیوت فی أغلب أوقاتهن، ولا یکن خراجات ولاّجات طوّافات فی الطرق والأسواق وبیوت الناس، وهذا لا ینافی خروجهن للحج أولما فیه مصلحة دینیة مع التستر وعدم الابتذال**" (تفسیر آلوسی، سورہ احزاب: ۳۳)۔

آیتِ کریمہ میں ازواج رسول ﷺ کو ایسے قرار فی البیوت کا حکم دیا گیا ہے جس سے ان کا وقار اور امتیاز دوسری عورتوں کے مقابلہ میں باقی رہے، اور یہ اس طرح ہوگا کہ وہ اپنا زیادہ تر وقت گھر میں گذاریں، اور گھر سے بار بار آنے جانے والی، راستوں پر بکثرت نظر آنے والی اور بازاروں میں گھومنے والی نہ بن جائیں۔ پس حج کے لیے یا کسی اور دینی مصلحت کے لیے پردہ کے اہتمام کے ساتھ نکلنا اس ممانعت کے منافی نہیں۔

اس آیت میں اصل خطاب گرچہ ازواج مطہرات کو ہے، مگر تقریباً مفسرین کا اتفاق ہے کہ آیت کا حکم عام ہے۔ پس جو مقصد آیت کا ازواج کے حق میں ہے وہ دیگر عورتوں کے حق میں بدرجہ اولی ہے۔

اس تمہید کا مقصد یہ ہے کہ عورت کے خروج کی استثنائی صورتوں کا اجمالی حکم سامنے آجائے اور یہ واضح ہو کہ بعض احوال میں خروج من البیت ناگزیر ہے اور شریعت نے اس کی اجازت بھی دی ہے، عورت کے قرار یا خروج کے حکم سے بحث کرنا یہاں مقصود نہیں ہے کہ اس میں قرار کا اصل ہونا اور خروج کا استثنائی ہونا مسلم ومعروف ہے۔

"**ولا تبرجن تبرج الجاهلية الأولى**، (سورۂ احزاب:۳۳)، "**ولا يضربن بأرجلهن**" (سورۂ نور:۳۱)، "**يدنين عليهن من جلابيبهن**" (سورۂ احزاب۵۸:)، "**يغضضن من أبصارهن، وليضربن بخمرهن على جيوبهن**" (سورۂ نور:۳۱)، وغیرہ آیات اور متعدد احادیث گرچہ خروج کی اجازت پر دلالت کرتی ہیں؛ مگر یہ اجازت بذات خود دلیل ہے کہ اصل حکم قرار فی البیت کا ہے، نیز اس خروجِ ماذن کو مذکورہ شرائط سے مقید کرنا بھی دلیل ہے کہ خروج اصل نہیں، بلکہ استثنائی ہے۔

حاصل گفتگو یہ ہے کہ بعض صورتوں میں عورتوں کو گھر سے نکلنے کی اجازت ہے، اور یہ اجازت بھی مخصوص شرائط کے ساتھ ہیں، محقق ابن ہمامؒ کا یہ قول اکثر فقہاء احناف کے ذکر فرمایا ہے: "**وحيث أبحنا الخروج فإنما يباح بشرط عدم الزينة وتغيير الهيئة على ما لا يكون داعية لنظر الرجال والاستمالة**" (فتح القدیر ۴/۳۹۹)۔

بہر حال جن صورتوں میں عورت کے لیے گھر نکلنا جائز ہو تو شریعت مطہرہ کی طے کردہ شرائط کا لحاظ کرنا ضروری ہوگا۔ فقہاءِ کرام نے ان شرطوں کو اس طرح منضبط فرمایا ہے۔

(۱) ولی یا شوہر کی اجازت شامل ہو، سوائے اس کے کہ ولی یا شوہر نفقہ نہ دیتا ہو اور اسکے لیے خود کسبِ معاش کے سوا کوئی چارہ نہ ہو، (۲) شرعی پردہ کی مکمل رعایت ہو، (۳) لباس مردوں کے لیے باعث کشش نہ ہو، (۴) خوشبو کے استعمال سے پرہیز ہو، (۵) مردوں سے اختلاط بالکل نہ ہو، (۶) اجنبی مرد کے ساتھ تنہائی کی نوبت نہ آئے، (۷) شوہر اور بچوں کے حقوق سے بے اعتنائی نہ ہو (جدید مسائل اور فقہ اکیڈمی کے فیصلے: ۲۵۴)۔

جوابات شروع کرنے سے دو تین باتیں اور قابل توجہ ہیں:

(۱) عورتوں کے لیے قرار فی البیوت کا حکم پیدل تنہا یا کسی محرم کے ساتھ، سواری تنہا یا محرم کے ساتھ، اسی طرح اجانب کے ساتھ آٹو میں یا ٹیکسی میں؛ ہر طرح نکلنیصورتوں میں یکساں ہیں۔ فقط مسافتِ سفر یا خوفِ فتنہ کی صورتوں میں محرم کا ساتھ ہونا ضروری ہے۔

(۲) عورتوں کی ڈرائیونگ کی بحث فقط ان صورتوں سے متعلق ہے، جن میں اس کو گھر سے باہر نکلنے کی شرعاً اجازت ہے، اسی لیے قرار فی البیوت سے متعلق احادیث میں وارد سخت تاکید اور شرعی ممانعت سے یہاں بحث نہیں کی گئی ہے۔

(۳) عورت کے گھر سے نکلنے کی شرائط میں سوار ہونے یا پیدل چلنے کی کوئی شرط فقہاء نے ذکر نہیں فرمائی ہے۔ اور قدیم زمانہ کی سواری یعنی اونٹ وغیرہ پر عورتوں کا نکلنا سب کے نزدیک متفق علیہ طور پر درست ہے؛ خواہ مردوں کے ردیف کے طور پر ہو یا مستقل ہودج میں ہو یا زین پر ہو؛ اور اس حد تک اجازت تو احادیث سے بھی صراحتاً ثابت ہے۔

چند احادیث ذرج ذیل ہیں:

"**عن عائشة أن النبی ﷺ إذا كان بالليل سار مع عائشة يتحدث فقالت حفصة: ألا تركبين الليلة بعيری وأركب بعيرک تنظرين وأنظر،فقالت: بلی، فركبت فجاء النی ﷺ إلی جمل عائشة وعليه حفصة فسلم عليها ثم سار حتی نزلوا**" (بخاری شریف:۵۸۵-۱۰، حدیث نمبر ۵۲۱۱، تحقیق الشیخ تقی الدین)۔

"**عن أبی هريرة، عن النبی ﷺ قال: خيُر نساء ركبن الإبل صالح نساء قريشٍ: أحناه علی ولد فی صغره، وأرعاه علی زوج فی ذات يده**" (بخاری شریف:۳۸۶-۱۰، حدیث نمبر ۵۰۸۳، تحقیق الشیخ تقی الدین)۔

"**عن عبد الله بن عبد الرحمن الأنصاری قال: سمعت أنسًا يقول: دخل رسول الله ﷺ علی بنت ملحان، فاتكأ عندها، ثم ضحک، فقالت: لم تضحک يا رسول الله؟ فقال: ناس من أمتی يركبون البحر الأخضر فی سبيل الله، مثلهم مثل الملوک علی الأسرة، فقالت: يا رسول الله، ادع الله أن يجعلنی منهم، قال: اللهم اجعلها منهم .....قال أنسٌ: فتزوجت عبادة بن الصامت فركبت البحر مع بنت قرظة، فلما قفلت ركبت دابتها فوقصت بها، فسقطت عنها فماتت**" (بخاری شریف:۱۱۸-۶، حدیث نمبر ۲۸۷۷، تحقیق الشیخ تقی الدین)۔

"**عن عائشة فی حديث طويل: والله ما يكلمنی كلمة، ولا سمعت منه كلمة غير استرجاعه، حتی أناخ راحلته، فوطء علی يديها فركبتها، فانطلق يقود بی الراحلة، حتی أتينا الجيش بعد ما نزلوا**

موغرين فی نحر الظهيرة الخ "(بخاری شریف:۵۱۸-۹،حدیث نمبر ۷۵۵ ۴،تحقیق الشیخ تقی الدین)۔

"وعن عائشةقالت: كان رسول الله ﷺ فی سفر ونحن معه فاعتل بعيرٌ لصفية، وكان مع زينب فضلٌ فقال لها رسول الله ﷺ: إن بعير صفية قد اعتل فلو أعطيتها بعيرا لک، قالت: أنا أعطی هذه اليهودية فغضب رسول الله ﷺ وهجرها بقية ذی الحجة ومحرم وصفر، وأياما من شهر ربيع الأول، الخ" (مجمع الزوائد/ ابوداؤد/ مشکاۃ المصابیح:۷۶۹۵)۔

اور حضراتِ فقہاء نے بھی معتبر ضرورت کے پیش نظر جانور پر سواری کی اجازت ذکر فرمائی ہے۔

" أما ركوب المرأة على السرج إن كان بعذر كالحج والعمرة والجهاد، فلا بأس به، إذا كانت مستترة؛ لأنه صح أن نساء المهاجرين يركبن الأفراس ويخرجن عن موضع جلوسهن للجهاد وكان رسول الله ﷺ يراهن ولا ينهاهن، وكذلک بنات خالد بن الوليد يركبن ويخرجن للجهاد ويسقين المجاهدين فی الصفوف ويداوين الجرحی" (نصاب الاحتساب:۱۳۳/ المحیط البرھانی:۵/ ۳۸۵)۔

۴- دورِ جدید کی مشینی سواریوں کا استعمال بھی فی نفسہ مباح کام ہے، اس میں شرعاً کوئی قباحت نہیں ہے۔ اور جس طرح ان سواریوں پر سوار ہونا جائز ہے، ان کو چلانا اور چلانے کا طریقہ (ڈرائیونگ) سیکھنا بھی عمل مباح ہے، شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں؛ مردوں اور عورتوں دونوں کے حق میں یہ اباحت یکساں ہے؛ البتہ عورت کے حق میں ڈرائیونگ سیکھنا اور کرنا؛ کیا ان شرطوں کے مطابق ہے جو اس کے خروج کے لیے ضروری قرار دی گئی ہے یا اس کے خلاف ہے، یہ قابل غور ہے، اور اسی پر حکم کا مدار ہے۔ یعنی یہ امر فی نفسہ مباح ہے اور ممانعت لغیرہ ہے، یا بالفاظ دیگر سد ذریعہ کے طور پر ہے۔

مفتی سید عبدالرحیم لاجپوری صاحبؒ فرماتے ہیں:

نوجوان لڑکیوں کا ڈرائیونگ سیکھنا فی نفسہ مباح ہے، مگر سخت ناپسندیدہ ہے، اور یہ بھی اس وقت ہے، جب کہ بے پردگی اور نامحرم مردوں سے اختلاط اور ان سے سیکھنا نہ پڑتا ہو، مگر یہ ناممکن سا ہی ہے، کیونکہ ان مراحل کو طے کیے بغیر لائسنس ملنا مشکل ہے، لائسنس کے حصول کے لیے نامحرم مردوں سے سیکھنا، اس کے پہلو میں بیٹھنا اور اس سے بات چیت کرنے کا موقع یقیناً آئے گا، بے پردگی گویا لازمی ہے، اور اس کے علاوہ بہت سے مفاسد ہیں، لہٰذا عورتوں کو اس سے محفوظ ہی رکھا جائے، قرآنی ہدایت تو یہ ہے کہ: **"وقرن فی بيوتكن الآية الخ"** (فتاوی رحیمیہ ۳/ ۱۹۶)۔

مرورِ زمانہ سے لوگوں کی ضرورت کے مطابق ظروف بدلتے رہتے ہیں، اب عورتوں کو ڈرائیونگ سکھانے کے مخصوص سینٹر بھی ہیں، جہاں سارا عملہ عورتوں کا ہوتا ہے، گاڑی چلانا بھی پہلے کی بہ نسبت آسان اور محفوظ ہو گیا ہے۔ اور بھی

بہت سے مواقع پر عورتوں کے لیے اختصاص رکھا جاتا ہے۔ ان تبدیلیوں سے وہ مفاسد ختم ہوجاتے ہیں جو ممانعت کا سبب ہیں یا نہیں، اس میں دورِ حاضر کے علماء کی نظر وتطبیق کا اختلاف ہے۔

فتاوی دارالعلوم زکریا میں ہے:

مکمل پردہ کی رعایت کے ساتھ ڈرائیونگ کی اجازت ہے، مختلف صحابیات سے گھوڑے کی سواری ثابت ہے، کیوں کہ بعض مرتبہ عورتوں کو گاڑی چلانے کی ضرورت پیش آتی ہے، اسی طرح گاڑی سیکھنے کی بھی اجازت ہے، جب کہ سکھانے والا محرم ہو، یا عورت ہو۔ ہاں حدودِ شریعت سے تجاوز جائز نہیں، نیز مفاسد سے بچنا بھی ضروری ہے۔ بعض مرتبہ ڈرائیونگ کی اجازت نہ دینے یا نہ سیکھنے سے بعض لڑکیاں نوجوان ڈرائیور کے ساتھ تنہائی میں جاتی ہیں، یہ فتنہ خود ڈرائیونگ کے فتنہ سے بھی زیادہ ہے (فتاوی دارالعلوم زکریا: ۵-۲۳۴-۷)۔

موجودہ دور کے مفتیانِ کرام نے یا تو مطلقاً منع فرمایا ہے، یا بدرجہ مجبوری اجازت دی ہے یا خروج ماذون کی تمام صورتوں کو جواز کے دائرے میں رکھا ہے۔

جوابات:

(۱-۲) گاڑی چلانا اور سیکھنا فی نفسہ مباح عمل ہے، بشرطیکہ اس میں دوسرا کوئی محظور شرعی نہ پایا جائے۔

جس صورت میں عورت کے لیے گھر سے نکلنے کی اجازت ہو تو جس طرح پیدل جاسکتی ہے، اجنبی کے آٹو رکشہ یا کار میں جاسکتی ہے، اس طرح خود ڈرائیونگ کرتے ہوئے بھی جاسکتی ہے۔ چاہے کار ہو، آٹو رکشہ ہو یا اسکوٹر ہو۔

گاڑی خود چلا کر جانا؛ دوسرے کے ساتھ جانے، بلکہ فی زمانا پیدل جانے کی بہ نسبت زیادہ حفاظت کا سبب ہے۔ مختلف مقامات کے اعتبار سے صورتِ حال مختلف ہوتی ہے۔ بڑے شہروں میں عموماً کار یا بائک سے جانا ہی محفوظ طریقہ ہے۔ عورتوں کا گاڑی چلانا اب ہندستان میں بھی عام ہوگیا ہے، اور بڑے شہروں میں کسی عورت کا گاڑی چلانا لوگوں کی توجہ کا مرکز نہیں بنتا۔ پس شرائط معتبرہ کے ساتھ اس کی اجازت ہونی چاہئے۔ خاص کر کار میں عورت زیادہ محفوظ ہوتی ہے۔ دو پہیہ یا چار پہیہ؛ دونوں قسم کی گاڑی میں ساتر لباس، چہرہ اور ہاتھ کے پردے کے ساتھ گاڑی چلانا ممکن ہے اور عورتیں اس طرح چلاتی ہوئی دیکھی جاسکتی ہیں۔

شہروں کو چھوڑ کر دیہات میں آج بھی عورت کا گاڑی چلانا عیب اور خلاف شرافت سمجھا جاتا ہے، ایسی عورت مردوں کی توجہ کا مرکز بن جاتی ہے، اس لیے وہاں گاڑی چلانے سے احتراز ضروری ہے۔

سامان ڈھونے والی سواری چلانے میں دیگر خلاف شرع امور کا ارتکاب لازم ہے، اس لیے درست نہ ہوگا۔ البتہ

اس میں بھی اگر محرم ساتھ رہے، جو ضروری تمام کام انجام دے اور عورت کے لیے کسی محظورِ شرعی کا ارتکاب نہ کرنا پڑے تو درست ہوسکتا ہے، مگر ایسا ہونا بظاہر ممکن نہیں ہے۔

"لا تركب مسلمة على سرج للحديث .هذا لو للتلهى، ولو لحاجة غزو أو حج أو مقصد دينى أو دنيوى لا بد لها منه فلا بأس به".

" (قوله للحديث) وهو:لعن الله الفروج على السروج، ذخيرةٌلكن نقل المدنى عن أبى الطيب أنه لا أصل له اه .يعنى بهذا اللفظ وإلا فمعناه ثابتٌ، ففى البخارى وغيره:لعن رسول الله ﷺ المتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال،....واستثنى فى الذخيرة العجوز(قوله ولو لحاجة غزو إلخ) أى بشرط أن تكون متسترة وأن تكون مع زوج أو محرم (قوله أو مقصد دينى) كسفر لصلة رحم ط "(ردالمحتار:۲۲/۱۶۰)۔

"ولا تركب امرأة مسلمة على السرج لقوله عليه السلام: لعن الله على الفروج السروج ، هذا إذا ركبت متلهية أو متزينة لتعرض نفسها على الرجال فإن ركبت لحاجة كالجهاد والحج فلا بأس به"(البحرالرائق:۲۱۵-۸)۔

تنبیہ: اس مقام پر علامہ شامی نے عورتوں کی سواری کو مردوں سے مشابہت قرار دی ہے، اس تشبیہ سے عدم اتفاق کیا جاسکتا ہے۔

اگر مسافتِ سفر ہو اور محرم یا شوہر ساتھ ہو تو بہتر یہی ہے کہ مرد گاڑی چلائے، لیکن اگر عورت گاڑی چلانا بہتر جانتی ہے تو اس کا چلانا بھی بشرائطِ مذکورہ درست ہے۔

۳- پبلک ٹرانسپورٹ کی بس کی ڈرائیونگ کا ایک پہلو ملازمت کا ہے۔ جس کی علی الاطلاق عورت کو اجازت نہیں، کیونکہ اس کی معاشی کفالت کا نظام موجود ہے، اگر کفالت کا کوئی نظم نہ ہو اور شرعاً عورت کو کسب معاش کے لیے نکلنے کی اجازت ہو تو بھی بس کی ڈرائیونگ کو قافلہ پر قیاس کرنا درست نہیں، کیونکہ بس میں سواریوں کی تعداد محدود ہوتی ہے، جو کم زیادہ ہوتی رہتی ہے، کبھی فقط مرد ہی ہوتے ہیں، نیز اس میں حفاظتی پہلو سے بہت تنگی بھی ہوتی ہے۔

۴- فلائٹ اور ریل چلانا بھی عورت کے درست نہ ہوگا۔ ہاں فلائٹ اور ہیلی کاپٹر وغیرہ اگر ذاتی استعمال کے لیے اڑایا جائے تو نمبر ۱ اور ۲ کے مطابق اس کا حکم ہوگا۔

۵- ریلوے میں عورتوں کے لیے مخصوص کوچ میں ٹی ٹی کی ملازمت؛ اگر کوئی محظور شرعی نہ ہوتو درست ہوسکتی ہے، بشرطیکہ فتنہ سے اطمینان ہو؛ مگر موجودہ زمانے میں ایسے شعبوں میں کام کرنے کے لیے یونیفارم لازم ہوتا ہے، جو شرعی حدود کے مطابق نہیں ہوتا۔ نیز یہ مسئلہ کسب معاش کا ہے، شرعاً کسب کے لیے نکلنے کی اجازت ہو یہ بھی ضروری ہے۔

۶-۷: ٹرین اور فلائٹ کے تکٹ جاری کرنے میں بھی خواتین کے مخصوص ونڈو ہونے کی صورت میں بشرائط مذکورہ اجازت ہوسکتی ہے، البتہ موجودہ زمانے میں ایسے شعبوں میں کام کرنے کے لیے یونیفارم لازم ہوتا ہے، جو شرعی حدود کے مطابق نہیں ہوتا۔ اس لیے اس کی گنجائش مشکل ہے۔

ملازمت کے باب میں یونیفارم کے علاوہ بھی دیگر یقینی مفاسد بھی ہوتے ہیں، کوئی بھی ملازمت مردوں سے بات چیت، اختلاط یا خلوت سے خالی نہیں ہوتی، ملازمت کے کسی نہ کسی مرحلے میں یہ مفسدہ ضرور پیش آتا ہے، اس لیے عوامی ڈرائیونگ کی ملازمت کے جواز کی کوئی شکل مشکل ہے۔

☆☆☆

خواتین کی ڈرائیونگ سے متعلق بعض مسائل

مفتی سید ابراہیم حسامی قاسمی☆

خواتین کی ڈرائیونگ کا مسئلہ دور حاضر میں بڑی اہمیت کا حامل ہوگیا ہے، مغربی ممالک میں تو خواتین کے لیے ڈرائیونگ ایک لازمی چیز بن گئی ہے اور اب عرب ممالک میں بھی اس کا رواج عام ہوتا جارہا ہے، وہاں خواتین کو ڈرائیونگ لائسنس فراہم کئے جارہے ہیں؛ بلکہ ہمارے ملک میں بھی خواتین کی ڈرائیونگ عام ہوگئی ہے، بعض مرد حضرات بیرون ممالک میں رہتے ہیں اور وہ خواتین پر ہی تمام ذمہ داریاں عائد کردیتے ہیں؛ اگر خاتون اپنی گاڑی نہیں رکھے گی تو اسے بہت ساری دشواریوں کا سامنا کرنا پڑے گا، ان ہی باتوں کے پیش نظر اسلامک فقہ اکیڈمی کے مرتب کردہ سوال نامہ کی روشنی میں چند باتیں پیش خدمت ہیں:

عورت کا بے ضرورت گھر سے باہر نکلنا اسلام میں محمود و پسندیدہ نہیں ہے، بلا ضرورت شرعی و دنیوی محض خواہش نفس کو پورا کرنے کے لیے عورت کا گھر سے باہر نکلنا درست نہیں، اس لیے اسلام نے عورتوں کو گھروں میں رہنے کا تاکیدی حکم دیتے ہوئے فرمایا کہ عورتیں اپنے گھروں میں قرار و سکون کے ساتھ رہیں اور زمانۂ جاہلیت کی عورتوں کی طرح گھومیں پھریں نہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى" (احزاب: ۳۳) (جب عورت بلا ضرورت باہر نکلتی ہے تو شیطان اسے تانک جھانک کرنے لگتا ہے)، اس پر بری نظر ڈالتا ہے، چنانچہ حدیث شریف میں صراحت کے ساتھ موجود ہے:

"عن عبد الله، عن النبی ﷺ قال: المرأة عورة، فإذا خرجت استشرفها الشيطان" (سنن ترمذی، حدیث نمبر: ۱۱۷۳)۔

مصنف ابن ابی شیبہ میں اسی طرح کی حدیث الفاظ کی کچھ زیادتی کے ساتھ مذکورہ ہے:

"عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: الْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ وَأَقْرَبُ مَا تَكُونُ مِنْ رَبِّهَا، إِذَا كَانَتْ فِي

☆ استاذ فقہ، جامعہ اسلامیہ دارالعلوم حیدرآباد۔

قَعْرِ بَيْتِهَا، فَإِذَا خَرَجَتِ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ" (مصنف ابن أبی شیبۃ، حدیث نمبر:۷۶۱۶، باب من کرہ ذلک)۔

لیکن اس کا یہ مطلب بھی بالکل نہیں کہ عورت کا گھر سے باہر نکلنا اسلام کی نظر میں شجر ممنوعہ ہے، جب کہ اسلام نے دینی اور شدید دنیوی ضرورت کے پیش نظر عورت کو گھر سے باہر نکلنے کی اجازت بھی دی ہے، چنانچہ حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادیوں کا گھر سے باہر نکلنا اور کنویں سے پانی بھر کر لانا صراحت کے ساتھ قرآن مجید میں موجود ہے:

"**وَلَمَّا وَرَدَ مَاءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ أُمَّةً مِنَ النَّاسِ يَسْقُونَ وَوَجَدَ مِنْ دُونِهِمُ امْرَأَتَيْنِ تَذُودَانِ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا قَالَتَا لَا نَسْقِي حَتَّى يُصْدِرَ الرِّعَاءُ وَأَبُونَا شَيْخٌ كَبِيرٌ. فَسَقَى لَهُمَا، ثُمَّ تَوَلَّى إِلَى الظِّلِّ، فَقَالَ رَبِّ إِنِّي لِمَا أَنْزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ**" (القصص:۲۳، ۲۴)۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادیاں پانی کی ضرورت کے لیے گھر سے نکلتی تھیں اور پانی بھر کر لاتی تھیں۔

احادیث شریفہ میں بھی خواتین کا دینی ضرورت کے پیش نظر گھر سے باہر نکلنا اور جہاد میں شرکت کرنا ثابت ہے، چنانچہ بخاری شریف کی روایت ہے:

"**عن الربيع بنت معوذ، قالت: كنا نغزو مع النبی ﷺ، فنسقی القوم، ونخدمهم، ونرد الجرحی والقتلی إلی المدينة**" (بخاری شریف، حدیث نمبر:۲۸۸۳، باب: ردالنساء الجرحی والقتلی الی المدینۃ)۔

حضرت ربیع بنت معوذؓ فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد میں شرکت کرتے، انہیں پانی پلاتے اور ان کی خدمت کرتے، اور زخم خوردہ اور مقتولین کو مدینہ لے جاتے تھے۔

اس روایت سے بھی پتہ چلتا ہے کہ خواتین کا دینی وشدید دنیوی ضرورت کے پیش نظر گھر سے باہر نکلنا جائز ہے۔

۱-خواتین کا شہر میں ایک جگہ سے دوسری جگہ گاڑی یا کار چلا کر جانا:

بلا کسی ضرورت کے اور عمومی حالات میں عورت کا گھر سے باہر نکلنا اور شوقیہ گاڑی چلانا موجودہ فسادِ زمانہ کے پیش نظر درست نہیں؛ اس لیے کہ عورت جب گھر سے باہر نکل کر گاڑی چلائے گی تو اس پر مردوں کا نظریں ڈالنا ایک لازمی امر ہے، اس لیے عام حالات میں عورت کا گھر سے باہر نکلنا اور گاڑی چلانا درست نہیں؛ البتہ جب مجبوری اتنی شدید ہوجائے کہ عورت کا گھر سے نکلنا ضروری ہوجائے اور باہر نکلے بغیر معاملہ حل طلب نہ ہو اور نہ کوئی ایسا مرد موجود ہو جو اس کی ضرورت اور پیش آمدہ مسئلہ کو حل کر سکے تو ایسی شدید مجبوری کی حالت میں عورت کا گاڑی چلانا درست ہوگا؛ بشرطیکہ وہ مکمل پردے کے ساتھ باہر نکلے، برقع بھی زرق برق نہ ہو اور لوگوں کو اپنی جانب متوجہ کرنے والی کوئی حرکت کا ارتکاب نہ کرے اور اپنی

نگاہوں کو نیچی رکھتے ہوئے صرف مقصد کی تکمیل کی حد تک گاڑی چلائے تو اس کی گنجائش ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

" وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ" (أحزاب:۳۳)۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:"وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَى عَوْرَاتِ النِّسَاءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ"(سورۂ نور:۳۱)۔

امام طبرانیؒ (متوفی:۳۶۰ھ) نے ایک روایت نقل کی ہے:

"عن ابن عمر، قال: قال رسولُ الله ﷺ:لَيْسَ لِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ فى الخُرُوجِ، إِلاَّ مُضْطَرَّةً يعنى: ليس لها خادمٌ إِلاَّ فى العيدَين: الأضْحَى والفِطْر، وليس لهم نصيبٌ فى الطُّرُقِ إِلاَّ الحَوَاشِى"(المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث نمبر:۱۳۸۷۱، باب:مسند عبداللہ بن عمر ابن الخطاب، کنز العمال: حدیث نمبر:۴۵۰۵۶، الفصل الأول فی الترہیبات)۔

علامہ ابن عابدین شامیؒ (متوفی:۱۲۵۲ھ) تحریر فرماتے ہیں:"وحيث أبحنا لها الخروج فيشرط عدم الزينة فى الكل، وتغيير الهيئة إلى ما لا يكون داعية إلى نظر الرجال واستمالتهم" (الدر المختار مع الرد:۳/۱۴۶، مطلب فی السفر بالزوجۃ، ط:زکریا دیوبند)۔

اسی طرح علامہ ابن نجیم مصریؒ (متوفی:۹۷۰ھ) رقم طراز ہیں:"ولا تركب امرأة مسلمة على السرج لقوله عليه الصلاة والسلام:لعن الله الفروج على السروج ، هذا إذا ركبت متلهية أو متزينة لتعرض نفسها على الرجال، فإن ركبت لحاجة كالجهاد والحج، فلا بأس به"(البحر الرائق:۸/۲۱۵، باب:توسدہ وافتراشہ أی الحریر)۔

علامہ بدرالدین عینی (متوفی:۸۵۵ھ) لکھتے ہیں:"قوله: (ولا تركب المرأة على السرج) لقوله عليه السلام:لعن الله الفروج على السروج".

"قوله: (إلا للضرورة) يعنى إذا كانت المرأة فى سفر الحج وغيره، واضطرت للركوب على السرج، تركب مستديرة، لأن الضرورة تبيح المحظورة"(منحۃ السلوک فی شرح تحفۃ الملوک:۱/۴۲۳، فروع)۔

دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن سے ایک فتوی اسی طرح کے سوال کے جواب میں جاری کیا گیا، جس کا اقتباس درج ذیل ہے:

... خلاصہ یہ ہے کہ عورتوں کے لیے شدید ضرورت کی بنا پر اور کوئی شرعی محذور نہ پائے جانے کی صورت میں پردہ کے پورے اہتمام کے ساتھ، یعنی برقعہ پہن کر چہرہ چھپا کر تو گاڑی چلانے کی اجازت ہے؛ لیکن بلاضرورت یا بے پردگی کے ساتھ نہ تو باہر نکلنا جائز ہوگا اور نہ ہی گاڑی چلانا جائز ہوگا (فتوی نمبر: 144003200120 دارالافتاء: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن)۔

خواتین کا بس اور لاری چلانا:

خواتین کو شدید ضرورت کے وقت دو پہیو والی گاڑی اور کار چلانے کی گنجائش تو ہوسکتی ہے؛ مگر کرایہ پر چلنے والی ٹیکسی، سامان لادنے اور منتقل کرنے والی لاری وٹرک نیز بس چلانا درست نہیں ہے، اس لیے کہ یہ خالص مردوں کا پیشہ ہے؛ اگر عورت ٹرک اور بس چلانے لگ جائے گی تو وہ لوگوں کی نگاہوں کا تماشہ بن جائے گی، ہر کوئی اس پر نظریں جمانا شروع کردے گا، گویا وہ لوگوں کو بدنظری کی دعوت دینے والی بن جائے گی، جس طرح گناہ کرنا حرام ہے، اسی طرح گناہ کی دعوت دینا بھی حرام ہیاور اس میں ایسی مشقت بھی ہے کہ جس کا ایک خاتون تحمل نہیں کرسکتی، اسی طرح اس میں مردوں سے مشابہت بھی پائی جاتی ہے، بایں وجوہات خواتین کا لاری اور بس چلانا درست نہیں ہے، چنانچہ علامہ ابن عابدین شامی (متوفی: ۱۲۵۲ھ) نے اس سلسلہ میں عورتوں کے لیے سواری کرنے کی ممانعت کو احادیث رسول ﷺ سے مدلل کرکے یوں تحریر فرمایا ہے:

"(قوله للحديث) وهو لعن الله الفروج على السروج ذخيرة؛ لكن نقل المدنى عن أبى الطيب أنه لا أصل له اه .يعنى بهذا اللفظ، وإلا فمعناه ثابت، ففى البخارى وغيره،لعن رسول الله ﷺ المتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال، وللطبرانى أن امرأة مرت على رسول الله ﷺ متقلدة قوسا فقال: لعن الله المتشبهات من النساء بالرجال والمتشبهين من الرجال بالنساء" (شامی: ۶/ ۴۲۳، فرع: یکرہ إعطاء سائل المسجد إلا إذا لم یتخط رقاب الناس فی المختار، ط: زکریا دیوبند)۔

مذکورہ دلائل کی روشنی میں یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ خواتین کا شدید ضرورت کے وقت گاڑی اور کار چلانا درست ہے؛ البتہ کرایہ پر چلنے والی ٹیکسی، لاری اور بس چلانا درست نہیں۔

۲-مسافت شرعی کے اندر شوہر اور محرم کی موجودگی میں خواتین کا گاڑی چلانا:

خواتین کا گاڑی چلانا چاہے محرم اور شوہر کی موجودگی میں ہی کیوں نہ ہو، لوگوں کی توجہ مبذول کرنے کا ذریعہ ہے اور جب کہ کسی مرد کی موجودگی میں کوئی عورت گاڑی چلا رہی ہو تو اور بھی زیادہ لوگوں کی نگاہیں اس جانب متوجہ ہوتی ہیں؛ لہذا عمومی حالات میں اور شوقیہ محرم اور شوہر کی موجودگی میں خواتین کا گاڑی چلانا درست نہیں؛ البتہ اگر ضرورت شدید ہو جائے، شوہر گاڑی چلانے سے عاجز آجائیاور عورت کے لیے گاڑی چلانے کے علاوہ کوئی اور چارۂ کار نہ ہو تو پھر گنجائش ہو سکتی ہے، چنانچہ علامہ ابن عابدین شامی (متوفی: ۱۲۵۲ھ) تحریر فرماتے ہیں:

"**(قوله ولو لحاجة غزو إلخ) أی بشرط أن تكون متسترة، وأن تكون مع زوج أو محرم (قوله أو مقصد دينی) كسفر لصلة رحم**" (شامی: ۶/ ۴۲۳، ط: زکریا دیوبند)۔

اسی طرح علامہ بدرالدین عینی (متوفی: ۸۵۵ھ) لکھتے ہیں: "**قوله: (ولا تركب المرأة على السرج) لقوله عليه السلام: لعن الله الفروج على السروج**"۔

"**قوله: (إلا للضرورة) يعنی إذا كانت المرأة فی سفر الحج وغيره، واضطرت للركوب على السرج، تركب مستديرة، لأن الضرورة تبيح المحظورة**" (منحۃ السلوک فی شرح تحفۃ الملوک ۱/ ۴۲۳، فروع)۔

تو پتہ چلا کہ عمومی حالات میں اور شوقیہ محرم اور شوہر کی موجودگی میں خواتین کا گاڑی چلانا درست نہیں؛ البتہ اگر ضرورت شدید ہو جائے، شوہر گاڑی چلانے سے عاجز آجائیاور عورت کے لیے گاڑی چلانے کے علاوہ کوئی اور چارۂ کار نہ ہو تو پھر گنجائش ہو سکتی ہے۔

۳-خاتون کا پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیور بننا:

اس سوال کے دو جزء ہو سکتے ہیں: (۱) کسی عورت کا تنہاء عورتوں کے قافلہ کے ساتھ سفر کرنا (۲) عورت کا پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیور بننا۔

۱-کسی عورت کا تنہاء عورتوں کے قافلہ کے ساتھ سفر کرنا:

کوئی عورت بغیر کسی محرم کے تنہاء عورتوں کے قافلہ میں شامل ہو کر سفر کرے تو اس بات پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ اگر مسافت شرعی سے کم کا سفر ہو تو بغیر محرم اور شوہر کے بھی عورت تنہاء عورتوں کے قافلہ کے ساتھ سفر کر سکتی ہے، بشرطیکہ وہ عورتیں قابل اعتماد ہوں؛ اگر سفر شرعی مسافت کی مقدار کا ہو تو پھر تنہاء عورتوں کا قافلہ کی شکل میں سفر کرنے کے سلسلہ میں دو رائے ہیں:

۱-احناف کی رائے:

احناف کی رائے یہ ہے کہ عورت اسی وقت سفر کرسکتی ہے، جبکہ اس کا شوہر یا کوئی محرم ساتھ ہو، کسی عورت کا تنہاء عورتوں کے قافلہ ساتھ بغیر شوہر یا محرم کے سفر کرنا درست نہیں۔

احناف کے دلائل:

"**عن أبی هريرةؓ، قال: قال النبی ﷺ: لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تسافر مسيرة يوم وليلة ليس معها حرمة**" (صحیح بخاری، حدیث نمبر:۱۰۸۸، باب فی کم یقصر الصلوۃ)۔

امام مسلمؒ نے بھی اسی طرح ایک روایت نقل کی ہے:"**عن أبی هريرة، قال: قال رسول الله ﷺ: لا يحل لامرأة أن تسافر ثلاثا، إلا ومعها ذو محرم منها**" (صحیح مسلم:۱۳۳۹، باب سفر المرأۃ مع محرم الی حج وغیرہ)۔

سنن ابی داؤد میں ہے:"**عن أبی سعيد، قال: قال رسول الله ﷺ: لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تسافر سفرا فوق ثلاثة أيام فصاعدا، إلا ومعها أبوها أو أخوها أو زوجها أو ابنها أو ذو محرم منها**" (سنن أبی داؤد، حدیث نمبر:۱۷۲۶، باب فی المرآۃ تحج بغیر محرم)۔

امام شافعیؒ کی رائے:

امام شافعیؒ کی رائے یہ ہے کہ کوئی عورت تنہا ثقہ عورتوں کے ساتھ سفر کرسکتی ہے، چاہے مسافت شرعی ہو یا نہ ہو، چنانچہ فقہ شافعی کے مشہور عالم علامہ زین الدین احمد ملیباریؒ (متوفی:۹۸۷ھ) تحریر فرماتے ہیں:

"**وشرط للوجوب على المرأة مع ما ذكر أن يخرج معها محرم أو زوج أو نسوة ثقات ولو إماء، وذلک لحرمة سفرها، وحدها، وإن قصر أو كانت فی قافلة عظيمة ولها بلا وجوب أن تخرج مع امرأة ثقة لأداء فرض الإسلام، وليس لها الخروج لتطوع،ولو مع نسوة كثيرة، وإن قصر السفر أو كانت شوهاء**" (فتح المعین بشرح قرۃ العین:۱/ ۲۸۴، باب الحج والعمرۃ، ط:دار حزم بیروت)۔

امام شافعیؒ کی پہلی دلیل:

امام شافعیؒ دلیل دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تنہاء عورت کے سفر کرنے کی ممانعت عدم اطمینان کی وجہ سے ہے، جب کئی قابل اعتماد عورتیں ساتھ ہیں تو اطمینان حاصل ہوگیا اور بے اطمینانی جاتی رہی تو پھر محرم کے ضروری ہونے کی علت باقی نہیں رہی؛ لہذا تنہاء عورتوں کا قافلہ کی شکل میں سفر کرنا درست ہوگا اور وہ ثقات عورتیں محرم کے درجہ میں ہوں گی۔

دوسری دلیل:

اسی طرح وہ حضرت عدی بن حاتمؓ کی روایت سے بھی استدلال کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک زمانہ آئے گا کہ جس میں ایک عورت حیرہ سے مکہ تک تنہاء سفر کرے گی اور اسے سوائے خوف خدا کے کوئی اور خوف لاحق نہیں ہوگا تو اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ راستہ اگر پر امن ہو تو تنہاء عورتوں کے قافلہ کے ساتھ سفر کرنا درست ہے، چنانچہ فقہ شافعی کی مشہور کتاب ''الفقہ المنجی علی مذہب الامام الشافعی'' میں مذکور ہے:

"الخامسة: يشترط فى وجوب حج المرأة وعمرتها زائداً على الشروط التى تقدم ذكرها فى الرجل شرطان: أحدهما:الف – أن يكون مع المرأة زوج لها.ب– أو أن يكون معها محرم بنسب أو غيره، وذلک لما ورد فى الصحيحين: لا تسافر المرأة يومين إلا ومعها زوجها أو ذو محرم، وفى رواية فيهما: لا تسافر المرأة إلا مع ذى محرم.

ج – أو أن يوجد معها نسوة ثقات مشهورات بالعفة والتدين، وأقل ذلک أن يكون معها امرأتان وهى الثالثة، ولا يشترط وجود محرم أو زوج لإحداهن معهن؛ لأنه باجتماعهن وهن ثقات يحصل الأمن عليهن، والاطمئنان إلى عدم افتتان إحداهن، وإذا لم تجدالمرأة محرماً يحج ويعتمر معها من ماله وجب عليها أجرة المحرم إذا كان معها تلک الأجرة .وهذا الشرط إنما هو لوجوب الخروج إلى الحج، أما لجواز الخروج فإنه يكتفى بامرأة واحدة، وكذا يجوز الخروج وحدها إذا أمن الطريق، وهذا خاص فى أداء فريضة الحج، وأما فى الحج غير المفروض وفى سائر الأسفار، فلا بد من وجود محرم زوج أو غيره .والدليل على جواز سفر المرأة وحدها لحج الفريضة ما رواه البخارى عن عدى بن حاتم أن النبى ﷺقال له: فإن طالت بک حياة لترين الظعينة ترتحل من الحيرة حتى تطوف بالكعبة لا تخاف أحداً إلا الله" (الفقہ المنجی علی مذہب الامام الشافعی: ۲/ ۱۲۵، باب من یجب علیہ الحج والعمرۃ، ط: دار القلم للطباعۃ والنشر والتوزیع دمشق)۔

امام شافعیؒ کی دلیل کا پہلا جواب:

تنہاء عورتوں کا بغیر محرم کے سفر نہ کرنے کے سلسلہ میں نص موجود ہے، اور سفر میں محرم کے ساتھ رہنے کو ضروری قرار دیا گیا ہے، اب نص صریح کے مقابلہ میں کسی اور چیز کو علت بنانا اور اسی پر مسئلہ کا دارومدار رکھنا درست نہیں، چنانچہ علامہ منجی (متوفی:۶۸۶ھ) احادیث اور ائمہ کے اقوال کے ساتھ ساتھ حضرت عائشہؓ کے سفر کا تذکرہ اور اس پر ہونے والے

اعتراض وجواب کو اس طرح تحریر فرماتے ہیں:

"عَن ابْن عمر ؓأَن النَّبِی ﷺقَالَ: لَا تُسَافِر الْمَرْأَة ثَلَاثَة أَيَّام، إِلَّا مَعَ ذِی محرم.البُخَارِیّ وَمُسلم: عَن ابْن عَبَّاس ؓ أَنه سمع النَّبِی ﷺيخْطب يَقُول: لَا يخلون رجل بِامْرَأَة، إِلَّا وَمَعَهَا ذُو محرم، وَلَا تُسَافِر الْمَرْأَة، إِلَّا مَعَ ذِی محرم،فَقَامَ رجل فَقَالَ: يَا رَسُول الله: إِن امْرَأَتی خرجت حَاجَة، وَإِنِّی اكتتبت فِی غَزْوَة / كَذَا وَكَذَا، فَقَالَ: انْطلق حج مَعَ امْرَأَتک.فَإِن قيل: فقد روى البُخَارِیّ وَغَيره: عَن أبی هُرَيْرَةؓ قَالَ: قَالَ النَّبِی ﷺ: لَا يحل لامْرَأَة تؤمن بِاللَّه وَالْيَوْم الآخر أَن تُسَافِر مسيرَة يَوْم وَلَيْلَة لَيْسَ مَعهَا محرم".

"قَالَ الطَّحَاوِیّ: حَدثنِی بعض أَصْحَابنَا عَن مُحَمَّد بن مقَاتل الرَّازِیّ وَلَا أعلمهُ إِلَّا عَن حكام الرَّازِیّ (قَالَ): سَأَلت أَبَا حنيفَةؓهَل تُسَافِر الْمَرْأَة بِغَيْر محرم؟ قَالَ: لَا، نهى رَسُول الله ﷺأَن تُسَافِر امْرَأَة مسيرَة ثَلَاثَة أَيَّام فَصَاعِدا إِلَّا وَمَعَهَا زَوجهَا، أَو أَبوهَا، أَو ذُو محرم مِنْهَا .قَالَ حكام: فَسَأَلت الْعَرْزَمِی، فَقَالَ: لَا بَأْس بذلک، حَدثنِی عَطاء أَن عَائِشَةؓكَانَت تُسَافِر بِغَيْر محرم، فَأتيت أَبَا حنيفَة ؓفَأَخْبَرته بذلک، فَقَالَ (أَبُو حنيفَةؓ): لم يدر الْعَرْزَمِی مَا روى، كَانَ النَّاس لعَائِشَةؓ محرما، فَمَعَ أَيهمْ سَافَرت فقد سَافَرت مَعَ محرم، وَلَيْسَ النَّاس لغَيْرهَا محرما"(اللباب فی الجمع بین السنۃ والکتاب:۱/۴۱۴،باب:إذا کانَ بَین المَرْأۃ وَبَین مَکَّۃ مسیرَۃ ثَلَاثَۃ أَیَّام لَا یجب عَلَیْہَا الحَجّ إِلَّا مَعَ زوج أَو محرم،ط:دار الشامیۃ،دمشق لبنان)۔

دوسرا جواب:

اگر تنہاء عورتوں کا قافلہ کی شکل میں سفر کرنا جائز ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اپنے ایک صحابی کو کیوں تاکیدی حکم فرماتے کہ تم غزوہ میں مت جاؤ اور اپنی بیوی کے ساتھ حج پر جاؤ؟

"وَلَا تُسَافِر الْمَرْأَة إِلَّا مَعَ ذِی محرم،فَقَامَ رجل فَقَالَ: يَا رَسُول الله: إِن امْرَأَتی خرجت حَاجَة، وَإِنِّی اكتتبت فِی غَزْوَة / كَذَا وَكَذَا، فَقَالَ: انْطلق حج مَعَ امْرَأَتک"(اللباب فی الجمع بین السنۃ والکتاب:۱/۴۱۴،باب:إذا کانَ بَین المَرْأۃ وَبَین مَکَّۃ مسیرَۃ ثَلَاثَۃ أَیَّام لَا یجب عَلَیْہَا الحَجّ إِلَّا مَعَ زوج أَو محرم،ط:دار الشامیۃ،دمشق لبنان)۔

اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ راستہ کتنا ہی پر امن کیوں نہ ہو بغیر محرم کے سفر درست نہیں۔

علامہ ابن نجیم مصری کا جواب:

علامہ ابن نجیم مصری (متوفی:۹۷۰ھ) فرماتے ہیں کہ تنہاء عورتوں کا قافلہ کے ساتھ سفر کرنا نص صریح کی خلاف

ورزی ہے اور نص کے مقابلہ میں قیاس درست نہیں اور یہ قیاس مع الفارق ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"**وروى البزار لا تحج امرأة إلا ومعها محرم فقال رجل: يا رسول الله! إني كتبت في غزوة وامرأتي حاجة، قال: ارجع فحج معها، فأفاد هذا كله أن النسوة الثقات لا تكفي قياسا على المهاجرة والمأسورة؛ لأنه قياس مع النص، ومع وجود الفارق، فإن الموجود في المهاجرة والمأسورة ليس سفرا؛ لأنها لا تقصد مكانا معينا، بل النجاة خوفا من الفتنة**" (۲/۳۳۸، باب: واجباب الحج، ط: دار الکتاب الاسلامی بیروت)۔

شوافع کے نزدیک بھی عام سفر میں محرم ضروری ہے:

بغیر محرم کے سفر کے سلسلہ میں شوافع کے نزدیک بھی دو قول ہیں: (۱) اگر سفر فرض حج کا ہو اور عورت محرم کا نفقہ برداشت کرنے کی سکت نہ رکھتی ہو اور بااعتماد عورتوں کا قافلہ جارہا ہو تو ایسی صورت میں تنہاء عورتوں کے قافلہ کے ساتھ عورت کا سفر کرنا درست ہے۔

۲- اگر سفر فرض حج کا نہ ہو، نفلی حج ہو یا اور کوئی سفر ہو تو ایسی صورت میں بھی شوافع کے نزدیک محرم کا ہونا شرط ہے، چنانچہ فقہ شافعی کی مشہور کتاب "الفقہ المنہجی علی مذہب الامام الشافعی" میں مذکور ہے:

"**وأما في الحج غير المفروض وفي سائر الأسفار، فلا بد من وجود محرم زوج أو غيره**" (الفقہ المنہجی علی مذہب الامام الشافعی: ۲/۱۲۵، باب من یجب علیہ الحج والعمرۃ، ط: دار القلم للطباعۃ والنشر والتوزیع دمشق)۔

حضرت عدی ابن حاتمؓ کی روایت کا جواب:

حضرت عدی بن حاتمؓ کی جس روایت سے شوافع استدلال کرتے ہیں، اس کے کئی جوابات دیئے گئے ہیں، ان میں سے ایک جواب فتاوی دار العلوم زکریا میں یوں مذکور ہے:

اس حدیث شریف کا جواب یہ ہے کہ اس میں امن وامان بیان کرنا مقصود ہے، عورت کا بغیر محرم کے سفر کا جواز بیان کرنا مقصود نہیں ہے، اس لیے کہ ابتداء حدیث میں نبی کریم ﷺ حضرت عدی بن حاتم کو پیشین گوئیاں سنا رہے تھے کہ ایسا زمانہ بھی آئے گا اور اتنا امن وامان ہوگا کہ عورت حیرہ سے مکہ مکرمہ تک سفر کرے گی اور کوئی خوف وہراس نہ ہوگا، سوائے اللہ تعالیٰ کے، یعنی ایسا امن وامان ہوگا جس کا تصور بھی نہیں کر سکتے، نیز ذخیرہ احادیث میں ایسی بہت ساری مثالیں موجود ہیں کہ بیان کرنے کا مقصد کچھ اور ہوتا ہے اور اصل حکم دوسری جگہ مذکور ہوتا ہے (فتاوی دار العلوم زکریا: ۳/۳۵۵، کتاب الحج)۔

احناف کے موقف پر حنابلہ کی تائید:

تنہاء عورتوں کے سفر کے سلسلہ میں احناف نے جو موقف اختیار کیا ہے، حنابلہ سے بھی اس کی تائید وتوثیق ہوتی ہے کہ بغیر محرم کے تنہاء عورتوں کا قافلہ کی شکل میں سفر کرنا درست نہیں چنانچہ مشہور حنبلی فقیہ علامہ منصور بن یونس حنبلی (متوفی:۱۰۵۱ھ) تحریر فرماتے ہیں:

"وَيُشْتَرَطُ لِوُجُوبِ الْحَجِّ عَلَى الْمَرْأَةِ.شَابَّةً كَانَتْ أَوْ عَجُوزًا مَسَافَةُ قَصْرٍ، وَدُونَهَا: وُجُودُ مَحْرَمٍ لِحَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوعًا لَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ إلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ وَلَا يُدْخَلُ عَلَيْهَا إلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إنِّي أُرِيدُ أَنْ أَخْرُجَ فِي جَيْشِ كَذَا وَكَذَا وَامْرَأَتِي تُرِيدُ الْحَجَّ فَقَالَ: اُخْرُجْ مَعَهَا،رَوَاهُ أَحْمَدُ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ".

"وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا:لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاَللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُسَافِرَ مَسِيرَةَ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ لَيْسَ مَعَهَا مَحْرَمٌ،رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ، وَلِمُسْلِمٍ ذُو مَحْرَمٍ مِنْهَا وَلَهُ أَيْضًا، ثَلَاثًا، وَهَذَا مُخَصِّصٌ لِظَاهِرِ الْآيَةِ؛ وَلِأَنَّهَا أَنْشَأَتْ سَفَرًا فِي دَارِ الْإِسْلَامِ فَلَمْ يَجُزْ بِغَيْرِ مَحْرَمٍ كَحَجِّ التَّطَوُّعِ وَالزِّيَارَةِ وَالتِّجَارَةِ، (وَكَذَا يُعْتَبَرُ) الْمَحْرَمُ (لِكُلِّ سَفَرٍ يُحْتَاجُ فِيهِ مَحْرَمٌ) أَيْ: لِكُلِّ مَا يُعَدُّ سَفَرًا عُرْفًا، وَ (لَا) يُعْتَبَرُ الْمَحْرَمُ إذَا خَرَجَتْ (فِي أَطْرَافِ الْبَلَدِ مَعَ عَدَمِ الْخَوْفِ) عَلَيْهَا؛ لِأَنَّهُ لَيْسَ بِسَفَرٍ (وَهُوَ) أَيْ الْمَحْرَمُ (مُعْتَبَرٌ لِمَنْ لِعَوْرَتِهَا حُكْمٌ وَهِيَ بِنْتُ سَبْعِ سِنِينَ فَأَكْثَرَ)؛ لِأَنَّهَا مَحَلُّ الشَّهْوَةِ بِخِلَافِ مَنْ دُونَهَا.(قَالَ الشَّيْخُ: وَأَمَّا الْإِمَاءُ فَيُسَافِرْنَ مَعَهَا) تَبَعًا لَهَا (وَلَا يَفْتَقِرْنَ إلَى مَحْرَمٍ؛ لِأَنَّهُ لَا مَحْرَمَ لَهُنَّ فِي الْعَادَةِ الْغَالِبَةِ انْتَهَى وَيَتَوَجَّهُ فِي عُتَقَائِهَا مِنْ الْإِمَاءِ مِثْلُهُ عَلَى مَا قَالَ) الشَّيْخُ تَقِيُّ الدِّينِ: مِنْ أَنَّهُ لَا مَحْرَمَ لَهُنَّ فِي الْعَادَةِ وَيُحْتَمَلُ عَكْسُهُ لِانْقِطَاعِ التَّبَعِيَّةِ وَيَمْلِكْنَ أَنْفُسَهُنَّ بِالْعِتْقِ"(کشاف القناع عن متن الاقناع،فصل ما یشترط لوجوب الحج علی المرأۃ،ط: دار الکتب العلمیۃ بیروت)۔

اسی طرح علامہ مصطفیٰ بن سعد دمشقی حنبلی (متوفی:۱۲۴۳ھ) رقم طراز ہیں:

"قَالَ ابْنُ نَصْرِ اللَّهِ (وَيُعْتَبَرُ) الْمَحْرَمُ (لَهَا)، أَيْ: لِلْأُنْثَى (حَيْثُ بَلَغَتْ سَبْعًا) فَأَكْثَرَ (فِي كُلِّ سَفَرٍ) حَجًّا كَانَ أَوْ غَيْرِهِ، طَوِيلًا كَانَ أَوْ قَصِيرًا، (فَلَا يَحِلُّ) لَهَا السَّفَرُ (بِدُونِهِ)، أَيْ: الْمَحْرَمِ، وَلَا يُعْتَبَرُ الْمَحْرَمُ لِخُرُوجِهَا (بِأَطْرَافِ الْبَلَدِ مَعَ أَمْنٍ) عَلَيْهَا، لِأَنَّهُ لَيْسَ بِسَفَرٍ"(مطالب أولی النھی فی شرح غایۃ المنتھی:۲/۲۹۲، فصل شروط وجوب السعی لحج وعمرۃ،ط:دار الکتب الاسلامی بیروت)۔

ان ساری تصریحات سے پتہ چلتا ہے کہ تنہاء عورتوں کا قافلہ کے ساتھ سفر کرنا درست نہیں جب تک کہ ان کے ساتھ کوئی محرم یا شوہر نہ ہو۔

۲-عورت کا پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیور بننا:

اوپر کی ساری تفصیلات اسی بات کو ثابت کرنے کے لیے ذکر کی گئیں کہ جب عورت کا تنہاء عورتوں کے قافلہ کے ساتھ سفر کرنا درست نہیں تو عورت کا پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیور بننا کیسے درست ہوسکتا ہے؟ ظاہری بات ہے کہ عورت کے لیے یہ کام دشوار ہی نہیں؛ بلکہ مشقتوں بھرا ہوگا اور مردوں سے مشابہت بھی لازم آئے گی؛ اگر واقعی عورت ضرورت مند ہو اور ملازمت کے بغیر کوئی سبیل نہ ہو تو اس کے علاوہ اور بھی ملازمت کی شکلیں اختیار کی جاسکتی ہیں؛ لہذا عورت کا پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیور بننا درست نہیں، چناں چہ علامہ ابن عابدین شامی (متوفی: ۱۲۵۲ھ) تحریر فرماتے ہیں:

"**(قوله للحديث) وهو لعن الله الفروج على السروج ذخيرة؛ لكن نقل المدنى عن أبى الطيب أنه لا أصل له اه .يعنى بهذا اللفظ، وإلا فمعناه ثابت، ففى البخارى وغيره،لعن رسول الله ﷺ المتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال، وللطبرانى أن امرأة مرت على رسول الله ﷺمتقلدة قوسا فقال: لعن الله المتشبهات من النساء بالرجال والمتشبهين من الرجال بالنساء**" (شامی: ۶/ ۴۲۳، فرع: یکرہ إعطاء سائل المسجد إلا إذا لم یتخط رقاب الناس فی المختار، ط: زکریا دیوبند)۔

پتہ چلا کہ خواتین کا قافلہ کی شکل میں محرم اور شوہر کے بغیر مسافت شرعی کے بقدر سفر کرنا درست نہیں، اسی طرح کسی خاتون کا پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیور بننا بھی درست نہیں۔

۴-خواتین کا پائلٹ بننا:

عورت کے نفقہ کی ذمہ داری شادی نہ ہونے تک اس کی باپ پر ہے اور شادی کے بعد اس کے شوہر پر ہے؛ البتہ اگر شوہر کمانے والا نہ ہو اور عورت ملازمت پر مجبور ہو جائے تب بھی عورت کے لیے پائلٹ کی ملازمت درست نہیں؛ اس لیے کہ یہ ایسی مجبوری نہیں ہے کہ جس کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو، نیز اس میں مسافت سفر شرعی کا بھی پاس ولحاظ نہیں ہو پاتا، جب کہ عورت کے لیے بغیر محرم کے مسافت شرعی سے آگے بڑھنا درست نہیں اور اگر شوہر یا محرم پائلٹ خاتون کے ساتھ ہو اور یہ ملازمت عورت کے لیے ناگزیر ہو تب بھی درست نہیں؛ اس لیے کہ ہمیشہ محرم یا شوہر کا ساتھ رہنا ممکن نہیں، اسی طرح پائلٹ کی کیبن میں ایک خاتون پائلٹ کے ساتھ دوسرا پائلٹ عموما مرد ہوتا ہے تو ایسی صورت میں اجنبی مرد کے ساتھ خلوت لازم آئے گی جو کہ درست نہیں؛ اگر خاتون پائلٹ کے ساتھ دوسری خاتون پائلٹ کیبن میں موجود ہو تب بھی مسافت شرعی سے

بغیر محرم کیا آگے بڑھنا لازم آئے گا؛ لہذا ان تمام وجوہات کی بنا پر عورت کا پائلٹ بننا درست نہیں، امام مسلم روایت نقل فرماتے ہیں:

"**عن أبی هريرة، قال: قال رسول الله ﷺ: لا يحل لامرأة أن تسافر ثلاثا، إلا ومعها ذو محرم منها**" (صحیح مسلم:۱۳۳۹، باب سفر المرأۃ مع محرم الی حج وغیرہ)۔

علامہ نووی (متوفی:۶۸۶ھ) لکھتے ہیں:"**وإن لم يكن معها محرم لم يجز، لقوله ﷺ: لا يخلون رجل بإمرأة ليست له بمحرم، فإن ثالثهما الشيطان**" (المجموع شرح المہذب:۱۸/۱۶۶، باب مقام المعتدۃ والمکان الذی تعتد فیہ، ط:دار الفکر بیروت)۔

اسی طرح علامہ وہبہ زحیلیؒ تحریر فرماتے ہیں:"**فلا يجوز أن يخلو رجل بامرأة ليست زوجته ولا ذات محرم منه، ولا السفر معها، لقوله ﷺ: لا تسافر المرأة فوق ثلاث، إلا ومعها زوجها، أو ذو رحم محرم منها، وقوله: ألا لا يخلون رجل بامرأة، إلا كان ثالثهما الشيطان، عليكم بالجماعة، وإياكم والفرقة، فإن الشيطان مع الواحد، وهو من الأثنين أبعد**" (الفقہ الاسلامی وأدلتہ:۴/۲۶۵۸، باب وصول الشعر، ط: دار الفکر دمشق)۔

مفتی محمد تقی عثمانی صاحب ایک جگہ اسی طرح کے سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

سوال: بہت سی مسلمان عورتیں کسب معاش کے لیے یا تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے تنہا دور دراز کے ممالک کا سفر کرتی ہیں، سفر میں نہ تو شرعی محرم ان کے ساتھ ہوتا ہے اور نہ ان کے ساتھ جان پہچان والی عورتیں ہوتی ہیں، اس صورت میں ان کے لیے شرعا کیا حکم ہے؟ کیا ان کے لیے اس طرح تنہا سفر کرنا جائز ہے؟

جواب: صحیح مسلم میں حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی عورت تین روز یعنی شرعی مسافت ۴۸ میل سے زیادہ سفر نہ کرے، الا یہ کہ اس کے ساتھ اس کا شوہر یا اس کا محرم ہو۔

مندرجہ بالا حدیث میں صراحت کے ساتھ عورت کو تنہا سفر کرنے سے ممانعت فرمادی گئی ہے اور جمہور فقہاء نے اسی حدیث سے استدلال کرتے ہوئے فرض حج کے لیے بھی شرعی محرم کے بغیر سفر کرنے کو ناجائز کہا ہے، جب کہ اس کے مقابلہ میں تعلیم اور کسب معاش تو بہت کم درجہ کی چیزیں ہیں، جن کی مسلمان عورتوں کو ضرورت ہی نہیں ہے، اس لیے کہ خود شریعت اسلامیہ نے اس کی کفالت کی ذمہ داری شادی سے پہلے اس کے باپ پر اور شادی کے بعد شوہر پر ڈالی ہے اور عورت کو اس کی اجازت نہیں دی گئی ہے کہ وہ شدید ضرورت کے بغیر گھر سے نکلے؛ لہذا کسب معاش اور حصول تعلیم کے لیے اس طرح بغیر محرم کے سفر کرنا جائز نہیں۔

ہاں اگر کوئی عورت ایسی ہے کہ جس کا نہ تو شوہر اور نہ باپ ہے اور نہ ہی کوئی دوسرا ایسا رشتہ دار ہے جو اس کی معاشی کفالت کر سکے اور نہ خود اس عورت کے پاس اتنا مال ہے جس کے ذریعہ وہ خود اپنی ضروریات پوری کر سکے، اس صورت میں اس عورت کے لیے بقدر ضرورت کسب معاش کے لیے شرعی پردہ کی پابندی کے ساتھ گھر سے نکلنا جائز ہے اور جب یہ مقصد اپنے وطن اور اپنے شہر میں رہ کر بھی بآسانی پورا ہوسکتا ہے تو اس کے لیے کسی غیر مسلم ملک کی طرف سفر کرنے کی ضرورت نہیں (فقہی مقالات: ۱/ ۲۴۸، ۲۴۹، ط: زم زم بک ڈپو دیوبند)۔

مولانا خالد سیف اللہ صاحب رحمانی تحریر فرماتے ہیں:

شریعت میں عورتوں کے لیے اس کی گنجائش نہیں ہے کہ وہ تین دنوں کی مسافت کا سفر شوہر یا محرم رشتہ داروں کے بغیر کریں، چنانچہ حج ان پر واجب ہی اس وقت ہوتا ہے جب یہ سہولت بھی فراہم ہو؛ لیکن ہوائی سفر کی سہولت کی وجہ سے ایسی صورت حال پیش آتی ہے کہ مثلاً ایک شخص اپنی ماں کو بمبئی ہوائی جہاز پر چڑھائے اور جدہ میں ان خاتون کا دوسرا بیٹا استقبال کو موجود رہے، اس طرح ہوائی جہاز پر صرف چند ایسے گزرتے ہیں جن میں کوئی محرم ساتھ نہیں ہوتا، آیا یہ صورت جائز ہوگی؟

اس سلسلہ میں اصولی طور پر یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ فقہاء کے نزدیک سفر شرعی کے لیے تین دنوں کی مدت مطلوب ہیں ہے؛ بلکہ اتنی مسافت مطلوب ہے کہ جس کو انسان پیادہ رفتار میں تین دنوں میں طے کر سکے، اس طرح ظاہر ہے کہ ہوائی جہاز کا یہ سفر گو کہ چند گھنٹوں کا ہے؛ مگر وہ ہوگا سفر شرعی، یہی وجہ ہے کہ اس مختصر وقت میں بھی نمازوں میں قصر کیا جائے گا اور رمضان المبارک میں روزہ افطار کرنا جائز ہوگا، اس قلیل عرصہ میں بھی خواتین کے لیے شوہر یا محرم کے بغیر سفر درست نہیں، فقہاء نے مسافت ہی پر حکم کی بنیاد رکھی ہے۔

"و معتبر فی حق المرأة أن یکون لها محرم یحج بهاأو زوج، ولا یجوز لها أن تحج بغیرهما إذا کان بینها وبین مکة مسیرة ثلاثة أیام فصاعدا" (المختصر القدروی: ۵۶)۔

(اور عورت کے حق میں یہ شرط بھی معتبر ہے کہ اس کے ساتھ کوئی محرم یا شوہر ہو جو شریک حج ہو، ان دونوں کے بغیر اس کے لیے سفر حج درست نہیں؛ اگر اس کے اور مکہ کے درمیان تین دن یا اس سے زیادہ کی مسافت ہو) (جدید فقہی مسائل ۱/ ۱۶۳، عبادات، ط: زم زم پبلیشرز کراچی)۔

مذکورہ بالا تفصیل سے معلوم ہوا کہ مسلمان خواتین کا پائلٹ کی ملازمت کرنا درست نہیں۔

۵- ٹرینوں میں عورتوں کا ڈرائیور کی حیثیت سے تقرر کرنا:

خواتین کا ٹرینوں میں ڈرائیور کی حیثیت سے ملازمت اختیار کرنا درست نہیں؛ اس لیے کہ انجن کی کیبن میں صرف

خواتین ہی ہوں یہ ضروری نہیں، عموماً مرد ڈرائیور کی موجودگی کو لازم مانا جاتا ہے، اسی طرح ٹرین کی ڈرائیورنگ میں مسافت شرعی کا لحاظ رکھنا بھی دشوار ہوجاتا ہے، اور مردوں کے ساتھ اختلاط بھی ایک ضروری امر ہونے کے ساتھ ساتھ پردہ کا اہتمام بھی ناممکن ہوجاتا ہے، لہذا خواتین کا ٹرین میں ڈرائیوری کی ملازمت اختیار کرنا درست نہیں، چنانچہ علامہ نوویؒ (متوفی:۶۸۶ھ) لکھتے ہیں:

"**وان لم یکن معها محرم لم یجز، لقوله ﷺ: لا یخلون رجل بإمرأة لیست له بمحرم، فإن ثالثهما الشیطان**" (المجموع شرح المہذب:۱۸/۱۶۶، باب مقام المعتدۃ والمکان الذی تعتد فیہ، ط: دار الفکر بیروت)۔

"موسوعہ فقہیہ" میں مذکور ہے: "**قال النووی نقلا عن القاضی: اتفق العلماء علی أنه لیس للمرأة أن تخرج فی غیر الحج والعمرة، إلا مع ذی محرم، إلا الهجرة من دار الحرب، فاتفقوا علی أن علیها أن تهاجر منها إلی دار الإسلام، وإن لم یکن معها محرم**" (الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ ۱۹/۱۱۱، خروج المرأۃ فی السفر بغیر محرم، ط: وزارۃ الاوقاف والشئون الاسلامیۃ کویت)۔

ان دلائل کی روشنی میں یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ خواتین کا ٹرین میں ڈرائیور کی حیثیت سے ملازمت اختیار کرنا درست نہیں۔

۶-خواتین کا ٹی ٹی کی ڈیوٹی کرنا:

ٹرینوں میں ٹکٹوں کی جانچ پڑتال کرتے وقت لوگوں کا ہجوم ہونا ایک یقینی امر ہے، اس ہجوم میں خاتون اہل کار کا اپنی عزت وعصمت کو بچانا مشکل ہوجاتا ہے، ٹرین میں ہر قسم کے مرد آتے جاتے ہیں، ان سے اس خاتون کا آمنا سامنا ہونا اور ان سے گفتگو کرنا لازمی چیز ہے؛ اگرچہ پولیس اہل کار موجود ہوں تب بھی خواتین بے امن ہی ہوتی ہیں، غیر محرموں سے اختلاط یقینی ہونے کے ساتھ ساتھ مردوں کے ساتھ تشبہ بھی لازم آتا ہے اور اکثر مسافت شرعی کا لحاظ بھی نہیں ہو پاتا، جب کہ خواتین کا بغیر محرم کے مسافت شرعی سے آگے بڑھنا درست نہیں، اسی طرح پردہ کا لحاظ رکھنا بھی دشوار ہوجاتا ہے، چنانچہ علامہ وہبہ زحیلیؒ تحریر فرماتے ہیں:

"**فلا یجوز أن یخلو رجل بامرأة لیست زوجته ولا ذات محرم منه، ولا السفر معها، لقوله ﷺ: لا تسافر المرأة فوق ثلاث، إلا ومعها زوجها، أو ذو رحم محرم منها، وقوله: "ألا لا یخلون رجل بامرأة، إلا کان ثالثهما الشیطان، علیکم بالجماعة، وإیاکم والفرقة، فإن الشیطان مع الواحد، وهو من الأثنین أبعد**" (الفقہ الاسلامی وأدلتہ:۴/۲۶۵۸، باب وصول الشعر، ط: دار الفکر دمشق)۔

''فتاوی تاتارخانیہ''میں مذکور ہے: ''والمحرم فی حق المرأة شرط شابة كانت أو عجوزا، إذا كانت بينها وبين مكة مسيرة ثلاثة أيام''(تاتارخانیۃ:۲/۴۳۴،کتاب الحج،ط:زکریا دیوبند)۔

علامہ برہان الدین بخاری (متوفی:۶۱۶ھ) لکھتے ہیں:''والمحرم فی حق المرأة شرط، شابة كانت أو عجوزاً إذا كان بينها وبين مكة مسيرة ثلاثة أيام''(المحیط البرہانی:۲/۴۱۹،الفصل الأول فی بیان شرائط الوجوب،ط:دار الکتب العلمیہ بیروت)۔

تو مذکورہ دلائل سے معلوم ہوا کہ خواتین کا ٹرین میں ٹی ٹی کی ڈیوٹی کرنا درست نہیں۔

۷-خواتین کا ریلوے اسٹیشن اور ائیر پورٹ پر ٹکٹ جاری کرنے کی ملازمت کرنا:

عورت اگر غیر شادی شدہ ہے تو اس کے نفقہ کی ذمہ داری اس کے باپ پر اور شادی شدہ ہونے کی صورت میں اس کے نفقہ کی ذمہ داری اس کے شوہر پر شریعت کی عائد کی ہے، عورت کو بلا ضرورت اور مال بڑھانے کی خواہش میں ملازمت کے لیے گھر سے باہر نکلنا درست نہیں؛ ہاں اگر عورت کے لیے اس کے علاوہ کوئی چارۂ کار نہ ہو اور نہ ہی کوئی کفالت کرنے کے لیے تیار ہو تو پردہ کی رعایت کرتے ہوئے دن کے اوقات میں مردوں سے اختلاط کے بغیر اور شرعی حدود کی مکمل رعایت کے ساتھ ملازمت کی اجازت ہے، لہذا ریلوے اسٹیشن اور ائیر پورٹ پر اگر شرعی پردہ وحدود کی پابندی کے ساتھ اور مردوں سے علیحدہ کیبن میں رہتے ہوئے عورت اگر دن میں ملازمت کرے تو اس کی گنجائش ہے، چنانچہ علامہ بدرالدین عینی (متوفی:۸۵۵ھ) رقم طراز ہیں:

''وتجب نفقة الزوجة على الزوج، وإن كانت الزوجة غنية''(البنایۃ شرح الہدایۃ:۵/۶۹۸،فصل نفقۃ الأولاد،ط:دار الکتب العلمیۃ بیروت)۔

مفتی زین الاسلام صاحب الہ آبادی مفتی دار العلوم دیوبند کے مرتب کردہ فتاوے جو چند اہم عصری مسائل کے نام سے مکتبہ دار العلوم دیوبند سے شائع ہوئے ہیں، اس میں اسی طرح کے سوال کے جواب میں مفتی صاحب تحریر فرماتے ہیں:

شریعت نے اصالتہً عورت پر کسبِ معاش کی ذمہ داری نہیں ڈالی ہے؛ بلکہ مردوں کو کسبِ معاش کا مکلّف بنایا ہے؛ چنانچہ شادی تک لڑکیوں کا نان ونفقہ والد کے ذمے اور شادی کے بعد شوہر پر واجب قرار دیا ہے، یہی لوگ اس کے نان ونفقہ کے ذمہ دار ہیں۔

'' الرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلٰى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ''(سورۂ نساء:۳۴)(مرد حاکم ہیں عورتوں پر اس سبب سے کہ اللہ تعالی نے بعضوں کو بعضوں پر فضیلت دی ہے اور اس سبب سے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کیے ہیں)۔

اس لیے کسی عورت کو اگر نفقے کی تنگی یا مخصوص حالات کے تحت معاشی بدحالی کا سامنا نہیں، تو محض معیارِ زندگی بلند کرنے اور زندگی میں ترفہ پیدا کرنے کے لیے گھر سے باہر نکل کر ملازمت کے لیے پیش قدمی کرنا شریعت کی نظر میں پسندیدہ عمل نہیں؛ لیکن اگر عورت کو معاشی تنگی کا سامنا ہو اور شوہر اس کی ذمہ داری اٹھانے سے قاصر ہو، یا تساہلی کرتا ہو، یا عورت بیوہ ہو اور گھر میں رہ کر اس کے لیے کوئی ذریعہ معاش اختیار کرنا ممکن نہ ہو، تو ایسی مجبوری اور ضرورت کے وقت ملازمت کے لیے گھر سے باہر نکلنے کی اجازت ہوگی؛ چنانچہ حضرات فقہائے کرام نے معتدۃ الوفات کو کسبِ معاش کے لیے دن دن میں گھر سے باہر نکلنے کی اجازت دی ہے؛ مگر ایسی مجبوری اور ضرورت کے وقت باہر نکل کر ملازمت کے جائز ہونے کے لیے پہلی شرط یہ ہے کہ ملازمت کا کام فی نفسہ جائز کام ہو ایسا کام نہ، جو شرعاً ناجائز یا گناہ ہو؛ کیونکہ ممنوع وناجائز کام کی ملازمت بہرصورت ناجائز ہے۔

عورت کے لیے ملازمت ناگزیر ہونے کی صورت میں اور اس شرط کے پائے جانے کے ساتھ کہ وہ ملازمت جائز کام کی ہے، دوسری ضروری شرط احکامِ ستر وحجاب کی پوری پابندی کرنا ہے، اس کی تفصیل شرعی تعلیمات کی روشنی میں درج ذیل ہے۔

(الف): شرعی پردہ کی مکمل رعایت ہو، باہر نکلنے کے وقت شدید ضرورت کی حالت میں اگرچہ چہرہ اور ہاتھ کھولنے کی اجازت ہے؛ مگر فتنے کا خوف ہو تو ان کے کھولنے سے بھی پرہیز کرنا ضروری ہے، موجودہ دور جو فتنہ کا خوف ناک دور ہے، اس میں عام حالات میں حکم چہرہ چھپانے ہی کا ہے۔

(ب): لباس دبیز، سادہ اور جسم کے لیے ساتر ہو، بھڑک دار، جاذب، پرکشش اور نیم عریاں قسم کا نہ ہو، اور ایسا لباس بھی نہ ہو، جس سے جسم کا کوئی حصہ نمایاں ہوتا ہو؛ کیوں کہ حدیث میں عورت کے لیے ایسا لباس پہننے کی ممانعت اور وعید وارد ہوئی ہے: "**رب نساء كاسيات عاريات مميلات ومائلات، لا يدخلن الجنّة ولا يجدن ريحها وإن ريحها ليوجد من مسيرة كذا وكذا**" (مسلم شریف ۱/۳۹۷) (کچھ عورتیں ہیں جو کپڑا پہننے والی ہیں (مگر) وہ برہنہ ہیں، دوسروں کو مائل کرنے والی ہیں اور خود بھی مائل ہونے والی ہیں (ایسی عورتیں) ہرگز جنت میں نہیں جائیں گی اور نہ اس کی خوشبو سونگھ پائیں گی حالانکہ اس کی بو اتنی اتنی دور سے آئے گی)۔

(ج) بناؤ سنگار اور زیب وزینت کے ساتھ نیز خوشبو لگا کر نہ نکلے، قرآن کریم میں اس سے ممانعت وارد ہوئی ہے ارشاد باری ہے: " **وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلَى**" (سورۂ احزاب: ۳۳)، احادیث میں بھی خوشبو لگا کر نکلنے والی عورت کو زانیہ قرار دیا گیا ہے: "**كل عين زانية والمرأة إذا استعطرت فمرت بالمجلس فهي كذا وكذا، يعني زانية**" (ترمذی: رقم: ۲۷۸۶) (ہر آنکھ زنا کرنے والی ہے اور عورت جب خوشبو لگا کر مجلس کے پاس سے گذرتی ہے تو وہ زنا

کرنے والی ہوتی ہے)۔

(د) مردوں سے بالکل اختلاط نہ ہو، اگر کبھی کسی مرد سے اتفاقیہ گفتگو کی نوبت آئے تو عورت لوچ دار طرزِ گفتگو کے بجائے سخت لہجہ اختیار کرے تاکہ دل میں بے جا قسم کے وساوس وخیالات پیدا نہ ہوں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "**فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ**" (الاحزاب: ۳۲) (تم بولنے میں نزاکت مت کرو کہ ایسے شخص کو خیال ہونے لگتا ہے جس کے قلب میں خرابی ہے)۔

(ھ) ایسا زیور پہن کر نہ نکلے جس سے آواز آتی ہو۔ "**وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ**" (النور: ۳۱) (اور اپنے پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ ان کا مخفی زیور معلوم ہوجاوے)۔

(و) ملازمت کرنے کی وجہ سے خانگی امور میں لاپروائی نہ ہو جس سے شوہر اور بچوں کے حقوق ضائع ہوں؛ کیوں کہ عورت کی اولین اور اہم ذمہ داری، بچوں کی تعلیم وتربیت اور امور خانہ داری ہے، ملازمت ثانوی درجہ کی چیز ہے، شریعت نے عورت کو اس کا مکلّف بھی نہیں بنایا۔

(ز) راستہ پرامن ہو؛ یعنی آمدورفت کے دوران کسی شر اور فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔

مذکورہ شرطیں قرآن وحدیث سے ثابت ہیں، فقہائے کرام نے ان کی صراحت کی ہے، ان شرائط کا لحاظ رکھتے اور ان پر عمل کرتے ہوئے اگر جائز کام کی ملازمت عورت اختیار کرے تو اس کی گنجائش ہوسکتی ہے؛ مگر غور کا مقام ہے کہ اکثر جگہوں میں دورانِ ملازمت ان میں سے بیشتر شرائط مفقود ہوتی ہیں، اور یہ بھی غور کرنے کا مقام ہے کہ جہاں عورتوں کی ملازمت سے بظاہر کچھ فوائد محسوس کئے جاتے ہیں، وہیں معاشرے پر اس کے بہت زیادہ خراب اثرات بھی پڑ رہے ہیں؛ مثلاً: خاندانی رکھ رکھاؤ ختم ہوجاتا ہے، زوجین کے مزاج وانداز میں ایک دوسرے سے دوری پیدا ہوجاتی ہے، بچوں کی تربیت نرسری کے حوالے ہوجاتی ہے، عورت کی ملازمت ہی کے نتیجے میں طلاق وتفریق کے مسائل بھی بہ کثرت رونما ہو رہے ہیں۔

اگر کسی عورت کو واقعی معاشی تنگی کا سامنا ہونے کی بنا پر ملازمت ناگزیر ہوجائے تو بہ وقت ضرورت ملازمت اختیار کرنے کی صورت میں اسے اللہ اور اس کے رسول پر کامل ایمان اور اسلام کے احکام پر پختہ یقین رکھنے والی مسلم خاتون کی طرح اسلام کے حکم حجاب کو بھی تسلیم کرتے ہوئے، حجاب کی شرعی ہدایات پر کاربند اور عمل پیرا ہونے میں فخر محسوس کرنا چاہیے؛ کیوں کہ یہ اسلام کا خصوصی حکم اور اس کا شعار ہے؛ لہٰذا عورت خود اپنے حالات میں غور کرلے کہ اس کو ملازمت کی ضرورت کس درجہ کی ہے اور ملازمت اختیار کرنے میں کیا کیا امور ناجائز وگناہ کے اسے اختیار کرنے پڑیں گے؛ جن سے ایک مسلم خاتون کی حیثیت سے اپنے آپ کو بچانے کی فکر کرنا، اس کے ذمہ لازم وضروری ہے، حاصل یہ ہے کہ مجبور کن

حالات میں بھی خلافِ شرع امور سے اجتناب کی راہ اختیار کرنا، عورت کی خود اپنی ذمہ داری ہے (چند اہم عصری مسائل: ۱/ ۳۱۳-۳۱۶، عورتوں کے لیے پردے اور لباس سے متعلق احکام، ط: مکتبہ دار العلوم دیوبند)۔

اسی طرح اسلامک فقہ اکیڈمی کا اٹھارہواں فقہی سمینار جو ۲-۴/ ربیع الاول ۱۴۳۰ھ مطابق: ۲۸/ فروری-۲/ مارچ ۲۰۰۹ء جامعۃ الریحان مدورائی تاملناڈو میں منعقد ہوا تھا، جس میں خواتین کی ملازمت کے عنوان سے چند تجاویز طے پائی تھیں، جن میں سے ۷ تا ۹ کا تعلق اس مسئلہ سے بھی ہے، ان کو بھی ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے:

۷- خواتین کسب معاش کے لیے گھر سے باہر نکلیں تو درج ذیل امور کا لحاظ رکھنا ضروری ہے:

الف- ولی یا شوہر کی اجازت شامل ہو، سوائے اس کے کہ ولی یا شوہر نفقہ نہ دیتا ہو اور اس کے لیے خود کسب معاش کے سوا کوئی چارہ نہ ہو۔

ب- شرعی پردہ کی مکمل رعایت ہو، ج- لباس مردوں کے لیے باعث کشش نہ ہو، د- خوشبو کے استعمال سے پرہیز ہو، ھ- مردوں سے اختلاط بالکل نہ ہو، و- اجنبی مرد کے ساتھ تنہائی کی نوبت نہ آئے، ز- شوہر اور بچوں کے حقوق سے بے اعتنائی نہ ہو۔

۸- ملازمت کرنے والی خواتین ایسے اداروں میں کام کریں جہاں خواتین ہی خدمت انجام دیتی ہوں؛ لیکن ادارہ کے ذمہ دار مرد ہوں تو اس صورت میں ضروری ہوگا کہ ادارہ کا کوئی مرد تنہائی میں کسی خاتون کارکن سے بات نہ کرے؛ اگر ذمہ دار مردوں کے ساتھ تبادلہ خیال کی ضرورت ہو تو خواتین پردہ کے اہتمام کے ساتھ بیٹھیں، اپنی آواز میں لوچ سے پرہیز کریں، اسی طرح خواتین کارکن ذمہ دار مردوں کے ساتھ ہنسی مزاج اور بے تکلفی کا ماحول ہرگز نہ بنائیں۔

۹- جوان عورتوں کے لیے ایسے اداروں میں کام کرنا جائز نہیں جہاں ان کے ساتھ مرد کارکن بھی شریک کار ہوں۔

☆☆☆

خواتین کی ڈرائیونگ کا شرعی حکم

مولانا محمد فاروق بارڈولی☆

اللہ جل شانہ نے فطری طور سے عورتوں کو نازک، ناتواں، ناقص العقل اور ناقص دین بنایا ہے، وہ عام مردوں کی طرح صبر وتحمل، قوت وتوانائی عزم وحوصلے اور عقل وخرد میں برابر نہیں ہوسکتیں، اور نہ وہ امور شاقہ، پُر مشقت اور محنت طلب کاموں کو بخوبی انجام دے سکتی ہیں، اسی لیے بہت سے کاموں کی انجام دہی صرف مردوں کے سپرد ہوتی ہے، عورتوں کے شانہ ناتواں پر ان کا بوجھ نہیں ڈالا جاتا۔ نیز عورتوں کی اہم ترین زینت چراغِ خانہ ہوکر زندگی گزارنا ہے، نہ کہ شمعِ محفل ہوکر اجتماعیت کی زینت بننا ہے، اس لیے دورِ حاضر میں خاتون کی ڈرائیونگ کا مسئلہ مختلف احکامِ اسلام سے متصادم اور مزاجِ شرع سے غیر ہم آہنگ ہوسکتا ہے، جیسے کہ:

گھر سے بلکہ شہر سے باہر نکلنا، حجاب و پردے کے خلاف ہونا، مرد وزن کا اختلاط ہونا، کسی اجنبی مرد سے خلوت کا پیدا ہونا، مردوں کی مشابہت لازم آنا، مسافتِ شرعی سے دور جانا، گاڑیوں کے بگاڑ وتصادم سے پر مشقت اعمال کا سامنا پڑنا وغیرہ وغیرہ۔

ایسے امور ہیں جن سے ایک خاتون ڈرائیور کو نبرد آزما ہونا پڑے گا، اس لیے مذکورہ ان تمام امور میں منشا شریعت کو جاننا ضروری ہوگا، تاکہ ڈرائیونگ کے مسئلے کا شرعی حکم نکل سکے، اور اس کے جواز وعدمِ جواز کی تمیز ہوسکے۔

گھر سے نکلنا:

اللہ جل شانہ ازواجِ مطہرات ؓ کی شان میں ارشاد فرماتے ہیں: ”**وقرن فی بیوتکن، ولاتبرّجن تبرّج الجاهلیّة الأولی**“ (سورۂ احزاب: ۳۳) (اور تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو، اور قدیم زمانہ جاہلیت کے دستور کے موافق مت پھرو)۔

اس آیت پاک کے ذیل میں علامہ قرطبی تحریر فرماتے ہیں: ”**معنی هذه الایة الأمر بلزوم البیت، وإن**

☆ استاذ حدیث وفقہ جامعہ دارالاحسان، بارڈولی، سورت گجرات۔

كان الخطاب لنساء النبی ﷺ، فقد دخل غيرهن فيه بالمعنى، هذا لولم يَرِد دليل يخص جميع النساء، كيف والشريعة كافحة بلزوم النساء بيوتهن والأنكاف عن الخروج منها، إلا لضرورة" (الجامع لاحکام القرآن ۴/۱۵۹)۔

(مذکورہ آیت پاک میں عورتوں کے لیے گھر کو لازم پکڑنے کا حکم ہے، گو یہ حکم آپ ﷺ کی خواتین کو ہے، تاہم معنیً اس میں دوسری خواتین بھی داخل ہیں، اور یہ تب ہے کہ اگر تمام عورتوں کے شمول پر کوئی الگ دلیل وارد نہ ہو، اور کیسے دلیل وارد نہیں ہے؟ شریعت تو عورتوں کے گھروں کو لازم پکڑنے اور بلاضرورت نکلنے سے رُکی رہنے پر بھری پڑی ہے)۔

اسی طرح حضرت امام ابوبکر رازی احکام القرآن میں تحریر فرماتے ہیں: "**وفيه الدلالة على أن النساء مامورات بلزوم البيوت، منهيات عن الخروج**" (احکام القرآن للرازی ۳/۴۷۱) (اس آیت پاک میں اس بات پر راہنمائی ہے کہ عورتیں گھروں کو لازم پکڑنے کی پابند، اور نکلنے سے روک دی گئی ہیں)۔

اسی طرح مفتی شفیع احمد صاحبؒ بڑی وضاحت کے ساتھ احکام القرآن میں رقم طراز ہیں:

"**فلايجوز لهن الخروج من بيوتهن، إلا عن الضرورة بقدر الضرورة، مع اهتمام التستر والاحتجاب كل الاهتمام، وماسوى ذالک فمحظور ممنوع**" (احکام القرآن ۳/۳۲۰)۔

(عورتوں کے لیے اپنے گھروں سے باہر نکلنا جائز نہیں، مگر ضرورت کے وقت پورے تستر وحجاب کے ساتھ بقدر ضرورت نکل سکتی ہیں، اور اس کے علاوہ گھر سے باہر نکلنا بالکل ممنوع ہے)۔

مذکورہ اقتباسات سے معلوم ہوگیا کہ عورتیں گھر کی زینت ہیں، ان کا بلاضرورت گھر سے باہر آمد ورفت کرنا ممنوع ہے، البتہ ضرورت کے وقت بقدر ضرورت پورے حجاب وتستر کے ساتھ نکل سکتی ہیں۔

حجاب و پردہ:

اوپر بات گذر چکی ہے کہ عورتوں کے لیے چراغِ خانہ بن کر باپردہ نشیں رہنا ہی اصل پردہ ہے، بلاضرورت گھر سے باہر نکلنا جائز نہیں، تاہم ضرورت کے وقت حجاب وتستر کی پابندی کے ساتھ گھر سے باہر نکلنا منع بھی نہیں ہے، اور حضرات احناف ومالکیہ کے نزدیک عورت کا چہرہ اگرچہ فتنہ اور قصد تلذذ سے اَمَن کے وقت دیکھا جاسکتا ہے، لیکن اس شرط کا وجود اس دورِ پُرفتن میں جوئے شیر لانے کے مترادف ہے، اسی لیے حضراتِ ائمہ اربعہ علیہم الرحمہ کے نزدیک قصدِ تلذذ اور اندیشہ فتنہ کے وقت عورت کے چہرے کی طرف دیکھنا ناجائز ہے، چنانچہ "تکملہ فتح الملہم" میں ہے:

"**فقد اجمع الفقهاء على عدم الجواز إذا كان بقصد التلذذ، أو كان هناک خوف فتنة تدعو إلى إلا الاختلاء بها، ولاخلاف فی حرمة النظر الى وجه المرأة وكفيها فی هذه الحالة، أما إذا امن**

الرجل الفتنة، ولم يقصد التلذذ ففي جوازه خلاف، فمذهب الحنفية والمالكية جواز النظر، إلى الوجه والكفين في هذه الحالة .الخ"(تکملہ فتح الملہم ۴/۱۵۶)۔

لہٰذا اگر عورتیں کسی ضرورت کے وقت گھر سے باہر نکلیں گی، تو برقع یا بدن پوش چادر کے ذریعے چہرہ پوشی کے ساتھ نکلیں گی، اور بغیر سخت مجبوری کے چہرے سے نقاب کشائی نہ کریں گی۔ چنانچہ علامہ تقی عثمانی تحریر فرماتے ہیں:

"**فالحاصل أن المرأة مامورة في القرآن الكريم بان تسقر في بيتها ولاتخرج، إلا لحاجة، ثم إن خرجت لحاجة فهي مامورة بستر الوجه بادناء الجلباب أو البرقع، وبأن لاتُسفِر عن وجهها**"(تکملہ فتح الملہم ۴/۱۵۹)۔

نیز ہمارے فقہائے احنافؒ نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ عورتوں کو باہر نکلنے کے لیے روپوشی کا حکم اس لیے نہیں ہے کہ چہرہ عورت ہے، بلکہ اس وجہ سے ہے کہ چہرہ مرکز حسن و جمال اور باعث کشش ہے، اس لیے وہ موجبِ فتنہ ہونے کی وجہ سے لائق پردہ ہے، چنانچہ درمختار میں ہے:

"**وامّا في زماننا فمنع من الشابة .(وفي الشامية) لا، لأنه عورة، بل لخوف الفتنة**"(درمختار مع الشامی ۹/۵۳۲) حاصل یہ کہ عورتیں ضرورتِ شدیدہ کے وقت گھر سے نکلیں گی، تو حجاب و پردہ کے اہتمام کے ساتھ نکلیں گی۔

اختلاط وخلوت:

شریعتِ مطہرہ نے یہ بھی پسند نہیں فرمایا کہ کسی عورت کا مردوں کے ساتھ اختلاط اور ان کے شانہ بشانہ نشست و برخاست ہو، اور نہ یہ گوارا کیا کہ وہ کسی مرد کے ساتھ خلوت نشیں ہو، بلکہ شادی شدہ خاتون کے کسی مرد کے ساتھ خلوت اختیار کرنے کو اور بھی قبیح اور سنگین فتنے کا ذریعہ شمار کیا ہے، چنانچہ اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"**لايدخلنّ رجل بعد يوحى هذا على مغيبة، إلاومعه رجل أو اثنان**"(مسلم حدیث نمبر: ۵۶۳۳)(یعنی آج کے اس دن کے بعد کوئی شخص ایسی عورت پر داخل نہ ہو جس کا شوہر موجود نہ ہو، سوائے اس کے کہ اس مرد کے ساتھ کوئی ایک دو مرد اور ہوں)۔

اسی طرح امام ابوبکر جصاص رازی تحریر فرماتے ہیں:"**في هذه الأية دلالة على أن المرأة الشابة مأمورة بستر وجهها عن الأجنبيين، وإظهار الستر والعفاف عند الخروج لئلا يطمع أهل الريب فيهن الخ**"(احکام القرآن للرازی، احزاب باب الحجاب ج ۳/۴۸۶)۔

اس حدیث پاک کی شرح میں "مفہم شرح مسلم" سے علامہ تقی نقل فرماتے ہیں:

"**وهذا فی ذالک الزمان الصالح و صلاح العامة والخاصة، وأما فی الأزمنة الفاسدة فلاتخلو مع الواحد ولامع الكثير لخوف الظنة**"(تکملہ فتح الملہم ۴/ ۱۶۲)۔

اسی طرح اللہ کے نبی ﷺ نے ارشادفرمایا:"**ایّاکم والدخول علی النساء فقال رجل من الأنصار: یارسول الله افرأیتَ الحَمْوَ؟ فقال: الحَمْوُ الموْتُ**"(مسلم حدیث نمبر:۵۶۳۰)(آپ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ عورتوں کے پاس داخل ہونے سے اپنی حفاظت کرو،تو ایک انصاری صحابیؓ نے فرمایا: یارسول اللہ دیور کا کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے ارشادفرمایا: دیور کے ساتھ خلوت باعث موت ہے)۔

ان روایات کے علاوہ اور بھی بہت سی روایتوں میں مذکورہ مضمون موجود ہے، طوالت کی وجہ سے ترک کیا جاتا ہے۔

معلوم ہوگیا کہ اس فتنہ وفساد کے زمانے میں عورتوں کا مردوں سے اختلاط یا خلوت از روئے شرع ممنوع ہے، اور یہ ایک امر یقینی بات ہے کہ جو عورت پبلک ٹرانسپورٹ یا جہاز کی پائلٹ ہو یا ریلوے یا بس کے ٹکٹ جانچ پڑتال کرے، وہ کبھی تو اختلاط وخلوت دونوں امرِ ممنوع کی مرتکب ہوگی، اور کبھی کسی ایک کی نوبت ضرور آئے گی۔

مردوں کی مشابہت:

عورتوں کی ڈرائیونگ میں جہاں ذکر کردہ امورِ شرعیہ کی خلاف ورزی لازم آسکتی ہے، وہیں مردوں کے ساتھ مشابہت کا پہلو بھی ظاہر ہوتا ہے، کیوں کہ ڈرائیونگ اصلِ وضع میں مردوں کا کام ہے نہ کہ عورتوں کا، اور اللہ کے نبی ﷺ نے مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

"**لعن رسول الله ﷺ المتشبهات من النساء بالرجال، والمتشبهين من الرجال بالنساء**"۔

اسی طرح محیط برہانی میں ہے کہ عورتوں کی ڈرائیونگ میں تشبہ بالرجال پایا جاتا ہے، اس لیے عورتوں کو بلاضرورت شدیدہ اس کی اجازت نہ ہوگی۔

"**والمعنی فی النهی عن الرکوب من وجهين: أحدهما: أن هذا تشبه بالرجال، وقد نهين عن ذالک**"(المحیط البرہانی ۶/ ۱۳۴)معلوم ہوگیا کہ عورت کی ڈرائیونگ کی ممانعت میں ایک پہلو تشبہ بالرجال بھی ہے۔

مسافتِ شرعی:

اوپر وضاحت آچکی ہے کہ بغیر ضرورت شدیدہ عورت اپنے گھر کی چہار دیواروں سے باہر نہ نکلے، البتہ اگر دینی یا دنیوی اشد ضرورت ہو تو اہتمام حجاب وپردہ کے ساتھ نکلنے کی گنجائش ہے، لیکن اس کی دو صورتیں ہیں:

مسافتِ شرعی کے قرب وجوار کے لیے نکلنا، مسافتِ شرعی یا اس سے زائد کے لیے نکلنا۔

اس دوسری صورت کے سلسلے میں حضرات ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کا اتفاق ہے کہ شوہر یا محرم کی معیت ضروری ہے، اس کے بغیر گھر سے باہر نکلنا جائز نہیں، بلکہ حضرات احناف وحنابلہ کے نزدیک باوثوق عورتوں کے قافلے میں بھی شوہر یا محرم کے بغیر نہیں نکل سکتی، گو حضرات مالکیہ اور شافعیہ امور واجبہ کی ادائیگی کے لیے باوثوق عورتوں کے قافلے کے ساتھ شوہر ومحرم کے بغیر نکلنے کی اجازت دیتے ہیں، چنانچہ ''الموسوعۃ الفقہیہ'' میں ہے:

''**اتفق الفقهاء على أنه يحرم على المرأة أن تسافر بمفردها، وأنه لابد من وجود محرم أو زوج، (الى قوله) كما أجاز المالكية والشافعية للمرأة أن تسافر للحج الواجب مع الرفقة المامونة، ولم يقل بذالک الحنفية و الحنابلة**''(الموسوعۃ الفقہیۃ ۲۵/۳۸)۔

اور اس طرح مسافتِ شرعیہ اور اس سے زائد دور تک کی مسافرت کے لیے شوہر یا محرم کی شرط متعدد صحیح روایتوں سے ثابت ہے، حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"**لاتسافر المرأة ثلاثا، إلا ومعها ذومحرم، وفي رواية أو زوجها**" (مسلم حدیث نمبر: ۳۲۳۶)، لہٰذا عورت کے لیے مسافتِ شرعی تک کی ڈرائیونگ کے لیے بغیر شوہر یا محرم کے نکلنا بالاتفاق ناجائز ہوگا۔

رہی بات مسافتِ شرعی سے کم کی، تو حضرت علامہ شامیؒ حضراتِ شیخین رحمہما اللہ سے ایک روایت یہ بھی نقل کی ہے کہ عورت کے لیے ایک دن یعنی مسافتِ شرعی سے کم کی مسافرت بھی تنہا جائز نہیں، اور علامہ شامیؒ نے فرمایا کہ فسادِ زمان کی وجہ سے اسی پر فتوی دینا مناسب ہے۔

"**وروى عن أبي حنيفة و ابي يوسف كراهة خروجها وحدها ميسرة يوم واحد، وينبغي ان يكون الفتوى عليه، لفساد الزمان**" (فتح الملہم ۶/۲۳۱)

معلوم ہوگیا کہ عورت کا اپنے گھر سے اتنی دور تک تنہا نکلنا جہاں فتنہ ہوسکتا ہے، درست نہیں، خواہ مسافتِ شرعی ہو یا نہ ہو۔

پُر مشقّت اعمال سے نبرد آزمائی:

عورت کو اپنی خلقی ضعف وکمزوری کی وجہ سے ہمیشہ کسی نہ کسی ایسے مرد کی ضرورت پڑتی رہتی ہے جو ہر وقت اس کو آڑے وقت سے نکال کر راہِ سکون پر لا کھڑا کرے، اور یہ ایک مسلّم حقیقت ہے کہ ڈرائیونگ کرتے ہوئے اچانک مختلف ضروریات پیش آجاتی ہیں، اور صنف نازک کا ان سے نمٹنا ممکن نہیں ہوتا، جیسے کہ گاڑی کسی حادثے کا شکار ہوجائے، یا پہیے پنچر ہوجائیں یا کوئی ایسی مشینی خرابی واقع ہو جو چلنے سے مانع ہو، یا اوباش قسم کے لوگ دِق کرنے لگیں، یا ڈرائیونگ کرتے

ہوئے طبیعت کی بے اعتدالی یا شدید قضائے حاجت ہو وغیرہ، یہ سب ایسے امور ہیں جو ڈرائیور کو پیش آتے رہتے ہیں، اور ان سے عورت کا تنہا نمٹنا ایک مشکل ترین امر ہے، اس لیے ایسے وقت کا بھی تقاضا ہے کہ کوئی نہ کوئی محرم یا شوہر ڈرائیونگ کرنے والی کے ساتھ موجود ہو، اور تنہا عورت اس طرح کا اقدام نہ کرے، اسی لیے حجۃ الوداع کے موقع پر حضرت نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہؓ کو مقام تنعیم سے عمرہ فرمانے کا حکم دیا، اور اس کے لیے حضرت عائشہؓ کے بھائی عبدالرحمٰنؓ کو روانہ فرمایا، حالانکہ مکۃ المکرّمہ اور تنعیم کے درمیان بہت قلیل مسافت ہے، اس سے معلوم ہوا کہ عورت کا ضرورت کے وقت بھی تنہا سواری پر چلنا احتیاط کے خلاف ہے۔

مذکورہ تمہیدی کلمات جن سے ایک ڈرائیونگ کرنے والی خاتون کا سابقہ پڑنا ضروری ہے، ان میں شریعت کا منشا ومزاج بیان کرنے کے بعد اب سوالات کے جوابات تحریر کیے جاتے ہیں۔

خاتون کا گاڑی چلانا:

احادیث شریفہ اور فقہی عبارتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کی ڈرائیونگ مطلقا ممنوع نہیں ہے اور نہ مطلقا مباح ہے، بلکہ حدود وقیود کے ساتھ بقدر ضرورت کی اجازت ہے، چنانچہ علامہ علاؤالدین الحصکفی تحریر فرماتے ہیں:

"لاتركب مسلمة على سَرْج للحديث، هذا لو للتلهي ولو لحاجة غزوٍ او حج او مقصد ديني او دنيوي لابد لها منه، فلاباس به" (درمختار مع الشامی ۹/۶۰۶)۔

(حدیث پاک سے ثابت ہے کہ کوئی مسلمان عورت گھوڑے کی سواری نہیں کرے گی، لیکن یہ حکم اس وقت ہے جبکہ لہوولعب کے لیے ہو، اور اگر غزوہ یا حج یا کسی ضروری مقصد دینی یا دنیوی کے لیے ہو تو درست ہے)۔

بلکہ اس سے بھی وضاحت کے ساتھ علامہ محمود بن احمد بخاریؒ محیط برہانی میں نقل فرماتے ہیں:

"نهى النساء عن الركوب على السُرُج، وبه نقول، وأنه خرج موافقا لقوله عليه السلام: لعن الله الفروج على السروج، والمعنى فى النهى من وجهين، أحدهما: أن هذا تشبه بالرجال، وقد نهين عن ذالک، والثانى: أن فيه إعلان الفتن وإظهارها للرجال، وقد أمرن بالستر، قالوا: وهذا إذا كانت شابة" (المحیط البرہانی) (عورتوں کو گھوڑوں کی سواری سے روک دیا گیا ہے، اور ہم بھی اسی کے قائل ہیں، اور یہ ممانعت آپ ﷺ کے فرمان: "اللہ تعالی کی لعنت ہو ان عورتوں پر جو گھوڑوں کی سواری کرتی ہیں" کے موافق ہے، اور اس ممانعت کی دو وجہیں ہیں: (۱) اس طرح سواری کرنے میں مردوں سے مشابہت لازم آتی ہے، جبکہ تشبہ سے عورتوں کو روک دیا گیا ہے۔ (۲) اس طرح سواری کرنے میں فتنوں کا اعلان اور مردوں کے لیے ان کا اظہار ہے، حالانکہ عورتیں تستّر کی مامور ہیں، لیکن یہ ممانعت جوان عورت کے ساتھ متعلق ہے)۔

اس مسئلے کی مزید وضاحت مفید قید و بند کے ساتھ محیط برہانی میں حسب ذیل الفاظ سے دیکھی جاسکتی ہے:

"فأمّا، إذا كانت عجوزا أو كانت شابة، إلا أنها ركبت مع زوجها بعذر، بأن ركبت للجهاد، وقد وقعت الحاجة إليهن للجهاد أو للحج أو للعمرة فلاباس، إن كانت متسترة .فقد صح أن نساء المهاجرين كن يركبن الأفراس، ويخرجن للجهاد، فكان رسول الله ﷺ يراهنّ ولاينهاهن، وكذلک بنات خالد بن الوليد كن يركبن للجهاد يسقين المجاهدين الصفوف ويتداوين الجرحى"

(محیط برہانی ۶/ ۱۳۷)۔

(بہرحال جب سواری کرنے والی بوڑھی ہو یا ہوتو جوان مگر کسی عذر کی وجہ سے اپنے شوہر کے ساتھ سوار ہوئی ہو، بایں طور کہ ضرورتِ جہاد کی وجہ سے سوار ہوئی ہو یا حج وعمرہ کے لیے،تو حجاب وتستّر کی شرط کے ساتھ کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ یہ بات صحیح ہے کہ مہاجرینؓ کی عورتیں گھوڑوں کی سواری کرتی تھیں اور جہاد کے لیے نکلتی تھیں،تو اللہ کے نبی ﷺ انھیں دیکھتے تھے اور روکتے نہیں تھے،اسی طرح خالد بن الولید کی بیٹیاں سوار ہوکر جہاد کے لیے نکلتیں،اور صفِ جہاد میں کھڑے مجاہدین کو پانی پلاتیں اور زخمیوں کی تیمارداری کرتی تھیں)۔

اسی طرح احادیث مبارکہ میں بھی ضرورت کی وجہ سے عورتوں کا سواری کرنا ثابت ہے۔

چنانچہ بخاری شریف "باب النفقات" میں ہے: "**خير نساء ركبن الإبل نساء قريش**" (بخاری شریف رقم ۵۰۸۲،مسلم شریف رقم ۵۳۶۵) (اونٹ کی سواری کرنے والی عورتوں میں سب سے بہتر قریش کی عورتیں ہیں،اسی طرح حضرت امام بخاریؒ نے "کتاب النکاح" میں حضرت عائشہ اور حضرت حفصہؓ کے اللہ کے نبی ﷺ کے ساتھ سفر کا واقعہ نقل فرمایا ہے، جس میں موجود ہے کہ حضرت عائشہ اور حفصہ دونوں اپنی اپنی الگ الگ سواری پر سوار تھیں، چنانچہ روایت کے الفاظ یہ ہیں:

"**وكان النبى ﷺ إذا كان بالليل سار مع عائشة يتحدث، فقالت حفصة، ألا تركبين الليلة بعيرى، واركب بعيركِ، تنظرين و انظر، فقالت بلى، فركبت الخ**" (بخاری شریف رقم ۵۲۱۱) (اور جب رات کا وقت ہوتا اللہ کے نبی ﷺ حضرت عائشہؓ کے ساتھ بات چیت کرتے ہوئے چلتے،تو حضرت حفصہؓ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا: کیا رات آپ میرے سواری پر نہ سوار ہوں اور میں آپ کی سواری پر؟ تاکہ ایک منظر آپ دیکھیں اور ایک منظر میں دیکھ سکوں،تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کیوں نہیں! تو حضرت عائشہؓ نے سواری بدل لی اور حفصہؓ کی سواری پر سوار ہوگئیں۔الخ)۔

مذکورہ اقتباسات سے معلوم ہوگیا کہ عورتوں کے لیے ضرورت کی وجہ سے سواری کرنا جائز ہے، چونکہ موجودہ دور میں سواری کی نوعیت بدل چکی ہے اور اونٹ،گھوڑے کی سواری کی جگہ-ٹو ویلر-اور-فور ویلر-وغیرہ نے لے لی ہے،اور عموماً یہی سواری رائج پذیر ہے،اس لیے شدید ضرورت وحاجت کے وقت شروط وقیود کے ساتھ خاتون کے لیے دور حاضر کے اس

طرح کی گاڑی چلانے کی گنجائش ہوگی، لیکن یہ نہ تو مطلقا مباح ہوگا، اور نہ مطلقا ممنوع۔

شوقیہ گاڑی چلانا:

لہٰذا عورتوں کے لیے بغیر کسی ضرورت شدیدہ کے محض شوقیہ یا لہو ولعب یا سیر وتفریح کے مقصد سے گاڑی چلانا ازروئے شرع ممنوع ہے، اس لیے کہ اس میں جہاں مردوں کے ساتھ مشابہت ہے وہیں اجنبی مردوں کو دعوتِ نظّارہ دینا اور انھیں اپنی طرف مائل کرنا بھی ہے، جیسا کہ محیط برہانی کا جزئیہ گزر چکا ہے، اور اِس ارادے سے گاڑی چلانے میں خواہ مکمل حجاب وتستر کی رعایت حاصل ہو پھر بھی ممنوع ہے، اس لیے کہ اس میں دیگر وجہِ ممانعت کے ساتھ بلاضرورت گھر سے خروج موجود ہے، جیسا کہ تمہیدی کلام میں بات گزر چکی ہے، اور یہ ممنوع ہے۔

ضرورت کی وجہ سے گاڑی چلانا:

البتہ عورتوں کے لیے دینی یا دنیوی شدید ضرورت کے وقت مذکورہ جزئیات فقہیہ اور احادیث مبارکہ کی رو سے ڈرائیونگ کرنے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے، بشرطیکہ حسب ذیل شرطیں موجود ہوں:

(۱) پردے کا مکمل اہتمام ہو، کہ برقع میں چشم کے علاوہ پورا چہرہ چھپا ہو۔ کما مر فی التمہید

(۲) کچھ دور کی مسافت طے کرنے میں خواہ مسافتِ شرعی سے کم ہی کیوں نہ ہو، شوہر یا کوئی محرم ساتھ ہو۔ کما مر فی التمہید۔ تاکہ لقمہ فتنہ بننے سے حتی الوسع حفاظت ہو۔

(۳) اجنبی مردوں کے ساتھ اختلاط وخلوت لازم نہ آتا ہو۔ کما مر

(۴) خوشبو کے استعمال سے پرہیز ہو۔

(۵) صاحب حق کے حقوق سے بے اعتنائی نہ ہو۔ جیسا کہ شامی میں ہے:

"والذی ینبغی تحریرہ أن یکون له منعها عن کل عمل یؤدی إلی تنقیص حقه، أو ضرره أو إلی خروجها من بیته، وأما العمل الذی لاضرر له فیه فلاوجه لمنعها عنه" (شامی باب النفقۃ ۵/۳۲۵ زکریا)۔

لہٰذا مذکورہ تفصیلات کے بعد ہر ایک سوال کا بالترتیب جواب یہ ہے کہ:

(۱) گھر کے قرب وجوار میں ضرورتِ شدیدہ کے وقت مذکورہ شرطوں کے ساتھ تنہا گاڑی چلا کر جاسکتی ہے، خواہ دو پہیوں کی گاڑی ہو، یا ٹیکسی، بس وغیرہ ہو، اور اگر گھر سے دور جانا ہو تو مذکورہ شرطوں کے ساتھ شوہر یا محرم کا ہونا بھی ضروری ہوگا۔

(۲) اسی طرح اگر مسافتِ شرعی کی مقدار یا اس سے زائد کا سفر ہو تو تمام شرطوں کے ساتھ محرم یا شوہر کا ہونا ضروری

ہوگا، اور حضراتِ احناف یہاں عورتوں کے قافلے کے ساتھ نکلنا جواز کے لیے کافی نہ ہوگا۔ کما مر فی التفصیل۔

(۳) پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیونگ کرنے میں چونکہ مرد و زن کا اختلاط یقینی ہے، اس لیے اس کی ڈرائیونگ درست نہ ہوگی۔

(۴) جہاز کی پائلٹ بننے میں یقینی اعتبار سے مذکورہ بہت سی شرطوں کا فقدان ہے، جیسے خلوتِ مرد یا اختلاط کا لزوم، محرم وشوہر کا فقدان، مخصوص ہیئت ولباس سے مردوں کی مشابہت، اس لیے یہ پیشہ درست نہیں، جبکہ اس مسئلے کا تعلق خواتین کی ملازمت سے بھی ہے، جس کی قرار دادیں فقہ اکیڈمی کے اٹھارہویں سیمینار میں موجود ہیں، جن کی شرطوں کی رو سے بھی اس طرح کی ملازمت جائز نہیں ہے۔

(۵-۶) ٹرینوں میں بہ حیثیت ڈرائیور یا ٹکٹوں کی جانچ پڑتال کے لیے عورتوں کا ملازمت کرنا بھی جائز نہیں، اس لیے کہ اس میں اجنبی مردوں کے ساتھ اختلاط، اور کبھی خلوت کا لزوم ہوتا ہے، جبکہ مذکورہ ملازمت میں مقدار شرعی سے زائد کا سفر بغیر شوہر ومحرم کے بھی ممکن ہے، پھر اس طرح کی ملازمت سے شوہر کے حقوق کی ادائیگی اور بچوں کی تربیت میں کوتاہی بھی لازم آتی ہے، نیز نماز وعبادت کی ادائیگی کا نظام بھی مختل ہوجاتا ہے، جس کی تلافی مشکل ترین ہے، من جملہ خرابیوں میں سے خواتین کی ملازمت کرنے کا بھی سوال پیدا ہوتا ہے، اور خواتین کی ملازمت کے جواز کے لیے جو شرطیں فقہ اکیڈمی کے اٹھارویں سیمینار میں طے ہوئی ہیں ان کے تقاضے بھی سے یہ ملازمت جائز معلوم نہیں ہوتی، جیسا کہ وہ شرطیں شق نمبر ۷ میں آرہی ہیں:

اور ٹرین میں مسافروں کا ایک جمّ غفیر ہونا، ٹی ٹی کی حفاظت کے لیے سیکوریٹی گارڈ کا ہونا وغیرہ جواز کے اسباب نہیں بن سکتے، اگرچہ بعض ائمہ جیسے حضرت امام مالکؒ کے نزدیک باعث جواز ہو سکتے ہیں، اس لیے کہ ان کے نزدیک بڑا قافلہ شہر کے مانند ہوتا ہے، جس میں عورت کا سفر بغیر محرم وشوہر کے جائز ہے۔ ''**وقيد الباجي من المالكية المنع بالعدد القليل من الرفقة. أما القوافل العظيمة فهي كالبلاد فيجوز فيها سفرها**'' (الموسوعۃ الفقہیۃ ۲۲/۳۰۰) لیکن حضرات احناف وحنابلہ کے نزدیک یہ سب جواز کے اسباب نہیں بن سکتے، بلکہ ایسے مواقع پر حضرات احناف وحنابلہ کے نزدیک شوہر یا محرم کا ہونا شرط ہے۔ اور یہ موجود نہیں، لہٰذا اس طرح کی ملازمت میں ہر آن اجنبی مردوں سے اختلاط، ان سے ہم کلامی اور ان کے مسئلوں سے نمٹنا صنفِ نازک کی شایان شان نہیں۔

(۷) ریلوے اسٹیشن یا ایرپورٹ پر ٹکٹ کاٹنا، یہ بھی براہ راست خواتین کی ملازمت سے متعلق ہے۔ اور اس سلسلے میں خلاصہ یہ ہے کہ:

کسب معاش بنیادی طور پر مردوں کی ذمہ داری ہے، نہ کہ عورتوں کی، چنانچہ عورتوں کو بلاضرورت آزادی وترقی کے نام پر کسب معاش پر مجبور کرنا ایک سماجی ظلم ہے، لہٰذا عورتوں کے لیے محض شوقیہ یا معیار زندگی بلند کرنے کے لیے ملازمت کرنا جائز نہیں، لیکن اگر عورت مجبور ہو، شوہر نفقہ ادا نہ کرتا ہو، یا وہ کسب معاش سے معذور ہو، یا عورت بیوہ یا مطلقہ ہو اور اعزّ واقارب میں سے کوئی کفالت کرنے والا موجود نہ ہو تو اس طرح کی عورت کے لیے حضرت مفتی عبدالرحیم صاحب لاجپوریؒ حسب ذیل امر فرماتے ہیں:

سب سے بہتر صورت یہ ہے کہ مناسب جگہ نکاحِ ثانی کرلے، جب تک یہ صورت نہ ہو یا کسی وجہ سے عورت نکاحِ ثانی کے لیے امادہ نہ ہو تو گھر میں چھوٹے بچے بچیوں کو پڑھانا شروع کردے یا کوئی گھریلو ہنر اختیار کرے، اور اس سے اخراجات کا انتظام کرے، اگر ایسی کوئی صورت نہ ہو سکے اور عورت اور بچیوں کے پاس مال نہ ہو فاقہ کی نوبت آتی ہو تو عورت اور بچیوں کے اعزواقرباء پر ان کے نان ونفقہ کا انتظام کرنا لازم ہوگا، اگر وہ انتظام نہ کریں تو اہل محلّہ وجماعت المسلمین پر یہ فریضہ عائد ہوگا (فتاوی رحیمیہ ۵/۴۵۸)۔

اور اگر بدرجہ مجبوری عورت کو گھر سے نکلنا ہی پڑے تو درج ذیل شرائط کی رعایت کے ساتھ نکل سکتی ہے:

(۱) کسب معاش کے لیے گھر سے باہر نکلنے کے علاوہ کوئی چارہ نہ ہو۔

(۲) شرعی پردہ کی مکمل رعایت ہو، جس میں سادہ برقع پہننا اور نقش ونگار والے برقع سے اجتناب بھی شامل ہے۔

(۳) خوشبو کے استعمال سے پرہیز ہو۔

(۴) اختلاط مع الاجانب بالکل نہ ہو۔

(۵) اجنبی مردوں کے ساتھ تنہائی کی نوبت نہ آئے۔

(۶) شوہر اور بچوں کے حقوق سے بے اعتنائی نہ ہو۔

(۷) سفر شرعی میں شوہر یا محرم ساتھ ہو (نئے مسائل اور فقہ اکیڈمی کے فیصلے ص/۲۵۰ خواتین کی ملازمت)۔

لہٰذا ریلوے یا ایئر ٹکٹ کاٹنے کی ملازمت کے لیے مذکورہ شرطوں کی رعایت کرنا ہوگی، اور یہ اسی وقت ممکن ہے جبکہ اس آفس میں دوسرے اجنبی مردوں کی ڈیوٹی نہ ہو، ورنہ یہ ملازمت بھی جائز نہ ہوگی۔

☆☆☆

خواتین کی ڈرائیونگ سے متعلق بعض مسائل

مولانا محمد عمار مزمل قاسمی☆

۱- عورت کے لیے ازخود باہر نکلنے اور گاڑی چلانے میں موجودہ ماحول کی روشنی میں جو مفاسد ہیں اور شرعی احکام کی خلاف ورزی کا جو ارتکاب ہے وہ شرعی تناظر میں کسی سے مخفی نہیں ہے، اس لیے کہ حدیث مبارک میں ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے، اور ایک روایت میں ہے کہ: رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک عورت کمان لٹکائے گزری تو اس موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر اور عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر اللہ کی لعنت ہے''۔

اس لیے کہ یہ دونوں اصلاً مردوں ہی کے کام ہیں، اسی طرح گھڑسواری یا گاڑی چلانا بھی اصلاً مردوں کے کام ہیں۔ اور اس ممانعت کا تعلق خود گھڑسواری کرنے یا خود موٹر سائیکل یا گاڑی وغیرہ چلانے سے ہے، موٹر سائیکل یا گاڑی میں محرم یا شوہر کے ردیف بننے (پیچھے بیٹھ کر سوار ہونے) میں یہ ممانعت نہیں ہے، حدیث مشہور میں جس عمل کو لعنت کا موجب قرار دیا گیا ہے، محدثین کے نزدیک وہ حدیث سند کے اعتبار سے ثابت نہیں ہے، البتہ اس کا معنی اور مفہوم ثابت ہے؛ لہذا صورت مسؤلہ میں عورت یا لڑکی کا دو یا چار پہیہ کوئی بھی گاڑی ہو (خواہ وہ بائک ہو، یا اسکوٹی، کار یا بس لاری)، چلانا مردوں کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے منع ہے (دینی مسائل اور ان کا حل، ص ۳۴۳، ۳۴۴)؛ نیز خواتین کے موٹر سائیکل، کار وغیرہ چلانے میں شرعاً بہت سے مفاسد ہیں، جن میں چند درج ذیل ہیں:

الف: اس میں مردوں کی مشابہت ہے، اس لیے کہ سواری اصلا مردوں کا کام ہے، اور عورتوں کو مردوں کی مشابہت سے منع کیا گیا ہے۔

ب: اس میں فتنہ کا قوی اندیشہ ہے۔

ج: اس میں عورتوں کا مردوں کے سامنے اظہار ہے، جب کہ عورتوں کو پردہ میں اور چھپے رہنے کا حکم ہے۔

☆ استاذ جامعہ اشرف العلوم محمود آباد، کیندرہ پارہ، اڈیشہ۔

د: عورتوں کا مردوں کے سامنے محض اظہار ہی نہیں بلکہ مردوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کا انوکھا انداز ہے۔

ھ: خدانخواستہ موٹر سائیکل کے بے قابو ہونے کی صورت میں بے پردگی کا بھی سخت احتمال ہے۔

و: جرائم پیشہ افراد کا شکار ہونے کا زیادہ خطرہ ہے۔

ز: اس میں ہر طرح کے (جوان اور بڑی عمر کے) مردوں پر نظر پڑنا لازمی امر ہے، اس سے بچنا ممکن نہیں ہے، جب کہ عورتوں کو بھی حکم ہے کہ وہ غیر محرم مردوں پر نظر نہ ڈالیں۔

ح: اگر خدانخواستہ اس کا رواج ہو گیا تو عورت سرِ بازار مردوں کے لیے تماشہ بن جائے گی، جب کہ اسلام عورتوں کی عزت، آبرو اور عصمت کو محفوظ رکھنے کے لیے انہیں گھر کی چار دیواری میں رہنے کا حکم دیتا ہے۔

ط: اس سے معاشرہ میں بے حیائی کا ناسور پھیلنے کا اندیشہ ہے۔

ی: اسلامی معاشرے میں مغربی کلچر کو فروغ دے کر دشمنانِ اسلام کی خواہش میں معاونت کا باعث بھی ہے۔ لہذا اگر موٹر سائیکل چلانے کا عرف بھی ہو جائے تب بھی عورتوں کے لیے دیگر مفاسد موجود ہونیکی وجہ سے موٹر سائیکل چلانا جائز نہیں ہوگا۔

خلاصہ: خواتین کے لیے بلاضرورت محض شوقیہ طور پر یا زینت کے اظہار کے طور پر گاڑی چلانا شرعاً جائز نہیں ہے، اسی طرح اگر ضرورت محرم یا شوہر کے ساتھ سفر سے پوری ہو جاتی ہو تو عورت خود گاڑی چلانے سے اجتناب کرے، البتہ اگر دینی یا دنیوی ضرورت ایسی ہو کہ جس کے لیے خود سواری کی اشد ضرورت ہو دوسرا کوئی سبیل وانتظام نہ ہو تو مکمل پردہ کے اہتمام کے ساتھ، پُر امن راستے میں سفر کرنے کی گنجائش ہوگی؛ بشرطیکہ کوئی شرعی محظور نہ ہو، سنسان اور پُر خطر راستوں پر تنہا نہ جائے، اگر مسافتِ سفر سوا ستتر کلومیٹر سے زائد ہو تو شوہر یا محرم کے بغیر سفر کرنا جائز نہ ہوگا،

دلائل حوالہ قرآن کریم میں ہے:" وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ" (سورۂ احزاب:33) (اور تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور قدیم زمانہ جاہلیت کے دستور کے موافق مت پھرو اور تم نمازوں کی پابندی رکھو اور زکات دیا کرو اور اللہ کا اور اس کے رسول (علیہ السلام) کا کہنا مانو) (بیان القرآن)۔

'' أحکام القرآن میں ہے:"قال تعالى:وقرن في بيوتكن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الأولى: فدلت الآية على أن الأصل في حقهن الحجاب بالبيوت والقرار بها، ولكن يستثنى منه مواضع الضرورة فيكتفى فيها الحجاب بالبراقع والجلابيب ...فعلم أن حكم الآية قرارهن في البيوت إلا لمواضع الضرورة الدينية كالحج والعمرة بالنص، أو الدنيوية كعيادة قرابتها وزيارتهم أو احتياج إلى النفقة

وأمثالها بالقياس، نعم! لا تخرج عند الضرورة أيضًا متبرجةّ بزينة تبرج الجاهلية الأولى، بل فى ثياب بذلة متسترة بالبرقع أو الجلباب، غير متعطرة ولامتزاحمة فى جموع الرجال؛ فلا يجوز لهن الخروج من بيوتهن إلا عند الضرورة بقدر الضرورة مع اهتمام التستر والاحتجاب كل الاهتمام، وما سوى ذلک فمحظور ممنوع"(3/317-319،سورۃ الأحزاب:آلایۃ:33)۔

سنن أبی داؤد میں ہے:"عن عبد الله، عن النبى ﷺ قال:»صلاة المرأة فى بيتها أفضل من صلاتها فى حجرتها، وصلاتها فى مخدعها أفضل من صلاتها فى بيتها"(1/94،کتاب الصلاۃ، باب ماجاء فی خروج النساء إلی المسجد،ط:رحمانیۃ)۔

''مرقاۃ المفاتیح''میں ہے:"لأنها قد هى جت شهوة الرجال بعطرها وحملتهم على النظر إليها فقد زنى بعينه، ويحصل لها إثم، بأن حملته على النظر إليها وشوشت قلبه، فإذا هى سبب زناه بالعين، فتكون هى أيضا زانية أو كأنها هى زانية، قال ابن الملک: وفيه تشديد ومبالغة فى منع النسوة عن خروجهن من بيوتهن إذا تعطرن، وإلا فبعض الأعين قد عصمها الله تعالى عن الزنا بالنظر إليهن"(3/838،باب الجماعۃ وفضلہا،ط:دارالفکر)۔

''فتاوی شامی''میں ہے:"لا تركب مسلمة على سرج للحديث .هذا لو للتلهى، ولو لحاجة غزو أو حج أو مقصد دينى أو دنيوى لا بد لها منه، فلا بأس به.و فى الرد: (قوله: للحديث) وهو لعن الله الفروج على السروج ذخيرة.لكن نقل المدنى عن أبى الطيب أنه لا أصل له اه .يعنى بهذا اللفظ، وإلا فمعناه ثابت، ففى البخارى وغيره ،لعن رسول اللهﷺ المتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال« وللطبرانى »أن امرأة مرت على رسول اللهﷺ متقلدة قوسا فقال: لعن الله المتشبهات من النساء بالرجال والمتشبهين من الرجال بالنساء« " (قوله: ولو لحاجة غزو إلخ) أى بشرط أن تكون متسترة وأن تكون مع زوج أو محرم (قوله أو مقصد دينى) كسفر لصلة رحم ط"(6/423،کتاب الحظر والإباحۃ،ط:سعید)۔

المحیط البرہانی فی الفقہ النعمانی میں ہے:"وقوله: ولا تركب امرأة مسلمة على سرج بظاهره، نهى النساء عن الركوب على السرج، وبه نقول وإنه خرج موافقا لقوله عليه السلام:"لعن الله الفروج

على السروج"والمعنى فى النهى من وجهين؛ أحدهما: أن هذا تشبه بالرجال، وقد نهين عن ذلک، الثانى: أن فيه إعلان الفتن وإظهارها للرجال، وقد أمرن بالستر، قالوا: وهذا إذا كانت شابة، وقد ركبت السرج والفرج، فأما إذا كانت عجوزا أو كانت شابة إلا أنها ركبت مع زوجها بعذر بأن ركبت للجهاد، وقد وقعت الحاجة إليهن للجهاد، أو للحج أو للعمرة فلا بأس إن كانت مستترة، فقد صح أن نساء المهاجرين كن يركبن الأفراس، ويخرجن للجهاد، فكان رسول الله عليه السلام يراهن و (لا) ينهاهن، وكذلک بنات خالد بن الوليد كن يركبن، ويخرجن للجهاد يسقين المجاهدين فى الصفوف ويداوين الجرحى" (5/384، کتاب الاستحسان والکراہیۃ، ط: دار الکتب العلمیہ، بیروت)

۲-۳: موٹر سائیکل یا کار چلانے میں مردوں کے ساتھ ایک گونہ مشابہت ہے اور حدیث میں ایسی عورتوں پر لعنت آئی ہے جو مردوں کے مشابہت اختیار کریں، بخاری شریف میں ہے: **"لعن الله المتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال رواه البخارى"** (مشکاۃ المصابیح: ص ۳۸)، نیز اس میں دیگر قباحتیں ومفاسد وخطرات بھی ہیں جو اوپر سوال نمبر ایک کے جواب میں موجود ہے؛ اس لیے بلاضرورت شرعیہ وشدیدہ مستورات کے لیے گاڑی چلانا درست نہیں ہے، اگرچہ محرم ساتھ میں ہو۔ پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیور کو بھی مذکورہ وجوہات کی بنا پر شرعی نقطہ نظر سے نہیں رکھا جاسکتا ہے، کیونکہ اس میں بھی وہی ساری علتیں ومفاسد موجود ہے، لہٰذا عورت کا اپنے شہر یا علاقہ سے باہر سفر کا ارادہ ہو اور اڑتالیس میل (سوا ستتر کلومیٹر) یا اس سے زیادہ مسافت کا سفر ہو تو جب تک مردوں میں سے اپنا کوئی محرم یا شوہر ساتھ نہ ہو اس وقت تک عورت کے لیے شرعاً سفر کرنا جائز نہیں ہے، حدیث شریف میں اس کی سخت ممانعت آئی ہے۔ البتہ سفر شرعی سے کم مسافت کے سفر میں اگر فتنہ کا خوف نہ ہو تو اکیلے سفر کی گنجائش ہے۔ عمومی احوال میں بھی احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ اڑتالیس میل سے کم یا شہر کے اندر بھی بالکل تنہا سفر نہ کرے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایات ہے کہ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والی عورت کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے کہ وہ تین راتوں کی مسافت کے بقدر سفر کرے، مگر یہ کہ اس کے ساتھ اس کا محرم ہو۔

"عن عبد الله بن عمر، عن النبى ﷺ، قال: لايحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر، تسافر مسيرة ثلاث ليال، إلا ومعها ذو محرم" (الصحیح لمسلم، 1/433، کتاب الحج، ط: قدیمی)۔

اسی طرح بخاری شریف کی ایک روایت ہے کہ عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ انہوں نے آپ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ فرمارہے تھے: کوئی عورت کسی مرد سے تنہائی میں نہ ملے اور نہ کوئی عورت بغیر محرم کے سفر کرے، تو حاضرین میں سے ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے فلاں جہاد کے سفر میں جانے کے لیے اپنا نام لکھوایا ہے،

جب کہ میری بیوی حج کرنے جارہی ہے،تو آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔

"عن ابن عباسؓ، أنه: سمع النبی ﷺ، یقول: لایخلونّ رجل بامرأة، ولا تسافرنّ امرأة إلا ومعها محرم، فقام رجل فقال: یا رسول الله، اکتتبتُ فی غزوة کذا وکذا، وخرجت امرأتی حاجةً، قال:اذهب فحجّ مع امرأتک" (صحیح البخاری(4/59)۔

عورت کے لیے سفر شرعی کی مسافت یعنی سوا ستتر کلومیٹر یا اس سے زیادہ مسافت کا سفر شوہر یا محرم شرعی کے بغیر کرنا شرعاً جائز نہیں ہے،خواہ کیسی ہی مجبوری ہو، نیز فلائٹ کا سفر ہو یا ٹرین وغیرہ کا (مستفاد از فتاوی محمودیہ جدید ڈابھیل،۱:۳۳۰،۳۳۱)۔

فتاوی ہندیہ میں ہے:"(ومنها المحرم للمرأة) شابة کانت أو عجوزا إذا کانت بینها وبین مکة مسیرة ثلاثة أیام هکذا فی المحیط، وإن کان أقل من ذلک حجت بغیر محرم کذا فی البدائع، والمحرم الزوج، ومن لا یجوز مناکحتها علی التأبید بقرابة أو رضاع أو مصاهرة کذا فی الخلاصة، ویشترط أن یکون مأمونا عاقلا بالغا حرا کان أو عبدا کافرا کان أو مسلما، هکذا فی فتاوی قاضی خان والمجوسی إذا کان یعتقد إباحة مناکحتها لا یسافر معها کذا فی محیط السرخسی والمراهق کالبالغ، وعبد المرأة لیس بمحرم لها، کذا فی الجوهرة النیرة، ولا عبرة للصبی الذی لا یحتلم والمجنون الذی لا یفیق کذا فی محیط السرخسی، وتجب علیها النفقة والراحلة فی مالها للمحرم لیحج بها، وعند وجود المحرم کان علیها أن تحج حجة الإسلام، وإن لم یأذن لها زوجها، وفی النافلة لا تخرج بغیر إذن الزوج، وإن لم یکن لها محرم لا یجب علیها أن تتزوج للحج کذا فی فتاوی قاضی خان، ثم تکلموا أن أمن الطریق وسلامة البدن – علی قول أبی حنیفةؒ ووجود المحرم للمرأة شرط لوجوب الحج أم لأدائه، بعضهم جعلوها شرطا للوجوب وبعضهم شرطا للأداء، وهو الصحیح، وثمرة الخلاف فیما إذا مات قبل الحج فعلی قول الأولین لا تلزمه الوصیة، وعلی قول الآخرین تلزمه کذا فی النهایة" (کتاب المناسک 1/218، دار الفکر، شرح معانی الآثار:(114/2، ط:عالم الکتب)۔

"عن أبی هریرةؓ قال: قال رسول الله ﷺ: "لا یحل لامرأة أن تسافر مسیرة ثلاثة أیام، إلا مع رجل یحرم علیها نکاحه" (بدائع الصنائع 132/2، ط:دار الکتب العلمیۃ)۔

"عن ابن عباسؓ عن النبی ﷺ أنه قال: ألا لا تحجن امرأة، إلا ومعها محرم"، وعن النبی ﷺ أنه قال: لا تسافر امرأة ثلاثة أیام، إلا ومعها محرم أو زوج، ولأنها إذا لم یکن معها زوج، ولا

محرم لا یؤمن علیها إذ النساء لحم علی وضم، إلا مأ ذب عنه، ولهذا لا یجوز لها الخروج وحدها" ۔

۴ تا ۷: (نوٹ) چونکہ یہ چاروں سوال کا مقصد ایک ہی وہ ہے عورتوں کی ملازمت، تمہید عورت کو اللہ رب العزت نے گھر کی زینت، امورِ خانہ داری کی اصلاح، والدین اور شوہر کی خدمت، اولاد کی صحیح پرورش اور دینی تربیت کے لیے پیدا کیا ہے اور یہی اس کی پیدائش کا اصل مقصد ہے۔ پھر دیکھا جائے تو شریعت نے اصالتہً عورت پر کسبِ معاش کی ذمہ داری نہیں ڈالی ہے؛ بلکہ مردوں کو کسبِ معاش کا مکلّف بنایا ہے؛ چنانچہ شادی تک لڑکیوں کا نان ونفقہ والد کے ذمے اور شادی کے بعد شوہر پر واجب قرار دیا ہے، یہی لوگ اس کے نان ونفقہ کے ذمہ دار ہیں۔

" **الرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ**"(سورہ نساء:۳۴) (مرد حاکم ہیں عورتوں پر اس سبب سے کہ اللہ تعالی نے بعضوں کو بعضوں پر فضیلت دی ہے اور اس سبب سے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کیے ہیں۔ اس لیے کسی عورت کو اگر نفقے کی تنگی یا مخصوص حالات کے تحت معاشی بدحالی کا سامنا نہیں، تو محض معیارِ زندگی بلند کرنے اور زندگی میں ترفہ پیدا کرنے کے لیے گھر سے باہر نکل کر ملازمت کے لیے پیش قدمی کرنا شریعت کی نظر میں پسندیدہ عمل نہیں؛ لیکن اگر عورت کو معاشی تنگی کا سامنا ہو اور شوہر اس کی ذمہ داری اٹھانے سے قاصر ہو، یا تساہلی کرتا ہو، یا عورت بیوہ ہو اور گھر میں رہ کر اس کے لیے کوئی ذریعہ معاش اختیار کرنا ممکن نہ ہو، تو ایسی مجبوری اور ضرورت کے وقت ملازمت کے لیے گھر سے باہر نکلنے کی اجازت ہوگی؛ چنانچہ حضرات فقہائے کرام نے معتدہ الوفات کو کسبِ معاش کے لیے دن دن میں گھر سے باہر نکلنے کی اجازت دی ہے؛ مگر ایسی مجبوری اور ضرورت کے وقت باہر نکل کر ملازمت کے جائز ہونے کے لیے پہلی شرط یہ ہے کہ ملازمت کا کام فی نفسہ جائز کام ہو ایسا کام نہ، جو شرعاً ناجائز یا گناہ ہو؛ کیونکہ ممنوع وناجائز کام کی ملازمت بہرصورت ناجائز ہے۔ عورت کے لیے ملازمت ناگزیر ہونے کی صورت میں اور اس شرط کے پائے جانے کے ساتھ کہ وہ ملازمت جائز کام کی ہے، دوسری ضروری شرط احکامِ ستر وحجاب کی پوری پابندی کرنا ہے، اس کی تفصیل شرعی تعلیمات کی روشنی میں درج ذیل ہے:

(الف): شرعی پردہ کی مکمل رعایت ہو، باہر نکلنے کے وقت شدید ضرورت کی حالت میں اگرچہ چہرہ اور ہاتھ کھولنے کی اجازت ہے؛ مگر فتنے کا خوف ہو تو ان کے کھولنے سے بھی پرہیز کرنا ضروری ہے، موجودہ دور جو فتنہ کا خوف ناک دور ہے، اس میں عام حالات میں حکم چہرہ چھپانے ہی کا ہے۔

(ب): لباس دبیز، سادہ اور جسم کے لیے ساتر ہو، بھڑک دار، جاذب، پرکشش اور نیم عریاں قسم کا نہ ہو، اور ایسا لباس بھی نہ ہو، جس سے جسم کا کوئی حصہ نمایاں ہوتا ہو؛ کیوں کہ حدیث میں عورت کے لیے ایسا لباس پہننے کی ممانعت اور

وعیدوارد ہوئی ہے: ''رب نساء كاسيات عاريات مميلات ومائلات، لا يدخلن الجنّة ولا يجدن ريحها وإن ريحها ليوجد من مسيرة كذا وكذا''(مسلم شریف ۱/ ۳۹۷)(کچھ عورتیں ہیں جو کپڑا پہننے والی ہیں(مگر) وہ برہنہ ہیں، دوسروں کو مائل کرنے والی ہیں اور خود بھی مائل ہونے والی ہیں (ایسی عورتیں) ہرگز جنت میں نہیں جائیں گی اور نہ اس کی خوشبو سونگھ پائیں گی حالانکہ اس کی بو اتنی اتنی دور سے آئے گی)۔

(ج) بناؤ سنگار اور زیب وزینت کے ساتھ نیز خوشبو لگا کر نہ نکلے، قرآن کریم میں اس سے ممانعت وارد ہوئی ہے ارشاد باری ہے: ''وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلَى ''(احزاب:۳۳)، احادیث میں بھی خوشبو لگا کر نکلنے والی عورت کو زانیہ قرار دیا گیا ہے: ''كل عين زانية والمرأة إذا استعطرت فمر ت بالمجلس فهي كذا، وكذا يعني زانية''(ترمذی:رقم:۲۷۸۶)(ہر آنکھ زنا کرنے والی ہے اور عورت جب خوشبو لگا کر مجلس کے پاس سے گذرتی ہے تو وہ زنا کرنے والی ہوتی ہے۔

(د) مردوں سے بالکل اختلاط نہ ہو، اگر کبھی کسی مرد سے اتفاقیہ گفتگو کی نوبت آئے تو عورت لوچ دار طرزِ گفتگو کے بجائے سخت لہجہ اختیار کرے تاکہ دل میں بے جا قسم کے وساوس وخیالات پیدا نہ ہوں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهِ مَرَضٌ''(سورۂ احزاب:۳۲)(تم بولنے میں نزاکت مت کرو کہ ایسے شخص کو خیال ہونے لگتا ہے جس کے قلب میں خرابی ہے)۔

(ھ) ایسا زیور پہن کر نہ نکلے جس سے آواز آتی ہو۔''وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ''(سورۂ نور:۳۱)(اور اپنے پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ ان کا مخفی زیور معلوم ہو جاوے)۔

(و) ملازمت کرنے کی وجہ سے خانگی امور میں لاپروائی نہ ہو جس سے شوہر اور بچوں کے حقوق ضائع ہوں؛ کیوں کہ عورت کی اولین اور اہم ذمہ داری، بچوں کی تعلیم وتربیت اور امور خانہ داری ہے، ملازمت ثانوی درجہ کی چیز ہے، شریعت نے عورت کو اس کا مکلّف بھی نہیں بنایا۔

(ز) راستہ پرامن ہو؛ یعنی آمد ورفت کے دوران کسی شر اور فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔ کام ایسا ہو جو جسم، تخلیق، اور مزاج ہر اعتبار سے صنف نازک کے ساتھ میل رکھتا ہو، مثلاً: طب، نرسنگ، تدریس، سلائی کڑھائی وغیرہ۔ کام کی وجہ سے بغیر محرم کے سفر کرنا نہ پڑے۔ کام کی لیے جاتے ہوئے کسی حرام کام کا ارتکاب نہ کرنا پڑے، مثلاً: ڈرائیور کے ساتھ تنہا سفر کرنا، مذکورہ شرطیں قرآن وحدیث سے ثابت ہیں، فقہائے کرام نے ان کی صراحت کی ہے، ان شرائط کا لحاظ رکھتے اور ان پر عمل کرتے ہوئے اگر جائز کام کی ملازمت عورت اختیار کرے تو اس کی گنجائش ہوسکتی ہے؛ مگر غور کا مقام ہے کہ اکثر جگہوں میں دورانِ ملازمت بالخصوص جن ملازمتوں کا سوال نامہ میں ذکر ہے ان میں سے بیشتر شرائط مفقود ہوتی ہیں، اور یہ بھی غور کرنے کا مقام

ہے کہ جہاں عورتوں کی ملازمت سے بظاہر کچھ فوائد محسوس کئے جاتے ہیں، وہیں معاشرے پر اس کے بہت زیادہ خراب اثرات بھی پڑ رہے ہیں؛ مثلاً: خاندانی رکھ رکھاؤ ختم ہوجاتا ہے، زوجین کے مزاج وانداز میں ایک دوسرے سے دوری پیدا ہوجاتی ہے، بچوں کی تربیت نرسری کے حوالے ہوجاتی ہے، عورت کی ملازمت ہی کے نتیجے میں طلاق وتفریق کے مسائل بھی بہ کثرت رونما ہورہے ہیں۔

اگر کسی عورت کو واقعی معاشی تنگی کا سامنا ہونے کی بنا پر ملازمت ناگزیر ہوجائے تو بہ وقت ضرورت ملازمت اختیار کرنے کی صورت میں اسے اللہ اور اس کے رسول پر کامل ایمان اور اسلام کے احکام پر پختہ یقین رکھنے والی مسلم خاتون کی طرح اسلام کے حکم حجاب کو بھی تسلیم کرتے ہوئے، حجاب کی شرعی ہدایات پر کاربند اور عمل پیرا ہونے میں فخر محسوس کرنا چاہیے؛ کیونکہ یہ اسلام کا خصوصی حکم اور اس کا شعار ہے؛ لہٰذا عورت خود اپنے حالات میں غور کرلے کہ اس کو ملازمت کی ضرورت کس درجہ کی ہے اور ملازمت اختیار کرنے میں کیا کیا امور ناجائز وگناہ کے اسے اختیار کرنے پڑیں گے؛ جن سے ایک مسلم خاتون کی حیثیت سے اپنے آپ کو بچانے کی فکر کرنا، اس کے ذمہ لازم وضروری ہے، حاصل یہ ہے کہ مجبور کن حالات میں بھی خلافِ شرع امور سے اجتناب کی راہ اختیار کرنا، عورت کی خود اپنی ذمہ داری ہے۔

چنانچہ شیخ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں: "عورت کے لیے ملازمت کی جگہ ایسی ہونی چاہیے جہاں: صرف عورتیں ہی کام کریں، مثلاً: لڑکیوں کے تعلیمی اداروں میں کام کرے، چاہے وہاں پر کام ادارتی ہو یا فنی، اپنے گھر میں رہتے ہوئے خواتین کے کپڑے وغیرہ سلائی کرے، یا اسی طرح کا کوئی اور کام کرے، لہٰذا ایسی جگہیں جہاں پر مرد حضرات کام کرتے ہوں تو وہاں پر عورت کی لیے کام کرنا جائز نہیں ہے؛ کیونکہ اس سے مردوں کے ساتھ اختلاط لازم آئے گا، اور یہ بہت سنگین نوعیت کا فتنہ ہے جس سے بچنا انتہائی ضروری ہے، یہ بات ذہن نشین کرنا بھی ضروری ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: (میرے بعد مردوں کیلیے خواتین سے بڑا کوئی فتنہ نہیں ہوگا، بنی اسرائیل کی آزمائش بھی خواتین کے ذریعے ہوئی تھی) اس لیے گھر کے سربراہ پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ فتنوں کی جگہوں اور فتنوں کے اسباب سے اپنے اہل خانہ کو بچا کر رکھے" **انتهى فتاوى المرأة المسلمة**"(2/981)۔

دلائل حوالہ:

قرآنِ کریم میں ہے: "**وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلٰى**" (اَحزاب: ۳۳) (اور قرار پکڑو اپنے گھروں میں اور دکھلاتی نہ پھرو جیسا کہ دکھلانا دستور تھا پہلے جہالت کے وقت میں)۔

آیت کریمہ سے یہ بات صاف طور پر معلوم ہورہی ہے کہ اصل مطلوب عنداللہ عورتوں کے لیے یہ ہے کہ وہ گھروں

سے باہر نہ نکلیں، ان کی تخلیق گھریلو کاموں کے لیے ہوئی ہے، وہ انھیں میں مشغول رہیں اور اصل پردہ جو شرعاً مطلوب ہے وہ حجاب بالبیوت (گھروں میں رہنا) ہے (معارف القرآن ۷/ ۱۳۳)، "يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا" (الأحزاب:۵۹) (اے نبی کہہ دے اپنی عورتوں کو اور اپنی بیٹیوں کو اور مسلمانوں کی عورتوں کو نیچے لٹکا لیں اپنے اوپر تھوڑی سی اپنی چادریں اس میں بہت قریب ہے کہ پہچانی پڑیں تو کوئی ان کو نہ ستائے اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان)۔

"تفسیر روح المعانی" (12/128) میں ہے: "ومِن، للتبعيض، ويحتمل ذلک على ما في الكشاف وجهين: أحدهما أن يكون المراد بالبعض واحدًا من الجلابيب وإدناء ذلک عليهن أن يلبسنه على البدن كلّه، وثانيهما أن يكون المراد بالبعض جزئًا منه، وإدناء ذلک عليهنّ أن يتقنّعن فيسترن الرأس والوجه بجزء من الجلباب مع إرخاء الباقي على بقية البدن."يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنّ مِن جَلَابِيبِهِنّ ذَلِكَ أَدْنَى أَن يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللهُ غَفُوراً رّحِيماً" (سورۂ أحزاب:۵۹) (اے پیغمبر! آپ اپنی بیویوں اور مسلمانوں کی عورتوں کو کہہ دیجیے کہ وہ اپنی چادریں تھوڑی سی، اپنے اوپر لٹکائیں، اس میں یہ قریب ہے کہ پہچانی جائیں اور کوئی ان کو نہ ستائے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے)۔

آیت کریمہ سے دلالتہً یہ بات معلوم ہو رہی ہے کہ اگر خواتین کو ضرورت کے وقت باہر نکلنا پڑے تو وہ لمبی چادریں (یا برقعہ وغیرہ) پہن کر باہر نکلیں۔ اس سے پردۂ شرعی کے حکم کی تعمیل بھی ہو جائے گی اور بہت سہولت کے ساتھ اوباش اور شریر لوگوں سے حفاظت بھی، جلابیب جلباب کی جمع ہے جو لمبی چادر کو کہا جاتا ہے، جس میں عورت سر سے پیر تک مستور ہو جائے، جس کی ہیئت کے متعلق حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ وہ چادر ہے جو دوپٹہ کے اوپر اوڑھی جاتی ہے (ابن کثیر)، اور حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے اس کی ہیئت یہ بیان فرمائی: "اَمَرَ اللهُ نِسَاءَ المؤمنينَ إذَا خَرَجْنَ مِنْ بُيُوْتِهِنّ فِي حَاجَةٍ أنْ يُغَطِّيْنَ وُجُوْهُهُنّ مِنْ فَوْقِ رُؤُوسِهِنّ بِالْجَلابِيْبِ وَيُبْدِيْنَ عَيْنًا وَاحِدًا" (ابن کثیر) (اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی عورتوں کو حکم دیا کہ جب وہ کسی ضرورت سے اپنے گھروں سے نکلیں تو اپنے سروں کے اوپر سے چادر لٹکا کر چہروں کو چھپا لیں اور صرف ایک آنکھ (راستہ میں دیکھنے کے لیے) کھلی رکھیں)۔

امام محمد بن سیرینؒ سے مروی ہے کہ مشہور تابعی حضرت عبیدہ نے آیت: "يُدْنِينَ عَلَيْهِنّ مِنْ جَلَابِيبِهِنّ" کی عملی تفسیر فرماتے ہوئے چادر کو چہرے پر اس طرح لپیٹا کہ صرف ایک آنکھ نظر آ رہی تھی (احکام القرآن ۳/ ۳۷۱)، گویا موصوف

نے آیتِ مبارکہ کی تفسیر اس طرح فرمائی کہ عورت پورے بدن کو چہرے سمیت ڈھانک لے اور صرف بہ قدر ضرورت ایک آنکھ کھولے رکھے؛ تاکہ راستہ میں دیکھ کر چلنے میں دشواری نہ ہو۔

مشہور مفسر علامہ آلوسیؒ اپنی معرکۃ الآراء تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں:" ثُمّ اعْلَمْ أنّ عِنْدِیْ مِمّا یَلْحَقُ بِالزّیْنَةِ الْمَنْهِی عَنْ إبْدَائِهَا مَا یَلْبَسُهُ أکْثَرُ مُتْرَفَاتِ النساءِ فی زمانِنَا فوقَ ثِیابِهِنّ وَیَتَسَتّرْنَ بِهٖ إذَا خَرَجْنَ مِنْ بُیُوتِهِنّ وَهُوَ غِطاءٌ مَنْسُوْجٌ مِنْ حَرِیْرٍ ذِی عِدّةِ أَلْوَانٍ وَفِیْهِ مِنَ النُّقُوْشِ الذّهَبِیّةِ أوِ الْفِضّیّةِ مَا یَبْهَرُ الْعُیُوْنَ، وَأرٰی أَنّ تَمْکِیْنَ أزْوَاجِهِنّ وَنَحْوِهِمْ لَهُنّ مِنَ الْخُرُوْجِ بِذٰلِکَ وَمَشْیِهِنّ بِهٖ بَیْنَ الأجَانِبِ مِنْ قِلّةِ الْغَیْرَةِ وَقَدْ عَمّتِ الْبَلْوٰی بِذٰلِکَ "(روح المعانی ۱۸/۱۴۶) (یہ بات اچھی طرح جان لینی چاہیے کہ میرے خیال میں جس طرح کی زینت کا اظہار شریعت میں منع ہے اس میں یہ بھی ہے جو ہمارے زمانہ کی مال دار عورتیں اپنے کپڑوں کے اوپر پہنتی ہیں اور گھر سے باہر نکلتے وقت ان کپڑوں سے پردے کا کام لیتی ہیں؛ حالانکہ وہ رنگ برنگ ریشمی دھاگوں سے بنا ہوا برقع ہوتا ہے جس میں سونا یا چاندی کی نقش نگاری ہوتی ہے جسے دیکھ کر آنکھیں خیرہ ہوجاتی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ شوہر وغیرہ کا ان عورتوں کو اس انداز میں گھر سے نکلنے اور اجنبی مردوں کے درمیان آنے جانے پر روک ٹوک نہ کرنا بے غیرتی پر مبنی ہے جس کا چلن آج کل بہت عام ہوگیا ہے۔

ان فیشن ایبل برقعوں کے متعلق مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے" احکام القرآن للجصاص" کے حوالہ سے لکھا ہے کہ جب زیور کی آواز تک کو قرآن کریم نے اظہارِ زینت میں قرار دے کر ممنوع کیا ہے تو مزین رنگوں کے کامدار برقعے پہن کر نکلنا بدرجہ اولیٰ ممنوع ہوگا (معارف القرآن ۶/۴۰۷)۔

احمد بن مالکی لکھتے ہیں: فتنے کے اندیشہ کی وجہ سے عورتوں پر واجب ہے کہ وہ مزین اور نقش ونگار والے برقعوں کے بجائے سادہ برقع پہن کر اجنبی مردوں سے پردہ کر کے باہر نکلیں (حاشیہ الصاوی ۵/۵۱)، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اے لوگو! تم اپنی عورتوں کو زینت اور اترانے والے برقعے اور چادر پہن کر مساجد جانے سے روکو؛ اس لیے کہ بنی اسرائیل کی عورتوں پر زینت اور اترانے والے لباس پہن کر مسجدوں میں جانے کے سبب لعنت ہوئی تھی (فتح القدیر ۱/۳۷۶، صحیح مسلم (6/168)۔

"عن أبی هریرةؓ قال: قال رسول الله ﷺ: ...»ونساء کاسیات عاریات ممیلات مائلات رئوسهن کأسنمة البخت المائلة لایدخلن الجنة و لایجدن ریحها، وإن ریحها لیوجد من مسیرة کذا و کذا" (سنن النسائی 8/153)، "عن الأشعری قال: قال رسول اللهﷺ: أیما امرأة استعطرت فمرت علی

قوم ليجدوا من ريحها فهى زانية''، ''فتاوی بزازیہ علی ہامش الھندیہ'' میں ہے:''ولايأذن بالخروج إلى المجلس الذى يجتمع فيه الرجال والنساء، وفيه المنكرات''(4/156،رشیدیہ)۔

''لمافى النهر الفائق:وحيث أبحنا الخروج، فإنما يباح بشرط عدم الزينة وتغيير الهيئة على ما لا يكون داعية لنظر الرجال والاستمالة'' (کتاب الطلاق،باب النفقۃ:2/516،رشیدیۃ)۔

''وفى روح المعانى:وأجيب بأن الأمير بالاستقرار فى البيوت والنهى عن الخروج ليس مطلقًا وإلا لما أخرجهن ﷺ بعد نزول الآية للحج والعمرة ولما ذهب بهن فى الغزوات ولما رخص لهن لزيارة الوالدين، وعيادة المرضى وتعزية الأقارب وقد وقع كل ذلک كما تشهد به ...وقد جاء فى الحديث الصحيح أنه عليه الصلاة والسلام قال لهن بعد نزول الآية: أذن لكن أن تخرجن لحاجتكن، فعلم أن المراد الأمر بالاستقرار الذى يحصل به وقارهن وامتيازهن على سائر النساء، بأن يلازمن البيوت فى أغلب أوقاتهن، ولا يكن خراجات ولاجت طوافات فى الطريق والأسواق وبيوت الناس، وهذا لا ينافى خروجهن للحج أو لما فيه مصلحة دينية مع التستر وعدم الابتذال'' (سورۂ أحزاب، مبحث فی تفسیر قولہ تعالی: ''وقرن فى بيوتكن''9 /22،دار إحیاء التراث العربی)۔

☆☆☆

خواتین کی ڈرائیونگ سے متعلق بعض مسائل

مولانا ابراہیم ورتھی فلاحی☆

۱- واضح رہے کہ شریعت مطہرہ نے عورتوں کو گھروں میں رہنے کا حکم دیا ہے اور زمانہ جاہلیت کے دستور کے موافق بے پردگی کے ساتھ اور بلاضرورت گھر سے باہر نکلنے اور گھومنے پھرنے سے منع کیا ہے، حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: عورت چھپانے کی چیز ہے جب وہ گھر سے باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کی تانک جھانک میں لگ جاتا ہے، حتی کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز کے معاملے میں بھی یہی پسند فرمایا کہ عورتیں اپنے گھروں میں ہی نماز پڑھیں اور اس کی ترغیب دی، حضرت ام حمیدؓ نے بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ مجھے آپ کے ساتھ نماز پڑھنے کا شوق ہے آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا شوق اور دینی جذبہ بہت اچھا ہے، مگر تمہاری نماز اندرونی کوٹھی میں کمرے کی نماز سے بہتر ہے اور کمرے کی نماز گھر کے احاطے کی نماز سے بہتر ہے اور گھر کے احاطے کی نماز محلے کی مسجد سے بہتر ہے اور محلے کی مسجد کی نماز میری مسجد (مسجد نبوی) کی نماز سے بہتر ہے، چنانچہ حضرت ام حمید ساعدیؓ نے فرمائش کر کے اپنے کمرے کے اخیر کونے میں جہاں سب سے زیادہ اندھیرا رہتا تھا مسجد بنوائی وہیں نماز پڑھا کرتی تھیں، یہاں تک کہ ان کا وصال ہو گیا اور اپنے خدا کے حضور حاضر ہوئیں (الترغیب والترہیب ۱/۱۷۸)۔

موجودہ پرفتن دور جس میں فتنہ اور فساد اور بے حیائی عام ہے اور مرد و زن میں دین بیزاری کا عنصر غالب ہے عورتوں میں فیشن اور بن سنور کر باہر نکلنے کا رواج ہے اس لیے شریعت مطہرہ نے عورتوں کو نامحرموں کے سامنے ایسے کاموں سے اجتناب کا حکم دیا ہے، کہ جس سے نامحرم مردوں کی توجہ ان کی طرف مبذول ہو، تاکہ عورت کی عزت، آبرو و عصمت محفوظ رہے اور معاشرہ بے حیائی کے ناسور سے پاک رہے، یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کے گھر سے باہر نکلتے ہوئے تیز خوشبو لگا کر نکلنے سے بھی منع فرمایا اور اس پر بہت سخت انداز میں تنبیہ فرمائی ہے حضرت ابوموسی اشعریؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہر آنکھ زنا کار ہے اور عورت جب خوشبو لگا کر مجلس کے پاس سے گزرے تو وہ اسی جیسی ہے یعنی وہ بھی

☆ خادم حدیث وفقہ دارالعلوم مرکز اسلامی، انکلیشور، گجرات۔

زانیہ ہے۔

ملاعلی قاریؒ اس حدیث کی شرح میں اس کا سبب ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ: کیونکہ اس عورت نے اس خوشبو کے ذریعے مردوں کی شہوت برانگیختہ کیا، اور اس کو اپنی طرف دیکھنے سے ابھارا، جس کی وجہ سے انہوں نے نامحرم عورت کو دیکھ کر آنکھ کا زنا کیا اور اس عورت کو اس کا سبب بننے کی وجہ سے گناہ ہوا چونکہ یہ عمل آنکھوں کو زنا کا سبب بناتا ہے اس لیے زجراً اس کو یوں ذکر فرمایا کہ یہ عورت ہی بدکاری کرنے والی ہے مذکورہ تمہید کے بعد سوال کا جواب درج ذیل ہے:

۲- شرعی اور طبعی ضرورت کے لیے (جب کہ ضرورت ایسی ہو کہ بغیر باہر نکلے کام پورا ہونے کی کوئی سبیل نہ ہو اور گھر میں کوئی مرد ہی نہ ہو یا غائب ہو) عورت کو گھر سے باہر نکلنے کی اجازت ہے، لیکن وہ بھی چند شرائط کے ساتھ مقید ہے۔

عورت مکمل پردہ اور برقع یا بڑی چادر میں ہو اور وہ بھی سادہ ہو زرق برق نقش ونگار والا نظروں کو خیرہ کردینے والا نہ ہو، فتنہ کا غالب گمان نہ ہو، گلیاں اور راستے سنسان نہ ہوں، بھولی بھالی نہ ہو کہ راستوں کی بھی واقفیت نہ ہو، مسافت شرعی نہ ہو تو ان شرطوں کے ساتھ شہر ہی میں ایک جگہ سے دوسری جگہ تنہا کار، ٹیکسی، بس اور لاری وغیرہ چلا کر جاسکتی ہے، کیونکہ اس میں گاڑی بند (پیک) ہونے کی وجہ سے فتنہ کا موقع کم یا نہ ہونے کے درجے میں ہوتا ہے اور نامحرم کے ساتھ اختلاط بھی نہیں ہوتا ہے۔

البتہ موٹر سائیکل اور لاری جبکہ کھلی ہو تو اس کے چلانے میں مفاسد وخرابیاں زیادہ ہیں، چند درج ذیل ہیں:

اس میں مردوں کی مشابہت ہے اس لیے کہ سواری اصلا مردوں کا کام ہے اور عورتوں کو مردوں کی مشابہت سے منع کیا گیا ہے، اس میں عورتوں کا مردوں کے سامنے محض اظہار ہی نہیں، بلکہ مردوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کا انوکھا انداز ہے، خدانخواستہ موٹر سائیکل کے بے قابو ہونے کی صورت میں بے پردگی کا بھی سخت احتمال ہے، جرائم پیشہ افراد کا شکار ہونے کا زیادہ خطرہ ہے، اگر خدانخواستہ اس کا رواج ہو گیا تو عورت سر بازار مردوں کے لیے تماشہ بن جائے گی، اس سے معاشرہ میں بے حیائی کا ناسور پھیلنے کا قوی اندیشہ ہے، اسلامی معاشرے میں مغربی کلچر کو فروغ دے کر دشمنان اسلام کی خواہش میں معاونت کا باعث بھی ہے۔

ان مفاسد اور خرابیوں کے پیش نظر خواتین کے لیے بلا ضرورت محض شوقیہ طور پر یا زینت کے اظہار کے طور پر گاڑی چلانا جائز نہیں ہے، اور لاری میں ضرورتاً اجازت ہوگی، ورنہ نہیں اسی طرح اگر ضرورت محرم یا شوہر کے ساتھ سفر سے پوری ہو جاتی ہو تو خود گاڑی چلانے سے اجتناب کیا جائے، البتہ اگر دینی یا دنیاوی ضرورت ایسی ہو کہ جس کے لیے خود سواری کی ضرورت ہو تو مذکورہ بالا شرائط کے ساتھ سفر کرنے کی گنجائش ہوگی اور اگر مسافت سفر سوا ستتر کلومیٹر سے زائد ہو تو شوہر یا بغیر محرم سفر کرنا جائز نہیں ہوگا۔

سنن ابی داؤد میں ہے: "عن عبد الله،عن النبی ﷺ،قال: صلاة المراة فی بیتها أفضل من صلاتها فی حجرتها، وصلاتها فی مخدعها أفضل من صلاتها فی بیتها "(کتاب الصلاۃ، باب ماجاء فی خروج النساء الی المسجد، طرحمانیہ)۔

احکام القران میں ہے:' قال تعالی "وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الأولى" (سورۂ احزاب:۳۳)،" فدلت الأية على أن الأصل فی حقهن الحجاب بالبيوت والقرار بها، ولكن يستثنى منه مواضع الضرورة، فيكتفى فيها الحجاب بالبراقع والجلاليب فعلم أن حكم الأية قرارهن فی البيوت، إلا لمواضع الضرورة الدينية كالحج والعمرة بالنص، أوالدنيوية كعيادة قرابتها أو زيارتهم أو احتياج إلى النفقه وامثالها بالقياس، نعم! لا تخرج عند الضرورة ايضاً متبرجة بزينة تبرج الجاهلية الأولى، بل فی ثياب بذلة متسترة بالبرقع اوالجلباب، غير متعطرة ولا متزاحمة فی جموع الرجال، فلا يجوز لهن الخروج من بيوتهن إلا عند الضرورة بقدر الضرورة مع اهتمامی التستر والاحتجاب كل الاهتمام وما سوى ذلک، فمحظور ممنوع"(۳/۳۱۷،۳۱۹)۔

فتاوی شامی میں ہے:"لا تركب مسلمة على سرج الحديث .هذا لوللتلهی، ولو لحاجة عذر او حج أو مقصد دينی أو دنيوی لابد لها منه، فلا باس به "(6/423،کتاب الحظر والاباحۃ، طسعید)۔

عورتوں کو بعض مرتبہ ڈرائیونگ کی اجازت نہ ہونے یا نہ سیکھنے کی وجہ سے بعض لڑکیاں، نوجوان ڈرائیور کے ساتھ تنہائی میں پائی جاتی ہیں، یہ فتنہ خود ڈرائیونگ کے فتنہ سے بھی زیادہ ہے۔

اشکال! بعض حضرات عورتوں کو ڈرائیونگ کرنے سے روکتے ہیں اور "لعنہ اللہ الفروج علی السروج" استدلال میں پیش کرتے ہیں اس کا کیا جواب ہے؟

جواب: یہ حدیث انتہائی ضعیف ہے یہاں تک کہ بعض نے اس کو بے بنیاد کہا ہے لہذا اس سے استدلال کرنا درست نہیں۔

چنانچہ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں: "لا أصل له " (الاسرار المرفوعۃ، رقم:۷۱۵)، اور نصب الرایۃ میں علامہ زیلعیؒ فرماتے ہیں:" غریب جداً "(۳/۲۲۸)، حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے:" لم اجدہ "فرمایا ہے(الدرایۃ:۵۶۹)۔

بالفرض اگر حدیث قابل استدلال تسلیم کرلیں تو فقہاء نے اسکی توجیہ یہ ذکر فرمائی ہے کہ اپنے آپ کو بنا سنوار کر مردوں پر پیش کرنے کیلئے سوار ہونا منع ہے، ورنہ کسی حاجت کیلئے سوار ہونا حدودِ شریعت کی رعایت کے ساتھ جائز ہے، مثلاً جہاد، حج وغیرہ اور بلاضرورت صرف لہوولعب کے طور پر سواری کرنے سے منع فرمایا ہے۔

"قال فی البحر الرائق: ولا ترکب امرأة مسلمة علی السرج لقوله علیه الصلاة والسلام، لعن الله الفروج علی السروج .هذا إذا رکبت متلهیئة أم متزینة لتعرض نفسها علی الرجال، فإن رکبت لحاجة کالجهاد والحج فلا بأس به"(البحرالرائق ۸/ ۲۱۵،دارالمعرفۃ)۔

" وقال فی المحیط البرهانی: والمعنی فی النهی من وجهین: أحدهما أن هذا تشبه بالرجال، وقد نهین عن ذلک، والثانی أن فیه إعلان الفتن وإظهارها للرجال، وقد أمرن بالستر، قالوا: وهذا إذا کانت شابة، فأما إذا کانت عجوزاً أوکانت، إلا أنها رکبت مع زوجها بعذر، بأن رکبت للجهاد، وقد وقعت الحاجة إلیهن للجهاد أو للحج أو للعمرة، فلا بأس بأن کانت مستترة فقد صح أن نساء المهاجرین کن یرکبن الأفراس ویخرجن للجهاد فکان رسول اللهﷺیراهن ولا ینهاهن، وکذلک بنات خالد بن الولید کن یرکبن ویخرجن للجهاد"(المحیط البرہانی،ط:کوئٹہ)۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے ایک اور روایت مروی ہے، ملاحظہ ہو:

"و روی القاضی أبو الفرج الصحافی بن زکریا (ثقة، م: ۳۹۰) بسنده عن ابن عباسؓ قال أما حج النبی ﷺحجة الوداع أخذ بحلقتی باب الکعبة، ثم أقبل بوجهه علی الناس فقال: أیها الناس! إن من أشراط القیامة إماتة الصلاة، واتباع الشهوات إلی قوله یا سلیمان عند ذلک یکتفی الرجال بالرجال . والنساء بالنساء وترکب ذوات الفروج السروج فعلیهن من أمتی لعنة الله ...الحدیث قلت إسناده ضعیف؛ و فی بعض سیاقه نکارة فیه: سلیم بن مسلم الخشاب؛ قال أحمد ضعیف الحدیث = منکر الحدیث . قال أبو زرعة: لیس بقوی .قال النسائی متروک الحدیث . قال یحیی بن معین: جهمی خبیث،راجع"۔

خلاصہ یہ ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے اور دیگر روایات کے مقابلے میں قابل حجت نہیں ہے۔

۲- اگر مسافت شرعی کی مقدار کا سفر ہو اور شوہر یا محرم میں سے کوئی موجود ہو تو عورت کو سفر کرنے کی اجازت ہے۔

"والمحرم فی حق المراة شرط شابة کانت او عجوزا،إذا کانت بینهما وبین مکة مسیرة ثلاثة ایام"(تاتارخانیہ،کتاب الحج،زکریا بحوالہ کتاب النوازل)۔

"عن ابی هریرةؓ قال: قال رسول الله ﷺ:لا یحل لامراة أن تسافر ثلاثا، الا ومعها ذو محرم منها "(مسلم،رقم:باب سفر المراۃ مع محرم الخ،النسخۃ الہندیۃ)۔

۳- پبلک ٹرانسپورٹ کی لیڈیز ڈرائیور کو ثقہ عورتوں کی جماعت کے درجے میں بچند وجوہ نہیں رکھ سکتے ہیں:

(۱) سفر حج کا تقدس فتنہ پردازی سے مانع بنتا ہے پس جب سفر حج جیسے مقدس سفر میں ثقہ عورتوں کی جماعت کے ساتھ جانا عندالحنفیہ جائز نہیں ہے، تو اس کے برخلاف پبلک ٹرانسپورٹ کا سفر اس میں تو بدرجہ اولی سفرِ حج کی طرح تقدس بھی نہیں ہے تو پھر کیسے پبلک ٹرانسپورٹ کی لیڈیز ڈرائیو کو ثقہ عورتوں کے زمرے میں رکھ سکتے ہیں۔

(۲) بقول شیخ وہبہ زحیلیؒ حج کی ادائیگی کے لئے سفر کرنے کو شرع نے مقرر کیا ہے پس یہ غیر اختیاری سفر ہے جس میں بندے کو کوئی دخل نہیں اس کے برخلاف پبلک ٹرانسپورٹ کا سفر بالا جماع اختیاری سفر ہے ایک کو دوسرے پر قیاس کر کے یکساں حکم ثابت نہیں کر سکتے - اسی کو ''موسوعہ فقہیہ'' میں یوں سمجھایا ہے کہ نفل حج، زیارت، سیاحت، تجارت اور طلب علم وغیرہ کا سفر واجب سفر نہیں ہے جبکہ فرض حج کا سفر واجب سفر ہے، لہذا غیر واجب سفر کو واجب سفر پر قیاس کر کے حکم میں یکسانیت ثابت کر کے پبلک ٹرانسپورٹ کی لیڈیز ڈرائیو کو ثقہ عورتوں کے زمرے میں نہیں رکھ سکتے۔

(۳) نیز ثقہ عورتوں کی جماعت ایک ہی جماعت رہتی ہے اس میں عورتوں کی تبدیلی نہیں ہوتی اس کے برخلاف پبلک ٹرانسپورٹ کا سفر اس میں مختلف مقامات پر مختلف مسافرین تبدیل ہوتے رہتے ہیں جس سے ثقاہت باقی نہیں رہتی اور فتنے کے مواقع بڑھ سکتے ہیں۔

عدم جواز سفر میں معیار مسافت شرعی ہے یا اندیشہ فتنہ:

علامہ انور شاہ کشمیری فیض الباری میں فرماتے ہیں کہ عام کتب حنفیہ میں ہے کہ عدم جواز کی بنیاد مسافت شرعی ہے نہ کہ غیر سفر شرعی اسی لئے تو سفر شرعی میں محرم کی قید ہے اور غیر سفر شرعی میں یہ قید نہیں پس غیر سفر شرعی میں محرم کے بغیر بھی عورت تنہا سُفَیر کر سکتی ہے۔ حالانکہ میرے نزدیک غیر محرم کے ساتھ بھی اعتماد اور فتنہ سے امن کی شرط کے ساتھ سفر کر سکتی ہیاس سے معلوم ہوا کہ عدم جواز سفر کی بنیاد اندیشہ فتنہ ہے نہ کہ سفر شرعی، اس لیے تو جہاں فتنہ کا غلبہ اور اندیشہ ہے وہاں عورت تنہا سفر نہیں کر سکتی خواہ وہ سفر، سفر غیر شرعی ہو۔ فافہم وتدبر!

"وهو ثلاثة أيام ولياليها، فيباح لها الخروج إلى ما دونه لحاجة بغير محرم وروى عن أبى حنيفة وأبى يوسف رحمهما الله كراهة خروجها وحدها مسيرة يوم واحد وينبغى أن يكون الفتوى عليه لفساد الزمان "(شامی 2/464)۔

شامی کی عبارت سے معلوم ہوا کہ خواتین کے لیے ممانعت سفر کی بنیاد فتنہ کا اندیشہ ہے۔

علامہ انور شاہ کشمیریؒ ''فیض الباری'' میں فرماتے ہیں: **"لا تسافر المرأة ثلاثا، فإنه لم يقع فى مسألة**

الاتمام والقصر، بل ورد فی سفر الحاجات واختلفت فیه الروایات، وفی بعضها مسیرة یوم ولیلة وهو عندی مختلف باختلاف الأحوال والأحادیث فی هذا الباب صدرت عن حضرة رسالة کذا وتارة کذا ولیست محمولة علی اختلاف الروایة، وفی کتب الحنفیة عامة عدم جواز السفر، إلا مع محرم قلنا ویجوز عندی مع غیر محرم ایضا بشرط الاعتماد والأمن من الفتنة، وقد وجدت مادة کثیرة فی الاحادیث اما فی الفقه فهو من مسائل الفتن "(فیض الباری 2/534، کتاب تقصیر الصلاۃ)۔

اس سے پتہ چلا کہ علامہ کشمیریؒ کے نزدیک عورت کو تین دن کے سفر کی ممانعت کی احادیث اتمام وقصر کے اعتبار سے سفر شرعی کی مقدار کو بیان کرنے کے سلسلے میں وارد نہیں ہوئی ہیں، بلکہ سفر حاجات کے سلسلہ میں وارد ہوئی ہیں اور حالات کے مختلف ہونے کی وجہ سے اس سلسلے میں احادیث مختلف ہیں جن کا مقصود فتنہ پر مبنی سفر کرنے کی ممانعت کو بیان کرنا ہے۔

شیخ وہبہ زحیلیؒ فرماتے ہیں: "**ویلاحظ ان الخلاف بین الشافعیة والمالکیة وبین باقی الفقهاء محصور فی سفر الفریضة ومنه سفر الحج فلا یقاس علیه سفر الاختیار بالإجماع**" (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۳۰/۳۶)۔

"**ذهب الفقهاء إلی انه لیس للمرأة ان تسافر بغیر الفرض کحج التطوع والزیارة والتجارة والسیاحة وطلب العلم ونحو هذا من الأسفار التی لیست واجبة، إلا مع زوج او محرم، قال النووی: اتفق العلماء علی أنه لیس لها أن تخرج فی غیر الحج والعمرة، إلا مع ذی محرم**" (الموسوعۃ الفقہیۃ 36/206)۔

الفقہ الاسلامی وأدلتہ اور الموسوعۃ الفقہیہ کی عبارتوں سے پتہ چلا کہ سفر حج پر دوسرے اسفار کو قیاس کر کے خواتین کو بغیر محرم کے خروج کی اجازت نہیں ہوگی لہذا صورت مسئولہ میں سفر حج میں جانے والی ثقہ عورتوں کی جماعت پر قیاس کر کے پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیور کے لیے خروج کی عام حالات میں اجازت نہ ہوگی ہاں ضرورت کا موقع بقدر ضرورت مقدر و مستثنی ہوگا۔

۴- نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی عورت کے لیے جو اللہ تبارک وتعالی پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو حلال نہیں ہے کہ وہ تین راتوں کی مسافت سفر کرے مگر یہ کہ اس کے ساتھ محرم ہو (رواہ مسلم، الرقم: ۱۳۳۹)۔

چنانچہ بغیر محرم کے بالغ عورت کے لیے سفر شرعی کرنا جائز نہیں ہے، خواہ سفر کسی دینی غرض سے کیا جائے یا سیر وتفریح کے لیے، شریعت مطہرہ نے اسے حرام قرار دیا ہے، لہذا کسی عورت کا پائلٹ بننا اور اس کی ملازمت میں شامل ہونا جائز نہیں ہوگا کیونکہ پائلٹ بننا کوئی ایسی ضرورت نہیں ہے جس کے لیے بغیر محرم کے سفر شرعی کی اجازت دی جائے، محرم نہ ہونے کی صورت میں مالدار عورت سے حج جیسا مقدس سفر ساقط کر دیا گیا ہے تو پھر پائلٹ بن کر شرعی مسافت کا سفر کرنے کی اجازت کیوں کر دی جائے گی؟

روزی روٹی کا مسئلہ ہوتو دیگر جائز طریقے اختیار کیے جاسکتے ہیں تاہم اگر کوئی محرم رشتہ دار باپ، بھائی اور شوہر وغیرہ ساتھ ہوتو گنجائش ہوگی بشرطیکہ پردہ کا مکمل انتظام ہولیکن اس کے امکانات کم ہیں ہوائی جہاز کی کیبن میں اجنبی مرد کے ساتھ خلوت ہوتی ہے نامحرم مرد کے ساتھ اختلاط بھی ہوتا ہے اور ایک دوسرے کو دیکھنا ہوتا ہے اور جہاں مرد وزن تنہا ہوتے ہیں وہاں تیسرا شیطان ہوتا ہے۔جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

"**عن عقبة بن عامرأن رسول الله ﷺقال: إياكم والدخول على النساء!، فقال رجل من الأنصار: يا رسول الله! افرأيت الحمو؟ قال: الحمو الموت إنما معنى كراهية الدخول على النساء على نحو ما روى عن النبى ﷺقال: لا يخلون رجل بإمرأة، إلا كان ثالثهما الشيطان** " (الدرایۃ فی تخریج الاحادیث الہدایۃ، ترمذی رقم 1171 ,ابواب الرضاع باب کراہیۃ الدخول علی المغیبات)۔

فتاوی شامی میں ہے:"**إلا من أجنبية فلا يحل مس وجهها وكفها، وإن أمن الشهوة،لأنه أغلظ.....وفى الأشباه:الخلوةبالأجنبية حرام.....ثم رأيتُ فى منية المفتى مانصه: الخلوة بالأجنبية مكروهة، وإن كانت معها أخرى كراهة تحريم...**"(الدرمع الرد ۵/۲۶۰)۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ مسلم خواتین پائلٹ کی ملازمت میں شامل نہیں ہوسکتی، اس لیے کہ اس میں بغیر محرم کے سفر شرعی کرنا پڑتا ہے، اس میں خلوت بالاجنبیۃ ہوتی ہے، اختلاط بالا جانب لازم آتا ہے، اجنبیوں کو شہوت کے ساتھ دیکھنے کا غلبہ ظن ہے۔

۵- خواتین کے لیے ٹرین ڈرائیور کی ملازمت بھی جائز نہیں ہے کیونکہ:

سفر شرعی بغیر محرم کے کرنا پڑتا ہے، خلوت اور اختلاط بالا جانب ہوتا ہے، کلام بالا جانب اور رویت بالا جانب میں شہوت کے ابھرنے کا غلبہ ظن ہے جو سببِ عصمت دری ہے مذکورہ وجوہات کی بنا پر ٹرین ڈرائیور کی ملازمت عورت کے لیے جائز نہیں ہے؛ تاہم اگر محرم ساتھ ہوتو اس کی گنجائش رہے گی بشرطے کہ مکمل پردے کا اہتمام ہولیکن اس کے امکانات کم ہیں دور حاضر میں فواحش ومنکرات کی کثرت اور ان کے شیوع کی وجہ سے عمومی طور پر دلوں کا حال اچھا نہیں رہا اس لیے آج کل عورتوں کو غیر محرم مردوں سے اور مردوں کو اجنبیہ خواتین سے بہت زیادہ احتیاط چاہیے کہ اس میں فتنے کا اندیشہ ہے۔

۶- اس میں ملازمت کی غرض کو دیکھا جائے گا یا تو بلاوجہ ملازمت کریگی یا ضرورت پورا کرنے کے لئے ملازمت کریگی۔اگر بلاوجہ ملازمت کرنا چاہتی ہے تو چونکہ یہ ملازمت بہت سی خرابیوں پر مشتمل ہے؛ اس لئے بلاوجہ ملازمت کی اجازت نہ ہوگی۔

اور اگر ضرورت پوری کرنے کی نیت سے ملازمت کرنے کا ارادہ ہے تو ایسی صورت میں عورت کے گھر سے نکلنے کی گنجائش ہوگی؛ لیکن اس میں بھی یہ ضروری ہے کہ عورت مکمل پردے کے ساتھ گھر سے نکلے، کسی نامحرم سے بلاضرورت بات چیت نہ ہو، ایسی ملازمت اختیار نہ کرے جس میں کسی کے ساتھ تنہائی حاصل ہوتی ہو۔

لہذا سوالِ مذکور میں اگر ٹی ٹی کی ملازمت بلاوجہ ہے نہ کہ ضرورت پوری کرنے کے لیے تو ایسی صورت میں عورت کو بغرضِ ملازمت اپنے گھر سے نکلنا جائز نہیں، اور اگر ٹی ٹی کی ملازمت سے ضرورت پوری کرنا مقصود ہے، اور کوئی دوسرا کمانے والا نہیں ہے تو مندرجہ بالا حدود و قیود کی رعایت کرتے ہوئے ملازمت کی گنجائش ہوگی اور اپنی ضرورت پوری کرنے کی نیت کے ساتھ ساتھ دیگر خواتین کی بھی خدمت مقصود ہو، بایں طور پر کہ اجنبی چیکر مرد کی چیکنگ سے عورتوں کی حفاظت اور ان کو بچانا مقصود ہے؛ تاکہ ایک عورت ہی ان کی چیکنگ کر لیوے تو ایک عمل میں متعدد نیتیں کرنے کی گنجائش ہے۔

واضح رہے کہ مذکورہ تمام صورتوں میں دیگر شرعی فرائض وحقوق میں کوتاہی ہرگز نہیں آنی چاہیے، مثلاً شوہر کے حقوق اور اولاد کی تربیت اور ان کے حقوق میں اس خدمت سے خلل نہ پیدا ہو۔ اگر اس کی وجہ سے دیگر واجب حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی ہو تو ٹی ٹی کا مشغلہ اختیار نہیں کرنا چاہیے۔

" **يعلمنا أن نفقة الزوجة على الزوج؛ فمن يومئذٍ جرت نفقة النساء على الأزواج، فلما كانت نفقة حواء على آدم، كذلک نفقات بناتها على بنى آدم بحق الزوجية**"(الجامع لأحکام القرآن 11/ 253)۔

"**وأما الإناث فليس للأب أن يؤاجرهنّ فى عمل، أو خدمة. كذا فى الخلاصة ...ونفقة الإناث واجبة مطلقاً على الآباء ما لم يتزوجن إذا لم يكن لهنّ مال، كذا فى الخلاصة**"(الفتاوی الہندیۃ ۱/ ۵۶۲، ۵۶۳)۔

"**(وأما) النوع السادس: وهو الأجنبيات الحرائر، فلا يحل النظر للأجنبى من الأجنبية الحرة إلى سائر بدنها إلا الوجه والكفين؛ لقوله تبارک وتعالى: قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ** " (النور: 30)،" **إلا أن النظر إلى مواضع الزينة الظاهرة وهى الوجه والكفان** "(بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع ۵/ ۱۲۱)،"**ويكره حضورهن الجماعة ولو لجمعة وعيد و وعظ مطلقاً ولو عجوزاً ليلاً على المذهب المفتى به لفساد الزمان ... كما تكره إمامة الرجل لهنّ فى بيت ليس معهنّ رجل غيره ولا محرم منه، كأخته أو زوجته أو أمته، أما إذا كان معهنّ واحد ممن ذكر أو أمهنّ فى المساجد لا** "(شامی، باب الإمامۃ ۱/ ۵۳۹)، واللہ اعلم

۷- فی نفسہ جواز ہے چند شرطوں کے ساتھ، شرعی پردے کا اہتمام ہو، اکیلی اور تنہا نہ ہو دوسری خواتین کی موجودگی ہوں نہ کہ مردوں کے درمیان تنہا ہو، مسافت شرعی کی دوری پر ملازمت نہ ہو، کوئی کمانے والا مرد نہ ہو، ضروریات کے پورا کرنے کا بوجھ اسی کے ذمہ ہو، محرم کی معیت ہو یا اس کی یا شوہر کی اجازت ہو، شوہر اور اولاد کے حقوق اور تربیت میں اس خدمت سے خلل پیدا نہ ہو۔

ان شرطوں کا پاس ولحاظ ہو تو گنجائش ہوگی ورنہ نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

☆☆☆

خواتین کی ڈرائیونگ سے متعلق بعض مسائل

مولانا کفیل احمد قاسمی☆

۱-عورتوں کی تنہا ڈرائیونگ:

دراصل سوال مذکور دو شقوں پر مشتمل ہے(۱): کیا عورت ''شہر میں'' ایک جگہ سے دوسری جگہ، تنہا گاڑی چلا کر جا سکتی ہے؟(۲)اس میں دو پہیوں والی گاڑی، کار، ٹیکسی، بس یا سامان پہنچانے والی گاڑی جیسے لاری وغیرہ کے احکام ایک ہی ہیں، یا الگ الگ؟

سوال کی شق اوّل میں لفظ ''شہر میں'' انتہائی اہمیت کا حامل ہے، کیونکہ یہ لفظ صورتِ مسئولہ کے لیے قید کے درجے میں ہے، اور اس لفظ سے مسافتِ شرعی مراد لینے کی گنجائش بھی نکل جاتی ہے، شاید قابل قدر مرتبینِ سوال کے پیش نظر بھی، اس لفظ کا محمل ومفہوم یہی رہا ہو۔

اس تفصیل کے بعد سوال کی صورت یہ ہوگی کہ کیا عورت مسافتِ شرعی کے اندر، ایک جگہ سے دوسری جگہ، تنہا گاڑی چلا کر جا سکتی ہے یا نہیں؟

اس قید کے ذکر کی ضرورت اس لیے ہے کہ سوال اسی کے تعلق سے ہے، اور اسی صورت سے متعلق درپیش مسائل کے احکام کو واضح کرنے کی فی الحال ضرورت ہے، ورنہ محرم کے بغیر تنِ تنہا مسافتِ شرعیہ یا اس سے زائد کے بہ قدر، عورت کے سفر کرنے کی ممانعت وعدمِ جواز تو منصوص ہے۔

بہ ہر حال مسافتِ شرعی کے اندر عورت کے تنہا گاڑی چلا کر جانے کے تعلق سے تفصیل یہ ہے کہ اسلام نے عورتوں کو بلا ضرورت گھروں سے باہر نکلنے اور گھومنے پھرنے سے منع کیا ہے، چنانچہ حق تعالی شانہ کا ارشاد ہے: ''وَقَرْنَ فِي بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَةِ الْاُوْلٰى ''(الأحزاب:۳۳)(اور ٹکی رہو اپنے گھروں میں، اور مت نکلو پہلی جاہلیت کی طرح بن ٹھن کر)۔

☆ دارالافتاء، مدرسہ دینیہ وصیۃ العلوم، پرنام پٹ، ویلور۔

مذکورہ آیت کریمہ کی تشریح میں، حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی شہیدؒ اپنی کتاب ''آپ کے مسائل اوران کا حل'' میں رقم طراز ہیں:

پہلی جاہلیت سے مراد، قبل اسلام کا دور ہے، جس میں عورتیں بے حجابانہ بازاروں میں اپنی نسوانیت کی نمائش کیا کرتی تھیں، پہلی جاہلیت کے لفظ سے گویا پیش گوئی کردی گئی کہ انسانیت پر ایک دوسری جاہلیت کا دور بھی آنے والا ہے، جس میں عورتیں اپنی فطری خصوصیات کے تقاضوں کو جاہلیتِ جدیدہ کے سیلاب کی نظر کر دیں گی (آپ کے مسائل اور ان کا حل ۸/ ۴۷، ۴۸)۔

امام ابوبکر جصاص رازیؒ اس سلسلے میں لکھتے ہیں:''**اِنّ النساء مامورات بلزوم البیوت منهیات عن الخروج** ''(احکام القرآن للجصاص ۵/ ۲۲۹) (عورتوں کے لیے گھروں کو لازم پکڑنے کا حکم ہے، اور باہر نکلنے سے انھیں منع کیا گیا ہے)۔

جامع الترمذی میں ہے:''**عن عبد الله بن مسعودؓ عن النبی ﷺ قال:المرأة عورة، إذا خرجت استشرفها الشيطان**'' (رواہ الترمذی، مشکاۃ المصابیح، ۲/ ۲۶۹، کتاب النکاح، باب النظر إلی المخطوبۃ، رقم:۳۱۰۹) (حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: عورت سراپا ستر ہے، جب وہ نکلتی ہے تو شیطان اس کی تاک جھانکنے لگ جاتا ہے)۔

حتی کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز کے معاملے میں بھی، یہ پسند فرمایا کہ عورتیں اپنے گھروں ہی میں نماز پڑھیں، اور آپ نے اسی کی ترغیب دی۔

''**عن عبد الله بن مسعودؓ عن النبی ﷺقال:صلاة المرأةفی بیتها أفضل من صلاتها فی حجرتها، وصلاتها فی مخدعها أفضل من صلاتها فی بیتها**'' (ابوداؤد ۱/ ۸۴) (عورت کی سب سے افضل نماز وہ ہے، جو اپنے گھر کی، چار دیواری میں ادا کرے، اور اس کا اپنے مکان کے کمرے میں نماز ادا کرنا، اپنے صحن میں نماز پڑھنے سے افضل ہے، اور پچھلے کمرے میں نماز پڑھنا، آگے کے کمرے میں نماز پڑھنے سے افضل ہے)۔

کتبِ احادیث میں اس قسم کی روایتوں کا ایک ذخیرہ موجود ہے، جس میں عورتوں کے لیے گھروں کے اندر رہ کر نماز پڑھنے کی تاکید ہے، اس سے نبی اکرم ﷺ کی دقتِ نظر اور خواتین کی عزت وحرمت کا بہ خوبی اندازہ ہوتا ہے کہ مسجد نبوی، جس میں ادا کی گئی ایک نماز پچاس ہزار نماز نمازوں کے برابر ہے (رواہ ابن ماجہ ومشکاۃ المصابیح) نبی اکرم ﷺ خواتین کے لیے، اس کے بجائے اپنے گھر پر نماز پڑھنے کو افضل اور بہتر فرمارہے ہیں۔

شروطِ جوازِ خروج:

الغرض، شریعتِ مطہرہ نے عورتوں کو گھر ہی میں رہنے کا حکم دیا ہے، اور بلاضرورت گھر سے باہر نکلنے سے سختی کے

ساتھ منع کیا ہے، اب دیکھنا یہ ہے کہ کس قسم کی ضرورت پر عورت کو گھر سے نکلنے کی اجازت ہے، تو اس سلسلے میں تفصیل یہ ہے کہ عورتیں صرف ایسی سخت شرعی یا طبعی ضرورتوں کی بنیاد پر گھر سے نکل سکتی ہیں، جن کے مکمل نہ ہونے سے، یا تو جان جانے کا خطرہ ہو، یا کسی عضو کے تلف ہونے کا اندیشہ ہو، یا عزت وآبرو کو نقصان پہنچنے کا خوف ہو، اور باہر نکلے بغیر مصیبت ٹلنے یا کام پورا ہونے کی کوئی سبیل نہ ہو۔

چنانچہ حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "**لیس للنساء نصیب فی الخروج إلا مضطرة**" (کنز العمال ۱۶/۳۹۱، الفصل الاول فی الترھیبات) (اضطراری حالت کے علاوہ عورتوں کو گھر سے باہر نکلنے کا کوئی حق نہیں)۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدثِ دہلویؒ فرماتے ہیں: "**أن لا تخرج المرأة من بیتها، إلا لحاجة منها لا تجد منها بدا، قال ﷺ: المرأة عورة، فإذا خرجت استشرفها الشیطان**" (حجۃ اللہ البالغۃ مع ترجمہ نعم اللہ السابغۃ ۲/۳۶۵، ابواب تدبیر المنزل، ذکر العورات) (بلا ضرورت شدیدہ عورت کو اپنے گھر سے نہ نکلنا چاہیے، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا عورت ستر کی چیز ہے (یعنی چھپانے کی چیز ہے) پس جب گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اس کو تاکتا ہے، یعنی اس کے پیچھے لگ جاتا ہے، اور لوگوں کے دلوں میں برے خیالات پیدا کرتا ہے، جس کی وجہ سے اس کی عصمت اور آبرو میں خطرے کا اندیشہ پیدا ہو جاتا ہے) (مستفاد از: فتاوی رحیمیہ ۱۰/ ۹۳، کتاب الحظر والاباحۃ)۔

مثلاً: ضرورت ایسی ہو کہ خروج کے سوا، عورت کے پاس کوئی چارہ نہ ہو، جیسے عورت گھر میں تنہا ہو، اس کے نان نفقہ کا کوئی کفیل نہ ہو، یا اشیائے ضروریہ کی فراہمی کے لیے گھر میں کوئی مرد نہ ہو، تو صرف ایسی صورت میں عورت کے لیے گھر سے باہر نکلنے کی گنجائش ہے، مگر اس شرط کے ساتھ کہ مکمل باپردہ ہو کر اس طرح نکلے کہ جسم کا ایک بال بھی نظر نہ آئے، نہ خوشبو لگائیں، نہ بن سنور کر نکلے، اور ضرورت پوری ہوتے ہی فوراً گھر واپس آجائے۔

چنانچہ تفسیرِ مظہری میں ہے: "**وقد قال رسول الله ﷺ المرأة عورة، فاذا خرجت استشرفها الشیطان**" (رواہ الترمذی)، "**عن ابن مسعود، فإن هذا الحدیث یدل علی أنها کلها عورة، غیر أن الضرورات مستثناة إجماعا، والضرورة، قد تکون بأن لا تجد المرأة من یاتی بحوائجها من السوق ونحو ذلک، فتخرج متقنّعة کاشفة إحدی عینها یشعر الطریق**" (تفسیر المظہری ۶/۴۹۵)۔

(رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عورت پردہ ہے، چنانچہ جب وہ نکلتی ہے، تو شیطان اس کی تانک جھانک میں لگ جاتا ہے)، حدیث مذکور اس بات پر دلیل ہے کہ عورت بالکلیہ قابل ستر شئی ہے، البتہ ضرورتیں بہ اجماعِ امت مستثنیٰ ہیں، اور ضرورت کی ایک صورت یہ ہے کہ عورت کے ہاں کوئی ایسا مرد نہ ہو، جو بازار سے اس کے لیے حوائج ضروریہ کا انتظام کر

سکے، تو ایسی صورت میں عورت اپنے آپ کو ایسی چادر یا برقع میں ڈھک کر نکل سکتی ہے کہ اس کی ایک آنکھ کھلی ہوئی ہو، جس سے راستے کا پتہ چلے۔

ارشاد خداوندی ہے: "**یدنین علیھن من جلابیھن**" (احزاب:۵۹) (اور اپنے اوپر چادریں لٹکا لیا کریں)۔

جس سے مقصد، پورے جسم کو چھپانا ہے، حتی کہ چہرہ کو بھی، کیوں کہ عربی میں جلباب اس چادر کو کہتے ہیں، جس سے انسان کا پورا جسم چھپ جائے۔

"**الجلباب فی لغة العرب التی خاطبنا بھا رسول اللہ ﷺ، ھو ما غطی جمیع الجسم لا بعضه**" (المحلی لابن حزم ۳/۲۱۷، دارالفکر، بیروت)، "**والجلابیب جمع جلباب وھو ما روی عن ابن عباس الذی یستر من فوق إلی أسفل**" (روح المعانی ۲۲/۸۸، داراحیاء التراث العربی، بیروت)۔

''امداد الفتاوی'' میں ہے: سوال: مسلمان عورتوں کو بازار میں جانا شرعِ شریف میں حلال ہے یا حرام یا مکروہ؟ مع دلیل شرع کے بیان فرمائیے۔

الجواب: "**فلقولہ تعالیٰ: "وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَةِ الْأُوْلٰى" الأیة ولقولہ تعالیٰ غیر متبرجات بزینة، الایة ولقولہ تعالیٰ ولا یبدین زینتھن – الایٰة**"، اس سے معلوم ہوا کہ زینت کے ساتھ عورت کو بازار میں یا مجمع میں نکلنا، یا کسی محرم کے سامنے آنا قطعاً حرام ہے، البتہ اگر کوئی ضروری حاجت ہو، اور ہیئتِ رشہ اور ثیابِ بذلہ یعنی میلے کچلے کپڑوں میں پردہ کر کے نکلے تو جائز ہے (امداد الفتاویٰ ۴/۱۹۶، ۱۹۷ ادارہ تالیفات دیوبند)۔

تفصیلاتِ مذکورہ کا ماحصل یہ ہے کہ عورت، آج کے ترقی یافتہ دور میں ایک جگہ سے دوسری جگہ تنہا گاڑی چلا کر جا رہی ہے، تو سب سے پہلے یہ دیکھنا شرعاً ضروری ہوگا کہ آیا وہ بہ ضرورتِ شدیدہ نکل رہی ہے یا نہیں؟ اگر ضرورتِ شدیدہ (جس کی طرف سطورِ بالا میں اشارہ کیا گیا ہے) کے بغیر نکل رہی ہے، تو خواہ وہ پیدل ہو یا گاڑی چلا رہی ہو، بہ ہر حال اس کا نکلنا شرعاً ناجائز وحرام ہوگا، کیوں کہ وہ ارشادِ ربانی: "**وقرن فی بیوتکن –الخ**" کی خلاف ورزی کر رہی ہے، اور اگر عورت کسی ضرورتِ شدیدہ کی بنیاد پر گھر سے نکلتی ہے، تو اس صورت میں بھی شرعی احکام اور پردے کی پابندی، کسی بند سواری میں سوار ہونے کی صورت میں، جس قدر کر سکتی ہے، اس قدر خود تنہا گاڑی کی ڈرائیونگ کر کے جانے کی صورت میں ممکن نہیں، نیز اس صورت میں کچھ اور خرابیاں بھی پیدا ہوتی ہیں، جن سے اجتناب بہ حالتِ ڈرائیونگ ناممکن ہے، مثلاً:

عورت کی ڈرائیونگ کے مفاسد:

(۱) عورت کی ڈرائیونگ میں، مردوں کے ساتھ مشابہت ہے، اس لیے کہ سواری اصلاً مردوں کا کام ہے، عورتوں

کا ہے ہی نہیں، اور عورتوں کو مردوں کی مشابہت سے منع کیا گیا ہے، حدیث پاک میں ہے:" **لعن رسول الله ﷺ المتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال** "(مشکاۃ المصابیح ص:۳۸۰، بحوالہ بخاری شریف) (رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں، اور مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے)۔

ردالمحتار میں ہے:"**وللطبرانی أن امرأةً مرت علی رسول الله ﷺ متقلدةً قوسًا، فقال: لعن الله المتشبهات من النساء بالرجال والمتشبهين من الرجال من النساء** "(المجمع ۸/ ۱۰۳، نقلا عن رد المحتار علی الدر المختار ۹/ ۶۰۶، زکریا، دیوبند)۔

(ایک عورت کمان لٹکائے ہوئے، حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی لعنت ہو، مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر، اور عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر)۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جو کام مردوں کے لیے خاص ہیں، جیسے کمان لٹکانا وغیرہ ان کو اختیار کرنا، مردوں کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے ممنوع ہے، اسی طرح گھوڑ سواری یا گاڑی چلانا بھی اصلاً مردوں کے کام ہیں، ایسے کاموں میں عورتوں کو مشابہت سے منع کیا گیا ہے۔

(۲) اس میں فتنے کا قوی اندیشہ ہے۔

(۳) اس میں عورتوں کا مردوں کے سامنے اظہار ہے، جب کہ عورتوں کو پردے میں چھپے رہنے کا حکم دیا گیا ہے، "**عن ابن مسعودؓ عن النبی ﷺ قال: المرأة عورة، فإذا خرجت استشرفها الشيطان**" (أخرجہ الترمذی: ۱۱۷۳) (حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عورت چھپانے کی چیز ہے (یعنی اسے پردے میں رہنا ہے)، کیوں کہ وہ جب وہ نکلتی ہے، تو شیطان اس کی تاک جھانک میں لگ جاتا ہے)۔

(۴) اس میں ہر طرح کے جوان اور بڑی عمر کے مردوں پر نظر پڑنا لازمی امر ہے، اس سے بچنا ممکن نہیں، اور جس طرح مردوں کو حکم ہے کہ وہ عورتوں اور غیر محرموں پر نظر نہ ڈالیں، اسی طرح عورتوں کے لیے بھی منع ہے کہ وہ اجنبی مردوں پر نظر ڈالیں، حضور ﷺ نے حضرت عبداللہ ابن ابی ام مکتومؓ (نابینا صحابی) سے، اپنی ازواجِ مطہرات کو پردہ کرنے کا حکم فرمایا۔

"**عن نبهان مولى أم سلمة أنه حدثه أن أم سلمة حدثته أنها كانت عند رسول الله ﷺ وميمونة، قالت: فبينما نحن عنده، أقبل ابن أم مكتوم، فدخل عليه، وذلک بعدما أُمِرْنَا بالحجاب، فقال رسول الله ﷺ: "اِحْتَجِبَا منه ."فقلت: يا رسول الله، أليس هو أعمى لا يبصرنا ولا يعرفنا؟ فقال**

رسول الله ﷺ: "أَوَعَمْيَاوَانِ أنتما؟ أولستما تُبْصِرَانِهِ؟" (اخرجہ الترمذی، رقم:۲۷۷۸، باب ما جاء فی احتجاب النساء من الرجال)۔

(۵) اس میں اس بات کا بھی اندیشہ ہے کہ اگر خدانخواستہ اس کا رواج ہوگیا، تو عورت سرِ بازار مردوں کے لیے تماشہ بن جائے گی، جب کہ اسلام، عورتوں کی عزت وعصمت کی حفاظت کی خاطر، انھیں گھر کی چہار دیواری میں رہنے کا حکم دیتا ہے۔

(۶) اس سے معاشرے میں، بے حیائی کا ناسور پھیلنے کا اندیشہ ہے۔

(۷) نیز مسلمانوں کے معاشرے میں مغربی کلچر کو فروغ دے کر، دشمنانِ اسلام کے ناپاک ارادوں میں معاونت کا بھی باعث ہے۔

(۸) عورت جب تنہا گاڑی کے ڈرائیونگ کر رہی ہوگی، تو اس صورت میں، کبھی دوسرے ڈرائیوروں یا مسافروں سے گفت وشنید کی نوبت آسکتی ہے، اسی طرح ٹریفک پولیس سے بھی سابقہ پڑسکتا ہے، جو کہ عموماً مرد ہی ہوتے ہیں، اور ان کے سامنے چہرہ کھولنا ناگزیر بھی ہوسکتا ہے، نیز پٹرول کی بھرپائی کے لیے بنک میں جانے کی نوبت بھی آسکتی ہے، ان تمام صورتوں میں عورت، غیرمحرم اجنبی مردوں سے ہم کلامی اور کشفِ وجہ کی مرتکب ہوسکتی ہے، جو کہ گناہ ہے۔

" قال الله تعالیٰ وقل للمومنات يغضضن من أبصارهن ويحفظن فروجهن "(النور:۳۱) (اور آپ مومنہ عورتوں سے کہہ دیں کہ وہ اپنی نگاہوں کو نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہ کی حفاظت کریں)۔

اور شامی میں ہے: "تمنع المرأة الشابة من كشف الوجه بين الرجال، لا لأنه عورة، بل لخوف الفتنة، وفي الرد: والمعنى: تمنع من الكشف لخوف أن يرى الرجال وجهها فتقع الفتنة؛ لأنه مع الكشف قد يقع النظر إليها بشهوة" (ردالمحتار علی الدرالمختار ۳/۷۸، ۷۷، زکریا، دیوبند)۔

لہٰذا اگر گاڑی چلانے کا عرف بھی ہوجائے، تب بھی مفاسد مذکورہ کے پیشِ نظر، عورتوں کے لیے شرعاً گاڑی چلانا جائز نہیں ہوگا۔

اس سلسلے میں مذکورہ بالا تمام سواریوں اور گاڑیوں کا حکم، تقریباً یکساں ہے، "دینی مسائل اور ان کا حل" میں ہے:

"عورت یا لڑکی کا دو پہیہ یا چار پہیہ کوئی گاڑی چلانا مردوں کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے منع ہے" (دینی مسائل اور ان کا حل ۸/ ۳۴۳، ۳۴۴ کتب خانہ نعیمیہ دیوبند)۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ عورتوں کے گاڑی چلانے کی صورت میں، سوال (۱) کی شق اول میں جن مفاسد کا ذکر کیا گیا، وہ مذکورہ بالا تمام گاڑیوں میں کم وبیش پائے جاتے ہیں، یعنی کسی میں کم تو کسی میں زیادہ، بہ ہر حال پائے تو جاتے

ہیں، چناں چہ ٹیکسی، بس، لاری یا کوئی اور سامان پہنچانے والی گاڑی وغیرہ چلانے کی صورت میں، عورت کو اجنبی مردوں کے ساتھ اختلاط اور سفر کی نوبت آئے گی، اور یہ فتنے کے اندیشے کے سبب منع ہے، حدیث پاک میں ہے:

"عن ابن عباسؓ يقول: سمعت النبی ﷺ يخطب يقول: لا يخلون رجل بامرأة إلا ومعها ذو محرم، ولا تسافر المرأة، إلا مع ذی رحم محرم" (صحیح مسلم ۴۳۴/۱ باب سفر المرأۃ مع محرم إلی حج أوغیرہ، رقم:۱۳۴۱)۔

(حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو خطبے میں یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ کوئی مرد ہرگز کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ رہے، الا یہ کہ کوئی محرم ہو، اور کوئی عورت ہرگز سفر نہ کرے، مگر یہ کہ اس کے ساتھ کوئی محرم ہو)۔

شیخ ابوسعید الخادمیؒ فرماتے ہیں: "ولا يأذن لها بالخروج إلى المجلس الذی يجتمع فيه الرجال والنساء، فيه من المنكرات كالتصدية ورفع الأصوات المختلفة واللعب وقال أيضاً: ولا يدعها أن تخرج من الستر من البيت، فإنها عورة وخروجها إثم" (البریقۃ المحمودیۃ ۱۵۵/۴ نقلاً عن احسن الفتاویٰ ۵۱/۸، ۵۰)۔

یعنی عورت کا ایسی جگہوں میں جانا جائز نہیں، جہاں عورتوں اور مردوں کا مجمع اکٹھا ہو، شور وشغب گالی گلوج اور دیگر منکرات پائے جاتے ہوں، نیز یہ بھی فرمایا کہ پردہ کے ساتھ بھی عورت کا باہر نکلنا (بلا ضرورت) درست نہیں؛ کیوں کہ وہ عورت ہے، اسے گھر میں رہنے کا حکم دیا گیا ہے، اس کا باہر نکلنا گناہ ہے۔

جب کہ تنہا دو پہیے والی گاڑی چلانے میں، اگرچہ غیر محرم سے اختلاط کا اندیشہ نہیں رہتا، لیکن مردوں کی مشابہت کے ساتھ ساتھ، بے پردگی کے جو مفاسد ماقبل میں ذکر کیے گئے ہیں، وہ عام طور سے پائے جاتے ہیں، اسی طرح موٹر سائیکل کے بے قابو ہونے کی صورت میں، دیگر گاڑیوں کے بالمقابل بے پردگی کا بھی شدید احتمال ہے۔

نیز ایسی عورت کی طرف راہ گیروں کی نظریں بے ساختہ اٹھتی ہیں، گویا یہ عورت اپنے عمل سے غیر مردوں کو اپنی جانب مال کرنے والی بنتی ہے، اور جو عورتیں اپنی نقل وحرکت یا لباس وغیرہ کے ذریعے، مردوں کے میلان کا ذریعہ بنتی ہیں، ان پر حدیث میں لعنت کی گئی ہے۔

"عن أبی هريرةؓ قال: قال رسول الله ﷺ: صنفان من أهل النار لم أرهما .قوم معهم سياط كأذناب البقر يضربون بها الناس .ونساء كاسيات عاريات، مميلات مائلات...إلى آخر الحديث" (صحیح مسلم، رقم:۲۱۲۸)۔

ضرورتِ شدیدہ پر خروج کی اجازت:

البتہ فقہاء نے ضرورت کے وقت عورتوں کے لیے، اس شرط کے ساتھ گاڑی چلانے کی اجازت دی ہے کہ یہ عمل

محض شوقیہ بلاضرورت یا اظہارِ زینت کے لیے نہ ہو، بل کہ کوئی دینی یا دنیوی ضرورت ایسی ہو کہ جس کے لیے خود گاڑی چلانے کی نوبت آجائے، اور محرم یا شوہر نہ ہو تو اسی صورت میں مکمل پردے کے ساتھ پرامن راستے میں سفر کرنے کی گنجائش ہے، جب کہ یہ سفر مسافتِ شرعی سے زائد نہ ہو، بل کہ اس کے اندر ہی ہو (چند اہم عصری مسائل، ۱/۳۲۱، مکتبہ دارالعلوم دیوبند)۔

الدر المختار میں ہے: "**لا تركب المسلمة على سرج، الحديث، قال الشامي: وهو: لعن الله الفروج على السروج،ذخيره،لكن نقل المدني عن أبي الطيب أنه لا أصل له،يعني بهذا اللفظ، وإلا فمعناه ثابت، هذا لوللتلهّي، ولو لحاجة غزو أو حج أو مقصد ديني أو دنيوي، لا بد لها منه، فلا بأس به، قوله: ولحاجة غزو، أي بشرط أن تكون متسترة وأن تكون مع زوج أو محرم**" (ردالمحتار علی الدرالمختار ۹/۶۰۶ کتاب الحظر والاباحۃ، زکریا دیوبند)۔

علامہ شامی کی مذکورہ عبارت اس بات پر دال ہے کہ عورتوں کے لیے گاڑیوں پر سوار ہونا، صرف ضرورت شدیدہ کی صورت میں درست ہے، بشرطیکہ وہ باپردہ ہوں، اور شوہر یا محرم ساتھ ہو۔

"منحۃ الخالق شرح تحفۃ الملوک" میں ہے: "**قوله: ولا تركب المرأة على السرج، كقوله عليه السلام: لعن الله الفروج على السروج، قوله: إلا للضرورة، يعني إذاكانت المرأة في سفر الحج وغيره واضطرت للركوب على السرج، تركب مستديرة، لأن الضرورة تبيح المحظورة**" (منحۃ الخالق ۱/۴۲۳، کتاب الکراھیۃ، ط: وزارۃ الأوقاف والشؤون الاسلامیۃ، قطر)۔

لیکن اگر باہر نکلنے میں بے پردگی کا امکان ہو، یا مردوں سے اختلاط کی نوبت آئے، تو ایسے وقت میں باہر نکلنا ہی عورت کے لیے ناجائز ہوگا، تو گاڑی چلانا بہ درجہ اولیٰ ممنوع ہوگا۔

ردالمحتار میں ہے: "**وحيث أبحنا لها الخروج فبالشرط عدم الزينة في الكل وتغيير الهيئة إلى مالا يكون داعية إلى نظر الرجال واستمالتهم**" (الدرمع الرد ۴/۲۹۴، مطلب فی منع الزوجۃ نفسھا لقبض المھر، زکریا)۔

علامہ شامی (علامہ ابن ہمامؒ کے حوالے سے) فرماتے ہیں، جہاں ہم نے عورتوں کو باہر نکلنے کی اجازت دی ہے، تو وہ اس شرط کے ساتھ کہ وہ بالکل زینت اختیار نہ کرے، اور اپنی ہیئت اس طرح بدل دے کہ مردوں کو اس کی طرف دیکھنے کی رغبت اور خواہش نہ ہو۔

۲-محرم کی معیّت میں، عورت کی ڈرائیونگ:

اس صورت میں بھی، اگرچہ شوہر یا محرم ساتھ ہو، لیکن چونکہ بے پردگی کے شدید امکانات، اور سوال (۱) کے

جواب میں ذکر کردہ مفاسد کا خطرہ یقینی ہے، مثلاً: تشبہ بالرجال، اظہار نفس عند الرجال، مردوں کے میلان کا سبب بننا، اجنبی مردوں پر نظر، راہ گیروں بالخصوص ٹریفک پولیس کے ساتھ گفتگو کی نوبت وغیرہ، اس لیے مذکورہ گاڑیوں کی ڈرائیونگ کی، شوہر یا محرم کے ہونے کے باوجود، عام حالات میں عورتوں کے لیے شرعاً گنجائش نہیں ہوگی، البتہ استثنائی حالات کا حکم الگ ہے، جیسا کہ ماقبل اس کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔

۳- پبلک ٹرانسپورٹ میں عورتوں کی ڈرائیونگ:

بعض فقہائے کرام کا یہ قول کہ ''عورتوں کا قافلہ ہو، تو ایک عورت اپنے محرم کے بغیر قافلے میں شامل ہوسکتی ہے''، ناقابلِ اخذ واعتبار ہے، کیوں کہ یہ قول، اُن بے شمار احادیثِ مبارکہ اور نصوصِ شرعیہ کے متصادم ہے، جن میں بغیر محرم کے سفر کرنے سے عورتوں کو سختی کے ساتھ منع کیا گیا ہے، خواہ تنہا ہو یا متعدد خواتین کے قافلے کے ساتھ ہو، چنانچہ صحیح بخاری کی روایت ہے:

''**عن ابن عباس أنه سمع النبی ﷺ یقول: لا یخلونّ رجل بامرأةٍ، ولا تسافرنّ امرأة، إلاو معها محرم، فقام رجل: فقال: یارسول الله، اکتُتبتُ فی غزوة کذا وکذا، وخرجت امرأتی حاجّةً، قال: اذهب فحج مع امرأتک**'' (صحیح البخاری رقم الحدیث:۱۷۲۹) (نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہرگز کوئی مرد نہ کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں رہے، اور نہ ہی کوئی عورت تنہا سفر کرے، مگر یہ کہ اس کے ساتھ کوئی محرم ہو، چناں چہ ایک صحابی کھڑے ہوئے، پھر انھوں نے سوال کیا: اے اللہ کے رسول، میں نے فلاں غزوے میں اپنا نام درج کروایا ہے، جب کہ میری بیوی حج کے لیے نکل پڑی ہے، تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: جاؤ اپنی بیوی کے ساتھ حج ادا کرو)۔

مذکورہ حدیث میں غور کیا جائے، جب نبی اکرم ﷺ نے حج جیسے عبادت و بندگی سے بھرپور خالص دینی سفر کے لیے بھی، بغیر محرم کے عورت کو اجازت نہیں دی، تو عام اس اسفار کے لیے کس طرح اجازت ہوسکتی ہے؟ نیز آپ علیہ الصلاۃ والسلام کے دور مبارک میں سفرِ حج کے لیے حجاجِ کرام قافلے کی شکل ہی میں جاتے تھے، اس میں مردوں کے ساتھ ساتھ عورتیں بھی ہوا کرتی تھیں، اس کے باوجود آپ ﷺ نے عورت کے لیے بغیر محرم کے سفر کرنے کی اجازت نہیں دی ہے، چنانچہ علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

یہ تمام احادیث، جن میں نبی ﷺ نے صراحت فرمائی ہے کہ عورت بغیر محرم کے سفر نہیں کرسکتی، اور ان احادیث میں کسی سفر کی تخصیص نہیں کی گئی ہے، حالانکہ عورتوں کا زیادہ تر سفر حج کا ہی ہوتا تھا؛ لہٰذا ممکن نہیں کہ آپ ﷺ اس کی طرف سے غفلت برتتے، یا اس کو چھوڑ دیتے یا صرف دل میں اس کی نیت کر لیتے اور الفاظ میں بیان نہیں کرتے؛ بلکہ آپ ﷺ کی

ان نصوص سے صحابہ نے بھی یہی سمجھا تھا کہ حج کا سفر بھی اس ممانعت میں داخل ہے، جب ہی تو اس حدیث کے بعد، ایک صحابی نے پوچھا یا رسول اللہ میں جہاد کے لیے تیار ہوں، اور میری بیوی حج کو جارہی ہے، تو آپ نے ان سے فرمایا: تم بھی بیوی کے ساتھ حج کو جاؤ، اور جہاد کا ارادہ ابھی ترک کرو۔ علامہ نے آگے یہ بھی کہا ہے کہ نبی ﷺ کے زمانہ میں عورتیں شاذ و نادر ہی تجارت یا جہاد کا سفر کرتی تھیں، ان کے بیش تر اسفار حج وعمرہ کے لیے ہی ہوتے تھے، لہٰذا ان تمام احادیث میں حج کا سفر اولین درجہ میں مراد ہوگا (المقنع شرح الخرقی ۲/ ۵۸۳، المغنی ۵/ ۳۱، الفروع ۵/ ۲۴۲)۔

نیز اس حدیث میں یہ پہلو بھی قابلِ غور ہے کہ آپ علیہ السلام نے اُن صحابی سے یہ دریافت نہیں کیا کہ آپ کی بیوی تنہا جارہی ہے، یا چند قابل اطمینان خواتین اور پرہیزگار مردوں کے ساتھ جارہی ہے؟ جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ کوئی عورت دیگر قابل اطمینان خواتین یا متقی مرد حضرات کے ساتھ بھی سفر نہیں کرسکتی، کیونکہ یہ کافی نہیں ہے کہ عورتوں یا مردوں کا قافلہ ہو، بلکہ یہ ضروری ہے کہ محرم ہو، حالانکہ حضور ﷺ کے زمانے میں اکثر خواتین قابلِ اطمینان ہوا کرتی تھیں، بل کہ سب کہا جائے تو بھی مبالغہ نہیں ہوگا، اور مرد حضرات کا بھی یہی حال تھا، کیونکہ وہ سارے کے سارے صحابی رسول ہوا کرتے تھے۔

اس طرح کی متعدد احادیث صحابہ کرام سے مروی ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت بغیر محرم کے سفر نہیں کرسکتی، خواہ وہ سفر حج کا ہو، یا اس کے علاوہ، خواہ عورت تنہا ہو، یا عورتوں کے قافلے کے ساتھ۔

اور شریعت کا یہ حکم بالکل عقل وخرد کے موافق ہے، کیونکہ عمومی احوال میں خواتین کی ساخت، ان کے مزاج اور حالات وکیفیات کو سامنے رکھا جائے، تو عورت کے سفر کا انتظام، محرم کے بغیر مکمل نہیں ہو پاتا، کیونکہ سفر میں قدم بہ قدم ایسے مراحل سامنے آتے ہیں، جن میں عورت کو کسی مرد کے سہارے کی ضرورت ہوتی ہے، اور وہ تمام ضرورتیں تنہا عورتوں سے پوری نہیں ہوسکتیں۔

بہر حال، جب مذکورہ بالا احادیثِ نبویہ سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ عورت کے لیے بغیر محرم کے سفر جائز نہیں ہے، اگر چہ عورتوں کے قافلے کے ساتھ ہی ہو، تو بعض فقہائے کرام (جیسے: امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ) کے، عورتوں کے قافلے کے ساتھ جانے کی صورت میں، جوازِ سفر بغیر محرم والے قول کو بنیاد بنا کر، پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیور کو اس زمرے میں نہیں رکھا جاسکتا ہے، کیوں کہ اُن فقہاء کے نزدیک خود، یہ جواز مطلق نہیں، بلکہ بہت سارے شرائط وقیود کے ساتھ ہے، جن کی رعایت ہر عورت کے لیے ضروری ہے، ورنہ خود ان کے یہاں بھی، بغیر محرم کے سفر جائز نہیں ہے۔

چنانچہ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ اُن فقہائے مجوزین کے قول کا صحیح مفہوم، اور اجازتِ مقیدہ کے باوجود، اس کے خطرناک نتائج کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''بعض ائمہ کے قول پر بعض خاص قیود وشروط کے ساتھ اس کی گنجائش ہے، لیکن اول تو عوام کو ایسی بے قیدی کی اجازت نہیں کہ جس وقت جس کا قول دل چاہے لے لیا، دوسرے، جانے والیاں اُن قیود وشرائط کو، نہ جانتی ہیں، نہ ان کی پرواہ کرتی ہیں، ہر حال میں چلی جاتی ہیں، جو کہ ان ائمہ کے نزدیک بھی جائز نہیں، نیز اُس وقت اتنا فساد نہ تھا، ثقہ عورتوں کے ساتھ امن غالب تھا، اور اِس زمانے میں فساد اس قدر غالب ہے کہ عورتوں کے ہوتے ہوئے بھی شریر طبیعتیں شرارت سے نہیں چوکتیں'' (اصلاح انقلاب امت ص: ۲۰۴)۔

۴-عورتوں کا پائلٹ بننا:

اس سوال کے جواب کے لیے، سب سے پہلے یہ جان لینا ضروری ہوگا کہ شریعتِ مطہرہ میں عورتوں کی ملازمت کا کیا حکم ہے؟ آیا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے، تو کب اور کن شرائط کے ساتھ، اس سلسلے کا ایک تفصیلی فتوی چند ''اہم عصری مسائل'' نامی کتاب میں، مکتبہ دارالعلوم دیوبند سے شائع ہوا، اس کو یہاں نقل کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

''شریعت نے اصالتہً عورت پر کسبِ معاش کی ذمہ داری نہیں ڈالی ہے؛ بل کہ مردوں کو کسبِ معاش کا مکلّف بنایا ہے؛ چنانچہ شادی تک لڑکیوں کا نان ونفقہ والد کے ذمے اور شادی کے بعد شوہر پر واجب قرار دیا ہے، یہی لوگ اس کے نان ونفقہ کے ذمہ دار ہیں۔

'' الرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ''(سورہ نساء: ۳۴)(مرد حاکم ہیں عورتوں پر، اس سبب سے کہ اللہ تعالی نے بعضوں کو بعضوں پر فضیلت دی ہے اور اس سبب سے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کیے ہیں)۔

اس لیے کسی عورت کو اگر نفقے کی تنگی یا مخصوص حالات کے تحت معاشی بدحالی کا سامنا نہیں، تو محض معیارِ زندگی بلند کرنے اور زندگی میں ترفّہ پیدا کرنے کے لیے گھر سے باہر نکل کر ملازمت کے لیے پیش قدمی کرنا، شریعت کی نظر میں پسندیدہ عمل نہیں؛ لیکن اگر عورت کو معاشی تنگی کا سامنا ہو اور شوہر اس کی ذمہ داری اٹھانے سے قاصر ہو، یا تساہلی کرتا ہو، یا عورت بیوہ ہو اور گھر میں رہ کر اس کے لیے کوئی ذریعہ معاش اختیار کرنا ممکن نہ ہو، تو ایسی مجبوری اور ضرورت کے وقت ملازمت کے لیے گھر سے باہر نکلنے کی اجازت ہوگی؛ چنانچہ حضرات فقہائے کرام نے معتدۃ الوفات کو کسبِ معاش کے لیے دن دن میں گھر سے باہر نکلنے کی اجازت دی ہے۔

مگر ایسی مجبوری اور ضرورت کے وقت باہر نکل کر ملازمت کے جائز ہونے کے لیے پہلی شرط یہ ہے کہ ملازمت کا کام فی نفسہ جائز کام ہو، ایسا کام نہ، جو شرعاً ناجائز یا گناہ ہو؛ کیونکہ ممنوع وناجائز کام کی ملازمت بہرصورت ناجائز ہے۔

عورت کے لیے ملازمت ناگزیر ہونے کی صورت میں اور اس شرط کے پائے جانے کے ساتھ کہ وہ ملازمت جائز کام کی ہے، دوسری ضروری شرط احکامِ ستر وحجاب کی پوری پابندی کرنا ہے، اس کی تفصیل، شرعی تعلیمات کی روشنی میں درج ذیل ہے۔

(الف): شرعی پردہ کی مکمل رعایت ہو، باہر نکلنے کے وقت شدید ضرورت کی حالت میں اگرچہ چہرہ اور ہاتھ کھولنے کی اجازت ہے؛ مگر فتنے کا خوف ہو تو ان کے کھولنے سے بھی پرہیز کرنا ضروری ہے، موجودہ دور، جو فتنہ کا خوف ناک دور ہے، اس میں عام حالات میں حکم چہرہ چھپانے ہی کا ہے۔

(ب): لباس دبیز، سادہ اور جسم کے لیے ساتر ہو، بھڑک دار، جاذب، پرکشش اور نیم عریاں قسم کا نہ ہو، اور ایسا لباس بھی نہ ہو، جس سے جسم کا کوئی حصہ نمایاں ہوتا ہو؛ کیوں کہ حدیث میں عورت کے لیے ایسا لباس پہننے کی ممانعت اور وعید وارد ہوئی ہے:

" **رب نساء كاسيات عاريات مميلات ومائلات، لا يدخلن الجنّة ولا يجدن ريحها، وإن ريحها ليوجد من مسيرة كذا وكذا**" (مسلم شریف ۱/۳۹۷) (کچھ عورتیں ایسی ہیں جو کپڑا پہننے والی ہیں (مگر) وہ برہنہ ہیں، دوسروں کو مائل کرنے والی ہیں اور خود بھی مائل ہونے والی ہیں (ایسی عورتیں) ہرگز جنت میں نہیں جائیں گی اور نہ اس کی خوشبو سونگھ پائیں گی، حالانکہ اس کی بو اتنی اتنی دور سے آئے گی)۔

(ج) بناؤ سنگار اور زیب وزینت کے ساتھ، نیز خوشبو لگا کر نہ نکلے، قرآن کریم میں اس سے ممانعت وارد ہوئی ہے، ارشاد باری ہے: "**وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلَى**" (احزاب: ۳۳)، احادیث میں بھی خوشبو لگا کر نکلنے والی عورت کو زانیہ قرار دیا گیا ہے: "**كل عين زانية والمرأة إذا استعطرت فمرت بالمجلس فهي كذا وكذا، يعني زانية**" (ترمذی: رقم: ۲۷۸۶) (ہر آنکھ زنا کرنے والی ہے، اور عورت جب خوشبو لگا کر مجلس کے پاس سے گذرتی ہے، تو وہ زنا کرنے والی ہوتی ہے)۔

(د) مردوں سے بالکل اختلاط نہ ہو، اگر کبھی کسی مرد سے اتفاقیہ گفتگو کی نوبت آئے تو عورت لوچ دار طرزِ گفتگو کے بجائے سخت لہجہ اختیار کرے، تاکہ دل میں بے جا قسم کے وساوس وخیالات پیدا نہ ہوں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "**فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ**" (احزاب: ۳۲) (تم بولنے میں نزاکت مت کرو کہ ایسے شخص کو خیال ہونے لگتا ہے، جس کے قلب میں خرابی ہے)۔

(ھ) ایسا زیور پہن کر نہ نکلے جس سے آواز آتی ہو۔ "**وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ**"

(النور:۳۱)(اور اپنے پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ ان کا مخفی زیور معلوم ہو جاوے)۔

(و) ملازمت کرنے کی وجہ سے خانگی امور میں لاپروائی نہ ہو، جس سے شوہر اور بچوں کے حقوق ضائع ہوں؛ کیوں کہ عورت کی اولین اور اہم ذمہ داری، بچوں کی تعلیم وتربیت اور امور خانہ داری ہے، ملازمت ثانوی درجہ کی چیز ہے، شریعت نے عورت کو اس کا مکلّف بھی نہیں بنایا۔

(ز) راستہ پر امن ہو؛ یعنی آمد ورفت کے دوران کسی شر اور فتنہ کا اندیشہ نہ ہو (دیکھئے: چند اہم عصری مسائل ۱/ ۳۱۳-۳۱۶، مکتبہ دار العلوم دیوبند)۔

"ومعتدة موت تخرج فی الجدیدین وتبیت أکثر اللیل فی منزلها، لأن نفقتها علیها فتحتاج للخروج (الدر) وفی الشامی: قال فی الفتح: والحاصل أن مدار حل خروجها بسبب قیام شغل المعیشة فیتقدر بقدره" (الدر مع الرد ۵/ ۲۲۴، زکریا، کذا فی البحر الرائق ۴/ ۲۵۶، کتاب الطلاق فصل فی الاحداد، دار الکتاب دیوبند، الفتاوی التاتارخانیۃ ۵/ ۲۴۴، کتاب الطلاق، العدۃ، زکریا دیوبند)۔

درج بالا تفصیلات کی روشنی میں اگر دیکھا جائے اور غور کیا جائے، تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوگی کہ عورت کے پائلٹ بننے کی صورت میں، پردے اور حجاب کے شرعی احکام پر عمل تو درکنار، تصور بھی مشکل ہے، کیوں کہ:

(۱) تشبّہ بالرجال: پہلی بات تو یہ ہے کہ ہوائی جہاز اڑانا، عورتوں کا نہیں، بلکہ مردوں کا کام ہے، جیسا کہ ماقبل میں سوال (۳) کے ضمن میں یہ بات تفصیل سے دلائل کے ساتھ گزر چکی ہے، تو اس میں تشبہ بالرجال پایا جاتا ہے، جس سے عورتوں کو بچنے کا حکم دیا گیا ہے، گویا پہلی شرط "کام کی فی نفسہ جائز ہونا" ہی مفقود ہے، کیوں کہ عورتوں کے لیے ہر وہ کام ناجائز ہے، جو مردوں کے لیے خاص ہو، جیسے گھوڑ سواری وغیرہ، اسی کے ضمن میں جہاز اڑانا بھی ہے، جو مردوں کا کام ہے، اور یہ عورتوں کے لیے جائز نہیں ہے۔

(۲) تشبّہ بالیہود والنصاری: اس میں یہود ونصاری کے ساتھ مشابہت پائی جاتی ہے، کیوں کہ عموماً انھیں کی عورتیں اس کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی ہیں، اور مشابہت بالاغیار سے مسلمان مردوں عورتوں کو منع کیا گیا ہے۔

حدیث میں ہے: "**من تشبه بقوم فهو منهم**" (ابوداود، کتاب اللباس، رقم الحدیث: ۴۰۳۰)، حضرت علامہ خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں: مشابہت عام ہے، خیر کے کاموں میں ہو یا شر کے کاموں میں، انجام کار وہ ان کے ساتھ ہوگا، خیر یا شر میں (بذل المجہود ۴/ ۵۹)۔

نیز ترمذی شریف میں ہے: "**لیس منا من تشبه بغیرنا، لا تشبهوا بالیهود ولا بالنصاری**" (جو شخص

ملت اسلامیہ کے علاوہ کسی اور ملت کے ساتھ مشابہت اختیار کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے، تم یہود اور نصاری کے ساتھ مشابہت اختیار نہ کرو (جامع الترمذی ۲/ ۹۹، أبواب الاستیذان، باب ماجاء فی کراھیۃ إشارۃ الید فی السلام، رقم الحدیث: ۲۶۹۵)۔

اس حدیث کی شرح میں صاحب تحفۃ الاحوذی لکھتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ تم یہود و نصاری کے ساتھ ان کے کسی بھی فعل میں مشابہت اختیار نہ کرو (تحفۃ الاحوذی ۷/ ۵۰۴)۔

(۳) خلوت بالاجنبی: عورتیں جب پائلٹ بنتی ہیں، تو کیبن میں ان کے ساتھ دوسرے معاون پائلٹ، کمانڈر یا کپتان کا ہونا ناگزیر ہے، جو پورے سفر میں تعاون اور رہنمائی کے لیے محکمہ اڑان کی طرف سے متعین ہوتے ہیں، ان میں اکثر و بیشتر مرد ہی ہوتے ہیں، تو ایسی صورت میں، خلوت بالاجنبی لازم آتی ہے، جبکہ مجبوری میں بھی عورت کے لیے خلوت بالاجنبی کی شرعاً اجازت نہیں ہے، احادیث مبارکہ میں انتہائی تاکید کے ساتھ اس سے منع کیا گیا ہے (صحیح البخاری: ۱۷۹۹)۔

(۴) سفر المرأۃ بغیر محرم: ہوائی جہاز سے ہونے والا ہر سفر تقریباً مسافت شرعی یعنی ۴۸ میل (۷۸ کلومیٹر، یا اس سے زائد ہی) کا ہوتا ہے، اس کے اندر کا تو نہیں ہوتا، تو ایسی صورت میں عورت اگر پائلٹ ہو اور کیبن میں خواہ مرد ہو یا عورت، دونوں صورتوں میں بغیر محرم کے سفر لازم آتا ہے، اور یہ شرعاً ناجائز ہے۔

"**عن أبی سعید الخدری قال: قال رسول اللہ ﷺ: لا یحل لامراۃ تومن باللہ والیوم الآخر أن تسافر سفرًا یکون ثلاثۃ أیام فصاعدًا، إلا ومعھا أبوھا أو أخوھا أو زوجھا أو ابنھا أو ذو محرم منھا**" (صحیح مسلم ۴۳۴/۱، رقم الحدیث: ۸۲۷)۔

بلکہ حضراتِ شیخینؒ کی ایک روایت یہ ہے کہ ایک دن ایک رات کی مسافت، یعنی ۱۶ میل سے زیادہ مسافت کا سفر بھی، عورت کے لیے بغیر محرم کے کرنا مکروہ ہے، اور فقہائے کرام نے فسادِ زمانہ کی خاطر اسی قول پر فتوی دینے کو انسب قرار دیا ہے۔

"**عن أبی ھریرۃؓ أن رسول اللہ ﷺ قال: لا یحل لامراۃ تؤمن باللہ والیوم الآخر أن تسافر مسیرۃ یوم و لیلۃ؛ إلامع ذی محرم علیھا**" (صحیح مسلم ۱/ ۴۳۳، ۴۳۴ کتاب الحج باب سفر المرأۃ مع محرم إلی الحج وغیرہ)۔

ردالمحتار میں علامہ شامی فرماتے ہیں: "**فیباح لھا الخروج، وحدہ میسرۃ یوم واحد، وینبغی أن یکون الفتوی علیہ لفساد الزمان**" (ردالمحتار علی الدر المختار ۴۶۵/ ۳، زکریا دیوبند)۔

(۵) کشفِ وجہ: اجنبی مردوں، جیسے محکمہ اڑان کے افسران وغیرہ سے چہرہ کا پردہ ناممکن ہے، جب کہ ضرورتِ شدیدہ کے بغیر اجنبی کے سامنے چہرہ کھولنا منع ہے۔ "**تمنع المرأۃ الشابۃ من کشف الوجہ بین الرجال، لا؛ لأنہ عورۃ، بل لخوف الفتنۃ**" (ردالمحتار علی الدر المختار ۲/ ۹۷، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، زکریا، دیوبند)۔

(۶)مردانہ اور غیر شرعی لباس: پائلٹ کی جو وردی ہوتی ہے(UNIFORM) وہ مردانہ ہوتی ہے، نہ کہ زنانہ، نیز اس قدر چست ہوتی ہے کہ اعضائے مستورہ کی ساخت اور نمائش بہ آسانی ہو جاتی ہے، جب کہ عورتوں کو مردانہ لباس، نیز ایسا چست لباس پہننا شرعاً ممنوع ہے، جس سے اعضائے مستورہ کا حجم اور ان کی ساخت ظاہر ہو، خواہ کپڑے کے باریک ہونے کی وجہ سے ہو، یا کپڑے کے موٹے اور دبیز ہونے کے باوجود، کپڑے کے چست ہونے کی وجہ سے ہو، ایسی صورت میں کپڑے کے اوپر سے دیکھنا بھی ممنوع ہے، کیونکہ یہ ان اعضاء ہی کو دیکھنے کے حکم میں ہے، علامہ شامی فرماتے ہیں:

"**وقال الشامی: مفاده أن رؤية الثوب بحيث يصف حجم العضو ممنوعة ولو كثيفًا لا ترى البشرة منه**"(الدرمع الرد۹/۵۲۶،کتاب الحظر والإباحۃ،فصل فی النظر واللمس،زکریا دیوبند)۔

(اس کا حاصل یہ ہے کہ کپڑے کو اوپر سے اس طرح دیکھنا کہ عضو کی ساخت ظاہر ہو، ممنوع ہے، کپڑا، خواہ اتنا موٹا ہی کیوں نہ ہو، جس سے جسم نظر نہ آتا ہو)۔

الموسوعۃ الفقہیۃ میں ہے:"**اتفق الفقهاء على أنه يجب على المرأة أن تلبس من اللباس ما يغطي جميع عورتها**"(الموسوعۃ الفقہیۃ ۱۹۲/۳۵)۔

خلاصہ یہ ہے کہ مذکورہ بالا منہیات کے پیش نظر، عورتوں کے لیے پائلٹ بننے کی شرعاً گنجائش نہیں ہوگی، اگرچہ فلائٹ میں سیکورٹی کے بہت زیادہ ہونے اور پائلٹ کی ہر نقل وحرکت کے کیمرے میں ریکارڈ ہونے کی وجہ سے، بظاہر اندیشۂ فتنہ کم ہو، کیوں کہ مذکورہ صورت میں اندیشہ فتنہ کم تو ہوسکتا ہے، ختم نہیں ہوسکتا، لہٰذا اگر کوئی عورت واقعی مجبور ہو، تو اس کو چاہیے کہ وہ پائلٹ کی ملازمت اختیار کرنے کے بجائے، ایسے جائز کام کی ملازمت اختیار کرے، جس میں اسلام کی مطلوبہ ستر پوشی ممکن ہو، اور احکامِ حجاب کی خلاف ورزی نہ ہو۔

۵-ٹرین کی ڈرائیور بننا:

چونکہ ٹرین کا ڈرائیور بننا، یہ بھی مردوں کا کام ہے، اور عورتوں کے، ٹرین کی ڈرائیور بننے کی صورت میں، تشبّہ بالرجال اور تشبّہ بالیہود والنصاری لازم آتا ہے، نیز مطلوبہ شرعی پردے کے احکام پر عمل بھی وہاں ناممکن ہے، اس لیے عورتوں کے لیے ایسی ملازمت اختیار کرنا بھی شرعاً ناجائز ہوگا۔

۶-عورتوں کا ٹی ٹی بننا:

سوال مذکور میں بیان کردہ صورت میں، اگرچہ فتنے کا اندیشہ بظاہر کم معلوم ہو رہا ہو، کیونکہ ٹرین میں ایک جم غفیر ہوتا

ہے، اور ٹی ٹی کی حفاظت کے لیے سیکورٹی گارڈ بھی ہوتے ہیں، اور بسا اوقات وہ عورتیں بھی ہوتی ہیں، اور یہ گارڈ عموماً مسلح بھی ہوتے ہیں، پھر بھی فتنے میں مبتلا ہونے کا اندیشہ قائم رہتا ہے، اور عورت کے لیے مواقعِ فتنہ سے مکمل اجتناب ضروری ہے۔

عورت کے ٹرین میں ٹی ٹی کی ملازمت کرنے کی صورت میں، درج ذیل مفاسد کا خطرہ ہے:

(۱) غیر شرعی لباس، جو چست ہونے کی وجہ سے اعضائے مستورہ کے حجم اور ساخت کی نمائش کرتا ہو، زیب تن کرنا۔ (۲) مردانہ لباس پہن کر، تشبہ بالرجال کا مرتکب ہونا۔ (۳) تشبہ بالیہود والنصاری کا مرتکب ہونا۔ (۴) اجنبی مردوں کے سامنے چہرہ کھولنا۔ (۵) اجنبی مردوں سے اختلاط اور گفتگو کی نوبت۔ (۶) بناؤ سنگار اور زیب و زینت کے ساتھ نکلنا۔ (۷) محرم کے بغیر سفر کرنا، جس کا ناجائز گناہ منصوص ہے۔

بہر حال چونکہ شرعی پردے کی مکمل رعایت کے ساتھ، مذکورہ مفاسد سے بچتے ہوئے، عورت کے لیے ٹرین میں ٹی ٹی کی ملازمت ناممکن ہے، اس لیے عورتوں کو ایسی ملازمت کی بھی شرعاً گنجائش نہیں ہوگی۔

۷- اسٹیشن اور ایر پورٹ کے ٹکٹ کاؤنٹر میں ملازمت:

عورت یہ کام، اگر درج ذیل شرائط کے ساتھ انجام دے سکتی ہے، تو جائز ہے، ورنہ نہیں:

(۱) وہ واقعی تنگدست اور مجبور ہو، گھر میں کوئی مرد بھی اس کے نان ونفقہ اور ضروری اخراجات کی کفالت کرنے والا نہ ہو (حوالہ سابقہ) (۲) صرف دن ہی میں کام کرے، رات میں نہ کرے (حوالہ سابقہ) (۳) شرعی پردے کی مکمل رعایت ہو، نیز بہ وجہِ خوفِ فتنہ، غیر محرموں کے سامنے چہرہ کھولنے سے احتراز کرے (حوالہ سابقہ) (۴) لباس دبیز، سادہ اور جسم کے لیے ساتر ہو، بھڑک دار، جاذب قسم کا نہ ہو (حوالہ سابقہ) (۵) بناؤ سنگار، زیب و زینت کے ساتھ اور خوشبو لگا کر نہ نکلے (حوالہ سابقہ) (۶) مردوں سے اختلاط نہ ہو، اگر کبھی کسی مرد سے اتفاقاً گفتگو کی نوبت آجائے تو عورت لوچ دار نرم طرزِ گفتگو کے بجائے، سخت لہجہ اختیار کرے (حوالہ سابقہ) (۷) آواز والے زیور پہن کر نہ نکلے۔ (۸) ملازمت کی وجہ سے خانگی امور اور شوہر اور بچوں کے حقوق کی ادائیگی میں لاپرواہی اور کمی نہ ہوتی ہو۔ (۹) جائے ملازمت پرامن ہو، کسی شر اور فتنے کا اندیشہ نہ ہو۔ (۱۰) مردوں جیسا لباس اختیار نہ کرے۔ (۱۱) اجنبی مردوں سے تنہائی کی نوبت بالکل نہ آئے۔ (۱۲) جائے ملازمت مسافتِ شرعی کے اندر ہی ہو، اگر مسافت شرعی سے باہر ہو، تو بغیر محرم کے قیام نہ کرے۔

مذکورہ باتیں قرآن وحدیث سے ثابت ہیں، اور فقہائے عظام نے ان کی تصریح کی ہے، لہٰذا ان شرائط کا لحاظ رکھتے ہوئے، اگر عورت اسٹیشن اور ایئر پورٹ کے ٹکٹ کاؤنٹر پر کام کرے، تو اس کی گنجائش ہوسکتی ہے، مگر غور کا مقام یہ ہے کہ اسٹیشن اور ایئر پورٹ پر ملازمت کے دوران، اِن میں سے اکثر و بیشتر شرائط مفقود ہوتی ہیں، اور بالفعل ملازمہ عورت کے لیے

ان پر عمل کرنا ناممکن ہوتا ہے، اور ایک مسلمان عورت، جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان رکھتی ہے، ایمان کے تقاضے سے اس پر واجب ہے کہ وہ اسلام کے حکمِ حجاب کو بہ سروچشم تسلیم کرتے ہوئے، ایسے کام کی ملازمت، جو خود ناجائز ہو اور ممنوع ہو، یا اس کے اختیار کرنے میں اسلام کے مطلوبہ شرعی پردے کی خلاف ورزی لازم آتی ہو، جیسے: ایئر ہوسٹس، سیلز گرل، پائلٹ، ٹرین اور بسوں کی ڈرائیور، ٹی ٹی اور ٹکٹ کاؤنٹر سے متعلق ملازمت وغیرہ سے اجتناب کرے اور اللہ اور اس رسول کے احکام پر پختہ یقین رکھے اور شرعی پردے پر عمل پیرا ہونے ہی میں فخر محسوس کرے، کیونکہ یہ اسلام کا انتہائی اہم حکم اور اس کا شعار ہے، اور دنیا اور آخرت کی ترقی و کامیابی اسی میں سمجھے، نہ کہ پائلٹ یا ٹرین کی ڈرائیور بننے، اور اسٹیشن اور ایئرپورٹ کی ملازمت میں۔

☆☆☆

خواتین کا ہوائی جہاز اور ریل گاڑی کا پائلٹ بننا

مولانا محمد ممتاز خان ندوی☆

۱- خواتین کے لئے نفس گاڑی چلانا تو حرام یا ناجائز نہیں، البتہ گاڑی چلانے کے دوران غیر محرم سے میل جول اور ان سے اختلاط کی وجہ سے اور گھر سے باہر نکلنے میں بہت سے فتنوں کا اندیشہ ہے، فتنوں کے اندیشہ کے پیش نظر رسول اللہ ﷺ نے بلا ضرورت گھر سے باہر نکلنے سے منع فرمایا ہے، یہاں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے نماز کے معاملہ میں یہ پسند فرمایا کہ عورتیں اپنے گھروں میں ہی نماز پڑھیں، اور اس کی ترغیب دی، لہذا خواتین کا بغیر ضرورت کے محض تفریح اور زینت کے طور پر گاڑی چلانا راقم کے نزدیک اس پرفتن دور میں جائز نہیں ہے۔

سورۂ احزاب کی آیت ہے: "**وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الأولى وأقمن الصلوة واتين الزكوة وأطعن الله ورسوله**" (سورۂ احزاب:۳۳) (اور اپنے گھروں میں قرار کے ساتھ رہو، اور (غیر مردوں کو) بناؤ سنگھار دکھاتی نہ پھرو، جیسا کہ پہلی جاہلیت میں دکھایا جاتا تھا، اور نماز قائم کرو، اور زکوۃ ادا کرو، اور اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو)۔

سنن ابی داؤد کی روایت ہے: "**عن عبد الله ابن عباسؓ عن النبی ﷺ قال: صلوة المرأة فی بيتها من صلوتها فی حجرتها وصلوتها فی مخدجها أفضل من صلوتها فی بيتها**" (سنن ابی داؤد، کتاب الصلوۃ، حدیث نمبر:۵۷۰) (حضرت عبداللہ بن عباسؓ اللہ کے رسول ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ عورت کی نماز اس کے اپنے گھر میں صحن کے بجائے کمرے کے اندر زیادہ افضل ہے، اور کمرے کے بجائے (اندرونی) کوٹھری میں زیادہ افضل ہے)۔

نیز لڑکیوں کے گاڑی چلانے میں مردوں سے مشابہت بھی ہے، حدیث میں عورتوں کو مردوں کی مشابہت سے اور مردوں کو عورتوں کی مشابہت سے منع کیا گیا ہے۔

کنز العمال کی روایت ہے: "**عن ابن عمرؓ مرفوعا ليس للنساء نصيب فی الخروج إلا مضطرة**"

☆ مدرسہ ضیاء العلوم، میدان پور، تکیہ کلاں، رائے بریلی۔

(کنز العمال ۱۶/۳۹۱، الفصل الأول فی التربیات) (حضرت ابن عمرؓ سے مرفوعا روایت ہے کہ عورتوں کے لئے گھر سے باہر نکلنے میں سوائے مجبوری کے کوئی حصہ نہیں ہے)۔

بخاری شریف کی روایت ہے: "**لعن رسول الله ﷺ المتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال**" (ردالمحتار علی الدر ۹/۶۰۲ طبع زکریا) (اللہ کے رسول ﷺ نے عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں اور مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے)۔

نیز اس کی تائید ردالمحتار کی درج ذیل عبارت سے بھی ہوتی ہے: "**لا تركب مسلمة على سرج للحديث، هذا لو للتلهي، ولولحاجة غزو أوح ج أو مقصد ديني أو دنيوى لا بدلها منه فلا بأس به**" (بخاری، کتاب اللباس، باب المتشبہین بالنساء والمتشبہات بالرجال، حدیث نمبر: ۵۸۸۵) (کوئی مسلمان عورت جانوروں کی سواری حدیث کی وجہ سے نہ کرے، یہ اس صورت میں جبکہ سواری محض تفریح کے طور پر ہو، اور اگر جہاد یا حج جیسی ضرورت کی وجہ سے سواری کرے، یا کسی دینی یا دنیوی مقصد کے تحت سواری کرے، تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے)۔

''احکام القرآن'' میں مفتی شفیعؒ فرماتے ہیں: "**وقرن فى بيوتكن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الأولى فدلت الآية على أن الأصل فى حقهن الحجاب بالبيوت والقراربها، ولكن يستثنى منه مواضع الضرورة فيكتفى فيها الحجاب بالبراقع والجلابيب.....فعلم أن حكم الآية قرارهن فى البيوت، إلا موضع الضرورة الدينية كالحج والعمرة بالنص أو الدينوية كعيادة قرابتها وزيارتها أو احتياج إلى النفقة وأمثالها بالقياس.....فلا يجوز لهن الخروج من بيوتهن، إلا عند الضرورة بقدر الضرورة مع اهتمام التستر والاحتجاب كل الاهتمام، وما سوى ذلك فمحظور ممنوع**" (احکام القرآن ۳/۳۱۸)۔

(آیت "وقرن فی بیوتکن الخ" اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ اصل ان کے حق میں گھروں میں محجوب رہنا ہے اور وہیں قیام کرنا ہے لیکن ضرورت کے مواقع مستثنی ہیں پس برقعوں اور چادروں کے حجاب پر اکتفا کیا جائے گا، پس معلوم ہوا کہ آیت کا حکم گھروں میں رہنا ہے، مگر دینی ضرورت حج وعمرہ نص کی بنا پر اور دنیوی ضرورت جیسے اہل قرابت کی عیادت وزیارت یا نفقہ وغیرہ کی حاجت قیاس کی بنا پر مستثنی ہیں پس ان کے لئے گھروں سے نکلنا جائز نہیں ہے، مگر ضرورت کے وقت اور بقدر ضرورت مکمل تستر وحجاب کے ساتھ اس کے علاوہ ممنوع ومحظور ہے)۔

اس کی تائید فتاوی دارالعلوم دیوبند کے درج ذیل فتوی سے بھی ہوتی ہے، استفادہ کی غرض سے استفتاء وفتوی دونوں نقل کئے جاتے ہیں:

سوال: کیا خواتین پردے کی مکمل رعایت کرتے ہوئے، کار، اسکوٹی وغیرہ چلاسکتی ہیں یا نہیں؟ جبکہ حضرت عائشہؓ سے اونٹ اور بعض صحابیات سے گھوڑے پر سواری کرنا ثابت ہے؟

جواب: عورت ڈرائیونگ کرے، تو ظاہر ہے کہ راستہ میں تمام غیر محرموں پر اس کی نظر پڑے گی، اس لئے عورتوں کی ڈرائیونگ کی شرعاً اجازت نہیں ہے (فتاوی دارالعلوم دیوبند، فتوی نمبر ۱۷۴۳۶۴)۔

فقہی عبارتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت گھر سے باہر نکلے، تو زیب وزینت کے ساتھ نہ نکلے، اور کوئی ایسی ہیئت اختیار نہ کرے کہ مرد اس کی طرف مائل ہوں۔

''درمختار'' کی عبارت ہے: ''**وحيث أبحنالها الخروج فبشرط عدم الزينة فى الكل، وتغيير الهيئة إلى مالايكون داعية إلى نظر الرجال واستمالهم**'' (درمختار علی الدر ۳/ ۱۴۶) (عورت کے لئے باہر نکلنے کی اجازت اس شرط کے ساتھ ہے کہ وہ بن سنور کر نہ نکلے، اور ہیئت ایسی بدلی ہوئی نہ ہو کہ جو مردوں کے لئے باعث کشش اور میلان کا سبب ہو)۔

عورت کا اسکوٹی اور چار پہیہ گاڑی وغیرہ چلانے میں مرد اس کی طرف مائل ہوجائیں گے، اس لحاظ سے بھی عورت کا اسکوٹی اور کار وغیرہ چلانا صحیح نہیں ہے۔

البتہ اگر کوئی ضرورت ہے، جیسے عورت معذور ہو، اور شوہر باہر ہو یا شوہر کا انتقال ہوگیا ہو، اور اس کے لڑکے وغیرہ بھی نہیں ہیں، جو باہر کے کام کرسکیں تو ایسی صورت میں عورت کا گاڑی چلا کر اپنی ضروریات کو پوری کرنا راقم کے نزدیک جائز ہوگا، نیز اسی طرح اگر کسی عورت کے بچے اسکول وغیرہ میں پڑھ رہے ہوں، ان کو لانے اور لے جانے والا کوئی نہ ہو، اور اسکول کی گاڑی کا خرچ برداشت نہیں کرسکتی ہے، تو ایسی صورت میں عورت کے لئے گاڑی چلا کر اپنے بچوں لانا لے جانا راقم کے نزدیک جائز ہوگا، لیکن شرط یہ ہے کہ عورت مکمل پردے کی رعایت کے ساتھ جائے، اور اجنبی مردوں سے اختلاط وغیرہ نہ ہو، اور عورت کی طرف سے ایسا عمل نہ ہو، جس سے مردوں کا کھینچاؤ عورت کی طرف ہو۔

''البحر الرائق'' میں ہے: ''**ولا يركب امرأة مسلمة على السرج لقوله عليه السلام: لعن الله الفروج على السروج" هذا إذا ركبت متلهية أو متزينة لتعرض نفسها على الرجال، فإن ركبت لحاجة كالجهاد والحج فلا بأس**'' (البحر الرائق ۸/ ۲۱۵) (اور مسلمان عورت جانوروں پر سواری نہ کرے، کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ نے عورتوں کا جانوروں پر سواری کرنے سے منع فرمایا، یہ اس وقت ہے جبکہ عورت سواری کرے، محض تفریح کے طور پر، یا زینت کے طور پر، تاکہ وہ اپنے کو مردوں پر نمایاں کرے، اور اگر کسی ضرورت کی وجہ سے جیسے کہ جہاد اور حج وغیرہ کے سفر میں، تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے)۔

عورت کے لئے عام حالت میں تو گاڑی چلانا جائز نہیں ہے، البتہ ضرورت کے وقت اسکوٹی، فوروہیلر وغیرہ چلاسکتی ہے، جیسے تحریر کی گیا، البتہ ٹیکسی، بس اور سامان کی گاڑی وغیرہ چلانے میں عورت پردے کے ساتھ نہیں چلاسکتی ہے، اور دوسرے اس میں اجنبیوں سے اختلاط لازم ہے، اور عورت کی عزت وآبرو کو خطرہ بھی ہے، اور نیز اس میں دوسری قباحتیں بھی ہیں، جو اسکوٹی اور فوروہیلر میں نہیں پائی جاتی ہے، لہذا راقم کی رائے یہ ہے کہ عورت کے لئے ٹیکسی، بس اور سامان کی گاڑی وغیرہ چلانا جائز نہیں ہوگا، اور اگر عورت ان گاڑیوں کے چلانے پر مجبور ہو، جیسے کہ شوہر کا انتقال ہوگیا ہے، یا شوہر موجود ہے، لیکن وہ نکما ہے، بال بچوں کو کھلا نہیں سکتا ہے، تو ایسی صورت میں بھی راقم کے نزدیک عورت کے لئے ان گاڑیوں کا چلانا جائز نہیں ہوگا، اور ایسی صورت میں عورت کوئی ایسا ذریعہ معاش تلاش کرے، جس میں شرعی قباحتیں نہ ہوں، جیسے کہ عورت بچوں کو ٹیوشن پڑھادیا کرے، یا دوسرے کے گھر میں کام وغیرہ کردیا کرے۔

۲- اگر عورت ڈرائیونگ کر رہی ہے، اور مسافت شرعی کی بقدر ہے، ساتھ میں شوہر یا محرم موجود ہے، تو ایسی صورت میں اگر عورت مکمل پردے کے ساتھ گاڑی چلا رہی ہے، تو بغیر ضرورت کے بھی اس کی گنجائش ہے۔

بخاری شریف کی روایت ہے: "**عن نافع بن عمرؓ أن النبی ﷺ قال: لا تسافر المرأة ثلاثة أيام، إلا مع ذی محرم**" (بخاری، کتاب التقصیر باب فی کم یقصر الصلوۃ، حدیث نمبر: ۱۰۸۷) (حضرت نافع بن عمرؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: عورت تین دنوں کی مسافت کا سفر نہیں کرے گی، مگر محرم کے ساتھ)۔

مسلم شریف کی روایت ہے: "**لا يحل لإمراة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تسافر مسيرة يوم إلامعذی محرم عليها**" (مسلم، کتاب الحج، حدیث نمبر: ۱۳۳۹) (کسی عورت کے لئے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو، جائز نہیں ہے کہ وہ ایک دن اور ایک رات کی مسافت کا سفر کرے، مگر محرم کے ساتھ)۔

فقہی عبارتوں سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، عبارتیں ملاحظہ فرمائیں:

"**ومنها المحرم للمرأة شابة أو عجوزا إذا كانت بينها وبين مكة مسيرة ثلاث أيام**" (مناسک ملاعلی قاری) (اور ان شرطوں میں سے ایک شرط یہ ہے کہ عورت کے لئے محرم ہو، خواہ عورت جوان ہو یا بوڑھی، جبکہ اس کے درمیان اور مکہ کے درمیان تین دن کی مسافت کا فاصلہ ہو)۔

لیکن اس صورت میں بھی عورت کا گاڑی چلانا درج ذیل وجوہ سے بہتر نہیں ہے۔

اس میں مردوں کی مشابہت ہے، اس لئے کہ سواری اصلا مردوں کا کام ہے، اور عورتوں کو مردوں کی مشابہت سے منع کیا گیا ہے۔

اس میں فتنہ کا قوی اندیشہ ہے، اس میں عورتوں کا مردوں کے سامنے اظہار ہے، جبکہ عورتوں کو پردہ کرنے کا حکم، نیز عورتوں کا مردوں کے سامنے محض اظہار ہی نہیں، بلکہ مردوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کا انوکھا انداز ہے، خدانخواستہ کار بے قابو ہونے کی صورت میں بے پردگی کا بھی سخت احتمال ہے۔

جرائم پیشہ افراد کا شکار ہونے کا زیادہ خطرہ ہے، اس میں ہر طرح کے جوان اور بوڑھی عمر کے مردوں پر نظر پڑنا لازم ہے، اس سے بچنا ممکن نہیں ہے، جبکہ عورتوں کو بھی حکم ہے کہ وہ غیر محرم مردوں پر نظر نہ ڈالیں، اس سے معاشرہ میں بے حیائی کا ناسور پھیلنے کا اندیشہ ہے۔

اسلامی معاشرے میں مغربی کلچر کو فروغ دے کر دشمنان اسلام کی خواہش میں معاونت کا باعث بھی ہے، اس کی تائید دارالعلوم دیوبند کے ذیل کے فتوی سے بھی ہوتی ہے، استفادہ کی غرض سے استفتا وفتوی دونوں نقل کئے جاتے ہیں:

سوال: اگر کوئی عورت پردے کے ساتھ موٹر سائیکل یا کار چلا سکتی ہے؟ اگر محرم ساتھ ہو، تب مستورات ڈرائیونگ کر سکتی ہے؟

جواب: موٹر سائیکل یا کار چلانے میں مردوں کے ساتھ ایک گونہ مشابہت ہے، اور حدیث میں ایسی عورتوں پر لعنت آئی ہے، جو مردوں کے ساتھ مشابہت اختیا کریں، بخاری شریف کی روایت ہے: "**لعن رسول الله ﷺ المتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال**" (ردالمحتار علی الدر ۶۰۶/۹ طبع زکریا)، نیز اس میں دیگر قباحتیں بھی ہیں، اس لئے بلا ضرورت مستورات کے لئے گاڑی چلانا درست نہیں، اگرچہ محرم ساتھ میں ہو (فتوی دارالعلوم، دیوبند)۔

۳-الف: حدیث میں مطلق طور سے اکیلے عورت کو جبکہ شوہر یا محرم ساتھ نہ ہو سفر کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

بخاری شریف کی روایت ہے: "**عن نافع بن عمرؓ أن النبی ﷺ قال: لا تسافر المرأة ثلاثة أيام، إلا مع ذی محرم**" (بخاری، کتاب التقصیر باب فی کم یقصر الصلوۃ، حدیث نمبر: ۱۰۸۷) (حضرت نافع بن عمرؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: عورت تین دنوں کی مسافت کا سفر نہیں کرے گی، مگر محرم کے ساتھ)۔

مسلم شریف کی روایت ہے: "**لا يحل لإمراة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تسافر مسيرة يوم، إلامع ذی محرم عليها**" (مسلم، کتاب الحج، حدیث نمبر: ۱۳۳۹) (کسی عورت کے لئے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو، جائز نہیں ہے کہ وہ ایک دن اور ایک رات کی مسافت کا سفر کرے، مگر محرم کے ساتھ)۔

حدیثوں میں کہیں اس کا ذکر نہیں ہے کہ عورت کا فتنہ سے محفوظ ہونے کے وقت یا خواتین کی موجودگی میں بغیر شوہر

یامحرم کے سفر کرسکتی ہے،علامہ شامیؒ عورت کا بغیر محرم کرنے کے تعلق سے لمبی بحث کے بعد آخر میں تحریر فرماتے ہیں: ''**لكن أشار إلى أن ما استفيدمن المقام من عدم جواز السفر للمرأة، إلا بزوج أو محرم خاص بالحرة**'' (ردالمحتار ۳/ ۴۶۴، کتاب الحج) (لیکن انہوں (علامہ حصکفیؒ) نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اس جگہ سے جو چیز سمجھی گئی ہے، وہ یہ کہ آزاد عورت کے لئے بغیر شوہر یا محرم کے سفر کے لئے نکلنا جائز نہیں ہوگا)۔

ب- پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیونگ کا حکم:

پبلک ٹرانسپورٹ میں عورت کی ڈرائیونگ خواہ گاڑی میں صرف عورتیں ہی سفر کیوں نہ کررہی ہوں، راقم کے نزدیک درج ذیل امور کی وجہ سے جائز نہیں ہے:

بلاضرورت گھر سے باہر نکلنا، بے پردگی کا پایا جانا، اجنبیوں سے اختلاط، مردوں کا ایسی عورت کی طرف مائل ہونا، عورت کی عزت وآبرو کا خطرہ وغیرہ۔

مسلم شریف کی روایت ہے:''**عن جابرؓ قال: قال رسول الله ﷺ: إن المرأة تقبل فى صورة شيطان وتدبر فى صورة شيطان**'' (مسلم ۲/ ۱۰۲۱، کتاب النکاح، باب ندب من رای إمرأة الخ، حدیث نمبر: ۱۴۰۳) (حضرت جابرؓ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک عورت شیطان کی شکل میں آتی ہے، اور شیطان کی شکل میں جاتی ہے)۔

ترمذی کی روایت ہے:''**المرأة عورة، فإذاخرجت استشرفها الشيطان**'' (سنن ترمذی ۱/ ۲۲۱، کتاب الرضاع، باب التشر اف الشیطان، حدیث نمبر: ۱۱۷۳) (عورت پردہ میں رہنے کی چیز ہے، چنانچہ جب کوئی عورت پردہ سے باہر نکلتی ہے، تو شیطان اس کی تاک میں لگ جاتا ہے)۔

اس کی تائید البحر الرائق کی درج ذیل عبارت سے بھی ہوتی ہے:''**فأفاد هذا كله أن النسوة الثقات لا تكتفى**'' (البحر الرائق ۲/ ۳۱۵)۔

اور اگر کوئی عورت بغیر محرم یا شوہر کے ان عورتوں کے ساتھ سفر کرے، جن کے ساتھ ان کے محرم ہوں، تب بھی جائز نہیں ہے، صاحب فتاویہ رحیمیہ مولانا عبد الرحیم صاحب لاجپوریؒ نے عورتوں کا قافلہ کی شکل میں حج کرنے کے سلسلہ میں بڑی لمبی بحث کی ہے، اور خاصے دلائل دینے کے بعد یہ ثابت کیا ہے کہ صرف عورتوں کا قابلہ کی شکل میں سفر کرنا جائز نہیں ہے (فتاوی رحیمیہ ۲/ ۳۱۵)۔

اس تناظر میں راقم کی رائے یہ ہے کہ پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیونگ کو عورتوں کی موجودگی میں فتنہ کے اندیشہ کے کم

ہونے کے باوجود پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیونگ کرنا جائز نہیں ہے، چونکہ حدیثوں میں مطلق طور پر عورت کا اکیلے سفر کرنے سے منع کیا گیا ہے، حدیثیں اوپر ذکر کی جا چکی ہیں۔

۴- شریعت مطہرہ نے عورت پر کسب معاش کی ذمہ داری نہیں ڈالی ہے، بلکہ مردوں کو کسب معاش کا مکلّف بنایا ہے، لہذا شادی تک لڑکیوں کا نان ونفقہ والد کے ذمہ اور شادی کے بعد اس کے شوہر پر واجب ہے، اور پائلٹ کی ملازمت میں عورت مکمل پردے کی رعایت نہیں کرسکتی ہے، اور اجنبیوں سے اختلاط بھی رہے گا، اور عورت اپنے دینی فرائض سے بھی غافل ہوجائے گی، اور عورت شادی شدہ ہے تو بچوں کی صحیح پرورش بھی نہیں ہو پائے گی، اور ممکن ہے کہ یہ ملازمت شوہر اور بیوی میں جدائی کا سبب بھی بن جائے، اس لحاظ سے راقم کے نزدیک عورت کے لئے پائلٹ کی ملازمت کرنا جائز نہیں ہوگا، اور پائلٹ کی ملازمت میں عورت اکیلے بغیر شوہر یا محرم کے مسافت شرعی کہیں زیادہ سفر کرے، شریعت میں اکیلے بغیر محرم اور شوہر کے مسافت شرعی کے بقدر سفر کرنے سے منع کیا گیا ہے، اور جبکہ جہاز کے کیبن میں عورت کے ساتھ مرد بھی ہوتے ہیں، اس لحاظ سے اس کی حرمت مزید بڑھ جاتی ہے، عورت کے لئے پائلٹ کی ملازمت میں دیگر خرابیاں اور بھی ہیں، اس کی تائید درج ذیل دلائل سے بھی ہوتی ہے، بخاری شریف کی روایت ہے:

بخاری شریف کی روایت ہے:"**عن نافع بن عمرؓ أن النبی ﷺ قال:لا تسافر المرأة ثلاثة أيام، إلا مع ذی محرم**"(بخاری، کتاب التقصیر باب فی کم یقصر الصلوۃ، حدیث نمبر:۱۰۸۷)(حضرت نافع بن عمرؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: عورت تین دنوں کی مسافت کا سفر نہیں کرے گی، مگر محرم کے ساتھ)۔

مسلم شریف کی روایت ہے:"**لا يحل لإمراة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تسافر مسيرة يوم، إلامع ذی محرم عليها**"(مسلم، کتاب الحج، حدیث نمبر:۱۳۳۹)(کسی عورت کے لئے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو، جائز نہیں ہے کہ وہ ایک دن اور ایک رات کی مسافت کا سفر کرے، مگر محرم کے ساتھ)۔

"**عن ابن عمرؓ لا يخلون رجل بإمرأة، إلا كان ثالثها لاشيطان**" (سنن ترمذی کتاب الفتن، حدیث نمبر:۲۱۶۵)(حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: کوئی مرد جب کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں رہتا ہے تو تیسرا اس کے ساتھ شیطان رہتا ہے)۔

''فتاوی ہندیہ''میں ہے:"**وأما الإناث فليس للأب أن يؤاجر هن فی عمل،أو خدمة كا فی الخلاصة .....ونفقة الإناث واجبة على الآباء مالم يتزوجن إذا لم يكن لهن مال، كذا فی الخلاصه**" (ہندیہ ۱/ ۶۵۲، ۵۶۳)(اور جہاں تک لڑکیوں کا تعلق ہے، تو باپ کے لئے جائز نہیں ہے کہ ان کو کسی کام یا خدمت کے لئے

اجرت پردے، اسی طرح خلاصہ میں ہے، اورلڑکیوں کا نفقہ باپ پر واجب ہے، جب تک کہ ان کی شادی نہ ہو، جبکہ انکے پاس مال نہ ہو، اسی طرح خلاصہ میں ہے)۔

۵- عورت کے نفقہ کی ذمہ داری شادی سے قبل اس کے والد پر ہے، اور شادی کے بعد نفقہ کی ذمہ داری اس کے شوہر پر ہے، عورت کی اصل ذمہ داری شوہر کے گھر کی دیکھ ریکھ ہے، اور بچوں کی پرورش کرنا ہے، اب اگر عورت ٹرین میں بحیثیت ڈرائیور ملازمت کرتی ہے، تو اصلا کمانے کی ذمہ داری خود اس پر نہیں ہے، اب اگر یہ گھر چھوڑ کر ملازمت کرے گی، تو گھر کا نظام درہم برہم ہوجائے گا، اور بچوں کی پرورش صحیح ڈھنگ سے نہیں ہو پائے گی، جس کی وجہ سے بچے غلط راستے پر پڑ سکتے ہیں، شریعت میں عورت کے لئے بغیر محرم یا شوہر مسافت قصر کے بقدر تنہا سفر کرنے سے منع کیا گیا ہے، ظاہر ہے کہ ٹرین کی ملازمت میں عورت شرعی مسافت کا سفر لامحالہ کرے گی، اور ایسی ملازمت میں عورت کا اجنبیوں سے اختلاط بھی لازمی ہے، حدیث میں اس سے منع کیا گیا ہے، اور شوہر کے حقوق کی ادائیگی کما حقہ نہیں ہوسکے گی، ان وجوہات کی بنا پر راقم کے نزدیک عورت کا بحیثیت ڈرائیور ملازمت کرنا جائز نہیں ہے، اس بابت وہی دلائل ہیں جو سوال نمبر ۴ کے تحت گذر چکے، البتہ اگر عورت کے شوہر کا انتقال ہوگیا ہے، اور عورت کے پاس گذر بسر کرنے کے لئے کچھ نہیں ہے، یا شوہر موجود ہے، اور وہ نفقہ وغیرہ کی ادائیگی سے قاصر ہے، تو ایسی صورت میں بھی راقم کے نزدیک اگر ٹرین میں ملازمت مل رہی ہو تو ایسی ملازمت جائز نہیں ہوگی، بلکہ ایسی عورت کو چاہئے کہ گھر میں ہی رہ کر کوئی کام کرے جیسے بچیوں کو سلائی کڑھائی، یا بچیوں کو ٹیوشن وغیرہ پڑھانا یا اس کے علاوہ گھر میں کوئی دوسرا کام کرکے اپنا ذریعہ معاش کا انتظام کرے۔

صاحب ردالمحتار علامہ شامیؒ تحریر فرماتے ہیں: ”**قوله بخلاف الإناث فليس له أن يوجرهن في عمل أو خدمة، لأن المستأجر يخلو بها، وذلک سئ في الشرع (ذخيرة) ومفاده أنه يدفعها إلى إمرأة تعلمها حرفة كتطريز وخياطة إذ لا محذور فيه**“ (ردالمحتار علی الدر ۵/ ۲۷۲، کتاب الحضانۃ)۔

(اوران کا قول ”بخلاف اناث“ (برخلاف عورتوں کے) تو باپ کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنی لڑکیوں کو کسی کام یا کسی خدمت کے لئے اجرت پر دے، اس لئے کہ مستاجر یعنی اجرت پر رکھنے والے کے ساتھ تنہائی ہوگی، اور یہ چیز شریعت میں بری ہے، اس کا تقاضا ہے کہ باپ اپنی لڑکیوں کو کسی عورت کے پاس پڑھائی، بنائی اور سلائی یا کوئی اور دوسرے کام کے لئے دے سکتا ہے)۔

درمختار میں اشباہ کے حوالہ سے ہے: ”**وفي الأشباه: الخلوة بالأجنبية حرام**“ (درمختار علی الرد ۹/ ۵۲۹، کتاب الحظر والإباحۃ) (اور الاشباہ میں ہے: اجنبی عورتوں سے خلوت اختیار کرنا حرام ہے)۔

۶- شریعت مطہرہ نے عورت کو پردے میں رہنے کی بہت تاکید کی ہے، اور بلا ضرورت گھر سے باہر نکلنے کو سخت ناپسند فرمایا ہے، یہاں تک اللہ کے رسول ﷺ نے نماز کے معاملہ میں یہ پسند فرمایا ہے کہ عورتیں اپنے گھروں ہی میں نماز پڑھیں، اور اسی کی ترغیب دی ہے۔

سنن ابی داؤد کی روایت ہے:"**عن عبد الله عن النبی ﷺ قال: صلوة المرأة فی بیتها أفضل من صلوتها فی حجرتها وصلوتها فی مخدجها أفضل من صلوتها فی بیتها**" (سنن ابی داؤد، کتاب الصلوۃ، باب التشدید، حدیث نمبر: ۵۷۰)۔

(حضرت عبداللہ بن عباسؓ اللہ کے رسول ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ عورت کی نماز اس کے اپنے گھر میں صحن کے بجائے کمرے کے اندر زیادہ افضل ہے، اور کمرے کے بجائے (اندرونی) کوٹھری میں زیادہ افضل ہے)۔

سنن ترمذی کی روایت ہے:"**عن عبد الله بن عمرؓ عن النبی ﷺ قال: المرأة عورة، فإذا خرجت استشرفها الشیطان، وإنها لا تکون أقرب إلی الله منها فی قعر بیتها**" (سنن ترمذی، کتاب الرضاع، باب ماجاء فی کراہیۃ الدخول علی المغیبات، حدیث نمبر: ۱۱۷۳) (حضرت عبداللہ بن عمرؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: عورت پردہ میں رہنے کی چیز ہے، جب وہ باہر نکلتی ہے، تو اس کو شیطان جھانکتا ہے، اور یہ اس وقت اللہ کے زیادہ قریب ہوتی ہے، جب وہ گوشہ نشینی میں ہوتی ہے)۔

مرقاۃ المفاتیح میں اس حدیث کی تشریح میں ہے:"**استشرفها الشیطان أی زینتها فی نظر الرجال، وقیل: أی نظر إلیها لیغویها ویغوی بها**" (مرقاۃ المفاتیح شرح المشکوۃ)۔

فقہاء کرام نے عورت کے لئے گھر سے باہر ضرورت پڑنے پر پردے کی مکمل رعایت کے ساتھ نکلنے کی اجازت دی ہے، ظاہر ہے کہ ٹرینوں میں ٹکٹوں کی جانچ پڑتال میں ایک عورت کے لئے پردہ کی رعایت مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔

فقہ حنفی کی معتمد علیہ کتاب ردالمحتار میں ہے:"**امتنع نظره إلی وجهها فحل النظر مقید بعدم الشهوة وإلا فحرام، وهذا فی زمانهم، وأما فی زماننا فمنع من الشابة**" (ردالمحتار علی الدر ۹/۳۰۸-۳۱۲، کتاب الحظر والإباحۃ)۔

(مرد کا اجنبی عورت کا چہرہ دیکھنا جائز نہیں ہے، دیکھنا جائز ہونا اس قید کے ساتھ ہے کہ شہوت پیدا نہ ہو، اگر شہوت پیدا ہوجائے تو حرام ہے، اور یہ ان کے زمانہ میں تھا، اور ہمارے زمانہ میں تو جوان لڑکی کو دیکھنے سے مطلقا منع کیا گیا ہے)۔

اور ٹرینوں میں جہاں مسافرین کا جم غفیر ہوتا ہے، ہر طرح کے لوگ ٹرینوں میں سفر کرتے ہیں، ایسی ملازمت میں عورت کے لئے عزت وآبرو کا خطرہ بھی ہے، حدیث شریف میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:"**اتقوا مواضع**

التهم" (بخاری، کتاب التقصیر باب فی کم یقصر الصلوۃ، حدیث نمبر:۱۰۸۷) (تم لوگ تہمتوں کی جگہ سے بچو)۔

عورت کا اپنے شوہر یا محرم کے بغیر مسافت شرعی کے بقدر تنہا سفر کرنے سے منع کیا گیا ہے، ظاہر ہے کہ ایسی ملازمت میں عورت بغیر شوہر یا محرم کے اکیلے سفر کرے گی، جو شرعی لحاظ سے غلط ہے۔

بخاری شریف کی روایت ہے:"**عن نافع بن عمرؓ أن النبی ﷺ قال: لا تسافر المرأة ثلاثة أيام، إلا مع ذی محرم**" (بخاری، کتاب التقصیر باب فی کم یقصر الصلوۃ، حدیث نمبر:۱۰۸۷) (حضرت نافع بن عمرؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: عورت تین دنوں کی مسافت کا سفر نہیں کرے گی، مگر محرم کے ساتھ)۔

مسلم شریف کی روایت ہے:"**لا يحل لإمراة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تسافر مسيرة يوم، إلامع ذی محرم عليها**" (مسلم، کتاب الحج، حدیث نمبر:۱۳۳۹) (کسی عورت کے لئے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو، جائز نہیں ہے کہ وہ ایک دن اور ایک رات کی مسافت کا سفر کرے، مگر محرم کے ساتھ)۔

مذکورہ وجوہات کی بنا پر راقم کے نزدیک عورت کا ٹرین میں ٹکٹوں کی جانچ پڑتال کے شعبہ میں ملازمت راقم کے نزدیک جائز نہیں ہوگی، اور اگر عورت ٹی ٹی ہو، اور اس کی حفاظت کے لئے سیکورٹی گارڈ ہو، تب بھی مذکورہ وجوہات کی بنا پر اور عورت ٹی ٹی کا کبھی کبھار سیکورٹی گارڈ اگر مرد ہے، تو اس کے ساتھ تنہائی بھی ہوسکتی ہے، جس کو حدیث میں منع کیا گیا ہے، حدیث کے الفاظ ہیں:"**لايخلون رجل بإمرأة**" (بخاری، کتاب النکاح، حدیث نمبر:۵۲۳۳) (ہرگز کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ رہے)۔

۷- جیسے کہ پہلے تحریر کیا جا چکا ہے کہ شادی سے پہلے لڑکی کے نفقہ کی ذمہ داری ان کے والد پر ہے، اور شادی کے بعد نفقہ کی ذمہ داری اس کے شوہر پر ہے، ایسے شعبہ میں ملازمت کرنے میں بے پردگی اور اجنبیوں سے اختلاط لازمی ہے، شوہر کے حقوق کی ادائیگی کما حقہ نہیں ہوسکتی ہے، اور نمازوں کی ادائیگی اپنے وقتوں پر بہت مشکل بلکہ ناممکن ہے، لہذا راقم کے نزدیک ایسے شعبہ میں ملازمت کرنا جائز نہیں ہوگا، البتہ اگر شدید مجبوری ہو، جیسے کہ شوہر کا انتقال ہو گیا ہو، اور عورت کے پاس مال نہیں ہے، جس سے وہ اپنا گذر بسر کر سکے، تو ایسی صورت میں شرعی حدود، یعنی عورت پردہ کا اہتمام کرے، اجنبیوں سے اختلاط نہ ہو، اور حقوق اللہ کی ادائیگی میں غفلت نہ ہو وغیرہ، تو ایسے شعبہ میں ملازمت کرنے کی "**الضرورات تبيح المحظورات**" (الاشباہ والنظائر، ص ۱۴۰، تحت القاعدۃ الرابعۃ) کے پیش نظر گنجائش ہوگی۔

☆☆☆

خواتین کی ڈرائیونگ کے کچھ احکام ومسائل

مولانا عبیداللہ ندوی☆

عورت کے ڈرائیونگ کرنے کا حکم:

سارے سوالات پر غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ پورے موضوع میں تین باتیں بہت اہم ہیں، ایک خواتین کی ڈرائیونگ، دوسرے خواتین کی ملازمت اور اسی ضمن میں خواتین کا بغیر محرم کے سفر کرنا، باقی سوالات ان ہی تینوں عناوین کے تحت آتے ہیں، اس لئے ہم ان ہی تینوں پر مفصل اور مدلل کلام کریں گے، پھر سوالات کے جوابات دیں گے۔

سواری (دو پہیہ، تین پہیہ، چار پہیہ، چھوٹی یا بڑی سب) نئی ایجادات ہیں جن کے دووازے اللہ نے موجودہ دور کے انسانوں پر کھولے ہیں، اور ان کا شمار اس دور میں اُن وسائل میں ہوتا ہے جن کی لوگوں کو شدید ضرورت پڑتی ہے، کوئی شخص اس سے بے نیاز نہیں، اور غالبا یہی وجہ ہے کہ علماء سابقین کے یہاں ہمیں اس کا کوئی حکم نہیں ملتا ہے، اور نہ ہی فقہاء نے اپنی کتابوں میں اس کی کوئی بحث کی ہے، البتہ موجودہ دور کے علماء نے شرعی قواعد کی روشنی میں اجتہاد کیا ہے، چنانچہ بعض نے اسے جائز اور مباح قرار دیا، اس بنیاد پر کہ اشیاء میں اصل اباحت ہے، اور بعضوں نے اسے حرام وناجائز قرار دیا، اس وجہ سے کہ درء مفاسد جلب منافع سے اولی ہے، نیز جو چیز مفضی اِلی الحرام ہو وہ بھی حرام ہوتی ہے، ذیل میں ہم دونوں کے آراء اور دلائل تحریر کرتے ہیں، پھر میرے نزدیک راجح کیا ہے اسے ذکر کریں گے:

مجوزین:

ان میں سرفہرست علامہ ڈاکٹر وہبہ زحیلیؒ، یوروپین افتاء کونسل کے رکن شیخ یوسف ابرام اور علماء ازہر میں ڈاکٹر عبدالفتاح عاشور ہیں، ان کا ماننا یہ ہے کہ ڈرائیونگ ایک مباح عمل ہے اور مباح عمل کرنے سے عورت کو شرعا نہیں روکا جائے گا، خواہ عورت تنہا گاڑی چلائے یا اس کے ساتھ کوئی ہو، ان حضرات کی دلائل یہ ہیں:

۱-خواتین صدر اسلام اور بعد کے مختلف اسلامی ادوار میں اونٹوں، گھوڑوں اور دیگر مختلف جانوروں کی سواری کرتی

☆ استاذ حدیث وادب دارالعلوم ماٹلی والا، بھروچ، گجرات۔

تھیں، کبھی خود ہانکتی تھیں اور کبھی ردیف ہوتی تھیں اور کبھی سواری کی کاٹھی اور زین پر ہوتیں تو کبھی ہودج میں، اور اسے اس زمانہ میں شرعی ممنوع شمار نہیں کیا جاتا تھا اور یہ چیزیں سیرت کا مطالعہ کرنے والوں پر مخفی نہیں ہیں۔

۲- بخاری ومسلم کی حدیث ہے، حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''**نساء قريش خير نساء ركبن الإبل**'' (بخاری رقم: ۳۴۳۴، کتاب الانبیاء، مسلم رقم: ۲۵۲۷، کتاب فضائل الصحابہ) (قریش کی خواتین بہترین خواتین ہیں، (اس لئے کہ) انھوں نے اونٹوں کی سواری کی)۔

۳- حدیث میں ہے: '' **إنما النساء شقائق الرجال**'' (ابوداؤد رقم: ۲۳۶، ترمذی رقم: ۱۱۳) (عورتیں مردوں کی ہم مثل ہیں (اخلاق، طبائع اور احکام میں)۔

دلالت: تو جس طرح مرد کے لئے ڈرائیونگ جائز ہے اسی طرح خواتین کے لئے بھی جائز ہوگی، کیونکہ احکام میں اصل یہ ہے کہ وہ دونوں کے لئے ہوتے ہیں، جب تک کہ دلیل خصوص نہ پائی جائے۔

۴- نیز گھوڑے، گدھے، خچر اور گاڑی کی سواری عادات میں سے ہے، عبادات میں سے نہیں ہے، اور عادات میں اصل اباحت ہوتی ہے، جب تک کہ حرمت کی دلیل نہ وارد ہو، چنانچہ علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں: ''**إن تصرفات العباد من الأحوال والأقوال نوعان: عبادات يصلح بها دينهم، وعادات يصلح بها دنياهم، فباستقراء الشريعة نعلم أن العبادات التي أوجبها الله أو أحبها لا يثبت الأمر بها، إلا بالشرع، وأما العادات فهي ما اعتاد الناس في دنياهم مما يحتاجون إليه، والأصل فيه عدم الحظر، فلا يحظر منه، إلا ما حظره الله سبحانه وتعالى وهي قاعدة عظيمة نافعة**'' (القواعد النورانیہ ص: ۱۳۴، ۱۳۵) (اقوال واحوال میں سے بندوں کے تصرفات دو طرح کے ہیں: عبادات جن سے ان کا دین سنورتا ہے اور عادات جس سے ان کی دنیا سنورتی ہے، اور شریعت کے استقراء سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ عبادات جن کو اللہ نے فرض کیا ہے یا پسند کیا ہے ان کا حکم صرف شریعت سے ہی ثابت ہوگا، اور جہاں تک عادات کی بات ہے تو اس سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کے لوگ اپنی اس دنیا میں عادی ہیں اور اس کی انھیں ضرورت بھی ہے، تو اس میں اصل عدم ممانعت ہے، لہذا صرف انھیں چیزوں سے منع کیا جائے گا جن کو اللہ نے ممنوع قرار دیا ہے، اور یہ بڑا عظیم اور مفید قاعدہ ہے،، اور عادات میں اصل عفو ہے لہذا صرف انھیں چیزوں سے روکا جائے گا جن کو قرآن وحدیث میں حرام قرار دیا گیا ہے یا جن سے منع کیا گیا ہے)۔

۵- علامہ ابن عاشورؒ آیت کریمہ: ''**والخيل والبغال والحمير لتركبوها وزينة ويخلق مالا تعلمون**'' (سورۂ نحل: ۸) (اور گھوڑے، خچر اور گدھے پیدا کئے، تاکہ تم ان پر سواری کرو اور اس کو تمہارے لئے زینت کی چیز

بنایااوروہ ایسی چیزیں پیدا کرتا رہے گا جوتم نہیں جانتے) کے تحت لکھتے ہیں:"**يخلق مالا تعلمون فالذى يظهر لى أن هذه الآية من معجزات القرآن الغيبية العلمية،وأنها إيماء إلى أن الله سيُلهم البشر اختراع مراكب هى أجدى عليهم من الخيل والبغال والحمير ...منها:السيارات المسيرة بمصفى النفط وتسمى (أطوموبيل)**..."(التحریروالتنویر ۱۳/۸۹،باختصاروتغییریسیر)(ورایسی چیزیں پیدا کرتا رہے گا جوتم نہیں جانتے،پس جو بات میرے دل میں آتی ہے وہ یہ کہ یہ آیت کریمہ قرآن کے علمی (سائنسی) اورغیبی معجزات میں سے ہے،اوراس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالی انسانوں کوایسی سواریوں کے ایجاد کاالہام کریں گے جوان کے لئے گھوڑے، خچراورگدھے سے زیادہ مفید ہوں گی،،.....اوراسی میں سے وہ گاڑیاں بھی ہیں جو پٹرول (وڈیزل) سے چلتی ہیں اورجنہیں آٹوموبائل کہا جاتا ہے)۔

۶-"**الأصل فى الأشياء الإباحة**"(الاشباہ والنظائرلابن نجیم:۶۶،للسیوطی:۶۰)(اشیاء میں اصل اباحت ہے)،اس قاعدہ کا مطلب یہ ہے کہ زمین پر جوبھی منافع ہیں اوراس میں سے انسان نے جوبھی اپنے لئے خاص کرلیا ہے،اس سے انتفاع حلال ہے جب تک کہ کوئی حرمت کی دلیل نہ پائی جائے۔

شیخ یوسف ابرام فرماتے ہیں:ڈرائیونگ امرمباح ہے،لیکن جب کسی حرام شئی کا سبب بنتی ہوتواس سبب کیوجہ سے حرام ہوگی،اگروہ شرعی حدود میں رہ کرگاڑی کا استعمال اپنے اورخاندان کے فائدے کے لئے کرتی ہےتو میں اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتاہوں۔

ڈاکٹرعبدالفتاح عاشورکہتے ہیں:اگرعورت اپنے گھرسے شریعت کی پابندبن کرنکلےتوگاڑی چلانے میں کوئی حرج نہیں،اس لئے کہ عورت مردکی شریک ورفیق ہیاوراس کے برابر ہے جیسے مردعلم حاصل کرسکتاہے ویسے وہ کرسکتی ہے،جیسے وہ ملازمت کرسکتاہے ویسے وہ بھی مختلف ملازمتیں کرسکتی ہے،نیزاس طرح کے کاموں کے لئے گھرسے نکل بھی سکتی ہے،توگاڑی چلانے میں کیاحرج ہے،شایدجن علماء نے منع کیاہے انھوں نے حذرواحتیاط کا پہلوملحوظ رکھاہےجسکی اب کوئی حیثیت نہیں، کیونکہ خواتین کازندگی کے ہرشعبے میں نکلنااورمختلف اعمال میں مردوں کے شانہ بشانہ چلنا،ان کاہاتھ بٹانا عام ہوگیاہے،زیادہ سے زیادہ ہم انھیں یہ تاکید کرسکتے ہیں کہ وہ شرعی آداب کا خیال رکھیں،ان مقامات پرنہ جائیں جہاں شبہات ہوں یاخطرات پیش آنے کا اندیشہ ہو،اس کے علاوہ اس کام کوانجام دینے میں کوئی رکاوٹ نہیں، بلکہ کسی اجنبی کے ساتھ (جس کووہ جانتی بھی نہیں ہے) سواری میں بیٹھنے سےتوبدرجہا بہترہے۔

التبہ اس سلسلہ میں بنیادی شرط یہ ہوگی کہ خواتین ڈرائیونگ وغیرہ کرتے وقت اپنی چال،حرکات وسکنات

میں اسلام کے آداب کا خیال رکھیں، نیز شرعی پردہ کا التزام کریں، تاکہ ناظرین کے لئے فتنہ کا سبب نہ ہو۔

مانعین جواز:

مانعین جواز میں برصغیر کے تقریباً تمام بڑے معتبر ادارے، دارالافتاء اور اکابر علماء واہل علم شامل ہیں، عرب علماء میں شیخ عبدالعزیز بن بازؒ، شیخ صالح بن العثیمینؒ، شیخ محمد صالح المجد وغیرہم ہیں، ان حضرات کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱-خواتین کی ڈرائیونگ کئی مفاسد کا سبب بنے گی، مثلاً اجنبی کے ساتھ خلوت جو شرعاً ممنوع ہے، حدیث میں ہے: "**أَلَالايخلون رجل بإمرأة لا تحل له،فإن ثالثهما الشيطان**" (مسند احمد رقم:۱۵۶۹۶) (سن لو! کوئی مرد کسی ایسی عورت کے ساتھ تنہا ہرگز نہ رہے، جو اس کے لئے حلال نہیں، اس لئے کہ شیطان ان کا تیسرا ہوتا ہے)۔

۲-سفورت اور بے پردگی ہوگی، جس سے قران کریم میں منع کیا گیا ہے، ارشاد باری ہے: "**وقرن في بيوتكن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الأولى ...**" (احزاب:۵۹) (اور تم (عورتیں) اپنے گھروں میں قرار پکڑو اور جاہلیت اولی کی طرح تبرج (اظہار زینت) اختیار نہ کرو)۔

۳-مردوں اور عورتوں کا اختلاط ہوگا۔

۴-بہت سے ایسے ممنوعات کا ارتکاب ہوگا جن کی وجہ سے یہ چیزیں حرام کی گئی ہیں، اور شریعت مطہرہ نے ایسے اسباب کو اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے جو مؤدی الی الحرام ہوں۔

۵-اس سے اباحیت کا دروازہ کھل جائے گا۔

۶-راستہ میں نامحرم مردوں پر نظر پڑے گی، بدنگاہی ہوگی جس سے شریعت نے روکا ہے، فرمایا گیا: "قل للمؤمنات يغضضن من أبصارهن ويحفظن فروجهن..." (نور:۳۱) (اور مومن عورتوں کو حکم دے دیجئے کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں)۔

۷-اس کے مفاسد میں سے یہ بھی ہے کہ حیاء ختم ہوجاتی ہے، جو ایمان کا حصہ ہے: "**الحياء من الإيمان**" (بخاری رقم:۲۴، باب الحیاء من الایمان) (حیاء ایمان کا ایک (عظیم) شعبہ ہے)۔

۸-اس میں مردوں کی مشابہت پائی جاتی ہے اور حدیث میں اس سے منع کیا گیا ہے: "**لعن الله المتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال**" (بخاری رقم:۵۸۸۵) (اللہ نے مردوں میں سے عورتوں کی اور عورتوں میں سے مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والوں پر لعنت فرمائی ہے)۔

۹-خواتین کی ڈرائیونگ سے حادثات زیادہ ہوتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ اس کی اجازت دینے میں بے شمار مفاسد ہیں، اس لئے خواتین کیلئے ڈرائیونگ جائز نہیں ہے۔

مناقشہ وترجیح:

خواتین کی ڈرائیونگ کا مسئلہ خالص اجتہادی ہے اس میں اختلاف کی پوری گنجائش ہے، یہ اس دور کے نوازل میں سے ہے، اسی لئے معاصرین علماء کی آراء اس مسئلہ میں حلت وحرمت، جائز وناجائز میں مختلف ہے، بندہ عاجز کا رجحان یہ ہے کہ موجودہ دور میں شرعی ضوابط کے ساتھ اس کی اجازت ہونی چاہئے، البتہ اگر کہیں مسلم حکومت ہو تو وہاں حکمرانوں کو کسی مصلحت کی بنیاد پر منع کرنے کا پورا اختیار ہوگا۔

۱- جہاں تعلق ہے ان روایات کا جن میں خواتین کے زین پر سوار ہونے کا ذکر ہے اور اسے اچھا نہیں سمجھا گیا ہے، تو ایسی تمام روایات یا تو ضعیف ہیں یا موضوع، چنانچہ ابن ہمام فرماتے ہیں: کہ وہ لفظ جو صاحب المجمع نے طبرانی کی طرف منسوب کیا ہے وہ مجھے طبرانی کے مطبوعہ کسی بھی نسخے میں نہیں ملا، اسی طرح صاحب کنز العمال نے جو منسوب کیا ہے، اور اگر بطور جدل ان کو صحیح مان بھی لیا جائے تو اس کا جواب یہ ہے: اول یہ کہ ان احادیث میں لگام یا نکیل کا ذکر نہیں ہے لہذا جو حرمت کے قائل ان کو چاہئے کہ جانور کی سواری بھی خواتین کے لئے حرام مانیں، خواہ وہ سواری ہانکتی ہو یا ردیف ہو، حالانکہ رسول اللہ ﷺ سے صحیح حدیثوں میں ثابت ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت ابوطلحہؓ اور معاذؓ کو ردیف بنایا تھا، بلکہ احادیث کے ذخیرہ میں تقریبا پچاس صحابہ کرامؓ کے اسماء گرامی ملتے ہیں جن کو آپ ﷺ نے ردیف بنایا تھا، اور امام بخاریؒ نے تو ایک باب ہی اسی عنوان سے قائم کیا ہے: "**باب إرداف الرجل خلف الرجل**" (دیکھئے: فتح الباری رقم: ۵۶۲۲)، دوسرے ان حدیثوں کی بعض متون میں تحریم کی علت مذکور ہے اور وہ ہے: "**فتهيجوهن للفجور**" اور یہ علت اگرچہ عورت کے سواری کی زین پر سوار ہونے میں پائی جاتی ہے لیکن گاڑی کی سیٹ پر سوار ہونے میں نہیں پائی جاتی ہے، اور یہ سب جانتے ہیں کہ حکم علت کے ساتھ چلتی ہے عدم ووجود کے لحاظ سے، اور ان دونوں الفاظ "**سيكون في أمتي رجال يركبون نسائهم على سروج كأشباة الرجال**" اور "**سيكون في آخر الزمان نساء يركبن على سروج كأشباه الرجال**" کے لئے جو دلیل مانعین جواز کی طرف سے دی جاتی ہے- اگر اسکو صحیح مان لیں تو- وہ مندرجہ ذیل وجوہات سے درست نہیں ہے:

۱- یہ خبر ہے، اور خبر سے احکام نہیں لئے جاتے، جب تک کہ ان کے ساتھ کوئی قرینہ نہ ہو، جیسے مدح یا ذم۔

۲- حدیث میں جو لعنت وارد ہوئی ہے وہ ان عورتوں کے حق میں ہے جو "کاسیات اور عاریات" ہیں، دلیل اس کی یہ ہے کہ وہ ملعونہ ہیں چاہے وہ زین پر سواری کریں یا نہ کریں، اور جو حضرات اس کے خلاف کہتے ہیں تب تو ان کے نزدیک عورت کا سواری پر سوار ہونا ہی حرام ہوگا، چاہے ڈرائیونگ کر رہی ہو یا نہیں۔

۳-روایت کے الفاظ میں اختلاف ہے یہاں ''اشباہ الرجال'' ہے اور بعض روایتوں میں ''اشباہ الرحال'' ہے، اور البانیؒ نے اسے کئی وجوہات سے راجح مانا ہے (دیکھئے: السلسلۃ الصحیحۃ ۶/ ۴۱۴، ۴۱۵)۔

دوسری بات یہ ہے کہ ''رحال'' رحل کی جمع ہے اور اس کی تفسیر جیسا کہ ''المصباح المنیر'' وغیرہ میں ہے: ''**کل شئی یعد للرحیل من وعاء للمتاع ومرکب للبعیر**'' (حوالہ سابق) (ہر وہ چیز جو سفر کے لئے تیار کی جائے مثلاً سامان کے برتن اور اونٹ کے لئے کجاوہ وغیرہ)۔

اگر یہ تفسیر مان لی جائے تو گویا کہ حدیث میں پیشین گوئی ہے ان سواریوں کی جو موجودہ دور میں ایجاد ہوئی ہیں یا آئندہ ہوں گی، اور پھر اس میں گاڑی بدرجہ اولی داخل ہوگی، کیونکہ ''رحال'' کی طرح نرم اور آرام دہ اور نیچے بچھایا جانے والا ہے، جو موٹر کار اور دیگر گاڑیوں پر پوری طرح منطبق ہوتا ہے۔

۴-گاڑی میں سواری کرنا جانوروں کی سواری سے زیادہ باپردہ ہے۔

۵-جب اونٹ کی سواری کرسکتی ہے تو گاری کی سواری بدرجہ اولی کرسکتی ہے۔

۶-بڑی عجیب بات یہ ہے کہ جن حضرات نیخواتین کی ڈرائیونگ کو ناجائز اور حرام قرار دیا ہے انھوں نے اس کا بدل اجنبی ڈرائیور کے ساتھ سوار (پبلک ٹرانسپورٹ) ہوکر جانا مانا ہے، تو یہ ایسا ہوگیا، جیسے کہ آسمان سے گرا کھجور پہ لٹکا، یا نابینا کا سرمہ لگانا،، جن جن خرابیوں کا ذکر خواتین کی ڈرائیونگ سے متعلق کیا گیا ہے وہ سب اجنبی مرد کے ساتھ سواری اختیار کرنے میں پائی جاتی ہیں، بلکہ اس میں خواتین کی ڈرائیونگ سے زیادہ مفاسد پائے جاتے ہیں۔

۷-اگر ہم جائزہ لیں تو ناجائز ہونے کی جو وجوہات بیان کی جاتی ہیں ان میں سے کچھ کا تو اس مسئلہ سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے، نہ دور کا، اور نہ ہی قریب کا، مثلاً بغیر محرم کے سفر، تو اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ واجبی اور لازمی حکم ہے، لیکن اس کا ڈرائیونگ سے کیا تعلق ہے؟ عورت کا بغیر محرم سفر بذاتہ حرام ہے اس کا کیفیت اور وسیلہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

۸-اگر فی زماننا عورت کو کسی متعین سفر کی ضرورت ہو اور اسے کوئی محرم نہ ملے جو اسے وہاں تک لے جائے تو اس کے پاس دو راستے ہوں گے، ایک یہ کہ وہ پیدل چل کر جائے، اور ظاہر ہے اس میں پریشانی اور صعوبت ہے، نیز گاڑی چلا کر جانے کی بنسبت زیادہ فتنہ اور خطرہ ہے، دوسرے یہ کہ وہ کسی اجنبی ڈرائیور کے ساتھ جائے مثلاً کرایہ کا ڈرائیور یا شخصی ڈرائیور، تو یہ تو اور سخت فتنہ ہے، پہلے سے بھی زیادہ۔

۹-جہاں تک تشبہ کی بات ہے تو اگر اسی طرح مشابہت تلاش کرتے رہیں گے تو بہت سی چیزیں ان کے لئے حرام اور ناجائز ہوجائیں گی۔

۱۰ -اور یہ دلیل کہ ان کی ڈرائیونگ سے حادثات اور ایکسیڈنٹ زیادہ ہوتے ہیں،صحیح نہیں ہے،حادثات تو مردوں سے بھی ہوتے ہیں،تو ان کے جائز کیوں؟ دوسری بات یہ ہے کہ ایک سروے (جس میں الگ الگ چودہ پہلوؤں کو سامنے رکھ کر سروے کیا گیا تھا) کے مطابق خواتین کی ڈرائیونگ مردوں سے زیادہ بہتر ہے۔

خلاصہ یہ کہ اس مسئلہ میں کوئی نص موجود نہیں ہے اور خواتین کی ڈرائیونگ کی حرمت ثابت نہیں ہے،اور یہ ہم سب کو معلوم ہے کہ اجتہادی احکام تغیر زمان ومکان سے بدلتے رہتے ہیں،مانعین نے جو دلائل دئے ہیں اس کا مدار ترتب مفاسد پر ہے،خواہ ان کا گمان صحیح ہو یا غلط ہو یا دھوکا ہو،اور بڑی عجیب بات یہ ہے کہ جن لوگوں نے بھی منع کیا ہے،مطلقا منع کر دیا ہے ضروریات کا بھی خیال نہیں رکھا گیا چہ جائے کہ حاجیات کا خیال رکھا جاتا،حالانکہ شرعی قاعدہ ہے:"**الضرورات تبیح المحظورات**"(الاشباہ والنظائر لابن نجیم ص:۱۱۹۴،للسیوطی ص:۱۷۳)(ضرورتیں ممنوعات کو مباح کر دیتی ہیں)۔

جبکہ مسلم شریف میں ایک حدیث آئی ہے:"**أسرت إمراة من الأنصار وأصيبت العضباء فكانت المرأة فی الوثاق، وكان القوم يريحون نعمهم بين يدی بيوتهم فانفلتت ذات ليلة من الوثاق فأتت الإبل، فجعلت إذا دنت من البعيررغافتتركه حتی تنتهی إلی العضباء، فلم ترغ،قال:وناقة منوّقة فقعدت فی عجزها،ثم زجرتها فانطلقت، ونذروا بها فطلبوها فأعجزتهم**.....**إلخ**"(مسلم رقم:۱۶۴۱،ابوداؤد رقم:۳۳۱۶)(انصار کی ایک عورت کو(دشمنوں کے ذریعہ) قید کرلیا گیا(یہ حضرت ابوذرؓ کی اہلیہ تھیں)اوراس سے قبل وہ(حضور ﷺ کی اونٹنی)عضباء کو لے جا چکے تھے،چنانچہ عورت بیڑیوں میں تھی،اور قوم کے لوگ اپنے گھروں کے سامنے اپنیاونٹوں کو آرام کرنے کے لئے بیٹھا رہے تھے،کہ اچانک وہ عورت بیڑیوں سے چھوٹ گئی اوراونٹوں کے پاس آئی،اور جب بھی وہ کسی اونٹ سے قریب ہوتی تو وہ آواز لاگاتا تو وہ اسے چھوڑ دیتی،یہاں تک کہ وہ عضباء کے پاس آئی تو اس نے آواز نہیں لگائی،وہ عمدہ اور فرمانبردار اونٹنی تھی،چنانچہ وہ خاتون اس کی پشت پر بیٹھی اوراس کو ہانکا اور چلی گئی،اور جب لوگوں کو اس کا پتہ چلاتو اس کا پیچھا کیا اور تلاش کیا لیکن پکڑنے سے عاجز رہے)۔

شراح حدیث نے اس کے تحت یہ لکھا ہے کہ عورت تنہا بغیر محرم سفر کرسکتی ہے جبکہ اس کی حالت اس عورت کے مثل ہو،چہ جائیکہ حرام اجتہادی ہو،جیسے خواتین کا ڈرائیونگ کرنا،امام نوویؒ فرماتے ہیں:"**فی هذ االحديث جواز سفر المرأة وحدها بلا زوج ولا محرم ولاغيرهما إذا كان سفر ضرورة**"(شرح صحیح مسلم ۱۱/۲۶۵)(اس حدیث سے عورت کے تنہا،بغیر شوہر اور محرم کے،سفر کرنے کا جواز معلوم ہوتا ہے،اگر سفر ضرورت کے تحت ہو)۔

خلاصہ یہ کہ عورت تنہا شہر میں ایک جگہ سے دوسری جگہ گاڑی چلا کر جا سکتی ہے،خواہ دو پہیہ ہو،یا چار پہیہ،بڑی گاڑی ہو یا چھوٹی،دونوں کا حکم یکساں ہوگا۔

پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیونگ کا حکم:

عورت کا بغیر محرم کے سفر کا مسئلہ بہت بڑا مسئلہ ہے، اس سلسلہ میں کل چار احادیث وارد ہوئی ہیں، پہلے ہم ان کو نقل کرتے ہیں، پھر اس کی روشنی میں ائمہ کرام کے مسالک کا ذکر اور دیگر گفتگو کریں گے۔

الف:"لا يحل لإمرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تسافرمسيرةيوم و ليلة، إلا مع ذى محرم عليها" (مسلم رقم:۱۳۳۹، باب سفر المرأة مع محرم إلى حج وغيره) (کسی عورت کے لئے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو، جائز نہیں کہ وہ ایک رات کی مسافت کا سفر بغیر محرم کے کرے)۔

ب:"لا يحل لإمرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تسافرسفرايكون ثلاثة أيام فصاعدا،إلا معهاأبوها أو أخوها أو زوجها أو ابنهاأو ذو محرم منها" (تحفۃ الاحوذی رقم:۱۱۶۹، ۴/۲۷۹) (کسی عورت کے لئے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو، جائز نہیں کہ وہ کوئی ایسا سفر کرے جو تین دن سے زیادہ کا ہو، مگر یہ کہ اس کے ساتھ اس کا باپ، یا بھائی، یا شوہر، یا بیٹا یا کوئی محرم ہو)۔

ج: "لا تسافر المرأة إلا مع ذى محرم" (بخاری رقم:۳۰۰۶، مسلم رقم:۱۳۴۱) (عورت بغیر محرم کے سفر نہ کرے)۔

د:"لترين الظعينة ترتحل من الحيرة حتى تطوف بالكعبة،لا تخاف أحد، إلا الله" (بخاری رقم: ۳۵۹۵) (تم ضرور دیکھو گے کہ عورت حیرہ سے سفر کر کے آئے گی اور کعبۃ اللہ کا طواف کرے گی، اس کو اللہ کے سوا کسی کا خوف نہیں ہوگا)۔

غالبا انھیں احادیث کی وجہ سے اس کے جواز اور عدم جواز کے بارے میں اہل علم کا اختلاف ہے، اس سلسلہ میں ان کی کئی آراء ہیں:

۱-احناف، حنابلہ اور جمہور فقہاء کے نزدیک مسافت قصر کی مقدار سفر کرنا مطلقا منع ہے، خواہ سفر ہوائی جہاز، یا ٹرین، یا بس، یا گاڑی، یا اونٹ یا کسی اور ذرائع سے ہو، وہ درج ذیل دلائل سے استدلال کرتے ہیں:

الف:"لا يحل لإمرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تسافرمسيرةيوم و ليلة، إلا مع ذى محرم عليها" (مسلم رقم:۱۳۳۸، باب سفر المرأة مع محرم إلى حج وغيره) (کسی عورت کے لئے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو، جائز نہیں کہ وہ ایک دن اور رات کی مسافت کا سفر بغیر محرم کے کرے)۔

ب: نیز وہ یہ بھی دلیل پیش کرتے ہیں کہ "لاتسافر" نہی کا صغیہ ہے اور نہی تحریم کے لئے آتا ہے۔

ج: عورت مظنہ شہوت ہے خواہ بڑی عمر کی ہی کیوں نہ ہو۔

۲- مالکیہ اور شوافع کے نزدیک اگر مامون اور قابل اعتبار رفقاء سفر ہوں تو صرف حج میں جاسکتی ہے، یہ حضرات استدلال کرتے ان احادیث سے جن میں حج کرنے کا عمومی حکم دیا گیا ہے۔

۳- علامہ ابن تیمیہؒ نے حج پر قیاس کرتے ہوئے تمام اسفار طاعت کی اجازت دی ہے، ان کے نزدیک اس کا مدار امان پر ہے اور اسی کو علامہ قرضاویؒ نے راجح قرار دیا ہے، شوافع میں ابن کج کی بھی یہی رائے ہے، ان حضرات کی دلیل یہ ہے:

الف: مسئلہ کا مدار نظر پر ہے، اور بظاہر اس دلیل میں بھی قوت ہے، وہ کہتے ہیں کہ جب ہم منع کی علت اور حکم میں غور کرتے ہیں، تو پتہ چلتا ہے کہ وہ اندیشہ اور خوف ہے کہ کہیں بدطینت اور بدقماش لوگ ان کے بارے میں طمع نہ رکھیں، اور اس کی حیاء کی چادر تار تار کردیں یا اس کی عزت وکرامت پر ہاتھ نہ ڈال دیں، تو معلوم ہوا کہ مسئلہ کا مدار امان اور عدم خوف پر ہے، نیز قاعدہ فقہیہ ہے: " **الحكم يدور مع العلة عدما ووجودا**" (شرح منظومۃ القواعد الفقہیۃ ۱۱۹ قاعدہ ۲۶) (حکم علت کے ساتھ دائر ہوتا ہے عدم ووجود دونوں کے اعتبار سے)۔

ب: دوسرے یہ کہ محدثین اور فقہائے محرم کی شرط والی روایات کی مختلف تعلیل بیان کی ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ تعبدی نہیں ہے، نیز مسافت کی مقدار میں بھی روایات مختلف ہیں۔

۴- سفر خواہ طویل ہو یا مختصر، لیکن ایک دن اور رات تک نہ پہونچتا ہو تو بغیر محرم کے بھی جائز ہے، یہ حضرات دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ حدیث میں "یوم ولیلۃ" کی صراحت ہے، گویا کہ ان حضرات کے یہاں اعتبار ایک دن اور رات کا کیا جائے گا، اگر پوری مسافت ایک دن اور رات سے کم میں طے کرلیتی ہے تو تنہا سفر کرسکتی ہے۔

ان اقوال میں سے راجح جمہور کا قول یعنی قول اول ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے اس کے ساتھ ایمان کو جوڑا ہے، معنی یہ ہوئے کہ اگر بغیر محرم کے سفر کیا تو اس کا ایمان نکل جائے گا (لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ کافر ہوجائے گی)۔

تاہم میرا خیال یہ ہے کہ اگر واقعی مجبوری اور ضرورت ہو تو پبلک ٹرانسپورٹ کو رفقاء مامون کے زمرے میں رکھا جاسکتا ہے اور اس کو ملازمت کی گنجائش دی جاسکتی ہے۔

خواتین کی ملازمت کا حکم اور شرائط:

درج ذیل تمام سوالات کے جوابات سے پہلے ہمارے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ خواتین کن شعبوں میں ملازمت کرسکتی ہیں؟ نیز اس کے لئے کیا شرائط ہیں:

الف: اس کو ملازمت اور کام کی شدید کی ضرورت ہو، اپنی ضروریات زندگی پورا کرنے کے لئے ملازمت کر رہی ہو۔

ب: وہ کام یا ملازمت عورت کی طبیعت اور اس کی جسمانی ساخت کے مناسب ہو، مثلا طبابت، نرس، درس وتدریس، سلائی کڑھائی اور بنائی وغیرہ۔

ج: کام خواتین کے مخصوص میدان میں ہو، جہاں ان کا مردوں سے اختلاط نہ ہو۔

د: خواتین شرعی پردہ کا اہتمام کریں۔

ھ: اس کی ملازمت اور کام بغیر محرم سفر کا سبب نہ بنتا ہو۔

و: ملازمت اور کام پر نکلنے میں حرام کا ارتکاب لازم نہ آتا ہو، جیسے ڈرائیور کے ساتھ خلوت، یا خوشبو لگانا جسے کوئی اجنبی سونگھے۔

ز: اس کی ملازمت سے اس چیز کا ضیاع لازم نہ آتا ہو جو اس سے زیادہ ضروری، بلکہ اس پر واجب ہے جیسے گھر کی دیکھ ریکھ، شوہر اور بچوں کی ذمہ داریاں اور ان کے حقوق کی ادائیگی۔

ح: اسی کے ساتھ شوہر کی اجازت بھی شرط ہے۔

خواتین کے لئے پائلٹ کی ملازمت:

خواتین کا پائلٹ کی حیثیت سے ملازمت کرنا درج ذیل وجوہ سے جائز نہیں ہے:

۱- پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ سب عورتوں کے کام نہیں، عورت کے کام کا اصل میدان اس کا گھر ہے ارشاد باری ہے: "**وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الاولى**" (احزاب:۳۳) (اور اپنے گھروں میں قرار پکڑو اور جاہلیت اولی کی طرح تبرج (زینت کا اظہار) اختیار نہ کرو)، لہذا گھر کے مردوں کو انھیں ایسے کاموں سے روکنا چاہئے۔

۲- حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: "**لا يخلون رجل بامرأة**" (مسلم رقم:۱۳۴۱، بخاری رقم:۳۰۰۶) (ہرگز کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ خلوت میں نہ رہے)، اور اس میں مرد کے ساتھ خلوت لازمی ہے جیسا کہ سوال میں ذکر کیا گیا ہے۔

۳- نیز حدیث میں ہے: "**ماتركت بعدى فتنه أضر على الرجال من النساء**" (بخاری رقم:۵۰۹۶، مسلم رقم:۲۷۴۰) (میں نے اپنے بعد مردوں کے لئے عورتوں سے زیادہ بڑا فتنہ نہیں چھوڑا)۔

۴- دوسرے یہ کہ احناف، حنابلہ اور جمہور علماء کے یہاں مسافت سفر بغیر محرم کے جائز نہیں اور ظاہر ہے فلائٹیں لمبی لمبی مسافت طے کرتی ہیں جو مسافت سفر سے کہیں زیادہ ہوتی ہیں۔

۵-ان کو عدم خضوع بالقول، اور غض بصر کا حکم دیا گیا ہے، چنانچہ قرآن میں ہے:"**فلا تخضعن بالقول**" (احزاب:۳۲)(تو تم ان سے نرمی سے بات مت کرو)، اور حدیث میں ہے:"**لا تسافر المرأة، إلا مع ذی محرم ولا یدخل علیها رجل ومعها محرم ...**"(بخاری رقم:۱۸۶۲، مسلم رقم:۱۳۴۱)(عورت تنہا سفر نہ کرے إلا یہ کہ اس کے ساتھ کوئی محرم ہو، اور اس کے پاس کوئی نہ آئے مگر اس حال میں کہ اسکے ساتھ کوئی محرم ہو)، اور یہ دونوں ہونا ناممکن سا ہے۔

۶-نیز فقہی قاعدہ ہے:"**درء المفاسد أولی من جلب المصالح**"(مجلۃ الاحکام العدلیۃ قاعدہ:۲۹)(مفاسد کو دور کرنا منافع کے حصول پر مقدم ہے)۔

۷-حضرت عبادہ بن الصامتؓ فرماتے ہیں: وہ اکابر انصار میں سے تھے، وہ لوگوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے تھے: کیا تم مجھے نہیں دیکھتے ہو؟ میں اکیلے کھڑا بھی نہیں ہوسکتا ہوں، اور میں وہی کھاتا ہوں جو نرم اور موٹا ہو، اور میرا ساتھی ایک زمانہ ہوگیا مرگیا (یعنی قوت مردانگی ختم ہوچکی ہے، عضو خاص میں حرکت نہیں ہے) لیکن پھر بھی مجھے خوشی نہیں ہوتی کہ میں کسی عورت سے خلوت میں ملوں، اس ڈر سے کہ کہیں شیطان اس میں حرکت نہ پیدا کردے (سیر اعلام النبلاء ۲/۸)۔

۸-میمون بن مہران کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے فرمایا: میں تم نصیحت کرتا ہوں اسے یاد رکھنا، نامحرم عورتوں کے ساتھ خلوت اختیار کرنے سے بچنا، چاہے تمہارے دل میں اسے قرآن کی تعلیم دینے کا ہی خیال کیوں نہ آئے (حلیۃ الاولیاء ۵/۲۷۲)، یہی وجہ ہے کہ بعض معاصر اہل علم نے گاڑی، لفٹ اور ڈاکٹر اور مدرس کے ساتھ خلوت کو بھی خلوت محرمہ میں شمار کیا ہے۔

یہ بات اپنی جگہ بالکل صحیح ہے کہ فلائٹ میں سیکورٹی زیادہ ہوتی ہے ہر چیز کیمرے میں ریکارڈ ہوتی ہے، تو زیادہ سے زیادہ اسے خلوت نہیں کہیں گے، لیکن مسافت سفر کی مقدار تو بغیر محرم کے ہی طے ہورہی ہے، نیز اس کے علاوہ دیگر منکرات وفواحش پائے جاتے ہیں، مزید بے پردگی ہوتی ہے، اس لئے یہ جائز نہیں ہے، بلکہ بعض اہل علم نے تو مردوں کے لئے بھی ناجائز قرار دیا ہے۔

یہی حکم ٹرینوں میں ڈرائیور کی حیثیت سے ملازمت کرنے کا ہوگا، دلائل بھی وہی ہوں گے، ایک تو سفر جو بغیر محرم ہیجائز نہیں، دوسرے خلوت بالاجنبی ہے جس میں بڑا منکر اور شر عظیم کا وسیلہ ہے، جس کا انجام کبھی اچھا نہیں ہوتا ہے، اگر مسافت سفر کی مقدار نہ بھی ہو (حالانکہ عموما ایسا ہوتا نہیں ہے) تو دوسری وجہ خلوت تو موجود ہی ہے۔

ریلوے یا ائیر پورٹ پر ٹکٹ جاری کرنے کی ملازمت کا حکم:

اس سوال کے جواب سے پہلے یہ جاننا ہمارے لئے انتہائی ضروری ہے کہ خلوت کے معنی کیا ہیں؟ خلوت کے معنی

ہیں: تنہائی، چنانچہ کہا جاتا ہے: "**خلا الرجل بصاحبه وإليه ومعه خلوا وخلاء وخلوة: انفرد به واجتمع معه في خلوة**" اور خلوت محرمہ یہ ہے کہ کوئی مرد یا عورت کسی عورت یا مرد کے ساتھ تنہائی میں اس طرح ملیں کہ ان کے ساتھ تیسرا کوئی نہ ہو، بایں طور کہ وہ لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہو جائیں، اور ان کی آواز کسی کو سنائی نہ دے،" موسوعہ فقہیہ" میں ہے:

"**والمراد بالخلوة المنهية عنها أن تكون المرأةمع الرجل في مكان يأمنان فيه من دخول ثالث**....." آگے لکھا ہے:"**ومن المباح أيضا الخلوة بمعنى انفراد رجل بإمرأة في وجود الناس،بحيث لا تحتجب أشخاصهما عنهم**" (الموسوعۃ الفقہیۃ: مادۃ؛الخلوۃ) (خلوت منہی عنہا سے مراد یہ ہے کہ عورت مرد کے ساتھ ایسی جگہ ہو جہاں وہ کسی تیسرے کے آنے سے مامون ہوں،.....اور خلوت مباح میں یہ بھی ہے کہ آدمی کسی عورت کے ساتھ لوگوں کی درمیان میں ہو، بایں طور کہ ان دونوں کی ذات لوگوں کی نظروں سے چھپی نہ ہو، (یعنی اس پر خلوت کی تعریف صادق نہیں آئے گی)۔

بجیرمی شافعی نے لکھا ہے:"**أن ضابط الخلوة المحظورة بين الرجل والمرأة هو: اجتماع لا تؤمن معه الريبة عادة**" (البجیرمی علی حاشیۃ المنہاج ۳/۳۸۰) (مرد وعورت کے درمیان خلوت محظورہ کا ضابطہ یہ ہے کہ: دونوں کا ایسا اجتماع جس میں عام طور پر شک وشبہ نہ ہو)۔

ہیتمی نے" تحفۃ المحتاج" میں لکھا ہے:"**وفي التوسط عن القفال لو دخلت إمرأة المسجد على رجل لم تكن خلوة، لأنه يدخله كل أحد**" (تحفۃ المحتاج فی شرح المنہاج ۸/۲۷۰) (اور توسط میں قفال سے روایت ہے کہ اگر عورت مسجد میں کسی مرد کے پاس جائے تو یہ خلوت نہیں کہلائے گی، اس لئے کہ مسجد میں ہر کوئی داخل ہوتا ہے)۔

نیز حدیث کے الفاظ اس پر خود دلالت کرتے ہیں:"**إلا ومعها**" یعنی اگر اس کے ساتھ کوئی ہوگا تو خلوت نہیں کہلائی گی اور یہ استثناء منقطع ہے (دیکھئے: نووی شرح مسلم)، اور حدیث کے معنی ہیں: کہ مرد وعورت کسی ایسی جگہ جمع نہ ہوں جہاں کوئی تیسرا آدمی نہ ہو، کیونکہ یہ شیطان کا دروازہ کھولتا ہے اور برائی میں مبتلا ہونے کا مقدمہ ہے، اور ظاہر سی بات ہے یہ تعریف یہاں صادق نہیں آتی ہے اس لئے ریلوے اور ایئر پورٹ کے ٹکٹ کاونٹر پر ٹکٹ جاری کرنے کی ملازمت کرنا جائز ہوگا، کیونکہ یہ خلوت کے دائرہ میں نہیں آتا ہے، وہاں کئی کئی افراد ہوتے ہیں نیز مسافرین کی ایک بڑی تعداد ٹکٹ کے حصول کے لئے آتی جاتی رہتی ہے، کیونکہ یہ پبلک مقام ہے۔

دوسری اہم بات یہ ہے کہ سرکاری ملازمتوں میں مسلمانوں کی شرح فیصد بہت تیزی سے گھٹ رہی ہے جو انتہائی تشویناک ہے، صرف دہلی حکومت کے تحت آنے والے محکموں کی ایک لمبی فہرست ہے جس میں اقلیتوں کی نمائندگی یا تو صفر

ہے یا تین چار زیادہ سے زیادہ پانچ فیصد ہے، اور صوبوں کا حال کیا ہوگا اندازہ لگایا جاسکتا ہے اب ایسے حالات میں اگر کسی اکا دکا مسلمان مرد یا خاتون کو ملازمت مل جائے اور اس پر بھی ہم ناجائز ہونے کی بات کہہ کر اسے محروم کردیں، میرے خیال میں یہ دانشمندی نہیں ہوگی، ایک غیر سرکاری ادارے ''لیڈی بائی'' نے ایک رپورٹ پیش کی ہے کہ ملازمتوں میں ۴۷ / فیصد مسلم خواتین کے ساتھ تفریق برتی جاتی ہے، نیز درخواست دہندگان میں سے نصف تعداد کو صرف مسلمان ہونے کی وجہ سے نوکری نہیں دی جاتی ہے (دیکھئے: بی بی سی اردو ڈات کام، نئی دہلی ۳ / جولائی ۲۰۲۲ء، مضمون شکیل اختر)، اس لئے جہاں گنجائش ہوسکتی ہو، شرعی ضوابط کے ساتھ اجازت ملنی چاہئے، زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ احتیاط کرنا اولی اور بہتر ہے۔

☆☆☆

خواتین کی ڈرائیونگ سے متعلق بعض مسائل

مولانا قاضی محمد ریاض ارمان قاسمی☆

۱-عورت شہر میں تنہا گاڑی چلا کر جاسکتی ہے؟

عورت کے لیے نفس گاڑی چلانا حرام یا ناجائز نہیں، البتہ مسلمان عورت کو بلاضرورت ڈرائیونگ سے احتراز کرنا چاہیے، البتہ کبھی ڈرائیونگ کی ضرورت پیش آجائے تو بغیر محرم کے مسافت شرعی کے بقدر سفر کرنا جائز نہیں ہوگا، ہاں اپنے شہر کے اندر ڈرائیونگ کرنا جائز ہوگا اور اس دوران مکمل پردہ کا اہتمام ضروری ہوگا، ملاحظہ ہو فتاوی دارالعلوم زکریا:

مکمل پردہ کی رعایت کے ساتھ ڈرائیونگ کی اجازت ہے، مختلف صحابیات سے گھوڑے کی سواری ثابت ہے، کیونکہ بعض عورتوں کو گاڑی چلانے کی ضرورت پیش آسکتی ہے اس لئے اس طرح گاڑی سیکھنے کی بھی اجازت ہے، جب کہ سکھانے والا محرم ہو، یا عورت ہو، ہاں حدود شریعت سے تجاوز جائز نہیں ہے، نیز مفاسد سے بچنا بھی ضروری ہے۔

ازواج مطہرات اور مختلف صحابیات کے سواری سے متعلق احادیث ملاحظہ فرمائیں:

"عن عائشةؓ أن النبی ﷺاذا کان باللیل سار مع عائشةؓیتحدث فقالت حفصةؓ:الا ترکبین اللیلة بعیری وارکب بعیرک تنظرین وانظر فقالت:بلی فرکبت فجاء النبی ﷺالی جمل عائشةؓوعلیه حفصةؓ فسلم علیها ثم سار حتی نزلوا الخ "(رواہ البخاری، رقم ۵۲۱۱، کتاب النکاح ومسلم رقم:۲۴۴۵)۔

"عن أبی هریرةؓأن رسول الله ﷺقال:خیر نساء رکبن الإبل نساء قریش احناه علی ولد فی صغره، وأرعاه علی زوج فی ذات یده "(رواہ البخاری رقم ۵۳۶۵ باب الی من ینکح، ومسلم رقم ۲۵۲۷)۔

صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قریش کی عورتیں بہترین عورتیں ہیں کیونکہ ان میں تین خصلتیں ہیں؛ ایک یہ کہ وہ اونٹ کی سواری کر لیتی ہیں، دوسرا یہ کہ اپنے شوہر کے بچوں کے لیے بہت شفیق ہوتی ہیں یعنی بعض تو اس کی وفات کے بعد بچوں کی اچھی تعلیم وتربیت کی خاطر شادی بھی نہیں کرتی ہیں اور تیسرا یہ کہ شوہر

☆ دارالقضاء ناگپاڑہ، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ، ناگپاڑہ، ممبئی۔

کے مال کو اجاڑتی نہیں ہیں۔

"عن عبد الله بن عبد الرحمن الأنصاری قال:سمعت انسؓ یقول:دخل رسول الله ﷺ علی ابنة ملحان فاتکا عندها ثم ضحک فقالت: لم تضحک یا رسول الله فقال: ناس من أمتی یرکبون البحر الاخضر فی سبیل الله... قال انسؓ:فتزوجت عبادة الصامت فرکبت البحر مع بنت قرظة فلما قفلت رکبت دابتها فقصت بها فسقطت دابتهافوقصت بها فسقطت فماتت "(رواہ البخاری،رقم:۴۷۵ باب غزوۃ فی البحر)۔

"عن عائشةؓ فی حدیث طویل،فقالت:ماکلمنی کلمة ولا سمعت منه کلمة غیر استرجاعه حتی أناخ راحلته فوطئی علی یدیها فرکبتها فانطلق یقود بی الراحلة حتی اتینا الجیش بعد ما نزلوا" (رواہ البخاری ولولا اذ سمعتموہ قلتم رقم ۴۷۵۰)۔

"عن عمران بن حصین رضی الله قال:کانت ثقیف حلفاء لبنی عقیل... إلی قوله:واسرت امرأة من الأنصار وأصیبت العضباء فکانت المرأة فی الوثاق، وکان القوم یریحون نعمهم بین یدی بیوتهم فانفلتت ذات لیلة من الوثاق فاتت الإبل فجعلت إذا دنت من البعیر رغا فتترکه حتی تنتهی إلی العضباء فلم ترغ وناقة منوقة فقعدت فی عجزها، ثم زجرتها فانطلقت الخ" (رواہ مسلم رقم ۱۶۴۱۱، باب لا وفاء لنذر فیمعصیۃ اللہ)۔

عورتوں کو بعض مرتبہ ڈرائیونگ کی اجازت نہ ہونے یا نا نہ سیکھنے کی وجہ سے بعض لڑکیاں جوان ڈرائیور کے ساتھ تنہائی میں جاتیں، یہ فتنہ خود ڈرائیونگ کے فتنہ سے بھی زیادہ ہے۔

عورتوں کی ڈرائیونگ کے جواز پر اشکال اور اس کا ازالہ:

اشکال: بعض حضرات عورتوں کو ڈرائیونگ کرنے سے روکتے ہیں اور درج ذیل احادیث استدلال میں پیش کرتے ہیں "لعن الله الفروج علی السروج" اس کا کیا جواب ہے؟

الجواب (۱) یہ حدیث انتہائی ضعیف ہے، یہاں تک کہ بعض نے اس کو بے بنیاد کہا ہے، لہذا اس سے استدلال کرنا درست نہیں، چنانچہ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں: "لا اصل له" (الاسرار المرفوعۃ رقم ۷۱۵ اور نصب الرایہ میں علامہ زیلعی) فرماتے ہیں: "غریب جدا" (نصب الرایۃ ۳/ ۲۳۸) حافظ ابن حجر نے لم اجدہ فرمایا ہے (الدرایۃ: ۵۶۹)۔

علامہ شامیؒ فرماتے ہیں: "نقل المدنی عن أبی الطیب أنه لا أصل له" (فتاوی الشامی: ۶/ ۴۲۳)۔ دوسری

جگہ فرماتے ہیں:**قال فی الفتح:انه حدیث غریب جدا** (فتاوی الشامی ۳/۲۵۶)۔

مذکورہ بالا صحیحین کی احادیث کے مقابلہ میں یہ روایت ضعیف اور مرجوح ہے۔

بالفرض اگر حدیث قابل استدلال تسلیم کرلیں، توفقہاء نے اس کی توجیہ ہی ذکر فرمائی ہے کہ اپنے آپ کو بناسنوار کر مردوں پر پیش کرنے کے لیے سوار ہونا منع ہے، ورنہ کسی حاجت کے لیے سوار ہونا، حدود شریعت کی رعایت کے ساتھ جائز ہے، مثلاً جہاد اور حج وغیرہ کے لیے۔

یا بلاضرورت صرف لہوولعب کے طور پر سواری کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

"قال فی البحر الرائق ولا ترکب امراة مسلمة علی السرج لقوله علیه الصلاة والسلام:لعن الله الفروج علی السروج،هذا اذا رکبت متلهیة أم متزینة لتعرض نفسها علی الرجال، فإن رکبت لحاجة کالجهاد والحج فلا باس به "(البحرالرائق جلد ۸/۲۱۵)۔

"وقال فی المحیط البرهانی:والمعنی فی النهی من وجهین:أحدهما:أن هذا تشبه بالرجال،وقد نهین عن ذالک،والثانی:أن فیه اعلان الفتن واظهار ها للرجال وقد امرن بالستر،قالوا: وهذا إذا کانت شابة، فأما اذاکانت عجوزا أو کانت شابة الا انها رکبت مع زوجها بعذر؛بأن رکبت للجهاد،وقد صح ان نسائالمهاجرین کن یرکبن الافراس،ویخرجن للجهاد،فکان رسول الله ﷺ یراهن ولا ینهاهن،وکذالک بنات خالد بن الولید کن یرکبن،ویخرجن للجهاد " (المحیط البرهانی ۶/۱۳۴)۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے اس قسم کی اور ایک روایت مروی ہے ملاحظہ ہو۔

"قال: حدثنا زید بن عبد الله الفارض حدثنا کثیر بن عبید حدثنا بقیة عن علی عن ابن جریج عن عطاء عن ابن عباسؓ قال:نهی رسول الله ﷺ ذوات الفروج أن یرکبن السروج:قال ابن عدی:علی بن ابی علی القرشی یحدث عنه بقیة مجهول ومنکر الحدیث"(اخرج ابن عدی فی الکامل، رقم ۱۳۴۳ جلد ۵/۱۸۳، میزان الاعتدال ۴/۶۷)۔

خلاصہ یہ ہے کہ یہ روایت بھی علی القریشی کی وجہ سے ضعیف ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے ایک اور روایت مروی ہے ملاحظہ ہو:

"وروی القاضی ابو الفرج المعافی بن زکریا، بسنده عن ابن عباسؓ قال: لما حج النبی ﷺ حجة الوداع اخذ بحلقتی باب الکعبة ثم اقبل بوجهه علی الناس فقال:أیها الناس... ان من اشراط القیامة أماتة الصلوات، واتباع الشهوات، إلی قوله:یا سلمان عند ذالک یکتفی الرجال بالرجال،

والنساء بالنساء، وتركب ذوات الفروج السروج فعليهن من أمتي لعنة الله الحديث "(التجليس الصالح الكافي والانيس الناصح الشافي جلد ۱/ ۴۴۴-۴۴۷ المجلس الحادي والستون حديث طويل في اشراط الساعة)۔

"قلت: اسناده ضعيف،وفي بعض سياقه نكارة فيه سليم بن مسلم الخشاب قال أحمد:ضعيف الحديث،منكر الحديث قال أبو زرعة:ليس بقوى قال النسائي:متروك الحديث قال يحي بن معين:جهمي خبيث راجع"(الجرح والتعدیل جلد ۴/ ۳۱۴ والمغنی فی الضعفاء جلد ۱/ ۲۸۵)۔

خلاصہ یہ ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے اور صحیح روایات کے مقابلہ میں قابل حجت نہیں ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے بھی اس قسم کی ایک روایت مروی ہے، ملاحظہ ہو المعجم الاوسط:

"عن ابی هريرةؓ عن النبی ﷺ قال: والذی بعثنی بالحق لا تنقضی الدنيا حتی يقع بهم الخسف والمسخ والقذفقالوا:ومتی ذاک يا نبی الله قال:إذا رأيت النساء ركبن السروج وكثرت القينات الخ "(اخرجہ الطبرانی فی الاوسط ۵۰۶۱)۔

وقال الھیثمی (مجمع الزوائد ۸/ ۱۰ فیہ سلیمان بن داود الیمامی، وھو متروک واخرجہ ایضا: الحاکم ۸۳۴۹) والبزار: ۸۶۳۶ وابن عدی، ترجمہ ۴۸۷، والبیھقی فی شعب الایمان: ۵۴۶۶ وقال: تفرد بہ سلیمان بن داود وھو ضعیف وینظر (لسان المیزان ۳/ ۸۳) خلاصہ یہ ہے کہ یہ روایت بھی ضعیف ہے اور قابل استدلال نہیں۔

ایک روایت ہے، لیکن وہ بھی صحیح نہیں ہے، ملاحظہ ہو کشف الخفاء:

"ومن الأباطيل أيضا ما وضعه اسحاق بن نجيح الملطی منها لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تضع الفرج على السرج"(کشف الخفاء ۲/ ۴۰۸ واسحاق بن نجیح کذاب کما مر، فتاوی دارالعلوم زکریا جلد ۷/ ۲۳۴/ ۲۳۸ عورت کے لیے ڈرائیونگ کرنے کا حکم)۔

بہر حال ضرورت کے وقت از سر تا پیر مکمل پردہ کی رعایت رکھتے ہوئے، عورت کے لیے موٹر سائیکل وغیرہ چلانے کی شرعاً گنجائش ہے، لیکن موجودہ فتنہ کے دور میں عورت کا موٹر سائیکلوں پر بیٹھ کر سڑکوں پر نکلنا خطرات سے خالی نہیں، کیوں کہ ایسی عورت کی طرف راہ گیروں کی نظریں بے ساختہ اٹھتی ہیں، گویا کہ یہ عورت اپنے عمل سے غیر مردوں کو اپنی جانب مائل کرنے والی ہے، جس کی مذمت احادیث شریفہ میں وارد ہے، علاوہ ازیں سواری کے خدانخواستہ بے قابو ہونے کی صورت میں بے پردگی کا بھی سخت احتمال ہے، نیز جرائم پیشہ افراد کا شکار ہونے کا بھی خطرہ ہے، اس لیے بلا شدید ضرورت عورتوں کو موٹر سائیکل وغیرہ چلانے سے یقیناً احتراز کرنا چاہئے، کتاب الفتاوی میں ہے:

خواتین اور ڈرائیونگ:

سوال کیا خواتین چار پہیوں والی گاڑی کی ڈرائیونگ کرسکتی ہیں؟ براہ کرم دلیل کے ساتھ جوابدیں۔

جواب: ازواج مطہرات اور صحابیاتؓ نے اونٹ کے سواری فرمائی ہے، اور خود ہی اونٹ کی نکیل تھام کر سفر کیا ہے، حج، جہاد اور ہجرت سے متعلق بعض روایات میں اس کا ذکر موجود ہے، موجودہ سواریاں توازن کے مقابلہ میں اونٹ کے مقابلہ زیادہ بہتر ہیں، اس لیے فی نفسہ خواتین کے لیے چار پہیوں والی گاڑیوں کی ڈرائیونگ جائز معلوم ہوتی ہے، لیکن اصل قابل توجہ بات یہ ہے کہ عورت کو ایسے سفر سے منع کیا گیا ہے، جس میں فتنہ ہو یا جس میں فتنہ کا غالب گمان ہو اس لیے:

(الف) اگر عورت ڈرائیونگ کر رہی ہو اور گاڑی میں اس کے ساتھ اس کا شوہر یا محرم ہو تو یہ صورت درست ہوگی۔

(ب) اگر عورت ڈرائیونگ کر رہی ہو اور اس کے ساتھ گاڑی میں کوئی غیر محرم یا اجنبی شخص ہو تو یہ صورت ناجائز ہوگی، کیوں کہ اس میں غیر محرم کے ساتھ ایک طرح سے خلوت پائی جارہی ہے اور اس سے شریعت نے منع کیا ہے۔

(ج) اگر عورت تنہا ہو اور گاڑی ڈرائیو کر رہی ہو، اور ۷۷ کیلومیٹر سے زیادہ فاصلہ طے کرنا ہو تو یہ صورت بھی جائز نہیں، کیوں کہ عورتوں کے لیے محرم کے بغیر اتنی مسافت کا سفر کرنا درست نہیں۔

(د) اگر اس مسافت کے اندر سفر تنہا کر رہی ہو، لیکن اسے جس علاقہ سے گذرنا ہو وہاں غالب گمان فتنہ کا ہو، سنسان علاقہ ہو یا سماج کے ناپسندیدہ عناصر کا اس طرف قیام ہو، تو اس صورت میں بھی عورت کو تنہا وہاں جانے اور ڈرائیونگ سے منع کیا جائے گا۔

(ہ) اگر ۷۷ کیلومیٹر سے کم کی مسافت ہو اور راستہ میں فتنہ کا قوی اندیشہ نہ ہو تو اس کے تنہاء ڈرائیونگ کرتے ہوئے اسے تنہا گاڑی لے جانے کی گنجائش ہے، لیکن بہتری وہ بھی نہیں ہے کیوں کہ بعض شر پسند عناصر ایسے مواقع پر شرارت کرنے سے باز نہیں آتے ہیں (کتاب الفتاوی جلد ۱۰ رحلال وحرام سے متعلق مسائل)۔

۲-عورت کی ڈرائیونگ میں تمام گاڑی کے احکام ایک ہوں گے یا الگ الگ؟

عام حالات میں علماء عورتوں کو ڈرائیونگ سے منع کرتے ہیں، جیسا کہ اوپر درج ہوا، البتہ ضرورت کے وقت عورت کے ڈرائیونگ کی گنجائش ہے جس کی کچھ شرطیں ہیں جس کا تذکرہ اوپر آیا، اب رہی بات کے تمام گاڑی کی ڈرائیونگ کا حکم ایک ہے یا فرق ہے؟ تو یہ واضح رہے کہ ڈرائیونگ کرتے وقت پردہ کا مکمل اہتمام ہو، سفر شرعی کی مسافت تک جانے کی ضرورت پڑے تو محرم ساتھ ہو، غیر محرم کے ساتھ اختلاط اور خلوت نہ ہو، بغیر ضرورت کے ڈرائیونگ نہ کرے، اور بن سنور کر اپنے آپ کو غیروں پر پیش نہ کرے، تو دو پہیہ کی گاڑی، کار، ٹیکسی، یا سامان پہونچانے والی گاڑی لاری وغیرہ کی ڈرائیونگ کی

گنجائش ہوگی، البتہ رہی بات بس کی تو یہ ہمارے ملک میں ممکن نہیں ہے کہ ایک فیملی والے ایک بس لے کر کہیں جائیں، جس میں عورت کی ڈرائیونگ کی مطلوبہ شرطیں پائی جائیں، ہاں بس میں عورتیں ہی سوار ہوں اور ڈرائیونگ کرنے والی عورت ہی ہو تو پھر بس کی ڈرائیونگ بھی عورت کے لیے درست ہے، جیسے ممبئی میں سرکاری بسیں عورتوں کی آمد ورفت کے لیے مخصوص ہوتی ہیں، کوئی مرد اس میں سوار نہیں ہوسکتا ہے۔

"قال فی البحر الرائق ولا ترکب امراۃ مسلمۃ علی السرج لقولہ علیہ الصلاۃ والسلام:لعن اللہ الفروج علی السروج،ھذا إذا رکبت متلھیۃ أم متزینۃ لتعرض نفسھا علی الرجال فان رکبت لحاجۃ کالجھاد والحج فلا باس بہ "(البحرالرائق ۸/ ۲۱۵)۔

شامی میں ہے:"لا ترکب مسلمۃ علی سرج الحدیث قال الشامی:وھو لعن اللہ الفروج علی السروج (اوردہ القاری فی الاسرار المرفوعۃ رقم ۳۶۳) ھذا لو للتلھی ولو لحاجۃ غزو أو حج أو مقصد دینی أو دنیوی لا بد لھا منہ، فلا باس بہ (الدر المختار) وفی الشامی قولہ:ولو لحاجۃ غزو أو حج أو مقصد دینی أودنیوی لا بد لھا منہ، فلا باس بہ (الدر المختار وفی الشامی قولہ: ولو لحاجۃ غزو۔۔۔أی بشرط أنہ تکون متسترۃ،وأن تکون مع زوج او محرم"(شامی کتاب الحضروالاباحۃ باب الاستبراء ۹/ ۶۰۶ زکریا)۔

شرح المجلۃ میں ایک قاعدہ درج ہے کہ ضرورت کو ضرورت کے درجہ میں رکھا جائے گا، لہذا عورت کو ضرورت ہوگی تو وہ ڈرائیونگ کرسکتی ہے۔

"الحاجۃ تنزل منزلۃ الضرورۃ عامۃ وخاصۃ "(شرح المجلۃ ۱۶/ ۳۰۳)۔

"وروی عن أبی حنیفۃ وأبی یوسف کراھۃ خروجھا مسیرۃ یوم واحد، وینبغی أن یکون لفساد الزمان "(شامی کتاب الحج مطلب فی قولھم یقدم حق العبد علی حق الشرع ۳/ ۴۶۵ زکریا)۔

اسی طرح کتاب النوازل (۱۵/ ۴۳۳) میں ہے:

واضح رہے کہ عورتوں کے لیے ملازمت صرف بہت مجبوری میں ہی جائز ہے، لہذا محض شوقیہ ملازمت ہرگز نہیں کرنی چاہئے تاہم اگر بہت مجبوری ہو اور ملازمت کے بغیر چارہ کار نہ ہو تو مکمل پردہ کے ساتھ بدرجہ مجبوری ''اسکوٹی'' جیسی سواری پر آنے جانے کی گنجائش ہے (کتاب النوازل ۱۵/ ۴۳۴ بعنوان عورت کا سرکاری ملازمت کیلئے ''اسکوٹی'' پر آنا جانا)۔

۳-مسافت شرعی کے سفر میں محرم ساتھ ہوتو ڈرائیونگ کرسکتی ہے؟

مسافت شرعی کی مقدار کا سفر ہو اور موٹر سائیکل، کار، ٹیکسی، لاری، بس جیسی سواریوں میں عورت کا شوہر یا محرم ساتھ ہوتو عورت کے لیے ان گاڑیوں کو چلانا، ڈرائیونگ کے جائز ہونے کی شرطوں کے ساتھ جائز ہے، مسافت شرعی کے سفر میں محرم ساتھ ہوتو عورت اپنی خود کی ذاتی سواری کی ڈرائیونگ کرسکتی ہے۔

فتاوی دارالافتاء جامعۃ الرشید کراچی میں ہے: خواتین کے لیے کسی واقعی ضرورت وحاجت کی غرض سے پردہ کی حدود میں رہتے ہوئے اکیلے ڈرائیونگ کرنا بلا کراہت جائز ہے، تاہم سفر شرعی کی مسافت یا اس سے زیادہ سفر ہوتو ساتھ میں محرم کا ہونا لازم ہے۔

(آیت) "**قرن فی بیوتکن**" (سورۂ احزاب: ۳۳) میں عورتوں پر قرار فی البیوت واجب کیا گیا۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ عورتوں کے لئے گھر سے باہر نکلنا مطلقاً ممنوع اور حرام ہو۔ مگر اول تو خود اسی آیت "**ولا تبرجن**" سے اس طرف اشارہ کر دیا گیا کہ مطلقاً خروج بضرورت ممنوع نہیں بلکہ وہ خروج ممنوع ہے جس میں زینت کا اظہار ہو۔ دوسرے سورۃ احزاب کی آیت جو آگے آرہی ہے، اس میں خود (آیت) "**یدنین علیھن من جلابیبھن**" (سورۂ احزاب: ۵۹) کا حکم یہ بتلا رہا ہے کہ کسی درجہ میں عورتوں کے لئے گھر سے نکلنے کی اجازت بھی ہے بشرطیکہ برقع وغیرہ کے پردہ کے ساتھ نکلیں۔

اس کے علاوہ خود رسول اللہ ﷺ نے مواضع ضرورت کا اس حکم سے مستثنیٰ ہونا ایک حدیث میں واضح فرمادیا۔ جس میں ازواج مطہرات کو خطاب کر کے فرمایا: "**قد أذن لکن ان تخرجن لحاجتکن**" (رواہ مسلم)، یعنی تمہارے لئے اس کی اجازت ہے کہ اپنی ضرورت کے لئے گھر سے نکلو، پھر رسول اللہ ﷺ کا عمل آیت حجاب نازل ہونے کے بعد اس پر شاہد ہے کہ ضرورت کے مواقع میں عورتوں کو گھروں سے نکلنے کی اجازت ہے۔ جیسا کہ حج وعمرہ کے لئے آنحضرت ﷺ کے ساتھ ازواج مطہرات کا جانا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

اسی طرح بہت سے غزوات میں ساتھ جانا ثابت ہے۔ اور بہت سی روایات سے یہ بھی ثابت ہے کہ ازواج مطہرات اپنے والدین وغیرہ سے ملاقات کے لئے اپنے گھروں سے نکلتی تھیں اور عزیزوں کی بیمار پرسی اور تعزیت وغیرہ میں شرکت کرتی تھیں اور عہد نبوی میں ان کو مساجد میں جانے کی بھی اجازت تھی....

خلاصہ یہ ہے کہ (آیت) "**وقرن فی بیوتکن**" کے مفہوم سے باشارات قرآن اور بعمل نبی کریم ﷺ اور باجماع صحابہ مواقع ضرورت مستثنیٰ ہیں، جن میں عبادات حج وعمرہ بھی داخل ہیں اور ضروریات طبعیہ والدین اور اپنے محارم کی زیارت، عیادت وغیرہ بھی۔ اسی طرح اگر کسی کے نفقہ اور ضروریات زندگی کا کوئی اور سامان نہ ہوتو پردہ کے ساتھ محنت

مزدوری کے لئے نکلنا بھی، البتہ مواقع ضرورت میں خروج کے لئے شرط یہ ہے کہ اظہار زینت کے ساتھ نہ نکلیں، بلکہ برقع یا جلباب (بڑی چادر) کے ساتھ نکلیں (معارف القرآن، دارالافتاء جامعۃ الرشید کراچی، فتوی نمبر:53212)۔

حضرت عدی بن حاتمؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''فَاِنْ طَالَتْ بِکَ حَیَاۃٌ لَتَرَیَنَّ الظَّعِیْنَۃَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِیْرَۃِ حَتّٰی تَطُوْفُ بِالْکَعْبَۃِ لاَ تَخَافُ اَحَداً، اِلاَّ اللہ ''(صحیح بخاری:۳۵۹۵)(اگر تم زندہ رہے تو یقیناً دیکھ لو گے کہ ایک عورت حیرہ سے تنہا سفر کر کے آئے گی اور کعبہ کا طواف کرے گی، راستے میں اسے اللہ کے علاوہ اور کسی کا خوف نہ ہوگا)۔

ڈاکٹر یوسف القرضاوی نے اس حدیث کے ذیل میں لکھا ہے: ''اس حدیث میں نہ صرف اس بات کی پیشین گوئی ہے کہ ایسا واقعہ وقوع پذیر ہوگا، بلکہ سفر پُر امن ہونے کی صورت میں اکیلی عورت کے سفر پر نکلنے کے جواز کی بھی دلیل ہے۔ کیوں کہ حضور ﷺ نے اس واقع کی پیشین گوئی تعریف اور مدح کے صیغے میں فرمائی ہے'' (فتاویٰ یوسف القرضاوی، مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، نئی دہلی، جلد اوّل، ص۱۸۱)۔

معارف القرآن میں ذکر کردہ تفسیر اور حیرہ سے تنہاء عورت کے سفر کرنے کے تذکرہ والی حدیث سے یہ واضح ہو گیا کہ عورت ضرورت کے وقت گھر سے باہر نکل سکتی ہے، لہذا عورت اگر محرم کے ساتھ اظہار زینت کے بغیر سفر شرعی پر ڈرائیونگ کر کے جائے تو شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں ہے بلکہ جائز اور درست ہے۔

۴- پبلک ٹرانسپوٹ کی عورت ڈرائیور کو قافلہ کی شکل میں سفر کرنے والی عورت کے زمرے میں رکھا جا سکتا ہے؟

عورت جب پبلک ٹرانسپورٹ میں نوکری کرے گی، تو وہ ڈرائیونگ کے وقت واقعی قافلہ کی شکل میں ہوگی، لیکن جب وہ گاڑی لینے کے لیے جائے گی، تو اکیلی ہوگی، یا اسی طرح جب گاڑی اپنے مقام پر پہونچے گی تو کوئی ضروری نہیں ہے کہ مسافر کا قافلہ باقی ہی رہے، ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ گاڑی میں وہ اکیلی اور کنڈیکٹر ہو، اسی طرح وقت جب گاڑی اپنے منزل مقصود پر پہونچے گی تو رات یا دن میں قیام کی جگہ پر قافلہ ہو، یہ بھی ضروری نہیں ہے، بہرحال پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیونگ کرنے کی صورت میں ہر وقت قافلہ کی صورت کا برقرار رہنا ناممکنات میں سے ہے اس صورت میں سفر شرعی کا بغیر محرم کے ہونا لازم آئے گا، اور اختلاط پایا جائے گا، اس لیے پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیونگ کو قافلہ کی شکل میں سفر کے زمرے میں شامل نہیں کیا جا سکتا ہے، اس لیے بھی کہ قافلہ بنا کر جب لوگ نکلتے ہیں تو سب نہیں تو اکثر کا منزل ایک ہوتا ہے، اور پبلک ٹرانسپورٹ کی گاڑیوں میں ایسا نہیں ہوتا ہے۔ اس لیے اس کو اُس زمرے میں شامل نہیں کیا جا سکتا ہے، اور سفر شرعی کی مقدار بغیر محرم کے سفر کرنے کو شریعت مطہرہ نے منع بھی کیا ہے اس لیے بھی اس کے زمرے میں نہیں لایا جا سکتا ہے۔

بنوری ٹاون کے فتوی میں ہے: واضح رہے کہ کوئی عورت بغیر محرم کے دوری عورتوں کے ساتھ اس وقت سفر کرسکتی ہے جب وہ مسافتِ شرعی (اڑتالیس میل یا سوا ستتر کلومیٹر) سے کم کی مسافت ہو اور اس میں فتنہ کا خطرہ نہ ہو، اگرچہ اس صورت میں بھی احتیاط اس میں ہے کہ اپنے محرم کے ساتھ ہی سفر کرے اور اگر اس نے مسافتِ شرعی، یعنی اڑتالیس میل یا سوا ستتر کلومیٹر کے بقدر یا اس سے زیادہ کا سفر کرنا ہو تو اس صورت میں محرم کے بغیر سفر کرنا جائز نہیں اور نہ ہی دوسری عورتوں کے ساتھ (یعنی عورتوں کی جماعت کے ساتھ) یہ سفر کرنا جائز ہے (فتوی نمبر: 144407101121 دارالافتاء: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن)۔

مسلم شریف میں ہے: "**عن عبد الله بن عمرؓ، عن النبی ﷺ، قال: لا یحل لامرأة، تؤمن بالله والیوم الآخر، تسافر مسیرة ثلاث لیال، إلا ومعها ذو محرم**" (کتاب الحج، باب سفر المرأة مع محرم إلی حج و غیرہ، 1/500، ط: رحمانیہ)۔

مشکوۃ شریف میں ہے: "**وعن أبی هریرةؓ قال: قال رسول الله ﷺ: لا تسافر امرأة مسیرة یوم ولیلة إلا ومعها ذو محرم**" (اور حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: کوئی عورت ایک دن وایک رات کی مسافت کے بقدر بھی سفر نہ کرے علاوہ یہ کہ اس کے ساتھ محرم ہو) (مظاہر حق، کتاب المناسک، الفصل الأول، 1/224، ط: رحمانیہ)۔

"ہدایہ مع فتح القدیر" میں ہے: "**قال: ویعتبر فی المرأة أن یکون لها محرم تحج به أو زوج ولا یجوز لها أن تحج بغیرهما إذا کان بینها وبین مکة مسیرة ثلاثة أیام**" (کتاب الحج، وجوب الحج، 2/419، ط: دار الفکر)۔

"بدائع الصنائع" میں ہے: "**(و أما) الذی یخصّ النساء فشرطان: أحدهما أن یکون معها زوجها أو محرم لها فإن لم یوجد أحدهما لایجب علیها الحج و هذا عندنا، (و لنا) ما روی عن ابن عباسؓ عن النبی ﷺ أنه قال: ألا »لاتحجنّ امرأة، إلا ومعها محرم«، و عن النبی ﷺ أنه قال: »لاتسافر امرأة ثلاثة أیام، إلا و معها محرم أو زوج«، و لأنها إذا لم یکن معها زوج، و لا محرم لایؤمن علیها إذ النساء لحم علی وضم، إلا ما ذب عنه، و لهذا لایجوز لها الخروج وحدها .و الخوف عند اجتماعهن أکثر، و لهذا حرمت الخلوة بالأجنبیة، و إن کان معها امرأة أخری، و الآیة لاتتناول النساء حال عدم الزوج، و المحرم معها؛ لأنّ المرأة لاتقدر علی الرکوب، و النزول بنفسها فتحتاج إلی من یرکبها، و ینزلها، و لایجوز ذلک لغیر الزوج، و المحرم فلم تکن مستطیعة فی هذه الحالة فلایتناولها النص**" (کتاب الحج، فصل

شرائط فرضیۃ الحج،123/2،ط:رشیدیۃ)۔

''فتاوی ہندیہ''میں ہے:''(و منها المحرم للمرأة) شابةً كانت أو عجوزًا إذا كانت بينها و بين مكة مسيرة ثلاثة أيام، هكذا في المحيط .و إن كان أقل من ذلك حجت بغير محرم، كذا في البدائع .و المحرم الزوج، و من لايجوز مناكحتها على التأبيد بقرابة أو رضاع أو مصاهرة، كذا في الخلاصة .و يشترط أن يكون مأمونًا عاقلًا بالغًا حرًّا كان أو عبدًا كافرًا كان أو مسلمًا، هكذا في فتاوى قاضي خان''(کتاب المناسک،الباب الأول فی تفسیر الحج وفرضیتہ ووقتہ وشرائطہ وأرکانہ،218/1،ط:رشیدیۃ)۔

۵-کیا مسلمان عورت پائلٹ بن سکتی ہے؟

فی نفسہ مسلمان عورت کے لیے پائلٹ بننے میں کوئی حرج نہیں ہے،کوئی عورت محرم کے ساتھ،باپردہ رہ کر اختلاط سے بچتے ہوئے ہوائی جہاز اڑائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے،لیکن پائلٹ بننے کے بعد ہوائی جہاز اڑانے کی شکل میں جو محظورات وممنوعات پیش آتی ہیں،اس کی وجہ سے عورت کا پائلیٹ بننا درست نہیں ہے،اس لیے کہ اس میں سفر شرعی بغیر محرم کے پایا جاتا ہے، پائلٹ کے لیے چست وعریاں لباس کا پہننا لازم جیسا ہوتا ہے،مردوں کے ساتھ اختلاط عام سی بات ہوتی ہے،لہذا محظورات شرعیہ کے ساتھ پائلٹ بننا درست نہیں ہے جیسا کہ عثمانی دارالافتاء آن لائن میں درج ذیل فتوی ہے:

الجواب وباللہ التوفیق:مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:کسی عورت کے لئے جو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو حلال نہیں کہ وہ تین راتوں کی مسافت سفر کرے مگر یہ کہ اس کے ساتھ محرم ہو۔

چنانچہ بغیر محرم کے بالغ عورت کے لئے تین دن (جس کی مسافت شرعی میل کے اعتبار سے ۴۸ میل ہے، اور موجودہ زمانہ میں کلومیٹر کے حساب سے ۸۷ کلومیٹر ۷۸۲ میٹر ۴۰ سینٹی میٹر ہوتی ہے) یا اس سے زیادہ مسافت کا سفر کرنا جائز نہیں ہے۔خواہ سفر کسی دینی غرض سے کیا جائے یا سیر وتفریح کے لئے،شریعت مطہرہ نے اسے حرام قرار دیا ہے۔

لہٰذا کسی عورت کا پائلٹ بننا جائز نہیں ہوگا، کیونکہ پائلٹ بننا کوئی ایسی ضرورت نہیں ہے جس کے لیے بغیر محرم کے سفرِ شرعی کی اجازت دی جائے،محرم نہ ہونے کی صورت میں مالدار عورت سے حج جیسا مقدس سفر ساقط کر دیا گیا ہے تو پھر پائلٹ بن کر شرعی مسافت کا سفر کرنے کی اجازت کیونکر دی جائے گی؟

روزی روٹی کا مسئلہ ہو تو دیگر جائز طریقے اختیار کئے جاسکتے ہیں۔تاہم اگر کوئی محرم رشتہ دار باپ، بھائی،شوہر وغیرہ ساتھ ہو تو گنجائش ہوگی،بشرطیکہ پردہ کا مکمل انتظام ہو،لیکن اس کے امکانات کم ہیں۔

"والمحرم فی حق المرأة شرط شابة كانت أو عجوزا، إذا كانت بينها وبين مكة مسيرة ثلاثة أيام" (تاتارخانیۃ، ۲/ ۴۳۴، کتاب الحج، زکریا)۔

۶-عورت کا ٹرین میں ڈرائیونگ کرنے کا حکم:

ضرورت کے وقت عورت کے لیے ٹرین میں بحیثیت ڈرائیور کے ملازمت کرنے کی اس وقت گنجائش ہے، جب وہ ملازمت اور ڈرائیونگ کی تمام شرائط پر عمل کرتے ہوئے ٹرین کی ملازمت بحیثیت درائیور اختیار کرے چونکہ ان شرطوں کا لحاظ رکھنا ملکی حالات کی وجہ سے ممکن نہیں ہے، اس لیے اس ملازمت سے احتراز کرنا بہتر ہے، جس کی تفصیل ذیل کی سطروں میں ملاحظہ فرمائیں۔

واضح رہے کہ شریعتِ مطہرہ میں عورت کو پردہ میں رہنے کی بہت تاکید کی گئی ہے اور اس کا اپنے گھر سے نکلنے کو سخت ناپسند کیا گیا ہے، حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز کے معاملہ میں بھی یہ پسند فرمایا کہ عورتیں اپنے گھروں میں ہی نماز پڑھیں اور اسی کی ترغیب دی، چنانچہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ میں آپ کے پیچھے مسجدِ نبوی میں نماز پڑھنا پسند کرتی ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں مجھے معلوم ہے، لیکن تمہارا اپنے گھر میں نماز پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔۔۔الخ اور رسول اللہ ﷺ کے پردہ فرمانے اور اسلامی احکام کی تکمیل اور تعلیم کا مقصد پورا ہونے کے بعد جب عورتوں کے مسجد جانے کی ضرورت نہ رہی اور ماحول کے بگاڑ کی وجہ سے فتنے کا اندیشہ ہوا تو حضرت عمرؓ نے عورتوں (خصوصاً جوان عورتوں) کے نماز میں حاضر ہونے سے منع فرمادیا، اور حضرت عمرؓ کے اس فرمان پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اعتراض نہیں کیا۔ بلکہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اگر نبی کریم ﷺ وہ حالت دیکھتے جو عورتوں نے پیدا کردی ہے تو عورتوں کو مسجد میں آنے کی اجازت نہ دیتے۔

نیز کمانے کی غرض سے بھی عورت کا نکلنا شرعاً درست نہیں ہے، اُس کا نفقہ اس کے والد یا شوہر پر لازم کیا گیا؛ تاکہ گھر سے باہر نکلنے کی حاجت پیش نہ آئے، شادی سے پہلے اگر اُس کا اپنا مال نہ ہو تو اس کا نفقہ اس کے باپ پر لازم ہے اور شادی کے بعد اس کا نفقہ اس کے شوہر پر لازم کیا ہے۔

ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ عورت چھپانے کی چیز ہے، جب وہ گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اسے دوسروں کی نظروں میں اچھا کرکے دکھاتا ہے۔

"عن عبد الله، عن النبی ﷺ، قال: المرأة عورة، فإذا خرجت استشرفها الشيطان" ہذا حدیث حسن صحیح غریب." (سنن الترمذی ت بشار 2/ 467)۔

مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح (5/2054) میں ہے

"(استشرفها الشيطان) أي زيّنها في نظر الرجال .وقيل: أي نظر إليها ليغويها ويغوى بها."

البتہ اگر کسی خاتون کی شدید مجبوری ہو اور کوئی دوسرا کمانے والا نہ ہو تو ایسی صورت میں عورت کے گھر سے نکلنے کی گنجائش ہوگی، لیکن اس میں بھی یہ ضروری ہے کہ عورت مکمل پردے کے ساتھ گھر سے نکلے، کسی نامحرم سے بات چیت نہ ہو، ایسی ملازمت اختیار نہ کرے جس میں کسی نامحرم کے ساتھ تنہائی حاصل ہوتی ہو۔

لہذا سوالِ مذکور میں اگر عورت کے لیے شدید مجبوری نہیں ہے تو اس کے لیے بغرضِ ملازمت اس پیشہ کو اختیار کر کیا اپنے گھر سے نکلنا جائز نہیں۔ البتہ اگر شدید مجبوری ہے اور کوئی دوسرا کمانے والا نہ ہو تو ایسا ذریعہ آمدن اختیار کیا جائے جہاں پردے وغیرہ کے احکام کی رعایت ہو سکے۔ اگر بہت ہی مجبوری ہو تو مندرجہ بالا حدود و قیود کی رعایت کرتے ہوئے مذکورہ ملازمت کی گنجائش ہوگی۔

۷-عورت ٹی ٹی کا فریضہ ملازمت انجام دے سکتی ہے؟

عام حالات میں عورت کے لیے ٹی ٹی کا فریضہ ملازمت شرعی اصولوں کے ساتھ اختیار کرنا درست ہے، لیکن ٹی ٹی بننے کے بعد پردہ کا مکمل اہتمام، اختلاط سے بچنا، سفر شرعی کی صورت میں محرم کا ساتھ ہونا، انتہائی مشکل ہے اس لیے ٹی ٹی کی ملازمت اختیار کرنا عورت کے اچھا نہیں ہے، اس سلسلہ میں اصل بات یہ ہے کہ اگر سرکار شرعی اصولوں کی رعایت کے ساتھ مسلمان عورت کو اس کام کے لیے رکھے اور عورتیں بھی اس کی پابند ہوں تو درست ہے لیکن یہ ساری چیزیں مشکل ترین ہیں، اس لیے عورت کو اس سے بچنا چاہئے تا کہ وہ اپنی اسلامی تشخصات کے ساتھ زندگی گذار سکے، اور اپنی اخروی زندگی کو سنوار سکے، اس کی بھی وہی دلیلیں ہیں جو اوپر درج کی جا چکی ہیں، مکررات سے بچنے کے لیے ان دلیلوں کو ترک کیا جاتا ہے۔

۸-عورت کا اسٹیشن یا ائیر پورٹ پر ٹکٹ کاٹنے کی ملازمت کرنے کا حکم؟

پردہ کی رعایت، اور اختلاط سے بچتے ہوئے، ضرورت کے وقت عورت ریلوے اسٹیشن اور ائیر پورٹ پر ٹکٹ کاٹنے کی ملازمت کو اختیار کر سکتی ہیں، ہاں شوقیہ اور مالدار بننے کے لیے بہتر ہے کہ اس طرح کی ملازمت سے بچا جائے، اور ایسی ملازمت اور ذریعہ معاش اختیار کیا جائے جو گھر میں رہ کر انجام دیا جا سکے، آج ورک فورہوم کا چلن بڑھ رہا ہے اس لیے مسلم عورتوں کو چاہیے کہ ورک فورہوم والی ملازمت اختیار کریں تا کہ شرعی قباحت لازم نہ آئے۔

☆☆☆

اسلام میں خواتین کی ڈرائیونگ کی شرعی حیثیت

قاضی محمد حسن ندوی ☆

عورتوں کے لیے کسب معاش کا حکم:

اگر چہ اسلام نے شادی سے پہلے عورت کا نفقہ والد پر اور شادی کے بعد شوہر پر عائد کیا ہے، عام حالات میں گویا کہ عورت کی پوری ذمہ داری مرد پر رکھی گئی اللہ تعالی کا ارشاد: " لِيُنفِقْ ذُو سَعَةٍ مِنْ سَعَتِهِ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ "(سورۂ طلاق:۷)(وسعت والے مرد کو اپنے اہل عیال پر اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرنا چاہیے اور جو تنگ دست ہیں ان کو بھی چاہیے کہ جو کچھ حق تعالی نے ان کو عطا کیا ہے اس میں سے خرچ کریں)۔

دوسری جگہ پر اللہ تعالی کا فرمان ہے، جس میں سکنی کی ذمہ داری بھی مردوں پر عائد کی گئی ہے:

"أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنتُم مِنْ وُجْدِكُمْ وَلَا تُضَارُّوهُنَّ لِتُضَيِّقُوا عَلَيْهِنَّ"(سورۂ طلاق:٦)(عورتوں کو اپنی حیثیت کے مطابق وہیں رکھو جہاں تم رہتے ہو اور ان کے ساتھ تنگی کا معاملہ کر کے ان کو تکلیف نہ دو)۔

اس بنا پر عورت کا باہر نکلنا اور بلا ضرورت ملازمت اختیار کرنا اور گاڑی، جہاز، ٹرین کی ڈرائیونگ کرنا اسلامی نقطہ نظر سے درست نہیں، البتہ اضطراری صورت میں حدود شرعی کا لحاظ کرتے ہوئے سفر اور ملازمت کی اجازت دی گئی ہے، مثلاً حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دونوں لڑکیوں کا کنویں کے پاس پانی لانے کے لیے جانا حالت اضطرار میں تھا کہ ان کے والد حضرت شعیب علیہ السلام بوڑھے کمزور تھے تو ان کے حکم سے ان کی دونوں لڑکیاں پانی لانے کے لیے گئیں، جیسا کہ سورۂ قصص میں ذکر ہے:

"وَلَمَّا وَرَدَ مَاءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ أُمَّةً مِنَ النَّاسِ يَسْقُونَ وَوَجَدَ مِنْ دُونِهِمُ امْرَأَتَيْنِ تَذُودَانِ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا قَالَتَا لَا نَسْقِي حَتَّى يُصْدِرَ الرِّعَاءُ وَأَبُونَا شَيْخٌ كَبِيرٌ"(سورۂ قصص:۲۳)(اور مدین کے پانی پر جب آپ پہنچے تو دیکھا کہ لوگوں کی ایک جماعت وہاں پانی پلا رہی ہیں اور دو عورتوں کو الگ کھڑی اپنی جانوروں کو روکتی ہوئی دیکھا

☆ استاذ حدیث وفقہ دار العلوم ماٹلی والا بھروچ گجرات۔

پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے وہ بولی کہ جب تک یہ چرواہے واپس نہ لوٹ جائیں ہم پانی نہیں پلائیں گے اور ہمارے والد بہت بڑی عمر کے بوڑھے ہیں)۔

اسی طرح حدیث سے خواتین کا دھاگہ کاٹنے اور دستکاری جیسے اعمال کرنے کا ذکر ملتا ہے، چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے: حضرت حوا اپنے ہاتھ سے دھاگہ کاٹتی تھی اور اپنے اور اپنی اولاد کو پہنایا کرتی تھی (کتاب الطیب للامام محمد:۷۶)

(دوسری حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے شوہر کی اجازت سے باہر نکلنے کی اجازت دی ہے کہ امام داؤد نے اس حدیث کو جمع کیا ہے:" **عَن النَّبِی ﷺأَن امرَأَة أَتَتهُ فَقَالَت: مَا حق الزَّوج على امرَأَته فَقَالَ: لَا تَمنعهُ نَفسهَا...وان لا تخرج من بيته إِلَّا بِإِذْنِه**" (ابوداؤد شریف) (نبی کریم ﷺ سے مروی ہے کہ ایک عورت حضور ﷺ کے پاس آئیں عرض کیا: شوہر کا بیوی پر کیا حق ہے؟ آپ ﷺ نے کہا (جب وہ بلائے) تم اپنے کو مت روکو اور اس کی اجازت کے بغیر اس کے گھر سے مت نکلو)۔

بہر حال حضرت شعیب علیہ السلام کی دونوں لڑکیوں کے عمل سے اور احادیث بالا سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ عام حالات میں عورتوں کا نفقہ والد یا شوہر کے ذمہ واجب ہے، لیکن جب والد کمزور وضعیف ہوں یا شوہر معذور ہو، کمانے سے قاصر ہو تو ضرورۃً کسب معاش کے لیے باہر نکلنے کی عورتوں کو اجازت ہوگی، لیکن گھر میں رہ کر کسب معاش کرنا یعنی دھاگہ کاتنا لوم چلانا اولیٰ اور مستحب ہوگا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے مجبوری اور اضطراری حالت میں خواتین کو دن میں باہر نکلنے کی اجازت دی ہے، مگر گھر میں ہی رہ کر معاشی سرگرمی میں مشغول ہونے کو بہتر اور افضل قرار دیا ہے، "کنزل العمال" میں ہے:

"**خير لهو المؤمن السياحة، وخير لهو المرأة المغزل**" (کنزل العمال، حدیث:۴۰۶۱۱۱) (مومن مرد کے لیے بہترین مشغلہ تیراکی ہے اور عورتوں کے لیے بہترین مشغلہ عجفائی یعنی دستکاری ہے)۔

خواتین کے لیے باہر نکلنے اور ڈرائیونگ کے اسباب:

سورۂ طلاق میں صراحت ہے کہ کچھ خاص حالات میں عورتیں باہر جاسکتی ہیں اور ان حالات میں منع کرنا شوہر کے لیے درست نہیں سورۃ طلاق میں ذکر ہے۔

"**لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ**" (سورہ طلاق:۱)۔

اور حدیث میں ہے کہ اسی طرح حضرت فاطمہ بنت قیسؓ کو اس کے شوہر نے طلاق دے دی تو اس کے زبان درازی یا شوہر کے گھر عدت گزارنے میں فتنہ میں مبتلا ہونے کے اندیشہ سے رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن مکتومؓ کے گھر عدت گزارنے کا حکم دیا، اس کو امام ترمذی نے ذکر کیا ہے:

" قَالُوا: هُوَ البَذَاءُ عَلَى أَهْلِهَا، وَاعْتَلَّ بِأَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ لَمْ يَجْعَلْ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السُّكْنَى" (ترمذی:۲۲۳)۔

اور علامہ ابن نجیم لکھتے ہیں:" يَجُوزُ لِلرَّجُلِ أَنْ يَأْذَنَ لَهَا بِالْخُرُوجِ إلَى سَبْعَةِ مَوَاضِعَ زِيَارَةِ الْأَبَوَيْنِ وَعِيَادَتِهِمَا أَوْ أَحَدِهِمَا وَزِيَارَةِ الْمَحَارِمِ، فَإِنْ كَانَتْ قَابِلَةً أَوْ غَسَّالَةً أَوْ كَانَ لَهَا عَلَى آخَرَ حَقٌّ تَخْرُجُ بِالْإِذْنِ وَبِغَيْرِ الْإِذْنِ وَالْحَجُّ عَلَى هَذَا"(البحرالرائق، باب النفقہ ۳۳۱)۔

(مرد عورتوں کو سات جگہیں جانے کی اجازت دے سکتے ہیں یعنی والدین کی زیارت دونوں کی عیادت دونوں کی تعزیت یا ان میں سے ایک کی تعزیت اور محرم رشتہ دار کی زیارت کے لیے، اسی طرح عورت کا کسی دوسرے کے ذمے کوئی حق ہے اس کو وصول کرنے کے لیے اجازت اور بغیر اجازت کے جاسکتی ہے اور فریضہ حج کے لیے)۔

نیز فتاوی خانیہ میں عورتوں کو باہر سفر کی اجازت درجہ ذیل ضرورت کی خاطر دی گئی ہے:

ان میں سے ایک صورت یہ ہے کہ عورت جہاں رہ رہی ہے وہاں فتنہ کا اندیشہ ہے تو دوسری جگہ منتقل ہوسکتی ہے، حصول علم فریضہ حج کی ادائیگی اور والدین کی زیارت کے لیے۔

"ليس للمرأة أن تخرج، الا بأسباب متعددة منها إذا كانت فى منزل يخاف السقوط عليها، ومنها الخروج الى مجلس العلم اذا رفعت لها نازلة، و منها الخروج لزيارة الأبوين "(فتاوی الخانیۃ)۔

(اسی طرح فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر کسی عورت کا شوہر کسب معاش پر قادر نہیں ہے نیز خود یہ عورت مالدار نہیں ہے خود اور اولاد فقر وفاقہ سے دوچار ہیں تو ان حالات میں کسب معاش کے لیے عورت کا باہر سفر کرنا جائز ہے)۔

علامہ ابن ہمام رقمطراز ہیں:"لِأَنَّ نَفَقَتَهَا عَلَيْهَا وَعَسَى لَا تَجِدُ مَنْ يَكْفِيهَا مَؤْنَتَهَا فَتَحْتَاجُ إلَى الْخُرُوجِ لِنَفَقَتِهَا غَيْرَ أَنَّ أَمْرَ الْمَعَاشِ يَكُونُ بِالنَّهَارِ عَادَةً دُونَ اللَّيَالِي فَأُبِيحَ الْخُرُوجُ لَهَا بِالنَّهَارِ دُونَ اللَّيَالِي"(فتح القدیر ۴/۱۶۶)۔

۱- مذکورہ بالا بحث سے معلوم ہوا کہ عورت ضرورت یعنی والدین کی زیارت ان کی تعزیت اور دیگر رشتہ دار کی زیارت اور کسب معاش کے لیے دن میں باہر نکل سکتی ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دن میں حدود شرعی میں رہتے ہوئے کسب معاش کے لیے گاڑی کی ڈرائیونگ بھی ضرورۃً کرسکتی ہے۔

خواتین کی ڈرائیونگ اور اس کی شرطیں:

عورتوں کو جن صورتوں میں شوہر یا ولی کی اجازت سے یا بغیر اجازت کے سفر کی یا گاڑی ڈرائیونگ کی اجازت ہے

ان صورتوں میں حدود شرعی کا لحاظ ضروری ہے، اب رہا یہ مسئلہ کہ وہ حدود شرعی کیا ہیں؟ تو قران وحدیث کی روشنی میں فقہاء نے کئی ہدایات اور شرائط متعین کیے ہیں، فقہ اکیڈمی انڈیا کا اٹھارہواں فقہی سیمنار ۲۰۰۹ء میں جامعۃ ریحان ریاست تامل ناڈو میں عورتوں کے ملازمت کے موضوع پر منعقد ہوا تھا، اس موقع پر جو شرطیں پاس ہوئی تھیں وہ یہاں تحریر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے یہ سب تجویز قران وحدیث سے ماخوذ ہیں جس طرح ان تجاویز کا خواتین کی ملازمت کے لیے لحاظ ضروری ہے۔ اسی طرح ان تجاویز کا لحاظ خواتین جسڈ رائیونگ کے لیے ضروری ہے وہ درجہ ذیل ہیں:

(۱) ولی یا شوہر کی اجازت شامل ہو اور ولی یا شوہر نفقہ نہ دیتا ہو اس کے لیے خود کسب معاش کے سوا کوئی چارہ کار نہ ہو، (۲) شرعی پردہ کی مکمل رعایت ہو، (۳) لباس مردوں کے لیے باعث کشش نہ ہو، (۴) خوشبو کے استعمال سے پرہیز ہو، (۵) مردوں سے بالکل اختلاط نہ ہو، (۶) اجنبی مردوں کے ساتھ تنہائی کی نوبت نہ ہو، (۷) شوہر اور بچوں کے حقوق سے بے اعتنائی نہ ہو، (۸) ملازمت کرنے والی خواتین ایسے اداروں میں کام کرے جہاں خواتین ہی خدمت انجام دیتی ہوں، اگر ادارہ کے ذمہ دار مرد ہو تو کوئی مرد ذمہ دار کسی خاتون سے تنہائی میں بات کرینہ، بلکہ بات پردے میں کرے، عورت اپنی اواز میں لوچ سے پرہیز کرے (خواتین کی ملازمت اور اسلامی تعلیمات ہے: ۱۷، ۱۸)۔

سفر میں پردہ کا حکم:

اس پہلو سے قرآن مجید کی کئی آیات میں اشارۃً اور دلالتہً کلام کیا گیا ہے۔ خاص طور پر سورہ قصص کی اس آیت سے بڑی رہنمائی ملتی ہے: "فَجَائَتْهُ إِحْدَاهُمَا تَمْشِي عَلَى اسْتِحْيَاءٍ "(قصص:۲۵) (تھوڑی دیر کے بعد ان دونوں عورتوں میں سے ایک ان کے پاس شرم وحیا کے ساتھ چلتی ہوئی آئی)۔

اس آیت کے تحت مفتی تقی عثمانی صاحب نے بڑی اچھی بات لکھی ہے۔ معلوم ہوا کہ اگر چہ اس وقت پردے کے باقاعدہ احکام نہیں تھے جو قرآن کریم نے عطا فرمائے، لیکن خواتین شرم وحیا کے لباس میں رہتی تھیں۔ اور مردوں سے معاملات کرتے وقت شرم وحیا کو پوری طرح ملحوظ رکھتی تھیں، چنانچہ ابن جریر ابن ابی حاتم اور سعید بن منصور نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ یہ خاتون جب آئیں تو انہوں نے اپنی قمیص کی آستین اپنے چہرے پر رکھتی تھیں (آسان ترجمہ قرآن ۱۱۷۶/۲)۔

اس توجیہ سے یہ بات ثابت ہوئی کہ گھر سے باہر نکلنے کی صورت میں عورت پر پردہ شرعی کا لحاظ ضروری ہوگا، چاہے ولی یا شوہر کی اجازت سے نکلی ہو یا بغیر اجارت کے۔

دوسری بات یہ ہے کہ عورت کو ملازمت یا گاڑی چلانے کی اجازت شریعت نے ضرورۃً دی ہے۔ اور جو چیز

ضرورت کے تحت جائز ہوتی ہے وہ بقدر ضرورت جائز ہوتی ہے اور بقدر ضرورت استعمال میں گناہ نہیں ہوتا۔

" فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ"(مائدہ:۱۷۳)

مولانا احمد ندوی نے بھی لکھا ہے:"ما أحل لضرورة أو حاجة يقدر بقدر ها ويزال بزوالها "(القواعد الفقہیہ:۲۱۳)۔

اس بنا پر اگر دن میں ایک گھنٹہ گاڑی چلانے سے ضرورت پوری ہوجاتی ہے تو پورے دن اور رات میں کسی عورت کے لیے گاڑی چلانے کی اجازت نہیں ہوگی۔

گاڑی چلانے میں فوائد ونقصانات:

ظاہر ہے کہ عورت کا گاڑی چلانا اس کی فطرت اور مزاج کے خلاف ہے، اس میں اجنبی مردوں سے اختلاط مردوں سے بات کرنا یہ سب مفسدہ کے قبیل سے ہیں اور عام طور پر مفسدہ کو منفعت پر ترجیح حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ علامہ ابن نجیم نے مفسدہ کو مصلحت پر ترجیح دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"فَإِذَا تَعَارَضَتْ مَفْسَدَةٌ وَمَصْلَحَةٌ قُدِّمَ دَفْعُ الْمَفْسَدَةِ غَالِبًا "(الاشباہ والنظائر،۱/ ۳۲۲)(پھر جب مفسدہ اور مصلحت کا اجتماع لازم آئے تو عام طور پر دفع مفسدہ کو تقدم حاصل ہوتا ہے)۔

رہا مسئلہ کہ تمام گاڑی کا حکم ایک ہے یا اس میں فرق ہے؟ تو اس پہلو سے رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث سے بڑی رہنمائی ملتی ہے:

"عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ هِنْدَ بِنْتَ عُتْبَةَ، قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيحٌ وَلَيْسَ يُعْطِينِي مَا يَكْفِينِي وَوَلَدِي، إِلَّا مَا أَخَذْتُ مِنْهُ وَهُوَ لاَ يَعْلَمُ، فَقَالَ: خُذِي مَا يَكْفِيكِ وَوَلَدَكِ، بِالْمَعْرُوفِ."(متفق علیہ،مشکوۃ شریف:۲۹)

اور امام ترمذی نے اسی واقعہ کو تھوڑے فرق کے ساتھ جمع کیا ہے۔ اس میں یہ الفاظ "قال: لا، الا بالمعروف" (ترمذی شریف ۲/ ۸۰۷)۔

ملا علی قاری نے مرقات المفاتیح میں "بالمعروف" کی توجیہ اس طرح کی ہے:

"خُذِي مِنْ مَالِهِ بِالْمَعْرُوفِ مَا يَكْفِيكِ وَيَكْفِي بَنِيكِ.أى ما يعرف به الشرع ويأمر به وهو الوسط العدل، وفيه أن النفقة يقدر الحاجة واجبة"(مرقاۃ المفاتیح ۶/ ۴۶۷)

الغرض ملا علی قاریؒ کی توجیہ سے دو باتیں معلوم ہوئیں، ایک یہ کہ عورت اپنے شوہر کے مال سے اپنی اور اپنے بچوں

کی ضرورت کے مطابق اس کی اجازت کے بغیر لے سکتی ہے۔

دوسری بات یہ کہ وہ بقدر ضرورت ہی لے سکتی ہے، اسی طرح جب کسی عورت کا شوہر کمزور ہے، کسب معاش پر قادر نہیں ہے اور گاڑی چلانے کے علاوہ کوئی ذریعہ معاش دستیاب نہیں، تو ضرورۃً شوہر کی اجازت سے بقدر ضرورت اور حسب سہولت مذکورہ گاڑیوں میں سے کوئی گاڑی چلا سکتی ہے، ہاں ہر گاڑی کو چلانے کے وقت شرعی پردے کا لحاظ ضروری ہوگا، کیونکہ ضرورت کا کوئی معیار قران وحدیث میں متعین نہیں، جس طرح بیوی کے نفقے کا کوئی مقدار متعین نہیں ہے بلکہ ''**لینفق ذو سعة من سعته**'' (سورۂ طلاق:۷) کی بنیاد پر شوہر کی مالی حیثیت پر موقوف ہے، اسی طرح عورت جس شہر میں رہتی ہے وہاں کے عرف کے اعتبار سے اس کی ضرورت کا معیار متعین ہوگا اور یہ عادت مبتلا بہ کی رائے پر موقوف ہے، اس لیے وہ اس کے مطابق گاڑی کی ڈرائیونگ کرے گی۔

اسی طرح اگر گاڑی چلانے کا مقصد والدین کی زیارت تعزیت، دیگر رشتہ داروں کی زیارت اور بقدر ضرورت کسب معاش ہے اس کے لیے سفر کرنا جائز ہی نہیں بلکہ بقدر ضرورت واجب ہے۔

کیونکہ اس پہلو سے عورتوں کا سفر کرنا اور گاڑی کسب معاش کے لیے چلانا جلب منفعت کے لیے ہے، اگرچہ عام حالات میں مفسدہ کو منفعت پر ترجیح حاصل ہوتی ہے لیکن جب منفعت کا پہلو مفسدہ سے برتر اور اغلب ہو تو منفعت کو مفسدہ پر ترجیح حاصل ہوگی۔

''**وَقَدْ تُرَاعَى الْمَصْلَحَةُ لِغَلَبَتِهَا عَلَى الْمَفْسَدَةِ؛ فَمِنْ ذَلِكَ الصَّلَاةُ مَعَ اخْتِلَالِ شَرْطٍ مِنْ شُرُوطِهَا مِنْ الطَّهَارَةِ أَوْ السَّتْرِ**'' (الاشباہ:۳۲۵)۔

کبھی مفسدہ پر مصلحت کو ترجیح حاصل ہوتی ہے اس کی زیادتی کی وجہ سے، اس کے نظیر میں سے نماز ہے، جو طہارت نہ ہونے کی صورت میں بھی ادا کی جاسکتی ہے، اس لیے کہ مصلحت کو مفسدہ پر ترجیح حاصل ہے۔

اسی طرح مذکورہ صورت میں عورت کا گاڑی چلانا مفسدہ کا مستلزم ہے، چلانے کی اجازت نہ دی جائے تو بڑی منفعت فوت ہو جائے گی یعنی نفقہ کا انتظام اور زیارت والدین وغیرہ سے محروم رہے گی، اس لیے ضرورۃً حدود شرعی کا لحاظ کرتے ہوئے عورت کو گاڑی چلانے کی گنجائش ہوگی۔

۲- عورت کا دائرہ کار اصلاً اس کا گھر ہے، گھر میں رہ کر اس کی تمام تر ضرورت پوری ہو جارہی ہے، تو باہر نکلنا درست نہیں جیسا کہ قران کریم میں اللہ تعالی نے ازواج مطہرات کو ہدایت دی ہے۔

''**وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى**'' (سورۂ احزاب:۵۹) (اپنے گھروں میں قرار کے

ساتھ رہو اور غیر مردوں کو بناؤ سنگار دکھاتی نہ پھرو جیسا کہ پہلی جاہلیت میں دکھایا جاتا تھا)۔

لیکن اگر کسی عورت کا گھر سے باہر نکلنا ناگزیر ہو اور سفر کی مسافت سفر شرعی کی مسافت کے برابر ہو، تو سفر میں عورت کے ساتھ شوہر یا کسی محرم مرد کا ہونا ضروری ہے، یہاں تک کہ احناف کے یہاں سفر حج میں عورت کے ساتھ شوہر یا محرم کا ہونا شرط ہے احناف نے رسول اللہ ﷺ کی حدیث سے استدلال کیا ہے:

"عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ، تُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، تُسَافِرُ مَسِيرَةَ ثَلَاثِ لَيَالٍ، إِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ" (مسلم شریف، ۲/۹۷۵) (حضرت عبداللہ بن عمرؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جو عورت اللہ اور یوم اخرت پر ایمان رکھتی ہے اس کے لیے بغیر محرم کے سفر کرنا درست نہیں)، اسی طرح صاحب موسوعہ نے سفر شرعی میں عورت کے لیے شوہر یا محرم کا اس کے ساتھ ہونا ضروری قرار دیا ہے۔

"يُشْتَرَطُ أَنْ يَصْحَبَ الْمَرْأَةَ فِي سَفَرِ الْحَجِّ زَوْجُهَا أَوْ مَحْرَمٌ مِنْهَا، إِذَا كَانَتِ الْمَسَافَةُ بَيْنَهَا وَبَيْنَ مَكَّةَ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ، وَهِيَ مَسِيرَةُ الْقَصْرِ فِي السَّفَرِ، وَإِلَى هَذَا ذَهَبَ الْحَنَفِيَّةُ وَالْحَنَابِلَةُ" (الموسوعۃ الفقہیۃ ۵/۱۷۳)۔

چنانچہ امام ابوحنیفہؒ اور امام احمدؒ نے سفر حج میں بھی عورت کے لیے محرم کا ہونا ضروری قرار دیا ہے۔ کیوں کہ سفر حج مقدس سفر ہوتا ہے، مسافرین کی نیت بیت اللہ اور مقدس شعائر کی زیارت کی نیت ہوتی ہے، اس کے باوجود رسول اللہ ﷺ نے اس سفر میں عورت کے ساتھ محرم کا ہونا ضروری قرار دیا ہے تو حج کے علاوہ دوسرے مقاصد کی خاطر سفر اور گاڑی چلانے میں عورت کے ساتھ محرم کا ہونا نہایت ضروری ہوگا اور اسکی کچھ وجہیں ہیں وہ درج ذیل ہیں:

(۱) ایک وجہ یہ ہے کہ کسب معاش کے لیے عورت مسافت شرعی کے اعتبار سے سفر کرے گی اور گاڑی چلائے گی تو اس سفر میں اور اس گاڑی میں مختلف مذاہب کے لوگ ہوں گے، اجنبی مردوں سے زیادہ اختلاط ہوگا، کبھی رات میں گاڑیوں میں یا مسافر خانے میں قیام کرنا ہوگا، جہاں اپنی آبرو کی حفاظت دشوار ہوگی، بالخصوص یورپین ممالک میں عورت کا گاڑی تنہا چلانا فتنہ سے خالی نہیں۔

(۲) دوسری وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جن عورتوں کو ضرورۃً باہر کسب معاش کی اجازت دی ہے، ان پر ضروری قرار دیا ہے کہ رات اپنے گھر ہی میں گزارے، یہ حکم سد فتنہ کے لیے ہے، اسی لیے آپ ﷺ نے عورتوں کے لیے گھر میں سلائی اور کٹائی کو بہترین ذریعہ معاش قرار دیا ہے۔ "وخير لهو المرأة المغزل" (کنزل عمال: ۴۰۶۱۱۱)۔

نیز صاحب ہدایہ نے بھی متوفی عنہا کو طلب معاش کے لیے باہر نکلنے کی اجازت دی ہے اس شرط کے ساتھ کہ رات اپنے گھر ہی میں گزارے۔

"والمتوفی عنها زوجها تخرج نهارا وبعض الليل ولا تبيت فی غير منزلها" (الھدایہ باب العدۃ، ۳/۲۹۷)(متوفی عنہا زوجہا دن یا رات کے بعد بعض حصہ میں ہی نکلے اور رات اپنے گھر ہی گزارے)۔

بہرحال یہ آیت قرآنیہ، حدیث شریف اور فقہاء کے قول سے یہی بات ثابت ہوئی کہ اگر کوئی عورت ضرورت کی خاطر مسافت شرعی کی مقدار سفر میں گاڑی چلاتی ہے تو اس کے ساتھ شوہر یا محرم رہے تو اس کی اجازت ہوگی ورنہ نہیں۔

۳- غور طلب بات یہ ہے کہ آیا سفر حج میں عورتوں کا قافلہ اور پبلک ٹرانسپورٹ پر مسافرین کا قافلہ دونوں کا حکم یکساں ہوگا یا دونوں میں فرق ہے؟ تو اس سلسلہ میں بہت زیادہ فرق ہے اس کی کچھ وجہیں ہیں جو نیچے ذکر کی جارہی ہیں:

(۱) یہ قول صرف امام مالک اور امام شافعی کا ہے، یہ سفر حج کے ساتھ خاص ہے، البتہ امام مالکؒ کے یہاں تفصیل ہے کہ عورت ہر قافلہ کے ساتھ حج کے لیے جاسکتی ہے۔ چاہے وہ مردوں کی جماعت ہو یا عورتوں کی یا دونوں کی ہو۔

(۲) عورتوں کے قافلہ کے ساتھ دوسری عورت کا اپنے محرم کے بغیر حج کے سفر کی اجازت علی الاتفاق نہیں ہے، بلکہ صرف امام مالک اور امام شافعیؒ نے کچھ شرطوں کے ساتھ اجازت دی ہے۔ جیسا کہ امام ترمذی نے ذکر کیا ہے؛

" إِذَا كَانَ الطَّرِيقُ آمِنًا فَإِنَّهَا تَخْرُجُ مَعَ النَّاسِ فِي الحَجِّ، وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ، وَالشَّافِعِيِّ "(ترمذی: ۱/۵۲۱)۔

مواہب الجلیل میں ہے:"ويشترط فی وجوب الحج على المرأة ايضا وجود زوج أو محرم، فإن لم يكن محرم ولا زوج، فيجب عليها الخروج للحج فی الفرض فی رفقة مأمونة" (۲/۵۲۱)

اسی طرح شوافع کے مشہور کتاب "المذھب" میں ہے:" وإن كانت امرأة لم يلزمها، إلا أن تأمن على نفسها بزوج أو محرم أو نساء ثقات "(اور عورت حج کرنا چاہتی ہے تو اس پر حج واجب نہیں، مگر یہ کہ وہ اپنے نفس کی شوہر یا محرم یا معتبر عورت کے ذریعہ حفاظت کرے)۔

دوسری بات یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ اور امام احمد کے نزدیک سفر کے لیے عورت کے ساتھ محرم کا ہونا ضروری ہے، چاہے وہ معاش اور رزق حلال کے لیے سفر کر رہی ہو یا مقدس فریضہ حج کی ادائیگی کے لیے، جیسا کہ حدیث رسول ﷺ "لا تسافر المرأة ثلاثا، الا و معها ذی محرم" کو نقل کرنے کے بعد علام ابن تیمیہ نے توجہ کی ہے:

"فهذه نصوص من النبی ﷺ فی سفر المرأة محرم، ولم يخص سفرا من سفر مع أن سفر الحج من أشهر و أكثرها "(شرح العمدہ ۲:۱۷۴)۔

عورت کے لیے سفر حج نہ واجب ہے اور نہ جائز ہے، مگر اس کے ساتھ محرم یا شوہر ہو۔ اور آپ ﷺ نے کسی سفر کی

اس سے تخصیص نہیں کی ہے۔جبکہ سفر حج زیادہ مشہور بھی ہے اور زیادہ پیش آنے والا ہے۔امام ابن تیمیہ کی اس توجیہ سے یہ بات عیاں ہوئی کہ جب سفر حج مقدس سفر ہوتا ہے،سفر کا مقصد اللہ کی عبادت اور محترم بیت اللہ اور شعائر اسلام کی زیارت ہوتا ہے پھر بھی انہوں نے قابل اطمینان رفقا کے ساتھ بغیر محرم کے سفر کی اجازت نہیں دی ہے تو پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیونگ کی اجازت کیسے دی جاسکتی ہے؟

چوتھی بات یہ ہے کہ سفر حج میں تمام حجاج کا مقصد ایک ہوتا ہے یعنی فریضہ حج کی ادائیگی،حرم بیت اللہ اور مقدس مقامات کی زیارت اور روضہ اقدس پر درود وسلام پیش کرنا مقصد ہوتا ہے،اس اعتبار سے اس سفر میں فتنے کا اندیشہ کم ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ سعودی حکومت اور شعبہ حج کے ذمہ دار ہی کی طرف سے امن وامان اور ہر طرح سے حجاج کرام کو تحفظ اور سہولیات کی فراہمی کا انتظام ہی نہیں ہوتا بلکہ اس کے لیے سعودی حکومت کی طرف سے خاص اہتمام ہوتا ہے،اس کے علاوہ قران وحدیث میں حجاج کرام پر کچھ پابندیاں ہیں جن کا لحاظ ہر حاجی پر ضروری ہوتا ہے،''**فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ يَعْلَمْهُ اللَّهُ**''(بقرۃ:۱۹۷)جبکہ پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیونگ کے مقامات کی یہ حیثیت نہیں ہوتی، بلکہ یہاں مسافروں کی بھیڑ اور قافلہ ہوتا ہے اور سبھوں کی نیت اور مقصد علاحدہ ہوتا ہے اور ان جگہوں پر مختلف مذاہب کے ماننے والے ہوتے ہیں اور مختلف الخیال کے لوگ ہوتے ہیں۔

پانچویں وجہ یہ ہے کہ یورپ ممالک میں بے حیائی عام ہی نہیں بلکہ مرد اور عورت کا باہم اختلاط کوئی معیوب نہیں سمجھا جاتا حد تو یہ ہے کہ یہ اعمال وہاں کی تہذیب کلچر اور اقدار میں شمار ہوتے ہیں،ان وجوہات سے عورتوں کی ابرو ہی نہیں بلکہ جان بھی محفوظ نہیں رہ سکتی اور اللہ تعالی نے جان کو ہلاکت میں ڈالنے سے منع کیا ہے:'' **وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ**''(سورۂ بقرہ:۱۹۵)(اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو)۔

اس لیے میری رائے یہ ہے کہ حج کے معتبر قافلہ پر عام سفر اور پبلک ٹرانسپورٹ کے قافلہ اور مقامات پر قیاس نہیں کیا جاسکتا اور نہ اس قافلہ کو مامون قافلہ تصور کیا جاسکتا ہے۔اس لیے بغرض ملازمت تنہا سفر شرعی کی مسافت تک ڈرائیونگ کرنا درست نہیں،ہاں اگر ساتھ میں شوہر ہو یا کوئی محرم تو گنجائش ہوگی۔

۴ تا ۷: یہ حقیقت ہے کہ ہر ملک میں سواری، جہاز،ٹرین،بس اور کار کے چلانے کے کچھ ضابطے ہوتیہیں جن کا لحاظ ضروری ہوتا ہے، چاہے مرد ڈرائیونگ کرے یا عورت،اس لیے اس کی ملازمت میں جہاں روپیے اور سہولیات زیادہ ہیں،وہیں اس کو چلانے کی ذمہ داریاں اور فرائض بھی زیادہ ہیں،عام طور پر گاڑیاں بس ٹرین کار اگر حادثے سے دوچار ہوتی ہے تو اس میں

جان بچنے بچانے کا امکان ہوتا ہے، مگر جہاز معمولی چیز سے ٹکراتا ہے تو سوار اور سواری دونوں کا بچاو؟ عادتاً ناممکن ہوتا ہے، ابھی حال میں صدر ایران کا حادثہ ہیلی کاپٹر سے ہوا، حالانکہ یہ ہیلی کاپٹر دنیا کے بڑے قیمتی اور مثالی ہیلی کاپٹر میں سے تھا مگر حادثے سے دوچار ہوا تو سارے سوار جان بحق ہو گئے۔

پائلٹ کے انتخاب میں خواتین کو ترجیح:

دوسرا سب سے اہم پہلو غور طلب یہ ہے کہ جہاز کی پائلٹ خواتین کو بنانے میں حکومت زیادہ ترجیح کیوں دے رہی ہے؟ گرچہ پائلیٹ کی ہر چھوٹی بڑی حرکت کیمرے میں ریکارڈ ہوتی ہے، لیکن کیا کیمرے پر شک نہیں ہو سکتے؟ اس کے پیچھے مقصد بے حیائی کو فروغ دینا اور اجنبی مرد اور عورت کا باہم جسمانی تعلقات کو مباح قرار دینا ہے، تاکہ لوگ ناجائز تعلق کو درست سمجھے۔

تیسری بات یہ ہے کہ پائلٹ کے کیپٹن میں دو افراد ہوتے ہیں ان میں ایک مرد اور ایک عورت دونوں کیبن میں رہتے ہیں ظاہر کہ اگر عورت کے ساتھ محرم یا شوہر میں سے کوئی نہیں ہوگا تو غیر محرم مرد کا پائلٹ عورت کے ساتھ ہونے میں فتنہ کا اندیشہ ہی نہیں بلکہ فتنہ یقینی صورت میں ہوگا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے جب اجنبی مرد اور اجنبیہ ایک جگہ ہوتی ہے تو تیسرا شیطان ہوتا ہے۔

"لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ، إِلَّا كَانَ ثَالِثُهُمَا الشَّيْطَانُ" (ترمذی شریف:۲۱۶۵)۔

دوسری حدیث میں ہے: "مَا تَرَكْتُ بَعْدِي فِتْنَةً أَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ" (بخاری شریف:۵۰۹۶)۔

چوتھی بات یہ ہے عورتوں کی ملازمت ضرورت کے تحت حدود شرع میں رہتے ہوئے اجازت دی گئی ہے اور جہاز کی پائلٹ بننا ضرورت میں داخل نہیں ہے

پانچویں بات یہ ہے کہ عورتوں کو شوہر یا ولی کی اجازت سے یا ضرورت کے تحت دن میں باہر نکلنے کی اجازت ہے اور ملازمت کی اجازت ہے، لیکن جب جہاز کی پائلٹ اور ٹرین کی ڈرائیونگ کرے گی تو درج ذیل مفسدہ اور نقصانات سے دو چار ہونا ناگزیر ہوگا۔

(۱) جب پائلٹ کی حیثیت سے عورت ڈرائیونگ کرے گی تو سفر شرعی کی مسافت طے کرنا پڑے گا۔ رات اپنے گھر یا قیام گاہ پر گزارنے کا موقع نہیں ملے گا بلکہ جہاز یا ٹرین میں ہی رات گزارنا ہوگا - حالانکہ قران وحدیث کی روشنی میں صرف دن میں ضرورت کی خاطر باہر نکلنے کی اجازت ہے بشرطیکہ رات اپنے گھر پر گزارے جیسا کہ صاحب ہدایہ نے لکھا ہے:

" والمتوفى عنها زوجها تخرجها نهاراً....ولا تبيت في غير منازلها" (ہدایہ ۳/۲۳۱۷)۔

(۲) دوسری بڑی خرابی اور مفسدہ یہ سامنے آئے گا کہ جب خواتین جہاز ٹرین کی ڈرائیونگ اور ٹکٹ کاٹنے کی ملازمت کرے گی تو اس شعبے کے دیگر مرد ملازمین اور غیر مسلمہ خواتین سے نہ صرف بات کرے گی، بلکہ ہر وقت مردوں کے یا ان کے اوپر کے مرد افسران سے رابطہ کرنا ضروری ہوگا، لامحالہ آپس میں دوریاں اور فاصلے ختم ہوں گے۔ بدیہی بات ہے کہ مرد اور خواتین دونوں شیطانی وسوسے اور فتنے سے محفوظ نہیں رہ سکتے، اسی لیے سورۂ احزاب میں عورتوں کو اللہ نے سد فتنہ کے طور پر اجنبی مرد سے نرم لہجے میں بات کرنے سے منع کیا ہے۔

"**ولا تخضعن بالقول فیمطمع الذی فی قلبه مرض**" (احزاب:۳۲) (اور نرم لہجے میں بات نہ کرے ورنہ جن کے دل میں مرض ہے وہ غلط ارادہ رکھے گا)۔

(۳) رہا یہ مسئلہ کہ پائلٹ ڈرائیور اور ٹی ٹی کی حفاظت کے لیے سیکوریٹی گارڈ ہوتے ہیں اور مرد اور عورت دونوں ہوتے ہیں یہ بات مسلّم ہے، لیکن آج موجودہ بے حیائی کے زمانے میں ان سیکوریٹی گارڈ پر کیسے اعتماد کیا جا سکتا ہے، جو اپنی مصلحت اور نفسانی خواہشات کی بجا اور کے لیے اپنے فرائض کو چھوڑ دیتا ہے اور خود عیاشی میں مبتلا ہو جاتا ہے، جس کا تجربہ یورپین ممالک میں کیا بلکہ ہمارے ملک ہندوستان میں بھی ہو رہا ہے، اور آئے دن اس طرح کے واقعات پیش آ رہے ہیں، اس لیے جہاز ٹرین اور گاڑی پر سیکورٹی پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا اور نہ اس بنیاد پر خواتین ڈرائیور کی ابرو محفوظ رہ سکتی ہے، ان وجوہ سے یہ بات عیاں ہوئی کہ عورتوں کا مذکورہ گاڑیوں میں سے کسی گاڑی کا چلانا فتنے سے خالی نہیں، اس لیے اضطراری صورت میں کسب معاش کے لیے مذکورہ بالا گاڑیوں میں سے کسی بھی گاڑی چلانے کی اجازت ہوگی، بشرطیکہ عورت حدود شرع (پردے) کا لحاظ کرے گی۔

اشکال اور جواب:

جہاز کی پائلٹ ٹرینوں کی ڈرائیونگ، ٹی ٹی اور ریلوے اسٹیشن پر ٹکٹ کاٹنے کے لیے خواتین کو مامور کرنے میں فتنے میں مبتلا ہونے کا صرف اندیشہ اور شبہ ہے، یہ یقینی صورت نہیں ہے اور حکم یقینی پر ہوتا ہے نا کہ شک اور شبہ پر جیسے رسول اللہ ﷺ نے پاکی اور ناپاکی کے حکم کو شک پر نہیں بلکہ یقین پر رکھا ہے۔

"**عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، وَعَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ عَمِّهِ، قَالَ: شُكِيَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ الرَّجُلُ يَجِدُ الشَّيْءَ فِي الصَّلَاةِ حَتَّى يُخَيَّلَ إِلَيْهِ، فَقَالَ: لَا يَنْفَتِلُ حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا، أَوْ يَجِدَ رِيحًا**" (ابوداؤد شریف ۱/ ۲۳)۔

اور قاعدہ ہے: "**الاصل أن ما ثبت باليقين لا يزول بالشک**" (قواعد الفقہ: ۱/ ۱۱) (پھر عورتوں کو ان شعبہ جات میں شک وشبہات کی وجہ سے ملازمت سے کیوں منع کیا جاتا ہے)۔

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ پاکی اور ناپاکی پر عورتوں کی ملازمت کو قیاس نہیں کر سکتے اس لیے کہ اس باب میں شک اور شبے پر عمل نہیں ہوتا بلکہ یقین پر ہوتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں اس کے برعکس فتنے کے معاملے میں اندیشہ فتنے کو سد ذریعہ اور احتیاط کے طور پر فتنہ کے قائم مقام قرار دیا ہے جیسا کہ علامہ ابن رشد رقمطراز ہیں کہ "**انها الاشياء التى ظاهرها الا باحة و يتوسل بها الى فعل المحظور**" (ہدایۃ المجتہد)۔

ذرائع وہ اعمال واقوال ہیں، جو بظاہر مباح ہیں لیکن انہیں کسی ممنوع عمل کا ذریعہ بنالیا جاتا ہے (بحوالہ مباحث فقہیہ)۔

سد ذرائع کی کئی قسمیں ہیں لیکن یہاں ذرائع سے وہ قسم مراد ہے جس کے نتیجے میں عام طور پر فساد اور فتنہ رونما ہو جاتا ہے مثلاً اجنبی عورت کے ساتھ خلوت یا عورت کا اجنبی مرد کے ساتھ سفر کرنا ان صورتوں میں فتنے کا اندیشہ ہی نہیں بلکہ بسا اوقات فتنہ پیدا ہوتا ہے، اس لیے شارع نے ان اعمال کو ناجائز قرار دیا ہے جو فی نفسہ مباح ہیں لیکن کسی ممنوع کے ارتکاب کا بالواسطہ سبب بن جاتے ہیں- مثلاً بیع وشرا بذات خود مباح ہے لیکن اذان جمعہ کے وقت اس میں مشغولیت مسجد کی سعی سے روکنے کا سبب بن جاتی ہے اسی معنی میں امام شاطبی نے ذرائع کی تعریف کی ہے:

"**حقيقة الذرائع التوسل بما هو مصلحة الى ما هو مفسدة**" (الموافقات: ۱۹۸/۴) (ذرائع کی حقیقت اس قول وعمل کو جو مصلحت ہے مفسدہ کا سبب بنالینا ہے)۔

اسی بنا پر اس زمانے میں عورتوں کا جہاز کا پائلٹ بننا، ٹرینوں کی ڈرائیونگ کرنا، ٹی ٹی کے فریضے کو انجام دینا اور ریلوے اسٹیشن پر ٹکٹ کاٹنے میں نہ صرف اندیشہ فتنہ ہے بلکہ ان جگہوں میں فتنہ کا وقوع یقینی ہے اس لیے راقم کی رائے یہی ہے کہ اگر اس کے علاوہ کوئی ذریعہ معاش بآسانی مل رہا ہے تو ان جگہوں میں ملازمت کرنا درست نہیں ہوگا۔

☆☆☆

خواتین کی ڈرائیونگ کا مسئلہ

مفتی جنید بن محمد پالنپوری☆

شرعی وطبعی ضرورتوں کے لیے (جب کہ ضرورت ایسی ہو کہ بغیر باہر نکلے مصیبت ٹلنے یا کام پورا ہونیکی کوئی سبیل نہ ہو) عورت کو گھر سے باہر نکلنے کی اجازت ہے، لیکن وہ بھی اس شرط کے ساتھ مقید ہے کہ عورت مکمل پردہ و برقع یا بڑی چادر میں ہو، اور وہ بھی ایسا ہو جو پورے بدن کو چھپاتا ہو، دیدہ زیب ونقش ونگار والا، زرق برق، نظروں کو خیرہ کردینے والا نہ ہو۔

موجودہ پرفتن دور جس میں فتنہ، فساد، اور بے حیائی عام ہے، اور مرد وزن میں دین بے زاری کا عنصر غالب ہے، عورتوں میں فیشن، اور بن سنور کر باہر نکلنے کا رواج ہے؛ اس لیے عام حالات میں بلاضرورت عورت کا گھر سے نکلنا منع ہے جب کہ موٹر سائیکل یا گاڑی چلانا بطریقِ اولیٰ مناسب نہیں ہے، خاص طور پر موجودہ ماحول میں عورت کے لیے گھر سے باہر نکلنے اور موٹر سائیکل یا گاڑی چلانے میں بہت سے مفاسد وخرابیاں اور احکامِ شرعیہ کی خلاف ورزی لازم آتی ہے۔

خواتین کے گھوڑے پر بیٹھنے سے متعلق جو حدیث مشہور ہے، جس میں اس عمل کو موجب لعنت قرار دیا گیا ہے، محدثین کے نزدیک وہ حدیث سند کے اعتبار سے ثابت نہیں ہے، البتہ اس کا معنی اور مفہوم ثابت ہے؛ اس لیے کہ حدیث مبارک میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مردوں کی مشابہت اختیار کرنیوالی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے، اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک عورت کمان لٹکائے گزری تو اس موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر اور عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر اللہ کی لعنت ہے''۔ اس لیے کہ یہ دونوں اصلاً مردوں ہی کے کام ہیں، اسی طرح گھڑسواری یا گاڑی چلانا بھی اصلاً مردوں کے کام ہیں، اور اس ممانعت کا تعلق خود بلاضرورت گھڑسواری کرنے یا خود موٹر سائیکل اور گاڑی وغیرہ چلانے سے ہے۔

نیز جس طرح مردوں کو حکم ہے کہ وہ عورتوں اور غیر محرم پر نظر نہ ڈالیں، اسی طرح عورتوں کو بھی حکم ہے کہ وہ غیر محرم مردوں پر نظر نہ ڈالیں، جب کہ گاڑی چلاتے وقت ہر طرح کے (یعنی جوان اور بڑی عمر کے) مردوں پر نظر پڑنا لازمی امر ہے، اس سے بچنا ممکن نہیں ہے اور یہ فتنہ کا باعث ہوسکتا ہے، نیز جب کوئی عورت اور نوجوان لڑکی گاڑی چلاتی ہے، تو مردوں

☆ دارالافتاءوالإرشاد، مجلس البرکہ (کولابہ، ممبئی)۔

کی نگاہیں اس کی طرف زیادہ مائل ہوتی ہیں، اور یہ بھی فتنہ کا باعث ہے، اور اگر وہ بائیک چلاتی ہو تو پھر مردوں کی توجہ کا مرکز بن کر رہ جاتی ہے، جب کہ شریعت مطہرہ نے عورتوں کو نامحرموں کے سامنے ایسے کاموں سے اجتناب کا حکم دیا ہے کہ جس سے نامحرم مردوں کی توجّہ ان کی طرف مبذول ہو؛ تاکہ عورت کی عزت، آبرو اور عصمت محفوظ رہے، اور معاشرہ بے حیائی کے ناسور سے پاک رہے، یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کے گھر سے باہر ضرورت کے وقت نکلتے ہوئے تیز خوشبو لگا کر نکلنے سے بھی منع فرمایا اور اس پر بہت سخت انداز میں تنبیہ فرمائی ہے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ہر آنکھ زنا کار ہے اور عورت جب خوشبو لگا کر مجلس کے پاس سے گزرے تو وہ بھی ایسی ایسی ہے، یعنی وہ بھی زانیہ ہے''۔

ملاّ علی قاریؒ اس حدیث کی شرح میں اس کا سبب ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ: کیونکہ اس عورت نے اس خوشبو کے ذریعہ مردوں کی شہوت کو برانگیختہ کیا، اور ان کو اپنی طرف دیکھنے پر اُبھارا، جس کی وجہ سے انہوں نے نامحرم عورت کو دیکھ کر آنکھوں کا زنا کیا، اور اس عورت کو اس کا سبب بننے کی وجہ سے گناہ ہوا، چونکہ یہ عمل آنکھوں کے زنا کا سبب بنا تھا، اس لیے زجراً اس کو یوں ذکر فرمایا کہ گویا یہ عورت ہی بدکاری کرنے والی ہے''۔

حوالہ جات:

''وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ'' (سورۃ الأحزاب: ۳۳)۔

"قال تعالى: (وقرن فى بيوتكن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الأولى) فدلت الآية على أن الأصل فى حقهن الحجاب بالبيوت والقرار بها، ولكن يستثنى منه مواضع الضرورة فيكتفى فيها الحجاب بالبراقع والجلابيب ...فعلم أن حكم الآية قرارهن فى البيوت، إلا لمواضع الضرورة الدينية كالحج والعمرة بالنص، أو الدنيوية كعيادة قرابتها وزيارتهم أو احتياج إلى النفقة وأمثالها بالقياس، نعم! لا تخرج عند الضرورة أيضًا متبرجةً بزينة تبرج الجاهلية الأولى، بل فى ثياب بذلة متسترة بالبرقع أو الجلباب، غير متعطرة ولامتزاحمة فى جموع الرجال؛ فلا يجوز لهن الخروج من بيوتهن، إلا عند الضرورة بقدر الضرورة مع اهتمام التستر والاحتجاب كل الاهتمام. وما سوى ذلك فمحظور ممنوع" (احکام القرآن ۳/ ۳۱۷-۳۱۸، سورۃ الأحزاب: ۳۳)۔

''عن عبد الله، عن النبى ﷺ، قال: ''صلاة المرأة فى بيتها أفضل من صلاتها فى حجرتها، وصلاتها فى مخدعها أفضل من صلاتها فى بيتها'' (سنن ابی داؤد ۱/ ۹۴، کتاب الصلاۃ، باب ماجاء فی خروج النساء إلی المسجد)۔

"عن عمرة بنت عبد الرحمن، أنها سمعت عائشة زوج النبی ﷺتقول: "لو أن رسول الله ﷺ رأی ما أحدث النساء لمنعهن المسجد كما منعت نساء بنی إسرائيل .«قال: فقلت لعمرة: أنساء بنی إسرائيل منعن المسجد؟ قالت: »نعم" (صحیح مسلم ۱/۳۲۸، کتاب الصلاۃ، باب منع نساء بنی إسرائیل المسجد، ط: دار إحیاء التراث العربی بیروت)۔

"أنس بن مالک ؓ قال: أقبلنا مع رسول الله ﷺمن خيبر، وإنی لرديف أبی طلحة وهو يسير، وبعض نساء رسول الله ﷺ رديف رسول الله ﷺ، إذ عثرت الناقة، فقلت: المرأة، فنزلت، فقال رسول الله ﷺ: »إنها أمكم« فشددت الرحل وركب رسول الله ﷺ". (صحیح بخاری ۷/۱۷۰، باب إرداف المرأۃ خلف الرجل، ط: دار طوق النجاۃ)۔

"حدثنا مالک بن أنس، عن نافع، عن ابن عمر، قال: كتب عمر بن الخطابؓ إلى سعد بن أبی وقاص وهو بالقادسية أن وجه نضلة بن معاوية الأنصاری إلى حلوان العراق ...فقال: أنا ذريب بن برثملا وصی العبد الصالح عيسى بن مريم أسكننی هذا الجبل ودعا لی بطول البقاء ...فاقرؤوا عمر منی السلام، وقولوا له: يا عمر سد وقارب فقد دنا الأمر واختبروه بهذه الخصال التی أخبركم بها يا عمر إذا ظهرت هذه الخصال فی أمة محمد ﷺفالهرب الهرب إذا استغنی الرجال بالرجال، والنساء بالنساء ...وخرج الرجل من بيته فقام عليه من هوخير منه، وركبت النساء السروج"(دلائل النبوۃ للبیہقی ۵/۴۲۵، ۴۲۶، باب ماجاء فی قصۃ وصی عیسی بن مریم، ط: دار الکتب العلمیۃ-بیروت)۔

"لأنها قد هيجت شهوة الرجال بعطرها وحملتهم على النظر إليها فقد زنى بعينه، ويحصل لها إثم بأن حملته على النظر إليها وشوشت قلبه، فإذا هی سبب زناه بالعين، فتكون هی أيضا زانية أو كأنها هی زانية، قال ابن الملک: وفيه تشديد ومبالغة فی منع النسوة عن خروجهن من بيوتهن إذا تعطرن، وإلا، فبعض الأعين قد عصمها الله تعالى عن الزنا بالنظر إليهن". (۳/۸۳۸، باب الجماعۃ وفضلہا)۔

مذکورہ تمہید اور دلائل کے بعد سوالات کے جوابات بالترتیب درج ذیل ہیں:

۱- خواتین کے لیے بلاضرورت محض شوقیہ طور پر یا زینت کے اظہار کے طور پر گاڑی چلانا جائز نہیں ہے، اسی طرح اگر ضرورت محرم یا شوہر کے ساتھ سفر سے پوری ہوجاتی ہو تو خود گاڑی چلانے سے اجتناب کیا جائے، البتہ اگر دینی یا دنیوی ضرورت ایسی ہو کہ جس کے لیے خود سواری کی ضرورت ہو تو مکمل پردہ کے اہتمام کے ساتھ، پُر امن راستے میں سفر کرنے کی گنجائش ہوگی، سنسان اور پُر خطر راستوں پر تنہا نہ جائے، اگر مسافتِ سفر سوا ستتر کلومیٹر سے زائد ہو تو شوہر یا محرم کے بغیر سفر

کرنا جائز نہیں ہوگا۔

گھر کی خواتین کو بہت سی مرتبہ باہر کام کے لیے نکلنا پڑتا ہے، تنہا ڈرائیور کے ساتھ جانے میں خصوصا ڈرائیور کے جوان ہونیکی صورت میں مفاسد زیادہ ہوتے ہیں، اولا ڈرائیور (اجنبی) کے ساتھ تنہائی، مزید یہ کہ مسلسل آتے جاتے رہنے سے بات بے تکلفی سے آگے بڑھ کر گناہ تک پہونچ جاتی ہے، ایسی صورت میں شہر میں تنہا عورت کا گاڑی چلا کر کام پورا کر لینا بہتر معلوم ہوتا ہے۔

البتہ عورت کے لیے گاڑی چلانے کی ٹریننگ لینے میں شریعت کے احکامات کا پاس لحاظ رکھنا ضروری ہوگا کہ گاڑی چلانا اپنے محارم ہی سے سیکھے، اگر یہ ممکن نہ ہو تو ڈرائیونگ اسکول میں خاتون استاذ یعنی لیڈی سکھانیوالی کا انتخاب کریں، غیر محرم سے سیکھنے میں مکمل احتیاط چاہئے، چوں کہ ایک لمبے وقت تک دونوں کا اختلاط ہوتا ہے نیز بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ سیکھنے والا اسٹیرینگ وقت پر نہیں گھماتا تو سکھانیوالا سیکھنے والے کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر اسٹیرنگ گھما دیتا ہے یہ سب چیزیں درست نہیں ان سے بے پردگی لازمی ہے۔

بہر حال بہ درجہ مجبوری عورت کے لئے گاڑی وغیرہ چلانیکی اجازت ہوگی۔ البتہ موٹر سائیکل چلانے میں شرعاً بہت سے مفاسد ہیں، جن میں چند درج ذیل ہیں:

(۱) اس میں فتنہ کا قوی اندیشہ ہے۔

(۲) اس میں عورتوں کا مردوں کے سامنے اظہار ہے، جب کہ عورتوں کو پردہ میں اور چھپے رہنے کا حکم ہے۔

(۳) عورتوں کا مردوں کے سامنے محض اظہار ہی نہیں بلکہ مرد اسکوٹر چلانیوالی خواتین کی طرف زیادہ متوجہ ہوتے ہیں۔

(۴) خدانخواستہ موٹر سائیکل کے بے قابو ہونے کی صورت میں بے پردگی کا بھی سخت احتمال ہے۔

(۵) جرائم پیشہ افراد کا شکار ہونے کا زیادہ خطرہ ہے۔

(۶) اس میں ہر طرح کے (جوان اور بڑی عمر کے) مردوں پر نظر پڑنا لازمی امر ہے، اس سے بچنا ممکن نہیں ہے، جب کہ عورتوں کو بھی حکم ہے کہ وہ غیر محرم مردوں پر نظر نہ ڈالیں۔

(۷) اگر خدانخواستہ اس کا رواج ہوگیا تو عورت سرِ بازار مردوں کے لیے تماشہ بن جائے گی، جب کہ اسلام عورتوں کی عزت، آبرو اور عصمت کو محفوظ رکھنے کے لیے انہیں گھر کی چار دیواری میں رہنے کا حکم دیتا ہے۔

(۸) اس سے معاشرہ میں بے حیائی کا ناسور پھیلنے کا اندیشہ ہے۔

لہذا اگر موٹر سائیکل چلانے کا عرف بھی ہوجائے تب بھی عورتوں کے لیے دیگر مفاسد موجود ہونے کی وجہ سے موٹر سائیکل چلانے سے احتیاط چاہئے۔

"لا تركب مسلمة على سرج للحديث .هذا لو للتلهى، ولو لحاجة غزو أو حج أو مقصد دينى أو دنيوى لا بد لها منه فلا بأس به ."(الدرالمختار)۔

''وفى الرد: (قوله: للحديث) وهو »لعن الله الفروج على السروج« ذخيرة .لكن نقل المدنى عن أبى الطيب أنه لا أصل له اه .يعنى بهذا اللفظ، وإلا فمعناه ثابت، ففى البخارى وغيره »لعن رسول الله ﷺ المتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال« وللطبرانى »أن امرأة مرت على رسول الله ﷺ متقلدة قوسا فقال: لعن الله المتشبهات من النساء بالرجال والمتشبهين من الرجال بالنساء« " (قوله ولو لحاجة غزو إلخ) أى بشرط أن تكون متسترة، وأن تكون مع زوج أو محرم (قوله أو مقصد دينى) كسفر لصلة رحم ط".(۶/۴۲۳ کتاب الحظر والإباحة، ط:سعید)۔

"ولهذا يكره للنساء الركوب على السرج؛ لأنهن ليسوا من أهل الجهاد".(البنایۃ شرح ہدایہ ۷/۲۶۰، باب الجزیۃ، ط: دارالکتب العلمیۃ- بیروت، لبنان)۔

"قوله: (ولا تركب المرأة على السرج) لقوله عليه السلام: ''لعن الله الفروج على السروج''.

"قوله: (إلا للضرورة) يعنى إذا كانت المرأة فى سفر الحج وغيره، واضطرت للركوب على السرج، تركب مستديرة، لأن الضرورة تبيح المحظورة"(منحۃ السلوک فی شرح تحفۃ الملوک ۱/۴۲۳ کتاب الکراھیۃ، ط: وزارۃ الأوقاف والشؤون الإسلامیۃ- قطر)۔

"ولا تركب امرأة مسلمة على السرج لقوله – عليه الصلاة والسلام – »لعن الله الفروج على السروج« هذا إذا ركبت متلهية أو متزينة لتعرض نفسها على الرجال، فإن ركبت لحاجة كالجهاد والحج فلا بأس به"(البحرالرائق ۸/۲۱۵ کتاب الکراھیۃ، فصل فی اللبس، ط: دارالکتاب الإسلامی)۔

"وقوله: ولا تركب امرأة مسلمة على سرج بظاهره، نهى النساء عن الركوب على السرج، وبه نقول، وإنه خرج موافقا لقوله عليه السلام: »لعن الله الفروج على السروج« والمعنى فى النهى من وجهين؛ أحدهما: أن هذا تشبه بالرجال، وقد نهين عن ذلك، الثانى: أن فيه إعلان الفتن

وإظهارها للرجال، وقد أمرن بالستر، قالوا: وهذا إذا كانت شابة، وقد ركبت السرج والفرج، فأما إذا كانت عجوزا أو كانت شابة إلا أنها ركبت مع زوجها بعذر بأن ركبت للجهاد، وقد وقعت الحاجة إليهن للجهاد، أو للحج أو للعمرة، فلا بأس إن كانت متسترة، فقد صح أن نساء المهاجرين كن يركبن الأفراس، ويخرجن للجهاد، فكان رسول الله عليه السلام يراهن و (لا) ينهاهن، وكذلك بنات خالد بن الوليد كن يركبن، ويخرجن للجهاد يسقين المجاهدين في الصفوف ويداوين الجرحى".

(المحیط البرہانی ۵/ ۳۸۴، کتاب الاستحسان والکراہیۃ)۔

۲- شوہر یا کوئی اور محرم ڈرائیور ساتھ ہو تو شہر میں جانا ہو یا سفر شرعی ہو عورت کو ڈرائیونگ سے احتیاط کرنا چاہئے، البتہ بہ وقت ضرورت اس کی اجازت ہوگی، جیسا کہ جواب نمبر ایک میں گذرا۔

''قوله: (ولا تركب المرأة على السرج) لقوله عليه السلام: ''لعن الله الفروج على السروج''۔

"قوله: (إلا للضرورة) يعني إذا كانت المرأة في سفر الحج وغيره، واضطرت للركوب على السرج، تركب مستديرة، لأن الضرورة تبيح المحظورة" (منحۃ السلوک فی شرح تحفۃ الملوک ۱/ ۴۲۳ کتاب الکراھیۃ، ط: وزارۃ الأوقاف والشؤون الإسلامیۃ- قطر)۔

۳- عندالاحناف عورت کے لیے سفر شرعی کی مسافت یعنی سوا ستتر کلومیٹر یا اس سے زیادہ مسافت کا سفر شوہر یا محرم شرعی کے بغیر کرنا شرعاً جائز نہیں ہے۔ (مستفاد از فتاوی محمودیہ جدید ڈابھیل)۔ کیونکہ احادیث شریفہ میں اللہ کے رسول ﷺ نے شوہر اور محرم شرعی کے بغیر مسافت شرعی کا سفر کرنے سے مطلقاً منع فرمایا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایات ہے کہ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والی عورت کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے کہ وہ تین راتوں کی مسافت کے بقدر سفر کرے، مگر یہ کہ اس کے ساتھ اس کا محرم ہو۔

"عن عبد الله بن عمر، عن النبي ﷺ، قال: »لايحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر، تسافر مسيرة ثلاث ليال، إلا ومعها ذو محرم" (صحیح مسلم، کتاب الحج، ط: قدیمی)۔

اسی طرح بخاری شریف کی ایک روایت ہے کہ عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ انہوں نے آپ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ فرمارہے تھے: کوئی عورت کسی مرد سے تنہائی میں نہ ملے اور نہ کوئی عورت بغیر محرم کے سفر کرے، تو حاضرین میں سے ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے فلاں جہاد کے سفر میں جانے کے لیے اپنا نام لکھوایا ہے،

جب کہ میری بیوی حج کرنے جارہی ہے،تو آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔

"**عن ابن عباسؓ، أنه: سمع النبی ﷺ، یقول: »لایخلونّ رجل بامرأة، ولا تسافرنّ امرأة، إلا ومعها محرم«، فقام رجل فقال: یا رسول الله، اکتتبتُ فی غزوة کذا وکذا، وخرجت امرأتی حاجةً، قال: »اذهب فحجّ مع امرأتک**" (صحیح البخاری ۵۹/۴)۔

" **وقال ابن عابدین رحمه الله تعالی: "وأجمعوا أن العجوز لا تسافر بغیر محرم، فلا تخلو برجل، شاباً أو شیخاً**" (ردالمحتار، کتاب الصلوۃ:۳۶۸/۱،سعید)۔

اگر واقعی کسی خاتون کو روزگار کی مجبوری ہو تو شہر ہی میں رہ کر پبلک ٹرانسپورٹ کی گاڑی چلا کر کام چلاسکتی ہے،مگر بلامحرم مسافت شرعی پر جانا درست نہ ہوگا۔

۴- ہوائی جہاز اڑانے کی ملازمت کو مجبوری نہیں کہا جاسکتا، چونکہ اسکی ٹریننگ، پرچوں کی فیس اور تیاری میں تقریباً ڈیڑھ دو کروڑ روپئے صرف ہوتے ہیں،اس کے بعد بھی ملازمت مل جانا یقینی نہیں ہوتا، اگر ملازمت مل جائے تب بھی بعض ایئر لائنز میں پچاس ساٹھ لاکھ روپئے ڈپازٹ رکھنا پڑتا ہے،لہذا اس ملازمت کو شوقیہ ہی کہا جاسکتا ہے۔

مزید برآں بلامحرم مسافت سفر پر جانا لازم آتا ہے،جس کی شرعاً بالکل اجازت نہیں، نیز پائلٹ یا کو پائلٹ کے ساتھ مسلسل سفر اور پھر ہوٹلوں میں تنہائی (چاہے کمرے الگ الگ ہوں) میسر ہوتی ہے،جس کی بھی اسلام میں اجازت نہیں، حدیث شریف میں ہے: جہاں مرد اور عورت تنہاء ہو وہاں تیسرا شیطان ہوتا ہے،اور بھی بہت سی احادیث میں اس سے منع کیا گیا ہے .

حاصل یہ کہ ہوائی جہاز اڑانے کی ملازمت شوقیہ ہوتی ہے،کسی بھی طرح کی مجبوری نہیں کہا جاسکتا،مزید شرعاً بھی کئی قباحتیں موجود ہیں،لہذا اس سے منع ہی کیا جائیگا۔

" **عن عمرؓ، عن النبی ﷺقال: "لا یخلون رجل بامرأة إلا کان ثالثهما الشیطن**" (رواہ الترمذی، مشکوۃ المصابیح،ص:۲۶۹، کتاب النکاح، باب النظر إلی المخطوبۃ،الفصل الثانی وقال الحصکفیؒ:"الخلوة بالأجنبیة حرام"،الدرالمختار)۔

" **وقال ابن عابدینؒ:وأجمعوا أن العجوز لا تسافر بغیر محرم، فلا تخلو برجل، شاباً أو شیخاً**" (ردالمحتار، کتاب الصلوۃ:۳۶۸/۱،سعید)۔

" **عن جابرؓ، عن النبی ﷺقال: "لا تلجوا علی المغیبات، فإن الشیطن یجری من أحدکم مجری الدم ."الحدیث**" (مشکوۃ المصابیح،ص:۲۶۹، باب النظر إلی المخطوبۃ،الفصل الثانی،قدیمی)۔

"إن الشيطن أى كيده ووسواسه يجرى: أى يسرى من الإنسان": أى فيه، وقيل:عدى يجرى" ب"من" على تضمين معنى التمكن أى يتمكن الإنسان فى جريانه "مجرى الدم: أى فى جميع عروقه .شبه سريان كيده و جريان وساوسه فى الإنسان بجريان دمه فى عروقه وجميع أعضائه، فهو كناية عن تمكنه من إغواء الإنسان وإضلاله تمكناً تأماً وتصرفه فيه تصرفاً كاملاً بواسطة نفسه الأمارة بالسوء الناشء قواها من الدم .وقيل: إرادة الحقيقة، فإن الشياطين أجسام لطيفة قادرة بأقدار الله تعالى على كمال التصرف ابتلاء للبشر" (مرقاۃ المفاتیح:۵/ ۲۴۵، ۲، ۲۴۶، کتاب الإیمان: باب الوسوسۃ، الفصل الأول، رشیدیہ)۔

" عن جابرؓ قال: قال رسول الله ﷺ:ألا! لا يتبين رجل عند امرأة ثيب، إلا أن يكون ناكحاً أو ذا محرم" (رواہ مسلم، مشکوۃ المصابیح، ص:۲۲۸، کتاب النکاح، باب بیان العورات، قدیمی)۔

" عن عمرؓ عن النبى ﷺقال: لا يخلون رجل بامرأة، إلا كان ثالثهما الشيطن" (رواہ الترمذی، مشکوۃ المصابیح، ص:۲۶۹، کتاب النکاح، باب النظر إلی المخطوبۃ، الفصل الثانی)۔

"وقال الحصكفىؒ: "الخلوة بالأجنبية حرام" (الدر المختار)۔

"وقال ابن عابدينؒ:وأجمعوا أن العجوز لا تسافر بغير محرم، فلا تخلو برجل، شاباً أو شيخاً" (ردالمحتار، کتاب الصلوۃ:۱/ ۳۶۸، سعید)۔

۵- اس کی بھی اجازت نہیں دی جاسکتی، دور کی ٹرینوں میں رات رات بھر دوسرے مرد ڈرائیور کے ساتھ مکمل تنہائی ہوتی ہے، جس سے گناہ میں پڑنیکا اندیشہ قوی ہوجاتا ہے، مسافت سفر بلامحرم طیکرنا بھی لازم آئیگا، جس کی شرعا بالکل اجازت نہیں، نیز یہ ملازمت پردہ کیساتھ ممکن نہیں ہے، کیوں کہ حکومت اس کی اجازت نہیں دیتی۔

اور شہر کی لوکل ٹرینوں کی ڈرائیونگ سیٹ پر پردہ کی اجازت نہیں ہوتی، مزید یہ ٹرینیں رات دو بجے تک چلتی ہیں، اس میں بھی تنہا مرد ڈرائیور کے ساتھ خلوت ہوتی ہے۔ بہرحال اس ملازمت سے بھی احتراز ہی چاہئے۔

"وأما النوع السادس: وهو الأجنبيات الحرائر، فلا يحل النظر للأجنبى من الأجنبية الحرة إلى سائر بدنها إلا الوجه والكفين؛ لقوله تبارك وتعالى: قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ" (سورۂ نور: 30)" **إلا أن النظر إلى مواضع الزينة الظاهرة وهى الوجه والكفان**" (بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع ۵/ ۱۲۱)۔

وقال ابن عابدينؒ:"وأجمعوا أن العجوز لا تسافر بغير محرم، فلا تخلو برجل، شاباً أو شيخاً" (ردالمحتار، کتاب الصلوۃ:۱/ ۳۶۸، سعید)۔

۶،۷- واضح رہے کہ شریعتِ مطہرہ میں عورت کو پردہ میں رہنے کی بہت تاکید کی ہوئی ہے اور اس کا اپنے گھر سے نکلنے کو سخت ناپسند کیا گیا ہے، حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز کے معاملہ میں بھی یہ پسند فرمایا کہ عورتیں اپنے گھروں میں ہی نماز پڑھیں اور اسی کی ترغیب دی، چنانچہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ میں آپ کے پیچھے مسجدِ نبوی میں نماز پڑھنا پسند کرتی ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں مجھے معلوم ہے، لیکن تمہارا اپنے گھر میں نماز پڑھنا زیادہ بہتر ہے، نیز کمانے کی غرض سے بھی عورت کا نکلنا ممنوع قرار دیا گیا ہے، اور اُس کا نفقہ اس کے والد یا شوہر پر لازم کیا گیا؛ تاکہ گھر سے باہر نکلنے کی حاجت پیش نہ آئے، شادی سے پہلے اگر اُس کا اپنا مال نہ ہو تو اس کا نفقہ اس کے باپ پر لازم ہے اور شادی کے بعد اس کا نفقہ اس کے شوہر پر لازم کیا ہے، لہذا کمانے کے لیے بھی عورت کا اپنے گھر سے نکلنا جائز نہیں ہے۔

ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ عورت چھپانے کی چیز ہے، جب وہ گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اسے دوسروں کی نظروں میں اچھا کر کے دکھاتا ہے۔

" **عن عبد الله، عن النبی ﷺ قال: "المرأة عورة، فإذا خرجت استشرفها الشيطان**" (حدیث حسن صحیح غریب)۔

"**(استشرفها الشيطان) أی زيّنها فی نظر الرجال۔ وقيل: أی نظر إليها ليغويها ويغوی بها**" (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح)۔

البتہ اگر کسی خاتون کی شدید مجبوری ہو اور کوئی دوسرا کمانے والا نہ ہو تو ایسی صورت میں عورت کے گھر سے نکلنے کی گنجائش ہوگی، لیکن اس میں بھی یہ ضروری ہے کہ عورت مکمل پردے کے ساتھ گھر سے نکلے، کسی نامحرم سے بات چیت نہ ہو، ایسی ملازمت اختیار نہ کرے جس میں کسی کے ساتھ تنہائی حاصل ہوتی ہو۔

صورت مسؤلہ میں ٹرین ٹکٹ جانچنے کی ملازمت ہو یا ائیر پورٹ پر بورڈینگ پاس (bording pass) جاری کرنے کی نوکری ہو دونوں میں کثرت سے مردوں سے اختلاط اور بات کرنی ہوگی، نیز ان نوکریوں میں پردہ کے ساتھ رہنے کی بالکل اجازت نہیں ہوتی، اور ائیر پورٹ پر بورڈنگ پاس نکالنے کی ملازمت میں تو بن سنور کر رہنا ضروری ہوتا ہے، بعض مرتبہ تو کپڑے بھی انتہائی چست اور چھوٹے پہننے ہوتے ہیں، شریعت میں ان چیزوں کی بالکل گنجائش نہیں۔

نیز جس طرح مردوں کو حکم ہے کہ وہ عورتوں اور غیر محرم پر نظر نہ ڈالیں، اسی طرح عورتوں کو بھی حکم ہے کہ وہ غیر محرم مردوں پر نظر نہ ڈالیں، جب کہ گاڑی چلاتے وقت ہر طرح کے (یعنی جوان اور بڑی عمر کے) مردوں پر نظر پڑنا لازمی امر

ہے،اس سے بچنا ممکن نہیں ہے اور یہ فتنہ کا باعث ہوسکتا ہے،لہذا اس طرح کی ملازمت کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

" وإنما خصه بذكر الشقاء ولم يقل فتشقيان: يعلمنا أن نفقة الزوجة على الزوج؛ فمن يومئذٍ جرت نفقة النساء على الأزواج، فلما كانت نفقة حواء على آدم، كذلك نفقات بناتها على بنى آدم بحق الزوجية"(الجامع لأحکام القرآن ۱۱/ ۲۵۳)۔

"وأما الإناث فليس للأب أن يؤاجرهنّ فى عمل، أو خدمة. كذا فى الخلاصة ...ونفقة الإناث واجبة مطلقاً على الآباء ما لم يتزوجن إذا لم يكن لهنّ مال، كذا فى الخلاصة."(الفتاوی الہندیۃ ۳/ ۵۶۲، ۵۶۳)۔

"(وأما) النوع السادس: وهو الأجنبيات الحرائر، فلا يحل النظر للأجنبى من الأجنبية الحرة إلى سائر بدنها إلا الوجه والكفين؛ لقوله تبارك وتعالى: قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ (النور:30) إلا أن النظر إلى مواضع الزينة الظاهرة وهى الوجه والكفان" (بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع ۵/ ۱۲۱)۔

"ويكره حضورهن الجماعة ولو لجمعة وعيد و وعظ مطلقاً ولو عجوزاً ليلاً على المذهب المفتى به لفساد الزمان ... كما تكره إمامة الرجل لهنّ فى بيت ليس معهنّ رجل غيره ولا محرم منه، كأخته أو زوجته أو أمته، أما إذا كان معهنّ واحد ممن ذكر أو أ مهنّ فى المساجد لا " (شامی، باب الإمامۃ ۱/ ۵۳۹)۔

" ولأحمد والطبرانى من حديث أم حميد الساعدية: »أنها جائت إلى رسول الله ﷺ فقالت: يا رسول الله إنى أحب الصلاة معک! قال: قد علمت، وصلاتک فى بيتک خير لک من صلاتک فى حجرتک، وصلاتک فى حجرتک خير من صلاتک فى دارک، وصلاتک فى دارک خير من صلاتک فى مسجد قومک، وصلاتک فى مسجد قومک خير من صلاتک فى مسجد الجماعة .«وإسناد أحمد حسن، وله شاهد من حديث بن مسعود عند أبى داود" (فتح الباری لابن حجر ۲/ ۳۴۹)۔

☆☆☆

خواتین کی ڈرائیونگ سے متعلق بعض مسائل

مفتی محمد الیاس قاسمی☆

خواتین کا شہر میں ڈرائیونگ کرنا:

عورت شہر میں ایک جگہ سے دوسری جگہ تنہا گاڑی چلا کر جاسکتی ہے۔ البتہ اس دوران مکمل پردہ کا اہتمام ضروری ہوگا نیز ان بنیادی اسلامی اصولوں کی پابندی ضروری ہوگی جن کی وضاحت قرآن وسنت میں موجود ہے جن میں چند درج ذیل ہیں:

(۱) عورت کی اصل ذمہ داری گھر کے نظام کی نگرانی اور اولاد کی تربیت ہے اس کے کسی بھی کام سے اس کی ذمہ داری پر اثر نہیں پڑنا چاہیے۔

(۲) ڈرائیونگ یا کسی بھی دوسرے کام میں اس امر کا امکان نہیں ہونا چاہئے کہ مردوں سے اختلاط ہوگا یا کسی مرد سے خلوت ہوگی۔

(۳) اپنے جسم کی نمائش سے قطعی پرہیز کرے گی۔

ڈرائیونگ کرنا فی نفسہ ایک مباح کام ہے البتہ عورت کے لیے چونکہ اصل حکم یہ ہے کہ وہ بلاضرورت گھر سے باہر نہ نکلے اس لئے ضرورت کے موقع پر جن شرائط کے ساتھ گھر سے باہر نکلنا جائز ہے انہی شرائط کا لحاظ رکھتے ہوئے اس کے لئے گاڑی چلانے کی بھی گنجائش ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"**و قرن فی بیوتکن ولا تبر جن تبرج الجاهلية الأولى**" (سورۂ احزاب:۳۳) (اور اپنے گھروں میں قرار کے ساتھ رہو (غیر مردوں کو) بناؤ سنگھار دکھاتی نہ پھرو جیسا کہ پہلی بار جاہلیت میں دکھایا جاتا تھا)۔

اس آیت کی تفسیر میں مفتی شفیع صاحب تحریر فرماتے ہیں:

"**قرن فی بیوتکن**" میں عورتوں پر قرار فی البیوت واجب کیا گیا جس کا مفہوم یہ ہے کہ عورتوں کے لئے گھر سے

☆ دارالافتاء دارارقم، پونہ، مہاراشٹرا۔

باہر نکلنا مطلقا ممنوع اور حرام ہو، مگر اول تو خود اسی آیت: "ولا تبرّجن " سے اس طرف اشارہ کر دیا گیا کہ مطلقا خروج بضرورت ممنوع نہیں بلکہ وہ خروج ممنوع ہے جس میں زینت کا اظہار ہو دوسرے سورہ احزاب کی آیت جو آگے آرہی ہے اس میں خود "يد نين عليهنّ من جلا بيبهن" کا حکم یہ بتلا رہا ہے کہ کسی درجہ میں عورتوں کے لئے گھر سے نکلنے کی اجازت بھی ہے بشرطیکہ برقع وغیرہ کے پردہ کے ساتھ نکلیں۔ اس کے علاوہ خود رسول اللہ ﷺ نے مواضع ضرورت کا اس حکم سے مستثنی ہونا ایک حدیث میں واضح فرما دیا جس میں ازواج مطہرات کو خطاب کر کے فرمایا:

"قد أذن لكنّ أن تخرجن لحاجتكن" (رواہ مسلم) یعنی تمہارے لیے اس کی اجازت ہے کہ اپنی ضرورت کے لیے گھر سے نکلو پھر رسول اللہ ﷺ کا عمل آیت حجاب نازل ہونے کے بعد اس پر شاہد ہے کہ ضرورت کے مواقع میں عورتوں کو گھروں سے نکلنے کی اجازت ہے جیسا کہ حج وعمرہ کے لیے آپ ﷺ کے ساتھ ازواج مطہرات کا جانا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اسی طرح بہت سے غزوات میں جانا ثابت ہے اور بہت سی روایات سے یہ بھی ثابت ہے کہ ازواج مطہرات اپنے والدین وغیرہ سے ملاقات کے لیے اپنے گھروں سے نکلتی تھیں اور عزیزوں کی بیمار پرسی اور تعزیت وغیرہ میں شرکت کرتی تھیں اور عہد نبوی میں ان کو مساجد میں جانے کی بھی اجازت تھی۔

خلاصہ یہ ہے کہ آیت: "وقرن في بيوتكن" کے مفہوم سے باشارات قرآن اور بعمل نبی کریم ﷺ اور باجماع صحابہ مواقع ضرورت مستثنیٰ ہیں جن میں عبادات حج وعمرہ بھی داخل ہیں اور ضروریات طبعیہ والدین اور اپنے محارم کی زیارت، عیادت وغیرہ بھی، اسی طرح اگر کسی کے نفقہ اور ضروریات زندگی کا کوئی اور سامان نہ ہو تو پردہ کے ساتھ محنت مزدوری کے لیے نکلنا بھی البتہ مواقع ضرورت میں خروج کے لیے شرط یہ ہے کہ اظہار زینت کے ساتھ نہ نکلیں بلکہ برقع یا جلباب (بڑی چادر) کے ساتھ نکلیں" (معارف القرآن ۱۳۳-۱۳۵/۷)۔

أحکام القرآن میں ہے: "قال تعالىٰ: (وقرن في بيوتكن و لاتبرجن تبرج الجاهلية الأولىٰ) فدلت الآية على أن الأصل في حقهن الحجاب بالبيوت والقرار بها ولكن يستثنى منه مواضع الضرورة فيكتفى فيها الحجاب بالبراقع والجلابيب.....فعلم أن حكم الآية قرارهن في البيوت إلا لمواضع الضرورة الدينية كالحج و العمرة بالنص أو الدنيوية كعيادة قرابتها و زيارتهم أو احتياج إلى النفقة وأمثالها بالقياس نعم! لا تخرج عند الضرورة أيضا متبرجة بزينة تبرج الجاهلية الأولىٰ، بل في ثياب بذلة متسترة بالبرقع أو الجلباب غير متعطرة ولا متزاحمة في جموع الرجال، فلا يجوز لهن الخروج من بيوتهن، إلا عند الضرورة بقدر الضرورة مع إهتمام التستر والإحتجاب كل الإهتمام، وما سوى ذلك فمحظور ممنوع" (سورۂ احزاب: ۳۳، احکام القرآن ۳۱۷-۳۲۰/۳)۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (اور اپنے گھروں میں قرار کے ساتھ رہو اور غیر مردوں کو) بناؤ سنگھار دکھاتی نہ پھرو، جیسا کہ سابق دور جاہلیت میں دکھایا جاتا تھا) یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ عورتوں کے حق میں اصل گھروں میں پردہ میں رہنا اور ان میں قرار پکڑنا ہے، لیکن ضرورت کے مواقع اس سے مستثنیٰ ہیں، پس ان میں برقعوں اور بڑی چادروں سے پردہ پر اکتفا کیا جائے گا۔۔۔۔اس سے معلوم ہوا کہ آیت کا حکم عورتوں کا گھروں میں قرار پکڑنا ہے سوائے دینی ضرورت کے مواقع کے جیسے حج اور عمرہ جو کہ نص سے ثابت ہے یا دنیوی ضرورت کے مواقع، جیسے رشتے داروں کی عیادت، ان کی زیارت یا نفقہ کی ضرورت ہونا اور اس جیسی ضرورتیں جو قیاس سے ثابت ہیں۔ ہاں ضرورت کے وقت بھی سابق دورِ جاہلیت کی طرح بناؤ سنگھار دکھاتے ہوئے نہیں نکلیں گی، بلکہ روزانہ کے استعمال کے کپڑوں میں نکلیں گی برقع یا بڑی چادر سے پردہ کرتے ہوئے نکلیں گی عطر لگا کر نہیں نکلیں گی اور نا ہی مردوں کے مجمع میں گھس کر دھکے دیں گی، لہذا ان کے لیے گھروں سے نکلنا جائز نہیں، مگر ضرورت کے وقت اور صرف بقدر ضرورت پردہ اور حجاب کا مکمل اہتمام کرتے ہوئے۔ اس کے علاوہ دوسری صورتیں ناجائز اور ممنوع ہیں)۔

اس تعلق سے جامعہ فاروقیہ کراچی کے ایک فتویٰ میں ہے:

☆ خاتون کو محض شوقیہ گھومتے پھرتے رہنے کی اجازت نہیں۔ یہ نکلنا پیدل ہو یا کسی سواری میں۔

☆ ایسی کسی دینی ضرورت یا دنیوی حاجت کے لیے نکلنا ہو جس کے بغیر چارہ کار نہیں اور اس میں ڈرائیونگ بھی ضروری ہو تو پردہ کا اہتمام کرتے ہوئے خاتون گاڑی چلا سکتی ہے، البتہ اگر شرعی مسافت کا سفر ہو تو اس کے لیے محرم کا ہمراہ ہونا لازمی ہے (دارالافتاء جامعہ فاروقیہ، کراچی، فتویٰ نمبر ۹۲/ ۱۷۳)۔

اکیڈمی کے سوالنامہ کی تمہید میں ہے کہ جب کوئی عورت تنہا ڈرائیور کے ساتھ سفر کرتی ہے تو فتنہ کی نوبت زیادہ پیش آتی ہے اس کے برخلاف اگر وہ تنہا گاڑی ڈرائیو کرتی ہے تو اس میں نامحرم اور اجنبی کے ساتھ اختلاط کا اندیشہ نہیں ہوتا اور فتنہ کا بھی موقع کم ہو جاتا ہے۔ اس تعلق سے دارالافتاء ''جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی پاکستان'' کا ایک فتویٰ نقل کیا جاتا ہے:

سوال: اگر کسی عورت کو اپنی کسی ضرورت کی خاطر گھر سے نکلنا ہو اور کوئی محرم ساتھ جانے کے لیے نہ ہو تو اس صورت میں بہتر صورت خود گاڑی چلا کر جانا ہے یا ڈرائیور کے ساتھ جانا ہے؟

جواب: واضح رہے کہ عورتوں کے لیے شرعی مسافت سفر، یعنی سوا ستہتر کلومیٹر کے اندر شدید ضرورت کی بنا پر پردہ کے پورے اہتمام کے ساتھ، یعنی برقعہ پہن کر چہرہ چھپا کر بغیر محرم کے باہر نکلنے کی اجازت ہے، لیکن غیر محرم ڈرائیور کے ساتھ کسی عورت کا اکیلے جانا کسی صورت جائز نہیں، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ:

کوئی آدمی کسی عورت کے ساتھ خلوت میں نہ جائے کیونکہ تیسرا ان کے ساتھ شیطان ہوتا ہے، لہٰذا صورت مسئولہ میں عورت کے لیے ضرورتاً خود گاڑی چلا کر جانا جائز ہے، جبکہ اکیلے نامحرم ڈرائیور کے ساتھ جانا جائز نہیں۔

صحیح البخاری میں ہے: ''**عن ابن عباس عن النبی ﷺ قال: لا یخلون رجل بامرأة، إلا مع ذی محرم فقام رجل فقال: یا رسول الله إمرأتی خرجت حاجة و اکتتبت فی غزوة کذا و کذا، قال: ارجع فحج مع إمرأتک**'' (کتاب النکاح باب لا یخلون رجل بامرأۃ إلا ذو محرم، والدخول علی المغیبۃ ۸/۳۸ ط: السلطانیۃ)۔

(حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ محرم کے سوا کوئی کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ بیٹھے۔ اس پر ایک صحابی نے عرض کیا: یارسول اللہ! میری بیوی حج کرنے گئی ہے اور میرا نام فلاں غزوہ میں لکھا گیا ہے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ پھر تو واپس جا اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کر)۔

فتاویٰ شامی میں ہے: ''**و حیث أبحنا لها الخروج فبشرط عدم الزینة فی الکل و تغییر الهیئة إلی مالایکون داعیة إلی نظر الرجال و استمالتهم**'' (مطلب فی السفر بالزوجۃ ۳/۱۴۶ ط: سعید)۔

فتویٰ نمبر: 144410101821 دارالافتاء: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن:

خواتین کے گھوڑے پر بیٹھنے سے متعلق ایک حدیث مشہور ہے جس میں اس عمل کو لعنت کا موجب قرار دیا گیا ہے۔ محدثین کے نزدیک وہ حدیث سند کے اعتبار سے ثابت نہیں ہے چنانچہ درمختار میں ہے:

''**لا ترکب مسلمة علی سرج للحدیث هذا لوللتلهی ولو لحاجة غزو أو حج أو مقصد دینیی أو دنیوی لا بدلها منه فلا بأس به**'' (الدرالمختار علی ردالمحتار ۹/۶۰۶)۔

(مسلمان عورت زین پر سوار نہیں ہوگی، کیونکہ اس بارے میں حدیث ہے یہ حکم اس صورت میں ہے جب وہ لہو و لعب کی بنا پر ایسا کرے اگر جہاد کی ضرورت حج، دینی مقصد یا دنیوی مقصد کے لیے کرے جس کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں)۔

''**قوله (للحدیث) وهو لعن الله الفروج علی السروج ذخیرة لکن نقل المدنی عن أبی الطیب أنه لا أصل له**''۔

''**قوله (ولو لحاجة غزو الخ أی بشرط أن تکون متسترة و أن تکون مع زوج أو محرم**''۔

''**قوله أو مقصد دینی کسفر لصلة رحم**'' (ردالمحتار ۹/۶۰۶ ط: زکریا)۔

علامہ حصکفی کا قول (حدیث کی وجہ سے) حدیث یہ ہے: ''**لعن الله الفروج علی السروج**'' (اللہ تعالیٰ ان عورتوں پر لعنت کرے جو زینوں پر ہیں۔ ذخیرہ۔ لیکن مدنی نے ابوالطیب سے نقل کی ہے کہ اس کی کوئی اصل نہیں۔

علامہ حصکفی کا قول (اگر جہاد کی ضرورت سے ہو) یعنی اس شرط کے ساتھ کہ وہ پردے کا اہتمام کیے ہوئے ہو اور وہ اپنے خاوند یا محرم کے ساتھ ہو)۔

علامہ حصکفی کا قول (یا دینی مقصد سے ہو) جیسے صلۂ رحمی کے لیے سفر۔

''البحر الرائق'' میں ہے: "**ولا تركب إمرأة مسلمة على السرج لقوله عليه الصلاة والسلام: "لعن الله الفروج على السروج"، هذا إذا ركبت متلهية أو متزينة لتعرض نفسها على الرجال، فإن ركبت لحاجة كالجهاد والحج فلا بأس به**" (البحر الرائق ۲۱۵/۸ ط: دار الکتاب الإسلامی)۔

(کوئی مسلمان عورت زین پر سوار نہیں ہوگی آپ علیہ الصلاۃ والسلام کے اس قول کی وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے ان عورتوں پر لعنت کی جو زینوں پر ہیں۔ یہ اس وقت ہے جب وہ لہو ولعب کرتے ہوئے سوار ہو یا زیب وزینت کرتے ہوئے سوار ہوتا کہ اپنے نفس کو مردوں پر پیش کرے پس اگر وہ کسی حاجت جیسے جہاد اور حج کے لیے سوار ہو تو کوئی حرج نہیں)۔

حضرت ربیع بنت معوذؓ سے مروی ایک حدیث میں ہے:

"**عن الربيع بنت معوذ قالت: كنا نغزو مع النبي ﷺ فنسقي القوم ونخدمهم و نرد القتلى والجرحى إلى المدينة**" (صحیح البخاری حدیث نمبر ۲۸۸۳) (حضرت ربیع بنت معوذ سے روایت ہے فرماتی ہیں: ہم لوگ حضور ﷺ کے ساتھ جہاد میں شریک رہتے تھے، قوم کو پانی پلاتے تھے اور ان کی خدمت کرتے تھے نیز مقتولوں اور زخمیوں کو مدینہ لے جاتے تھے)۔

اس حدیث میں اس بات کی صراحت ہے کہ صحابیات مقتول صحابہ اور زخمیوں کو مدینہ لے کر جاتی تھیں اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ بوقت ضرورت خواتین پردہ کے ساتھ گاڑیاں چلا سکتی ہیں کیونکہ وہ مقتولوں اور زخمیوں کو جانوروں پر لے جاتی تھیں۔

خواتین کس قسم کی گاڑیاں چلا سکتی ہیں؟

خواتین دو پہیوں والی گاڑیوں میں سے ایسی گاڑیاں چلا سکتی ہیں جو عورتوں کی ڈرائیونگ کے لیے مخصوص سمجھی جاتی ہیں مثلاً ایکٹیوا Activa اور اسکوٹی Scooty وغیرہ۔ ہیرو ہونڈا Hero honda سی ڈی ڈیلکس CD-Delux جیسی مردانہ گاڑیاں نہیں چلا سکتیں۔ چار پہیوں والی گاڑیوں مین بھی کار، ٹیکسی وغیرہ ایسی گاڑیاں چلا سکتی ہیں جو عورتوں کے ساتھ مخصوص ہیں۔ سامان پہچانے والی لاری وغیرہ ایسی گاڑیوں کی ڈرائیونگ سے اجتناب کرنا لازم ہے جو مردوں کے ساتھ مخصوص ہیں۔ ایک حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے ان مردوں پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے

ہیں اوران عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں۔

"عن بن عباسؓ قال: لعن رسول الله ﷺ المتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النسائب الرجال" (الجامع الصحیح للبخاری حدیث نمبر ۵۸۸۵)۔

رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک عورت کمان لٹکائے ہوئے گزری تو اس موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر اور عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر اللہ کی لعنت ہے۔

"عن ابن عباس أن إمرأة مرت على رسول الله ﷺ متقلدة قوسا، فقال النبى ﷺ: لعن الله المتشبهات من النساء بالرجال والمتشبهين من الرجال بالنساء" (المعجم الأوسط للطبرانی حدیث نمبر ۴۰۰۳)۔

مسافتِ شرعی کی مقدار کے سفر میں عورت کی ڈرائیونگ کا حکم جبکہ شوہر یا محرم ساتھ ہو:

اگر مسافت شرعی کا سفر ہو اور عورتوں کے ساتھ مخصوص سواریوں میں عورت کا شوہر یا محرم بھی ساتھ ہو تو عورت ڈرائیونگ کرسکتی، چنانچہ ایک حدیث میں ہے:

"عن أبى سعيد قال: قال رسول الله ﷺ :لا يحل لإمرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تسافر سفرا فوق ثلاثة أيّام فصاعدا، إلا و معها أبوها أو أخوها أو زوجها أو ابنها أو ذو محرم منها" (سنن أبی داؤد حدیث نمبر ۱۷۲۶)۔

(حضرت ابوسعیدؓ سے رویت ہے فرماتے ہیں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کسی ایسی عورت کے لیے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو حلال نہیں کہ وہ تین دن یا اس سے زائد کا سفر کرے مگر یہ کہ اس کے ساتھ اس کا باپ، بھائی، شوہر، بیٹا یا ذی محرم رشتے دار ہو)۔

صحیح مسلم کی ایک حدیث میں ہے:

"عن أبى هريرة قال: قال رسول الله ﷺ لا يحل لامرأة أن تسافر ثلاثا، إلا ومعها ذو محرم منها" (صحیح مسلم حدیث نمبر ۱۳۳۹) (حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی عورت کے لیے حلال نہیں کہ وہ تین دنوں کا سفر کرے، مگر یہ کہ اس کے ساتھ اس کا محرم رشتے دار ہو)۔

کیا عورت پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیور بن سکتی ہے؟

بعض فقہاء کے نزدیک عورتوں کا قافلہ ہو تو ایک عورت اپنے محرم کے بغیر قافلہ میں شامل ہوسکتی ہے کیونکہ قافلہ میں بہت سی خواتین کی موجودگی فتنے کیا ندیشہ کو کم کردیتی ہے، لہذا عورت پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیور بن سکتی ہے بشرطیکہ وہ پردہ کا

پورا اہتمام کرے۔''عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری'' میں ہے:

''**وقال الشافعی: لا یشترط المحرم، بل یشترط الأمن علی نفسها حتی إذا کانت آمنة مطمئنة فلها أن تسیر وحدها فی جملة القافلة**''(عمدۃ القاری ۲۲۰/۱۰)(اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں: محرم کی شرط نہیں ہے بلکہ اپنے نفس پر مامون ہونے کی شرط ہے یہاں تک کہ جب وہ مامون ہو مطمئن ہو تو اسے اختیار ہے کہ وہ جملہ قافلہ کے ساتھ تنہا چلے)۔

شرح النووی علی مسلم میں ہے:''**قال عطاء و سعید بن جبیر و بن سیرین و مالک والأوزاعی والشافعی فی المشهور عنه لا یشترط المحرم، بل یشترط الأمن علی نفسها قال أصحابنا یحصل الأمن بزوج أو محرم أو نسوة ثقات ولا یلزمها الحج عندنا، إلا بأحد هذه الاشیاء، فلو وجدت إمرأة واحدة ثقة لم یلزمها لکن یجوز لها الحج معها هذا هو الصحیح، وقال بعض أصحابنا: یلزمها بوجود نسوة أو إمرأة واحدة، وقد یکثر الأمن ولا تحتاج إلی أحد، بل تسیر وحدها فی جملة القافلة و تکون آمنة**''(شرح النووی علی مسلم ۱۰۴/۹)

(عطاءؒ، سعید بن جبیر، ابن سیرین، امام مالک، امام اوزاعی اور امام شافعی کے مشہور قول کے مطابق سفر میں محرم کی شرط نہیں ہے، بلکہ عورت کے اپنے نفس پر مامون ہونے کی شرط ہے۔ ہمارے اصحاب فرماتے ہیں امن شوہر، محرم یا قابل اعتماد عورتوں کے ذریعے حاصل ہو جائے گا۔ ہمارے نزدیک اس پر حج لازم نہیں ہوگا، مگر ان تینوں افراد میں سے کسی ایک کے ذریعے، چنانچہ اگر عورت ایک ہی قابلِ اعتماد عورت کو پائے تو اس پر حج لازم نہیں ہوگا، لیکن اس عورت کے ساتھ حج کرنا اس کے لئے جائز ہوگا یہی صحیح ہے۔ ہمارے بعض اصحاب کہتے ہیں چند عورتوں یا ایک عورت کی موجودگی میں اس پر حج لازم ہوگا بسا اوقات امن وسلامتی بہت زیادہ ہوتی ہے اور عورت کو کسی کی حاجت نہیں ہوتی، بلکہ وہ تن تنہا پورے قافلہ کے ساتھ چلتی ہے اور وہ مامون ومحفوظ ہوتی ہے)۔

''الموسوعۃ الفقھیہ کویتیہ'' میں ہے:''**وقال المالکیة: إذا لم تجد المرأة محرما ولا زوجا تخرج معه أو امتنعا من الخروج معها جاز أن تخرج للسفر الواجب مع رفقة مأمونة وقالوا: والرفقة المأمونة رجال صالحون أو نساء صالحات وأولیٰ إن إجتمعا**''(الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ ۳۰۰/۲۲)(اور مالکیہ کہتے ہیں: جب عورت کو محرم یا شوہر ساتھ سفر کرنے کے لیے میسر نہ ہو یا یہ لوگ اس کے ساتھ سفر کرنے کے لیے آمادہ نہ ہوں تو وہ ایسے ساتھیوں کے ساتھ سفر کر سکتی ہے جو قابل اطمینان ہوں اور قابل اطمینان ساتھی نیک مرد اور نیک عورتیں ہیں اور بہتر یہ ہے کہ مرد وعورت دونوں ساتھ ہوں)۔

فقہاء لکھتے ہیں:"**أما القوافل العظيمة كالبلاد، فيجوز فيهاسفرها دون نساء أو محارم**"(الموسوعۃ الفقہیۃ ۳۰۰/۲۲)(رہے بڑے قافلیتو یہ شہروں کی طرح ہیں،لہٰذااس میں بغیرخواتین ومحارم کےعورت کا سفر جائز ہوگا)۔

''مواہب الجلیل فی شرح مختصر خلیل'' میں ہے:"**إنما تخرج مع الرفقة المأمونة عند عدم الزوج والمحرم أو امتناعهما**"(مواھب الجلیل فی شرح مختصر خلیل ۵۲۲/۲)(شوہراورمحرم کی عدم موجودگی یاان دونوں کے آمادہ نہ ہونے کی صورت میں عورت قابل اطمینان ساتھیوں کے ساتھ نکلے گی)۔

خواتین کے لیے پائلٹ کی ملازمت:

سوال میں مذکور ہے کہ فلائٹ میں سیکوریٹی بہت زیادہ ہوتی ہےلیکن پائلٹ کے کیبن میں اجنبی مرد کے ساتھ خلوت کا امکان ہے اس لیےمسلمان خواتین کے لیے پائلٹ کی ملازمت جائزنہیں، چنانچہ ایک حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے اجنبی عورت کے ساتھ خلوت اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے۔

"**عن إبن عباس أنه سمع النبى ﷺ يقول: لا يخلون رجل بامرأة**" (السنن الکبریٰ للنسائی حدیث نمبر ۹۱۷۴)(حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہےفرماتے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کوفرماتے ہوئے سنا کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ خلوت اختیار نہ کرے)۔

ایک حدیث میں ہے:"**عن إبن عمر قال خطبنا عمر بالجابية، فقال يأيهاالناس إنى قمت فيكم كمقام رسول الله ﷺ فينا فقال: أوصيكم بأصحابى ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم ثم يفشو الكذب حتى يحلف الرجل ولا يستحلف ويشهد الشاهد ولا يستشهد ألا لا يخلون رجل بإمرأة، إلا كان ثالثهما الشيطان الحديث**"(سنن الترمذی حدیث نمبر ۲۱۶۵)(حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہےفرماتے ہیں کہ عمرؓ نے جابیہ کے مقام پر ہم سے خطاب کیا پھرفرمایا:اےلوگو!میں تمہارے درمیان کھڑا ہوں اس طرح جس طرح نبی اکرم ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوتے تھےآپ نے ارشادفرمایا میں تمہیں اپنے ساتھیوں کے بارے میں وصیت کرتا ہوں پھر ان کے بعدآنے والوں کے بارےمں پھران کے بعدآنے والوں کے بارے میں اس کے بعدجھوٹ عام ہوجائے گا، یہاں تک کہ ایک آدمی قسم کھائے گا حالانکہ اس سےقسم نہیں لی گئی ہوگی ایک گواہ گواہی دے گا،حالانکہ اس سے گواہی طلب نہیں کی گئی ہوگی خبردارکوئی شخص کسی عورت کے ساتھ تنہا نہ رہے،ورنہ ان کے ساتھ تیسرا شیطان ہوگا)۔

درمختار میں ہے:"**الخلوة بالأجنبية حرام**"(الدرالمختار علی ردالمحتار ۵۲۹/۹)(اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی اختیار کرنا حرام ہے)۔

خواتین کے لیے ٹرین کے ڈرائیور کی ملازمت:

ٹرین کی ڈرائیور انجن کے کیبن میں بیٹھتی ہے جہاں صرف دو تین لوگوں کے بیٹھنے کی جگہ ہوتی ہے اس طرح خاتون بغیر شوہر، محرم یا قافلہ کے سفر کرتی ہے جبکہ عورت کے سفر کے لیے تینوں میں سے کسی ایک کا ہونا ضروری ہے ایک حدیث میں ہے:"**عن إبن عمرؓ أن النبی ﷺ قال: لا تسافر المرأة ثلاثة أيّام، إلا مع ذی محرم**" (صحیح البخاری، حدیث نمبر ۱۰۸۶)(حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا عورت تین دن کا سفر نہ کرے مگر یہ کہ اس کے ساتھ محرم رشتے دار ہو)۔

ایک دوسری حدیث میں ہے:"**لا تسافر المرأة سفرا يكون ثلاثة أيّام فصاعدا، إلا مع أبيها أو ابنها أو أخيها أو زوجها أو ذی محرم**"(صحیح بن حبان حدیث نمبر ۲۷۱۹)(کوئی عورت تین دن یا اس سے زائد کا سفر نہ کرے مگر یہ کہ اس کے ساتھ اس کا باپ، بیٹا، بھائی، شوہر یا محرم رشتے دار ہو)۔

اس بات کا بھی امکان ہے کہ کیبن میں خاتون ڈرائیور کے ساتھ کوئی مرد بھی ہو جب کہ اجنبی عورت ے ساتھ خلوت مکروہ تحریمی ہے۔

چنانچہ" فتاویٰ بزازیہ" میں ہے:"**الخلوة بالأجنبية يكره تحريما**"(فتاویٰ بزازیہ علی الہندیۃ ۳۷۱/۶)(اجنبی عورت کے ساتھ خلوت مکروہ تحریمی ہے)۔

خواتین کے لیے ٹی ٹی کی ملازمت:

بطور تمہید اس بت کو سمجھ لینا چاہیے کہ جس طرح مرد کو کمائی کا حق ہے بالکل اسی طرح عورت کو بھی کمائی کرنے کا حق حاصل ہے بشرطیکہ وہ شرعی احکامات کی رعایت کرے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:"**للرجال نصيب مما اكتسبوا وللنساء نصيب مما اكتسبن**"(سورۃ النساء:۳۲)(مردوں نے جو کمائی کی ہے وہ ان کا حصہ ہے اور عورتوں نے جو کمائی کی ہے وہ ان کا ہے)۔

کسبِ معاش کا ایک ذریعہ تجارت ہے۔قرن اوّل میں خواتین کے تجارت کرنے کا بھی ذکر ملتا ہے۔

"**عن الربيع بنت معوذ قال: دخلت فی نسوة من الأنصار على أسماء بنت مخرمة أم أبی جهل فی خلافة عمر بن الخطابؓ وكان ابنها عياش بن عبد الله بن أبی ربيعة يبعث إليها من اليمن بعطر فكانت تبيعه**" (موسوعۃ حیاۃ الصحابیات لمحمد بن سعید مبیض ۵۱/۱ بحوالہ خواتین کی ملازمت شریعت اسلامی کی روشنی میں، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی ص:۱۰)(حضرت ربیع بنت معوذ سے مروی ہے کہ میں کچھ انصاری خواتین کے ساتھ حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں

ابوجہل کی ماں اسماء بنت مخرمہ کے پاس گئی ان کے بیٹے عیاش بن عبداللہ بن ربیعہ ان کے پاس یمن سے عطر بھیجا کرتے تھے اور وہ اسے فروخت کیا کرتی تھیں)۔

نسل انسانی کے آغاز ہی سے زراعت ایک اہم پیشہ رہا ہے۔عہد نبوی میں خواتین کا زراعتی کاموں میں شرکت کرنا بھی ثابت ہے، چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہ سے مروی ہے:

"**أن النبی ﷺ دخل علی أم مبشر الأنصاریة فی نخل لها۔۔۔فقال: لا یغرس مسلم غرسا ولا یزرع زرعا، فیأکل منه إنسان ولا دابة ولا شیء، إلا کانت له صدقة**" (صحیح مسلم حدیث نمبر ۳۹۶۹)۔

(نبی ﷺ حضرت ام مبشر انصاریہؓ کے یہاں ان کے کھجور کے باغ میں تشریف لے گئے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی مسلمان جو درخت لگاتا ہے یا کھیتی کرتا ہے، پھر اس میں سے کوئی انسان، چوپایہ یا کوئی اور چیز کھالے تو یہ اس کے لیے صدقہ ہے)۔

عہد نبوی میں خواتین کے زراعتی کاموں میں شریک ہونے سے متعلق ایک حدیث میں ہے:

"**عن جابر قال: طلقت خالته فأرادت أن تخرج إلی نخل لها فلقیت رجلاً فنهاها فجاء رسول الله ﷺ فقال: اخرجی فجدی نخلک لعلک أن تصدقی و تفعلی معروفاً**" (سنن النسائی حدیث نمبر: ۳۵۵۰) (حضرت جابرؓ سے مروی ہے فرماتے ہیں ان کی خالہ کو طلاق ہوگئی پس انہوں نے ارادہ کیا کہ اپنے کھجور کے باغ کی طرف نکلیں چنانچہ ان کی ملاقات ایک شخص سے ہوئی تو اس نے ان کو منع کیا پھر وہ اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آئیں آپ ﷺ نے فرمایا تو نکل اور اپنے باغ میں سے پھل کاٹ، ممکن ہے تو صدقہ کرے اور نیکی کا کام کرے)۔

گلہ بانی کسب معاش کا ایک اہم ذریعہ ہے۔اللہ کے رسول ﷺ کے زمانے میں عام طور پر خواتین اس کام میں مردوں کا تعاون کرتی تھیں اور بعض اوقات مویشی چرانے کا بھی کام کرتی تھیں، چنانچہ حضرت سعد بن معاذؓ سے روایت ہے:

"**أن جاریة لکعب بن مالک کانت ترعی غنما بسلع فأصیبت شاة منها فأدرکتها فذبحتهابحجر فسئل النبی ﷺ فقال: کلوها**" (صحیح البخاری حدیث نمبر ۵۵۰۵)

(حضرت کعب بن مالکؓ کی باندی سلع (نامی مقام) پر بکریاں چرایا کرتی تھیں۔ان میں سے ایک بکری جانور کا شکار بن گئی انہوں نے اسے زندہ حالت میں پالیا، چنانچہ پتھر کی مدد سے اسے ذبح کیا پھر حضور ﷺ سے دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسے کھاؤ)۔

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں بسا اوقات خواتین فوجی خدمات میں حصہ لیا کرتی تھیں۔ایک حدیث میں حضرت ام عطیہؓ سے مروی ہے:

"**غزوت مع رسول الله ﷺ سبع غزوات أخلفهم فی رحالهم فأصنع لهم الطعام و أداوی الجرحیٰ و أقوم علی المرضیٰ**" (صحیح مسلم حدیث نمبر ۴۶۹۰)

(میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سات جنگوں میں شرکت کی ہے میں اپنے کجاؤوں میں ان کے پیچھے رہتی تھی، ان کے لیے کھانے بناتی تھی، زخمیوں کا علاج اور بیماروں کی تیمارداری کرتی تھی)۔

کسب معاش کا ایک ذریعہ صنعت اور دستکاری بھی ہے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں بعض خواتین اس ذریعہ معاش کو بھی استعمال کیا کرتی تھیں ایسی ہی خواتین میں حضرت عبداللہ بن مسعود کی زوجہ حضرت زینت رضی اللہ عنہا تھیں۔

"**فقالت: یا رسول الله إنی إمرأة ذات صنعة أبیع منها ولیس لی ولا لولدی ولا لزوجی نفقة غیرها وقد شغلونی عن الصدقة ما استطیع أن أتصدق بشئی فهل لی من أجر فیما أنفقت؟ قال: فقال لها رسول الله ﷺ: أنفقی علیهم، فإن لک فی ذلک أجر ما أنفقت علیهم**" (مسند احمد حدیث نمبر ۱۶۰۸۶)

(انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں ایک کاری گری سے واقف عورت ہوں میں اس میں سے فروخت کرتی ہوں، میرے، میرے بچے اور میرے شوہر کے لیے اخراجات کا صرف یہی ایک ذریعہ ہے ان مصارف کی وجہ سے میں کچھ صدقہ نہیں کر پاتی تو کیا میرے لیے ان پر خرچ کرنے میں کوئی اجر ہے؟ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تم ان پر خرچ کرتی رہو تمہارے لیے اس میں تمہارے خرچ کرنے کا اجر ہے)

حدود وقصاص کے علاوہ دوسرے مقدمات میں خواتین قاضی اور جج بھی بن سکتی ہیں، چنانچہ درمختار میں ہے:

"**والمرأة تقضی فی غیر حدو قود**" (الدر المختار علی رد المحتار ۸/۱۴۲)

مندرجہ بالا آیات، احادیث، روایات وعبارت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ عورت ٹی ٹی کی ملازمت بھی کر سکتی ہے البتہ درج ذیل شرائط کی رعایت ضروری ہے۔

(۱) ولی یا شوہر کی اجازت شامل ہو سوائے اس کے کہ ولی یا شوہر نفقہ نہ دیتا ہو اور اس کے لیے خود کسب معاش کے سوا کوئی چارہ نہ ہو، (۲) شرعی پردہ کی مکمل رعایت ہو، (۳) لباس مردوں کے لیے باعث کشش نہ ہو، (۴) خوشبو کے استعمال سے پرہیز ہو، (۵) مردوں سے اختلاط بالکل نہ ہو، (۶) اجنبی مرد کے ساتھ تنہائی کی نوبت نہ آئے، (۷) شوہر اور بچوں کے حقوق سے بے اعتنائی نہ ہو۔

خواتین کے لیے ٹی ٹی کی ملازمت میں اشکال ہو سکتا ہے کہ اس صورت میں عورت کو بلا محرم یا شوہر کے سفر کرنا ہوگا لیکن خود سوال میں مذکور ہے کہ ٹرین میں ٹی ٹی کی حفاظت کے لیے سیکوریٹی گارڈ بھی ہوتے ہیں جو عموماً مسلح ہوتے ہیں اس

لیے عورت ٹی ٹی کے طور پر فرائض انجام دے سکتی ہے، کیونکہ فقہا نے لکھا ہے کہ سفر میں اصل چیز سیکوریٹی ہے، اگر سیکوریٹی ہو تو عورت بلا شوہر یا محرم کے بھی سفر کر سکتی ہے۔ ٹرین میں خاتون ٹی ٹی کے ساتھ قابل اطمینان خواتین اور مرد بھی ہوتے ہیں چنانچہ ''الموسوعۃ الفقھیہ'' میں ہے:

"والحق المالكية بالحج سفرها الواجب فيجوزلها أن تسافر مع الرفقة المأمونة من النساء الثقات فى كل سفر يجب عليها قال الباجى: و لعل هذا الذى ذكره بعض أصحابنا: إنما هو فى الإنفراد والعدد اليسير، و أما فى القوافل العظيمة والطرق المشتركة العامرة المأمونة فإنهاعندى مثل البلاد التى يكون فيها الأسواق والتجار، فإن الأمن يحصل لها دون ذى محرم، ولا امرأة قد روى هذا عن الأوزاعى قال الحطاب: وذكره الزناتى فى شرح الرسالة على أنه المذهب فيقيد به كلام غيره" (الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ ۲۵/۳۸)۔

(مالکیہ نے حج کے ساتھ اس کے واجب سفر کو بھی شامل کیا ہے چنانچہ اس کے لیے جائز ہے کہ ثقہ عورتوں کی قابل اعتماد جماعت کے ساتھ اپنا ہر وہ سفر کرے جو اس پر واجب ہے۔ باجیؒ نے کہا ہے:

غالباً یہ مسئلہ جو ہمارے اصحاب نے ذکر کیا ہے تنہا یا چند معمولی افراد کے بارے میں ہے، ورنہ بڑے بڑے قافلوں اور محفوظ، آباد اور مشترک راستوں میں سفر کرنا میرے نزدیک ان بڑے شہروں کی طرح ہے جن میں بازار اور تاجر ہوں کہ عورت کو اس صورت میں محرم یا کسی عورت کے بغیر بھی امن حاصل ہوگا۔ یہ امام اوزاعیؒ سے منقول ہے حطابؒ کہتے ہیں کہ زناتی نے ''شرح الرسالۃ'' میں لکھا ہے کہ یہی راجح مذہب ہے، لہٰذا دوسرے لوگوں کے کلام میں اس قید کا لحاظ رکھا جائے گا)۔

خواتین کے لیے اسٹیشن اور ایئرپورٹ پر ٹکٹ جاری کرنے کی ملازمت:

خواتین کے لیے ریلوے اسٹیشن اور ائیرپورٹ پر ٹکٹ جاری کرنے کی ملازمت شرعاً جائز ہے بشرطیکہ وہ جواب نمبر ۶ میں مذکور حدود و قیود کی پابند کریں۔ اگر وہ ان حدود و قیود کی رعایت کرتے ہوئے ریلوے اسٹیشن اور ایئرپورٹ پر ٹکٹ جاری کرنے کی ملازمت کرتی ہیں تو شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں اور اس کے ناجائز ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ بوقتِ ضرورت خواتین کی ملازمت کے سلسلے میں مولانا خالد سیف اللہ رحمانی نے اپنی کتاب میں بہت تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ ایک مقام پر تحریر کرتے ہیں:

''غرض کہ جو کام مردوں کے لیے جائز ہے اگر قرآن وحدیث میں عورتوں کو ان سے منع نہ کیا گیا ہو تو عورتوں کے لیے شرعی حدود و قیود کے ساتھ انہیں انجام دینا جائز ہے، اس لیے فقہاء نے اکثر معاملات، جیسے خرید و فروخت، اجارہ،

وکالت، مزارعت، (بٹائی پر کاشت کاری) وغیرہ کے لیے مرد ہونے کی شرط نہیں لگائی ہے۔ یہ گویا اس بات کی صراحت ہے کہ عورتیں بھی ان کاموں کو کرسکتی ہیں' (خواتین کی ملازمت شریعت اسلامی کی روشنی میں ص:۱۰)۔

ریلوے اسٹیشن پر ٹکٹ کاٹنے اور ایئر پورٹ پر ٹکٹ جاری کرنے کی ملازمت اجارہ میں داخل ہے۔ کسب وکمائی کی دیگر اقسام کی طرح اجارہ بھی شرعاً جائز ہے، لہٰذا مسلم خواتین بھی ریلوے اسٹیشن پر ٹکٹ کاٹنے اور ایئر پورٹ پر ٹکٹ جاری کرنے کی ملازمت کرسکتی ہیں۔ درمختار میں ہے:

"**كل أنواع الكسب في الإباحة سواء**" (الدرالمختار علی ردالمحتار ۴۶/۱۰) (مباح ہونے میں کسب کی تمام اقسام برابر ہیں)۔

اس عبارت کے تحت علامہ شامیؒ لکھتے ہیں: "**فالمراد من قولهم كل أنواع الكسب في الإباحة سواء أنها بعد، إن لم تكن بطريق محظور لا يذم بعضها، و إن كان بعضها أفضل من بعض**" (ردالمحتار ۴۶/۱۰) (ان کے قول کی مراد یہ ہے کہ مباح ہونے میں تمام اقسام برابر ہیں۔ اگر وہ ممنوع طریقہ سے نہ ہوں تو ان میں سے کسی کی مذمت نہ کی جائے گی، اگرچہ ان میں سے بعض بعض سے افضل ہیں)۔

☆☆☆

خواتین کی بس، لاری اور سواری گاڑیوں کی ڈرائیونگ

مولانا معراج الدین قاسمی☆

عورتوں کے احکام سے متعلق شریعتِ مطہرہ کا مزاج:

شریعتِ مطہرہ نے عورتوں کے تعلق سے جو احکام متعین کیے ہیں ان میں اگر ہم غور کریں تو یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ شریعت عورتوں کے تعلق سے اس سلسلے میں حساس ہے کہ وہ گھروں کو چھوڑ کر گھروں سے باہر اس انداز سے مشغولیت رکھیں جس سے ان کے گھریلو معاملات متاثر ہوں، یہی وجہ ہے کہ عورتوں کے کندوں پر نفقات کا بوجھ نہیں ڈالا گیا اس معاملے میں مرد کو'' قوام'' قرار دیا ہے:

''اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَافَضَّلَ اللهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَاانْفَقُوْامِنْ اَمْوَالِهِمْ'' (سورۂ نساء:۳۴)(مرد عورتوں کے نگراں ہیں؛ کیونکہ اللہ نے ان میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اور کیوں کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کیے ہیں)، شوہروں کے کندھوں پر عورتوں کے نفقے اور سکونت کا بوجھ رکھا گیا:''اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ ''(سورۂ طلاق:٦)(ان عورتوں کو مکان دو جہاں تم رہتے ہو اپنی وسعت کے مطابق)،'' وَالْيُنْفِقْ ذُوْسَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ''(سورۂ طلاق:۷)(اور وسعت والا اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرے)۔عورتوں کو شوہروں کے لیے ان کی عدمِ موجودگی میں امین قرار دیا گیا، بلکہ اگر دیکھا جائے تو عورت کا صلاح وتقوی اس سے وابستہ ہے،'' فَالصّٰلِحَاتُ قَانِتَاتٌ حَافِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَاحَفِظَ اللهُ''(سورۂ نساء:۳۴)(چنانچہ نیک عورتیں فرماں بردار ہوتی ہیں، مرد کی غیر موجودگی میں اللہ کی دی ہوئی حفاظت سے (اس کے حقوق کی) حفاظت کرتی ہیں)۔عدت کی حالت میں عورتوں پر گھروں میں ہی رکا رہنا ایک واجب امر ہے،''لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّآ أَنْ يَّأْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ''(سورۂ طلاق:۱)(نہ نکالو تم ان کو ان کے گھروں سے (جس میں وہ رہتی تھیں) اور وہ عورتیں خود بھی نہ نکلیں، مگر جو کھلی ہوئی بے حیائی کر لیں)۔

احادیث میں بھی اس مزاج کا واضح تذکرہ ہے: مشہور حدیث میں ہے:''وَالمرأة فی بیت زوجها راعية

☆ مدرس جامعہ مرکز المعارف بٹھنڈی جموں کشمیر۔

ومسئولة عن رعيتها" (متفق علیہ)۔

حضرت علی وحضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کے بارے میں بھی اسی مزاج کی رعایت کے مطابق یہ فیصلہ صادر فرمایا تھا کہ حضرت علی گھر کے باہر کے کاموں کو انجام دیں گے اور حضرت فاطمہ گھریلو کاموں کو۔ حضرت اسماء سے یہ بات صحت کے ساتھ ثابت ہے کہ وہ حضرت زبیرؓ کی گھر کی تمام خدمات انجام دیتی تھیں، حتی کہ ان کے گھوڑے کے چارے تک کا انتظام کرتی تھیں (بخاری)، خیر یہ موضوع تفصیلی ہے یہاں صرف اتنی وضاحت مقصود ہے کہ شریعت کا مزاج عورتوں کے تعلق سے یہ ہے کہ اس کی توجہ گھریلو امور پر زیادہ سے زیادہ مرکوز رہے۔

عورتوں کو گھروں میں رہنے کا تاکیدی حکم:

قرآن کریم میں عورتوں کو اس بات کا تاکیدی حکم دیا گیا کہ وہ گھروں میں رہ کر ہی کلام اللہ کی تلاوت کریں: "وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللهِ وَالْحِكْمَةِ" (سورۂ احزاب: ۳۴) (بناؤ سنگار کر کے گھر سے نکلنے کو امر جاہلیت سے تعبیر کیا گیا)، "ولا تبرجن تبرج الجاهلية الأولى" (سورۂ احزاب: ۳۳)، اور اگر گھر سے نکلیں بھی تو پھر مکمل پردے کا حکم دیا گیا: "يايها النبى قل لأزواجک وبنتک ونساء المؤمنين يدنين عليهن من جلابيبهن ذلک ادنى أن يعرفن فلا يؤذين" (سورۂ احزاب: ۵۹)۔ اس آیت سے یہ بات واضح ہوئی کہ عورت کے لیے حجاب کے مسئلے میں جہاں بہت سے فوائد ہیں وہاں یہ بھی ہے کہ اس سے ایمان والی عورتیں ایذا و تکلیف کا سامنا کرنے سے بچ جائیں گی۔ یہاں پر اس مسئلے پر مکمل روشنی ڈالنا مقصود نہیں صرف اتنی وضاحت مقصود ہے کہ عورتوں کو گھروں میں رہنے کا تاکیدی حکم ہے۔

عورتوں کی ڈرائیونگ میں مفاسد:

۱- عورتوں کی عمومی ڈرائیونگ میں ایک بڑا مفسدہ یہ ہے کہ اس سے عورتوں میں باہر گھومنے پھرنے کا مزاج بن جاتا ہے، اور یہ مفسدہ تجربات سے ثابت ہے؛ کیوں جب گاڑی عورت کے زیرِ تصرف ہوگی تو وہ ضرورت و بلاضرورت گھر سے باہر نکلے گی اور پھر جہاں چاہے گی وہاں جائے گی، جہاں چاہے گی رکے گی اور جب چاہے گی سیر و تفریح کے لیے نکلے گی اور یہ بات شریعت کی روح کے خلاف ہے: جیسا کہ "وقرن فى بيوتكن" (سورۂ احزاب: ۳۳) سے واضح ہے، جب کہ گاڑی کی ڈرائیونگ کی سہولت نہ ہونے کی صورت میں ان تمام مفاسد سے بڑی حد تک رکا جا سکتا ہے مزید احادیث مبارکہ میں بھی اس امر کو ملحوظ رکھا گیا ہے: "إن المرأة عورة إذا خرجت استشرفها الشيطان" (جب عورت گھر سے باہر نکلتی ہے تو شیطان اسے جھانکتا ہے)۔ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کا فرمان ہے: "لو أدرک رسول الله ﷺ ما أحدث النساء

لمنعهن، كما منعت نساء بنی اسرائیل"۔

"وعن حمزة بن أبی أسید الأنصاری عن أبیه أنه سمع رسول الله ﷺ یقول للنساء: وقد اختلطن بالرجال فی الطریق: استأخرن، فإنه لیس لكن أن تحققن الطریق،علیكن بحافات الطرق فكانت المرأة تلصق بالجدار من لصوقها به"۔

۲-جب عورت بکثرت گھر سے باہر نکلے گی تو وہ بکثرت مردوں کی نظروں میں آئے گی اگر چہ وہ پاکدامن ہی کیوں نہ ہو، بار بار گاڑی سے اترنے اور چڑھنے کی وجہ سے پاکدامن عورتیں بھی فتنوں کی زد میں آجائیں گی، **" وھذا لایخفی فی زماننا ھذا"۔**

۳-عورتوں کو عام ڈرائیونگ کی اجازت سے ان میں گھر سے ایسے اوقات میں بھی باہر نکلنے کا رجحان بڑھ جائے گا جن اوقات میں شوہروں کو ان کی ضرورت ہوگی، اس سے گھریلو جھگڑے بڑھیں گے، جب کہ شادی شدہ عورت گھر سے نکلنے کے لیے شوہر کی اجازت کی محتاج ہے: **"وقد روی ابن عمرؓ :قال رایت امرأة اتت إلی النبی ﷺ وقالت: یارسول الله! ما حق الزوج علی زوجته؟ قال: حقه علیها أن لا تخرج من بیتها، إلا بإذنه، فان فعلت لعنها الله وملائكة الرحمة وملائكة الغضب حتی تتوب أو ترجع"**،اس میں یہ حکمت بھی ہے کہ عورت پر شوہر کا حق واجب ہے چنانچہ جو چیز عورت پر واجب نہیں اس کے ذریعہ اس واجب کو ترک نہیں کیا جاسکتا۔

۴-دور حاضر کے بڑھتے فتنوں کے پیشِ نظر بھی یہ فساد کئی فسادوں کی جڑ بن سکتا ہے، ایسے واقعات بکثرت پائے جاتے ہیں کہ اختلاط کے باعث غیروں سے تعلق بڑھ جاتا ہے۔

۵-اس صورت میں بیوی اور شوہر کے درمیان شکوک کا دروازہ بھی کھل سکتا ہے۔

۶-گھروں سے باہر رہنے والی عورتیں عموماً دین داروں کی نظروں سے گر جاتی ہیں، اور نیک لوگوں کو ایسی عورتوں سے -اگر چہ شک کی گنجائش بھی نہ ہو- رغبت نہیں رہتی، اس سے دینی معاشرے میں عورت کے وقار اور حیا میں فرق آجاتا ہے، اور نیک شوہر بھی ایسی عورت سے تنگ آجاتا ہے، چنانچہ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ جن ممالک میں اسلامی معاشرے میں عورتوں کا مزاج گھر سے اس طرح باہر نکلنے کا ہے وہاں شرح طلاق بڑھی ہوئی ہے۔

۷-عموماً جن عورتوں میں گھروں سے باہر نکلنے کا مزاج ہوتا ہے وہ ان عورتوں کے بالمقابل شوہروں پر زیادہ جری ہوتی ہیں، جو گھروں میں ہی رہتی ہیں، باہر نکلنے والی عورتوں کے مزاج سے عموماً انوثیت کا مادہ ختم ہوجاتا ہے اور مردانہ مزاج ان میں دکھنے لگتا ہے۔

۸-یہ تجربہ بھی روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ ڈرائیونگ کی صورت میں ہر وقت پردہ کرنا بڑی ہی مشقت کا کام ہے، اور بسا اوقات یہ ڈرائیونگ میں کلفت کا سبب بن جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ جہاں عورتوں کو ڈرائیونگ کی حکومتی اجازت ہے وہاں بعض حالات میں پردہ سے بھی منع کیا جاتا ہے۔ **وفیه خطورة عظیمة**۔

۱۰-ڈرائیونگ کی حالت میں بارہا غیر مردوں سے تفتیشی جگہوں اور پارکنگ کی جگہوں میں باتیں کرنی پڑتی ہیں اور پھر جب گاڑی ورک شاپ میں لے جانے کی ضرورت پڑے گی تو ظاہر ہے وہاں مردوں کی اعانت ہی چاہئے، اس سے فتنہ دوبالا ہوجاتا ہے۔

۱۱-تنہا ڈرائیونگ کی صورت میں عورتوں کے لیے خطرات بہت بڑھ جاتے ہیں جب کہ آئے دن ایسے واقعات رونما ہورہے ہیں کہ محرم کے ہوتے ہوئے بھی عورتوں پر حملے ہوتے ہیں یہ تو تنہائی کی صورت ہے اس میں کیا کچھ نہیں ہوسکتا، مغربیت زدہ طبقے میں عورتوں کی ان حالات کو دیکھا جاسکتا ہے، جہاں نکاح ناپید ہوتا جارہا ہے اور شادی شدہ جوڑوں میں شرحِ طلاق بڑھ کر ۹۵ فیصد تک پہنچ چکا ہے۔

۱۲-عورتوں کی ڈرائیونگ کی عمومی اجازت میں ان کے بے پردہ اور بری صفات والی عورتوں سے اختلاط بھی بڑھ جاتا ہے جس سے فتنوں کا بہت بڑا دروازہ کھلتا ہے۔

۱۳-عورتوں کو اگر ڈرائیونگ کی عمومی اجازت مل جائے تو اس میں یہ مفسدہ بھی ہے-اور یہ امر مشاہد بھی ہے-کہ شوہر پھر عام حالات میں بہت سے کاموں میں عورت پر ہی اعتماد کرکے بیٹھ جائے گا، مثلاً پھر عورت خود ہی بچوں کو اسکول چھوڑنے جائے گی، نیز رشتے داروں کی زیارت کے لیے، گھریلو سامان خریدنے جیسے تمام امور عورت خود انجام دے گی، اس سے عورتوں پر گھریلو کاموں کے بوجھ کا اندازہ بھی لگایا جاسکتا ہے۔

۱۴-اس میں مردوں کا بھی نقصان ہے؛ کیوں کہ اس صورت میں مرد کا وزن عورت کی نظروں میں نہیں رہے گا اور اولاد پر باپ کی تربیت بھی متاثر ہوجائے گی، ان کا اعتماد صرف ماں پر ہوگا، غیرت برقرار نہیں رہے گی، جب کہ مرد ''قوام'' ہے، جب یہ امور مرد کے ذمے ہوں گے تو اس کی قوامیت کا اثر برقرار نہیں رہے گا:'' **الرجال قوامون علی النساء بمافضل الله بعضهم علی بعض**''(سورۂ نساء: ۳۴)۔

۱۵-موجودہ دور میں یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں کہ جو عورتیں ملازمت پیشہ ہیں وہ عموماً گھریلو کاموں کو وقت نہیں دے پاتیں پھر اگر ان کے ہاتھوں میں گاڑی بھی تھمادی جائے تو اس سے مزید فتنہ بڑھ جائے گا۔ مزید اس زمانے میں یوں بھی مغربیت زدہ طبقہ یہی چاہتا ہے کہ کسی طرح عورتوں کو گھروں سے باہر نکال کر مغرب کے شانہ بشانہ رہنے کی کوشش کی

جائے،غرض یہ کہ یہ ''اتباعا للھوی'' ہے نہ کہ'' حاجۃ ضروریہ'' کی بنیاد پر۔ نیز ایکسیڈنٹ حادثات،گاڑیوں کا ٹکرا جانا وغیرہ یہ اب عام معمول بن گیا ہے تو جو عورت اپنے جسم کی حد تک بھی کمزو ہے وہ گاڑیوں کا کنٹرول ایسے حالات میں کہاں رکھ سکتی ہے۔

(الف) خلاصہ یہ کہ ڈرائیونگ کی عمومی اجازت سے بہت سے شرور کا دروازہ کھل جاتا ہے جیسے: گھریلو نظم ونسق کا بکھر جانا،بغیر محرم کے سفر کا رجحان،اجنبیوں سے خلوت کے مواقع،زنانہ صفات سے عاری ہونا،اور اصول یہ ہے کہ:

" إن الوسيلة أو الذريعة تكون محرمة إذا كان المقصد محرما، وتكون الواجبة إذا كان المقصد واجبا" (المسائل المھمۃ فیما ابتلیت بہ الملۃ۔بحوالہ:المقاصد الشر المقاصد الشرعیۃ:۴۶)۔

نیز ارشادِ خداوندی ہے: **"يا ايها الذين آمنوا لاتتبعوا خطوات الشيطان"** (سورۂ نور:۲۱)،اور حدیث میں ہے:" **فمن اتقى الشبهات فقد استبرأ لدينه وعرضه، ومن وقع فى الشبهات وقع فى الحرام كاالراعى يرعى حول الحمى يوشك أن يقع فيه**" (مسلم:کتاب المساقاۃ،اخذ الحلال،وترک الشبہات:۱۵۹۹)۔

" درء المفاسد أولى من جلب المنفعة" (القواعد الفقھیۃ:۸۱،رقم القاعدۃ:۱۳۲)۔

(ب) تجربات سے ثابت ہے کہ جن ملکوں میں عورتوں کے ہاتھوں گاڑیاں تھمادی گئی ہے ان کا خاندانی نظم ونسق تباہ وبرباد ہوگیا ہے؛اس لیے اس تجربے سے بچا جائے اسی میں عافیت ہے۔

(ج) آج اگر اس میں نرمی برتی گئی تو یقیناً یہ عمل بہت سے مفاسد ساتھ لے کے آئے گا جن کی تلافی ناممکن ہوجائے گی؛اس لیے'' سداللذرائع''عورتوں کو ڈرائیونگ کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

اب یہ بحث رہ جاتی ہے کہ بعض جگہ پر عورتوں کی ڈرائیونگ عورتوں کی ایک بہت بڑی ضرورت بن جاتی ہے؛اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ'' ضرورت''و'' حاجت'' کے پیرایے سے بھی اس مسئلہ پر غور کیا جائے۔

مفہومِ ضرورت وحاجت:

الضرورۃ:لغۃ میں مشقت کو کہتے ہیں اور یہ ضرر سے مشتق ہے،اور ضرر ایسی مصیبت ہے جس کا مقابلہ مشکل ہو۔

اصطلاحا: ضرورت کی بہت سی تعریفات ہیں: ابوبکر جصاص رازیؒ فرماتے ہیں:"**هى خوف الضرر أو الهلاک على النفس أوبعض الأعضاء بترک الأكل**"۔

جب کہ بعض معاصرین یوں تعریف کرتے ہیں: کہ ضرورت: یہ حاجت سے بڑھ کر کسی چیز کی متقاضی ہوتی ہے،ضرورت وہ ہے جس کو بجانہ لانے سے خطرہ لاحق ہو،جیسے کہ اکراہِ ملجی،اور بھوک کے باعث ہلاکت کا خوف۔

غرض یہ کہ ہر وہ عمل جس کی مخالفت سے نفس یا اس کے مانند کسی چیز کو ایسا ضرر لاحق ہو جو ہلاکت کا باعث ہو وہ عمل ''ضرورت'' کہلائے گا۔ جب کہ ''حاجت'' ضرورت سے عام ہے، پس حاجت وہ عمل ہے جس کو بجانہ لانے سے ایسی مشکل ومشقت، تنگی ودشواری پیش آئے جو ہلاکت کا باعث نہ ہو۔

''**وعبارة بعض المعاصرين: الضرورة اشد دافعا من الحاجة، فالضرورة هى مايترتب على عصيانها خطر، كما فى الإكراه الملجى، وخشية الهلاک جوعا---إلى أن قال: وضابطها: كل ما يترتب على مخالفتها ضرر أو خطر يلحق بالنفس ونحوها قد يؤدى إلى الهلاک۔ أما الحاجة: فهى أعم من الضرورة: وهى التى يترتب على عدم الاستجابة لها ضيق وحرج، أوعسر وصعوبة لاتؤدى الى الهلاک**'' (موسوعۃ الفقہ الاسلامی وقضایاھا المعاصرۃ:۱۲/۲۱۸،۲۱۹)۔

حاجت کا ضابطہ:

حاجت کے بھی کئی ضابطے ہیں: اولا یہ کہ حکم شرعی کی مخالفت کی باعث مشقت اس درجے کی ہونی چاہئے جس کو عادتاً برداشت نہ کیا جاسکتا ہو، کہ اس مشقت کو برداشت کرنے کی صورت میں آدمی کام کرنے سے عاجز آجائے، اور آدمی حرج میں پڑ جائے۔ رہی معمول کی مشقت جس کو انسان برداشت کرسکتا ہے اس حاجت کا اعتبار نہیں ہوتا۔ نیز حاجت کی تعیین کے سلسلے میں درمیانی قسم کے انسان کا اعتبار ہوگا، اونچے درجے کے مالدار انسان کی حاجت کا اعتبار نہیں ہوگا۔ نیز حاجت تب ہی متحقق ہوگی جب کسی کام کو انجام دینا اسی عمل محضور میں منحصر ہو جائے۔

''**ومن ضوابط الحاجة: أن تكون المشقة الباعثة على مخالفة الحكم الشرعى الأصلى أو العام بالغة مرتبة المشقة غير المعتادة أو غير المحتملة عادة وهى اللتى تفسد على النفوس تصرفاتها، وتوقعها فى الحرج۔ أما المشقة المعتادة، وهى اللتى تتحملها النفوس عادة، ولا يترتب عليها الإحراج فهى مغتفرة؛لأن كل عمل عادى يحتاج النوع من المشقة:مثلا أداء الصلاة، وضبط النفس أو حبسها فى أثناء الأداء شيء محتمل، أم الاحتمال التعرض لضيق شديد أومفسدة شديدة أو أذى أوضرر فهو غير محتمل عادة**'' (انظر للمزید: موسوعۃ الفقہ الاسلامی وقضایا المعاصرۃ:۱۲/۲۱۸،۲۱۹،نقلاعن المحصول للرازی ص ۱۹۴، والمصتصفی للغزالی ۱/۱۳۹)۔

حاجت کے مندرجہ بالا ضوابط کی رو سے بھی عورت کی ڈرائیونگ اس کی حاجت نہیں، کیوں کہ سفر، یا دیگر مقاصد کی تکمیل کے لیے اس وقت ہر طرح کی سہولیات موجود ہیں، جن میں مفاسد نہیں، یا اگر ہیں تو اس سے کم ہیں۔

عورت کے سلسلے میں شریعت کے مزاج، ستر کے احکام، ڈرائیونگ کے مفاسد، اور ضرورت وحاجت کی مندرجہ بالا گزارشات کی روشنی میں ''عورت کی ڈرائیونگ'' کے تعلق سے سوالات کے فرداً فرداً جوابات پیشِ خدمت ہیں:

۱- عورت کے لیے چوں کہ بنیادی حکم یہ ہے کہ وہ گھر ہی میں رہے اسی سے وہ حجاب کے احکامات پر عمل پیرا ہوسکتی ہے، گاڑی چلانے کی صورت میں عموماً عورتیں مردوں کی نظروں میں آجاتی ہیں اور ان کی ڈرائیونگ کی ادا پسند آنے کی وجہ سے عموما نوجوان ان کی طرف مائل ہوتے ہیں جیسا کہ تفصیل سے ماقبل میں آچکا ہے؛ لہذا ضرورتِ شدیدہ کے بغیر (جو اضطراری درجے کی ہو مثلِ اکراہِ ملجی) کسی بھی قسم کی گاڑی چلانا عورت کے مزاج سے متصادم اور کراہتِ تحریمہ کے ساتھ مکروہ ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: '' **وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الأولى**'' (الاحزاب: ۳۳)۔

نیز حدیث مبارک میں ہے: ''**المرأة عورة، فإذا خرجت استشرفها الشيطان**'' (ترمذی: ابواب الرضاع عن رسول اللہ ﷺ، ۱۱۷۳)۔

نیز اس میں شوہر کے لیے شبہات کے کھلنے کے بھی دروازے ہیں، اور اجانب سے اختلاط کے اکثر مواقع بھی ہیں اور اس پر مداوات میں گھر کے کاموں میں بھی زبردست خلل واقع ہوسکتا ہے جس سے معاشرے پر انتہائی سنگین اثرات پڑتے ہیں جیسا کہ مغربی ممالک کے ماحول سے عیاں ہے۔

''**ومن واجب المرأة فی عملها عدم التورط بما يوقعها فی المشكلات، واجتناب مواضع الشبهات والبعد عن الأعمال المحرمة واختيار الأعمال الخفيفة التی لاتثقل عاتقها ولا تلغی مهمتها المنزلية فللمنزل أهمية كبرى فی بناء الرجال والأولاد والمجتمع**'' (موسوعہ الفقیۃ والقضایا المعاصرۃ: ۱۳/ ۵۹۴)۔

۲- ماقبل میں تفصیل سے آچکا ہے کہ یہ عمل عورت کے سلسلے میں شریعت کے مزاج سے متصادم، ہے اور نہ ہی اس کی ضرورت وحاجت ہے؛ بل کہ بے شمار مفاسد کا مجموعہ ہے؛ لہذا اگر اس میں کسی درجے میں ضرورت بھی محسوس ہو تو تب بھی: ''**درأ المفساد اولی من جلب المصالح**'' کے تحت اجازت نہیں ہوگی نیز شوہر ہو یا کوئی محرم مرد، عورت اس عمل میں اس کے تابع ہوتی ہے اور اصول ہے ''التابع تابع'' اسی میں عورت کے لیے خیر ہے۔ نیز نیک لوگوں کے معاشرے میں یہ عمل حیا کے بھی خلاف سمجھا جاتا ہے جیسا کہ تفصیل سے ماقبل میں آچکا ہے، چوں کہ مغربی ممالک ان تجربات سے گزر چکے ہیں، ان کے معاشرے کی تباہی اور گھریلو نظام کی تباہ کاری کے اسباب میں سے ایک اہم سبب اس طرح کی آزادی بھی ہے؛ لہذا ہمیں اس طرح کے تلخ تجربے سے حتمی طور پر بچنا ہی چاہئے۔

''**ومهما حاول الغربيون والشرقيون تصدير عاداتهم وتقاليدهم إلى البلاد الإسلامية، من**

أجل تفكيک الأسرة المسلمة وهدم كيانها، فإن من أهم دواعي الانصاف والاخلاص والصراحة ألا تنخدع المرأة المسلمة ببريق الحياة المعاصرة ومغريات الخداع فيها، والكيد للمسلمين والمسلمات، فلقد صرح قادة الشرق والغرب أنهم بسياسيتهم وتدخلهم السافر فی قضايا المسلمين يريدون انحلال المسلمين والمسلمات، والقضاء على مقدساتهم، والتخلص من قيمة العرض والحياء التی افتقدوها من قاموس حياتهم، فهم يريدون الرجال المتحللين بالسكر، والقمار، والعربدة، لا المصلين فی المساجد، ويريدون نساء كاسيات عاريات للفن من رقص وغناء وسكر، وفوضی جنسية، وعمل خارج المنزل دون أی قيود أوضوابط"(موسوعۃ الفقہیۃ والقضایا المعاصرۃ،۱۲/ ۵۹۴)۔

۳- گزشتہ صفحات میں آچکا ہے کہ ڈرائیونگ ہی عورت کی طبیعت ومزاج اور عفت و پاکدامنی سے متصادم ہے؛لہذا جب ڈرائیونگ ہی صحیح نہیں تو یہ سفر بھی صحیح نہیں ہوگا؛ بل کہ اگر ڈرائیور بھی نہ ہوتب بھی موجودہ حالات کے پیش نظر مسافتِ شرعی کا سفر بغیر محرم کے ایسی بسوں میں صحیح نہیں ہوگا؛ کیوں کہ ماضی کے مقابلے آج کا دور زیادہ خطرناک ہے خصوصاً موبائل وسوشل میڈیا کا استعمال اور دور کے لوگوں سے تعلقات کے حیران کن ذرائع ؛لہذا اس کی اجازت زہرِ قاتل سے کم نہیں۔

"وأما اشتراط الزوج او المحرم فی السفر وهو ثلاثة ايام فصاعدا فلقوله عليه الصلاة والسلام:"لايحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تسافر سفرا يكون ثلاثة أيام فصاعدا، إلا ومعها أبوها أوابنها أو زوجها أو اخوها او محرم منها"۔ رواہ مسلم وابوداؤد۔ **وقال عليه الصلاة والسلام: "لاتسافر المرأة ثلاثا إلا ومعها ذومحرم"** (رواہ مسلم،تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق:۲/ ۲۴۰،۲۴۱)۔

"عن عبد اللهؓ، عن النبی ﷺقال: "المرأة عورة، فإذا خرجت استشرفها الشيطان"(الترمذی: ابواب الرضاع عن رسول اللہ ﷺ،رقم:۱۱۷۳)۔

"عن عبد الله بن عمرؓ، عن النبی ﷺ قال: لايحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر، تسافر مسيرة ثلاث ليال، إلا ومعها ذو محرم" (الصحیح للمسلم،۴۳۳،کتاب الحج)۔

علاوہ ازیں جن علماء کے ہاں عورت محرم کے بغیر قافلے میں شامل ہوسکتی ہے ان کے ہاں ہر سفر کا یہ حکم نہیں؛ بل کہ سفرِ واجب میں اس کی گنجائش ہے جیسے حج وغیرہ کا سفر عام سفر میں ان کے ہاں بھی یہ رخصت نہیں:

"هذا ويلاحظ أن الخلاف بين الشافعية والمالكية وبين باقی الفقهاء،محصور فی سفر الفريضة، ومنه سفر الحج، فلا يقاس عليه سفر الاختيار بالإجماع، خطب النبی ﷺ فقال: لايخلون

رجل بامرأة إلا ومعها ذومحرم، ولاتسافر المرأة، إلا مع ذی محرم، فقام رجل: فقال: یارسول الله! إن امرأتی خرجت حاجة، وإنی اکتتبت فی غزوة کذا وکذا، فقال: انطلق، فحج مع إمرأتک"(موسوعۃ الفقہ الاسلامی والقضایا المعاصرۃ: ۳/ ۱۰۲)۔

۴- چونکہ یہ سفر عموماً بغیر محرم کے ہوتا ہے، اور اس میں اجنبی مرد کے ساتھ اختلاط بھی ہے اور کیمرے میں حرکات کی نگرانی کا کیا اعتبار جہاں بے پردگی کو تہذیب سمجھا جاتا ہو، پس اس نوکری کی بھی اجازت نہیں ہوگی؛ ہاں اگر شرعی امور کی رعایت مکمل ہو اور نوکری کی جو شرائط عورت کے لیے ہیں وہ موجود ہوں اور مسافتِ شرعی کے سفر میں محرم بھی ساتھ ہو تو پھر یہ نوکری جائز ہوگی؛ مگر عموماً شرائط مکمل نہیں ہو پاتی۔

"**ومن الاعمال المعیشة المشروعة ممارسة الوظائف العامة بشرط مراعاة الآداب، واحکام الشریعة، ومنها عدم الخلوة بأجنبی بحیث یغلق الباب علیهما أی یوصد ویأمن الموجود فی الداخل من دخول الناس علیه**"(موسوعۃ الفقہ الاسلامی وقضایا المعاصرۃ: ۱۲/ ۵۹۲)۔

"**ان لا یکون عملها مما یکون فیه خلوة بأجنبی، جاء فی البدائع: کره أبوحنیفة استخدام المرأة والاختلاء بها، لما قد یؤدی الی الفتنة، وهو قول أبی یوسف ومحمد، أما الخلوة فلأن الخلوة بالأجنبیة معصیة، وأما الاستخدام فلأنه لایؤمن معه الإطلاع علیها والوقوع فی المعصیة**"(بدائع الصنائع: ۴/ ۱۸۹)

۵- اس سوال کا تعلق عورتوں کی ملازمت ونوکری کے ساتھ ہے، یہ بات عیاں ہے اور ماقبل میں کسی حد تک اس کا ذکر بھی ہو چکا ہے کہ اصالۃً عورت پر کسبِ معاش کی ذمہ داری نہیں ڈالی گئی ہے بل کہ مردوں کو کسبِ معاش کا مکلّف بنایا گیا ہے، جیسا کہ فقہ میں اس کے تفصیلی احکام موجود ہیں؛ اس لیے کسی عورت کو اگر نفقے کی تنگی یا مخصوص حالات کے تحت معاشی بدحالی کا سامنا نہیں، تو محض معیارِ زندگی بلند کرنے اور زندگی ناز ونخرے کے ساتھ جینے کے لیے باہر نکل کر ملازمت کے لیے پیش قدمی کرنا پسندیدہ عمل نہیں ہے؛ ہاں اگر عورت کو معاشی تنگی کا سامنا ہو اور شوہر اس کی ذمہ داری اٹھانے سے قاصر ہو، یا تساہلی کرتا ہو، یا عورت بیوہ ہو اور گھر میں رہ کر اس کے لیے کوئی ذریعہ معاش اختیار کرنا ممکن نہ ہو، تو ایسی مجبوری اور ضرورت کے وقت باہر نکل کر ملازمت کرنا مندرجہ ذیل شرائط کے ساتھ جائز ہے:

(الف) ملازمت کا کام فی نفسہ جائز ہو، ایسا کام نہ ہو جو فی نفسہ ناجائز ہو؛ کیوں کہ ناجائز کام بہرصورت ناجائز ہی ہے۔ (ب) دوسری اہم شرط احکام ستر وحجاب کی پوری پابندی کرنا ہے اس کی بھی مکمل تفصیل کتبِ فقہ میں موجود

ہے: مثلا: شرعی پردے کی مکمل رعایت ہو، لباس شرعی ضابطے کے مطابق ہو کہ جسم کے لیے ساتر ہوتا کہ اس وعید کی زد میں نہ آئے: "**رب نساء كاسيات عاريات مميلات مائلات، لايدخلن الجنة ولا يجدن ريحها وان ريحها ليوجد مسيرة كذا و كذا**" (صحیح مسلم)۔

(کچھ عورتیں ہیں جو کپڑا پہننے والی ہیں مگر وہ برہنہ ہیں، دوسروں کو مائل کرنے والی ہیں، اور وہ خود بھی مائل ہونے والی ہیں (ایسی عورتیں ہرگز) جنت میں داخل نہیں ہوں گی اور نہ اس کی خوشبو سونگھ پائیں گی حالانکہ اس کی بو اتنی اتنی دور سے آئیگی)۔

نیز بناؤ سنگار کے ساتھ نیز زیب وزینت کے ساتھ نہ نکلے قرآن کریم میں اس کی ممانعت وارد ہوئی ہے: "**ولاتبرجن تبرج الجاهلية الاولى**" (سورۂ احزاب: ۳۳)، احادیث میں بھی خوشبو لگا کر نکلنے والی عورت کو زانیہ قرار دیا گیا ہے، "**كل عين زانية والمرأة إذا استعطرت فمرت بالمجلس فهي كذا و كذا، يعني الزانية**" (ترمذی) (ہر آنکھ زنا کرنے والی ہے اور عورت جب خوشبو لگا کر مجلس کے پاس سے گزرتی ہے تو وہ زنا کرنے والی ہوتی ہے)۔

نیز مردوں سے بالکل اختلاط نہ ہو، اگر مرد سے کبھی اتفاقیہ نوبت آئے تو عورت لوچ دار گفتگو کرنے کے بجائے سخت لہجہ اختیار کرے تاکہ دل میں بے جا قسم کے وساوس وخیالات پیدا نہ ہوں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "**فلا تخضعن بالقول فيطمع الذى فى قلبه مرض**" (احزاب: ۳۲) (تم بولنے میں نزاکت مت کرو کہ ایسے شخص کو خیال ہونے لگتا ہے جس کے قلب میں خرابی ہے۔ ایسا زیور پہن کر نہ نکلے جس سے آواز آتی ہو)، "**ولايضربن بأرجلهن ليعلم ما يخفين من زينتهن**" (النور: ۳۱) (اور اپنے پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ ان کا مخفی زیور معلوم ہوجاوے)۔ ملازمت کرنے کی وجہ سے خانگی امور میں لاپرواہی نہ ہو جس سے شوہر یا بچوں کے حقوق ضائع ہوں، کیونکہ ماقبل میں آچکا ہے کہ عورت کی اولین ذمہ داری بچوں کی تعلیم وتربیت اور امورِ خانہ داری ہے ملازمت ثانوی درجے کی چیز ہے، شریعت نے عورت کو اس کا مکلّف بھی نہیں بنایا۔ نیز راستہ پرامن ہو یعنی آمدورفت کے دوران کسی شر اور فتنے کا اندیشہ نہ ہو، یہ شرطیں قرآن وحدیث سے ثابت ہیں فقہائے کرام نے ان کی صراحت کی ہے، ان شرائط کا لحاظ رکھتے ہوئے اور ان پر عمل کرتے ہوئے اگر جائز کام کی ملازمت عورت اختیار کرے تو ملازمت کی گنجائش ہوسکتی ہے۔

اب آیئے دریافت طلب مسئلے کی طرف: اس ملازمت میں مسافت سفر بھی آتی ہے اور عورت مسافتِ سفر پر بغیر محرم کے جانہیں سکتی، لہذا ان تمام شرائط کو سامنے رکھ کر یہ بات عیاں ہوجاتی ہے کہ یہ ملازمت درست نہیں، شرائط کے مفقود ہونے کی وجہ سے بھی نیز مسافتِ سفر میں بغیر محرم کے سفر کرنے کی وجہ سے بھی اور اس عمل کے عورتوں کے مزاج سے مناسبت

نہ رکھنے کی وجہ سے بھی۔

۶- اس کا جواب بھی تفصیل سے آچکا ہے اگر اختلاط ہے-جس میں کوئی شک بھی نہیں-اور بے پردگی بھی ہے،لہذا یہ نوکری بھی صحیح نہیں ہے،ہاں اگر شرائط مکمل طور پر پائے جاتے ہوں- جو کہ موجودہ دور میں محال کے درجے میں ہیں-تو مذکورہ تمام چیزوں کی رعایت کے بعد جائز ہوسکتی ہے۔

۷- جائز ہے،لیکن ماقبل کی تمام شرائط کے ساتھ۔

☆☆☆

خواتین کے لیے ڈرائیونگ کی نئی صورتیں اوران کا شرعی حکم

مولانا محمد ادریس کشمیری☆

۱-خواتین کا شہر میں ایک جگہ سے دوسری جگہ تنہا گاڑی ڈرائیو کرنا:

اگر کوئی خاتون عوامی ٹرانسپورٹ میں سفر کرے گی تو مردوں کی بھیڑ بھاڑ اور اختلاط سے عمومی طور پر دوچار ہوگی، اس لیے اس سے بچنے کے لیے ذاتی گاڑی میں سفر کرنا پڑتا ہے، تو گر کسی شرعی یا طبعی ضرورت، جیسے تعلیم، معاش، علاج وغیرہ کی وجہ سے عورت کو شہر میں ایک جگہ سے دوسری جگہ تنہا جانا پڑے، اور ساتھ میں کوئی محرم رشتہ دار موجود نہ ہو جو گاڑی چلائے یا موجود ہو مگر ساتھ نہ آسکتا ہو یا گاڑی چلانا نہ جانتا ہو، تو اس بارے میں تفصیل یہ ہے کہ:

- آجکل کے فیشن ایبل برقعہ یا عبایا سے بچتے ہوئے پردہ کا مکمل اہتمام ہو، اختلاط اور اظہار زینت نہ ہو اور ماحول بھی پرایہ نہ ہو تو اس کے کے لئے تنہا گاڑی چلانے کیا جازت ہے، اس میں کار ٹیکسی، بس اور لاری کا حکم برابر ہے۔
- اکثر مشرقی ماحول اور برصغیر کے معاشرہ میں دو پہیہ والی موٹر سائیکل اور بائک خواتین کے چلانے کیلئے متعارف نہیں ہے؛ بلکہ یہ مردوں کیلئے متعارف ہے، اور اگر کوئی عورت چلاتی ہے تو وہ مردوں کی توجہ کا مرکز بنتی ہے، خواتین کے لیے بیٹھنے کی ہیئت بھی کچھ ساترانہ نہیں رہتی، لوگوں کی نظریں اس طرف مائل ہوجاتی ہیں اور یہ فتنہ کا باعث ہوتا ہے، اس لیے ایسے ماحول میں خواتین کے لیے بائک اور موٹر سائیکل چلانا اولی اور بہتر نہیں ہے؛ البتہ اگر کسی جگہ عورتوں کا بائک چلانا عام ہو تو پردہ کی رعایت ہو کہ جسم کا نشیب وفراز اور زینت کا اظہار نہ ہو تو ان کے لیے بائک چلانے کی اجازت ہوگی۔
- سکوٹی چلانا مرد اور عورتوں دونوں کے لیے معاشرہ میں عام ہے، اس میں بیٹھنے کی ہیئت بھی ساترانہ ہوتی ہے، اور اس درجہ توجہ اور میلان بھی نہیں ہوتا، لہذا عورت کے لیے شرعی پردہ کی رعایت کے ساتھ اسکوٹی چلانے کی اجازت ہے۔
- "عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَؓ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الإِبِلَ صَالِحُ نِسَاءِ قُرَيْشٍ" (صحیح البخاری: ۵۰۸۲)۔

☆ ریسرچ اسکالر المعہد العالی الاسلامی حیدرآباد۔

- "قال تعالى: وقرن فى بيوتكن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الأولى" (سورۂ احزاب:۳۳)۔

"فدلت الآيةعلى أن الأصل فى حقهن الحجاب بالبيوت والقرار بها، ولكن يستثنى منه مواضع الضرورة فيكتفى فيها الحجاب بالبراقع والجلابيب، فعلم أن حكم الآية قرارهن فى البيوت إلا لمواضع الضرورة الدينيةكالحج والعمرة بالنص، أوالدنيويةكعيادة قرابتها وزيارتهماواحتياج إلى النفقة وأمثالهابالقياس،نعم! لا تخرج عند الضرورة أيضًا متبرجةّ بزينة تبرج الجاهليةالأولى، بل فى ثياب بذلة متسترة بالبرقع أو الجلباب، غير متعطرة ولامتزاحمة فى جموع الرجال؛ فلا يجوز لهن الخروج من بيوتهن إلا عند الضرورة بقدر الضرورة مع اهتمام التستر والاحتجاب كل الاهتمام وما سوى ذلک فمحظور ممنوع" (أحکام القرآن للعثمانی:۳/ ۳۱۷-۳۱۹)۔

-"الضرورات تبيح المحظورات" (الأشباہ والنظائر لابن نجیم:۱۹۴)۔

-"حيث أبحنا لها الخروج فبشرط عدم الزينة فى الكل، وتغيير الهيئة إلى ما لا يكون داعية إلى نظر الرجال واستمالتهم" (ردالمحتار، باب المہر، مطلب فی فی السفر بالزوجۃ ۳/ ۱۴۶)۔

-"لا تركب مسلمة على سرج للحديث هذا لو للتلهى ولو لحاجة غزو أو حجّ أو مقصد دينى أو دنيوىّ لابدّ لها منه فلا بأس به ..قوله: (لو لِحاجةِ غَزوٍ إلخ): أَى بشرط أن تكون متسِّرةً وأَن تكون مع زوج أَو محرم (قوله: أَو مقصد دينى) كسفرٍ لِصلة رحم" (الدرمع الرد:۸/ ۶۰۲، باب الاستبراء وغیرہ، زکریا)۔

-"لعن الله المتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال" (صحیح البخاری عن عبداللہ بن عباس:۵۸۸۵)۔

-"قوله: (إلا للضرورة) يعنى إذا كانت المرأة فى سفر الحج وغيره، واضطرت للركوب على السرج، تركب مستديرة، لأن الضرورة تبيح المحظورة" (منحۃ السلوکفی شرح تحفۃ الملوک کتاب الکراہیۃ، فصل، فروع، ص:۴۲۱)۔

-"الأصل فى ركوب وقيادة النساء للدراجة النارية أو الهوائية الجوازُ –مع الكراهة التنزيهية– ويُشترط لجواز ذلک أن تكون ملتزمةً بالحجاب الشرعى ساترةً لكلِّ جسدها، ولا يترتب عليه كشف أو وصفُ شيء من العورة فى الركوب والنزول، وإلا –بأن لم تتوافر الشروط المذكورة– حَرُم" (موقع جمعیۃ الاتحاد الاسلامی: ماحکم رکوب الدراجۃ الناریۃ للمرأۃ المحجبۃ، کوسیلۃ للتنقل؟ فتوی رقم:۴۵۳۵)۔

-"قال الشيخ المفتى أ .د .أحمد الحجى الكردى:فلا مانع من ركوب المرأة للدراجة النارية أو الهوائية إذا كانت بعيدة عن أعين الرجال، مادامت ملتزمة بأحكام الحجاب الشرعى ساترة لجسدها، وكانت حذرة من إظهار شيء من العورة فى الركوب والنزول.أما ركوبها لها فى مكان يراها الرجال فيه فلا أراه جائزا إلا عند الحاجة الشديدة، لأن الغالب فى راكبتها أن يظهر جزء مما سترته، أو تضيق عليها الثياب بحيث تصف جسدها، ولأنها ربما سقطت من فوقها، فينكشف ما ستر منها، أو غير ذلک من المحاذير المتوقعة"(شبکۃ الفتاویالشرعیۃ/ الأستاذ الدکتور احمد حجیالکردی: رکوب المرأۃ للدراجۃ الناریۃ أو الہوائیۃ، فتوی رقم19332)۔

۲-محرم رشتہ دار کی معیت میں عورت کا گاڑی چلانا:

اگر مسافت شرعی کے بقدر سفر ہو اور ساتھ میں محرم رشتہ دار بھی موجود ہو، تو عورت کے لیے خود گاڑی ڈرائیو کرنے کی اجازت ہے، اگر محرم گاڑی چلانا جانتا ہو تو بہتر ہے کہ وہی چلائے۔

"عن أنس: أَنَّهُ أَقْبَلَ هو وأَبُو طَلْحَةَ مع النبيِّ ﷺ،ومع النبيِّ ﷺصَفِيَّةُ،مُرْدِفُهاعليراحِلَتِهِ" (صحیح البخاری،رقم:۶۱۸۵)۔

-"لا تركب مسلمة على سرج للحديث هذا لو للتلهى ولو لحاجة غزو أو حجّ أو مقصد دينى أو دنيوىّ لابدّ لها منه فلا بأس به ..قوله: (لو لِحاجةِ غَزوٍ إلخ): أَى بشرط أن تكون متستِّرةً، وأَن تكون مع زوج أَو محرم (قوله: أَو مقصد دينى) كسفرٍ لِصلة رحم"(الدرمع الرد:۸/۶۰۶،باب الاستبراءوغیرہ)۔

-"ويتأكد الجواز إذا لم يكن لديها من يقود بها السيارة من زوج، أو محرم كأخ"(موقع:اسلام ویب:فتوی: قیادۃ المرأۃ للسیارۃ،رقم:199589)۔

۳- پبلک ٹرانسپورٹ میں عورت کا تنہا سفر کرنا:

بعض فقہاء نے اجازت دی ہے کہ اگر قابل اعتماد عورتوں کا قافلہ ہو یا راستہ پر امن ہو تو عورت کے لیے بلا محرم اس قافلہ کے ساتھ یا تنہا سفر کرنا جائز ہے۔

آج کل پبلک ٹرانسپورٹ میں عوام کی اچھی خاصی بھیڑ بھاڑ اور جم غفیر رہتا ہے، پولیس اور سیکورٹی بھی عموما ہر جگہ دستیاب ہوتی ہے، اور سفر عام طور پر پُر امن ہوتا ہے، عورت کی جان اور عزت کے فتنہ کا اندیشہ بھی نہیں ہوتا، اور اگر کوئی ناگہانی واقعہ پیش بھی آئے تو ہیلپ لائن نمبرات میسر ہوتے ہیں، اس لیے اگر سفر مسافت شرعی کے بقدر ہو اور خاتون کو گھر

سے نکلنے کی ضرورت ہوتو کسی محرم رشتہ دار کے ساتھ ہی جائے، اگر ایسا ممکن نہ ہو سکے تو عمومی صورتحال کے پیش نظر آج کل پبلک ٹرانسپورٹ میں عورت پردہ کی مکمل رعایت کے ساتھ سفر کرسکتی ہے،، اگر مسافت شرعی سے زیادہ کا سفر ہوتو تنہا سفر کرنے سے احتراز کرے، اگر سفر کرنے کی مجبوری ہو اور کوئی محرم بھی موجود نہ ہو، ماحول اور سفر بھی پرامن ہو، گاڑی میں قابل بھروسہ کچھ خواتین بھی ہوتو تنہا سفر کرنے کی گنجائش ہوگی، حتی الامکان کوشش کرے کہ سفر میں اجنبی مردوں سے اختلاط نہ ہونے پائے، اور اگر مردوں سے گفتگو کی ضرورت پڑے تو بقدر ضرورت کرسکتی ہے۔

-"**لا تركب مسلمة على سرج للحديث هذا لو للتلهى ولو لحاجة غزو أو حجّ أو مقصد دينى أو دنيوىّ لابدّ لها منه فلا بأس به**" (الدرمع الرد:۸/۶۰۲، باب الاستبراء وغیرہ، زکریا)۔

-"**اذا كانت فى رفقة مأمونة ذات عَدَدٍ وعُدَدٍ أو جيش مأمون من الغلبة والمحلة العظيمة فلا خلاف فى جواز سفرها من غير ذى محرم فى جميع الأسفار الواجب منها والمندوب والمباح من قول مالک وغيره، إذ لا فرق بين ما تقدم ذكره وبين البلد**" (مواہب الجلیل فی شرح مختصر خلیل ۲/ ۵۲۴)۔

-"**قال ابن مفلح: وعند شيخنا (ابن تيمية) : تحجُّ كل امرأة آمنة مع عدم المحرم، وقال: إن هذا متوجِّه فى كل سفر طاعة .كذا قال**" (الفروع ۵/ ۲۴۵)۔

-"**وعند شيخنا تحج كل امرأة آمنة مع عدم المحرم، وقال: إن هذا متوجه فى كل سفر طاعة، ونقله الكرابيسى عن الشافعى فى حجة التطوع، وقاله بعض أصحابه فيه: وفى كل سفر غير واجب كزيارة وتجارة، وقاله الباجى المالكى فى كبيرة غير مشتهاة، وذكر أبو الخطاب رواية المروذى، ثم قال: وظاهره جواز خروجها بغير محرم ذكره شيخنا فى مسألة العجوز تحضر الجماعة هذا كلامه**" (المستدرک علی مجموع الفتاوی ۳/ ۱۸۵)۔

-"**وَالْمَشْهُورُ عِنْدَ الشَّافِعِيَّةِ اشْتِرَاطُ الزَّوْجِ أَوِ الْمَحْرَمِ أَوِ النِّسْوَةِ الثِّقَاتِ وَفِي قَوْلٍ تَكْفِي امْرَأَةٌ وَاحِدَةٌ ثِقَةٌ وَفِي قَوْلٍ نَقَلَهُ الْكَرَابِيسِيُّ وَصَحَّحَهُ فِي الْمُهَذَّبِ تُسَافِرُ وَحْدَهَا إِذَا كَانَ الطَّرِيقُ آمِنًا**" (فتح الباری لابن حجر العسقلانی ۴/ ۷۶)۔

-"**ويجب على المرأة فى حال الخروج التزام الستر الشرعى، لا تظهر شيئًا من جسدها غير الوجه والكفين؛ لأن فى كشف شيء مما أوجب الله ستره تعريضًا للفتنة والتطلع إليها**" (الفقہ الإسلامی وأدلتہ ۹/ ۶۸۵۲)۔

-"قال الشيخ عبدالله بن جبرين: السفر الممنوع للمرأة هو مسيرة يوم وليلة، فإذا كان السفر أقل من يوم وليلة ولو فى الطائرة ولو فى القطار أو السيارة، فلا يدخل فى النهى، فإن السفر المنهى عنه كون المرأة تركب بعيرًا أو نحوه وتسلك طريقًا بعيدًا فى الصحراء تبقى فيه عدة أيام تتعرض فيه لقطاع الطريق وأهل الفحشاء والمنكر وتطول الغيبة فيه، فأما السفر على السيارة مع نسوة ثقات ولمدة خمس ساعات أو عشر ساعات، والطريق مسلوك بالذاهبين والآيبين وليس هناك خلوة، ومتى وصلت البلدة التى تعمل فيها استقرت فى سكن مناسب ومع رفقة ملتزمات من النساء المحافظات على دينهن، فلا محذور فى ذلك للأمن عليهن من المفسدين غالبًا، ولا يعتبر هذا سفرًا محرمًا" (مأخوذ من موقع اسلام ویب: سفر المرأة بالطائرة من غير محرم، مسألة: 173927)۔

۴- ہوائی جہاز میں عورت کے پائلٹ بننے کا حکم:

اسلام نے عورتوں کو ضرورت اور مجبوری کی حالت میں ہی گھر سے نکل کر معاش اور کمانیکی اجازت دی ہے، صرف زندگی کے معیار کو بلند کرنے کے لیے اعلی ملازمتیں یا نوکریاں حاصل کرنیکی اسلام حوصلہ افزائی نہیں کرتا، اگر کسی عورت کو کمانے کی ضرورت پڑے تو وہ کسی ایسے پیشہ کو اختیار کرے جہاں وہ پردہ کی مکمل حدود کے ساتھ اجنبی مردوں کے اختلاط اور خلوت سے بچتے ہوئے، اور جان وعزت کی حفاظت کے ساتھ مطمئن ہوکر کام کر پائے۔

اگر پردہ کی رعایت ہو مگر اجنبی مردوں کیساتھ دور دراز کے سفر اور خلوت اور اختلاط کی بکثرت نوبت آتی ہو تو عورت کے لیے اس پیشہ کو اختیار کرنا شرعا درست نہیں ہے، اسی بنا پر عورت کے لیے ہوائی جہاز میں پائلیٹ کی ملازمت اختیار کرنا شرعا درست نہیں ہے، اس لئے کہ اس میں ایک تو محرم رشتہ دار کے بغیر مسافت شرعی سے زیادہ کے سفر کی نوبت آتی ہے جس میں اندرون ملک اور کبھی بیرون ملک سفر کرنا پڑتا ہے، اور ظاہر ہے کہ یہ صریح احادیث اور مقاصد شریعت کے مطابق جائز نہیں ہے، دوسرییہ کہ عام طور پر فلائیٹ کیبن میں دوسرا مرد پائلیٹ بھی موجود ہوتا ہے، اکثر ہوائی سفر کے دوران پائلیٹ کیبن (کوکپٹ Cockpit) میں سیکورٹی اور نگرانی بھی نہیں رہتی اور مرد پائلٹ کے ساتھ جس درجہ وہاں خلوت اور تنہائی ہوتی ہے وہ شریعت کی نظر میں ناپسندیدہ ہے، اور شریعت نے پردہ، مردوں سے میل جول اور معاملہ برتنے کی جو حدود مقرر کی ہیں، اس صورت میں ان سب کی رعایت نہیں ہوتی، کیبن میں گرچہ جہاز کا عملہ کبھی کبھار آتا ہے؛ مگر وہاں اس درجہ سیکیورٹی اور نگرانی نہیں رہتی ہے؛ اس لیے ان مفاسد کی وجہ سے ایسی ملازمت اختیار کرنے سے احتراز کرنا چاہیئے۔

-"وَقَرْنَ فِيْبُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِالْأُوْلَىٰ" (الاحزاب: ۳۳)۔

-"لا يخلون رجل بامرأة إلا مع ذى محرم" (صحیح البخاری، رقم الحدیث:۴۹۳۵)۔

-"لا تركب مسلمة على سرج للحديث هذا لو للتلهى، ولو لحاجة غزو أو حجّ أو مقصد دينيتأو دنيوىّ لابدّ لها منه فلا بأس به"(الدرمع الرد:۸/۶۰۲،باب الاستبراءوغیرہ،زکریا)۔

-"ولأن النساء أمرن بالقرار فى البيوت فكان مبنى حالهن على الستروإليه أشار النبى ﷺ"(ردالمحتار، کتاب الصلوۃ، باب الإمامۃ ۱/۵۴۸)۔

-"وأما الإناث فليس للأب أن يؤاجرهن فى عمل، أو خدمة كذا فى الخلاصة.....ونفقة الإناث واجبة مطلقا على الآباء ما لم يتزوجن إذا لم يكن لهن مال كذا فى الخلاصة"(الفتاوی الہندیۃ، کتاب الطلاق، الباب السابع عشر فی النفقات ۱/۵۶۲)۔

-"قال أبو حنيفة: أكره أن يستأجر الرجل امرأة حرة يستخدمها يخلوبها"(الأصل لمحمد بن الحسن الشیبانی ۴/۳۸)۔

-"قال أبو حنيفة: أكره أن يستأجر الرجل امرأة حرة يستخدمها يخلوبها"(الأصل لمحمد بن الحسن الشیبانی ۴/۳۸)۔

-"ويجب على المرأة فى حال الخروج التزام الستر الشرعى، لا تظهر شيئًا من جسدها غير الوجه والكفين؛ لأن فى كشف شىء مما أوجب الله ستره تعريضًا للفتنة والتطلع إليها"(الفقہ الإسلامی وأدلتہ ۹/۶۸۵۲)۔

۵-عورت کے لیے ٹرین میں ڈرائیور بننے کا حکم:

عورتوں کو ایسی ملازمت اختیار کرنے سے بچنا چاہئے جس میں مردوں سے غیر ضروری اختلاط کی بکثرت نوبت آتی ہے، ٹرین میں غیر محرم ڈرائیور سے اختلاط کی نوبت آتی ہے، پھر اس میں خلوت، بے تکلفانہ بات چیت، آزادانہ میل جول اور تنہائی بھی ہوتی ہے، مسافت شرعی سے زیادہ بلا محرم سفر ہوتا ہے، اور یہ خواتین کے لیے کوئی معزز پیشہ بھی نہیں ہے، اور نہ اس ملازمت کی کوئی ایسی مجبوری اور ضرورت ہے کہ اس کے بغیر غیر معمولی دشواری پیش آئے، اس بنا پر عورت کا ٹرین میں بحیثیت ڈرائیور مقرر کرنا شرعاً کراہت سے خالی نہیں ہے، البتہ اگر ٹرین ڈرائیونگ کے شعبہ میں صرف خواتین کا عملہ ہو یا خاتون کو کسب معاش کی واقعی ضرورت ہو اور کوشش کرکے بھی اس ملازمت کے علاوہ کوئی اور کام نہ مل سکا ہو تو وہ حجاب اور پردہ کے ساتھ ٹرین میں بحیثیت ڈرائیور کام کریں تو اس کی اجازت ہوگی، چونکہ مسافت شرعی سے زیادہ کا سفر اگر مامون ہو تو قابل اعتماد خواتین کی معیت میں بلا محرم سفر کی اجازت بعض فقہاء نے دی ہے۔

-"الضرورات تبيح المحظورات" (الأشباہ والنظائر لابن نجیم ص:۸۵،مجلۃ الأحکام،المادۃ:۲۱)۔

-"الثابت ضرورة يتقدر بقدرها" (فتح الغفار لابن نجیم:۲/۴۹)۔

-"وجاء عند الحنفية أن للزوج منعها من كل عمل يؤدى إلى تنقيص حقه أو ضرره أو إلى خروجها من بيته، أما العمل الذى لا ضرر له فيه، فلا وجه لمنعها عنه خصوصا فى حال غيبتها عن بيته، فإن ترک المرأة بلا عمل فى بيتها يؤدى إلى وساوس النفس والشيطان، أو الاشتغال بما لا يعنى مع الأجانب والجيران، غير أن الخروج لا يكون إلا بإذنه؛ لأن حقه فرض عين وخروجها للعمل فرض كفاية، والأول مقدم على الثانى" (انظر: حاشیہ ابن عابدین:۳/۶۰۳، ۶۰۴ نقلاً عن مجلۃ البحوث الإسلامیۃ ۱۹/۳۰۸)۔

-"سئل عبدالله بن المنيع عن عملها فى وظيفة فى تخالط فيه الرجال: هل عليها إثم فى ذلک؟ فأجاب: الحمد لله إن كانت السائلة مضطرة لعمل بحيث لا توجد من ينفق عليها ولا على من تلزمها مؤنته وهى فى عملها فى حال كامل من الاحتشام والحجاب الشرعى وعدم الخضوع فى القول مع زملائها حيث لا يطمع فيها من فى قلبه مرض فللضرورة حكمها ونرجو أن لا يكون فى ذلک بأس ..وأما إذا كان الغرض من العمل التمتع به والإكثار من جمع المال فقط..فهذا المبرر لا يرتفع الى القول بالحرج" (مجموع فتاوی وبحوث/عبداللہ بن المنیع:۴/۲۱۴،رقم المسألۃ:۱۰۰۹)۔

-"قال أبو حنيفة: أكره أن يستأجر الرجل امرأة حرة يستخدمها يخلوبها" (الأصل لمحمد بن الحسن الشیبانی ۴/۳۸)۔

-"أن يكون العمل مناسبا لطبيعة المرأة كأن تعمل طبيبة لأمراض النساء أو الأطفال أو تعمل بالتمريض أو بالتدريس للبنات" (عمل المرأۃ بین الحج التأییدیۃ .. /خالد عبدالعظیم احمد أبوغایۃ،ص:۲۴۰)۔

-" أن يكون هذا العمل فى محيط النساء كتعليم النساء وتطبيب وتمريض النساء ويكون منعزلا عن الرجال" (عمل المرأۃ بین تکریم الإسلام ودعاۃ التحریر،ص:۱۶)۔

۶،۷-عورت کے لیے شعبہ ریلوے میں ٹی ٹی بننا، ایر پورٹ اور ریلوے میں ٹکٹ جاری کرنے کی ملازمت اختیار کرنا:

ریلوے میں ٹکٹ کی جانچ پڑتال کرنے اور ٹی ٹی بننے، ریلوے اسٹیشن اور ایر پورٹ پر ٹکٹ جاری کرنے کی ملازمت اختیار کرنا فی نفسہ جائز اور مباح ہے، اگر کسی خاتون کو کسب معاش کی ضرورت ہو تو وہ ایسے پیشہ کو اختیار کرے جہاں

وہ شرعی پردہ کی رعایت کرتے ہوئے عزت نفس کے ساتھ، اور اختلاط سے بچتے ہوئے کام کر سکے: اب

-اگر کوئی خاتون ریلوے میں ٹکٹ کی جانچ پڑتال کی ملازمت اختیار کرے، تو یہ کراہت سے خالی نہیں ہے، گرچہ ٹرین میں عوام کا جم غفیر رہتا ہے اور ٹی ٹی کی حفاظت کے لیے انتظام بھی رہتا ہے، مگر اس میں غیر محرم مردوں سے اختلاط کی بکثرت نوبت آتی ہے، دیر رات بھی جانچ پڑتال کے لیے گھر سے دور رہ کر ٹرینوں میں آمد ورفت اور کام کرنا پڑتا ہے، ایک شریف اور عزت دار گھرانہ بھی اپنی خواتین کے لیے یہ پیشہ بہتر نہیں سمجھتا، البتہ اگر کوئی خاتون کسب معاش کی واقعی ضرورت مند ہو تو کوئی بہتر اور عزت دار روزگار تلاش کرے، اگر کوشش کے باوجود ٹی ٹی کے علاوہ کوئی ملازمت نہ ملی تو بدرجہ مجبوری اس کے لیے اس ملازمت کی گنجائش ہوگی، بشرطیکہ اس میں حدود کی رعایت ہو۔

-ریلوے شعبہ اور ایر پورٹ میں کوئی خاتون ٹکٹ بنانے اور جاری کرنے کی ملازمت کر سکتی ہے، بشرط کہ شرعی حدود کی رعایت کرتے ہوئے اور غیر ضروری اختلاط سے بچتے ہوئے، عزت واحترام کے ساتھ وہ کام انجام دے، کیونکہ ایک تو یہ جگہ مکمل سیکورٹی اور نگرانی میں ہوتی ہے، اور وہاں خلوت کی ویسی نوبت بھی پیش نہیں آتی، اس لیے بہتر تو یہی ہے کہ وہ کوئی ایسا پیشہ تلاش کرے جہاں صرف خواتین کا عملہ ہو، ایسا ممکن نہ ہو تو شرعی حدود کے ساتھ یہ کام کر سکتی ہے۔

-"**وجاء عند الحنفية أن للزوج منعها من كل عمل يؤدى إلى تنقيص حقه أو ضرره أو إلى خروجها من بيته، أما العمل الذى لا ضرر له فيه فلا وجه لمنعها عنه خصوصا فى حال غيبتها عن بيته، فإن ترک المرأة بلا عمل فى بيتها يؤدى إلى وساوس النفس والشيطان، أو الاشتغال بما لا يعنى مع الأجانب والجيران، غير أن الخروج لا يكون إلا بإذنه؛ لأن حقه فرض عين وخروجها للعمل فرض كفاية، والأول مقدم على الثانى**" (دیکھئے: حاشیہ ابن عابدین: ۳/ ۶۰۳، ۶۰۴ نقلاً عن مجلۃ البحوث الإسلامیۃ ۱۹/ ۳۰۸)۔

-"**الضرورات تبيح المحظورات**" (الأشباہ والنظائر لابن نجیم ص: ۸۵، مجلۃ الأحکام، المادۃ: ۲۱)۔

-"**الثابت ضرورة يتقدر بقدرها**" (فتح الغفار لابن نجیم: ۲/ ۴۹)۔

☆☆☆

خواتین کی ڈرائیونگ سے متعلق بعض مسائل

مفتی ارشاد پالنپوری☆

۱- عورت کا نفس گاڑی چلانا تو حرام اور ناجائز نہیں البتہ عورت کے گھر سے نکلنے میں بہت سے فتنوں کا اندیشہ ہے اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورت کو باہر نکلنے کا حق نہیں ہے، بجز اس کے کہ وہ مجبور ومضطر ہو جائے۔

"**عن ابن عمر مرفوعا: ليس للنساء نصيب فى الخروج، إلا مضطرة**" (کنز العمال بحوالہ چند اہم عصری مسائل ۱/ ۳۲۰)۔

تو جب عورت کے لیے بلا ضرورت باہر نکلنا منع ہے تو ڈرائیونگ کرنا جس کی ہیئت ہی کسی نہ کسی درجہ میں پر کشش اور اجنبی مردوں کو اپنی طرف مائل کرنے والی ہے بدرجہ اولی منع ہوگا، لہٰذا خواتین کو بلا ضرورت تو ڈرائیونگ سے احتراز کرنا چاہیے، البتہ اگر ضرورت ہو تو مکمل پردہ کے اہتمام کے ساتھ عورت کو ڈرائیونگ کرنے کی گنجائش ہے، کیونکہ مختلف صحابیات سے اونٹوں کی سواری کرنا ثابت ہے لہذا عورت کو شہر میں ایک جگہ سے دوسری جگہ حتی الامکان تنہا گاڑی چلانے سے احتراز کرنا چاہیے، البتہ ضرورت ہو تو مکمل پردہ پوشی کے ساتھ ڈرائیونگ کرے ایسا لباس پہن کر نکلے جو دبیز سادہ اور جسم کے لیے ساتر ہو، بھڑک دار جاذب و پر کشش نہ ہو اور نیم عریاں قسم کا نہ ہو (مستفاد از چند اہم عصری مسائل ۱/ ۲۲۰)۔

اور ضرورت پڑنے پر دو پہیوں والی گاڑی اور چار پہیوں والی گاڑی دونوں چلانے کی گنجائش ہے، لیکن چار پہیوں والی گاڑی میں ستر پوشی زیادہ ہے، لہذا اگر فور وہیلر گاڑی میسر ہو اور عورت کو آتی بھی ہو تو اس میں زیادہ گنجائش ہے، لیکن چونکہ مختلف صحابیات سے اونٹوں پر سواری کرنا ثابت ہے اور ٹو وہیلر سواری کی ہیئت کذائی تقریباً اونٹ کی سواری کے مشابہ ہے لھذا عورت کے لیے اس کو چلانے کی بھی گنجائش ہے

"**لا تركب مسلمة على سرج للحديث .هذا لو للتلهى، ولو لحاجة غزو أو حج أو مقصد دينى أو دنيوى لا بد لها منه فلا بأس به.و فى الرد: (قوله: للحديث) وهولن الله الفروج على**

☆ مفتی دار الافتاء مدرسہ جامع العلوم وساڈہ۔

السروج، ذخيرة .لكن نقل المدنى عن أبى الطيب أنه لا أصل له اه۔ يعنى بهذا اللفظ وإلا فمعناه ثابت، ففى البخارى وغيره لعن رسول الله ﷺ المتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال« وللطبرانى »أن امرأة مرت على رسول الله ﷺ متقلدة قوسا فقال: لعن الله المتشبهات من النساء بالرجال والمتشبهين من الرجال بالنساء« (قوله ولو لحاجة غزو إلخ) أى بشرط أن تكون متسترة، وأن تكون مع زوج أو محرم (قوله أو مقصد دينى) كسفر لصلة رحم"(شامی، کتاب الحظر والإباحۃ، باب الاستبراء وغیرہ، فصل فی البیع، فرع یکرہ إعطاء سائل المسجد إلا إذا لم یتخط رقاب الناس ۹/ ۶۰۶ ط: زکریا)۔

"وقوله: ولا تركب امرأة مسلمة على سرج بظاهره، نهى النساء عن الركوب على السرج، وبه نقول وإنه خرج موافقا لقوله عليه السلام: لعن الله الفروج على السروج« والمعنى فى النهى من وجهين؛ أحدهما: أن هذا تشبه بالرجال، وقد نهين عن ذلك، الثانى: أن فيه إعلان الفتن وإظهارها للرجال، وقد أمرن بالستر، قالوا: وهذا إذا كانت شابة، وقد ركبت السرج والفرج، فأما إذا كانت عجوزا أو كانت شابة، إلا أنها ركبت مع زوجها بعذر بأن ركبت للجهاد، وقد وقعت الحاجة إليهن للجهاد، أو للحج أو للعمرة، فلا بأس إن كانت مستترة، فقد صح أن نساء المهاجرين كن يركبن الأفراس، ويخرجن للجهاد، فكان رسول الله عليه السلام يراهن و (لا) ينهاهن، وكذلك بنات خالد بن الوليد كن يركبن، ويخرجن للجهاد يسقين المجاهدين فى الصفوف ويداوين الجرحى"(المحیط البرہانی، کتاب الاستحسان والکراہیۃ، الفصل السادس والعشرون فی دخول النساء الحمام، وفی رکوبہن علی السروج ۵/ ۳۸۴ دار الکتب العلمیۃ)۔

۲- عورتوں کے بارے میں شریعت کا مطلوب ایسا حجاب (پردہ) ہے، جس میں عورتوں کا وجود ان کی نقل وحرکت ان کا لباس، ظاہر اور چھپی ہوئی زینت کا کوئی حصہ کسی اجنبی مرد کو نظر نہ آوے۔ ایسا پردہ گھر کی چہار دیواری کے ذریعہ ہوسکتا ہے اسی لیے خواتین کو قرآن پاک کا حکم یہ ہی کہ **"وقرن فى بيوتكن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الاولى"** (سورۂ احزاب: ۳۳) (قرار رکھو اپنے گھروں میں (مراد اس سے یہ ہے کہ محض کپڑا اوڑھ لپیٹ کر پردہ کر لینے پر کفایت مت کرو؛ بلکہ پردہ اس طریقے سے کرو کہ بدن مع لباس نظر نہ آئے (البتہ ضرورت کے مواقع اس سے مستثنیٰ ہیں)۔

لہذا عورت کے لیے اصل حکم یہی ہے کہ وہ گھر میں رہے ضرورت پڑنے پر ہی گھر سے نکلے گی تو جب عورت کو ضرورت پڑنے پر گھر سے باہر نکلنا ہے تو عورت کی ڈرائیونگ (جس کی ہیئت اجنبی مردوں کو اس کی طرف مائل کرتی ہے) بھی ضرورت پڑنے پر ہی کرنی چاہیے، نیز عورت کے اندر تعلّی (علو) ہوتا ہے جب وہ ڈرائیونگ کرے گی تو اس کے اندر بڑائی پیدا

ہوگی جو آئندہ چل کر اس کے شوہر کے لیے مصیبت بنے گی کہ وہ شوہر کی فرمانبرداری میں نہیں رہے گی، اس لیے مسافتِ شرعی کی مقدار کے سفر میں جب عورت کے ساتھ شوہر یا محرم ہو تو ان کو گاڑی چلانی چاہیے اور حتی الامکان عورت کو اس سے احتراز کرنا چاہیے، البتہ اگر عورت کے شوہر یا محرم کو گاڑی نہیں آتی ہے تو دبیز سادہ اور ایسا لباس پہن کر گاڑی چلا سکتی ہے جو اس کے پورے جسم کو اچھی طرح چھپانے والا ہو لیکن آئندہ شوہر یا عورت کا محرم رشتہ دار جلد سے جلد گاڑی سیکھ کر خود گاڑی چلائے، اس لیے کہ گاڑی چلانا مرد کی فطرت ہے نہ کہ عورت کی، لہذا مردوں کے ہوتے ہوئے عورت کا گاڑی چلانا اس میں ایک طرح کا قلب موضوع لازم آتا ہے۔

"**ولا تركب امرأة مسلمة على السرج لقوله – عليه الصلاة والسلام: لعن الله الفروج على السروج« هذا إذا ركبت متلهية أو متزينة لتعرض نفسها على الرجال فإن ركبت لحاجة كالجهاد والحج فلا بأس به**" (البحر الرائق، کتاب الکراہیۃ، فصل فی اللبس، توسدہ وافتراشہ أی الحریر ۸/۳۴۶ط: زکریا)۔

۳- شریعت مطہرہ مسلمان خاتون کو بلا محرم سفر شرعی کی مسافت طے کرنے کی اجازت نہیں دیتی، احادیث میں اس کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔

"**عن ابی سعید الخدری ؓ قال:قال رسول الله ﷺ:لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تسافر سفرا يكون ثلاثة ايام فصاعدا، إلا معهاأبوها، أو ابنها، أو زوجها،أو أخوها،ذو محرم منه**" (الصحیح المسلم صفحہ ۴۳۴ بحوالہ فتاوی دار العلوم دیوبند ۱۶/ ۲۰۳)۔

البتہ اس مسافت سے کم مقدار میں عورت کو تنہا سفر کی اجازت ہوگی، جبکہ خوف فتنہ نہ ہو، تاہم موجودہ پر آشوب فتن دور میں عورت کو تنہا مطلقاً (سفر شرعی کی مقدار اور سفر شرعی کی مقدار سے کم) سفر نہیں کرنا چاہیے، امام صاحب کی ایک روایت کے مطابق مکروہ تحریمی ہے۔

"**قال فی شرح النهاية:إن كان بينها وبين مكة مسيرة سفر،وهی ثلاثة أيام بلياليها، ويباح فيما دونها..... وروى عن بی حنيفة، وابی يوسف كراهة خروجها مسيرة يوم بلا محرم**" (شرح النقایہ ۲/ ۲۰۵ بحوالہ فتاوی دار العلوم زکریا ۷/ ۲۳۳)۔

غیر محرم کے ساتھ سفر کرنے کے متعلق مختلف احادیث میں بالفاظ مختلفہ نہی وارد ہے، کسی میں مطلقاً "**عن ابن عباس ؓ قال:قال النبی ﷺ:لاتسافر المرأة، إلا مع ذی محرم الحديث**" (صحیح البخاری ۱/ ۲۵۰ بحوالہ علی ھامش فتاوی دار العلوم دیوبند ۱۶/ ۲۰۳)۔

کسی میں بقید یوم ولیلۃ ''عن أبی هريرةؓ أن رسول الله ﷺ قال:لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر تسافر مسيرة يوم وليلة، إلا مع ذی محرم عليها '' (الصحیح المسلم ۱/ ۴۳۴ بحوالہ علی ھامش فتاوی دارالعلوم ۱۶/ ۲۰۳)۔

کسی میں بقید یومین ''عن قزعة مولى زياد قال:سمعت ابا سعيدؓ وقد غزا مع النبی ﷺ جنتی عشر غزوة قال: اربع سمعتهن من رسول الله ﷺ، أو قال:يحدثهن عن النبی ﷺ فاعجبننی وآنقننی أن لا تسافر امرأة مسيرة يومين ليس معها زوجها أو ذو محرم الحديث '' (البخاری ۱/ ۲۵۱ بحوالہ علی ھامش فتاوی دارالعلوم دیوبند ۱۶/ ۲۰۳)۔

مگر معتبر کتب فقہ میں تصریح ہے کہ مدت سفر سے کم کے لیے غیر محرم کے ساتھ بھی سفر جائز ہے۔

''فی الهداية يباح لها الخروج إلى مادون السفر بغير محرم''(ہدایہ ۱/ ۲۳۳)۔

اب رہا یہ مسئلہ کہ ایک عورت بغیر محرم کے عورتوں کے قافلہ میں سفر کرسکتی ہے تو ہم احناف کے نزدیک یہ بالکل ناجائز ہے۔علامہ سید احمد طحطاویؒ فرماتے ہیں:

''ولا يكفی فی السفر جمع النساء وتحرم الخلوة بالأجنبية، وأن معها غيرها من النساء''(حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار صفحہ ۱/ ۴۸۴ بحوالہ فتاوی دارالعلوم زکریا ۷/ ۲۳۰)۔

حتی کہ ایک بوڑھی عورت جس کی طرف سے فتنہ کا بظاہر کوئی اندیشہ نہیں ہے اور اس پر مالی اعتبار سے حج فرض ہو چکا ہو تو کیا وہ کسی غیر محرم کے ساتھ سفر حج کو جاسکتی ہے یا نہیں؟ تو اس بارے میں فقہ کی عام کتابوں میں ممانعت ہی لکھی ہے، اور صراحت کے ساتھ بوڑھی عورت کو بھی بلا محرم سفر حج کرنے سے منع لکھا ہے۔

''المرأة عجوزا كانت المرأة او شابة''(مناسک ملا علی قاری رص ۵۶ بحوالہ کتاب النوازل)۔

امام مالک اور امام شافعی فرماتے ہیں کہ اگر معتبر عورتیں یا ایک عورت ساتھ ہو اور امن ہو تو عورت بلا محرم حج کرسکتی ہے (فتاوی محمودیہ ۱۵/ ۴۰۷)۔

اسی لیے بعض اکابر مفتیان کرام کی عبارات اور فتاوی سے بوڑھی عورت کو بلا محرم قابل اعتماد لوگو کے قافلہ کے ساتھ سفر کی اجازت ثابت ہوتی ہے، اس لیے فتنہ سے مکمل حفاظت کے وقت خاص حالات میں اس کی گنجائش ہے (فتاوی دارالعلوم دیوبند ۶/ ۵۳۴، امداد الفتاوی قدیم ۴/ ۲۰۱)۔

نیز حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں کہ فتنہ کا خوف نہ ہو تو عورت بلا محرم سفر کرسکتی ہے، فیض الباری میں ہے:

"قلت: ویجوز عندی مع غیر محرم أیضا بشرط الاعتماد والأمن عن الفتنة، وقد وجدت له مادة کثیرة فی الاحادیث "(فیض الباری ۲/ ۳۹۷ بحوالہ علی ھامش فتاوی دارالعلوم دیوبند صفحہ ۱۶/ ۲۰۵)۔

اب رہا جزیہ مسؤلہ کہ پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیور کو عورتوں کے قافلہ میں بلامحرم سفر کرنے والی عورت کے زمرے میں رکھ کر کیا اس کے لیے پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیور بن کر سفر کرنے کی اجازت ہوگی؟ تو بندہ کے نزدیک بالکل اس کو اجازت نہیں ہوگی، اس لیے کہ آپس میں تعارف، شناسائی کی وجہ سے عورتوں کے قافلہ کے ساتھ بلامحرم سفر کرنے والی عورت کو حیاء اور بدنامی کا خوف ارتکاب معصیت سے مانع بنے گا، رہی پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیور بن کر سفر کرنے والی عورت اس کے ساتھ سفر کرنے والے لوگ عام طور پر متعین نہیں ہوتے ہیں، اس لیے کسی سے حیاء اور بدنامی کا خوف نہ ہونے کی وجہ سے ارتکاب معصیت سے کوئی چیز اس کے لیے مانع نہیں بنے گی اور عورت جب بس وغیرہ کی ڈرائیور ہوگی تو اس کا کنڈکٹر ہوگا اور وہ مرد بھی ہوسکتا ہے اور اگر لمبے روٹ پر جانے والی بس ہے تو اس کے ساتھ دوسرا ڈرائیور ہوگا اب وہ ڈرائیور مرد بھی ہوسکتا ہے تو کسی نہ کسی وقت خلوت بالاجنبی ہوگی جس میں ارتکاب معصیت کا قوی اندیشہ ہے، لہذا بندہ کے نزدیک پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیور کو عورتوں کے قافلہ میں بلامحرم سفر کرنے والی عورت کے زمرہ بالکل نہیں رکھا جاسکتا ہے۔

وفی مسئولیة المرأة المسلمة: وحقیقة الخلوة أن ینفرد رجل بامرأة فی غیبة عن أعین الناس، وذلک یحدث الیوم کثیراً فی بیوت المسلمین الذین اتخذوا الخادمات الأجنبیات عن الأسرة و البیت والمجتمع یوتی بهن من بلاد بعیدة بدون محارم، و من المتوقع بل من المؤکد أن رب البیت أو أحد أبنائه أو أحد رجال الأسرة یخلو بهذه الخادمة کثیراً حینما تخرج الأسرة، وحینئذ یأتی دور الشیطان و هو دور محقق الخطر حیث أخبر الرسول ﷺ بذلک فی الحدیث المتقدم) أی: لا یخلون رجل بامرأة إلا کان الشیطان ثالثهما، رواه أحمد والترمذی والحاکم وصححه وهو یعم جمیع الرجال ولو کانوا صالحین أو کبار السن کما یعم جمیع النساء ولو کن صالحات أو عجائز "(مسئولیۃ المرأۃ المسلمۃ، ص ۱۷)۔

۴- جہاں تک عورت کی ملازمت کے بارے میں تفصیل یہ ہے کہ شریعت نے اصالۃ کسب معاش کی ذمہ داری عورت پر نہیں ڈالی ہے، بلکہ مردوں کو کسب معاش کا مکلّف بنایا ہے، چنانچہ شادی تک لڑکیوں کا نان ونفقہ والد کے ذمہ اور شادی کے بعد شوہر پر واجب قرار دیا ہے، یہی لوگ اس کے نان ونفقہ کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔

"الرجال قوامون علی النساء بما فضل الله بعضهم علی بعض وبما انفقوا من اموالهم"(سورۂ

نساء:۳۴)۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''**المرأة راعية على أهل بيت زوجها وولده الحديث** ''(بخاری رقم ۵۲۰۰ بحوالہ چند اہم عصری مسائل،ص ۳۰۶)۔

یعنی عورت شوہر کے اہل خانہ اور اس کے بچے کی نگراں اور ذمہ دار ہے اس کے بارے میں (قیامت کے دن) اس سے باز پرس ہوگی۔ متفق علیہ، یہی اصول عین فطرت کے مطابق ہے، جس کا تقاضہ یہ ہے کہ مرد پر کمانے کی ذمہ داری ہو اور عورت اندرون خانہ کی ذمہ داری انجام دے؛ لہذا کسی عورت کو اگر نفقہ کی تنگی یا مخصوص حالات کے تحت معاشی بدحالی نہیں ہے تو محض معیار زندگی بلند کرنے کے لیے گھر سے باہر نکل کر ملازمت کے لیے پیش قدمی کرنا، شریعت کے نظر میں پسندیدہ امر نہیں، اور یہ اس تقسیم کے مغایر و منافی ہے، جو شریعت نے خانگی اور اکتسابی امور میں ملحوظ رکھی ہے، لیکن اگر عورت کو معاشی تنگی کا سامنا ہو اور شوہر اس کی ذمہ داری اٹھانے سے قاصر ہو یا وہ تساہلی کرتا ہو اور گھر میں رہ کر عورت کے لیے کوئی ذریعہ معاش اختیار کرنا ممکن نہ ہو تو ایسی مجبوری اور ضرورت کے وقت اسے گھر سے باہر نکلنے کی اجازت ہے؛ جیسا کہ فقہاء کرام نے معتدۃ الموت کے لئے کسب معاش کے واسطے گھر سے باہر نکلنے کی اجازت دی ہے۔

''**ومعتدة موت تخرج في الجديدين وتبيت أكثر اليل في منزلها؛لأن نفقتها عليها،فتحتاج في الخروج (الدر)وفي الشامي:والحاصل أن مدار حل خروجها بسبب قيام شغل المعيشةفيتقد بقدره**''(الدرمع الرد ۵/ ۲۲۵ بحوالہ چند اہم عصری مسائل صفحہ ۳۰۸)۔

مگر اس قسم کی مجبوری اور ضرورت کے وقت باہر نکل کر ملازمت کرنے کے جائز ہونے کی کچھ شرطیں ہیں (۱) ضروری شرط یہ ہے کہ ملازمت کا کام فی نفسہ جائز ہو، ایسا کام نہ جس کا کرنا شرعاً ناجائز ہو، (۲) اور اس وقت جب کہ ملازمت جائز کام کی ہو اور خاص حالات کے تحت عورت کے لیے اس کا اختیار کرنا، ناگزیر ہو جائے، تو دوسری ضروری شرط یہ ہے کہ شرعی پردہ کی مکمل رعایت ہو، (۳) لباس دبیز سادہ اور جسم کے لیے ساتر ہو، بھڑک دار جاذب و پرکشش اور نیم عریاں قسم کا نہ ہو، جیسا آج کل بہت سی ملازمت کرنے والی خواتین کا ہوتا ہے، اور ایسا بھی نہ ہو، جس سے جسم کا کوئی حصہ نمایاں ہوتا ہو ولا تبرجن تبرج الجاهلية الاولى (۴) بناؤ سنگار اور زیب و زینت کے ساتھ اور خوشبو لگا کر نہ نکلے (۵) مردوں سے اختلاط نہ ہو اگر کبھی کسی مرد سے اتفاقیہ گفتگو نوبت آئے تو عورت لوچ دار طرز گفتگو کے بجائے سخت لہجہ اختیار کرے۔ ''**فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ**''(احزاب:۳۲)(۶) ایسا زیور پہن کر نہ نکلے جس سے آواز آتی ہو ''**وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ**''(النور:۳۱)(۷) ملازمت کرنے کی وجہ سے خانگی امور میں لاپرواہی نہ

ہو، جس سے شوہر، بچوں کے حقوق ضائع ہوں (۸) راستہ پر امن ہو، یعنی آمد و رفت کے دوران کسی شر اور فتنہ کا اندیشہ نہ ہو مذکورہ بالا باتیں قرآن وحدیث سے ثابت ہیں، فقہاء کرام نے اس کی بالتفصیل صراحت کی ہے؛ لہذا ان شرائط کا لحاظ رکھتے اور ان پر عمل کرتے ہوئے اگر جائز کام کی ملازمت عورت اختیار کرے تو اس کی گنجائش ہوسکتی ہے، مگر دیکھا جاتا ہے کہ اکثر جگہوں میں دوران ملازمت مذکورہ بالا شرائط میں سے بیشتر شرطیں مفقود ہوتی ہیں (مستفاد از چند اہم عصری مسائل ۳۰۶تا۳۰۹)۔

اب جزئیہ مسؤولہ میں مسلمان خواتین کے لیے ہوائی جہاز کا پائلٹ بن کر اس ملازمت میں شامل ہونا بندہ کے نزدیک جائز نہیں ہے، اس لیے کہ اس میں شریعت کی چند ممنوع باتوں کا ارتکاب کرنا لازم آتا ہے (۱) بلا محرم کے سفر شرعی طے کرنا جس کی شریعت مطہرہ مسلمان خاتون کو اجازت نہیں دیتی (۲) عورت جب پائلٹ ہوگی تو اس کیساتھ ہوائی جہاز میں دوسرے پائلوٹ اور ہوائی جہاز کا اور عملہ ہوگا جو مرد بھی ہوسکتے ہیں تو ان کے ساتھ خلوت کی نوبت آسکتی ہے جو خلوت بالاجنبیہ ہوگی اور احادیث میں اس کی سخت ممانعت وارد ہوئی ہے، اور اجنبی کے ساتھ خلوت میں رہ کر آپس میں بے تکلفی ہوجائیگی، اور اگر چہ ہوائی جہاز میں ان کی سب حرکتیں ریکارڈ ہونے کی وجہ سے مرتکب معصیت نہ ہو، لیکن اگر بے تکلفی ہوگئی ہے، تو کسی اور جگہ جا کر معصیت میں مبتلا ہونے اور فتنہ میں پڑنے کا قوی اندیشہ ہے اور ایسی عورتیں عام طور مذکورہ بالا ان تمام محظورات کا ارتکاب کرتی ہیں جن سے پرہیز کرنا اس عورت کے لیے ضروری ہے جو اپنی واقعی معاشی تنگی کی وجہ سے ملازمت کے واسطے باہر نکلتی ہے، اور یہ نکلنا عام طور پر اپنے معیار زندگی کو بلند کرنے کے لئے ہوتا ہے، اس لیے نہیں ہوتا ہے کہ معاشی تنگی کا سامنا ہے، ان وجوہات کی بنا پر مسلمان خاتون کا ہوائی جہاز کا پائلٹ بن کر اس ملازمت میں شامل ہونا بندہ کے نزدیک جائز نہیں ہے۔

" **عن أبی سعید الخدری ؓ قال: قال رسول الله ﷺ: لا یحل لامرأة تؤمن بالله والیوم الآخر أن تسافر سفرا یکون ثلاثة أیام فصاعدا، إلا معها أبوها، أو ابنها، أو زوجها، أو أخوها، ذو محرم منه**" (الصحیح المسلم ۱/ ۴۳۴ بحوالہ فتاوی دار العلوم دیوبند ۱۶/ ۲۰۳)۔

۵- ٹرینوں میں بھی بحیثیت ڈرائیور خواتین کا ملازمت کرنا بندہ کے نزدیک جائز نہیں ہے اس لیے کہ اس میں بھی تقریباً وہ سب ممنوعات شرعیہ پیش آسکتے ہیں جو ہوائی جہاز کی خاتون پائلٹ کو پیش آتے ہیں یعنی بلا محرم سفر شرعی کی مسافت طے کرنا اجنبی مردوں کے ساتھ بہت زیادہ اختلاط شرعی پردہ کا لحاظ نہ رکھنا وغیرہ۔

"**عن أبی سعید الخدری ؓ قال: قال رسول الله ﷺ: لا یحل لامرأة تؤمن بالله والیوم الآخر أن**

تسافر سفرا یکون ثلاثة ایام فصاعدا، إلا معهاأبوها، أو ابنها، أو زوجها،أو أخوها،ذو محرم منه" (الصحیح المسلم ۱/ ۴۳۴ بحوالہ فتاوی دارالعلوم دیوبند صفحہ ۱۶/ ۲۰۳)۔

۶- عورت کا ٹی ٹی بن کر ٹکٹوں کی جانچ پڑتال کرنے کی ملازمت کرنا بندہ کے نزدیک جائز نہیں ہے اس لیے کہ اس میں بھی تقریباً وہ سب ممنوعات شرعیہ پیش آتے ہیں جو ہوائی جہاز کی خاتون پائلٹ اور ٹرین کی ڈرائیور خاتون کو پیش آتے ہیں یعنی بلامحرم سفر شرعی کی مسافت طے کرنا، اجنبی مردوں کے ساتھ بہت زیادہ اختلاط، شرعی پردہ کا لحاظ نہ رکھنا وغیرہ۔

"**عن أبی سعید الخدری ؓ قال:قال رسول الله ﷺ:لا یحل لامرأة تؤمن بالله والیوم الآخر أن تسافر سفرا یکون ثلاثة أیام فصاعدا، إلا معهاأبوها، أو ابنها، أو زوجها،أو أخوها،ذو محرم منه**" (الصحیح المسلم ۱/ ۴۳۴ بحوالہ فتاوی دارالعلوم دیوبند ۱۶/ ۲۰۳)۔

۷- مسلمان خاتون کا ریلوے اسٹیشن اور ائیر پورٹ پر بیٹھ کر ٹکٹ کاٹنے کی ملازمت کرنا اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ مکمل باپردہ ہوکر بیٹھے اور جزیہ نمبر ۴ میں ذکر کردہ ممنوعات کا ارتکاب سے بچ کر اپنی مفوضہ ذمہ داریاں پوری کرے۔

"**ومعتدة موت تخرج فی الجدیدین وتبیت أکثر اللیل فی منزلها؛لأن نفقتها علیها،فتحتاج فی الخروج (الدر)وفی الشامی:والحاصل أن مدار حل خروجها بسبب قیام شغل المعیشةفیتقد بقدره**" (الدرمع الردصفحہ ۵/ ۲۲۵ بحوالہ چند اہم عصری مسائل صفحہ ۳۰۸)۔

☆☆☆

خواتین کی پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیونگ

مفتی محمد مطیع الرحمٰن قاسمی☆

خواتین کا بغیر محرم کے سفر کرنا:

نبی ﷺ نے احادیث میں صراحت کے ساتھ عورت کو محرم کے بغیر سفر کرنے سے منع فرمایا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: " **لا تُسَافِرُ الْمَرْاَةُ، اِلاَّ مَعَ ذِیْ محرمٍ**" (عورت محرم کے بغیر سفر نہ کرے) (صحیح بخاری:۸۶، صحیح مسلم)۔

دوسری حدیث حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو عورت اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو، اس کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ محرم کے بغیر ایک دن اور ایک رات کی مسافت کے بقدر سفر کرے۔

"**لاَ یَحِلُّ لاِ مْرَاَةٍ تُوْمِنُ باللهِ وَالْیَوْمِ الآخِرِ اَنْ تُسَافِرَ مَسِیْرَةِ یَوْمٍ وَّلَیْلَةٍ لَیْسَ مَعَهَا حُرْمَةٌ**" (صحیح بخاری:۸۸۰، صحیح مسلم)۔

بعض روایتوں میں تین دنوں کا ذکر ہے کہ عورت تین دن کی مسافت کا سفر بغیر محرم کے نہ کرے۔ لیکن ان روایتوں میں کوئی تضاد نہیں ہے، پس اللہ کے رسول ﷺ نے بغیر محرم کے عورت کے سفر کو ممنوع قرار دیا ہے، چاہے جتنی مسافت کا سفر ہو۔

عورت کے بغیر محرم کے سفر کی چند صورتیں:

الف: اگر کوئی عورت دار الحرب میں اسلام قبول کرے۔ تو اس کے لیے دار الحرب سے نکل کر دار الاسلام میں آنا واجب ہے، یا کسی عورت کو کفار قید کرلیں، یا کسی پُر خطر مقام پر ہو، وہاں سے کسی پُر امن علاقے میں آنا چاہتی ہو، یہ اضطراری حالت ہے۔ وہ اس حالت میں بغیر محرم کے بھی سفر کرسکتی ہے۔

ب: عورت پر حج فرض ہوگیا ہو، لیکن کوئی محرم نہ ہو، جو اسے اپنے ساتھ لے جاسکے، یا محرم تو ہو، لیکن کسی وجہ سے

☆ قاضی شریعت دار القضاء آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ بھیونڈی (ممبئی)۔

اس کا ساتھ جانا ممکن نہ ہو۔ اس صورت میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ فقہاء حنفیہ اور حنابلہ بغیر محرم کے عورت کو سفرِ حج کی بھی اجازت نہیں دیتے، جبکہ فقہاء مالکیہ اور شافعیہ نے قابلِ بھروسہ رفقاء سفر کے ساتھ حج کے لیے نکلنے کی اجازت دی ہے۔ مالکیہ نے سفر حج کے ساتھ اس کے واجب سفر کو بھی شامل کیا ہے، چنانچہ اس کے لئے جائز ہے کہ ثقہ عورتوں کی قابل اعتماد جماعت کے ساتھ اپنا ہر وہ سفر کرے جو اس پر واجب ہے۔

بعض فقہاء عام حالات میں عورت کے سفر کو بغیر محرم کے بعض شرائط کے ساتھ جائز قرار دیتے ہیں۔

امام نوویؒ نے لکھا ہے: ''ماوردیؒ فرماتے ہیں: ہمارے اصحاب میں سے بعض نے یہ رائے دی ہے کہ عورت بغیر محرم کے معتبر عورتوں کی جماعت کے ساتھ نکل سکتی ہے، جیسا کہ فرض حج میں اس کی اجازت ہے'' (المجموع شرح المہذب ۸/ ۳۴۳)۔

اسی طرح کی رائے حضرت حسن بصری، امام اوزاعیؒ اور داؤد ظاہریؒ سے مروی ہے (المجموع شرح المہذب: ۸/ ۳۴۳)۔

اس تفصیل سے واضح ہوا کہ جمہور فقہاء محرم کے بغیر عورت کے سفر کرنے کو ناجائز قرار دیتے ہیں، البتہ بعض فقہاء کہتے ہیں کہ راستے پُر امن ہوں اور دیگر عورتوں کا ساتھ ہو، تو عورت محرم کے بغیر بھی سفر کر سکتی ہے، یا کچھ عورتوں کے ساتھ ان کے محرم ہوں تو دیگر عورتیں ان کے ساتھ سفر کر سکتی ہیں۔

خواتین کا گاڑی چلانا:

عورت کے گاڑی چلانے سے متعلق علماء کی مختلف آراء پائی جاتی ہیں۔

پہلی رائے: بعض علماء کا کہنا ہے کہ عورت کا گاڑی چلانا مطلقاً ناجائز ہے۔

وجوہات:

الف: اس میں مردوں کی مشابہت ہے، اس لیے کہ سواری اصلاً مردوں کا کام ہے، اور عورتوں کو مردوں کی مشابہت سے منع کیا گیا ہے۔

ب: اس میں فتنہ کا قوی اندیشہ ہے۔

ج: اس میں عورتوں کا مردوں کے سامنے اظہار ہے، جبکہ عورتوں کو پردہ میں اور چھپے رہنے کا حکم ہے۔

د: عورتوں کا مردوں کے سامنے محض اظہار ہی نہیں، بلکہ مردوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کا انوکھا انداز ہے۔

ہ: خدانخواستہ موٹر سائیکل کے بے قابو ہونے کی صورت میں بے پردگی کا بھی سخت احتمال ہے۔

و: جرائم پیشہ افراد کا شکار ہونے کا زیادہ خطرہ ہے۔

ز: اس میں ہر طرح کے (جوان اور بڑی عمر کے) مردوں پر نظر پڑنا لازمی امر ہے، اس سے بچنا ممکن نہیں ہے، جب کہ عورتوں کو بھی حکم ہے کہ وہ غیر محرم مردوں پر نظر نہ ڈالیں۔

ح: اگر خدانخواستہ اس کا رواج ہو گیا، تو عورت سرِ بازار مردوں کے لیے تماشہ بن جائے گی، جب کہ اسلام عورتوں کی عزت، آبرو اور عصمت کو محفوظ رکھنے کے لیے انہیں گھر کی چار دیواری میں رہنے کا حکم دیتا ہے۔

ط: اس سے معاشرہ میں بے حیائی کا ناسور پھیلنے کا اندیشہ ہے۔

ی: اسلامی معاشرے میں مغربی کلچر کو فروغ دے کر دشمنانِ اسلام کی خواہش میں معاونت کا باعث بھی ہے۔

دلائل:

" **وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ**" (الأحزاب: ۳۳) "اور تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور قدیم زمانہ جاہلیت کے دستور کے موافق مت پھرو اور تم نمازوں کی پابندی رکھو اور زکات دیا کرو اور اللہ کا اور اس کے رسول (علیہ السلام) کا کہنا مانو"۔

صحیح بخاری میں ہے: "**أنس بن مالک ؓ قال: أقبلنا مع رسول الله ﷺ من خيبر، وإني رديف أبي طلحة وهو يسير، وبعض نساء رسول الله ﷺ رديف رسول الله ﷺ، إذ عثرت الناقة، فقلت: المرأة، فنزلت، فقال رسول الله ﷺ: »إنها أمكم« فشددت الرحل وركب رسول الله ﷺ**" (صحیح البخاری: حدیث: ۹۶۸، باب إرداف المرأة خلف الرجل، ط: دار طوق النجاة)۔

صحیح مسلم میں ہے: "**عن عمرة بنت عبد الرحمن، أنها سمعت عائشة زوج النبي ﷺ تقول: »لو أن رسول الله ﷺ رأى ما أحدث النساء لمنعهن المسجد، كما منعت نساء بني إسرائيل .« قال: فقلت لعمرة: أنساء بني إسرائيل منعن المسجد؟ قالت: نعم**" (صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب منع نساء بنی إسرائیل المسجد، ط: دار إحیاء التراث العربی بیروت)۔

سنن ابو داؤد میں ہے: "**عن عبد الله، عن النبي ﷺ، قال: صلاة المرأة في بيتها أفضل من صلاتها في حجرتها، وصلاتها في مخدعها أفضل من صلاتها في بيتها**" (سنن أبي داود، کتاب الصلاۃ، باب ماجاء فی خروج النساء إلی المسجد، ط: رحمانیۃ)۔

ترمذی میں ہے: "**المرأةُ عَوْرةٌ، فإذا خَرَجَت استَشْرَفَها الشَيطانُ**" (ترمذی بحوالہ مشکوۃ)۔

(۶)دلائل النبوۃ للبیہقی میں ہے:"حدثنا مالک بن أنس، عن نافع، عن ابن عمر، قال: كتب عمر بن الخطابؓ إلى سعد بن أبى وقاص وهو بالقادسية أن وجه نضلة بن معاوية الأنصارى إلى حلوان العراق ...فقال: أنا ذريب بن برثملا وصى العبد الصالح عيسى بن مريم أسكننى هذا الجبل ودعا لى بطول البقاء ...فاقرؤوا عمر منى السلام وقولوا له يا عمر سدد وقارب فقد دنا الأمر واختبروه بهذه الخصال التى أخبركم بها يا عمر إذا ظهرت هذه الخصال فى أمة محمد صلى الله عليه وسلم فالهرب الهرب إذا استغنى الرجال بالرجال، والنساء بالنساء ...وخرج الرجل من بيته فقام عليه من هو خير منه، وركبت النساء السروج"(دلائل النبوۃ للبیہقی (5/425،426، باب ما جاء فی قصۃ وصی عیسی بن مریم، ط: دار الکتب العلمیۃ-بیروت)۔

(۷)مرقاۃ المفاتیح میں ہے:"لأنها قد هيجت شهوة الرجال بعطرها وحملتهم على النظر إليها فقد زنى بعينه، ويحصل لها إثم بأن حملته على النظر إليها وشوشت قلبه، فإذا هى سبب زناه بالعين، فتكون هى أيضا زانية أو كأنها هى زانية، قال ابن الملك: وفيه تشديد ومبالغة فى منع النسوة عن خروجهن من بيوتهن إذا تعطرن، وإلا فبعض الأعين قد عصمها الله تعالى عن الزنا بالنظر إليهن".(مرقاۃ المفاتیح:3/838 باب الجماعۃ وفضلہا، ط: دار الفکر)۔

دوسری رائے: بعض فرماتے ہیں کہ شدید ضرورت کے وقت پردہ کے پورے اہتمام کے ساتھ گاڑی چلانے کی اجازت ہوگی، لیکن بلاضرورت شدیدہ نہ تو باہر نکلنا جائز ہے اور نہ گاڑی چلانا جائز ہے۔ تاہم سفر شرعی کی مسافت یا اس سے زیادہ کا سفر ہو تو ساتھ میں محرم کا ہونا لازم ہے۔

دلائل:

"قال تعالى: وقرن فى بيوتكن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الأولى{ فدلت الآية على أن الأصل فى حقهن الحجاب بالبيوت والقرار بها، ولكن يستثنى منه مواضع الضرورة، فيكتفى فيها الحجاب بالبراقع والجلابيب ...فعلم أن حكم الآية قرارهن فى البيوت إلا لمواضع الضرورة الدينية كالحج والعمرة بالنص، أو الدنيوية كعيادة قرابتها وزيارتهم أو احتياج إلى النفقة وأمثالها بالقياس، نعم! لا تخرج عند الضرورة أيضًا متبرجةّ بزينة تبرج الجاهلية الأولى، بل فى ثياب بذلة متسترة بالبرقع أو الجلباب، غير متعطرة ولامتزاحمة فى جموع الرجال؛ فلا يجوز لهن الخروج من بيوتهن، إلا عند

الضرورة بقدر الضرورة مع اهتمام التستر والاحتجاب كل الاهتمام، وما سوى ذلک فمحظور ممنوع"(سورۃ الأحزاب:33)۔

"إِنَّهُ قَدْ أُذِنَ لَكُنَّ أَنْ تَخْرُجْنَ لِحَاجَتِكُنَّ"(رواہ مسلم)(یعنی تمہارے لئے اس کی اجازت ہے کہ اپنی ضرورت کے لئے گھر سے نکلو)۔

فتاوی شامی میں ہے:**"لا تركب مسلمة على سرج للحديث .هذا لو للتلهى، ولو لحاجة غزو أو حج أو مقصد دينى أو دنيوى لا بد لها منه فلا بأس به.**

و فى الرد: (قوله: للحديث) وهو »لعن الله الفروج على السروج« ذخيرة .لكن نقل المدنى عن أبى الطيب أنه لا أصل له اه يعنى بهذا اللفظ وإلا فمعناه ثابت، ففى البخارى وغيره »لعن رسول الله ﷺ المتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال« وللطبرانى »أن امرأة مرت على رسول الله ﷺ متقلدة قوسا فقال: لعن الله المتشبهات من النساء بالرجال والمتشبهين من الرجال بالنساء« " (قوله: ولو لحاجة غزو إلخ) أى بشرط أن تكون متسترة وأن تكون مع زوج أو محرم (قوله أو مقصد دينى) كسفر لصلة رحم" (6/423،کتاب الحظر والإباحۃ،ط:سعید)۔

"منحۃ السلوک فی شرح تحفۃ الملوک" میں ہے:

''قوله: (ولا تركب المرأة على السرج) لقوله عليه السلام: ''لعن الله الفروج على السروج".قوله: (إلا للضرورة) يعنى إذا كانت المرأة فى سفر الحج وغيره، واضطرت للركوب على السرج، تركب مستديرة، لأن الضرورة تبيح المحظورة"(1/423 کتاب الکراھیۃ،ط:وزارۃ الأوقاف والشؤون الإسلامیۃ -قطر)۔

البحر الرائق شرح کنز الدقائق میں ہے:**"ولا تركب امرأة مسلمة على السرج لقوله عليه الصلاة والسلام"لعن الله السروج على الفروج" هذا إذا ركبت متلهية أو متزينة لتعرض نفسها على الرجال فإن ركبت لحاجة كالجهاد والحج فلا بأس به"**(8/215 کتاب الکراھیۃ،فصل فی اللبس،ط: دار الکتاب الإسلامی)۔

"المحیط البرہانی فی الفقہ النعمانی" میں ہے:**"وقوله: ولا تركب امرأة مسلمة على سرج بظاهره، نهى النساء عن الركوب على السرج، وبه نقول، وإنه خرج موافقا لقوله عليه السلام: »لعن الله الفروج على السروج« والمعنى فى النهى من وجهين؛ أحدهما: أن هذا تشبه بالرجال، وقد نهين عن ذلک،**

الثانی: أن فيه إعلان الفتن وإظهارها للرجال، وقد أمرن بالستر، قالوا: وهذا إذا كانت شابة، وقد ركبت السرج والفرج، فأما إذا كانت عجوزا أو كانت شابة، إلا أنها ركبت مع زوجها بعذر بأن ركبت للجهاد، وقد وقعت الحاجة إليهن للجهاد، أو للحج أو للعمرة، فلا بأس إن كانت مستترة، فقد صح أن نساء المهاجرين كن يركبن الأفراس، ويخرجن للجهاد، فكان رسول الله عليه السلام يراهن و (لا) ينهاهن، وكذلک بنات خالد بن الوليد كن يركبن، ويخرجن للجهاد يسقين المجاهدين في الصفوف ويداوين الجرحى"(5/384 کتاب الاستحسان والکراہیۃ، ط: دارالکتب العلمیہ، بیروت)۔

تیسری رائے: بعض علما ئفر ماتے ہیں کہ پورے پردہ کے ساتھ عورت کا تنہا گاڑی چلانا جائز ہے۔

ازواج مطہرات اور مختلف صحابیات کی سواری سے متعلق درج ذیل احادیث ملاحظہ فرمائیں:

"عن عائشة أن النبی ﷺ إذا كان بالليل سار مع عائشةؓ يتحدث فقالت حفصة:ألا تركبين الليلة بعيری واركب بعيرک تنظرين وانظر فقالت:بلی فركبت فجاء النبی ﷺ إلی جمل عائشةؓ وعليه حفصة فسلم عليها ثم سار حتی نزلوا الخ "(رواہ البخاری، رقم ۵۲۱۱، کتاب النکاح ومسلم رقم:۲۴۴۵)۔

"عن عبد الله بن عبد الرحمن الانصاری قال:سمعت انس رضی الله عنه يقول:دخل رسول الله ﷺعلی ابنة ملحان فاتكا عندها ثم ضحک فقالت: لم تضحک يا رسول الله فقال: ناس من امتی يركبون البحر الاخضر فی سبيل الله... قال انسؓ:فتزوجت عبادة الصامت فركبت البحر مع بنت قرظة فلما قفلت ركبت دابتها فقصت بها فسقطت دابتها فوقصت بها فماتت "(رواہ البخاری، رقم:۲۷۸۴ باب غزوۃ فی البحر)۔

"عن عائشةؓ فی حديث طويل،فقالت:ماكلمنی كلمة ولا سمعت منه كلمة غير استرجاعه حتی اناخ راحلته فوطئی علی يديها فركبتها فانطلق يقود بی الراحلة حتی اتينا الجيش بعد ما نزلوا"
(رواہ البخاری ولولا اذ سمعتموہ قلتم رقم ۴۷۵۰)۔

"عن عمران بن حصين رضی الله قال:كانت ثقيف حلفاء لبنی عقيل... الی قوله:واسرت امراة من الانصار واصيبت العضباء فكانت المرأة فی الوثاق وكان القوم يريحون نعمهم بين يدی بيوتهم فانفلتت ذات ليلة من الوثاق فاتت الإبل فجعلت إذا دنت من البعير رغا فتتركه حتی تنتهی إلی العضباء فلم ترغ فاناقة منوقة فقعدت فی عجزها ثم زجرتها فانطلقت الخ"(رواہ مسلم رقم ۱۶۴۱، باب لا وجاء لنذر فی معصیۃ اللہ)۔

"عن أبی هریرةؓ ان رسول الله ﷺ قال: خیر نساء رکبن الإبل نساء قریش أحناه علی ولد فی صغره وأرعاه علی زوج فی ذات یده" (رواہ البخاری رقم ۵۳۶۵ باب الی من ینکح مسلم رقم ۲۵۲۷)۔

صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، نبیؐ نے ارشاد فرمایا کہ قریش کی عورتیں بہترین عورتیں ہیں کیونکہ ان میں تین خصلتیں ہیں؛ ایک یہ کہ وہ اونٹ کی سواری کر لیتی ہیں، دوسرا یہ کہ اپنے شوہر کے بچوں کے لیے بہت شفیق ہوتی ہیں یعنی بعض تو اس کی وفات کے بعد بچوں کی اچھی تعلیم وتربیت کی خاطر شادی بھی نہیں کرتی ہیں اور تیسرا یہ کہ شوہر کے مال کو اجاڑتی نہیں ہیں۔

حضرت عدی بن حاتمؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"فَاِنْ طَالَتْ بِکَ حَیَاۃٌ لَتَرَیَنَّ الظَّعِیْنَۃَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِیْرَۃِ حَتّٰی تَطُوْفَ بِالْکَعْبَۃِ لاَ تَخَافُ اَحَداً، اِلاَّ الله" (صحیح بخاری) (اگر تم زندہ رہے تو یقیناً دیکھ لوگے کہ ایک عورت حیرہ سے تنہا سفر کر کے آئے گی اور کعبہ کا طواف کرے گی۔ راستے میں اسے اللہ کے علاوہ اور کسی کا خوف نہ ہوگا)۔

ڈاکٹر یوسف القرضاوی نے اس حدیث کے ذیل میں لکھا ہے:

''اس حدیث میں نہ صرف اس بات کی پیشین گوئی ہے کہ ایسا واقعہ وقوع پذیر ہوگا، بلکہ سفر پُر امن ہونے کی صورت میں اکیلی عورت کے سفر پر نکلنے کے جواز کی بھی دلیل ہے۔ کیوں کہ حضورؐ نے اس واقع کی پیشین گوئی تعریف اور مدح کے صیغے میں فرمائی ہے'' (فتاویٰ یوسف القرضاوی، مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، نئی دہلی، جلد اوّل، ص ۸)۔

مذکورہ بالا بحث وتمحیص کے بعد خلاصہ یہ ہے کہ عورت کا مکمل پردہ کے ساتھ گاڑی چلانا فی نفسہ جائز ہے۔

عورت کا شہر میں ایک جگہ سے دوسری جگہ تک تنہا گاڑی چلانے کا حکم:

مختلف صحابیات سے گھوڑے اور اونٹ کی سواری ثابت ہے، کیوں کہ آج کل بعض عورتوں کو گاڑی چلانے کی ضرورت پیش آتی رہتی ہے۔ اس لیے:

الف: اگر 48 میل یا 77.24 کلومیٹر سے کم کی مسافت ہو اور راستہ میں فتنہ کا قوی اندیشہ نہ ہو تو مکمل پردہ کے ساتھ شریعت کے حدود کی رعایت کرتے ہوئے عورت کے تنہا گاڑی چلانے کی گنجائش ہے، مگر بہتر ہے کہ اس پرفتن دور میں محرم کے بغیر گاڑی نہ چلائے۔

ب: اگر عورت فورویلر جیسے کار، ٹیکسی، بس وغیرہ چلا رہی ہو اور اس کے ساتھ کوئی محرم ہو تو یہ صورت بھی درست ہوگی۔

ج: اگر گاڑی میں کوئی غیر محرم اور اجنبی شخص ہو تو یہ صورت ناجائز ہوگی۔ کیونکہ اس میں غیر محرم کے ساتھ خلوت پائی جارہی ہے، جس سے شریعت نے منع کیا ہے۔

عورتوں کو ڈرائیونگ کی اجازت نہ دینے کی صورت میں کئی خرابیاں لازم آئیں گی، بہت سی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اگر وہ کسی دوسرے کے ساتھ گاڑی پر جاتی ہیں تو اس میں مرد وزن کا اختلاط ہوگا، جس میں فتنہ کا قوی اندیشہ ہے۔، دھکہ کھانا پڑتا ہے، بے پردگی ہوتی ہے، یہ فتنہ خود ڈرائیونگ کے فتنہ سے بھی زیادہ ہے۔

صحیح بخاری میں ہے: ''**عن أبی هريرةؓ ان رسول الله ﷺ قال: خير نساء ركبن الإبل نساء قريش أحناه على ولد فی صغره وأرعاه على زوج فی ذات يده**'' (رواہ البخاری رقم ۵۳۶۵ باب الی من ینکح، ومسلم رقم ۲۵۲۷)۔

صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے نبیؐ نے ارشاد فرمایا کہ قریش کی عورتیں بہترین عورتیں ہیں کیونکہ ان میں تین خصلتیں ہیں؛ ایک یہ کہ وہ اونٹ کی سواری کر لیتی ہیں، دوسرا یہ کہ اپنے شوہر کے بچوں کے لیے بہت شفیق ہوتی ہیں یعنی بعض تو اس کی وفات کے بعد بچوں کی اچھی تعلیم وتربیت کی خاطر شادی بھی نہیں کرتی ہیں اور تیسرا یہ کہ شوہر کے مال کو اجاڑتی نہیں ہیں (دلائل گذر چکے ہیں، دیکھئے: رواہ البخاری ولولا اذ سمعتموہ قلتم رقم ۴۷۵۰، رواہ مسلم رقمھا ۱۶۴۱، باب لا وجاء لمن رفی معصیۃ اللہ)۔

نیز حضرت عدی بن حاتمؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''**فَإِنْ طَالَتْ بِکَ حَيَاةٌ لَتَرَيَنَّ الظَّعِيْنَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيْرَةِ حَتّٰى تَطُوْفَ بِالْكَعْبَةِ لاَ تَخَافُ اَحَداً، اِلاَّ الله**'' (صحیح بخاری ۹)۔

''اگر تم زندہ رہے تو یقیناً دیکھ لوگے کہ ایک عورت حیرہ سے تنہا سفر کر کے آئے گی اور کعبہ کا طواف کرے گی۔ راستے میں اسے اللہ کے علاوہ اور کسی کا خوف نہ ہوگا''۔

ڈاکٹر یوسف القرضاوی نے اس حدیث کے ذیل میں لکھا ہے:

''اس حدیث میں نہ صرف اس بات کی پیشین گوئی ہے کہ ایسا واقعہ وقوع پذیر ہوگا، بلکہ سفر پُر امن ہونے کی صورت میں اکیلی عورت کے سفر پر نکلنے کے جواز کی بھی دلیل ہے۔ کیونکہ حضور ﷺ نے اس واقع کی پیشین گوئی تعریف اور مدح کے صیغے میں فرمائی ہے'' (فتاویٰ یوسف القرضاوی، مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، نئی دہلی، جلد اوّل، ص ۸)۔

فتاوی دارالعلوم زکریا میں مفتی رضاء الحق صاحب ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ مکمل پردہ کی رعایت کے ساتھ ڈرائیونگ کی اجازت ہے۔ عورتوں کو بعض مرتبہ ڈرائیونگ کی اجازت نہ ہونے یا نہ سیکھنے کی وجہ سے بعض لڑکیاں نوجوان ڈرائیور کے ساتھ تنہائی میں جاتی ہیں، یہ فتنہ خود ڈرائیونگ کے فتنہ سے بھی زیادہ ہے۔

حضرت آگے جولوگ عورت کے گاڑی چلانے کو ناجائز کہتے ہیں ان کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

بعض حضرات عورتوں کو ڈرائیونگ کرنے سے روکتے ہیں اور درج ذیل احادیث استدلال میں پیش کرتے ہیں "**لعن الالله الفروج على السروج**"۔

الجواب (۱) یہ حدیث انتہائی ضعیف ہے یہاں تک کہ بعض نے اس کو بے بنیاد کہا ہے، لہذا اس سے استدلال کرنا درست نہیں، چنانچہ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں: "لا اصل لہ" (الاسرار المرفوعۃ ۷۱۵)۔

اور نصب الرایہ میں علامہ زیلعی: فرماتے ہیں: "**غريب جدا**" (نصب الرایۃ؛ ۳/ ۲۳۸)، حافظ ابن حجر نے لم اجدہ فرمایا ہے (الدرایۃ: ۵۶۹)۔

علامہ شامیؒ فرماتے ہیں: "**نقل المدنى عن أبى الطيب أنه لا أصل له**" (فتاوی الشامی: ۶/ ۴۲۳)، دوسری جگہ فرماتے ہیں: "**قال فى الفتح: انه حديث غريب جدا**" (فتاوی الشامی ۳/ ۲۵۶)۔

مذکورہ بالا صحیحین کی احادیث کے مقابلہ میں یہ روایت ضعیف اور مرجوح ہے۔

بالفرض اگر حدیث قابل استدلال تسلیم کرلیں تو فقہاء نے اس کی توجیہہ یہ ذکر فرمائی ہے کہ اپنے آپ کو بنا سنوار کر مردوں پر پیش کرنے کے لیے سوار ہونا منع ہے، ورنہ کسی حاجت کے لیے سوار ہونا حدود شریعت کی رعایت کے ساتھ جائز ہے۔

مسافت شرعی کی مقدار سفر میں عورت کا اپنے محرم کے ساتھ ڈرائیونگ کرنا:

اگر مسافت شرعی کی مقدار کا سفر ہو اور گاڑی میں عورت کا شوہر یا محرم ہو تو ایسی صورت میں اس کو گاڑی چلانے کی اجازت ہوگی۔

"**لا تُسَافِرُ الْمَرْاَةُ اِلاَّ مَعَ ذِیْ محرمٍ**" (عورت محرم کے بغیر سفر نہ کرے) (صحیح بخاری: ۸۶، صحیح مسلم)۔

"**لاَ يَحِلُّ لاِ مُرَاَةٍ تُوْمِنُ باللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ اَنْ تُسَافِرَ مَسِيْرَةِ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ لَيْسَ مَعَهَا حُرْمَةٌ**" (صحیح بخاری: ۸۸۰، صحیح مسلم: ۹)۔

"**فأما إذا كانت عجوزا أو كانت شابة إلا أنها ركبت مع زوجها بعذر بأن ركبت للجهاد، وقد وقعت الحاجة إليهن للجهاد، أو للحج أو للعمرة فلا بأس إن كانت مستترة، فقد صح أن نساء المهاجرين كن يركبن الأفراس، ويخرجن للجهاد، فكان رسول الله عليه السلام يراهن و (لا) ينهاهن، وكذلک بنات خالد بن الوليد كن يركبن، ويخرجن للجهاد يسقين المجاهدين فى الصفوف**

ویداوین الجرحی"(کتاب الاستحسان والکراہیۃ، الفصل السابع والعشرون فی البیع، والاستیام علی سوم الغیر، ج:5 ص:384 ط: دار الکتب العلمیۃ)۔

کیا کوئی عورت پبلک ٹرانسپورٹ کی گاڑی چلاسکتی ہے؟

عورت کے لیے پبلک ٹرانسپورٹ کی گاڑیاں چلانا درست نہیں ہے۔ کیوں کہ اکثر مسافت شرعی کی مقدار سے زیادہ کا سفر کرنا ہوتا ہے، اور یہ شریعت میں منع ہے۔ موجودہ پرفتن دور جس میں فتنہ، فساد کا اندیشہ رہتا ہے، جیسا کہ آئے دن عورتوں کی عصمت دری اور قتل کے واردات کی خبریں پڑھنے اور سننے میں آتی ہیں۔ ان گاڑیوں میں حفاظت کا کوئی سامان نہیں ہوتا ہے۔

کیا عورت پائلٹ بن سکتی ہے؟

ہماری ناقص رائے کے مطابق مسلم خواتین کا پائلٹ بننا اور اس کی ملازمت کرنا ناجائز ہے اور اس کی چند وجوہات ہیں: پہلی وجہ سبھی کمپنیوں کی پائلٹوں کو خوب بن سنور کر جانا پڑتا ہے۔ دوسری وجہ خاتون پائلٹ کا نیم عریاں چست لباس میں ہونا شرط ہے۔ تیسری وجہ خاتون پائلٹ کے ساتھ اس کا شوہر یا اس کا محرم بالکل نہیں جاسکتا۔ چوتھی وجہ پائلٹ کے کیبن میں دو افراد ہوتے ہیں اور دونوں کی نشستوں کے درمیان انتہائی کم معمولی فاصلہ ہوتا ہے اور ہوسکتا ہے کہ دوسرا پائلٹ مرد ہو۔ پانچویں وجہ مسافت شرعی کی مقدار سے زیادہ کا سفر مسلسل ہوتا رہتا ہے۔

چونکہ کیمرہ کے ذریعہ پائلٹ کی مسلسل اور سخت نگرانی ہوتی رہتی ہے، ایسے میں فتنہ کا اندیشہ بہت کم ہے، اس لیے بحالت مجبوری گنجائش ہوگی۔

" **وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ**"(الأحزاب:۳۳)۔

''اور تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور قدیم زمانہ جاہلیت کے دستور کے موافق مت پھرو اور تم نمازوں کی پابندی رکھو اور زکات دیا کرو اور اللہ کا اور اس کے رسول (علیہ السلام) کا کہنا مانو'' (بیان القرآن، مزید دلائل کے لئے دیکھئے: صحیح البخاری: حدیث:۹۶۸، باب إرداف المرأۃ خلف الرجل، ط: دار طوق النجاۃ، صحیح مسلم:۸ کتاب الصلاۃ، باب منع نساء بنی إسرائیل المسجد، ط: دار إحیاء التراث العربی بیروت، الرد 6/423، کتاب الحظر والإباحۃ، ط: سعید، 8/215 کتاب الکراہیۃ، فصل فی اللبس، ط: دار الکتاب الإسلامی)۔

کیا عورت ٹرین کی ڈرائیونگ کرسکتی ہے؟

اگر ٹرین کا سفر مسافت شرعی کی مقدار سے کم کا ہو تو ایسی ٹرینوں کو پردہ کے ساتھ چلانے کی گنجائش ہے، کیونکہ اس

میں حفاظت کیلئے مسلح محافظ بھی ہوتے ہیں، ایسے میں فتنہ کا اندیشہ کم ہوتا ہے۔ جیسے عرب میں خواتین ٹرین کی ڈرائیونگ کرتی ہیں، پردہ کا خاص خیال کرتی ہیں اور حکومت ایسی خواتین کو سیکورٹی بھی فراہم کرتی ہے۔

"عن أبی هريرةؓ ان رسول الله ﷺقال:خير نساء ركبن الإبل نساء قريش أحناه على ولد فی صغره وأرعاه على زوج فی ذات يده "(رواہ البخاری رقم ۵۳۶۵ باب الی من ینکح، ومسلم رقم ۲۵۲۷)۔

"عن عائشةؓ فی حديث طويل،فقالت:ماكلمنی كلمة ولا سمعت منه كلمة غير استرجاعه حتی اناخ راحلته فوطئی على يديها فركبتها فانطلق يقود بی الراحلة حتی اتينا الجيش بعد ما نزلوا" (رواہ البخاری ولولا اذ سمعتموہ قلتم رقم ۴۷۵۰)۔

"اِنْ طَالَتْ بِکَ حَيَاةٌ لَتَرَيَنَّ الظَّعِيْنَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيْرَةِ حَتّٰى تَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ لاَ تَخَافُ اَحَداً اِلاَّ الله "(صحیح بخاری ۹)۔

(اگر تم زندہ رہے تو یقیناً دیکھ لوگے کہ ایک عورت حیرہ سے تنہا سفر کر کے آئے گی اور کعبہ کا طواف کرے گی۔ راستے میں اسے اللہ کے علاوہ اور کسی کا خوف نہ ہوگا)

۶-کیا عورت ٹی ٹی بن سکتی ہے؟

عورت کا ٹی ٹی بننا درست نہیں ہوگا۔ کیوں ٹرینیں مسافت شرعی کی مقدار سے زیادہ کا سفر کرتی ہیں، ٹرینوں میں اور ٹرینوں سے باہر لوگوں کا جم غفیر ہوتا ہے، ایسے میں مرد وزن کے اختلاط سے بچنا مشکل ہے، اور اس سے شریعت نے منع کیا ہے، اور یہاں فتنہ کا قوی اندیشہ ہے۔ دلائل اوپر گزر چکے۔

۷-عورت کا ریلوے اسٹیشن یا ائیر پورٹ پر ٹکٹ کاٹنے کی ملازمت کرنا:

واضح رہے کہ عورت کو شریعت میں گھر میں رہنے کا پابند بنایا گیا ہے اور شدید ضرورت کے بغیر عورت کا گھر سے نکلنا جائز نہیں ہے، لہذا عورت کا ریلوئے اسٹیشن یا ائیر پورٹ پر ٹکٹ کاٹنے کی ملازمت کرنا جائز نہیں ہے۔

البتہ اگر کسی خاتون کی شدید مجبوری ہو تو ایسی صورت میں عورت کے لیے گنجائش ہوگی، لیکن اس میں بھی یہ ضروری ہے کہ عورت مکمل پردے کے ساتھ کرے، بلاضرورت کسی نامحرم سے بات چیت نہ کرے، اور نہ کسی کے ساتھ تنہائی میں بیٹھ کر کام کرے۔

"وَقَرْنَ فِی بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ، فلا يجوز لهن الخروج من بيوتهن، إلا عند الضرورة بقدر الضرورة مع اهتمام التستر

والاحتجاب كل الاهتمام، وما سوى ذلک فمحظور ممنوع"(سورۃ الأحزاب:آلایۃ:33)۔

"**إِنَّهُ قَدْ أُذِنَ لَكُنَّ أَنْ تَخْرُجْنَ لِحَاجَتِكُنَّ**"(رواہ مسلم)(یعنی تمہارے لئے اس کی اجازت ہے کہ اپنی ضرورت کے لئے گھر سے نکلو)۔

شامی میں ہے:"(**قوله: ولو لحاجة غزو إلخ) أى بشرط أن تكون متسترة، وأن تكون مع زوج أو محرم (قوله أو مقصد دينى) كسفر لصلة رحم**"(6/423،کتاب الحظر والإباحۃ،ط:سعید)۔

☆☆☆

خواتین کا بڑی گاڑیاں ڈرائیو کرنا

مولانا محمد جمیل اختر جلیلی ندوی☆

خواتین کو ''شقائق الرجال'' کہا گیا ہے، لہٰذا وہ بھی بہت سارے امور میں مردوں کی طرح ہی احکام کی پابند ہیں؛ لیکن جسم وجثہ، اوصاف وعادات اور مزاج ومذاق کے لحاظ سے مردوں سے انھیں مختلف بنایا گیا ہے، اس اعتبار سے بہت سارے امور کی انجام دہی ان کے ذمہ نہیں رکھی گئی ہے، تاہم آج کی دنیا خواتین کو بھی مردوں کی صف میں کھڑا کرنے کا نعرہ لگا چکی ہے، جس کی وجہ سے جہاں صنف نازک کے کاندھوں پر دہری ذمہ داری آن پڑی ہے، وہیں بہت سارے مسائل بھی اٹھ کھڑے ہوئے ہیں، جو لوگ دین ومذہب کو نہیں مانتے، ان کے لئے تو کوئی مسئلہ نہیں ہے؛ لیکن جو لوگ مذہب کے پیروکار ہیں، وہ سوچنے پر مجبور ہیں۔

اسلام نے خواتین کو دائرہ میں رہ کر بہت سارے امور کی انجام دہی کی اجازت دی ہے، مسئلہ وہاں اٹھ کھڑا ہوتا ہے، جہاں وہ دائرہ سے باہر نکل جاتی ہیں یا انھیں دائرہ سے باہر نکال دینے کی کوشش کی جاتی ہے، جس کی وجہ سے مسائل اٹھ کھڑے ہوتے ہیں، ایسے ہی مسائل میں ایک خواتین کی ڈرائیونگ کا مسئلہ بھی ہے، آج کل خواتین ٹو وہیلر سے لے کر فور وہیلر تک؛ بلکہ اس سے آگے بڑھ کر بس، ٹرین اور ہوائی جہاز تک میں ڈرائیونگ کر رہی ہیں، جہاں بہت سارے مواقع ایسے آجاتے ہیں، جب وہ دائرہ سے باہر نکل جاتی ہیں، ایسے میں اس مسئلہ میں غور وفکر کی ضرورت تھی، اسلامک فقہ اکیڈمی نے حسب سابق اس موضوع سے متعلق سوالات مرتب کر کے اہل علم کی خدمت میں بھیجا ہے، انھیں سوالات کا یہ جواب ہے۔

۱- سفر اور نقل وحرکت بھی ایک حق ہے اور اس میں بھی اسی طرح آزادی دی گئی ہے، جس طرح رہنے سہنے، پڑھنے لکھنے اور عقیدہ واخلاق میں دی گئی ہے، اس حق کا نام ''حریۃ التنقل'' ہے، ڈاکٹر عبدالکریم زیدان لکھتے ہیں:

"منحت الشريعة الإسلامية حرية التنقل للمسلم، وجعلت ذلک من حقوقه؛ بل وجعلت بعض أنواع هذه الحرية من ضروريات قيامه بما هو واجب عليه" (المفصل فی احکام المرأۃ، فقرہ نمبر: ۳۲۵۷: ۴/۱۹۹)۔

☆ جامعہ ضیاء العلوم، کنڈلور، کرناٹک۔

(شریعت اسلامیہ نے مسلمان کوسفراورنقل وحرکت کرنے کی آزادی بخشی ہے اوراسے اس کے حقوق میں سے قراردیاہے؛ بلکہ اس آزادی کی بعض قسموں کواس پرواجب شدہ امورکی انجام دہی کے لئے ضروری قراردی گئی ہیں)۔

جب یہ بات معلوم ہوگئی کہ سفرایک حق ہےتواس حق میں مردوں کی طرح عورت بھی شامل ہے؛البتہ اس کے لئے شوہریاولی کی اجازت ضروری ہے،ڈاکٹرعبدالکریم زیدان لکھتے ہیں:

"التنقل الذی هوحق للمسلم ویکون حکمه الإباحة أو الندب، ولایستلزم سفراً أو لایصدق علیه اسم السفر مثل الانتقال من مکان إلی آخر داخل البلدة لغرض التجارة أو عیادة المریض، فیشترط لتمتع المرأة مثل هذا التنقل إذن الزوج إن کانت ذات زوج، أو إذن ولیها کأبیها إن لم تکن ذات زوج" (المفصل فی احکام المرأة،فقرہ نمبر:۳۲۶۴:۴/۲۰۱)۔

(وہ نقل وحرکت، جومسلمان کاحق ہے،کبھی اس کاحکم مباح کاہوتا ہےاورکبھی مندوب کا، اوراس سے باقاعدہ سفرلازم نہیں ہوتا،یعنی سفرکااسم اس پرصادق نہیں آتا،جیسےشہرکےاندرتجارت یامریض کی عیادت کی غرض سےایک جگہ سے دوسری جگہ جانا، پس اس طرح کی نقل وحرکت سے فائدہ اٹھانے میں شوہروالی عورت کے لئے شوہرکی اجازت، یا بغیر شوہروالی کے لئے والدجیسےولی کی اجازت شرط ہے)۔

مذکورہ اصول کی روشنی میں سوالات کے جوابات تحریر کئے جاتے ہیں:

۱- اس کا جواب یہ ہے کہ عورتوں کے گاڑی چلاکر جانے کی فی نفسہ ممانعت نہیں ہے، اب اس کی دوصورتیں ہوسکتی ہیں:

(ا) سفرمختصر ہوتواس بابت فقہاء کی دورائیں ہیں:

(الف) احناف اوربعض شوافع کےنزدیک اس کی گنجائش ہے۔

(ب) جمہورکےنزدیک اس کی گنجائش نہیں ہے(دونوں مسالک کےتعلق سےعبارتیں پیش کی جاچکی ہیں)۔

اس سلسلہ میں جواز کے قائلین نے جودلائل پیش کئے ہیں،ان میں ''ثلاثۃ أیام''اور''ثلاثۃ أیام فصاعداً'' کے الفاظ مذکورہیں، یہ حضرات اسی سےاستدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ پھراس کا مطلب یہ نکلا کہ اس سے کم میں گنجائش ہوگی؛ لیکن اس پر اشکال یہ ہوتا ہے کہ بعض احادیث میں''یومین من الدہر''،''یومین''،''مسیرۃ یومین''،''بریداً''اور''مسیرۃ لیلۃ'' کے الفاظ آئے ہیں اور یہ احادیث بھی کمزورنہیں ہیں، نیز بعض احادیث دن ورات کی قید کے بغیر مطلق بھی واردہوئی ہیں،لہٰذا یہ کہنا کہ''ثلاثۃ أیام'' کی وجہ سےاس سے کم پراستدلال کیاجائے، بہ ظاہرقرین صواب معلوم نہیں ہوتا،اسی لئے امام نووی فرماتے ہیں:

"قال العلماء: اختلاف هذه الألفاظ لاختلاف السائلين واختلاف المواطن، وليس فى النهى عن الثلاثة تصريح بإباحة اليوم والليلة أوالبريد، قال البيهقى: كأنه ﷺ سئله عن المرأة تسافرثلاثا بغيرمحرم، فقال: لا، وسئل عن سفرها يومين بغير محرم، فقال:لا، وسئل عن سفرها يوماً، فقال: لا، وكذلک البريد، فأدى كل منهم ماسمعه وماجاء منها مختلفا عن رواية واحد فسمعه فى مواطن تارة هذا وتارة هذا، وكله صحيح، وليس فى هذا كله تحديد لأقل مايقع عليه اسم السفر، ولم يرد ﷺ تحديد أقل مايسمى سفراً، فالحاصل: أن كل مايسمى سفراً تنهى عنه المرأة بغيرزوج أومحرم، سواء كان ثلاثة أيام أو يومين أويوماً أوبريداً أوغير ذلک لرواية ابن عباس المطلقة، وهى آخر روايات مسلم السابقة: لاتسافر امرأة، إلا مع ذى محرم، وهذا يتناول جميع مايسمى سفراً، والله أعلم" (شرح النووی علی مسلم، باب سفر المرأۃ مع محرم إلی حج وغیرہ:۹/۴۶۶)۔

لیکن جواز کے قائلین کی طرف سے بھی جواب دیا جاتا ہے؛ چنانچہ ان کی طرف سے ایک بات تو یہ کہی جاتی ہے کہ ان احادیث کے مابین جمع وتطبیق کا عمل کیا جائے گا؛ چنانچہ "لاتسافر المرأۃ یوماً" سے مراد "لاتسافر یوماً قاصدۃ مسیرۃ ثلاثۃ أیام إلا مع محرم" ہے، امام قدوری لکھتے ہیں:

"والجواب: أن هذا لايعارض خبرنا؛ لأنانجمع بينهما، فنقول: لاتسافر يوماً قاصدة مسيرة ثلاثة أيام، إلا مع محرم، فنكون قد(عقلنا بكل واحد) منهما فائدة" (التجرید، مسئلہ نمبر:۳۷۴۰:۲/۸۶۹)۔

جواب یہ ہے کہ یہ ہماری پیش کردہ حدیث کے معارض نہیں ہے؛ اس لئے کہ ہم دونوں حدیثوں کے مابین جمع وتطبیق کرتے ہیں اور کہتے ہیں تین دن کا اردہ کرکے ایک دن کا سفر بغیر محرم کے نہ کرے، بس ہم ہر ایک الگ الگ فائدہ سمجھتے ہیں۔

دوسری بات یہ بات یہ کہتے ہیں کہ "حدیث الثلاثۃ" اور "حدیث الیوم أو یومین" کے مابین کوئی منافات نہیں ہے؛ کیوں کہ یہ اقل عدد کو بطور تمثیل کے بیان کیا گیا ہے، امام زیلعیؒ لکھتے ہیں:

"قال المُنْذِرى: (فى حواشيه): ليس فى هذه (الروايات) تباين، فإنه يُحْتَمَلُ أَنَّه ﷺ قالها فى مواطن مختلفة بِحَسَب الأَسئلة، ويُحْتَمَل أَن يكون ذلک كله تمثيلاً لأَقل الأَعداد، فاليوم الواحد أَوَّل العدد وأَقَلُّه، والاثْنَان أَوَّلُ الكثير وأَقله، والثلاث أَوَّلُ الجَمْعِ وأَقله، فكأَنه أَشار إلى أَنَّ مثل هذا فى قلة الزمنِ لا يَحِلُّ لها فيه السفر مع غير مَحْرم، فكيف بما زاد؟ انتهى" (نصب الرایۃ، کتاب الحج:۳/۱۴)۔

(منذری اپنے حواشی میں لکھتے ہیں: ان روایات میں تباین نہیں ہے؛ اس لئے کہ اس میں احتمال یہ ہے کہ آپ ﷺ نے سوال کے لحاظ سے مختلف موقعوں سے کہی ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ سب اقل عدد کو بطور تمثیل بے بیان کیا ہو کہ یوم واحد عدد کا اول اور اس کا اقل ہے، اثنان کثیر کا اول اور اس کا اقل ہے اور ثلاث جمع کا اول اور اس کا اقل ہے، تو گویا اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ اس جیسی قلیل مدت میں غیر محرم کے ساتھ سفر عورت کے لئے درست نہیں تو اس سے زائد میں کیسے درست ہوسکتا ہے؟)۔

تیسری بات یہ کہتے ہیں کہ ''حدیث الثلاث'' دو تقدیروں کے ساتھ معمول بہ ہے، جب کہ ''حدیث الیوم'' ایک تقدیر کے ساتھ، لہٰذا حدیث الثلاث پر عمل بہتر ہے، جس کی صورت نقل کرتے ہوئے علی بن زکریا منجی لکھتے ہیں:

''**العمل بحديث الثلاث أولى من العمل بحديث اليوم والليلة؛ لأن حديث الثلاث إن كان متقدماً، كان حديث اليوم والليلة مقرراً لحكمه، وإن كان حديث اليوم والليلة متقدماً، كان حديث الثلاث ناسخاً له، فحديث الثلاث معمول به على كلاالتقديرين، وحديث اليوم والليلة معمول به على أحد التقديرين**'' (اللباب فی الجمع بین السنۃ والکتاب لأبی محمد علی بن زکریا المنجی: ۱/ ۴۱۵، ط: المکتبۃ الحقانیۃ، پشاور، پاکستان)۔

حدیث الیوم واللیلۃ کے مقابلہ میں حدیث ثلاث پر عمل اولی ہے؛ کیونکہ حدیث ثلاث اگر مقدم ہے تو حدیث الیوم واللیلۃ اس کے حکم کو متعین کرنے والی ہوگی اور اگر حدیث الیوم واللیلۃ مقدم ہے تو حدیث الثلاث اس کے لئے ناسخ ہوگی، پس حدیث الثلاث دونوں تقدیروں کے لحاظ سے معمول بہ ہے، جب کہ حدیث الیوم واللیلۃ ایک تقدیر کے لحاظ سے معمول بہ ہے۔

راقم کے ذہن میں ایک چوتھی بات یہ آرہی ہے کہ جس طرح بہت سارے احکام میں تدریج واقع ہوا ہے، جیسے: کتا کے مارنے کے تعلق سے حکم ہے، اسی طرح یہاں تدریج کا امکان ہے کہ پہلے تو آپ نے مطلق سفر سے منع کیا، پھر ایک دو دن کے سفر سے، پھر اس کے بعد تین کے سفر سے منع کیا کہ اس کم کے سفر سے ممانعت میں ایک تو حرج ومشقت نہیں ہے، دوسرے تین دن کو باقاعدہ مدت سفر بنانے کا ثبوت بھی حدیث سے زیادہ بہتر طور پر معلوم ہوتا ہے؛ چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے: ''**جَعَلَ رَسولُ اللهِ ﷺ ثَلاثَةَ أيَّامٍ ولَيالِيَهُنَّ لِلْمُسافِرِ، ويَوْمًا ولَيْلَةً لِلْمُقِيمِ**'' (صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۷۶) ''اللہ کے رسول ﷺ نے (خف پر مسح کے تعلق سے) مسافر کے لئے تین دن اور تین راتوں کی مدت متعین کی ہے، جب کہ مقیم کے لئے ایک دن اور ایک رات کی مدت متعین فرمائی ہے)۔

اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد شمس الائمہ امام سرخسی لکھتے ہیں: ''**فهو تنصيص على أن مدة السفر لاتنقص**

عما يمكن استيفاء هذه الرخصة فيها، والمعنى فيه أن التخفيف بسبب الرخصة لما فيه من الحرج والمشقة، ومعنى الحرج والمشقة أن يحتاج إلى أن يحمل رحله من غير أهله ويحطه فى غير أهله، وذلک لايتحقق فيما دون الثلاثة؛ لأن فى اليوم الأول يحمل رحله من غيرأهله، وفى اليوم الثانى إذا كان مقصده يحطه فى أهله، وإذا كان التقدير بثلاثة أيام ففى اليوم الثانى يحمل رحله من غيرأهله، ويحطه فى غير أهله، فيتحقق معنى الحرج، فلهذا قدرنا بثلاثة أيام ولياليها"(المبسوط للسرخسی، باب صلاۃ المسافر: ۲۳۵/۱)۔

راقم کا رجحان بھی جواز کے قول کی طرف ہے، جس کے درج ذیل وجوہات ہیں:

۱-اللہ تعالیٰ کے اس قول کی وجہ سے: "**وَّ الْخَيْلَ وَ الْبِغَالَ وَ الْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَ زِيْنَةً-وَ يَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ**"(النحل:۸)(اور گھوڑے، خچر اور گدھے (پیدا کئے) کو تمہاری سواری اور زینت کے لئے بنایا، اور وہ ایسی چیزیں پیدا کرے گا، جنھیں تم نہیں جانتے)، وجہ استدلال یہ ہے کہ خیل، بغال اور حمیر جیسی نعمتوں کا ذکر کیا اور بتایا کہ تم اس میں سوار ہوتے ہو، پھر یہ بھی بتایا کہ اللہ تعالیٰ ان کے علاوہ بھی پیدا کرتے ہیں، جن کو تم نہیں جانتے، تو اس میں قیامت تک پیدا ہونے والی سواریاں داخل ہیں، علامہ محمد طاہر بن عاشور لکھتے ہیں:

"**فالذى يظهرلى أن هذه الأية من معجزات القرآن الغيبية العلمية، وأنها إيماء إلى أن الله سيلهم البشر اختراع مراكب هى أجدى عليهم من الخيل والبغال والحمير، وتلک العجلات التى يركبها الواحد ويحركها برجليه وتسمى(بسكلات)، وأرتال السكک الحديدية، والسيارات الميسرة بمصفى النفط وتسمى(أوطوموبيل)، ثم الطائرات التى تسير بالنفط المصفى فى الهواء، فكل هذه مخلوقات نشأت فى عصور متتابعة لم يكن يعلها من كانوا قبل عصر وجود**"(تفسیر التنویر والتحریر: ۱۱۱/۱۴)۔

اب ظاہر ہے کہ ان سواریوں میں سوار ہونے کے تعلق سے تفریق نہیں کی گئی ہے، لہٰذا "**إنَّما النِّساءُ شقائقُ الرِّجالِ**"(سنن أبی داود، حدیث نمبر:۲۳۶، سنن الترمذی، حدیث نمبر:۱۱۳) "عورتیں بھی (شرعی احکام میں) مردوں ہی کی طرح ہیں" کی بنیاد پر عورتیں بھی اس نعمت سے بہرہ مند ہوں گی، ان کو اس سے محروم نہیں رکھا جائے گا؛ کیوں کہ احکام شرعیہ (جس میں مباح بھی داخل ہے) میں اصل مرد وعورت کی برابری ہے، جب تک کہ کسی کے لئے خصوصیت کی کوئی دلیل نہ پائی جائے، ابن نجیم لکھتے ہیں: "**من المعلوم أن كل حكم ثبت للرجال، ثبت للنساء؛ لأنهن شقائق الرجال؛ إلا مانص**

علیه، قال فی المستصفی: الأصل فی النساء أن لایذکرن؛ لأن مبنی حالهن علی الستر، ولهذا لم یذکرن فی القرآن؛ حتی شکون، فنزل قوله تعالیٰ: إن المسلمین والمسلمات"(أحزاب:۳۵)" **إلا إذا کان الحکم مخصوصاً بهن**"(البحرالرائق، کتاب الطہارۃ:۱/۸۱)،" معلوم ہونا چاہئے کہ جوحکم مردوں کے لئے ثابت ہے، وہی عورتوں کے لئے بھی ثابت ہے؛ کیونکہ وہ (احکام میں) مردوں کی طرح ہی ہیں، مستصفیٰ میں ہے: عورتوں میں اصل یہ ہے کہ ان کا تذکرہ نہ کیا جائے؛ کیوں کہ ان کی حالت پردہ کا تقاضا کرتی ہے، یہی وجہ ہے کہ قرآن میں باقاعدہ طور پر ان کا ذکر نہیں کیا گیا؛ یہاں تک کہ جب انھوں نے شکوہ کیا تو"**آیتإن المسلمین والمسلمات**" نازل ہوئی؛ الا یہ کہ حکم کا تعلق خاص ان سے ہو (تو پھر تذکرہ ہے)"۔

۲-اس حدیث کی وجہ سے:" **عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِی بَکْرٍ – فِی حَدِیثٍ ذَکَرَتْهُ – قَالَتْ: کُنْتُ أَنْقُلُ النَّوَی مِنْ أَرْضِ الزُّبَیْرِ الَّتِی أَقْطَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَی رَأْسِی وَهُوَ مِنِّی عَلَی ثُلُثَیْ فَرْسَخٍ**"(صحیح البخاری، حدیث نمبر:۲۹۸۲)" (حضرت) اسماء بنت ابی بکر کہتی ہیں ہیں کہ میں (حضرت) زبیر کی اس زمین سے گٹھلی سر پر رکھ کر منتقل کیا کرتی تھی، جو مجھ سے دوتہائی فرسخ کی مسافت پر واقع تھی"، اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد شیخ فیصل بن عبدالعزیز آل مبارک لکھتے ہیں:"**وَهُوَ حُجَّةٌ فِی سَفَرِ الْمَرْأَةِ الْیَسِیرِ بِغَیْرِ مَحْرَمٍ**"(بستان الاحبار مختصر نیل الاوطار، بَابُ اِقْطَاعِ الأَرَاضِی، نمبر شمار:۳۱۲۸:۲/۱۲۳)۔

۳-حاجت کی وجہ سے: دوسری وجہ" حاجت" ہے، آج کے زمانہ میں کافی مرد حصول معاش کے لئے اپنے علاقوں سے دور بیرون ملک تک چلے جاتے ہیں، یہاں گھر میں بسا اوقات کوئی مرد نہیں ہوتا، جب کہ گھریلو اخراجات سے لے کر علاج ومعالجہ تک ہر چیز عورت کو خود سنبھالنا پڑتا ہے، ایسی صورت میں" حاجت" سے بڑھ کر کبھی" ضرورت" اس بات کی داعی ہوتی ہے کہ اسے سفر کی اجازت دی جائے؛ کیونکہ قاعدہ ہے:" **الحاجة تنزل منزلة الضرورة**"، اسی طرح دوسرا قاعدہ ہے:" الضرورات تبیح المحظورات"، اس ضرورت کے وقت سفر کی اجازت کی تائید حدیث سے ہوتی ہے، جسے امام مسلم نے نقل کیا ہے، حضرت عمران بن حصینؓ فرماتے ہیں:

" **کَانَتْ ثَقِیفُ حُلَفَاءَ لِبَنِی عُقَیْلٍ فَأَسَرَتْ ثَقِیفُ رَجُلَیْنِ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَسَرَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَجُلًا مِنْ بَنِی عُقَیْلٍ وَأَصَابُوا مَعَهُ الْعَضْبَاءَ فَأَتَی عَلَیْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ فِی الْوَثَاقِ، قَالَ: یَا مُحَمَّدُ! فَأَتَاهُ، فَقَالَ: مَا شَأْنُکَ؟ فَقَالَ: بِمَ أَخَذْتَنِی وَبِمَ أَخَذْتَ سَابِقَةَ الْحَاجِّ، فَقَالَ: إِعْظَامًا لِذَلِکَ أَخَذْتُکَ بِجَرِیرَةِ حُلَفَائِکَ ثَقِیفَ ثُمَّ انْصَرَفَ عَنْهُ فَنَادَاهُ،فَقَالَ:یَا مُحَمَّدُ یَا مُحَمَّدُ!**

وَكَانَ رَسُولُ اللَّ ﷺ رَحِيمًا رَقِيقًا فَرَجَعَ إِلَيْهِ،فَقَالَ:مَا شَأْنُكَ؟قَالَ:إِنِّي مُسْلِمٌ،قَالَ:لَوْقُلْتَهَاوَأَنْتَ تَمْلِكُ أَمْرَكَ أَفْلَحْتَ كُلَّ الْفَلَاحِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَادَاهُ فَقَالَ:يَا مُحَمَّدُ يَا مُحَمَّدُ، فَأَتَاهُ،فَقَالَ: مَا شَأْنُكَ، قَالَ:إِنِّي جَائِعٌ فَأَطْعِمْنِي وَظَمْآنُ فَأَسْقِنِي قَالَ هَذِهِ حَاجَتُكَ فَفُدِيَ بِالرَّجُلَيْنِ، قَالَ: وَأُسِرَتْ امْرَأَةٌ مِنْ الْأَنْصَارِ وَأُصِيبَتْ الْعَضْبَاءُ فَكَانَتْ الْمَرْأَةُ فِي الْوَثَاقِ وَكَانَ الْقَوْمُ يُرِيحُونَ نَعَمَهُمْ بَيْنَ يَدَيْ بُيُوتِهِمْ فَانْفَلَتَتْ ذَاتَ لَيْلَةٍ مِنْ الْوَثَاقِ فَأَتَتْ الْإِبِلَ فَجَعَلَتْ إِذَا دَنَتْ مِنْ الْبَعِيرِ رَغَا فَتَتْرُكُهُ حَتَّى تَنْتَهِيَ إِلَى الْعَضْبَاءِ فَلَمْ تَرْغُ قَالَ وَنَاقَةٌ مُنَوَّقَةٌ فَقَعَدَتْ فِي عَجُزِهَا ثُمَّ زَجَرَتْهَا فَانْطَلَقَتْ وَنَذِرُوا بِهَا فَطَلَبُوهَا فَأَعْجَزَتْهُمْ قَالَ وَنَذَرَتْ لِلَّهِ إِنْ نَجَّاهَا اللَّهُ عَلَيْهَا لَتَنْحَرَنَّهَا فَلَمَّا قَدِمَتْ الْمَدِينَةَ رَآهَا النَّاسُ فَقَالُوا الْعَضْبَاءُ نَاقَةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ: إِنَّهَا نَذَرَتْ إِنْ نَجَّاهَا اللَّهُ عَلَيْهَا لَتَنْحَرَنَّهَا فَأَتَوْا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرُوا ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ:سُبْحَانَ اللَّهِ بِئْسَمَا جَزَتْهَا نَذَرَتْ لِلَّهِ إِنْ نَجَّاهَا اللَّهُ عَلَيْهَا لَتَنْحَرَنَّهَا لَا وَفَاءَ لِنَذْرٍ فِي مَعْصِيَةٍ وَلَا فِيمَا لَا يَمْلِكُ الْعَبْدُ"(صحیح مسلم،باب لا وفاء لنذر فی معصیۃ اللہ ولا فیما لا یملک العبد،حدیث نمبر:1641)۔

اس حدیث کے ضمن میں امام نووی لکھتے ہیں:"وفی هذا الحديث جواز سفر المرأة وحدها بلا زوج ولا محرم ولا غيرهما إذا كان سفر ضرورة كالهجرة من دار الحرب إلى دار الإسلام وكالهرب ممن يريد منها فاحشة، ونحو ذلك والنهي عن سفرها وحدها محمول على غير الضرورة"(شرح النووی علی مسلم:۱۱/۸۶،ط:دار الکتب العلمیہ،بیروت ۱۹۷۱ء)۔

اس حدیث سے عورت کے لئے تن تنہا بغیر شوہر،بغیر محرم وغیرہ کے سفر کا جواز معلوم ہوتا ہے،جب کہ یہ سفر ضرورت ہو،جیسے: دارالحرب سے ہجرت کر کے دارالاسلام آنا،یا جیسے: اس سے بھاگنا، جو بدکاری کا ارادہ رکھتا ہو،اور تنہا سفر کی ممانعت سفر غیر ضرورت پر محمول ہے۔

۴-زیادتیِ تحفظ کی وجہ سے: اپنی سواری پر سفر کرنا،کرایہ کی گاڑی پر سفر کرنے یا عمومی بس میں سفر کرنے کے مقابلہ میں زیادہ تحفظ پایا جاتا ہے،کرایہ کی گاڑی میں بہر حال اجنبی سے سامنا رہتا ہے،جبکہ پرائیویٹ گاڑیوں کی حالت اتنی بری ہوتی ہے کہ بس اللہ کی پناہ،اس کے مقابلہ میں اپنی گاڑی اور سواری میں نہ اجنبی سے سابقہ ہے اور نہ ہی ''اللہ کی پناہ'' کی ضرورت،اسی وجہ سے ہم دیکھتے ہیں کہ عالم عرب کے علماء ہی نہیں؛ بلکہ عجم کے بھی دارالافتاء سے اس کی اجازت کی بات ہمیں مل جاتی ہے؛ چنانچہ ڈاکٹر ابراہیم بن عبداللہ انصاری کے زیر نگرانی چلنے والا پورٹل ''اسلام اون لاین'' میں کئی معتبر علماء کے فتاوے نقل کئے ہیں، ان میں سے ایک ڈاکٹر وہبہ زحیلیؒ کا بھی فتوی ہے(ان فتاوی کو دیکھیں: https://fiqh.islamonline.net/عنوان: قيادة المرأة للسيارة بين المجيزين والمانعين):

"من المقرر شرعًا أنه لا يحجر أى لا تمنع المرأة من ممارسة الأعمال المباحة شرعًا .ومثل هذا العمل جائز سواء كانت المرأة تقود السيارة منفردة، أو معها غيرها، وذلک؛ لأن النساء فى صدر الإسلام وفى العصور الإسلامية المختلفة كن يركبن الإبل والخيول وبقية الدواب، ولا يعد ذلک محظورًا شرعًا، ولكن الشرط الأساسى فى هذا، أن تلتزم المرأة فى تحركاتها، وممارساتها العملية لقيادة السيارة أو غيرها، وأن تكون ملتزمة الحجاب الشرعى حتى لا تكون فتنة للناظرين".

یوروپین فتوی کونسل کے ممبر شیخ یوسف ابرام لکھتے ہیں:"القيادة أمر مباح، ولكنه إذا أفضى أو سيفضى إلى محرم؛ فإنه سيحرم للسبب المفضى إليه، وعليه، فإذا ما تيسر للمرأة أن تتعلم القيادة فى مدرسة بدون اختلاط، وفى جو محترم، وحبذا برفقة أخت مسلمة، ثم بعد الحصول على الرخصة تستعمل السيارة لما ينفعها وينفع الأسرة؛ فأرى أنه لا مانع من ذلک".

علمائے ازہر میں سے ڈاکٹر عبدالفتاح عاشور کا فتوی ہے:

"ما دامت المرأة قد خرجت من بيتها ملتزمة بشرع الله، فلا حرج عليها من أن تقود سيارتها، وما دمنا قد اقتنعنا بأن المرأة شريكة للرجل ومساوية له تتعلم كما يتعلم، وتعمل فى الوظائف المختلفة، وتخرج من بيتها لمثل هذه الأمور –فلا حرج عليها من قيادة السيارة، ولعل من منع ذلک إنما منعها من باب الحذر والاحتياط، وهذا الحذر والاحتياط لم يعد له مكان الآن فى ظل خروج المرأة لكل نواحى الحياة، وفى ظل مشاركتها للرجال فى كل موقع من مواقع الأعمال.وكل الذى يجب أن نؤكد عليه هو ضرورة الالتزام بآداب الإسلام، وألا تخرج بسيارتها إلى أماكن فيها شبهات أو أماكن تتعرض فيها للخطر، وما عدا ذلک فليس هناک مانع يمنعها من القيام بهذه المهمة، وهذا أفضل، بل أولى من ركوبها مع رجل أجنبى لا تعرفه ولا يعرفها" .

دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کے فتوی میں ہے:

خلاصہ یہ ہے کہ عورتوں کے لیے شدید ضرورت کی بنا پر اور کوئی شرعی محذور نہ پائے جانے کی صورت میں پردہ کے پورے اہتمام کے ساتھ، یعنی برقعہ پہن کر چہرہ چھپا کر تو گاڑی چلانے کی اجازت ہے؛ لیکن بلاضرورت یا بے پردگی کے ساتھ نہ تو باہر نکلنا جائز ہوگا اور نہ ہی گاڑی چلانا جائز ہوگا(https://www.banuri.edu.pk،عنوان:عورت کے لئے گاڑی چلانے کا حکم،فتوی نمبر:144003200120)۔

۲-سفر طویل ہو، یعنی مسافت سفر یا اس سے زیادہ ہو تو اس سلسلہ میں بھی فقہاء کی دو رائیں ہیں:

(الف) جمہور کے نزدیک ایسے سفر کی اجازت نہیں۔

(ب) بعض شوافع و مالکیہ کے نزدیک اس کی گنجائش ہے (تفصیلات پہلے گزر چکیں)۔

اس سلسلہ میں جمہور کے دلائل وہی ہیں، جو سابق میں ذکر کئے گئے، یعنی ممانعت کی احادیث؛ البتہ جو حضرات گنجائش کے قائل ہیں، ان دلائل درج ذیل ہیں:

۱-"**عن أبی رافع أنه قال کنت فی بعث مرة،فقال لی رسول الله ﷺ:کنت مع بعث مرة، فقال لی رسول الله ﷺ: " اذهب فأتنی بمیمونة "، فقلت: یا نبی الله، إننی فی البعث، قال: " إذهب فأتنی بمیمونة "، فقلت: " رسول الله، إنی فی البعث "، فقال رسول الله ﷺ: " ألست تحب ما أحب؟ " قلت: بلی، یا رسول الله، قال: " اذهب، فأتنی بها " قال: فذهبت فجئته بها**" (مسند احمد، حدیث نمبر: ۲۷۲۲۹، صحیح ابن خزیمۃ، ۲۵۲۸)، اس حدیث پر ابن خزیمہ نے جو باب قائم کیا ہے، وہ اس طرح ہے:

" باب إباحة سفر المرأة مع عبد زوجها أو مولاه إذا کان العبد أو المولی یوثق بدینه وأمانته، وإن لم یکن العبد أو المولی بمحرم للمرأة إن کان حکم سائر النساء حکم أزواج النبی ﷺ ولا أخال، لأن الله عزوجل أخبر أنهن أمهات المؤمنین فجایز أن یکون العبد والأحرار محرما لأزواج النبی ﷺ فکان سفر میمونة مع أبی رافع أن میمونة أم أبی رافع إذ کانت میمونة زوجة النبی ﷺ" (صحیح ابن خزیمۃ (۴۷۶): ۱۳۶/۴)، اور ڈاکٹر مصطفیٰ اعظمی اس حدیث پر حکم لگاتے ہوئے کہتے ہیں: إسنادہ صحیح . (دیکھئے حاشیہ صحیح ابن خزیمہ: ۱۳۶/۴)۔

۲-"**عن عدی بن حاتم قال بینا أنا عند النبی ﷺ إذ أتاه رجل فشکا إلیه الفاقة ثم أتاه آخر فشکا إلیه قطع السبیل فقال یا عدی هل رأیت الحیرة قلت لم أرها وقد أنبئت عنها قال فإن طالت بک حیاة لترین الظعینة ترتحل من الحیرة حتی تطوف بالکعبة لا تخاف أحدا، إلا الله قلت فیما بینی وبین نفسی فأین دعار طیء الذین قد سعروا البلاد .....قال عدی فرأیت الظعینة ترتحل من الحیرة حتی تطوف بالکعبة لا تخاف إلا الله**" (صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۳۵۹۵)۔

لیکن اس حدیث میں یہ اشکال کیا جاتا ہے کہ اس کا تعلق "مستقبل" سے ہے، یعنی یہ معجزات سے تعلق رکھتا ہے، لہٰذا اس سے استدلال درست نہیں؛ تاہم اس کا جواب یہ دیا جاسکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کا قول تو مستقبل سے تعلق رکھتا ہے؛ لیکن حضرت عدی کا قول: "**فرأیت الظعینة ترتحل من الحیرة حتی تطوف بالکعبة لا تخاف، إلا الله**" تو

حقیقت حال اور واقعیت پر مبنی ہے، انھوں نے ایسا کرتے دیکھا ہے، ظاہر ہے کہ اس سے استدلال کیا جاسکتا ہے۔

۳-"أخبرنا محمد بن عمر، حدثنا إبراهيم بن سعد عن أبيه عن جدهقال: لما كانت الحجة التى حج فيها عمر بن الخطاب سنة ثلاث وعشرين وهى آخر حجة حجها عمر أرسل إليه أزواج النبى ﷺ يستأذنه فى الخروج فأذن لهن وأمر بجهازهن فحملن فى الهوادج عليهن الأكسية الخضر وبعث معهن عبد الرحمن بن عوف وعثمان بن عفان فكان عثمان يسير على راحلته أمامهن فلا يدع أحدا يدنو منهن وكان عبد الرحمن يسير على راحلته من ورائهن فلا يدع أحدا يدنو منهن ينزلن مع عمر كل منزل" (الطبقات الکبری:۱۰/ ۱۹۸)، اس حدیث کو ابن سعد نے مختلف الفاظ میں نقل کیا ہے۔

۴-حدیث میں ممانعت کے باوجود جمہور نے بعض شرطوں اور حدود کے ساتھ سفر حج کی اجازت دی ہے، ابن سیرین "مع مسلم لابأس به"، امام اوزاعی "مع قوم عدول"، إمام مالک "مع جماعة من النساء"، إمام شافعی "مع حرة مسلمة ثقه" اور بعض اصحاب شوافع "وحدها مع الأمن" کی شرطیں ذکر کرتے ہیں، جب کہ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: "والمشهور عند الشافعية: اشتراط الزوج، أو المحرم، أو النسوة الثقات، وفى قول: تكفى امرأة واحدة ثقة"، اس تعلق سے کرابیسی نے ایک قول نقل کیا ہے، جس کی تصحیح مہذب میں کی گئی ہے، وہ یہ ہے: "تسافروحدها إذا كان الطريق آمناً"، ان شرطوں کو سامنے رکھتے ہوئے علامہ یوسف القرضاویؒ لکھتے ہیں: "وإذا كان هذا قدقيل فى السفر للحج والعمرة، فينبغى أن يطرد الحكم فى الأسفار كلها كماصرح بذلک بعض العلماء؛ لأن المقصود هوصيانة المرأة وحفظها، وذلک متحقق بأمن الطريق، ووجود الثقات من النساء أو الرجال".

اس تعلق سے شیخ نے دو قاعدہ بھی ذکر کئے ہیں:

۱-"أن الأصل فى أحكام العادات والمعاملات هوالالتفات إلى المعانى والمقاصد بخلاف أحكام العبادات، فإ ن الأصل فيها هو التعبد والامتثال، دون الالتفات إلى المعانى والمقاصد"۔

۱-"إن ماحرم لذاته لايباح إلا للضرورة، أما ماحرم لسد الذريعة فيباح للحاجة، ولاريب أن سفر المرأة بغير محرم مماحرم سداً للذريعة" (الفتاوی المعاصرۃ، ص:۱۰۵۷)۔

مذکورہ سطور سے معلوم ہوا کہ طویل سفر کی بھی گنجائش ہونی چاہئے، راقم کا رجحان بھی احوال کو دیکھتے ہوئے ایسا ہی ہے؛ البتہ اس کے لئے چند شرطوں کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے:

۱-ضرورت یا وہ حاجت، جوضرورت کے درجہ میں ہے، اس سفر کی متقاضی ہو؛ کیونکہ قاعدہ ہے: ''الضرورات تبیح المحظورات''، دوسرا قاعدہ ہے: "**الحاجة تنزل منزلة الضرورة**"۔

۲-زیب وزینت کے بغیر ہو، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: " **وَلَاتَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّة**"(أحزاب: ۳۳)'' پہلی جاہلیت کی طرح غیر مردوں کو بناؤ سنگھار دکھاتی نہ پھرو''۔

۳-ساتر لباس پہن کر ہو؛ کیونکہ خاتون کا پورا جسم عورت (چھپانے کے لائق) ہے، لہٰذا جسم کا کوئی حصہ (سوائے ہتھیلی کے) ظاہر کرنا درست نہیں، علامہ عینیؒ فرماتے ہیں: ''**ولاخلاف أن غيرهن**(أی: **أزواج النبی**ﷺ) **يجوز لهن أن يخرجن لمايحتجن إليه من أمورهن الجائزة بشرط أن يكن بذة الهيئة، خشنة الملبس، تفلة الريح، مستورة الأعضاء، غيرمتبرجات بزينة، ولارافعة صوتها**"(عمدۃ القاری:۱۹/۱۲۵)''اس میں اختلاف نہیں ہے کہ ازواج مطہرات کے علاوہ خواتین کے لئے جائز امور کی ضرورت سے نکلنا درست ہے، اس شرط کے ساتھ کہ وہ پراگندہ، کھردرے کپڑے میں ملبوس، بے خوشبو ہو، اعضاء ڈھکے ہوئے ہوں، زیب وزینت کے بغیر اور آواز بلند کرنے والی نہ ہو''۔

۴- خوشبو کے بغیر ہو؛ کیوں کہ خوش بولگا کر نکلنے کو منع کیا گیا ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''**إذاشهدت إحداكن المسجد، فلاتمس طيباً** ''(صحیح ابن خزیمۃ، باب الزجرعن شہود المرأۃ المسجد معطرۃ، حدیث نمبر:۱۶۸۰)'' جب تم میں سے کوئی مسجد حاضر ہو تو خوش بو استعمال نہ کرے''۔

دوسری حدیث میں خوشبو لگا کر نکلنے والی خاتون کو 'زانیہ' قرار دیا گیا ہے، اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے: "**أيماامرأة استعطرت، فمرت على قوم ليجدوا ريحها، فهي زانية، وكل عين زانية**"(صحیح ابن خزیمۃ، باب الزجرعن شہود المرأۃ المسجد معطرۃ، حدیث نمبر:۱۶۸۱)'' جو عورت خوش بولگا کر کسی قوم کے پاس سے اس لئے گزرے کہ وہ لوگ خوش بو محسوس کریں تو یہ عورت زانیہ ہے اور ہر آنکھ زانیہ ہے''۔

مذکورہ دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ عورت کے لئے خوش بولگا کر نکلنا صرف درست ہی نہیں؛ بلکہ سخت گناہ کا باعث بھی ہے۔

۵- راستہ مامون ہو، اگر راستہ غیر مامون ہو تو عورت کا نکلنا درست نہیں، شیخ صالح عبدالسمیع الآبی الازہری لکھتے ہیں: " **وأن تكون الطريق مأمونة من توقع المفسدة؛ وإلاحرم**"(جواہر الإکلیل:۱/۸۱)'' (شرائط میں سے یہ بھی ہے کہ) راستہ فساد کے وقوع سے مامون ہو، ورنہ نکلنا حرام ہوگا''۔

۶- بذاتِ خود اس عورت کے نکلنے سے فتنہ کا اندیشہ نہ ہو، اگر اس کے نکلنے سے فتنہ کا اندیشہ ہو تو نکلنا درست نہیں، احمد بن غنیم بن سالم ازہری لکھتے ہیں: ''**ولایخشی من خروجها الافتتان بها**'' (الفواکہ الدوانی: ۲/۴۰۹) ''اس کے نکلنے سے فتنہ کا خوف نہ ہو''۔

ان شرطوں کو ملحوظ رکھ کر عورت کے لئے طویل سفر کی بھی گنجائش ہونی چاہئے، ورنہ نہیں؛ البتہ اس کے لئے بہر حال مناسب یہی ہے کہ شوہر، محرم یا پھر بااعتماد اور ثقہ لوگ ساتھ ہوں۔

۲- سوال نمبر (۱) کے جواب سے معلوم ہو چکا ہے کہ بعض شرطوں کے ساتھ عورت کے لئے سفر طویل ومختصر دونوں کی گنجائش بغیر محرم کے بھی نکلتی ہے تو جب عورت کا شوہر یا محرم ساتھ میں ہو تو بدرجہ اولیٰ اس کی گنجائش ہونی چاہئے۔

۳- اس سلسلہ میں سب سے پہلی بات تو خواتین کی ملازمت کی ہے کہ کیا اس کی گنجائش ہے؟ اس بابت اسلامک فقہ اکیڈمی نے اپنے اٹھارہویں سیمینار منعقدہ: ۲ تا ۴/ربیع الاول ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۸/فروری ویکم ودو مارچ ۲۰۰۹ء بمقام: جامعۃ الریحان مدورائی، تامل ناڈو کا ایک موضوع ''خواتین کی ملازمت اور اسلامی تعلیمات'' رکھا تھا، جس میں اس تعلق سے جو تجاویز منظور ہوئی تھیں، وہ درج ذیل ہیں:

تجویز نمبر (۲): عام حالات میں شریعت نے خواتین پر کسب معاش کی ذمہ داری نہیں رکھی ہے؛ لیکن شرعی حدود میں رہتے ہوئے ان کے لیے کسب معاش مباح ہے۔

تجویز نمبر (۴): شرعی حدود وشرائط کا پورا پورا لحاظ کرتے ہوئے عورت کے لیے معاشی جدوجہد جائز ہے۔

تجویز نمبر (۶) الف: شوہر یا ولی اگر عورت کی کفالت کر رہے ہوں تو عورت کے لیے کسب معاش کی غرض سے گھر سے باہر جانے کے لیے ان کی اجازت ضروری ہے، خواہ وہ جگہ مسافت سفر سے کم ہو یا اس سے زیادہ۔

ب: رات میں کسب معاش کی خاطر عورت کے باہر نکلنے کے لیے شوہر یا محرم کا ساتھ ہونا ضروری ہے۔

تجویز نمبر (۷): خواتین کسب معاش کے لیے گھر سے باہر نکلیں تو درج ذیل امور کا لحاظ رکھنا ضروری ہے:

الف) ولی یا شوہر کی اجازت شامل ہو، سوائے اس کے کہ ولی یا شوہر نفقہ نہ دیتا ہو اور اس کے لیے خود کسب معاش کے سوا کوئی چارہ نہ ہو۔

ب) شرعی پردہ کی مکمل رعایت ہو۔

ج) لباس مردوں کے لیے باعث کشش نہ ہو۔

د) خوشبو کے استعمال سے پرہیز ہو۔

ھ) مردوں سے اختلاط بالکل نہ ہو۔

و) اجنبی مرد کے ساتھ تنہائی کی نوبت نہ آئے۔

ز) شوہر اور بچوں کے حقوق سے بے اعتنائی نہ ہو (خواتین کی ملازمت اور اسلامی تعلیمات، ص:۱۶-۱۷)۔

اسلامک فقہ اکیڈمی کی مذکورہ تجاویز سے یہ بات معلوم ہوئی کہ بعض شرطوں کے ساتھ خواتین کے لئے کسب معاش کی گنجائش ہے، اب ظاہر ہے کہ یہ گنجائش ملازمت کے تقریباً تمام شعبوں کو شامل ہے، اسی میں ٹرانسپورٹ کا شعبہ بھی ہے، اس شعبہ میں بھی مذکورہ شرطوں کے ساتھ ملازمت کی گنجائش ہے، یہاں سوال بس یہ ہے کہ کیا خاتون ٹرانسپورٹ ڈرائیور کو قافلہ کے ساتھ موجود خواتین میں شمار کیا جاسکتا ہے؟ اس کا جواب راقم کے نزدیک ''ہاں'' میں ہے، وجہ اس کی یہ ہے کہ جب اس کے طرح ٹرانسپورٹ کے ذریعہ سے سفر کی گنجائش ہے اور باوجود اختلاط کے اس کو گوارا کیا گیا ہے تو پھر ڈرائیونگ کی بھی گنجائش ہونی چاہئے کہ سواریوں کے مقابلہ میں ڈرائیور کا اختلاط کم ہوتا ہے، ڈاکٹر عبدالکریم زیدان لکھتے ہیں:

''**يجوز للمرأة الخروج من بيتها لقضاء أشغالها المشروعة، وإن استلزم ذلک اختلاطها بالأجانب، كأن تخرج من بيتها لزيارة أبويها، أوشراء شئ لها، أوذهاب إلى المستشفى للعلاج، أو إلى الحمام عندالحاجة إليه، فتضطر إلى ركوب السيارة العمومية فيحصل اختلاطها بالراكبين من الرجال، فتجلس بجنب أحدهم أو تقف بجنبه، وقد يحصل الاختلاط فى المستشفى عندمراجعة الطبيب، أو عند أخذ الدواء ونحو ذلک، وهذا الاختلاط تسوغه الحاجة المشروعة**'' (المفصل فی أحکام المرأۃ: ۳/۴۲۹، مسئلہ نمبر: ۲۷۸۸)۔

مشروع امور کی انجام دہی کے لئے عورت کا گھر سے نکلنا جائز ہے، اگرچہ کہ اس کی وجہ سے اجنبیوں سے اختلاط لازم آتا ہو، مثلاً: کوئی عورت اپنے والدین کی زیارت، اشیائے ضروریہ کی خریداری یا پھر علاج کی غرض سے اسپتال یا ضروتاً حمام کے لئے گھر سے نکلے اور پبلک گاڑیوں میں سفر کی ضرورت پیش آئے، جس کے نتیجہ میں اس میں سوار مردوں سے اختلاط ہوجائے کہ اسے مرد کے ساتھ بیٹھنا یا اس کے بغل میں کھڑا رہنا پڑجائے، یا ڈاکٹر کے پاس اسپتال میں یا دوا لیتے وقت اختلاط ہوجائے تو مشروع حاجت کی تکمیل کے لئے اس قسم کے اختلاط کی گنجائش ہے۔

تاہم یہ ملازمت اس کے لئے مناسب نہیں ہے؛ کیونکہ یہ اس کی طبیعت کے خلاف عمل ہے، نیز اس میں عورت ذات کی توہین وتذلیل بھی ہوتی ہے، بسااوقات گالی گلوج سے سابقہ رہتا ہے، بعض دفعہ تحرش اور چھیڑ چھاڑ کا بھی شکار ہونا پڑتا ہے؛ اس لئے گنجائش کے باوجود بلاضرورت شدیدہ ایسی ملازمت نہیں کرنی چاہئے۔

۴- اس سوال کے جواب سے قبل تین باتوں کا ذکر مناسب معلوم ہوتا ہے:

۱- عورتوں کی ملازمت کا حکم، ۲- ملازمت کے لئے حدود وشرائط، ۳- ملازمت کا دائرۂ کار، کہ ان تینوں باتوں کو جان لینے کے بعد مسئلہ کو سمجھنا آسان ہوگا۔

عورتوں کی ملازمت کا حکم:

جہاں تک پہلی بات کا تعلق ہے تو اس بارے اصل یہ ہے کہ عورتوں پر اخراجات کی ذمہ داری عمومی حالت میں نہیں ڈالی گئی ہے؛ اس لئے ان کے لئے شوقیہ ملازمت مناسب نہیں؛ البتہ اگر ضرورت داعی ہو تو پھر گنجائش ہے، ڈاکٹر عبداللہ بن محمد طیار، ڈاکٹر عبداللہ بن محمد مطلق اور ڈاکٹر محمد بن ابراہیم کی مشترکہ تالیف ''الفقہ المیسر'' میں ہے:

''**الأصل للمرأة هوقرارها فی بيتها، قال تعالىٰ:وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ**''(الاحزاب:۳۳)، ''**فدورها الأساسی فی الحياة هوتربية أبنائها ورعايتهم، وإعداد الأجيال للأمة؛ لكن قدتحتاج المرأة إلى عمل؛ وذلک نتيجة لظروف قد تطرأ لها فی حياتها، كأن يموت الزوج أو أن يمرض مرضاً يقعده عن العمل، أو يكون راتب الزوج لايكفی الأسرة، أو غير ذلک من الأمور التی تجعل المرأة محتاجة إلى العمل، فإذا كانت المرأة فی حاجة للعمل، جاز لها ذلک؛ لكن ذلک له شروط**''(الفقہ المیسر ،نوازل الاختلاط:۱۱/۷۹)۔

عورت کے لئے اصل یہ ہے کہ وہ گھروں میں ہی رہیں؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:''اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور جاہلیت اولیٰ کی طرح بن ٹھن کر گھر سے باہر نہ نکلو''، لہٰذا دنیاوی زندگی میں عورتوں کا اصل کردار بچوں کی دیکھ ریکھ، ان کی تربیت اور امت کے لئے نئی نسل کو تیار کرنا ہے؛ لیکن بسا اوقات عورت کو ملازمت کی ضرورت ہوتی ہے، جس کا مدار اس پر طاری ہونے والے احوال ہوتے ہیں، مثلاً: شوہر کا انتقال ہوجائے یا وہ ایسا بیمار ہوجائے کہ کام نہ کر سکے، یا پھر شوہر کی تنخواہ گھر کے اخراجات کے لئے ناکافی ہوجائے تو اس طرح کے احوال میں عورت کو ملازمت کی ضرورت ہوتی ہے، لہٰذا ضرورت کی صورت میں عورت کے لئے ملازمت کی گنجائش تو ہے؛ لیکن کچھ شرطوں کے ساتھ۔

ملازمت کے حدود:

جہاں تک ملازمت کے لئے حدود وشرائط کا ذکر ہے تو اس تعلق سے کچھ کا تذکرہ ماقبل میں ہو چکا ہے، یہاں مکمل طور پر اس کا ذکر ہوگا، جو درج ذیل ہیں:

۱-عمل اور کام بذات خود مباح ہو، ایسا کام نہ ہو، جس کی شریعت میں اجازت ہی نہ ہو۔

۲-ذاتی یا قومی ضرورت اس عمل کا متقاضی ہو؛ چنانچہ حضرت عائشہؓ کی روایت ہے، وہ فرماتی ہیں:''...**أُذِنَ لَكُنَّ أَنْ تَخْرُجْنَ لِحَاجَتِكُنَّ**''(صحیح البخاری، باب التفسیر، حدیث نمبر:4795،صحیح مسلم باب السلام، حدیث نمبر:2170،مسند احمد، حدیث نمبر:23769)۔

۳-شوہر یا ولی کی اجازت ہو، ان کی اجازت کے بغیر درست نہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:" يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ"(التحریم6)،اس کی تفسیر میں حضرت قتادہ فرماتے ہیں: "تأمرهم بطاعة الله وتنهاهم عن معصية الله، وأن تقوم عليهم بأمر الله وتأمرهم به وتساعدهم عليه فإذا رأيت لله معصية ردعتهم عنها وزجرتُهُم عنها"(تفسیر ابن کثیر:۸/۱۸۹، ط:دارالکتب العلمیہ، بیروت۱۹۷۱ء)، اسی طرح حدیث ہے:"كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ الْإِمَامُ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي أَهْلِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا وَمَسْئُولَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا وَالْخَادِمُ رَاعٍ فِي مَالِ سَيِّدِهِ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ قَالَ وَحَسِبْتُ أَنْ قَدْ قَالَ وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي مَالِ أَبِيهِ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ"(صحیح البخاری، باب الجمعۃ، حدیث نمبر:893،مسلم فی الإمارۃ، حدیث نمبر:1829)۔

۴-حقوق کی ادائے گی میں کوتاہی نہ ہو، اس کام کی وجہ سے شوہر اور بچوں کے حقوق میں کسی طرح کی کوتاہی نہ ہو، اگر کوتاہی ہوگی تو پھر اجازت نہیں ہوگی۔

۵-کام عورت کی طبیعت اور اس کے مزاج کے موافق ہونا چاہئے، کام ایسا ہونا چاہئے، جو عورت کی ذات کے مناسب ہو، ایسا نہ ہو کہ سماج اور معاشرہ میں اس کام کے لئے عورت کو ناموافق سمجھا جاتا ہو، یا ایسا نہ ہو کہ اس کی ذات کی اس میں تذلیل ہوتی ہو۔

۶-لباس و پوشاک میں شریعت کی رعایت ہو، عورت جب کام کے لئے جائے تو اس کا لباس شرعی اصول وضوابط کے مطابق ہونا چاہئے، اگر پوشاک اس کے مخالف ہو تو پھر اجازت نہ ہوگی۔

۷-خوشبو کے استعمال کے بغیر ہو، جب عورت کام پر جائے تو خوشبو کا استعمال کر کے نہ جائے کہ یہ فتنہ کے ابھارنے کا ذریعہ بنتا ہے، اگر کوئی خوشبو کے ساتھ جائے گی تو پھر اس کے لئے اجازت نہ ہوگی، حدیث میں ہے، حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "أَيُّمَا امْرَأَةٍ اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ عَلَى قَوْمٍ لِيَجِدُوا مِنْ رِيحِهَا فَهِيَ زَانِيَةٌ"(ابوداود فی کتاب الترجل، حدیث نمبر:4173، الترمذی فی الادب، حدیث نمبر:2786)۔

۸-چال ڈھال میں اعتدال ہو، بیجا ئی نہ پائی جاتی ہو، اگر چال میں لچک ہو، جس سے فتنہ کا اندیشہ ہو تو پھر اجازت نہیں ہوگی۔

۹-فتنہ کا اندیشہ نہ ہو، عورت کو کام پر جانے کی اجازت اسی وقت ہوگی، جب کہ فتنہ وفساد کا اندیشہ نہ ہو، اگر ایسا ہوگا تو اجازت نہیں ہوگی۔

۵-کام عورت کی طاقت سے باہر کا نہ ہو؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اسکی طاقت کے لحاظ سے مکلّف کیا ہے، ارشاد ہے:" **لایکلف الله نفساً إلا وسعها**" (سورۂ بقرہ:۲۸۶)، لہٰذا اگر کام اس کی طاقت سے باہر کا ہوگا تو گنجائش نہیں ہوگی۔

۱۱-مردوں کے ساتھ خلوت اور اختلاط نہ پایا جاتا ہو، اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے: "**لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ**" (صحیح البخاری فی کتاب الجہاد، حدیث نمبر: 3006، مسلم فی الحج، حدیث نمبر: 1341) (تفصیل کے دیکھئے: عمل المرأۃ فی میزان الشریعۃ الإسلامیۃ لأم حبیبۃ البریکی، ص: ۱۱۲-۱۱۹)۔

اب ان تین مباحث کے بعد ہم اصل سوال کے جواب کی طرف لوٹتے ہیں کہ پائلٹ کی نوکری کرنے کی اجازت اور عدم اجازت کا حکم انہی مذکورہ حدود وقیود کے دائرہ میں لگے گا، اگرچہ ہر وقت کیمرے کی نگاہ یہ رہتی ہیں؛ لیکن کیمرہ کی نگاہ میں غمزہ اور عشوہ کا قید ہونا ضروری نہیں، جو ظاہر ہے کہ فتنہ کا ذریعہ ہے، اس لحاظ سے دیکھا جائے تو چوں کہ ملازمت کے لئے جو شرطیں بتلائی گئی ہیں، وہ عام طور پر مفقود ہوتی ہیں، لباس اسلامی نہیں ہوتا، اگر اسلامی ممالک کے پائلٹ کا لباس اسلامی ہو تو مرد پائلٹ کے ساتھ جانا پڑتا ہے؛ اس لئے پائلٹ کی نوکری درست نہیں ہونی چاہئے؛ البتہ:

۱-اگر تمام شرطوں کے ساتھ ہو اور خاتون پائلٹ کا ساتھی خاتون ہی ہو تو اس کی گنجائش ہونی چاہئے۔

۲-بسا اوقات فائٹر پلین میں بھی یہ نوکری ہوسکتی ہے تو اس میں تمام شرطوں کے ساتھ قومی حاجت اور جہاد وغیرہ کی ضرورت (کہ آج کل انھیں چیزوں کے سے جنگ لڑی جاتی ہے) پیش نظر بھی گنجائش ہونی چاہئے۔

۵- اس سوال کا جواب بھی وہی ہے، جو سوال نمبر (۴) کا ہے؛ بلکہ پلین سے زیادہ اس میں خطرہ ہے؛ اس لئے یہ ملازمت بھی درست نہیں۔

۶- ٹرین میں خواتین کے لئے ٹکٹ چیکنگ کی جو ملازمت ہوتی ہے، اس میں ریلوے کی طرف سے بھی تحفظات ہوتی ہیں، جن میں سے چند کا ذکر سوال میں مذکور ہے، انھیں میں سے ایک تحفظ یہ بھی ہوتا ہے کہ انھیں دن کی نوکری دی جاتی ہے اور چند کیلومیٹر کے لئے انھیں ڈیوٹی دی جاتی ہے، ایسے میں اس کی مثال اس خاتون کی طرح ہے، جو ٹرانسپورٹ میں ڈرائیونگ کرے، جس کے تعلق سے سوال نمبر (۳) میں جواب مذکور ہے، لہٰذا نوکری کی ضرورت کی بنیاد پر اور حدود وشرائط کی رعایت کے ساتھ ٹکٹ چیکنگ کی ملازمت درست ہونی چاہئے۔

۷- اس شعبہ میں بھی کام کرنے کے لئے وہی شرطیں ہیں، جو سابق میں گزر چکی ہیں، اگر سابقہ شرطوں کی رعایت کرتے ہوئے ٹکٹ جاری کرنے کی ملازمت کوئی خاتون کرتی ہے تو اس کی بھی گنجائش ہوگی؛ البتہ اس میں ایک اور چیز کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ ڈیوٹی ٹائم دن دن کا ہونا چاہئے؛ کیونکہ رات میں فتنہ کے ساتھ ساتھ خطرہ بھی زیادہ ہے۔

☆☆☆

خواتین کا محرم کے ساتھ ڈرائیونگ کرنا

مفتی امانت علی قاسمی☆

۱-خواتین کا گاڑی چلانا:

عورت کے لیے اصل حکم تو یہ ہے کہ وہ گھر میں رہیں:"وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجاهِلِيَّةِ الْأُولى "(سورۃ الاحزاب:۳۳)،"**ليس للنساء نصيب فى الخروج إلا مضطرة** "(کنز العمال: ۴۵۰۶۲)،لیکن ضرورت کے موقع پر شریعت نے شرائط کے ساتھ عورت کو گھر سے باہر نکلنے کی اجازت ہے مثلاعورت مکمل پردے کی حالت میں نکلے،زیب وزینت کے بغیر نکلے۔''فتاوی شامی''میں ہے:

"وحيث أبحنا لها الخروج فبشرط عدم الزينة فى الكل، وتغيير الهيئة إلى ما لا يكون داعية إلى نظر الرجال واستمالتهم ."(ردالمحتار ۳/۱۴۶ط:سعید)،مفتی شفیع عثمانی نے احکام القرآن میں لکھا ہے:"قال تعالى: "**وقرن فى بيوتكن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الأولى**" (سورۂ احزاب:۳۳)،"**فدلت الآية على أن الأصل فى حقهن الحجاب بالبيوت والقرار بها، ولكن يستثنى منه مواضع الضرورة، فيكتفى فيها الحجاب بالبراقع والجلابيب ...فعلم أن حكم الآية قرارهن فى البيوت، إلا لمواضع الضرورة الدينية كالحج والعمرة بالنص، أو الدنيوية كعيادة قرابتها وزيارتهم أو احتياج إلى النفقة وأمثالهابالقياس، نعم! لا تخرج عند الضرورة أيضًا متبرجةّ بزينة تبرج الجاهلية الأولى، بل فى ثياب بذلة متسترة بالبرقع أو الجلباب، غير متعطرة ولامتزاحمة فى جموع الرجال؛ فلا يجوز لهن الخروج من بيوتهن، إلا عند الضرورة بقدر الضرورة مع اهتمام التستر والاحتجاب كل الاهتمام۔ وما سوى ذلک فمحظور ممنوع**"(احکام القرآن ۳/۳۱۹)۔

اگرعورت ضرورت کی وجہ سے گھر سے باہر نکلنے تو مسافت شرعی سے کم میں بلامحرم کے بھی نکل سکتی ہے اور مسافت

☆ استاذ ومفتی دارالعلوم وقف دیوبند۔

شرعی میں محرم کے ساتھ نکلنا ضروری ہے۔"**عن عبد الله بن عمرؓ، عن النبی ﷺ، قال: لایحل لامرأة تؤمن بالله والیوم الآخر، تسافر مسیرة ثلاث لیال، إلا ومعها ذو محرم**" (الصحیح لمسلم، ۱/ ۴۳۳، کتاب الحج، ط: قدیمی)۔

گھر سے نکلنے کی صورت میں عورت کے لیے ازخود گاڑی ڈرائیو کرنا درست ہے یا نہیں؟ پھر گاڑی کی مختلف نوعیت کی وجہ سے اس کے احکام میں فرق پڑے گا یا نہیں؟ یہ غور وغوض کا موضوع ہے۔حضرات اہل علم کے درمیان اس سلسلے میں اختلاف پایا جاتا ہے،عرب علماء میں بھی اس سلسلے میں اختلاف ہے،شیخ قرضاوی وغیرہ علماء نے شرائط کے ساتھ عورت کے لیے گاڑی ڈرائیو کرنے کی اجازت دی ہے۔

"**رکوب الدراجة أو السیارة أو غیرهما من أدوات النقل: أمر مشروع فی حد ذاته، وقد کانت المرأة العربیة فی جاهلیتها وإسلامهاترکب الإبل، وقال الرسول ﷺ:"خیر نساء رکبن الإبل: نساء قریش، أحناه علی ولد فی صغره، وأرعاه لزوج فی ذات یده "أی فی ماله.وهذا بشرط أن تحافظ علی الآداب الشرعیة عند رکوبها من الالتزام باللباس الشرعی**"(موسوعۃ الاعمال الکاملۃ للقرضاوی،فتاوی معاصرۃ ۵/ ۱۳۶)۔

جب کہ بعض دیگر علماء عرب نے مردوں کے ساتھ مشابہت ہونے کی وجہ سے منع کیا ہے؛ چنانچہ شیخ بن باز نے بڑی شدت سے اس پر نکیر کی ہے وہ لکھتے ہیں:" **فقد کثر حدیث الناس فی صحیفة الجزیرة عن قیادة المرأة للسیارة، ومعلوم أنها تؤدی إلی مفاسد لا تخفی علی الداعین إلیها، منها: الخلوة المحرمة بالمرأة،ومنها: السفور، ومنها: الاختلاط بالرجال بدون حذر، ومنها: ارتکاب المحظور الذی من أجله حرمت هذه الأمور، والشرع المطهر منع الوسائل المؤدیة إلی المحرم واعتبرها محرمة**"(مجموع فتاوی ومقالات الشیخ ابن باز ۳/ ۳۵۱)۔

اسی طرح برصغیر کے اہل علم کے درمیان بھی اس سلسلے میں اختلاف پایا جاتا ہے،اصولی طور پر تمام لوگ اس پر متفق ہیں کہ عورتوں کو گھر سے باہر نہیں نکلنا چاہیے لیکن اگر نکلنے کی ضرورت ہو تو ازخود گاڑی نہ چلانا بہتر ہے تاہم ضرورت کے موقع پر عورت کے لیے گاڑی چلانے کی گنجائش ہے، چنانچہ بنوری ٹاؤن کے فتوی میں ہے: عورتوں کے لیے شدید ضرورت کی بنا پر اور کوئی شرعی محذور نہ پائے جانے کی صورت میں پردہ کے پورے اہتمام کے ساتھ یعنی برقعہ پہن کر چہرہ چھپا کر تو گاڑی چلانے کی اجازت ہے،لیکن بلاضرورت یا بے پردگی کے ساتھ نہ تو باہر نکلنا جائز ہوگا اور نہ ہی گاڑی چلانا جائز ہوگا (فتوی بنوری ٹاؤن)۔

دارالافتاء دارالعلوم دیوبند میں مطلقا عورت کے لیے گاڑی چلانے کو ناجائز کہا گیا ہے: ''عورت یا لڑکی کا دو پہیہ یا چار پہیہ کوئی گاڑی چلانا مردوں کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے منع ہے (دینی مسائل اوران کا حل، ص ۳۴۳، ۳۴۴)؛ کیونکہ گاڑی چلانا اصل وضع میں مردوں کا کام ہے، عورتوں کا کام نہیں ہے، اور اللہ کے رسول ﷺ نے مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے (مشکوۃ المصابیح ص ۳۸۰ بحوالہ بخاری شریف)۔ اور اسکوٹی اگرچہ عورتوں کے لیے بنائی گئی گاڑی ہے؛ لیکن گاڑی چلانا دراصل عورتوں کا کام ہے ہی نہیں'' (فتوی دارالافتاء دارالعلوم دیوبند)۔

بہر حال اس مسئلے میں اہل علم میں اختلاف ہے کہ خواتین کے لیے گاڑی چلانا درست ہے یا نہیں؟ اور اس کی بنیادی وجہ مردوں کے ساتھ مشابہت ہے، زیادہ تر اہل علم نینا جائز ہونے کی یہی بنیاد بیان کی ہیفقہ حنفی کی دیگر کتابوں میں بھی مشابہت کی بنا پر عورتوں کے سورای کرنے کو منع کیا ہے لیکن عذر کی صورت میں یا فتنہ سے مامون ہونے کی حالت میں گنجائش بھی دی ہے چنانچہ ''المحیط البرہانی'' میں ہے:

" ولا تركب امرأة مسلمة على سرج بظاهره، نهى النساء عن الركوب على السرج، وبه نقول وإنه خرج موافقاً لقوله عليه السلام:لعن الله الفروج على السروج، والمعنى فى النهى من وجهين؛ أحدهما: أن هذا تشبه بالرجال، وقد نهين عن ذلک، الثانى: أن فيه إعلان الفتن وإظهارها للرجال، وقد أمرن بالستر، قالوا: وهذا إذا كانت شابة، وقد ركبت السرج والفرج، فأما إذا كانت عجوزاً أو كانت شابة، إلا أنها ركبت مع زوجها بعذر بأن ركبت للجهاد، وقد وقعت الحاجة إليهن للجهاد، أو للحج أو للعمرة، فلا بأس إن كانت مستترة، فقد صح أن نساء المهاجرين كنَّ يركبن الأفراس، ويخرجن للجهاد، فكان رسول الله عليه السلام يراهن و (لا) ينهاهن، وكذلک بنات خالد بن الوليد كن يركبن، ويخرجن للجهاد يسقين المجاهدين فى الصفوف ويداوين الجرحى''(المحیط البرہانی ۵/ ۳۸۵)۔

لیکن غور کیا جائے تو محسوس ہوتا ہے کہ ہر صورت میں مردوں کے ساتھ مشابہت نہیں ہے، اگر عورت مرد کے ساتھ اس کے پیچھے گاڑی میں بیٹھ سکتی ہے تو بغیر مرد کے چلا بھی سکتی ہے، پھر بعض مرتبہ ایک دو کلومیٹر تک جانے کی ضرورت ہوتی ہے اور اس کے لیے بسا اوقات گاؤں میں سواری نہیں ہوتی بچے کو اسکول چھوڑنے یا ضرورت کی چیز لانے کے لیے گھر میں کوئی مرد نہیں ہوتا ہے ایسے وقت میں گاڑی چلا کر جانا پڑتا ہیاس سلسلے میں تمام صورتوں کا عمومی جائزہ لینے کے بعد بہتر یہ معلوم ہوتا ہے:

(۱) بہتر یہ ہے کہ عورت گاڑی نہ چلائیں اس لیے کہ اس میں بہت سے مفاسد ہیں، مثلا مردوں کے ساتھ مشابہت ہوتی ہے، فتنہ کا قوی اندیشہ ہے، بے پردگی کا خدشہ ہے۔ تاہم اگر ضرورت ہو تو پھر درج ذیل احکام ہوں گے۔

(۲) جو گاڑی کہ مخصوص طور پر خواتین کے لیے بنائی گئی ہے مثلا اسکوٹی یا وہ گاڑی جس میں مکمل پردہ کی رعایت ہوتی ہے جیسے کار اس کا عورتوں کے لیے چلانا درست ہے۔

(۳) جو گاڑی مردوں کے لیے بنی ہیں اور اس کے چلانے میں مردوں سے مشابہت لازم آتی ہے مثلا بائک، بلٹ وغیرہ ان کا عورتوں کے لیے چلانا درست نہیں ہے۔

(۴) بس لاری وغیرہ چلانے میں مردوں سے اختلاط، بسا اوقات اجنبی مرد کے ساتھ خلوت، بغیر محرم کے سفر جیسے دوسرے بہت سے مفاسد پائے جاتے ہیں اس لیے اس کا چلانا عورتوں کے لیے درست نہیں ہے۔

محرم کے ساتھ گاڑی چلا کر مسافت شرعی کا سفر کرنا:

۲- جن گاڑیوں کی چلانے کی عورت کو اجازت ہے ان میں محرم کیساتھ عورت کے لیے سفر شرعی پر گاڑی چلا کر جانے کی بھی اجازت ہوگی لیکن جن گاڑیوں کو ڈرائیو کرنے کی اجازت نہیں ہے ان میں محرم کیساتھ سفر شرعی کی بھی اجازت نہیں ہوگی۔ مثلا کار میں عورت اپنے محرم کو ساتھ لے کر سفر شرعی پر جاسکتی ہے تاہم اگر محرم ساتھ ہو اور محرم گاڑی چلا سکتا ہو تو محرم کو ہی گاڑی ڈرائیو کرنی چاہیے عورت کے مناسب نہیں ہے اس لیے کہ گاڑی چلانا مردوں کا کام ہے، کیوں کہ شریعت نے باہر کیا مور کی ذمہ داری مردوں کو دیا ہے۔

۳-خواتین کے لیے پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیونگ کرنا:

شوافع اور مالکیہ نے سفر حج میں عورتوں کے لیے قابل اعتماد قافلے میں ایک عورت کو اپنے محرم کے بغیر جانے کی اجازت دی ہے، ''کتاب الام'' میں ہے:

''عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ سُئِلَ عَطَاءٌ عَنْ امْرَأَةٍ لَيْسَ مَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ وَلَا زَوْجَ مَعَهَا وَلَكِنْ مَعَهَا وَلَائِدُ وَمَوْلَيَاتٌ يَلِينَ إنْزَالَهَا وَحِفْظَهَا وَرَفْعَهَا؟ قَالَ: نَعَمْ .فَلْتَحُجَّ'' (کتاب الام، امام الشافعی ۲/۱۲۸)، مجموع میں امام نووی لکھتے ہیں:''حكم المسألة فقال الشافعي والأصحاب رحمهم الله تعالى: لا يلزم المرأة الحج إلا إذا أمنت على نفسها بزوج أو محرم نسب أو غير نسب أو نسوة ثقات فأي هذه الثلاثة وجد لزمها الحج بلا خلاف وإن لم يكن شيء من الثلاثة لم يلزمها الحج على المذهب'' (المجموع شرح المہذب ۷/۸۶)۔

فقہ مالکی کی کتاب ''مواہب الجلیل شرح مختصر الخلیل'' میں ہے:'' إذَا كَانَتْ فِي رُفْقَةٍ مَأْمُونَةٍ ذَاتِ عَدَدٍ

وَعُدَدٍ أَوْ جَيْشٍ مَأْمُونٍ مِنَ الْغَلَبَةِ وَالْمَحَلَّةُ الْعَظِيمَةِ فَلَا خِلَافَ فِي جَوَازِ سَفَرِهَا مِنْ غَيْرِ ذِي مَحْرَمٍ"(مواہب الجلیل ۲/ ۵۲۴)۔

احناف کے نزدیک قابل اعتماد ثقہ عورتوں کے ساتھ بلامحرم کے سفر کرنے کی اجازت نہیں ہے: ہاں بعض فقہاء احناف نے عمر رسیدہ خاتون کو قافلہ میں سفر کرنے کی اجازت دی ہے۔

"عن عبد الله بن عمرؓ، عن النبیﷺ قال:لایحل لامرأة تؤمن بالله والیوم الآخر، تسافر مسیرة ثلاث لیال، إلا ومعها ذو محرم" (الصحیح لمسلم ۱/ ۴۳۳، کتاب الحج، ط:قدیمی)۔

"عن ابن عباسؓ ، أنه: سمع النبیﷺ، یقول: لایخلونّ رجل بامرأة، ولا تسافرنّ امرأة، إلا ومعها محرم، فقام رجل فقال: یا رسول الله، اکتتبتُ فی غزوة کذا وکذا، وخرجت امرأتی حاجةً، قال: اذهب فحجّ مع امرأتک"(صحیح البخاری ۴/ ۵۹)، "فتاوی ہندیہ" میں ہے:"لا بأس للمرأة ان تسافر بغیر محرم مع الصالحین "(الفتاوی الہندیۃ ۵/ ۳۶۶)۔

اس طرح کی احادیث متعدد صحابہ سے مروی ہیں، ان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عورت بغیر محرم کے سفر نہیں کرسکتی اور یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ اس طرح کی کسی بھی روایت میں سفر حج کو الگ نہیں کیا گیا ہے، جس کا صاف مطلب ہے کہ کوئی بھی سفر ہو خواہ حج کا ہو یا اس کے علاوہ، کسی بھی سفر میں عورت تنہا گھر سے نہیں نکل سکتی، اس کے ساتھ محرم کا ہونا ضروری ہے۔

یہ حضرات فقہاء سفر حج میں بغیر محرم کے ثقہ جماعت کے ساتھ جانے کی اجازت دیتے ہیں لیکن سفر حج کے علاوہ وہ فقہاء بھی بغیر محرم کے بغیر قافلے میں جانے کی اجازت نہیں دیتے ہیں اس لیے سفر حج کے علاوہ خواتین کے لیے بلامحرم کے سفر کی حرمت متفق علیہ ہے، علامہ نووی نے اس پر اتفاق نقل کیا ہے:

" ذهب الفقهاء إلى أنه لیس للمرأة أن تسافر لغیر الفرض کحج التطوع والزیارة والتجارة والسیاحة وطلب العلم، ونحو هذا من الأسفار التی لیست واجبة، إلا مع زوج أو محرم.قال النووی: اتفق العلماء علی أنه لیس لها أن تخرج فی غیر الحج والعمرة، إلا مع ذی محرم" (الموسوعۃ الفقہیۃ ۳۶/ ۲۰۶)۔

اس لیے خواتین کے لیے بغیر محرم کے سفر میں جانے کی اجازت نہیں ہے لہذا عورت کا پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیونگ کرنا درست نہیں ہے کیونکہ جن حضرات نے بھی ثقہ عورتوں کے ساتھ اجازت دی ہے انہوں نے بھی شرائط کے ساتھ اجازت دی ہے ان شرائط میں ایک شرط یہ ہے کہ وہ خاتون عمر رسیدہ ہو ظاہر ہے کہ عمر رسیدہ خاتون کے لیے پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیونگ ممکن نہیں ہے، اسی طرح دوسری شرط یہ ہے کہ فتنہ سے امن ہو جبکہ یہاں پر اس کے علاوہ دوسرے مفاسد بھی ہیں مثلا ایسا ہوسکتا ہے کہ اخیر منزل تک صرف ایک ہی مرد رہ جائے تو اس طرح خلوت بالاجنبیہ کا تحقق ہوجائے گا

اس لیے خواتین کے لیے پبلک ٹرانسپورٹ کی اجازت نہیں دی جاسکتی ہے۔ ہاں اگر مسافت شرعی سے کم کا سفر ہو مثلاً کسی مدرسۃ البنات یا گرلس اسکول کی گاڑی جو شہر کے اندر اندر جانا ہوتا ہے ضرورت کے موقع پر شرائط کے ساتھ اس کی گنجائش ہوسکتی ہے۔

۴-خواتین کا پائلٹ بننا:

خواتین کے لیے ہوائی جہاز کی پائلٹ بننا درست نہیں ہے اس میں شرعی طور پر متعدد مفاسد پائی جاتی ہیں۔

۱-اجنبی مردوں کے ساتھ خلوت:

پائلٹ کے لیے جو کیبن ہوتی ہے اس میں اس کے ساتھ ایک ساتھی ہوتا ہے اور غالب گمان یہ ہیکہ وہ ساتھی پائلٹ مرد ہوگا اور وہ کیبن بند ہوتی ہے اگر چہ ان کی تمام نقل وحرکت کیمرے میں قید ہوتی ہے لیکن اس خلوت کی وجہ سے دونوں میں الفت ومحبت کی باتیں ہوں گی اور اس کا پیش خیمہ بھیانک فتنہ وفساد کی صورت میں ظاہر ہوگا اور شریعت نے اجنبی مرد کے ساتھ خلوت کو حرام قرار دیا ہے،" **لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا كَانَ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ**"(سنن الترمذی ۳/۴۶۶،حدیث نمبر:۱۱۷۱)،" **لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ، وَلَا تُسَافِرِ الْمَرْأَةُ، إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ، فَقَامَ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ امْرَأَتِي خَرَجَتْ حَاجَّةً، وَإِنِّي اكْتُتِبْتُ فِي غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا، قَالَ: انْطَلِقْ فَحُجَّ مَعَ امْرَأَتِكَ**"(صحیح مسلم ۲/۹۷۸،حدیث نمبر:۱۳۴۱)،ایک حدیث میں حضور نے فرمایا کہ اگر کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ خلوت میں ہو تیسرا شخص اس کے ساتھ شیطان ہوتا ہے،دوسری حدیث میں بھی حضور ﷺ نے بغیر محرم کے سفر کرنے سے منع فرمایا ہے۔" **وفی الأشباہ: الخلوة بالأجنبية حرام ...ثم رأيت في منية المفتي مانصه: الخلوة بالأجنبية مكروهة وإن كانت معها أخرىٰ كراهة تحريم**"(ردالمحتار،فصل فی النظر والمس ۶/۳۶۷،ط:سعید)۔

۲-شرعی پردہ کی رعایت:

پائلٹ کے لیے ایک مخصوص لباس طے ہوتا ہے جس کی پاس داری ضروری ہوتی ہے اور عموماوہ لباس شرعی پردہ سے خالی ہوتا ہے پائلٹ ہونے کا مطلب ہے کہ شرعی پردہ کا خیال نہ کرنا۔خواتین کے لیے ملازمت کے جواز میں ایک بنیادی شرط ہے کہ پردہ کا خیال کیا جائے بلکہ گھر سے باہر نکلنے کی صورت میں ہی فقہاء نے پردہ کا خیال کرنے کو ضروری قرار دیا ہے۔"**يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ**"(احزاب:)، "**وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ** "(سورۂ نور:)۔

۳-بلامحرم کے سفر:

پائلٹ بننے کی صورت میں خواتین کو بلامحرم کے سفر کرنا پڑے گا اس لیے کہ ہوائی سفر لازماً سفر شرعی پر مشتمل ہوتا ہے اور اس میں خواتین پائلٹ کے لیے اپنے محرم کے ساتھ سفر کرنے کی گنجائش بالکل بھی نہیں رہتی ہے۔اور بلامحرم سفر شرعی ناجائز وحرام ہے خواتین کے لیے جن صورتوں میں کسب معاش اور ملازمت کی اجازت ہے اس میں بھی یہ ضروری ہے کہ بلامحرم سفر شرعی کا ارتکاب نہ کرے۔

"**عن أبی أمامةؓ قال: سمعت رسول اللّٰہ ﷺ یقول: لا تسافر امرأة سفراً ثلاثة أیام أو تحج، إلا ومعها زوجها**"،(ابوامامہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کوئی عورت تین دن کا سفر یا حج اپنے شوہر کی معیت کے بغیر نہ کرے)(سنن دارقطنی،کتاب الحج،حدیث نمبر:۲۴۴۲)۔

۴-مردوں کے ساتھ اختلاط:

پائلٹ خاتون کے لیے مردوں کے ساتھ اختلاط کا فساد بھی لازم آتا ہے اس لیے کہ پائلٹ خاتون کو ٹریننگ کے لیے جس گروپ میں جانا پڑے گا اس میں صرف خواتین نہیں ہوں گی ، بلکہ ان کے ساتھ مرد حضرات بھی ہوں گے۔شرعی مسائل کو حل کرتے وقت ہمیں عملی صورت حال کا جائزہ لینا بھی ضروری ہے اور عملی صورت حال ہندوستان اور یورپین ممالک میں یہ ہے کہ مرد وزن کا اختلاط کوئی معنی نہیں رکھتا ہے،اس لیے عموماً اس طرح کے اسفار، پروگرام میں خواتین کے ساتھ مرد بھی ہوتے ہیں اور لازمی طور پر اختلاط پایا جاتا ہے۔اس کے علاوہ خاتون کے پائلٹ بننے میں دوسرے بھی مفاسد ہوتے ہیں،مثلاً پائلٹ کو کبھی رات میں بھی سفر کرنا پڑتا ہے جب کہ حضرات فقہاء نیرات میں عورت کو کسب معاش کے لیے اجازت نہیں دی ہے،معتدہ کے باب میں حضرات فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر دوران عدت گھر سے باہر نکلنا پڑے تو دن میں نکلنے اور رات سے پہلے گھر آجائے،اسی طرح فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر رات میں کسب معاش کے لیے نکلنا پڑے تو ساتھ میں محرم کا ہونا ضروری ہے جب کہ یہاں ایسا ممکن نہیں ہے۔اس لیے خاتون کے لیے پائلٹ بننا درست نہیں ہے۔

"**اسْتَأْخِرْنَ فَإِنَّهُ لَيْسَ لَكُنَّ أَنْ تَحْقُقْنَ الطَّرِيقَ عَلَيْكُنَّ بِحَافَّاتِ الطَّرِيقِ فَكَانَتِ الْمَرْأَةُ تَلْتَصِقُ بِالْجِدَارِ حَتَّى إِنَّ ثَوْبَهَا لَيَتَعَلَّقُ بِالْجِدَارِ مِنْ لُصُوقِهَا بِهِ**"(سنن ابی داؤد:۵۲۷۲)۔

۵-خواتین کا لوکو پائلٹ بننا:

خواتین کے لیے ٹرین کا ڈرائیور بننا درست نہیں ہے،اس لیے کہ اس میں بھی پائلٹ کی طرح تمام مفاسد پائے جاتے ہیں،اس میں اجنبی کے ساتھ خلوت کی قباحت بھی ہے،اس لیے کہ ڈرائیور کے ساتھ ایک معاون بھی ہوتا ہے جس میں

مرد بھی ساتھ ہوسکتا ہے، بغیر محرم کے سفر کرنا، مردوں کے ساتھ اختلاط، رات کو سفر کرنا وغیرہ متعدد مفاسد ہیں، اس لیے خواتین کے لیے ملازمت درست نہیں ہے۔

یہاں ضروری ہے کہ خواتین کی ملازمت کے حوالے سے چند ضروری وضاحت کر دی جائے۔

خواتین کا ملازمت کرنا:

شریعت نے کسب کی اصل ذمہ مردوں پر رکھی ہے اور عورت کا کسب کا ذمہ دار نہیں بنایا ہے، بیوی ہے کہ اس کا خرچ شوہر کے ذمہ بیٹی ہے تو اس کا خرچ باپ کے ذمہ اور ماں ہے تو اس کا خرچ بیٹے کے ذمہ عائد کیا ہے لیکن اگر عورت کو معاشی تنگی کا سامنا ہو اور شوہر اس کی ذمہ داری اٹھانے سے قاصر ہو، یا تساہلی کرتا ہو، یا عورت بیوہ ہو اور گھر میں رہ کر اس کے لیے کوئی ذریعہ معاش اختیار کرنا ممکن نہ ہو، تو شریعت نے جائز حدود میں رہتے ہوئے عورت کسب معاش کی اجازت دی ہے اس میں بہتر ہے کہ عورت گھر میں رہ کر کسب کریں لیکن اگر گھر میں کسب معاش کی کوئی صورت نہ ہو تو چند شرائط کے ساتھ کسب کے لیے گھر سے باہر نکلنے کی اجازت ہے: اسلامک فقہ اکیڈمی نے اپنی تجاویز میں ان شرائط کا تذکرہ کیا ہے: خواتین کسب معاش کے لیے گھر سے باہر نکلیں تو درج ذیل امور کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

الف: ولی یا شوہر کی اجازت شامل ہو سوائے اس کے کہ ولی یا شوہر نفقہ نہ دیتا ہو اور اس کے لیے خود کسب معاش کے سوا کوئی چارہ نہ ہو۔ (ب) شرعی پردہ کی مکمل رعایت ہو (ج) لباس مردوں کے لیے باعث کشش نہ ہو (د) خوشبو کے استعمال سے پرہیز ہو (ہ) مردوں کے ساتھ اختلاط بالکل نہ ہو (و) اجنبی مرد کے ساتھ تنہائی کی نوبت نہ آئے (ز) شوہر اور بچوں کے حقوق سے بے اعتنائی نہ ہو (نئے مسائل اور فقہ اکیڈمی کے فیصلے ص: 251) فقہ اکیڈمی نے اس کے علاوہ بھی تجاویز پیش کی ہیں جو کافی اہمیت کی حامل ہیں۔

خواتین کے ایسے مقامات پہ ملازمت کرنا جہاں ان کے ساتھ مرد کارکن ہو یا خواتین کو گھر سے باہر بغیر محرم رات گزارنے کی نوبت آتی ہو درست نہیں ہے جب کہ خواتین کے لیے ڈرائیونگ میں نہ تو تمام شرائط کی پابندی ممکن ہے اور نہ ہی دیگر محظورات شرعیہ سے اجتناب ہوسکتا ہے اس لیے خواتین کے ٹرین کی ڈرائیونگ کی ملازمت درست نہیں ہے۔

۶-خواتین کا ٹی ٹی بننا:

اوپر عورت کی ملازمت کے سلسلے میں جن شرائط کا تذکرہ کیا گیا ہے ٹی ٹی کی ملازمت میں وہ شرائط نہیں پائی جاتی ہیں اس لیے خواتین کے لیے ٹی ٹی کی ملازمت درست نہیں ہے، جو شرعی قباحتیں خواتین کی ڈرائیونگ کے سلسلے میں ہیں وہ تمام قباحتیں ٹی ٹی کی ملازمت میں بھی ہیں بلکہ اس میں مزید شرعی قباحتیں پائی جاتی ہیں مثلاً لوکو پائلٹ بننے میں مردوں کے

ساتھ اس درجہ اختلاط نہیں ہوتا ہے جس درجہ ٹی ٹی کی ملازمت میں اختلاط ہوتا ہے جو خاتون ٹی ٹی ہوتی ہیں ان کو مرد وعورت سب کا ٹکٹ چیک کرنا ہوتا ہے ٹرین دور دراز کے لیے روانہ ہوتی ہیں اس صورت میں رات میں تنہا بھی ٹکٹ چیک کرنا ہوتا ہے پہلے بھی اس کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ ہندوستان اور یورپین ممالک میں خواتین کی ملازمت کے لیے کوئی علاحدہ طریقہ نہیں ہوتا ہے، بلکہ جو ذمہ داری ایک مرد کی ہوتی ہے بعینہ وہی ذمہ داری اس کے ہم منصب عورت کی بھی ہوتی ہے، ہاں اس سے انکار نہیں کہ بعض جگہوں پر خواتین کو صرف خواتین سے ہی رابطہ رہتا ہے جیسے خاتون پولیس ہے ان کو اپنے اعلی عہدیداروں میں مردوں سے بھی سابقہ پڑتا ہے اور ملازمت کے دوران اپنے ہم منصب مردوں کے ساتھ بھی جانا آنا پڑتا ہے بسا اوقات دونوں ایک گاڑی میں سوار بھی ہوتے ہیں تاہم عوام میں خواتین پولیس کی ذمہ داری صرف خواتین سے متعلق ہوتی ہیں۔

بہر حال خاتون ٹی ٹی بننے میں شرعی قباحتیں موجود ہیں اس لیے خواتین کے لیے ٹی ٹی کی ملازمت درست نہیں ہے۔

۷-خواتین کا ریلوے اسٹیشن پر ٹکٹ کاٹنے کی ملازمت:

خواتین کے لیے بہتر یہی ہے کہ ان شعبوں میں کام کریں جن میں مردوں سے اختلاط اور رابطہ نہ رہتا ہے تاہم ٹکٹ کاٹنے میں اوپر کی مذکورہ قباحتیں بہت حد تک نہیں پائی جاتی ہیں اس لیے اس شعبہ کی ملازمت میں کچھ تخفیف معلوم ہوتی ہے اس لیے کہ یہاں پر بسا اوقات اس کے کیبن میں بھی صرف عورتیں ہی ہوتی ہیں اسی طرح مردوں سے اگر چہ بات کرنا ہوتا ہے لیکن وہ بات ضرورت کے بقدر ہوتی ہے اور فاصلہ سے ہوتی ہے اس لیے اس میں مرد وعورت کا اختلاط کم ہوتا ہے ہاں اس شعبے میں اپنے بڑے ذمہ داروں میں بسا اوقات مرد ہوتے ہیں ان سے بات کرنے کی ضرورت پڑتی ہے اس لیے بہتر ہے کہ اس طرح کی ملازمت سے بھی گریز کیا جائے تاہم اگر مجبوری ہو تو اس ملازمت کو اختیار کرنے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔

☆☆☆

خواتین کی ڈرائیونگ

مولانا محمد بن مولانا افتخار رحمانی ☆

مردوں اور عورتوں کے بارے میں اسلام کا بنیادی تصور یہ ہے کہ انہیں تقسیم کار کے ساتھ زندگی گزارنی چاہئے، اسی لئے اس نے مردوں اور عورتوں کے لئے کچھ فطری اصول متعین کئے جو دونوں کے لئے رحمت بھی ہے، اور خاندانی نظام کے بقاء واستحکام کا ذریعہ بھی، چنانچہ مرد کو خاندان میں قوام کی حیثیت دے کر اس پر خاندان کے لئے روزی کمانے اور ضروریات زندگی فراہم کرنے کی ذمہ داری رکھی اور عورت کو گھر کی ملکہ بنا کر ان تمام فرائض سے سبکدوش کر دیا جو بیرون خانہ سے تعلق رکھتے ہیں، تاکہ وہ یکسوئی کے ساتھ امور خانہ داری کو انجام دے، چنانچہ ارشاد نبوی ہے: ''**المراة راعية على بيت بعلها**'' (بخاری)۔

اس پر نماز جمعہ واجب نہیں، جہاد بھی فرض نہیں، اگرچہ بوقت ضرورت مجاہدین کی خدمت کے لئے جاسکتی ہے، الغرض عام حالات میں ہر طریقے سے عورت کا گھر سے نکلنا ناپسند کیا گیا، اور یہ تعلیم دی گئی کہ عورتوں کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز گھر کو بنانا چاہئے، جیسا کہ آیت کریمہ :''**وقرن في بيوتكن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الاولى**'' (سورۂ احزاب: ۳۳) سے ظاہر ہے، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: عورت چھپانے کی چیز ہے، جب وہ گھر سے باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کی تانک جھانک میں لگ جاتا ہے۔

''**عن عبد الله بن مسعودؓ: المرأة عورة، فإذا خرجت استشرفها الشيطان**'' (الترمذی، رقم الحدیث: ۱۱۷۳)، حتی کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز کے معاملے میں بھی یہ پسند فرمایا کہ عورتیں اپنے گھروں میں ہی نماز پڑھیں، تاہم شرعی وطبعی ضرورتوں کے لئے گھر سے نکلنے کی اجازت ہے، لیکن اس شرط کے ساتھ کہ عورت مکمل پردے میں ہو اور حجاب وبرقعہ بھی نقش ونگار والا نہ ہو۔

خواتین کے لئے ڈرائیونگ کرنا جائز ہے یا نہیں، اس سلسلے میں علماء کے دو گروہ ہیں، لیکن واضح رہے کہ خواتین کے لئے نفس گاڑی چلانا ناجائز وحرام نہیں کیونکہ بنیادی طور پر کتاب وسنت میں صراحت کے ساتھ ممانعت وارد نہیں ہیں، اور یہ

☆ المعہد العالی الاسلامی، حیدرآباد۔

امر ظاہر ہے کہ اس دور میں اس طرح کی سواریوں کا تصور نہیں تھا، بلکہ لوگ اونٹ، گھوڑا اور خچر کے ذریعہ سفر کیا کرتے تھے، دور صحابہ میں عورتوں کے لئے سواری کی پشت پر پردہ یا پردہ ہودج بنایا جاتا تھا اور لگام ایک آدمی کے ہاتھ میں ہوا کرتی تھیں، لیکن بعض امور جو فی نفسہ مباح ہو، اگر حرام تک لے جانے کا ذریعہ بنے تو وہ بھی حرام ہو جاتے ہیں۔

اصول الفقہ لابی زہرہ میں ہے:"**الذرائع في لغه الشرع ما يكون طريقا لمحرم او لمحلل، فإنه يأخذ حكمه، فالطريق إلى الحرام حرام ،والطريق إلى المباحث مباح**"(اصول الفقہ لابی زہرہ:۲۸۸)۔

موجودہ پرفتن دور میں جس میں فتنہ وفساد اور بے حیائی عام ہے، عورتوں میں فیشن اور بن سنور کر باہر نکلنے کا عنصر غالب ہے، ایسے ماحول میں عورت کے لئے عام حالات میں گاڑی چلانے کی اجازت دینے میں بہت سے مفاسد اور احکام شرعیہ کے خلاف ورزی لازم آتی ہے۔

۱- کیونکہ جب کوئی عورت گاڑی چلاتی ہے، تو مردوں کی نگاہ اس طرف مائل ہوتی ہے، جو فتنے سے خالی نہیں، اور شریعت مطہرہ نے عورتوں کو ایسے کاموں سے اجتناب کا حکم دیا ہے جس سے نامحرم مردوں کی توجہ ان کی طرف مبذول ہو، رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو گھر سے باہر نکلتے ہوئے تیز خوشبو لگا کر نکلنے سے منع فرمایا۔

"**عن أبي موسى: عن النبي ﷺ قال: كل عين زانية والمرأة إذا استعطرت فمرت بالمجلس فهي كذا و كذا -يعني زانية**"(سنن ترمذی۵/۱۰۶)۔

۲-مردوں کی طرف عورتوں کو بھی حکم ہے کہ وہ اپنی نگاہوں کی حفاظت کرے غیر محرم پر نظر نہ ڈالیں، جبکہ گاڑی چلانا جائز نہیں، شدید ضرورت کی بنا پر جبکہ کوئی شرعی محظور نہ پائے جانے کی صورت میں پردے کے پورے اہتمام کے ساتھ گاڑی چلانے کی اجازت ہے۔

شہر میں ایک جگہ سے دوسری جگہ تنہا خواتین کا گاڑی چلا کر جانا:

۱-اگر کسی دینی یا دنیاوی ضرورت جیسے: تعلیم، معاش، علاج وغیرہ کی وجہ سے عورت کو شہر میں ایک جگہ سے دوسری جگہ تنہا گاڑی چلا کر جانا پڑے، اور ساتھ میں کوئی محرم رشتہ دار موجود نہ ہو، یا ساتھ نہ آ سکتا ہو، تو اس بارے میں تفصیل یہ ہے کہ نقش ونگار والا، زرق برق، اور نظروں کو خیرہ نہ کر دینے والا برقعہ یا عبایا سے پردے کا مکمل اہتمام ہو، مرد وزن کا اختلاط پایا جائے اور ماحول پرامن ہو، تو اس کے لئے تنہا گاڑی چلانے کی اجازت ہے، اور اس سلسلے میں دو پہیوں والی گاڑی، بس، کار، ٹیکسی تمام کے احکام ایک ہیں۔

ہمارے عرف میں دو پہیوں والی موٹر سائیکل اور بائیک چلانا مرد حضرات کے لئے متعارف ہے، خواتین کے لئے

اس کو معیوب سمجھا جاتا ہے، اور اگر کوئی عورت چلاتی ہے تو وہ اسکوٹی کی بنسبت مردوں کی توجہ کا مرکز زیادہ بنتی ہے، نیز اس میں ستر کی حفاظت کا اہتمام بھی مشکل ہے، لہذا موٹر سائیکل چلانا خواتین کے لئے کراہت سے خالی نہیں ہے۔

اسکوٹی چلانا مردوں اور عورتوں دونوں میں عام ہے، اور اس میں اس درجہ توجہ اور میلان نہیں ہوتا، پردے کی رعایت کے ساتھ اسکوٹی چلانے کی اجازت ہوگی۔

"وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الاولى" (سورۂ احزاب:۳۳)۔

"وأشار ابن العربي أنه على المرأة "لزوم بيتها والانكفاف عن الخروج منه، إلا لضرورة" (احکام القرآن لابن العربی ۳/۵۶۹)۔

"وقال الجصاص: وفيه الدلالة على أن النساء مأمورات بلزوم البيوت منهيات عن الخروج" (احکام القرآن للجصاص ۳/۴۷۱)۔

احکام القرآن محمد شفیعؒ میں ہے: "قال تعالى: وقرن في بيوتكن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الأولى، فدلت الآية على أن الأصل في حقهن الحجاب بالبيوت والقرار بها، ولكن يستثنى منه مواضع الضرورة فيكتفى فيها الحجاب بالبراقع والحلابيب.....فلم أن حكم الآية قرارهن في البيوت إلا لمواضع الضرورة الدينية كالحج والعمرة بالنص، أو الدنيوية كعيادة قرابتها وزيارتهم أو احتياج إلى النفقة وأمثالها بالقياس، نعم! لا تخرج عند الضرورة أيضا متبرجه بزينة تبرج الجاهلية الأولى، بل في ثياب بذلة متسترة بالبرقع أو الجلباب، غير متعطرة ولامتزاحمة في جموع الرجال؛ فلا يجوز لهن الخروج من بيوتهن إلا عند الضرورة بقدر الضرورة مع اهتمام التستر والاحتجاب كل الاهتمام وما سوى ذلک فمحظور ممنوع" (۳/۳۱۷، سورہ احزاب:۳۳)۔

"عن أبي هريرةؓ أن رسول الله ﷺ قال: خير نساء ركبن الإبل نساء قريش" (صحیح البخاری:۵۰۸۲)۔

"وحيث ابحنا لها الخروج فبشرط عدم الزينة في الكل وتغيير الهيئة إلى ما يكون داعية الى نظر الرجال واستمالتهم" (ردالمحتار ۳/۱۴۶)۔

"يقول الفقيه الدكتور أحمد الحجي الكردي خبير في الموسوعة الفقهية، وعضو هيئة الإفتاء بدولة الكويت–فلا مانع من ركوب المرأة للدراجة النارية أو الهوائية إذا كانت بعيدة عن أعين الرجال، ما دامت ملتزمة بأحكام الحجاب الشرعي ساترة لجسدها، وكانت حذرة من إظهار شيء من العورة في الركوب والنزول، أما ركوبها لها في مكان يراها الرجال فيه فلا أراه جائزا إلا عند

الحاجة الشديدة، لأن الغالب في راكبتها أن يظهر جزء مما سترته، أو تضيق عليها الثياب بحيث تصف جسدها، ولأنها ربما سقطت من فوقها فينكشف ما ستر منها، أو غير ذلك من المحاذير المتوقعة "(شبکۃ الفتاوی الشرعیہ/الدکتور احمد الحجی الکردی: رکوب المرأۃ للدراجۃ الناریۃ والہوائیۃ، فتوی رقم: ۱۹۹۳۲)۔

"ولكن يشترط لجواز ركوبها أن تحافظ على الآداب الشرعية عند ركوبها من الالتزام باللباس الشرعي ونحو ذلك، وإذا كانت تترتب على ركوب المرأة للدراجة فتنة بها حرم عليها ذلك.....والأولى مراعاة العرف إن كان مثل هذا الفعل مستقبحا في بض البلدان"(اسلام ویب: حکم رکوب المرأۃ الدراجۃ الہوائیۃ أوالناریۃ)۔

۲-محرم کی معیت میں گاڑی چلانا:

اگر سفر مسافت شرعی کے بقدر ہو، اور ساتھ میں محرم موجود ہو؛ تو عورت کے لئے گاڑی چلانا جائز ہے۔

۱-**"عن أبي سعيد الخدري:لا تسافر امرأة فوق ثلاث ليال، إلا مع ذي محرم "(وفي رواية):أكثر من ثلاث، إلا مع ذي محرم"** (صحیح مسلم:۸۲۷)۔

۲-**"عن ابن عباسؓ أنه سمع النبي ﷺ، يقول:"لا يخلون رجل بامرأة، ولا تسافرن امرأة، إلا ومعها محرم"**(صحیح البخاری:۳۰۰۶)۔

۳-**"وفي اعلاء السنن: قال النووي:ليس المراد من التحديد ظاهره، بل كل ما يسمى سفرا، فالمراة منهية عنه الا بالمحرم"** (اعلاء السنن:۱۰/۱۲)۔

۴-**"لا تركب مسلمة على سرج لحديث، هذا لو للتلهي، ولو لحاجة غزو أو حج أو مقصد ديني أو دنيوي لا بدلها منه فلا بأس به.....(قوله ولو لحاجة غزوإلخ) أي بشرط أن تكون متسترة، وأن تكون مع زوج أو محرم (قوله أو مقصد ديني) كسفر لصلة رحم"**(ردالمحتار ۶/ ۴۲۳)۔

۳-خواتین کا پبلک ٹرانسپورٹ کے ذریعہ تنہا سفر کرنا:

حنفیہ کے نزدیک عورت کا اپنے شہر یا علاقہ سے باہر مسافت شرعی کے بقدر یا اس سے زیادہ کا سفر کرنا بغیر محرم کے جائز نہیں ہے، حدیث شریف میں اس کی سخت ممانعت آئی ہے، اور سفر شرعی سے کم مسافت کے سفر میں اگر فتنہ کا خوف نہ ہو تو اکیلے سفر کی گنجائش ہے، لیکن احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ بغیر محرم کے مسافت شرعی سے کم کا سفر بھی نہ کرے۔

البتہ بعض فقہاء (مالکیہ اور شافعیہ) نے چند شرائط کے ساتھ محرم کے بغیر بھی مسافت شرعی کے بقدر تنہا سفر کی

اجازت دی ہے، چنانچہ بعضوں نے قابل اعتماد عورتوں کی معیت کی شرط لگائی ہے؛ کیونکہ قافلے میں بہت سی خواتین کی موجودگی فتنے کے اندیشے کو کم کردیتی ہے، اور بعضوں کے نزدیک فقط راستے کا مامون ہونا ہی کافی ہے، اور علت یہ قرار دیتے ہیں کہ مقصد گزشتہ زمانے میں غیر محرم عورتوں کو تنہا سفر سے روکنا پرامن راستہ نہ ہونے، نیز عزت وآبرو کے غیر محفوظ ہونے کے پیش نظر تھا، اب جبکہ دور جدید میں سفر کی نوعیت سرعت رفتار، امن وامان اور سیکورٹی کے اقدامات میں زمانہ قدم سے بہت مختلف ہے، اس لئے محرم کے بغیر عورتوں کے لئے سفر کرنا جائز ہے، آج کل پبلک ٹرانسپورٹ میں عوام کی اچھی خاصی بھیڑ ہوتی ہے، سفر عام طور پر مامون ہوتا ہے، اور عورتوں کی جان وعزت وآبرو کی پامالی کا اندیشہ کم ہوتا ہے، لہذا ضرورت کے وقت بدرجہ مجبوری عورتوں کے لئے پبلک ٹرانسپورٹ سے تنہا سفر کرنے کی گنجائش ہونی چاہئے۔

"(ويعتبر في المرأة أن يكون لها محرم تحج به أو زوج ولا يجوز لها أن تحج بغيرهما إذا كان بينها وبين مكة مسيرة ثلاثة أيام).....ولنا قوله "لا تحجن امرأة إلا ومعها محرم" ولأنها بدون المحرم يخاف عليها الفتنة وتزداد بانضمام غيرها اليها، ولهذا تحرم الخلوة بالأجنبية وإن كان معها غيرها بخلاف ما إذا كان بينها وبين مكة أقل من ثلاثة أيام، لأنه يباح لها الخروج إلى ما دون السفر بغير محرم" (الہدایہ ۱/ ۱۳۳، بیروت)۔

"في شرح اللباب والفتوى: على أنه يكره في زماننا (قوله ولو عجوزا) أي لإطلاق النصوص بحر (قوله في سفر) هو ثلاثة أيام ولياليها، فيباح لها الخروج إلى مادونه لحاجة بغير محرم بحر، وروي عن أبي حنيفة وأبي يوسف كراهة خروجها وحدها مسيرة يوم واحد، وينبغي أن يكون الفتوى عليه لفساد الزمان" (الدرمع الرد ۲/ ۴۶۵)۔

"إن هؤلاء الذين أجازوا سفرها دون محرم، اختلفوا في شرط الجواز، فمنهم من شرط رفقة من النسوة الثقات، ومنهم من شرط الرفقة المأمونة التي فيها رجال ونساء، ومنهم من شرط الأمن فحسب" (موقع اسلام ویب: وفر المرأة للطباعة بغیر محرم)۔

"قال ابن حجر: والمشهور عند الشافعية اشتراط الزوج، أو المحرم، أو النسوة الثقات وفي قول: تكفي امرأة واحدة ثقة، وفي قول نقله الكرابيسي، وصححه في المهذب: تسافر وحدها؛ إذا كان الطريق آمنا" (فتح الباری ۴/ ۷۶)۔

"إذا كانت في رفقة مأمونة ذات عدد وعدد، أوجيش مأمون من الغلبة، والمحلة العظيمة، فلا خلاف في جواز سفرها من غير ذي محرم في جميع الأسفار–الواجب منها، والمندوب، والمباح–

من قول مالک وغیرہ؛ إذ لا فرق بین ما تقدم ذکرہ، وبین البلد–ھکذا ذکرہ القابسی" (مواہب الجلیل شرح مختصر الخلیل ۲/ ۵۲۴)۔

"**أن سفر المرأة وحدها عبر وسائل السفر المأمونة وطرقه المأهولة ومنافذه العامرة؛ من موانئ ومطارات ووسائل مواصلات عامة جائز شرعا، ولا حرج عليها فيه ما دامت قد استأذنت وليها فيه؛ سواء أكان سفرا واجبا أم مندوبا أم مباحا، وأن الأحاديث التي تنهى المرأة عن السفر من غير محرم محمولة على حالة انعدام الأمن، فإذا توفر الأمن لم يشملها النهي عن السفر أصلا**" (موقع: دار الافتاء المصریۃ، حکم سفر المرأۃ دون محرم، رقم الفتوی: ۲۰۶۴)۔

۴-خواتین کا پائلٹ بننا:

واضح رہے کہ شریعت مطہرہ نے مردوں کو کسب معاش کا مکلّف بنایا ہے، اس لئے محض معیار زندگی بلند کرنے کی غرض سے باہر نکل کر ملازمت کے لئے پیش قدمی کرنا شریعت کی نظر میں پسندیدہ نہیں ہے، تاہم اگر ضرورت پیش آجائے تو احکام حجاب کی پوری رعایت کے ساتھ ایسی ملازمت اختیار کرنے کی گنجائش ہوگی جو ملازمت جائز ہو، اور اس میں غیر محرم مردوں سے اختلاط اور تنہائی کی نوبت نہ آتی ہو، آج کل خواتین جو ہوائی جہاز کی پائلٹ بن رہی ہیں، ہر چند کے سیکورٹی کا اس میں بہت زیادہ اہتمام ہوتا ہے، اور کیمروں کے ذریعہ چھوٹی بڑی حرکتیں قید ہوتی رہتی ہیں، احکام پردہ کی رعایت کے باوجود بھی مسلمان عورتوں کے لئے اس ملازمت میں شامل ہونا درست نہیں ہے، کیونکہ اس میں بغیر محرم ملک و بیرون ملک سفر کرنے میں مسافت شرعی سے زیادہ سفر کی نوبت آتی رہتی ہے؛ جو صریح احادیث کے خلاف ہے، نیز اس میں بکثرت اجنبی مردوں سے خلوت واختلاط ہوتا رہتا ہے (کیونکہ عام طور پر فلائٹ کیبن میں دوسرا مرد پائلٹ بھی موجود ہوتا ہے) جو جائز نہیں ہے۔

"**وقرن في بيوتكن ولا تبرجن تبرج الجاهلية**" (سورۂ احزاب: ۳۳)۔

"**وأشار ابن العربي أنه على المرأة "لزوم بيتها والانكفاف عن الخروج منه،إلا لضرورة**" (احکام القرآن لابن العربی ۳/ ۵۶۹)۔

"**عن عبد الله بن عمرؓ: أن النبي ﷺ قال: لا تسافر المرأة ثلاثة أيام، إلا مع ذى محرم**" (البخاری، رقم الحدیث: ۱۰۸۶)۔

"**لا يخلون رجل بامرأة إلا ومعها ذو محرم**" (صحیح المسلم، رقم الحدیث: ۱۳۴۱)۔

"**الخلوة فإن كان في البيت امرأة أجنبية أو ذات رحم محرم لا يحل للرجل أن يخلوبها؛ لأن**

فيه خوف الفتنة والوقوع في الحرام، وقد روي عن رسول الله ﷺ أنه قال: "لا يخلون رجل بامرأة فإن ثالثهما الشيطان" وإن كانت المرأة ذات رحم محرم منه، فلا بأس بالخلوة، والأفضل أن لا يفعل"(بدائع الصنائع ۵/ ۱۲۵)۔

"فقد اتفقت هذه الآثار كلها عن النبي ﷺ في تحريم السفر ثلاثة أيام على المرأة بغير ذي محرم واختلفت فيم دون الثلاث فنظرنا في ذلک فوجدنا النهي عن والسفر بلا محرم مسيرة ثلاثة أيام فصاعدا ثابتا بهذه الآثار كلها وكان توقيته ثلاثة أيام في ذلک إباحة السفر دون الثلاث لها بغير محرم"(شرح معانی الآثار ۲/ ۱۱۵)۔

۵-عورت کا ٹرین میں ڈرائیور بننا:

اصلاخواتین کے لئے ٹرین میں ڈرائیور بننے کی ملازمت اختیار کرنا جائز ہے،لیکن چونکہ اس ملازمت میں عموماً غیر محرم مردوں سے میل جول کی نوبت آتی ہے، مسافت شرعی سے زیادہ بلامحرم سفر ہوتا ہے، جو غیر شرعی عمل ہے، نیز طویل فاصلاتی مسافت میں ٹرینوں میں ایک مرکزی ڈرائیور کے ساتھ ایک معاون ڈرائیور بھی ہوتا ہے، جو مرد بھی ہوسکتا ہے، اور کیبن میں مسافت کے دوران خلوت ہوگی، جو فتنے سے خالی نہیں ہے،لہذا خواتین کے لئے ٹرین میں ڈرائیونگ کی ملازمت اختیار کرنا جائز نہیں ہے،لیکن اگر مذکورہ بالا مفاسد نہ پائے جائیں، اور کسب معاش کی اس کے علاوہ کوئی اور صورت نہ ہو تو حدود شرع (احکام حجاب کی مکمل رعایت، مردوں سے خلوت واختلاط سے اجتناب، ولی یا شوہر کی اجازت) کی رعایت کرتے ہوئے ڈرائیونگ کی ملازمت اختیار کرنے کی اجازت ہوگی۔

"**الضرورات تبيح المحظورات**"(الاشباہ والنظائر لابن نجیم، ص ۸۵)۔

"**ما ابيح للضرورة يتقدر بقدرها**"(شرح الاشباہ والنظائر، ص: ۲۵۲)۔

"لا تركب مسلمة على سرج لحديث، هذا لو للتلهي، ولو لحاجة غزو أو حج أو مقصد ديني أو دنيوي لا بدلها منه فلا بأس به.....(قوله ولو لحاجة غزو الخ) أي بشرط أن تكون متسترة وأن تكون مع زوج أومحرم (قوله أو مقصد ديني) كسفر لصلة رحم"(ردالمحتار ۶/ ۴۲۳)۔

"أن يكون له(الزوج)منعها(الزوجة) عن كل عمل يؤدي إلى تنقيص حقه أو ضرره أو إلى خروجها من بيته"(ردالمحتار ۳/ ۶۰۴)۔

"وفي الأشباه: الخلوة بالأجنبية حرام.....ثم رأيت في منية المفتي مانصه: الخلوة بالأجنبية مكروهة، وإن كانت معها أخرى كراهة تحريم"(الدرمع الرد ۶/ ۳۶۸)۔

۶،۷-عورت کا ٹی ٹی بننا اور ٹک جاری کرنے کی ملازمت کرنا:

عام حالت میں عورتوں کے لئے ٹرین میں ٹکٹ چیک کرنے کی ملازمت اختیار کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ اس میں غیر محرم مردوں سے اختلاط، بلامحرم مسافت شرعی کی مقدار سے زیادہ سفر کرنے کے ساتھ ساتھ بسا اوقات رات دیر تک کام کرنے کی نوبت آتی رہتی ہے، جس میں سیکورٹی کے مسائل کا سامنا ہوتا ہے۔

ریلوے شعبہ اور ایئر پورٹ پر خواتین ٹکٹ بنانے اور جاری کرنے کی ملازمت کرسکتی ہیں؛ کیونکہ ان مقامات پر سیکورٹی کے مضبوط انتظامات ہوتے ہیں، اور وہاں خلوت کی نوبت بھی کم پیش آتی ہے، لہذا حدود شرعی کی رعایت اور غیر ضروری اختلاط سے بچتے ہوئے اس ملازمت کو اختیار کرنے کی گنجائش ہے، تاہم بہتر یہ ہے کہ ایسا ذریعہ معاش تلاش کرے جو باعزت ہو۔

"**الضرورات تبيح المحظورات**" (الاشباہ والنظائر لابن نجیم: ص۸۵)۔

"**ما أبيح للضرورة يتقدر بقدرها**" (شرح الاشباہ والنظائر: ص۲۵۲)۔

"**لا تركب مسلمة على سرج للحديث، هذا لو للتلهي؛ولو لحاجة غزوأو حج أو مقصد ديني أو دنيوي لابدلها منه فلا بأس به.....(قوله ولو لحاجة غزو إلخ) أي بشرط، أن تكون متسترة، وأن تكون مع زوج أو محرم (قوله أو مقصد ديني) كسفر لصلة رحم**" (ردالمحتار ۶/ ۴۲۳)۔

"**أن يكون له (الزوج) منعها (الزوجة عن كل عمل يؤدي إلى تنقيص حقه أو ضرره أو إلى خروجها من بيته**" (ردالمحتار ۳/ ۶۰۴)۔

"**وفي الأشباه: الخلوة بالأجنبية حرام.....ثم رأيت في منية المفتي مانصه: الخلوة بالأجنبية مكروهة، وإن كانت معها أخرى كراهة تحريم**" (الدرمع الرد ۶/ ۳۶۸)۔

☆☆☆

خواتین کی ڈرائیونگ سے متعلق بعض مسائل

مولانا محمد زبیر ندوی بہرائچی☆

۱- خواتین کے معاملہ میں اصل پردہ اور چھپنا ہے، انہیں اپنے گھر میں عزت وآبرو اور اپنے وقار کے ساتھ رہنا ہی زیب دیتا ہے، قرآن میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے: "**وقرن فی بیوتکن وتبرجن تبرج الجاهلیّ الأولی**" (سورۂ احزاب: ۳۳) میں اسی اصول کی طرف اشارہ ہے، چنانچہ مفتی محمد شفیع صاحب نے اسی آیت کے پیش نظر خواتین کو باہر نکلنے سے منع لکھا ہے، اور صرف مواضع ضرورت کو مستثنی کیا ہے، وہ لکھتے ہیں:

"**وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاهلیة الأولی فدلت الآیة علی أن الأصل فی حقهن الحجاب بالبیوت والقراربها ولکن یتثنی منه مواضع الضرورة فیکتفی فیها الحجاب بالبراقع والجلابیب.....فعلم أن حکم الآیة قرارهن فی البیوت، إلا لمواضع الضرورة الدینیة کالحج والعمرة بالنص أو الدنیویة کعیادة قرابتها وزیارتها أو احتیاج إلی النفقة وأمثالها بالقیاس**....." (احکام القرآن ۳/۳۱۷-۳۱۹)۔

مذکورہ بالا عبارت سے یہ بات واضح ہوگئی کہ خواتین کا اصل گھر میں رہنا ہی ہے، البتہ کسی دینی ودنیوی ضرورت کے لئے گھر سے باہر نکلنا درست ہے، لیکن اس دینی ودنیوی ضرورت کے لئے بھی عورت علی الاطلاق اور بالکل آزادانہ طور پر نہیں نکل سکتی ہے بلکہ اس کی چار شرطیں ہیں:

۱- زیب وزینت کرکے اور اس کا اظہار کرتے ہوئے نہیں نکل سکتی ہے۔

۲- بے پردہ ہوکر یا اس طرح کہ اعضاء کا نشیب وفراز ظاہر ہو نہیں نکل سکتی ہے۔

۳- خوشبو وپرفیوم وغیرہ لگا کر نہیں نکل سکتی ہے۔

۴- لوگوں کی بھیڑ میں تزاحم نہ ہو، یعنی مردوں کے ساتھ اختلاط نہ ہو۔

☆ دارالافتاء والتحقیق بہرائچ یوپی۔

مفتی محمد شفیع صاحب نے ان چاروں شرطوں کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

"نعم لا تخرج عند الضرورة أيضا متبرجة بزينة تبرج الجاهلية، بل فی خياب بذلة تترة بالبراقع أو الجلباب، غير متعطرة ولامتزاحمة فی جموع الرجال" (احکام القرآن ۳/ ۳۱۹، مسئولیۃ المرأۃ المسلمۃ ص ۵۸)۔

مذکورہ بالا شرائط کی رعایت کرتے ہوئے جس طرح خواتین پیدل اپنی ضرورت کے لئے جاسکتی ہیں اسی طرح اگر کوئی محرم ڈرائیونگ کرنے والا نہ ہوتو خود ڈرائیونگ بھی کرسکتی ہے، زمانہ نبوت وعہد صحابہ میں جو سواریاں تھیں خواتین کا ان پر سوار ہونا اور خود چلانا ثابت ہے، ذیل میں چند روایات ذکر کی جاتی ہیں جن سے خواتین کی ڈرائیونگ پر استدلال کیا جاسکتا ہے۔

۱-**"عن عائشةؓ أن النبی ﷺ إذا كان بالليل ساء مع عائشة يتحدث فقالت حفصة: ألا تركبی الليلة بعيری وأركب بعيرک تنظرين وأنظر، فقالت: بلی فركبت فجاء النبی ﷺ إلی جمل عائشة وعليه حصفة فسلم عليها، ثم سار حتی نزلوا"** (صحیح بخاری حدیث نمبر: ۵۲۱۱)۔

۲-**"عن ابی هريرةؓ أن رسول الله ﷺ قال: خير نساء ركبن الإبل نساء قريش"** (صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۵۳۶۵)۔

۳-**"فتزوجت (بنت ملحان)عبادة ابن الصامت فركبت البعير مع بنت مخطة فلما قفلت ركبت دابتها فوقصت بها فقطت عنها فماتت"** (صحیح البخاری حدیث نمبر: ۲۸۷۷، باب غزوۃ فی البحر)۔

مذکورہ بالا روایات سے ثابت ہوا کہ ازواج مطہرات اور صحابیات بھی سواری کرتی تھیں، نیز وہ ان تمام آداب وشرائط کو ملحوظ رکھتی تھیں جن کا اوپر ذکر ہوا، پس دور حاضر کی خواتین اگر دو پہیہ یا چار پہیہ سواری کی ڈرائیونگ کریں اور مذکورہ شرائط کو ملحوظ رکھیں تو ضرورت کی حد تک بالکل درست ہے، اب رہی بس اور لاری وغیرہ کی ڈرائیونگ تو اگر اتفاقا کہیں سے بوقت ضرورت ڈرائیو کر کے لانا ہو اور مسافت شرعی کا سفر نہ ہو اور کوئی غیر محرم اس میں نہ ہو تو لانا درست ہے، لیکن باقاعدہ سواریوں کے ساتھ ڈرائیونگ کرنا اور ایک جگہ سے دوسرے جگہ سواریوں یا سامانوں کو منتقل کرنا جس میں مرد کنڈیکٹر یا مرد مزدور ہوں تو یہ درست نہیں ہے، کیونکہ اس صورت میں مذکورہ بالا شرائط کی پابندی ممکن نہیں ہے، اسی طرح اس طرح کی خواتین کو اجنبی مردوں سے بات کرنے کی بھی بکثرت نوبت آتی ہے اور یہ درست نہیں ہے سوائے حاجت شدیدہ کے، علامہ شامیؒ لکھتے ہیں:

"ولا يكلم الأجنبية إلا عجوزا" (ردالمحتار ۹/ ۵۳۰ کتاب الحظر)۔

"**وكذا صوتها وليس بعورة على الأشبه، وإنما يؤدى إلى الفتنة**" (سکب الأنھر علی ہامش مجمع الانہر ۱/۱۲۱ کتاب الصلاۃ دار الکتب العلمیۃ)۔

دارالعلوم زکریا جنوبی افریقہ کے مفتی شیخ رضاء الحق صاحب نے بھی خاص شرطوں کے ساتھ خواتین کی ڈرائیونگ کی اجازت دی ہے، وہ لکھتے ہیں: مکمل پردہ کی رعایت کے ساتھ ڈرائیونگ کی اجازت ہے، مختلف صحابیات سے گھوڑے کی سواری ثابت ہے کیونکہ بعض مرتبہ عورتوں کو گاڑی چلانے کی ضرورت پیش آتی ہے (فتاوی دارالعلوم زکریا ۷/ ۲۳۴)۔

مفتی زین العابدین قاسمی (نائب مفتی دارالعلوم دیوبند) لکھتے ہیں: اگر ضرورت شدیدہ کی بنا پر باہر نکلنا ناگزیر ہوجائے اور کوئی شرعی محذور نہ پایا جائے نیز پردہ کا پورا اہتمام بھی ہو تو ایسے وقت گاڑی چلا کر نکلنے کی گنجائش ہے (چند اہم عصری مسائل: ۳۲۲)۔

ایک مقام پر مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب لکھتے ہیں: ضرورت شدیدہ کے بغیر خواتین کا ڈرائیو کرنا کراہت سے خالی نہیں (کتاب الفتاوی ۱۰/ ۲۰۸، حلال وحرام سے متعلق مسائل)۔

اسلام ویب کے ایک فتوی میں بھی بوقت ضرورت اس کو سند جواز قرار دیا گیا ہے:

"**فالأصل أن قيادة المرأة للسيارة جائزة كركوبها لغير السيارة من المراكب، وعليه فإذا لم تكن قيادة المرأة للسيارة تعرضها للسفر بها فيما يعد سفراعرفاواختلاء الأجانب بها أو نحوذلک فلا مانع منها، خصوصا إذا احتاجت إلى ذلک مثل كون زوجها مريضا لا يقدر على القيادة، وليس لها محرم يتوالى القيادة بها**" (رقم الفتوی ۱۸۱۸۶)۔

گزشتہ مباحث اور مذکورہ فتاوی سے یہ بات واضح اور مدلل ہوگئی کہ خواتین بوقت ضرورت آداب وشرائط کی رعایت کرتے ہوئے ہر طرح کی دو پہیہ اور چار پہیہ گاڑیوں کی ڈرائیونگ کرسکتی ہے، البتہ بس اور لاریوں میں شرائط کی عدم رعایت کی وجہ سے درست نہیں ہے۔

اس مبحث میں یہ بات بھی ذکر کرنی ضروری ہے کہ بعض روایات اور بعض فقہی عبارات میں سواری کرنے والی خواتین کو ملعون قرار دیا گیا ہے، اس کی کیا حقیقت ہے اور اس کا کیا جواب ہوسکتا ہے۔

اس سلسلہ میں ایک مشہور روایت: "**لعن الله الفروج على السروج**" پیش کی جاتی ہے، اس روایت کو انتہائی ضعیف قرار دیا گیا ہے، بعض اہل علم نے بے اصل اور بعض نے نہایت غریب کہا ہے، علامہ زیلعی اور علامہ شامی نے غریب جدہ کہا ہے (دیکھئے: نصب الرایہ ۳/ ۲۲۹، ردالمحتار ۳/ ۲۵۶)، ملا علی قاری اور علامہ شامی نے دوسرے مقام پر بے اصل قرار دیا ہے اور فرمایا ہے: "**لا أصل له**" (الأسرار المرفوعۃ حدیث نمبر ۷۱۵، ردالمحتار ۶/ ۴۲۳) حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ مجھے یہ حدیث ملی ہی نہیں،

''لم آجدہ'' (الدرایۃ فی تخریج الہدایۃ حدیث نمبر:۵۶۹)۔

اور اگر کسی طرح قابل استدلال تو بقول مفتی رضاء الحق صاحب یہ روایت بھی سنو کہ مردوں پر پیش ہونے کے لئے سواری پر محمول ہوگا (فتاوی دار العلوم زکریا ۷/۲۳۶)۔

۲- اس بات پر تمام فقہاء اور بطور خاص ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے کہ فرض حج کے علاوہ باقی کوئی بھی سفر جو شرعی ہو، یعنی مسافت شرعی کے برابر ہو محرم یا شوہر کے کرنا جائز نہیں ہے، صرف فرض حج کے بارے میں شافعیہ اور مالکیہ کی تحقیق ہے کہ بغیر محرم کے بھی عورتوں کی جماعت کے ساتھ حج پر جاسکتی ہے، حنفیہ اور حنابلہ حج کے لئے بھی محرم کی شرط لگاتے ہیں، حنفیہ اور حنابلہ کے استدلال میں وہ تمام روایات آتی ہیں جن میں مسافت شرعی کا تنہا سفر کرنے کی عورت کے لئے ممانعت ہے، مثلا:

"**عن ابن عمرؓ ان النبی ﷺ قال: لا تسافر المرأة ثلاثة أيام، إلا مع ذي محرم**" (صحیح البخاری، رقم:۱۰۸۶)۔

الموسوعہ الفقہیہ میں ہے:"**ذهب الفقهاء إلى أنه ليس للمرأة أن تسافر لغير الفرض كحج التطوع والزيارة والتجارة والسياحة وطلب العلم ونحو هذا من الأسفار، إلا مع زوج أو محرم**" (الموسوعۃ الفقہیۃ ۳۶/۲۰۶)۔

مذکورہ بالا عبارت سے معلوم ہوا کہ شوہر یا محرم کے ساتھ خواتین مسافت شرعی کے سفر پر جاسکتی ہے، اور سوال اول کے جواب میں محقق ہو چکا ہے کہ خواتین فی نفسہ سواریوں کی ڈرائیونگ کرسکتی ہیں، صحابیات سے خود ثابت ہے کہ وہ اپنی سواریوں کو چلا کر لمبے لمبے اسفار پر جاتی تھیں جیسے بنت ملحان نے انہوں نے سمندری سفر بھی کیا اور اپنی سواری پر سوار ہو کر جہاد میں سفر کیا، اور راستے میں ان کی وفات ہوئی (صحیح البخاری حدیث نمبر:۲۸۲۷، باب غزوۃ فی البحر)۔

اس لئے صورت مسئولہ میں عورت گاڑی کی ڈرائیونگ کرسکتی ہے، البتہ ان شرطوں کو ملحوظ رکھنا ضروری ہوگا جن کا ذکر سوال نمبر ا کے ضمن میں کیا گیا ہے۔

۳- حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک ثقہ عورتوں کی جماعت کا ساتھ ہونا کافی نہیں ہے، جبکہ مالکیہ اور شوافع ثقہ عورتوں کی جماعت کو معتبر مانتے ہیں، اور عورت کو اس کے ساتھ جانے کی اجازت دیتے ہیں، لیکن یہ اجازت ہر طرح کے سفر کے لئے نہیں بلکہ خاص حج فرض کے لئے۔

الموسوعہ الفقہیہ میں ہے:"**وتوسع الشافعية والمالكية فسوغوا الاستبدال بالمحرم: ذهب الشافعية إلى أنها إن وجدت نسوة ثقات اثنتين فأكثر تأمن معهن على نفسها كفى ذلك بدلا عن المحرم أو**

الزوج بالنسبة لوجوب حجة الإسلام على المرأة"(الموسوعۃ الفقہیہ :۱۷/۳۶)۔

پھر امام شافعی اور امام مالکؒ کے درمیان اس سلسلے میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے کہ امام مالکؒ کے یہاں قافلہ کے ساتھ عورت حج پر جاسکتی ہے چاہے صرف مردوں کا قافلہ ہو یا عورتوں کا یا دونوں کا مشترک، جبکہ امام شافعیؒ کے نزدیک صرف ثقہ عورتوں کی جماعت کے ساتھ ہی عورت حج پر جاسکتی ہے، یعنی اگر اس میں مرد شامل ہوں یا صرف مرد ہوں تو نہیں جاسکتی ہے، واضح رہے کہ مالکیہ کے یہاں بھی اکثر نے خواتین کی جماعت کی ہی شرط لگائی ہے جیسا کہ علامہ دسوقی کا بیان ہے:

"**والرفقة المأمونة جماعة مامونة من النساء أو الرجال الصالحين، قال الدسوقيؒ: وأكثر ما نقله أصحابنا اشتراط النساء**"(الموسوعۃ الفقہیہ ۱۷/۳۶)۔

مذکورہ بالا تفصیلات کو سامنے رکھتے ہوئے دو باتیں واضح ہو رہی ہیں:

۱- پہلی بات تو یہ کہ عورتوں کا قابلہ صرف حج فرض کے لئے مالکیہ وشافعیہ کے یہاں معتبر ہے، تمام ضروریات اور ہر طرح کے کاموں کے لئے معتبر نہیں ہے۔

۲- دوسری بات یہ ہے کہ اگر خواتین کے ساتھ مرد ہوں یا صرف مردوں کی جماعت ہو تو مسلک مالکی کے بعض فقہاء کے نزدیک عورت جاسکتی ہے، جبکہ ائمہ ثلاثہ اور اکثر فقہاء مالکیہ کے نزدیک وہ نہیں جاسکتی ہے۔

اب صورت مسئولہ کو اگر اس پر منطبق کیا جائے تو اولا ٹرانسپورٹ کی گاڑیاں یا لاری حج کے لئے ہوتی نہیں ہیں، بلکہ وہ تفریحی مقامات اور ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کے لئے ہوتی ہیں، دوسری بات یہ ہے کہ جب کہ وہ سواریاں مردوں کے اختلاط سے محفوظ نہیں ہوتی ہیں، اس لئے پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیور کو اس پر قیاس نہیں کیا جاسکتا ہے، اور نہ ہی اس زمرے میں رکھا جاسکتا ہے کہ، بلکہ علامہ سرخسی کے بیان کے مطابق صرف محرم ہی فتنہ کا دروازہ بن سکتا ہے، اگر صرف خواتین ہی ہوں تو بھی فتنہ باقی ہی نہیں بلکہ بڑھ بھی جاتا ہے وہ لکھتے ہیں:

"**المرأة عرضة للفتنة وباجتماع النساء تزداد الفتنة ولاترتفع، إنما ترتفع بحافظ يحفظها ولا يطمع فيها وذلک المحرم**"(المبسوط للسرخسی ۴/۱۰۰)۔

اسی طرح کی بات علامہ کاسانیؒ نے لکھی ہے:"**والخوف عند اجتماعهن أكثر، ولهذا حرمت الخلوة بالأجنبية، وإن كان معها امرأة أخرى**"(بدائع الصنائع ۲/۱۲۳)۔

پس خلاصہ کہ کہ پبلک ٹرانسپورٹ کی درائیور کو خواتین کی جماعت والے مسئلہ پر نہ قیاس کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی شامل مانا جاسکتا ہے۔

۴- بخاری ومسلم کی صحیح ترین روایت میں ہے کہ تم میں سے کوئی شخص کسی عورت سے خلوت اختیار نہ کرے بغیر محرم کے، اور کوئی عورت سفر نہ کرے مگر اس کے ساتھ محرم ہو اور روایت کے الفاظ درج ذیل ہیں:

"**لایخلون رجل بامرأة والا تسافرن امرأة، إلا ومعها محرم**" (صحیح البخاری رقم ۳۰۰۶، صحیح مسلم رقم ۵۲۳۳)۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اجنبی مرد عورت کا اختلاط اور خلوت نشینی شرعا جائز نہیں ہے، خلوت سے مراد یہ ہے کہ اجنبی مرد وعورت لوگوں کی نگاہ سے چھپ کر ایک ساتھ ہوں۔

"**وحقيقته الخلوة أن ينفرد رجل بامرأة في غيبة عن أعين الناس**" (مسئولیۃ المرأۃ المسلمۃ ص ۲۴)۔

اور ہوائی جہاز کی پائلٹ عورت بغیر محرم کے مسافت شرعی کا سفر کرتی ہے، اس لئے اولا اس کا سفر ہی جائز نہیں ہے، محیط برہانی میں صراحتا ہے:

"**لا تسافر المرأة من غير محرم ثلاثة أيام فما فوقها**" (المحیط البرہانی ۵/ ۳۹۴، المبسوط للسرخسی ۱/ ۲۶۵)۔

عورت کا پائلٹ بننے میں دوسری برائی یہ لازم آتی ہے کہ خلوت بالاجنبیہ پائی جاتی ہے اور جیسا کہ اوپر مذکور ہوا یہ بھی جائز نہیں ہے۔

عورت کے پائلٹ بننے میں تیسری خرابی یہ لازم آتی ہے کہ وہ ان قیود وشرائط کو قطعا ملحوظ نہیں رکھ سکتی ہے، جن کا ذکر سوال اول کے جواب میں ہوا، کیونکہ ایسی خواتین کو بننے سنورنے، نمائش کرنے ایک خاص قسم کا لباس پہننے، سر اور چہرہ کھولنے کا خصوصی حکم ہوتا ہے، ظاہر ہے یہ باتیں اصول شرع کے خلاف ہیں۔

چوتھی اہم بات یہ ہے کہ پائلٹ خواتین جہاں سے جہاز اڑاتی ہیں اور جہاں دوسرے مقام پر لے کر جاتی ہیں وہاں کے اعلی ذمہ داران سے شناسائی بے تکلف اور ہر طرح کی باتیں ہوتی ہیں اور عموما غلط تعلقات بن جاتے ہیں اس لئے سد ذریعہ کے طور پر بھی اس کی اجازت نہیں ہوسکتی ہے، کیونکہ حرام کا ذریعہ بھی حرام ہوتا ہے۔

"**كل ما أدى إلى مالايجوز لا يجوز**" (الدر المختار ۹/ ۵۱۹ زکریا)۔

"**إن الوسيلة والذريعة تكون محرما إذا كان المقصد محرما وتكون واجبة إذا كان المقصد واجبا**" (اعلام الموقعین ۳/ ۲۵۷)۔

خواتین کی ملازمت کے سلسلے میں جو اصول ہیں انہیں مفتی رضاء الحق صاحب نے لکھا ہے اس سے بھی اس مسئلہ پر روشنی پڑتی ہے وہ لکھتے ہیں:

۱-شوہر یا ولی اور سرپرست کی اجازت ضروری ہے۔

۲-نقاب پہن کر کر نکلے اور سادہ برقعہ پہن کر نکلے، نقش ونگار والے برقع سے اجتناب کرے۔

۳-کوئی خوشبو، پاؤڈر وغیرہ نہ لگائے، یعنی بناؤ سنگار نہ کرے۔

۴-سفر شرعی میں شوہر یا محرم کا ساتھ ہونا۔

۵-اختلاط مع الاجانب نہ ہو اور خوف فتنہ نہ ہو۔

۶-ہر وہ ملازمت ناجائز اور ممنوع ہے جس میں مرد کے ساتھ خلوت اور تنہائی لازم آتی ہو (فتاوی دارالعلوم زکریا ۷/۲۱۶)۔

غور کیا جائے تو ان میں سے اکثر شرطیں خاتون پائلٹ کے سلسلے میں مفقود ہو جاتی ہیں، یہ بھی واضح رہے کہ کیمرے کا ہونا کافی نہیں ہے، شریعت نے نفس خلوت سے ہی منع کیا ہے اور کیمرہ خلوت کے لئے مانع نہیں ہے، اس لئے خواتین کو پائلٹ بننے کی اجازت نہیں دی جاسکتی ہے۔

۵- خواتین کے لئے ٹرین کی ڈرائیونگ کرنے میں بھی تقریباً وہ تمام مفاسد لازم آتے ہیں جن کا ذکر سوال نمبر ۴ کے جواب میں ہوا، اور وہ ان قیود وشرائط کی پابندی نہیں کرسکتی ہے ں جن کا بیان سوال نمبر ا کے جواب میں تفصیل سے آچکا ہے اس لئے مسلمان خواتین کے لئے ٹرین کی ڈرائیونگ جائز نہیں ہے، پھر ٹرین کے کئی کئی اسٹاپ ہوتے ہیں بعض مرتبہ ٹریک خالی نہ ہونے کی وجہ سے بیچ راستہ یا جنگل جھاڑی میں روکنی پڑتی ہے، اور کوئی نہ کوئی اجنبی شخص ڈرائیور کے ساتھ کیبن میں موجود ہوتا ہے اس لئے اس سے مفاسد اور اندیشہ وفتنہ مزید بڑھ جاتا ہے، اس لئے ٹرین کی ڈرائیونگ کی اجازت خواتین کو نہیں دی جاسکتی ہے، اس سلسلے میں دلائل وہی ہیں جو گزشتہ صفحات میں مذکور ہوئے، تکرار سے بچنے کے لئے قلم انداز کیا جاتا ہے۔

فقہ اکیڈمی انڈیا نے اپنی تجاویز ''خواتین کی ملازمت'' میں لکھا ہے کہ رات کی ڈیوٹی میں محرم کا ساتھ ہونا ضروری ہے:

''ب-رات میں کسی معاش کی خاطر عورت کے باہر نکلنے کے لئے شوہر یا محرم کا ساتھ ہونا ضروری ہے'' (نئے مسائل اور فقہ اکیڈمی کے فیصلے رص ۱۲۵ اٹھارہواں فقہی سمینار)۔

مذکورہ بالا سوال میں ظاہر اس تجویز پر عمل ممکن نہیں ہے، اس لئے اس کے عدم جواز پر مزید کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں، خود اکیڈمی کے فیصلے کے مطابق یہ ڈیوٹی درست نہیں ہوگی۔

۶- خواتین کا ٹرین میں ٹی ٹی بننا اور ٹکٹ چیک کرنا بھی اسلامی نقطہ نظر سے درست نہیں ہے، اس کی کئی وجوہات ہیں:

۱-وہ مسافت شرعی سے زیادہ کا سفر بغیر محرم کے کرتی ہیں اور یہ شرعا جائز نہیں ہے، حدیث مبارکہ میں ہے:"**لاتسافر المرأة ثلاثا إلا مع ذی محرم**" (مسند احمد رقم:۶۲۸۹)۔

۲-اسٹیشن اور بعض مرتبہ ٹرین کے ڈبوں میں تنہائی کی نوبت آتی ہے اور غیر محرم کے ساتھ تنہائی درست نہیں ہے، حدیث مبارکہ ہے:"**لایخلون أحد بامرأة**" (صحیح بخاری رقم:۲۰۰۶)۔

۳-غیر محرم اور اجنبیوں سے بکثرت بات چیت کرنے کی نوبت آتی ہے اور یہ درست نہیں ہے....."**ولا نجیز لهن رفع أصواتهن وتمطیطها ولاتلبینها وتقطیعها لما فی ذلک من استمالة الرجال إلیهن وتحریک الشهوات منهم**" (الدرمع الرد ۲/ ۷۷، زکریا)۔

۴-اس میں سر اور چہرے کی بے پردگی لازمی طور پر ہوتی ہے اور اس کی اس دور میں اجازت نہیں ہے،"**تمنع من کشف وجهها بین الرجال للفتنة**" (سکب الأنہر ۱/ ۱۲۱)۔

۵-عموما جنرل اور سلیپر کوچ میں اتنی بھیڑ ہوتی ہے کہ گزرنے والوں کا بدن مس ہونا لازم ہے، ظاہر ہے خاتون ٹی ٹی اس سے محفوظ نہیں رہ سکے گی اور اس کا بدن اجنبی مردوں سے مس ہوگا اور یہ قطعا حرام ہے،"**فلا یحل من وجهها وکفها، وإن أمن الشهوة؛ لأنه أغلظ**" (ردالمحتار ۹/ ۵۲۸ کتاب الحظر والاباحۃ)۔ نیز طبرانی کی روایت:"**لأن یطعن فی رأس رجل بمخیط من حدید خیر له من أن یمس امرأة لا تحل له**" (المعجم الکبیر للطبرانی ۱۶۸۸۱)۔

واضح رہے کہ پولیس کی موجودگی صرف ظاہری چھیڑ چھاڑ کو روکنے کے لئے کافی ہے، لیکن مذکورہ بالا مفاسد میں وہ مؤثر نہیں ہے، جبکہ شرعا یہ مفاسد اس قدر بڑے ہیں کہ ان کی موجودگی میں ٹرین ڈرائیونگ کی اجازت نہیں دی جاسکتی ہے۔

۷- اگر کوئی خاتون مندرجہ ذیل شرائط کی رعایت کرتے ہوئے نوکری کرتی ہے اور ٹکٹ وغیرہ بناتی ہے تو اس کا گھر سے نکلنا اور اسٹیشن وایئرپورٹ پر ٹکٹ کاٹنا درست ہے۔

۱-شرعی پردہ کی مکمل رعایت ہو، کیونکہ خواتین کے لئے شرعی پردہ فرض ہے، امام جصاص رازی سورۂ احزاب آیت ۵۹ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:"**فی هذه الآیة دلالة علی أن المرأة الشابةمأمورة بستروجهها عن الأجنبی وإظهارالستروالعفاف عند الخروج لئلا یطمع أهل الریب فیهن**" (احکام القرآن للجصاص ۳/ ۴۸۶، باب صحاب النساء)۔

۲-خوشبو کے استعمال سے پرہیز ہو، کیونکہ خواتین کو گھر سے باہر حتی کہ مسجد جانے کے لئے بھی خوشبو لگانے سے منع کیا گیا ہے:"**إذا شهدت إحداکن المسجد فلا تمس طیبا**" (صحیح مسلم ۱/ ۱۸۳، کتاب الصلاۃ، باب خروج النساء إلی المسجد)۔

۳-لباس و پوشاک مردوں کے لئے باعث کشش نہ ہو، کیونکہ وہ بھی تحریک شہوت اور کشش کا سبب بنتا ہے، "**إن سبب المنع فيه من تحريک داعية الشهوة كحسن الملبس والحلى الذي يظهر، والزينة والتفاخر**" (فتح الملہم ۳/ ۳۹۳، کتاب الصلاۃ)۔

۴-مردوں کے ساتھ اختلاط نہ ہو، کیونکہ اختلاط سے فتنہ پیدا ہوتا ہے اور غلط تعلقات کو راہ ملتی ہے، "**ولا يأذن بالخروج إلى المجلس الذي يجتمع فيه الرجال والنساء وفيه المنكرات**" (الفتاوی البزازیۃ علی ہامش الہندیۃ ۴/ ۱۵۶، رشیدیہ)۔

۵-اجنبی مردوں کے ساتھ تنہائی کی نوبت نہ آئے، کیونکہ حدیث مبارکہ میں صراحتاً اس کی ممانعت موجود ہے، اور شیطان بہت جلد اپنا کام کر دیتا ہے، "**لا يخلون رجل بامرأة ليس منها بسبيل، فإن الشيطان ثالثهما**" (نصب الرایہ ۴/ ۵۵۲، کتاب الکراہیۃ)۔

۶-اگر وہ شادی شدہ ہو اور صاحب عیال ہو تو شوہر اور بچوں کے حقوق سے بے اعتنائی نہ ہو، کیونکہ عورت اپنے شوہر کے گھر کی ذمہ دار ہے اور اس کی نگہداشت اس کے فرائض میں داخل ہے، صحیح مسلم کی رعایت ہے: "**والمرأة راعية على بيت زوجها وولده وهي مسئولة عن رعيتها**" (صحیح مسلم ۲/ ۱۳۲)۔

اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا) نے اپنے فیصلے میں خواتین کو جو جوان ہوں انہیں مردوں کے ساتھ کام کرنے سے بھی منع کیا ہے، چنانچہ اکیڈمی کی تجاویز میں ہے: "جوان عورتوں کے لئے ایسے اداروں میں کام کرنا جائز نہیں جہاں ان کے ساتھ مرد کارکن بھی شریک کار ہوں" (نئے مسائل اور فقہ اکیڈمی انڈیا کے فیصلے رص ۲۵۲، اٹھارہواں فقہی سمینار)۔

اکیڈمی کے اس فیصلے کے مطابق اگر ٹکٹ کاؤنٹ پر خواتین کے ساتھ مرد حضرات بھی رہتے ہیں تو اس صورت میں بھی اس نوکری کی اجازت نہیں ہوگی۔

مذکورہ بالا شرائط و قیود کی پابندی اس دور میں اور تمام ممالک میں بظاہر ممکن نہیں ہے، اور نا ہی کمپنیاں اور اسٹیشن ماسٹرز ان کو گوارا کریں گے اس لئے اس قسم کی نوکری سے مسلم خواتین کو پرہیز کرنا چاہئے۔

☆☆☆

خواتین کے لئے ڈرائیونگ اور ملازمت کے احکام

مفتی محمد شفیق بڑودوی☆

تمہید:

اللہ ربّ العزت والجلال نے اس دنیا کو دارالحاجات بنایا ہے، اس لیے یہاں پیدائش سے لے کر موت تک ہر انسان کو مختلف قسم کی حاجتیں اور ضرورتیں پیش آتی ہیں، جنھیں پورا کرنے کے لیے ہر ایک کو ایک جگہ سے دوسری جگہ اور کبھی ایک شہر سے دوسرے شہر بھی سفر کرنا پڑتا ہے، حکم الٰہی: ''سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا'' (سورۂ انعام:۱۱) کا ایک مطلب بعض مفسرین نے اس طرح بیان فرمایا کہ تجارت، تکمیل حاجت اور حصولِ عبرت کے لیے زمین میں سیر وسفر کرو، یہ مباح ہے۔

''وَأَمَّا قَوْلُهُ: سِيرُوا فِي الْأَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوا فَمَعْنَاهُ إِبَاحَةُالسَّيْرِ فِي الْأَرْضِ لِلتِّجَارَةِ وَغَيْرِهَا مِنَ الْمَنَافِعِ'' (التفسیر الکبیر ۱۲/۴۸۸)۔

اب چونکہ ضرورتیں جس طرح مَردوں کی ہیں خواتین کی بھی ہیں، لہٰذا مَردوں کی طرح خواتین کو بھی بوقت ضرورت گھر سے نکلنا پڑتا ہے اور کبھی سفر بھی کرنا پڑتا ہے، جس کا سلسلہ زمانہ قدیم سے جاری ہے، خود عہد نبوی میں بھی اس کی بہت سی مثالیں مل جاتی ہیں کہ خواتین غزوات اور حج وغیرہ کے لیے اونٹ وغیرہ پر سفر کرتی تھیں۔ عصر حاضر میں جہاں سہولتیں بڑھیں وہاں ضرورتیں بھی بڑھ گئیں، جس کی وجہ سے مَردوزن قریب وبعید مقامات کے اسفار بآسانی کرلیا کرتے ہیں، حتیٰ کہ خواتین نے بھی ڈرائیونگ سیکھ کر گاڑیاں چلانا شروع کردیا اور بلا تکلّف چھوٹی بڑی سواری (گاڑی) وہ بآسانی چلایا کرتی ہیں، اسی لیے اب تو حکومت کی جانب سے سرکاری محکمہ ٹرانسپورٹ میں خواتین کو ملازمت کا خاص موقع بھی دیا جاتا ہے، تاکہ وہ بسوں وغیرہ کی ڈرائیونگ یا کنڈکٹر کی ذمّہ داری انجام دے سکیں۔

اس پس منظر میں ''اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا'' نے اپنے ۳۳ویں فقہی سمینار کے لیے چند سوالات کے جوابات طلب کیے ہیں:

☆ دارالارشاد، بزم صدیقی، بڑودہ۔

خواتین کے لیے گھر سے نکلنے کا شرعی حکم:

جوابات سے قبل خواتین کے لیے گھر سے باہر نکلنے کے شرعی احکام پر روشنی ڈالنا مناسب معلوم ہوتا ہے، تاکہ اس سلسلے کے مسائل کو سمجھنا آسان ہوجائے۔

اللہ تعالیٰ نے خواتین کی عصمت وعزّت کی حفاظت کے لیے اصل حکم یہ دیا کہ وہ اپنے گھروں میں عزّت واطمینان سے رہیں: ''وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنّ''(سورۂ احزاب:۳۳) اس میں ان کی عصمت وعفت کی حفاظت کے ساتھ گھر میں رونق و زینت بھی ہوگی، گھر کا نظام بھی درست ہوگا۔ شریعت کا منشا یہی ہے کہ گھر کے اندر کی ذمّیداری عورت اور باہر کی مَردنبھائیں، مَردوزیرخارجہ توعورت وزیرخانہ اور گھر کا خزانہ بنے۔ حدیث پاک میں بھی اس کا اشارہ ملتا ہے:

''وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلىٰ بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهٖ'' (متفق علیہ،مشکوٰۃ:۳۲۰ کتاب الإمارۃ والقضاء)۔

اس کا تقاضا یہ ہے کہ خواتین اپنی سَرگرمیوں کا بنیادی مَرکز اپنے گھر ہی کو بنائیں، گھر میں رہتے ہوئے تمام سَرگرمیوں اور ذمّیداریوں کو نبھائیں، لیکن اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ شریعت اسلامیہ نے خواتین کے لیے گھر سے نکلنے کو شجرۂ ممنوعہ قرار دیا ہو، بلکہ قرآن وسنّت کی وضاحت ہے کہ دینی، دنیوی اور معاشی ومعاشرتی ضرورتوں کے پیش نظر خواتین کو چند شرائط کی رعایت کرتے ہوئے گھر سے نکلنے کی اجازت ہے، اس لیے زمانہ قدیم ہی سے باعزّت خواتین شرائط کی رعایت کے ساتھ گھر سے نکلا کرتی تھیں، چنانچہ قرآنِ کریم میں موسیٰ اور شعیب علیہما السلام کا واقعہ ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شعیب علیہ السلام کی دوصاحب زادیاں پانی بھرنے کے لیے گھر سے باہر نکلا کرتی تھیں، ارشادِ ربّانی میں اس کا تذکرہ ہے:

''ولما وردمآء مدين وجد عليه أمة من الناس يسقون ووجد من دونهم امراتين تذودان''(سورۂ قصص:۲۳)۔

اسی طرح روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد نبوی میں بھی خواتین غزوات اور دیگر معاشی ضروریات کے لیے گھر سے نکلا کرتی تھیں۔ حدیث میں ہے، حضرت اُمّ عطیہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کی معیت میں سات جنگوں میں شرکت کی، میں اپنے کجاوں میں ان کے پیچھے رہتی، ان کے لیے کھانا بناتی، زخمیوں کا علاج اور بیماروں کی تیمارداری وغیرہ کیا کرتی۔

''عن أم عطيةؓ قالت:غزوت مع رسول الله سبع غزوات أخلفهم فى رحالهم، فأصنع لهم الطعام وأداوى الجرحى وأقوم على المرضى''(رواہ مسلم،مشکوٰۃ:۳۴۲باب القتال والجہاد)۔

ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کعب بن مالک کی باندی مدینہ طیبہ میں سلع نامی پہاڑی پر بکریاں چرایا

کرتی تھیں، ایک مرتبہ (کسی شکار وغیرہ کے سبب) ایک بکری مرنے کے قریب ہوگئی تو باندی نے فوراً پتھر لے کر اسے ذبح کر لیا، بعد میں حضرت کعب نے اس کے متعلّق حضور ﷺ سے دریافت کیا کہ اس کا گوشت کھائیں یا نہیں؟ تو آپ ﷺ نے اجازت مرحمت فرمائی۔

"**عن كعب بن مالكؓ انه كان له غنم ترعى بسلع، فأبصرت جارية لنا بشاة من غنمنا موتا، فكسرت حجرا، فذبحتها به، فسأل النبیﷺ، فأمره بأكلها**" (رواہ البخاری، مشکوٰۃ المصابیح: ۳۵۷ کتاب الصید والذبائح)۔

علاوہ ازیں حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ سیّدنا فاروقِ اعظمؓ نے ایک مرتبہ سیّدہ سودہ بنت زمعہؓ کو گھر سے باہر دیکھ کر تنقید فرمائی تو آپؓ خاموشی سے گھر واپس چلی آئیں اور حضور ﷺ سے اس کا تذکرہ فرما کر دریافت کیا، تبھی آپ پر وحی نازل ہوئی جس میں من جانب اللہ خواتین کو بوقت ضرورت گھر سے نکلنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

"**قدأذن لكن أن تخرجن لحوائجكن**" (صحیح البخاری، باب خروج النساء لحوائجھن)۔

حتیٰ کہ حضرت جابرؓ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت مدّتِ عدت میں بھی بوقت ضرورت گھر سے نکل سکتی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میری خالہ کو جب تین طلاق ہوگئیں تو ایک مرتبہ انھوں نے مدّت عدت میں باغ سے کھجور لانے کا ارادہ کیا، جب وہ گھر سے نکلیں تو کسی صحابی نے انھیں سختی سے منع کیا، یہ حضور ﷺ کی خدمت میں مسئلہ دریافت کرنے گئیں تو آپ ﷺ نے اجازت عطا فرمائی کہ:

"**بلى، فجدي نخلك، فإنه عسى أن تصدقي أو تفعلي معروفا**" (رواہ مسلم، مشکوٰۃ المصابیح: ۲۸۸ باب العدۃ)۔

اس سے جمہور فقہائے کرام نے یہ مسئلہ مستنبط کیا کہ بوقت ضرورت مدّت عدت میں بھی عورت گھر سے نکل سکتی ہے (بدائع الصنائع ۳/ ۲۰۵)۔

خواتین کے لیے گھر سے نکلنے کی شرائط:

لیکن ظاہر ہے کہ بوقت ضرورت گھر سے نکلنے کی اجازت مطلق نہیں، بلکہ چند شرائط کے ساتھ مقید ہے۔

(۱) منجملہ میں ان میں پہلی شرط یہ ہے کہ گھر سے نکلتے وقت جاہلیت قدیمہ وجدیدہ کی خواتین کی طرح اظہارِ زینت کے کسی بھی طور وطریق سے مکمّل اجتناب واحتیاط کریں، خواتین اُمّت کے لیے قرآنی ہدایت ہے:

"**ولا تبرجن تبرج الجاهلية الأولى**" (سورۂ احزاب: ۳۳)۔

(۲)دوسری شرط یہ ہے کہ شرعی حجاب یعنی پردے کی مکمّل رعایت کے ساتھ نکلیں،خواتین اُمّت کے لیے قرآنی ہدایت ہے: "**یایھاالنبی قل لأزواجک وبناتک ونساء المؤمنین یدنین علیھن من جلابیبھن**"(سورۂ احزاب:۵۹)۔

حدیث پاک میں اس کی وجہ بتائی کہ عورت دِکھانے کی نہیں، بلکہ چھپانے کی چیز ہے، اسی میں اس کی عصمت وعفت کی حفاظت ہے۔ واقعہ تو یہ ہے کہ عورت کا بیپردہ ہونا ایسا ہے، جیسے شرمگاہ کا بے پردہ ہونا، جیسے شرمگاہ چھپانے کی چیز ہے عورت بھی سراپا چھپانے کی چیز ہے۔

"**عن ابن مسعودؓ عن النبیﷺ قال: المرأۃ عورۃ، فإذا خرجت استشرفھا الشیطان**"(رواہ الترمذی،مشکوٰۃ المصابیح:۳۱۹باب النظر إلی المخطوبۃ)۔

ہمارے یہاں اردو میں مستورات کا لفظ مستعمل ہے، جو ستر سے بنا ہے، جس کے معنیٰ چھپانے کے ہیں،ممکن ہے کہ یہ اصطلاح آیت مبارکہ "**حجابامستورا**"(سورۂ بنی اسرائیل:۴۵) سے اخذ کی گئی ہو، جس میں حجاب اور ستر دونوں کا تذکرہ ہے۔

(۳) تیسری شرط شوہر کی معیت یا پھر اجازت ہے۔ مطلب یہ ہے کہ گھر سے نکلتے وقت عورت کے ساتھ اس کا شوہر ہو، یا کم از کم اس کی اجازت لے کر نکلے، اور جس عورت کا شوہر نہ ہو تو وہ اپنے ولی اقرب یا محرم کی معیت یا اس کی اجازت سے نکلے، اس لیے کہ حق تعالیٰ نے مَردوں کو عورتوں پر "قوّام" (قائم رہنے والا، حاکم،نگران) بنایا ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے: "**الرجال قومون علی النساء**"(سورۂ نساء:۳۴) اس کا تقاضا یہ ہے کہ خواتین اپنے منتظم ومحافظ کی معیت یا ان کی اجازت واطلاع کے ساتھ گھر سے نکلیں۔

حضور پاکﷺ کا منشا بھی یہی ہے، حضرت حشرج بن زیاد فرماتے ہیں کہ خیبر کے موقع پر ان کی دادی بھی حضورﷺ کے قافلے میں شریک ہوگئیں، جب حضورﷺ کو اس کا علم ہوا تو آپ نے گویا ناگواری کا اظہار فرما کر استفسار فرمایا:

"**مع من خرجتن، وبإذن من خرجتن**"(سنن أبی داؤد الرقم:۲۷۲۹باب فی المرأۃ والعبد یجنی یان من الغنیمۃ)۔

"تم کس کے ساتھ کس کی اجازت سے نکلی ہو؟" معلوم ہوا کہ خواتین بوقت ضرورت گھر سے اپنے محافظ ومنتظم کی معیت یا پھر ان کی اجازت لے کر نکلیں، تاکہ حتی الامکان فسادِ زمان سے بھی محفوظ ومامون رہ سکیں۔ ان شرائط کی رعایت کے بغیر گھر سے نکلنے کی اجازت نہیں۔

خواتین کے لیے ڈرائیونگ کا شرعی حکم:

اب جہاں تک تعلق ہے خواتین کے ڈرائیونگ سیکھنے اور کرنے کا تو شرعی حدود و قیود میں رہتے ہوئے اس کی گنجائش معلوم ہوتی ہے، کیوں کہ دورِ نبوت میں ازواجِ مطہرات اور صحابیات کا اس زمانے کی سواریوں میں حضور ﷺ کے ساتھ اونٹ وغیرہ پر سواری کرنا اور ردیف بننا (پیچھے بیٹھ کر سواری کرنا) ثابت ہے۔

"عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍؓ قَالَ: "بَيْنَمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ، وَامْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ عَلَىٰ نَاقَةٍ، فَضَجِرَتْ فَلَعَنَتْهَا، فَسَمِعَ ذٰلِكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: "خُذُوا مَا عَلَيْهَا، وَدَعُوهَا؛ فَإِنَّهَا مَلْعُونَةٌ ."قَالَ عِمْرَانُ: "فَكَأَنِّي أَرَاهَا الْآنَ تَمْشِي فِي النَّاسِ مَا يَعْرِضُ لَهَا أَحَدٌ" (صحیح مسلم الرقم:۲۵۹۵ باب النھی عن لعن الدواب وغیرھا)۔

ایک روایت میں ہے کہ خیبر سے واپسی میں حضور ﷺ نے حضرت صفیہ کو اپنی سواری پر اپنے پیچھے بٹھا رکھا تھا۔

"عن أنس بن مالكؓ: أنه أقبل هو وأبو طلحة مع النبی ﷺ، ومع النبی ﷺ سفية مردفيها على راحلته" (رواہ بخاری، مشکوۃ ۳۳۹، باب آداب السفر)۔

اسی طرح بعض ازواج اور صحابیات کے پاس اپنی ذاتی، بلکہ ایک سے زائد سواریاں بھی تھیں۔ جیسے سیّدہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت صفیہؓ کا اونٹ بیمار ہو گیا، ان دِنوں حضرت زینبؓ کے پاس زائد از ضرورت سواری تھی، لہٰذا حضور ﷺ نے حضرت زینبؓ سے فرمایا کہ تم اپنا وہ اونٹ (جو تمھاری ضرورت سے زیادہ ہے) صفیہ کو دے دو، جواباً حضرت زینبؓ نے کہا: بھلا میں اس یہودیہ کو اپنا اونٹ دوں گی؟ اس پر حضور ﷺ سخت ناراض ہو گئے، حتیٰ کہ آپ نے ذوالحجہ، محرّم اور صفر کے کچھ دِن تک ان سے بات چیت اور ملنا جلنا چھوڑ دیا۔

"عن عائشةؓ قالت: اغتل بعير لصفية وعند زينب فضل ظهر، فقال رسول الله ﷺ لزينب: أعطيها بعيرا، فقالت: أنا أعطى تلك اليهودية؟ فغضب رسول الله ﷺ، فهجرها ذا الحجة والمحرم وبعض صفر" (ابوداؤد، مشکوۃ المصابیح ۴۲۹، باب ما ینھی عنہ من التھاجر والتقاطع واتباع العورات)۔

ایک موقع پر حضور ﷺ نے خواتین قریش کی تعریف کرتے ہوئے ان کی تین خصلتیں بیان فرمائیں، ایک یہ کہ وہ اونٹ کی سواری کر لیتی ہیں، دوسری یہ کہ اپنے چھوٹے بچّوں پر مشفق ہوتی ہیں اور تیسری یہ کہ اپنے شوہر کے اموال کی اچھی محافظ ہوتی ہیں۔

"عن ابی هريرةؓ قال: قال رسول الله ﷺ: خير نساء ركبن الإبل صالح نساء قريش احناه

علی ولد فی صغرہ، وأرعاہ علی زوج فی ذات یدہ''(متفق علیہ،مشکوۃ المصابیح ۲۶۷،کتاب النکاح)۔

اِن تصریحات سے ثابت ہوتا ہے کہ عہدِ نبوت میں بھی خواتین کے پاس ذاتی سواریاں تھیں، بوقت ضرورت ان پر وہ سواری کرتیں اور کبھی ردیف بنتیں، (اپنے شوہر یا اپنے محرم کے ساتھ پیچھے بیٹھ کر سواری کرتیں) اور حضور ﷺ انھیں منع نہ فرماتے۔ان حقائق کے پیشِ نظر عاجز کا خیالِ ناقص یہی ہے کہ خواتین کے لیے بوقت ضرورت جن شرعی ہدایات وشرائط کی پابندی کرتے ہوئے گھر سے نکلنے کی اجازت ہے ان میں مزید چند شرائط کی رعایت کے ساتھ ڈرائیونگ کی اجازت ہونی چاہیے، کیوں کہ یہ بات بھی مسلّم ہے کہ جو کام شرعاً مَردوں کے لیے جائز ہے اگر قرآن وسنّت میں خواتین کو اس سے منع نہ کیا گیا ہو اور نہ ہی وہ مَردوں کے لیے مخصوص ہو تو خواتین کے لیے انھیں شرعی حدود وقیود میں رہتے ہوئے انجام دینے کی اجازت ہے، اس لیے ہمارے فقہائے کرام نے اکثر معاملات مثلاً خرید وفروخت، اجارہ، وکالت، تجارت، ملازمت اور مزارعت (بٹائی پر کاشت کاری) وغیرہ کے لیے مَرد ہونے کی شرط نہیں لگائی ہے، یہ گویا اس بات کی صراحت ہے کہ خواتین بھی شرعی حدود میں رہ کر اِن کاموں اور معاملات کو انجام دے سکتی خواتین کی ڈرائیونگ کا بھی یہی حکم ہوگا، نہ یہ مَردوں کی خصوصیت ہے اور نہ خواتین کے لیے ممانعت ہے، لہٰذا خواتین کے لیے چند شرطوں کے ساتھ ڈرائیونگ کی اجازت ہے۔

خواتین کے لیے ڈرائیونگ کی شرائط:

(۱) پہلی شرط یہ ہے کہ ڈرائیونگ کی ٹریننگ کسی عورت یا محرم ہی سے لی جائے۔غیر محرم سے ڈرائیونگ سیکھنا، پھر غیر محرم کے ساتھ تنہا ڈرائیونگ کرنا، یا غیر محرم کا تنہا ردیف بننا وغیرہ خلوت بالاجنبیت کے سبب ناجائز اور حرام ہیں، حدیث پاک میں اس کی ممانعت کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ اجنبی مَرد وزن تنہائی میں جمع نہ ہوں، ورنہ ان کے مابین شیطان فتنے ڈالنے کے لیے ثالثی بن کر آجائیگا۔

''**عَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: لَا یَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَۃٍ، إِلَّا کَانَ ثَالِثَھُمَا الشَّیْطَانُ**'' (رواہ الترمذی، مشکوۃ المصابیح:۲۶۹ باب النظر إلی المخطوبۃ وبیان العورات)۔

البتہ خواتین کی ٹریننگ یا ڈرائیونگ کے دوران محرم یا ایک سے زائد عورتوں کے سبب خلوت کی کیفیت نہ پائی جائے اور کسی قسم کے فتنے کا اندیشہ بھی نہ ہو تو مسافت شرعی سے کم مقدار میں خواتین کے لیے ایسی ٹریننگ یا ڈرائیونگ کی اجازت ہوگی۔

(۲) دوسری شرط یہ ہے کہ خواتین ڈرائیونگ کے دوران مسافت شرعی کی مقدار سفر کرنا چاہیں تو ان کے ساتھ محرم کا ہونا لازم اور ضروری ہے۔حدیث پاک میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عورت اجنبی مَرد کے ساتھ خلوت اختیار نہ کرے

اور نہ ہی محرم کے بغیر مسافت شرعی کی مقدار سفر کرے۔

"عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ، وَلَا تُسَافِرَنَّ امْرَأَةٌ، إِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ" (متفق علیہ، مشکوٰۃ:۲۲۱ کتاب المناسک)۔

ہاں اگر ڈرائیونگ کے دوران سفر شرعی میں محرم ساتھ ہو تو خواتین ڈرائیونگ کر سکتی ہیں، خواہ دونوں کی گاڑیاں الگ ہوں یا ایک ہی ہوں، حالانکہ ایک ہی گاڑی میں سفر کرتے ہوئے ڈرائیونگ کا حقدار محرم ہے، لیکن خواتین کے لیے بھی اس کی اجازت ہوگی۔ اس کی دلیل وہ تمام روایتیں ہیں جن میں افضل کا مفضول کی اقتدا میں بشرطِ اہلیت امامت نماز ادا کرنا ثابت ہے۔ مثلاً حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے، حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے (نماز کی کیفیت و اوقات بتانے کے لیے بحکم الٰہی) امام بن کر بیت اللہ کے قریب دو مرتبہ (دو روز) مجھے نماز پڑھائی۔

"عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: أَمَّنِي جِبْرِيلُ عِنْدَ الْبَيْتِ مَرَّتَيْنِ" (رواہ أبو داود والترمذی، مشکوٰۃ المصابیح:۵۹ باب المواقیت)۔

ظاہر ہے کہ حضور ﷺ افضل اور حضرت جبرئیل علیہ السلام مفضول ہیں، اس کے باوجود آپ ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کی اقتدا میں نماز ادا فرمائی۔

اسی طرح حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے مروی ہے کہ غزوہ تبوک کے موقع پر ایک مرتبہ فجر کے وقت حضور ﷺ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے میں بھی خدمت کی غرض سے ساتھ ہولیا، فراغت کے بعد آپ ﷺ نے وضو فرمایا، جس میں آپ ﷺ نے مسح علی الخفین کیا، ہم جب نماز کے لیے آئے تو اس وقت جماعت کھڑی ہو چکی تھی، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی امامت میں حضرات صحابہ ایک رکعت ادا کر چکے تھے، جب حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو حضور ﷺ کی تشریف آوری کا احساس ہوا تو وہ پیچھے ہٹنے لگے، تاکہ حضور ﷺ امامت فرمائیں، مگر آپ ﷺ نے انھیں اشارے سے منع فرمایا، اور خود حضور ﷺ نے نمازِ فجر میں (افضل ہونے کے باوجود مفضول) کی اقتدا فرمائی۔ حدیث میں ہے:

"يصلي بهم عبد الرحمن بن عوف وقد ركع بهم ركعة، فلما أحس بالنبي ﷺ ذهب يتأخر، فأومأ إليه، فأدرك النبي ﷺ، احدى الركعتين معه" (رواہ مسلم، مشکوٰۃ المصابیح:۵۳ باب المسح علی الخفین)۔

اِن روایتوں پر قیاس کرتے ہوئے محرم کی موجودگی میں خواتین کی ڈرائیونگ کی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔

اور اگر محرم کی معیت میں خواتین ردیف بنیں (سواری پر ساتھ یا پیچھے بیٹھیں) تو کار وغیرہ میں تو کوئی مسئلہ نہیں، خواہ بازو کی سیٹ پر بیٹھیں یا پیچھے، لیکن ٹو ویلر گاڑی مثلاً بائک یا ایکٹیوا وغیرہ میں خواتین کو نماز والی کیفیاتِ سجدہ پر قیاس

کرتے ہوئے حکم دیا جائیگا کہ موٹر سائیکل وغیرہ پر بیٹھنے کی جو ہیئت زیادہ پردے والی اور ساتر ومحفوظ ہو اسے اختیار کرنا بہتر ہوگا، لہٰذا ایک طرف دونوں پاؤں کر کے سمٹ کر بیٹھنا ہی بہتر ہے، لیکن اگر ایک طرف پاؤں کر کے بیٹھنا دشوار ہو تو اس صورت میں دونوں طرف پاؤں پھیلا کر بیٹھنا بھی جائز ہے، جیسے گھوڑے پر بیٹھا جاتا ہے۔

اس سلسلے میں خواتین کے لیے گھوڑے پر سواری کے متعلّق جو روایت عوام میں مشہور ہے جس میں اِس عمل کو خواتین کے لیے موجب لعنت قرار دیا ہے ملاّ علی قاری کے بقول وہ روایت بیاصل ہے، حضرات محدثین کے نزدیک وہ حدیث سند کے اعتبار سے ثابت نہیں، جیسا کہ علاّمہ شامی نے وضاحت فرمائی ہے۔ اگر خواتین بوقت ضرورت مسافت شرعی سے کم مقدار میں ڈرائیونگ کرنا چاہتی ہیں، جیسے شہر ہی میں ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا ہے تو محرم کی اجازت سے اس کی معیت کے بغیر تنہا بھی خواتین کے لیے ڈرائیونگ کی اجازت ہوگی، بشرطیکہ راستہ سنسان اور پُر خطر نہ ہو۔

(۳) تیسری شرط یہ بھی ہے کہ خواتین جن گاڑیوں کی ڈرائیونگ کرنا چاہتی ہیں وہ گاڑیاں مَردوں ہی کیلیے مخصوص نہ ہوں، اس لیے جو گاڑیاں مَردوں ہی کے لیے مخصوص ہیں جیسے ہمارے ملک میں بائک اور بڑی گاڑیاں بس اور ٹرک وغیرہ ایسی سواریاں ہیں کہ عموماً خواتین کے لیے انھیں معیوب سمجھا جاتا ہے، نیز اس میں مَردوں کے ساتھ نسبۃً مشابہت زیادہ پائی جاتی ہے۔ حدیث پاک میں ان مَرد وزن پر لعنت وملامت وارِد ہے جو جسمانی وضع قطع، لباس اور مخصوص امور میں ایک دوسرے کی مشابہت اختیار کرتے ہیں۔

"عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "لَعَنَ اللهُ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ، والمتشبِّهاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ" (صحیح البخاری، مشکوٰۃ المصابیح: ۳۸۰ باب الترجل)۔

طبرانی کی روایت سے اس حدیث کا شانِ ورود معلوم ہوتا ہے کہ ایک خاتون حضور پاک ﷺ کے پاس سے کمان لٹکائے گزری (جو مَردوں کا مخصوص طریقہ ہے) تو حضور ﷺ نے لعنت وملامت فرمائی۔

اس سے معلوم ہوا کہ جو امور مَردوں کے لیے مخصوص ہوں خواتین کے لیے تشبّہ بالرجال کے سبب ان کی اجازت نہ ہوگی، لہٰذا بائک اور بڑی گاڑیوں کی ڈرائیونگ عام حالات میں خواتین کے لیے تشبّہ بالرجال کے سبب جائز نہ ہوگی۔

فتاویٰ شامی میں ہے: "لاتركب مسلمة على سرج للحديث، هذا لو للتلهي، ولو لحاجة غزوأوحج أو مقصد ديني أو دنيوي لا بد لها منه فلا بأس به (قوله: للحديث)، وهو: لعن الله الفروج على السروج، ذخيرة، لين نقل المدني عن أبي طيب أنه لا أصل له، يعني بهذا اللفظ، وإلا فمعناه ثابت" (الشامی: ۹/۶۰۶ کتاب الحظر والإباحۃ باب الاستبراء وغیرہ)۔

خواتین کے لیے ملازمت کا شرعی حکم:

رہی بات خواتین کی ملازمت کی تو یہ حقیقت ہے کہ شریعت نے فطری خلقت، نزاکت اور عزّت وعفت کا لحاظ رکھتے ہوئے اس کی مالی کفالت کی ذمّہ داری مَردوں کو عطا فرمائی، شادی سے پہلے یہ ذمّہ داری باپ کے ذمّہ ہے، تو شادی کے بعد شوہر کے ذمّے اور بعد میں اولاد کے ذمّے ہے، حق تعالیٰ نے اِس بِنا پر بھی مَردوں کو عورتوں پر قوامیت اور فضیلت عطا فرمائی۔ ''**وبما أنفقوا من أموالهم**'' (سورۂ نساء: ۳۴)۔

حجۃ الوداع کے خطبے میں حضور ﷺ نے اُمّت کے مَردوں کو اس طرف بھی توجّہ دلائی تھی کہ خواتین کی ضروریات کے تم من جانب اللہ ذمّہدار ہو، لہٰذا اس ذمّیداری کو بحسن وخوبی نبھاؤ۔

''**ولهن عليكم رزقهن وكسوتهن بالمعروف**'' (رواہ مسلم، مشکوٰۃ المصابیح: ۲۲۵ باب قصۃ حجۃ الوداع)۔

جو مَرد حضرات اس شرعی ذمّیداری کو کما حقہ ادا کرتے ہیں ان کے گھرانے کی خواتین اپنے ذاتی مصارف سے مستغنی اور بےفکر ہوتی ہیں، انھیں کسی قسم کا ذریعہ معاش اختیار کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

لیکن بعض حالات میں کسب معاش خواتین کی ضرورت بلکہ ذمّیداری ومجبوری بن جاتی ہے، مثلاً کسی عورت کا کوئی کفیل (باپ، شوہر یا اولاد) ہی نہ ہو، یا ہو مگر معذور ہو، یا بیکار اور بیروزگار ہو، یا بقدرِ کفایت نفقے کا انتظام نہ کرتا ہو، تو اس قسم کے حالات میں خواتین پر بھی کسب معاش کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے، جس کی ادائیگی کے لیے بہتر تو یہی ہے کہ خواتین اپنے گھر ہی میں رہتے ہوئے کسب معاش کے مناسب ذرائع اختیار کریں، حتیٰ کہ بچّوں کو اُجرت پر دودھ پلانا چاہیں تو اس کی بھی اجازت ہے، ایسی ہی خواتین کے لیے قرآنی ہدایت ہے:

''**فان أرضعن لكم فاتوهن أجورهن**'' (سورۂ طلاق: ۶) (پس اگر وہ بچّے کو تمھارے کہنے سے دودھ پلائیں تو تم انھیں ان کی اُجرت دے دو)۔

نیز عربی کا مقولہ ہے: ''**خَيْرُ لَهْوِ الْمُؤْمِنِ السِّبَاحَةُ، وَخَيْرُ لَهْوِ الْمَرْأَةِ الْمِغْزَلُ**'' (کنز العمال) (مَردِ مومن کے لیے فارغ وقت کا بہترین مشغلہ تیراکی ہے تو خواتین کے لیے سوت (کپڑا) کی کٹائی اور سِلائی)۔

عصر حاضر میں خواتین گھر ہی میں رہتے ہوئے دستکاری، سِلائی وغیرہ کے علاوہ ڈیزائننگ، ڈرافٹنگ اور کمپوزنگ جیسے بہت سے ذرائع معاش پیدا کرسکتی ہیں۔ لیکن اگر کسب معاش کے لیے خواتین کا گھر سے نکلنا کسی وجہ سے ضروری ہو تو شرعی حدود وقیود میں رہتے ہوئے درجِ ذیل شرائط کی پابندی کے ساتھ اسی کی بھی اجازت ہے۔

خواتین کے لیے ملازمت کی شرائط:

(۱) ملازمت کے لیے نکلتے وقت جاہلیت جدیدہ وقدیمہ کی خواتین کے مانند اظہارِ زینت کے لیے کسی بھی قسم کے طور وطریق سے مکمّل اجتناب کریں۔ لقولہٖ تعالیٰ: ''ولاتبرجن تبرج الجاهلية الأولى'' (سورۂ احزاب: ۳۳)۔

(۲) شرعی حجاب اور مکمّل پردے کا اہتمام کریں۔

(۳) ولی یا شوہر وغیرہ سے ملازمت کی اجازت لیں، البتہ اگر ولی اور شوہر بقدرِ ضرورت اس کی کفالت کا انتظام نہ کریں اور گھر سے ملازمت وغیرہ کے لیے نکلنا عورت کی ذاتی یا اجتماعی وقومی ضرورت بن جائے تو اس صورت میں ولی اور شوہر کی اجازت کے بغیر بھی (شرعی پردے کی پابندی میں) نکلنا جائز ہے، فقہائے کرام نے کتاب وسنّت کی روشنی میں بوقت ضرورت شوہر وغیرہ کی اجازت کے بغیر بھی عورت کو گھر سے نکلنے کی اجازت دی ہے۔

یعنی اگر بیوی دایہ ہو یا مُردہ کو غسل دینے والی، یا اس کا کسی پر حق ہو، یا کسی کا اس پر حق ہو، تو شوہر کی اجازت و بلا اجازت نکل سکتی ہے۔

(۴) جائے ملازمت میں اجنبی مَردوں کے ساتھ خلوت یا اختلاط سے مکمّل احتیاط کریں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ملازمت پیشہ خواتین ایسے شعبوں اور اداروں ہی میں ملازمت کریں جہاں خواتین ہی سے واسطہ ہو، لیکن اگر اس شعبے وادارے کے ذمّہ دار مَرد ہوں تو اس صورت میں ضروری ہوگا کہ ان کے ساتھ خلوت واختلاط سے بچیں، اگر ضروری امور میں ان سے تبادلہ خیال کی ضرورت پیش آجائے تو فتنے سے حفاظت کے لیے قرآنی وشرعی ہدایت یہ ہے کہ انداز وآواز میں کشش و نرمی وغیرہ ہرگز نہ ہو۔

(۵) ملازمت کی جگہ مسافت سفر پر واقع ہو تو محرم کی معیت کے بغیر آنا جانا جائز نہ ہوگا۔

(۶) ملازمت کے سبب بچّوں اور مَردوں کے حقوق اور گھریلو امور میں کسی قسم کی بے اعتنائی وغفلت نہ پائی جائے، ورنہ شوہر کو ملازمت سے ممانعت کا حق ہوگا۔ ''فتاویٰ شامی'' میں ہے:

اِن اصول وضوابط کی پابندی کے ساتھ خواتین کو ملازمت کی اجازت ہے، کیونکہ سوال نمبر: ۴ سے ۷ تک خواتین کے لیے ملازمت کی جن شکلوں کے متعلق پوچھا گیا ان میں مذکورہ اصول وضوابط کی رعایت نہیں ہوسکتی، اس لیے خواتین کو پبلک ٹرانسپورٹ، اسی طرح ٹرین کی ڈرائیونگ یا ٹکٹوں کی جانچ پڑتال، نیز ہوائی جہاز میں پائلٹ یا ائیر ہاسٹس اور ائیر پورٹ پر ٹکٹ جاری کرنے وغیرہ کی ملازمت کی اجازت نہ ہوگی۔ ملازمت کے لیے بوقت ضرورت جائز ذرائع اختیار کرکے شرعی حدود وقیود کی رعایت ضروری ہے۔

خواتین کی ڈرائیونگ سے متعلق بعض مسائل

مولانا محمد صابر حسین ندوی☆

گھر بہترین جگہ ہے:

افضل ترین بات یہ ہے کہ خواتین گھروں میں ہوں اور مرد باہر کی دنیا سنبھالیں، اسی لئے مرد کو قوام بنایا گیا، معاش کا بندوبست کرنے کی ذمہ داری دی اور انہیں قوت وطاقت سے نوازا، جبکہ خواتین کی تخلیق کچھ اس طرح ہوئی کہ وہ جسمانی اعتبار سے نسل کو آگے بڑھانے ان کی تربیت کرنے اور معاشرے کو بہتر نہج پر ترقی کرنے کیلئے مددگار ثابت ہوں، چنانچہ انہیں اسی کی خاطر گھروں میں رہنے کی تلقین کی گئی، قرآن کریم میں ہے: ''وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ''(الأحزاب:۳۳)(اور تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور قدیم زمانہ جاہلیت کے دستور کے موافق مت پھرو اور تم نمازوں کی پابندی رکھو اور زکاۃ دیا کرو اور اللہ کا اور اس کے رسول کا کہنا مانو)۔

علامہ جصاصؒ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:''**روى هشام عن محمد بن سيرين قال:قيل لسودة بنت زمعة: ألا تخرجين كما تخرج أخوتك، قالت: والله لقد حججت واعتمرت،ثم أمرني الله أن أقر في بيتي،فوالله لا أخرج فما خرجت حتى أخرجوا جنازتها،وقيل:إن معنى وقرن في بيوتكن كن أهل وقار وهدوء وسكينة يقال وقر فلان في منزله يقر وقورا إذا هدا فيه واطمأن به، وفيه الدلالة على أن النساء مأمورات بلزوم البيوت منهيات عن الخروج**''(وفی احکام القرآن للجصاص:سورۃ الأحزاب،رقم الآیۃ:۳۳، ۷/۱۱۸:دار إحیاء التراث)۔

ضرورتاً گھر سے باہر جاسکتی ہے:

اگر کوئی ضرورت ہو تو خواتین گھروں سے باہر نکل سکتی ہیں، قرآن مجید میں حجاب کا حکم دیا گیا ہے، اس سے یہ بات

☆ جامعہ ضیاء العلوم، کنڈلور، کرناٹک۔

بھی ثابت ہوتی ہے، کہ وہ گھروں سے باہر نکلیں گی، ایسے میں انہیں حجاب استعمال کرنا چاہئے، ''فتاوی ہندیہ'' میں بھی ہے: **"قال محمدؒ: لا يعجبنا أن تقاتل النساء المسلمات مع الرجال، إلا أن يضطر المسلمون إلى ذلک"** (کتاب السیر، الباب الأول فی تفسیرہ شرعا، ۲/۲۰۶: دار الفکر) اگر ضرورت نہ ہو تو یونہی باہر نکلنا شیطانی عمل ہے: **"عن عبد الله، عن النبی ﷺ قال: المرأة عورة فإذا خرجت استشرفها الشيطان"** (آخر کتاب الرضاع، رقم الحدیث: ۱۱۷۳، ص: ۳۷۳: دار السلام)۔

پردے کا اہتمام:

خواتین اگر باہر جائیں تو ضروری ہے کہ وہ پردہ کا خیال رکھیں، اس سے مراد یہ ہے کہ ان کا لباس ساتر ہو، اعضاء وجوارح کا نشیب وفراز نہ ظاہر ہوتا ہو، سر سے لے کر پیر تک لباس ہو، بہتر ہے کہ چہرہ کا بھی پردہ کیا جائے، ارشاد باری تعالی ہے: **''يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِکَ وَبَنَاتِکَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ ذَٰلِکَ أَدْنَىٰ أَن يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ''** (الاحزاب:۵۹) (اے نبی! (ﷺ) اپنی بیویوں، اپنی بیٹیوں اور عام مسلمانوں کی عورتوں سے فرما دیجئے کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادریں لٹکا لیا کریں اس سے بہت جلد ان کی شناخت ہو جایا کرے گی پھر نہ ستائی جائیں گی)۔

مزید ارشاد ہوتا ہے: **''وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَىٰ عَوْرَاتِ النِّسَاءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِن زِينَتِهِنَّ وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ''** (النور:۳۱)۔

(مسلمان عورتوں سے کہو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت میں فرق نہ آنے دیں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں سوائے اس کے جو ظاہر ہے اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیوں کے آنچل ڈالے رہیں اور اپنی آرائش کو ظاہر نہ کریں سوائے اپنے خاوندوں کے یا اپنے والد کے یا اپنے خسر کے یا اپنے بیٹوں کے یا اپنے خاوندوں کے بیٹوں کے یا اپنے بھائیوں کے یا اپنے بھتیجوں کے یا اپنے بھانجوں کے یا اپنے میل جول کی عورتوں کے یا غلاموں کے یا ایسے نوکر چاکر مردوں کے جو شہوت والے نہ ہوں اور عورتیں اس طرح زور زور سے پاؤں مار کر نہ چلیں کہ ان کو پوشیدہ زینت معلوم ہو جائے۔ اے مسلمانو! تم سب کے سب اللہ تعالیٰ کی جناب میں توبہ کرو تا کہ تم نجات پاؤ)۔

مرد وعورت کا اختلاط جائز نہیں:

شریعت اسلامی میں جائز نہیں کہ خواتین وحضرات ایک جگہ جمع ہوں، ایک ہی جگہ گھل مل کر رہیں، ایک دوسرے سے ملیں، اور ایک دوسرے کو دیکھیں، اس لئے کہ یہ فتنے کا باعث ہے، جس سے شہوت بھڑکتی ہے، اور انسان کیلئے زنا، وفحاشی کا راستہ ہموار ہوتا ہے، کتاب وسنت میں اختلاط کے حرام ہونے کے بارے میں بہت سے دلائل موجود ہیں، فرمانِ باری تعالی ہے: ''**وإذا سألتموهن متاعاً فاسألوهن من وراء حجاب ذلكم أطهر لقلوبكم وقلوبهن**''(احزاب:۵۳)(اور جب تمہیں ازواج نبی سے کوئی چیز مانگنا ہوتو پردہ کے پیچھے رہ کر مانگو۔ یہ بات تمہارے دلوں کے لئے بھی پاکیزہ تر ہے اور ان کے دلوں کے لئے بھی)۔

ابن کثیرؒ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ''جیسے اللہ تعالی نے تمہیں عورتوں کے پاس علیحدگی میں جانے سے منع کیا ہے، اسی طرح تم انکی طرف بالکل دیکھو بھی نہ، اور اگر کسی کو کوئی چیز لینے دینے کی ضرورت ہوتو تب بھی انکی طرف نہ دیکھے، بلکہ پردے کی اوٹ میں رہتے ہوئے ان سے اپنی ضرروت کی چیز مانگے''۔ جبکہ نبی ﷺ نے بھی خواتین وحضرات کے اختلاط کا اللہ کے ہاں محبوب ترین مقام یعنی مساجد میں بھی خیال رکھا، اور مرد وزن کی صفیں جدا جدا کیں، پھر سلام پھیرنے کے بعد خواتین کے چلے جانے تک مردوں کو ٹھہرنے کا حکم دیا، اور خواتین کے مسجد میں داخلے کا دروازہ ہی علیحدہ مختص کر دیا۔

حضرت ام سلمہؓ نے کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سلام پھیرتے، تو آپ کے سلام پھیرنے کے بعد عورتیں چلی جاتیں، اور آپ ﷺ اُٹھنے سے پہلے تھوڑی دیر ٹھہرتے تھے، ابن شہاب کہتے ہیں: میں یہ سمجھتا ہوں -واللہ اعلم- کہ آپ ﷺ اس لئے ٹھہرتے تھے کہ لوگوں کے جانے سے پہلے عورتیں چلی جائیں (صحیح بخاری:793)، اسی روایت کو ابو داود نے کتاب الصلاۃ میں حدیث نمبر: (۷۸۶) کے تحت ذکر کیا اور یہ عنوان قائم کیا: 'باب ہے، نماز کے بعد خواتین کے مردوں سے پہلے جانے کے بیان میں'۔

اسی طرح ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اگر یہ دروازہ ہم خواتین کیلئے مختص کر دیں؟) نافع کہتے ہیں اس کے بعد فوت ہونے تک ابن عمرؓ اس دروازے سے داخل نہیں ہوئے (ابو داود حدیث نمبر: (484) کتاب الصلاۃ، باب-خواتین کیلئے دروازہ مختص کرنیکے-بارے میں سختی کے متعلق)۔

ایک حدیث میں ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مردوں کی بہترین صف پہلی صف ہے، اور بُری صف آخری صف ہے، اور خواتین کی بہترین صف آخری ہے، اور بری صف پہلی صف ہے'' (مسلم حدیث نمبر ۶۶۴)۔

محرم کے بغیر سفر کی اجازت نہیں:

اگر خاتون گھر سے باہر اس طرح نکلے کہ وہ مسافت سفر کے برابر سفر کرے گی تو ضروری ہے کہ اس کے ساتھ کوئی محرم ہو، اس بات پر تمام اہل علم کا اتفاق ہے؛ حضور اکرم ﷺ کے اقوال سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے:

۱۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: کوئی خاتون اپنے محرم کے بغیر سفر نہ کرے اور نہ کوئی مرد اس کے ساتھ اس حال میں خلوت کرے کہ کوئی محرم اس کے پاس نہ ہو، ایک شخص نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میری بیوی حج کی غرض سے نکلی ہے اور میں نے فلاں، فلاں غزوہ کیلئے اپنا نام لکھوادیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: جاو اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو: "**لا تسافر المرأة، إلامع ذی محرم،ولا یدخل علیها رجل، إلا ومعها محرم،فقال رجل:یا رسول الله إنی أرید أن أخرج فی جیش کذا وکذا وامرأتی ترید الحج: فقال: أخرج معها**" (بخاری:۱۷۶۳)۔

۲۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: کسی مومن خاتون کیلئے جائز نہیں کہ وہ ایک دن کی مسافت بھر سفر کرے، مگر یہ کہ اس کے ساتھ کوئی محرم ہو: "**لایحل لامرأة تومن بالله والیوم الآخر أن تسافر مسیرة یوم الا مع ذی محرم علیها**" (بخاری:۱۰۳۸۔ مسلم:۱۳۳۹)، اس کے علاوہ متعدد احادیث منقول ہیں جن کے اندر عمومی طور پر عورتوں کو بلا محرم کے سفر پر جانے سے روکا گیا ہے۔

عقلی بات:

عقلی اعتبار سے بھی غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ سفر ایک اعصاب شکن کام ہے، خواہ زمانے نے بڑی ترقی کر لی ہے اور سفر آسان سے آسان تر ہو گیا ہے؛ لیکن اب بھی سفر کرنے سے ذہنی تکان اور جسمانی کمزوری ضرور لاحق ہوتی ہے، اللہ تعالی نے عورت کو گھر کی ملکہ بنایا ہے، اس کی خلقت صنف نازک کے طور پر ہوئی ہے، اللہ نے اس کے ذمہ وہی کام رکھے ہیں جو آسان ہوں اور ان پر کسی قدر مشکل نہ آنے پائے، اس لحاظ سے بھی عورت کا تنہا سفر کرنا مناسب نہیں؛ بالخصوص محرم کے نہ ہونے کی وجہ سے جو دقتیں پیش آئیں گی وہ عیاں ہیں، حادثات کی کثرت اور سامان کی منتقلی وغیرہ جاں گسل مراحل ہوتے ہیں؛ نیز عورت جن کے ساتھ سفر کر رہی ہوتی ہے خواہ یہ عورت دیندار ہو، لیکن قریب کا شخص ضروری نہیں کہ وہ بھی خوف خدا رکھتا ہو، ایسے میں مشکلات کا دوچند ہو جانا عام بات ہے، اسی لئے تو امام نوی نے یہاں تک لکھا ہے کہ مسافت سفر کا اعتبار خواہ دو دن، تین، یا ایک دن کا ہی کیوں نہ ہو، کوئی بھی ایسا سفر جسے عموماً سفر کہا جا سکتا ہو اس میں بغیر محرم کے سفر کرنا جائز نہیں ہے: "**فالحاصل أن کل مایسمی سفرا تنهی عنه المرأة بغیر زوج أو محرم،سواء کان ثلاثه أیام أو یومین أو**

یوما أو نصف یوم أو غیر ذلک۔ روایة ابن عباس المطلقة وروایتنا الثانیة عشرة، وهذا یتناول جمیع مایسمی سفرا''(فتح المنعم شرح صحیح مسلم:۵/۲۹۵)۔

تاہم ضرورت شدیدہ کی بنا پر عورت کو بغیر محرم کے سفر کرنے کی اجازت ہے، جیسے کوئی دارالکفر میں ہو اور اسے دارالاسلام کیلئے سفر کرنا ہو، یا غیر مامون شہر سے مامون شہر کی طرف کوچ کرنا ہو، دراصل آراء کا اختلاف تب پایا جاتا ہے جب یہ سفر کسی اطاعت یا ادائے فریضہ جیسے حج وغیرہ کیلئے کیا جائے، بعض حضرات نے سفر کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے، سفر طاعت اور سفر واجب؛ جن میں سفر قصر کا حکم جاری ہوتا ہے، فقہاء کرام کی ایک بڑی جماعت کا ماننا ہے کہ عورت کیلئے بغیر محرم کے سفر کرنا حرام ہے، شارح حدیث علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نقل کرتے ہیں:''**قال البغوی: لم یختلفوا فی أنه لیس للمرأة السفر فی غیر الفرض (الحج الواجب) إلا مع زوج أو محرم، إلا کافرة أسلمت فی دارالحرب أو اسیرة تخلصت .....أو امرأة انقطعت من الرفقة فوجدها رجل مامون فانه یجوز له أن یصحبها حتی یبلغها الرفقة**''(فتح الباری:۴/۷۶)۔

یہ حدیث صحیح نہیں:

فقہی کتابوں میں ایک روایت کا حوالہ ملتا ہے اور اسے بنیاد بنا کر یہ کہا جاتا ہے ڈرائیونگ جائز نہیں، علامہ شامی نے بھی لکھا ہے:''**لا ترکب مسلمة علی سرج للحدیث، هذا لو للتلهی ولو لحاجة غزو أو حجّ أو مقصد دینی أو دنیویّ لابدّ لها منه فلا بأس به قوله: ولو لِحاجةِ غَزوٍ إلخ) أی بشرط أن تکون متستِّرةً، وأَن تکون مع زوج أَو محرم (قوله: أَو مقصد دینی) کسفرٍ لِصلة رحم**''(الدرالمختار مع ردالمحتار 606/8،ط:دارالفکر)۔

اس روایت کو حاکم، طبرانی نے اوسط (۵۰۶۱) میں نقل کیا ہے اور ہیثمی کے حوالے سے لکھا ہے کہ اس میں 'سلیمان بن داؤد الیمامی' ہیں جو کہ متروک ہیں، ذہبی نے تلخیص میں ان کو ضعیف اور ان کی روایت کو منکر قرار دیا ہے (اسلام ویب ڈاٹ نیٹ)، اسی مفہوم کی روایت: ''**لعن الله الفروج علی السروج**' بیان کی جاتی ہے، ملا علی قاری نے 'الاسرار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ' میں اسے بے اصل قرار دیا ہے (اسلام ویب:۷۳۵۸۳)۔

مشابہت کی بحث:

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:''**لَعَنَ رَسولُ اللَّهِ ﷺ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بالنِّسَاءِ، والْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بالرِّجَال**''(صحیح البخاری:۵۸۸۵) (اللہ تعالی نے ایسے مردوں اور عورتوں پر لعنت فرمائی ہے، جو ایک دوسرے جیسا بننے کی کوشش کرتے ہیں)۔ چنانچہ جمہور علماء کی رائے یہی ہے کہ مرد کا عورت سے یا عورت کا مرد سے مشابہت اختیار کرنا

حرام ہے، انہوں نے بخاری مذکورہ بالا روایت سے استدلال کیا ہے، جس کے راوی ابن عباسؓ ہیں، اس کے علاوہ بھی متعدد روایات ہیں جنہیں علامہ شوکانی نے ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔ شافعیہ کا ایک قول اور حنابلہ کی ایک بڑی تعداد اسے کراہت پر محمول کرتی ہے۔

اصولی باتیں:

بلاشبہ مرد وعورت کا ایک دوسرے سے مشابہت اختیار کرنا حرام ہے، یہ مگر اس صورت میں ہے جب اس میں دو باتیں پائی جائیں:

پہلی بات: وہ عمل مردوں میں ہی رائج ہو، یا اکثریت وہ عمل مردوں سے معروف ہو۔

دوسری بات: اس پر عمل کرنے میں قصد پایا جائے: ''**وَأَمَّا ذَمّ التَّشَبُّه بِالْكَلامِ وَالْمَشْى فَمُخْتَصّ بِمَنْ تَعَمَّدَ ذَلِكَ**'' (فتح الباری: ۱۰/ ۳۳۲)۔

-فقہاء نے یہ بات لکھی ہے کہ مشابہت اصلاً عرف سے تعلق رکھتی ہے، مصطفیٰ حلبی لکھتے ہیں: '' **تَشَبُّهُ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ فِيمَا يَخْتَصِصْنَ بِهِ عُرْفًا غَالِبًا مِنْ لِبَاسٍ أَوْ كَلامٍ أَوْ حَرَكَةٍ أَوْ نَحْوِهَا وَعَكْسِهِ**'' (الزواجر عن اقتراف الکبائر ۱/ ۱۵۵)۔

علامہ مناوی کی تحریر سے (فیض القدیر لزید المناوی ۱۴/ ۳۳۲) اسے سمجھا جا سکتا ہے، آپ رقمطراز ہیں: ''**(لعن الله المتشبهات من النساء بالرجال) فيما يختص به من نحو لباس وزينة وكلام وغير ذلك (والمتشبهين من الرجال بالنساء) كذلك قال ابن جرير، فيحرم على الرجل لبس المقانع والخلاخل والقلائد ونحوها والتخنث فى الكلام والتأنث فيه وما أشبهه قال: ويحرم على الرجل لبس النعال الرقاق التى يقال لها الحذو والمشى بها فى المحافل والأسواق اه...وما ذكره فى النعال الرقيقة لعله كان عرف زمنه من اختصاصها بالنساء أما اليوم فالعرف كما ترى أنه لا اختصاص**''۔

علامہ عبدالرؤف المناویؒ امام ابن جریر طبریؒ سے نقل کرتے ہیں کہ مردوں کے لیے ایسے باریک چپل پہننا جس کو ''حذو'' کہتے ہیں اس کو پہن کر عام جگہوں اور بازاروں میں جانا بھی حرام ہے،..... اس پر المناوی کہتے ہیں کہ باریک چپلوں کے متعلق جو وہ کہتے ہیں شاید ان کے زمانہ کے عرف پر مبنی ہے کہ ایسے چپل عورتوں کے ساتھ مخصوص تھے۔ لیکن آج تو جیسے آپ دیکھتے ہیں کہ عرف اس پر ہے کہ یہ خصوصیت اب نہیں رہی (فیض القدیر ۵/ ۲۷۱)۔

احیاء علوم الدین کی شرح میں علامہ محمد مرتضی الزبیدی تحریر فرماتے ہیں کہ سوائے نسک (حج وعمرہ) کے موقع پر

رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں ہے کہ آپ نے اپنا سر مبارک منڈوایا ہو، اسی طرح صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین رحمہم اللہ کا حال ہے؛ بلکہ بال بڑھنے دینا اسلام کا شعار تھا۔ اور منڈوانا خوارج کا امتیاز تھا، پھر ایک زمانہ آیا کہ ملک فارس فتح ہوگئی انھوں نے (یعنی مسلمانوں) نے اپنے سر منڈوانا شروع کیا اور یہ سنت متروک ہوگئی، بال بڑھانا علوی، ترک اور متصوفہ کا شعار بن گیا اور سر منڈوانا وہ سنت بن گئی جس کی پیروی کی گئی، سر منڈانے میں بات دراصل یہ ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے آج کل صفائی کی غرض سے کیا جاتا ہے (اتحاف السادۃ المتقین ۲/۴۰۷)۔

اس سلسلہ میں ابن حجر عسقلانیؒ کی ایک تحریر بڑی واضح اور اصولی ہے، آپ نے عروت و مرد کے لباس کے تعلق سے مشابہت پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس کا اطلاق ان جگہوں پر ہوگا جہاں مردوں اور عورتوں کے لباس میں فرق ہوتا ہے، لباس کی ہیئت کے معاملے میں ہر علاقے کے لوگوں کی عادتیں مختلف ہوتی ہیں، بعض علاقوں کے مردوں اور عورتوں کے لباس میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ سب ایک طرح کا لباس پہنتے ہیں، ان پر اس حکم کا اطلاق نہیں ہوگا؛ البتہ حجاب وستر کے سلسلہ میں امتیاز باقی رہے گا: ''فَأَمَّا هَيْئَة اللِّبَاس فَتَخْتَلِف بِاخْتِلافِ عَادَة كُلّ بَلَد ,فَرُبَّ قَوْم لا يَفْتَرِق زِيّ نِسَائِهِمْ مِنْ رِجَالهمْ فِي اللُّبْس ,لَكِنْ يَمْتَاز النِّسَاء بِالاحْتِجَابِ وَالاسْتِتَار'' (فتح الباری ۱۰/۳۳۲)۔

ان مباحث کو سامنے رکھتے ہوئے اکیڈمی کی جانب سے طے کردہ سوالوں کے جوابات واضح ہو جاتے ہیں، مثلاً:

۱۔ کسی عورت کا شہر میں ایک جگہ سے دوسری جگہ تنہا گاڑی چلانے میں کوئی حرج نہیں ہے؛ البتہ یہ ضروری ہے کہ راستہ محفوظ ہو اور غیر مناسب اختلاط نہ پایا جائے، اگر آپ غور کریں گے تو شہروں میں عموماً یہ دونوں شرطیں پائی جاتی ہیں۔

اس سلسلہ میں دو پہیوں والی گاڑی، کار، ٹیکسی، بس یا سامان پہنچانے والی گاڑیوں کے درمیان کوئی قابل ذکر فرق نظر نہیں آتا، ہاں یہ کہا جاسکتا ہے کہ اگر کہیں عرف میں کوئی گاڑی جیسے لاری، بس وغیرہ چلانا خاتون کیلئے مناسب نہ سمجھا جاتا ہو تو اس سے بچے۔

اسی طرح ٹیکسی کے متعلق یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس میں کوئی مرد سواری بیٹھے تو کیا ہوگا؟

اس بارے میں محتاط پہلو یہ ہے کہ کوئی تنہا مرد سواری نہ بٹھائی جائے، اور اس کے ساتھ کوئی خاتون ہو تو کوئی حرج نہیں؛ البتہ اگر گاڑی میں سی سی ٹی ہو اور خاتون کو کوئی اندیشہ نہ ہو، خلوت شرعی نہ پائی جائے یعنی ایسا وقت نہ ہو کہ سڑک پر لوگوں کی آمد و رفت بند ہوگئی ہو تو ایسے میں سواری بٹھالے۔

(۲) اگر مسافت شرعی کی مقدار کا سفر ہو اور مذکورہ سواریوں میں عورت کا شوہر یا محرم بھی ساتھ ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔

(۳) شوافع اور حنابلہ کی بعض آراء میں عورت کو بغیر محرم کے سفر کرنے کی اجازت ملتی ہے؛ لیکن شرط آئی ہے کہ راستہ مامون ہو اور فتنہ سے خالی ہو، یہ شرط بھی پائی جاتی ہے کہ عورتوں کی ثقہ جماعت ہو .....اس رائے کے حاملین خصوصا حسن بصری، امام اوزاعی، داود ظاہری اور بعض شوافع ہیں (المجموع:۸/ ۲۴۳)، حنابلہ کے یہاں بھی اس طرح کی بات ملتی ہے، ابن مفلح نے نقل کیا ہے کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے بھی اس کو اختیار کیا ہے: "**وعند شیخنا تحج کل امرأة آمنة مع عدم المحرم، وقال:ان هذا متوجه فی کل سفر طاعة کذا قال:ونقله الکرابیسی عن الشافعی فی حجة التطوع، وقال: بعض أصحابه فیه وفی کل سفر غیر واجب کزیارة وتجارة**"(الفروع ۳/ ۱۷۷)۔

شارح حدیث امام نووی کی تحقیق کے مطابق یہ قول صحیح نہیں ہے، اور اس کی نسبت بھی صحیح نہیں ہے (المجموع:۸/ ۳۴۲)، کی یہ عبارت بڑی واضح ہے جس کے اندر انہوں نے ثقہ خواتین کے ساتھ بغیر محرم کے سفر کو ناجائز لکھا ہے بلکہ اسے نص شافعی کے خلاف بتلایا ہے:"**قال الماوردی: ومن أصحابنا من جوز خروجها مع نساء ثقات، کسفرها للحج الواجب، قال: وهذا خلاف نص الشافعی، قال ابوحامد: ومن أصحابنا من قال:لها الخروج بغیر محرم فی أی سفر کان واجبا أو غیره ....**"اور کہتے ہیں نہ صرف فرائض کیلئے بلکہ تطوع عبادات کیلئے بھی محض ثقہ خواتین کے ساتھ سفر درست نہیں؛ البتہ اس میں جواز کا قول حسن بصری اور داود ظاہری وغیرہ کا ہے، اور مالکیہ کا بھی ہے جبکہ ثقہ عورتوں کی جماعت ہو:"**ولایجوز فی التطوع وسفر التجارةولزیارة ونحوهما إلا بمحرم۔ وقال بعض أصحابنا: یجوز بغیر نساء ولا امرأة إذا کان الطریق آمنا، وبهذا قال الحسن البصری وداؤد وقال مالک: لایجوز بامرأة ثقة:وانما یجوز بمحرم أو نسوة ثقات**"(المجموع شرح المهذب ۸/ ۳۴۱، الحاوی الکبیر ۴/ ۴۲۹)۔

پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیور کو بھی اس زمرے میں رکھا جاسکتا ہے، مگر شرائط کا لحاظ ضروری ہے، بہتر ہے کہ سی، سی، ٹی وی کا بندوبست ہو، اور راستہ محفوظ ہو، خلوت کا امکان نہ رہے۔

(۴) آج کل خواتین ہوائی جہاز کی پائلٹ بن رہی ہیں، اگر کوئی مسلم خاتون پائلٹ ہو تو اسے اس کیبن میں بیٹھنا پڑے گا جہاں صرف دو لوگ ہوتے ہیں، اس طرح اجنبی مرد وعورت کا اختلاط لازم آتا ہے، چنانچہ اس طرح کی ملازمت سیاحتر از افضل ہے؛ لیکن اگر کوئی خاتون ملازمت اختیار کرلے تو اس کی حوصلہ شکنی مناسب نہیں، اس لئے کہ پوری فلائٹ کی سکیورٹی بہت مضبوط ہوتی ہے، خصوصاً کیبن کی نگرانی کیمرے کے ذریعہ سے کی جاتی ہے، اسے خلوت صحیحہ کے مانع سمجھا جاسکتا ہے۔

(۵)فلائٹ کے مقابلے ٹرینوں میں سکیورٹی کا بندوبست زیادہ بہتر نہیں ہوتا، نیز بعض ریلوے سے متعلق احباب سے تحقیق کے دوران یہ بات مزید کھل کر سامنے آئی کہ ریلوے خواتین کیلئے یوں بھی محفوظ نہیں اور شرعی لحاظ سے بھی حجاب اور اختلاط کا مسئلہ لگا رہتا ہے، اس لئے خاتون کا کسی مرد ساتھی کے ساتھ ڈرائیونگ سیٹ کا اشتراک مناسب نہیں لگتا، اگر کوئی خاتون ساتھی ہو تو حرج نہیں۔

(۶)فی نفسہ ریلوے میں کسی خاتون کا ٹی سی بننا کوئی عیب کی بات نہیں لگتی، مگر ریلوے میں خواتین بالخصوص مسلم خواتین کیلئے بڑی دشواریاں ہیں، حجاب کے تعلق سے فاشزم اور فسطائی طاقتیں سخت ہوگئی ہیں اور پھر ٹرین کے اندر اختلاط کا بھی مسئلہ رہتا ہے، اس لئے احتراز بہتر ہے۔

(۷)اگر کوئی مسلم خاتون شرعی پردہ کا لحاظ رکھتے ہوئے ریلوے یا سٹیشن یا ایر پورٹ پر ٹکٹ کاٹنے کی نوکری کرے تو جائز ہے۔

آخری بات:

خواتین دنیاوی اعتبار سے ترقی کریں، انہیں بھی مواقع حاصل ہوں؛ اس میں کوئی حرج نہیں ہے، مگر ضروری ہے کہ انہیں تحفظ، عزت وآبرو کی حفاظت کا ماحول فراہم کیا جائے، نیز وہ کسی بھی گھر داری اور نسلی کی بہترین سے تربیت سے جی نہ چرائیں، شرعی ضوابط کا خیال رکھیں اور یہ سمجھیں کہ مرد کو قوامیت حاصل ہے، اس قوامیت کا تقاضہ ہے کہ عورتوں کی کفالت، ان کی حفاظت اور نگہ داری کا فریضہ انجام دیں، قرآن مجید میں کہا گیا ہے: ''اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ''(النساء:۳۴)(مرد عورتوں کے سربراہ ہیں، اس سبب سے کہ اللہ نے ان میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اور اس سبب سے کہ مرد اپنا مال خرچ کرتے ہیں)۔

فقہاء کرام نے آیت کے اس ٹکڑے سے استنباط کیا ہے کہ مرد پر عورت کا نفقہ واجب ہے(جصاص ۱/۲۲۹)، یہی مضمون قرآن کی دیگر آیات میں بھی مذکور ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ''(البقرہ ۲۳۳) ''بچے کے باپ کو معروف طریقے سے انھیں کھانا کپڑا دینا ہوگا''۔ اس لئے خواتین کو چاہئے کہ وہ عملی میدان میں اس میدان کا انتخاب کریں جو شرعی اعتبار سے بھی مناسب ہو، محض دولت کی خواہش، مردوں کی برابری اور نفس کی تسکین کی خاطر اسلامی اقدار پامال نہ کریں۔

☆☆☆

خواتین کی ڈرائیونگ سے متعلق بعض اہم مسائل

مولانا محمد صبیح اختر ☆

۱- عورتوں کے لیے اصل حکم تو یہی ہے کہ وہ گھروں میں رہیں اور اندرون خانہ کی ذمہ داریوں کو پوری کریں ان کا بلا ضرورت شدیدہ گھر سے باہر نکلنا پسندیدہ نہیں، "وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ "احکام القرآن للجصاص کے اندر اس کی تفسیر اس طرح کی گئی ہے:" **(وقرن فی بیوتکن) کن أهل وقار وهدوء وسكينة، وفيه الدلالة على أن النساء مامورات بلزوم البيوت منهيات عن الخروج**"(احکام القرآن للرازی ۳/۴۷۱، اسی طرح کی تفسیر علامہ قرطبی نے الجامع لاحکام القرآن ۴/۱۵۹ میں کی ہے)۔

"**قال عليه الصلاة والسلام: كلكم راع وكلكم مسؤلٌ عن رعيته،المرأة راعية على بيت زوجها وولده** "(بخاری283/2،رقم:۵۲۰۰)،قرآن وحدیث سے معلوم ہوتا ہے، کہ عورتوں کے لیے گھر ہی میں رہنا ان کے لئے اور گھر کے لئے زینب ہے؛ لیکن عورتوں کے لیے مکمل پردے کی رعایت کے ساتھ تنہا ڈرائیونگ کی بھی اجازت ہے، اس کی اصل احادیث شریفہ میں موجود ہے، تاہم بلا ضرورت شدیدہ ڈرائیونگ سے احتراز احوط ہے، نیز آج کل گھروں میں اجنبی اور غیر محرم ڈرائیور رکھا جاتا ہے اور خواتین ان کے ساتھ تنہا سفر کرنے پر مجبور ہوتی ہیں، جن میں سخت فتنہ کا اندیشہ ہے، اس کے برخلاف جب عورت تنہا ڈرائیونگ کرے گی تو اس میں فتنہ کا اندیشہ بالمقابل کم ہے، لہذا جب کہ مسافت شرعی کا سفر نہ ہو خواتین کے لیے تنہا ڈرائیونگ جائز ہے، دو پہیا چار پہیا نجی بس، لاری وغیرہ کے احکام ایک ہی ہیں۔

دلائل حسب ذیل ہیں:

۱-"**حدثنا ابو نعيم، حدثنا عبد الواحد بن ايمن، قال: حدثني ابن ابي مليكة، عن القاسم، عن عائشة،" ان النبي ﷺ كان إذا خرج اقرع بين نسائه، فطارت القرعة لعائشةؓ وحفصةؓ، وكان النبي ﷺ إذا كان بالليل سار مع عائشةؓ يتحدث، فقالت حفصةؓ: الا تركبين الليلة بعيري وتركب بعيرك**

☆ خادم التدریس جامعہ اسلامیہ جلالیہ ہوجائی، آسام۔

تنظرين وانظر، فقالت: بلى، فركبت، فجاء النبى ﷺ إلى جمل عائشةؓ وعليه حفصةؓ، فسلم عليها، ثم سار حتى نزلوا وافتقدته عائشةؓ، فلما نزلوا جعلت رجليها بين الإذخر، وتقول: يا رب، سلط على عقربا أو حية تلدغنى ولا استطيع ان اقول له شيئا" (بخاری شریف، باب القرعۃ بین النساء اذا اراد سفرا، 2/784 رقم: 5211)۔

۲-" **حدثنا على بن عبد الله، حدثنا سفيان، حدثنا ابن طاوس، عن ابيه، وابو الزناد، عن الاعرج، عن أبى هريرة، ان رسول الله ﷺ، قال:" خير نساء ركبن الإبل نساء قريش، وقال الآخر: صالح نساء قريش احناه على ولد فى صغره وارعاه على زوج فى ذات يده**" (بخاری شریف 2/808، رقم: 5365)۔

۳-" **لا تركب مسلمة على سرج للحديث، هذا لو للتلهى، ولو لحاجة غزوٍ أو لحج او مقصد دينى أو دنيوى، لا بد لها منه فلا بأس به**" (شامی، زکریا، 9/606)۔

۴-" **قال محمد رحمهم الله تعالى: لا يعجبنا أن تقاتل النساء المسلمات مع الرجال ألا أن يضطر المسلمون إلى ذلک فأن اضطر المسلمون إلى ذلک بأن جاء النفير وكان فى خروجهن حاجة وضرورة، فلا بأس بخروجهن للقتال ولهن أن يخرجن فى هذه الحالة من غير إذن ابائهن وأزواجهن وليس لهم منعهن عن الخروج يأثمون بالمنع عن الخروج**" (ہندیہ، بیروت، کتاب السیر، 2/210)۔

۵-" **حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ المُفَضَّلِ، عَنْ خَالِدِ بْنِ ذَكْوَانَ، عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ، قَالَتْ: كُنَّا نَغْزُو مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، فَنَسْقِى القَوْمَ، وَنَخْدُمُهُمْ، وَنَرُدُّ الجَرْحَى وَالقَتْلَى إِلَى المَدِينَةِ**" (بخاری شریف، کِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ، بَابُ رَدِّ النِّسَاءِ الجَرْحَى وَالقَتْلَى إِلَى المَدِينَةِ، رقم:2883)۔

۶-"**وقرن فى بيوتكن** "(سورۂ احزاب:۳۳) کے مفہوم سے باشارات قرآن اور بعمل نبی ﷺ وباجماع صحابہ مواقع ضرورت مستثنی ہیں جن میں عبادات حج وعمرہ بھی داخل ہیں اور ضروریات طبعیہ، والدین اور اپنے محارم کی زیارت عیادت وغیرہ بھی، اسی طرح اگر کسی کے نفقہ اور ضروریات زندگی کا کوئی اور سامان نہ ہو تو پردے کے ساتھ محنت مزدوری کے لیے نکلنا بھی؛ البتہ مواقع ضرورت میں خروج کے لیے شرط یہ ہے کہ اظہار زینت کے ساتھ نہ نکلے، بلکہ برقع یا جلباب کے ساتھ نکلے (معارف القرآن، ادارۃ القرآن کراچی، 8/134)۔

۲- مسافت شرعی کے سفر میں جب محرم یا شوہر ساتھ ہو تو، بہتر تو یہی ہے کہ محرم یا شوہر ڈرائیو کرے اور اگر کسی وجہ

سے عورت ہی ڈرائیونگ کرے تو شرعاً اس کی اجازت ہے، اس لیے کہ شرع نے اس کو ڈرائیونگ کی اجازت دی ہے جو ان کے لیے فی نفسہ مباح ہے اور مسافت شرعی میں محرم کی شرط لگائی ہے اور یہاں محرم بھی ساتھ ہیں۔

دلائل حسب ذیل ہیں:

۱-"**حدثنا ابو نعيم، حدثنا عبد الواحد بن ايمن، قال: حدثني ابن ابى مليكة، عن القاسم، عن عائشة،" ان النبى ﷺ كان إذا خرج اقرع بين نسائه، فطارت القرعة لعائشة وحفصة، و كان النبى ﷺ إذا كان بالليل سار مع عائشة يتحدث، فقالت حفصة: ألا تركبين الليلة بعيرى واركب بعيرك تنظرين وانظر، فقالت: بلى، فركبت**" (بخاری شریف، باب القرعۃ بین النساء اذا اراد سفرا، 784/2 رقم:5211)۔

۲-" **حدثنا على بن عبد الله، حدثنا سفيان، حدثنا ابن طاوس، عن ابيه، وابو الزناد، عن الاعرج، عن أبى هريرة، ان رسول الله ﷺ، قال:" خير نساء ركبن الإبل نساء قريش، وقال الآخر: صالح نساء قريش احناه على ولد فى صغره وارعاه على زوج فى ذات يده**" (بخاری شریف 808/2، رقم: 5365)۔

۳-" **لا تركب مسلمة على سرج للحديث، هذا لو للتلهى، ولو لحاجه غزو أو لحج او مقصد دينى أو دنيوى، لا بد لها منه فلا بأس به**" (شامی، زکریا، 606/9)۔

۴-" **حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِى نَافِعٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنْ النَّبِىِّ ﷺ قَالَ لَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ ثَلَاثًا إِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ**" (ابوداؤد، کتاب المناسک، بَابُ فِى الْمَرْأَةِ تَحُجُّ بِغَيْرِ مَحْرَمٍ، 243/1، رقم:1727)۔

احادیث شریفہ اور عبارات فقہیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کی ڈرائیونگ نہ مطلقاً ممنوع ہے اور نہ مطلقاً مباح ہے، بلکہ حدود و قیود کے ساتھ بقدر ضرورت اجازت بھی ہے، اور خوف فتنہ کی صورت میں ممنوع بھی ہے۔

۳- پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیور کو اس زمرے میں نہیں رکھا جاسکتا ہے؛ اس لیے کہ پبلک ٹرانسپورٹ میں بعض اوقات تو مرد و عورت دونوں اور کبھی صرف مرد حتی کہ بعض دفعہ صرف ایک ہی مرد مسافر ہوتے ہیں ایسی صورت حال میں خلوت بالاجانب پائے جانے کی بناء پر فتنہ کا قوی اندیشہ ہے، نیز پبلک ٹرانسپورٹ میں خواہ بس پر مختلف مخلوط مسافر رہیں پھر بھی فتنہ کا اندیشہ موجود ہے، نیز بس اڈے میں خلوت بالأجانب کا امکان تو بہر صورت موجود ہے اس کے علاوہ پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیونگ میں بے حیائی کا پہلو بھی ہے؛ لہذا پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیور کو اس زمرے میں نہیں رکھا جاسکتا۔

دلائل حسب ذیل ہیں:

۱-" حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ ثَلَاثًا إِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ"(ابوداؤد، کتاب المناسک، بَابُ فِي الْمَرْأَةِ تَحُجُّ بِغَيْرِ مَحْرَمٍ، 1/243، رقم:1727)۔

۲-" حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّهُ: سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: لاَ يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ، وَلاَ تُسَافِرَنَّ امْرَأَةٌ، إِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ، فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، اكْتُتِبْتُ فِي غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا، وَخَرَجَتِ امْرَأَتِي حَاجَّةً، قَالَ:اذْهَبْ فَحُجَّ مَعَ امْرَأَتِكَ"(بخاری شریف، کتاب الجہاد والسیر، 1/421، رقم:3006)۔

۳-" حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: إِيَّاكُمْ وَالدُّخُولَ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ الْأَنْصَارِ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَرَأَيْتَ الْحَمْوَ قَالَ الْحَمْوُ الْمَوْتُ قَالَ وَفِي الْبَاب عَنْ عُمَرَ وَجَابِرٍ وَعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَإِنَّمَا مَعْنَى كَرَاهِيَةِ الدُّخُولِ عَلَى النِّسَاءِ عَلَى نَحْوِ مَا رُوِيَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ، إِلَّا كَانَ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ وَمَعْنَى قَوْلِهِ الْحَمْوُ يُقَالُ هُوَ أَخُو الزَّوْجِ كَأَنَّهُ كَرِهَ لَهُ أَنْ يَخْلُوَ بِهَا"(ترمذی شریف، ابوَابُ الرَّضاع، باب ماجاء فی کَرَاهِیَةِ الدُّخُولِ علی المُغِیبَاتِ، رقم:1171)۔

۳-"ولا تسافر المرأة بغير محرم ثلاثة أيام وما فوقها" (ہندیہ، مکتبہ اتحاد دیوبند، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس عشر، 2/291)۔

۴- مسلم خواتین کے لیے اس ملازمت میں شامل ہونا جائز نہیں، حکومتوں کا ترجیح دینا عورتوں میں بے حیائی اور مفروضہ آزادی کو فروغ دینے کیلئے ہے اور رہی بات سیکورٹی کی تو سیکورٹی اہلکار ہی سے زیادہ خطرہ ہے یہ کوئی فرشتے نہیں ہوا کرتے بلکہ نفس وشیطان کے ایسے پجاری ہوا کرتے ہیں کہ ان کی نگاہ میں شیطانی حرکتوں کا نام اخلاق اور جدت پسندی اور وسعت ظرفی ہے اور یہ سب کے سب غیر محرم ہوا کرتے ہیں اور ان کے ساتھ خلوت لازم ہے، لہذا کسی بھی صورت میں ان کی نگرانی کا اعتبار نہیں، پائلٹ کی ہر چھوٹی بڑی حرکت کیمرے میں ریکارڈ ہونا نفس وشیطان کے لیے مانع نہیں اور مزید برآں کیمرے کو بند کرنا ان کے اختیار میں ہوتا ہے۔ نیز ان فوٹوز اور ویڈیوز کو تبدیل بھی کر سکتے ہیں، لہذا اس کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں جیسا کہ زنا کے باب میں فقہاء نے ویڈیوز کا کوئی اعتبار نہیں کیا ہے؛ بلکہ عینی گواہ کی شرط لگائی ہے۔

اور ممانعت کی سب سے بڑی وجہ ہمارے نبی ﷺ کے فرمان کے بالکل مخالفت لازم آتا ہے کہ کوئی بھی عورت محرم کے بغیر سفر شرعی نہ کرے اور یہ بات عیاں ہے کہ فلائٹ کا سفر سفر شرعی سے کم کا ہوتا ہی نہیں اور خلوت بالا جانب اس کا لازمی حصہ ہے، مسلمان خواتین کے لیے ایسی ملازمت بالکل جائز نہیں۔

دلائل حسب ذیل ہیں:

۱-" **حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ ثَلَاثًا، إِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ**" (ابوداؤد، کتاب المناسک، بَابُ فِي الْمَرْأَةِ تَحُجُّ بِغَيْرِ مَحْرَمٍ، 1/243، رقم:1727)۔

۲-" **حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّهُ: سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: لاَ يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ، وَلاَ تُسَافِرَنَّ امْرَأَةٌ، إِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ، فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، اكْتُتِبْتُ فِي غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا، وَخَرَجَتِ امْرَأَتِي حَاجَّةً، قَالَ: اذْهَبْ فَحُجَّ مَعَ امْرَأَتِكَ**" (بخاری شریف، کتاب الجہاد والسیر، 1/421، رقم:3006)۔

اس میں دیکھئے کہ مجاہدین میں نام لکھا جا چکا ہے جب کہ ایسے وقت میں ایک ایک فرد کی میدان کارزار میں اشد ضرورت ہوتی ہے، پھر بھی آپ ﷺ اس صحابی کو نہ صرف مشورہ بلکہ حکم دے رہے ہیں کہ جاؤ اور اپنی اہلیہ کو حج بیت اللہ کراؤ۔

۳-" **اتفق الفقهاء على أنه يحرم على المرأة أن تسافر بمفردها، وأنه لابد من وجود محرم أو زوج معها**" (الموسوعۃ الفقہیۃ، وزارت اسلامی کویت، جلد:25 ص37)۔

-" **حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالدُّخُولَ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ الْأَنْصَارِ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَرَأَيْتَ الْحَمْوَ قَالَ الْحَمْوُ الْمَوْتُ قَالَ وَفِي الْبَاب عَنْ عُمَرَ وَجَابِرٍ وَعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَإِنَّمَا مَعْنَى كَرَاهِيَةِ الدُّخُولِ عَلَى النِّسَاءِ عَلَى نَحْوِ مَا رُوِيَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ، إِلَّا كَانَ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ وَمَعْنَى قَوْلِهِ الْحَمْوُ يُقَالُ: هُوَ أَخُو الزَّوْجِ كَأَنَّهُ كَرِهَ لَهُ أَنْ يَخْلُوَ بِهَا**" (ترمذی شریف، ابواب الرضاع، باب ماجاء فی کراہیۃ الدخول علی المغیبات، رقم:1171)۔

۵-۶: دونوں سوالوں کی نوعیت ملتی جلتی ہے اس لیے جواب یکجا پیش کئے جا رہے ہیں۔ یہ دونوں ملازمتیں خواتین کے لیے جائز نہیں ہیں، اس لیے کہ اس میں مسافت شرعی تو متحقق ہوتا ہی ہے مزید براں ایسی ملازمتوں میں نہ صرف کئی کئی دن بلکہ

کئی کئی راتیں اجنبیوں کے ساتھ گزرتی ہیں، یہ ملازمت کئی جہتوں سے نامناسب بھی ہے، سب سے اہم تو اخلاقی پہلو ہے، اس ملازمت میں تنہائی کی نوبت لازمی ہے، آتے جاتے ہر وقت ہر لمحہ غیر محرموں حتی کہ ہوس کے پجاری اوباشوں کے درمیان رہنا خطرہ سے خالی نہیں؛ اس لیے یہ ملازمت عورت کی عفت و آبرو کے لیے آزمائش ہے، پھر سماجی پہلو سے دیکھیے کہ مرد ڈیوٹی کر کے گھر آئے اور عورت غائب رہے بچے اسکول سے آئے اور ماں کو مفقود پائے، عورت کے وجود سے گھر کی رونق اور اس کی زینت ہوتی ہے، وہ شوہر کے لیے سکون کا سامان فراہم کرتی ہے، بچوں کو پیار بانٹتی ہے اور ان کی ضروریات کی نگہداشت کرتی ہے اگر عورت ہی گھر میں موجود نہ ہو تو گھر ایسے جسم کی طرح ہے جو قلب و روح سے خالی ہو، وہ ایک ہوٹل یا اہل خاندان کا ہوسٹل تو کہلا سکتا ہے؛ مگر گھر کہلانے کا مستحق نہیں اس سے خاندانی نظام بکھرتا ہے باہمی محبت میں گرم جوشی اور جذباتیت ہونی چاہیے وہ مفقود ہو جاتی ہے، اس ڈیوٹی کا اثر ازدواجی زندگی پر بھی پڑتا ہے بیوی کا لگاتار کئی دن اور رات غائب رہنا شکوک وشبہات کو بھی ابھار سکتی ہے اور اعتماد کا آبگینہ بھی اس سے چور چور ہو سکتا ہے۔

نتیجہ یہ ہوگا کہ ازدواجی زندگی میں جو استحکام اور گرم جوشی مطلوب ہے وہ کم ہوتی چلی جائے گی اس طرح یہ ڈیوٹی اور یہ ملازمت بچوں کو ماں کی ممتا اور شوہر کو بیوی کے پیار سے محروم کر کے رکھ دے گی، نیز عورت اگر اپنی ضروریات زندگی کے بارے میں شوہر سے بے نیاز ہو جائے، تو ناگواریوں کے باوجود اس سے نباہ کی صلاحیت نہیں رہتی، مغربی ملکوں کا مشاہدہ کر کے ہوش کے ناخن لیے جا سکتے ہیں، کہ عورتوں کو گھر سے باہر لایا گیا وہ مردوں ہی کی طرح معاشی دوڑ دھوپ میں مشغول کر دی گئی، اس لیے طلاق کی کثرت ہوگئی نکاح کے رشتے مکڑی کے جالے کی طرح قائم ہونے اور ٹوٹنے لگے اور اس طرح خاندانی نظام بکھر کر رہ گیا جب خاندانی نظام بکھرا تو بچے اپنی شناخت اور ماں باپ کی محبت سے محروم ہو گئے شوہروں کے لیے وہ سکون بخش شریک حیات عنقاء ہوگئی، جو پسینہ بہا کر آنے والے شوہر کا محبت کے ساتھ استقبال کریں اور بیویوں کے لیے وہ وفا شعار شوہر نہیں رہے جو اپنی بیوی سے جانثارانہ محبت رکھنے والا اور جوانی کے بعد بوڑھاپے میں بھی اس کا ساتھ دینے والا ہو۔

دلائل حسب ذیل ہیں:

''**ومن ایٰته أن خلق لکم من انفسکم أزواجا لتسکنوا إلیها وجعل بینکم مودة ورحمة إن فی ذالک لأیات لقوم یتفکرون** ''(سورۃ الروم، آیت:21) اس آیت میں اللہ تبارک وتعالی نے عورت کو باعث سکون قرار دیا ہے، اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عورت گھر کی چیز ہے نہ کہ باہر کی؛ کیونکہ جب محل سکون ہی غائب رہے تو پھر سکون کیسے حاصل ہو سکتا ہے، لہذا اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ عورت کے لیے ایسی ملازمت جس میں وطن درسفر اور سفر در وطن کا معاملہ ہو مقصد ازدواج کے بالکل خلاف ہے، لہذا شرعا اس کی اجازت نہیں دی جا سکتی ہے۔

۷- جواب سے پہلے بطور مقدمہ چند باتیں ملاحظہ فرمائیں! یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلام خاندانی نظام کے استحکام کو بڑی اہمیت دیتا ہے، چنانچہ اس مقصد کے پیش نظر اسلام نے مردوں اور عورتوں کی ذمہ داریوں میں تقسیم کار سے کام لیا ہے، گھر کے باہر کی ذمہ داری "جن میں کسب معاش کی تگ ودو بھی داخل ہے" مردوں سے متعلق کیا گیا ہے اور گھر کے اندرونی امور عورتوں سے متعلق کئے گئے ہیں یہ وہ بہترین تقسیم کار ہے جو مسلم معاشرے میں آج بھی بڑی حد تک خاندانی استحکام کو باقی رکھے ہوئے ہے۔

اس لیے کسب معاش بنیادی طور پر مردوں کی ذمہ داری ہے نہ کہ عورتوں کی، عورتوں کو بلا ضرورت آزادی وترقی کے نام پر کسب معاش پر مجبور کر دینا ایک سماجی ظلم ہے؛ کہ عورتیں بچوں کی پرورش ونگہداشت اور امور خانہ داری وغیرہ اپنے منصبی فرائض بھی انجام دیں اور کسب معاش کے دوڑ دھوپ میں بھی مردوں کے شریک ہوں:

لیکن بعض مواقع ایسے آتے ہیں اور ایسی ضرورتیں وصورتیں پیش آجاتی ہیں کہ عورتوں کو گھر سے باہر نکلنا لابدی ہو جایا کرتا ہے؛ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں بعض خواتین تجارت کیا کرتی تھیں، بعض دفعہ غیر معمولی حالات میں فوجیوں کی تیمارداری کا فریضہ بھی عورتوں نے انجام دیا ہے، عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں تعلیمی اور تربیتی ضرورت کے تحت خواتین مسجد بھی جایا کرتی تھیں۔

چنانچہ ان مواقع پر احتیاط کی صورتیں اختیار کرنے کا حکم دیا گیا، انہیں تلقین کی گئی کہ ان کا اپنے گھر میں نماز پڑھنا مسجد میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے، پھر صفوں کی ترتیب اس طرح قائم رکھی گئی کہ آگے مرد کھڑے ہوں درمیان میں بچے اور پیچھے خواتین انہیں تاکید کی گئی کہ مسجد میں آتے ہوئے اور باہر نکلتے ہوئے تیز خوشبو استعمال نہ کریں، کپڑوں میں بھی خوب ستر کا حکم دیا گیا اور باہر نکلتے وقت سادہ کپڑے استعمال کرنے کی تلقین کی گئی، خود رسول اللہ ﷺ کا معمول مبارک تھا کہ سلام پھیرنے کے بعد تھوڑی دیر ٹھہر جاتے تاکہ مردوں کے نکلنے سے پہلے عورتیں نکل جائیں، عورتوں کو اس بات سے منع کیا گیا کہ وہ ایک شب کا سفر کسی محرم کے بغیر کریں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی زوجہ محترمہ کچھ کاری گری سے واقف تھیں، خود حضرت عبداللہ اور ان کے بچے بے روزگار تھے، انہوں نے حضور ﷺ سے دریافت کیا کہ میں اپنی رقم حضرت عبداللہ ابن مسعود اور بچوں پر خرچ کر دیتی ہوں صدقہ نہیں کر پاتی کیا مجھے اس پر اجر ملے گا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم کو اس پر بھی اجر ملے گا "**لک فی ذلک اجر ما انفقت علیھم**"۔

یہ روایت حدیث کی مختلف کتابوں میں کہیں اختصار اور کہیں تفصیل کے ساتھ آئی ہے، کتب احادیث میں روایت

موجود ہے کہ: ایک خاتون نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بارڈر والی چادر لا کر پیش کی اور عرض کی کہ اللہ کے رسول میں نے اسے اپنے ہاتھ سے بنا ہے۔

اسی طرح بعض صحابیات کے خنجر بنانے کا بھی ذکر ملتا ہے، موجودہ دور میں جو کمپیوٹر اور الیکٹرانک مشینوں کا دور ہے جن میں خواتین شرعی حدود اور نسوانی تقاضوں کی رعایت کے ساتھ کام کر سکتی ہیں، نیز ذریعہ معاش کا ایک طریقہ اجارہ بھی ہے، فقہاء کرام نے اجیر ہونے کے لیے مرد ہونے کی شرط نہیں لگائی ہے، بلکہ اس پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے: کہ جس عورت کو دودھ آتا ہو وہ اجرت لے کر دودھ پلا سکتی ہیں، ظاہر ہے کہ یہ اجارہ کی ایسی صورت ہے جو عورت ہی کے لیے مخصوص ہے۔

لہذا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عورتوں کے لیے فی نفسہ کسب معاش کی اجازت ہے، غرض کہ شریعت نے عورت پر کمانے کی ذمہ داری نہیں رکھی ہے لیکن اگر کوئی خاتون احکام شریعت کی رعایت کرتے ہوئے شادی سے پہلے والد اور شادی کے بعد شوہر کی اجازت سے کسب معاش کرنا چاہے تو ان کے لیے شرعاً جائز ہے۔

احادیث شریفہ اور فقہاء کی عبارات کو سامنے رکھ کر خواتین کی ملازمت کے سلسلے میں مجموعی طور پر چند باتیں سامنے آتی ہیں:

(۱) عام حالات میں شریعت نے خواتین پر کسب معاش کی ذمہ داری نہیں رکھی ہے؛ لیکن شرعی حدود میں رہتے ہوئے ان کے لیے کسب معاش مباح ہے۔

(۲) شریعت نے اصولی طور پر خواتین پر نفقہ کی ذمہ داری نہیں رکھی ہے؛ البتہ بعض حالات میں ان پر نفقہ کی ذمہ داری عائد کی گئی ہے۔

(۳) شرعی حدود اور شرائط کا پورا لحاظ کرتے ہوئے عورت کے لیے معاشی جدوجہد جائز ہے۔

(۴) عورت کے لیے اندرونی خانہ کسب معاش کے لیے کوئی صورت اختیار کرنیکی اجازت ہے بشرطیکہ اس سے شوہر اور بچوں کے حقوق متاثر نہ ہوں۔

(۵) شوہر یا ولی اگر عورت کی کفالت کر رہے ہوں تو عورت کے لیے کسب معاش کی غرض سے گھر سے باہر جانے کے لیے ان کی اجازت ضروری ہے، رات میں کسب معاش کی خاطر عورت کے لیے باہر نکلنے کے لیے شوہر یا محرم کا ساتھ ہونا ضروری ہے۔

(۶) خواتین کے لئے ملازمت کے سلسلہ میں اصل اہمیت اس بات کی ہے کہ اس کی ملازمت کے جائز ہونے کے لیے کیا شرطیں ہیں؟ خواتین کسب معاش کے لیے گھر سے باہر نکلے تو درج ذیل امور کا لحاظ رکھنا ضروری ہے:

(الف): ولی یا شوہر کی اجازت شامل ہو سوائے اس کے کہ ولی یا شوہر نفقہ نہ دیتا ہو اور اس کے لیے خود کسب معاش کے سوا کوئی چارہ نہ ہو، شرعی پردہ کی مکمل رعایت ہو، لباس مردوں کے لیے باعث کشش نہ ہو، خوشبو کے استعمال سے پرہیز ہو، مردوں سے اختلاط بالکل نہ ہو، اجنبی مرد کے ساتھ تنہائی کی نوبت نہ آئے، شوہر اور بچوں کے حقوق سے بے اعتنائی نہ ہو۔

ملازمت کرنے والی خواتین ایسے اداروں میں کام کریں جہاں خواتین ہی خدمت انجام دیتی ہوں؛ لیکن ادارے کے ذمہ دار مرد ہوں تو اس صورت میں ضروری ہوگا کہ ادارہ کا کوئی مرد تنہائی میں کسی خاتون کارکن سے بات نہ کرے، اگر ذمہ دار مردوں کے ساتھ تبادلہ خیال کی ضرورت ہو تو خواتین کے لیے ضروری ہے کہ وہ پردہ کے اہتمام کے ساتھ بیٹھیں، اپنی آواز میں لچک (نرمی) سے پرہیز کریں، اسی طرح خواتین کارکن ذمہ داروں کے ساتھ ہنسی مذاق اور بے تکلفی کا ماحول ہرگز نہ بنائیں (مستفاد: نئے مسائل اور اسلامک فقہ اکیڈمی کے فیصلے، ص:186)۔

چنانچہ مذکورہ بالا شرائط کی پابندی کے ساتھ خواتین کے لیے اس شعبہ میں کام کرنا جائز ہے۔ دلائل حسب ذیل ہیں:

"ولما وردماء مدين وجد عليه أمة من الناس يسقون ووجدمن دونهم امرأتين تذودان قال ما خطبكما قالتا لا نسقي حتيى صدر الرعا وأبونا شيخ كبير" (سورۃ القصص:23)۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کے لیے کام کے سلسلے میں گھر سے باہر جانا جائز ہے۔

" حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ المُفَضَّلِ، عَنْ خَالِدِ بْنِ ذَكْوَانَ، عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ، قَالَتْ: كُنَّا نَغْزُو مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، فَنَسْقِي القَوْمَ، وَنَخْدُمُهُمْ، وَنَرُدُّ الجَرْحَى وَالقَتْلَى إِلَى المَدِينَةِ " (بخاری شریف، كِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ، بَابُ رَدِّ النِّسَاءِ الجَرْحَى وَالقَتْلَى إِلَى المَدِينَةِ، رقم:2883)۔

اس میں دیکھئے کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں خواتین فوجی خدمات میں حصہ لیا کرتی تھیں، ظاہر سی بات ہے زخمیوں اور شہداء میں محرم وغیر محرم سبھی ہوا کرتے تھے۔

" حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي شَقِيقٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَتْ: كُنْتُ فِي الْمَسْجِدِ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: تَصَدَّقْنَ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ وَكَانَتْ زَيْنَبُ تُنْفِقُ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ وَأَيْتَامٍ فِي حَجْرِهَا قَالَ: فَقَالَتْ لِعَبْدِ اللَّهِ: سَلْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَيَجْزِي عَنِّي أَنْ أُنْفِقَ عَلَيْكَ وَعَلَى أَيْتَامٍ فِي حَجْرِي مِنْ الصَّدَقَةِ فَقَالَ: سَلِي أَنْتِ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَانْطَلَقْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَوَجَدْتُ امْرَأَةً مِنْ الْأَنْصَارِ عَلَى الْبَابِ حَاجَتُهَا مِثْلُ حَاجَتِي فَمَرَّ عَلَيْنَا بِلَالٌ فَقُلْنَا سَلْ النَّبِيَّ ﷺ أَيَجْزِي عَنِّي أَنْ أُنْفِقَ عَلَى زَوْجِي وَأَيْتَامٍ لِي فِي حَجْرِي وَقُلْنَا لَا تُخْبِرْ بِنَا

فَدَخَلَ فَسَأَلَهُ فَقَالَ مَنْ هُمَا قَالَ زَيْنَبُ قَالَ أَيُّ الزَّيَانِبِ قَالَ امْرَأَةُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ نَعَمْ لَهَا أَجْرَانِ أَجْرُ الْقَرَابَةِ وَأَجْرُ الصَّدَقَةِ" (بخاری شریف، کتاب الزکاۃ، باب الزکاۃ علی الزوج والایتام فی الحجر، رقم:1466)۔

خواتین کسب معاش کے سلسلے میں گھر سے باہر نکل سکتی ہیں؛ اس سلسلے میں فقہائے کرام کی عبارتیں حسب ذیل ہیں:

" **وفی مجموع النوازل: فان كانت قابلة أو غسالة أو كان لها حق على آخر او لآخر عليها حق تخرج بالاذن وبغير الاذن**"(فتح القدیر، اشرفیہ دیوبند، 4/368)۔

" **قال فی الفتح: والحاصل ان مدار حل خروجها بسبب قيام شغل المعيشه فيتقدر بقدره فمتى انقضت حاجتها لا يحل لها بعد ذلک صرف الزمان خارج بيتها**" (شامی، زکریا، کتاب الطلاق، باب العدۃ، 5/225)۔

" **فان وقعت لها نازلة أن سال الزوج من العالم واخبرها بذلک لا يسعها الخروج وأن امتنع من السؤال يسعها أن تخرج من غير رضاه**"(فتح القدیر، اشرفیہ دیوبند، 4/358)۔

بعض دفعہ عورت پر دوسرے کا نفقہ بھی واجب ہوجاتا ہے جیسا کہ حسب ذیل عبارت سے واضح ہوتا ہے:

" **إذا كان للفقير والد وابن ابن موسيرين، فالنفقة على الوالد، لأنه أقرب، وإذا كانت له بنت وابن ابن موسر، فالنفقة على البنت خاصة، وكذا إذا كان للفقير بنت ومولى عتاقة وهما موسيران فالنفقه على البنت، وكذلک معسره إذا كانت لها بنت واخت لأب وأم فالنفقة على ابنتها فان كان للصغير أم وجد فالنفقة على الأم قدر ميراثهما اثلاثاً بخلاف الأب فی ظاهر الرواية**"(المحیط البرہانی، ریاض السعودیۃ، 4/352)۔

"**قال فی الفتح: والحق أن على المفتى أن ينظر فی خصوص الوقائع، فأن علم فی واقعة عجز هذا مختلعه عن المعيشه أن لم تخرج أفتاها بالحل، وإن علم قدرتها افتاها بالحرمة**" (شامی، زکریا، کتاب الطلاق، باب العدۃ، 5/233)۔

معلوم ہوا کہ مسئلہ کا دارومدار احوال وعوارض پر ہے، بربنائے ضرورت شرائط کی رعایت کرتے ہوئے عورت ریلوے یا ایرٹکٹ کاٹنے کی ملازمت کرسکتی ہے۔

☆☆☆

خواتین کی ڈرائیونگ-شرعی احکام

مفتی محمد سیف اللہ عرشی قاسمی☆

۱-عورت کا ذاتی ضرورت کے لئے گاڑی چلانا:

ماقبل میں جواب کی بنیاد کے طور پر جو تفصیلات ذکر کی گئیں ہیں ان سے ثابت ہوتا ہے عہو دانبیا علیہم السلام میں اور بعدہ قرون اولی میں عورت کا دیگر امور کے لئے نکلنا ثابت ہے، اس دور میں جس طرح کی سواریاں تھیں خواتین نے استعمال کیں، دینی تقاضہ میں حصہ داری کی وجہ سے انہیں ''خیر نسا رکبن الإبل''(بخاری شریف ۸۰۸/۲) کے ذریعہ بیان کیا گیا، محدثین نے گھوڑ سواری کا عرف ذکر کیا ہے، اور قریش کی عورتوں میں اس کا ماحول بتایا گیا ہے، جبکہ موجودہ زمانہ چوپائیوں سے ہٹ کر مشینوں پر آ گیا ہے اب تو گاڑیوں کا کیا ذکر کمپنیاں اصناف واجناس کی بنیاد پر گاڑیاں تیار کر رہی ہیں، گاڑیوں کی بے شمار قسمیں مارکٹ میں آ گئی ہیں، دن بدن نئی نئی تکنیک وجود میں آ رہی ہیں، پٹرول، ڈیزل کے بعد گیس اور الیکٹرک گاڑیاں شاہراہوں پر سرپٹ دوڑ رہی ہیں۔

الحاصل عورت کے لئے بوقت ضرورت و بدرجہ ضرورت شرعی طور پر تمام امور کا لحاظ رکھتے ہو یدو پہیہ اور چار پہیہ دونوں ہی گاڑی چلانا درست ہیاور چار پہیہ میں تحفظ زیادہ ہے، بشرطیکہ مکمل شرعی پردہ ہو، زیب وزینت نہ ہو، خوشبو کا استعمال نہ ہو، بلاضرورت نہ ہو، شوہر یا ولی کی اجازت کے بعد نکلی ہو۔

ذاتی ضروریات کے لئے گاڑی چلانے کے عمل کے لئے شرعی طور پر حضرت اسماؓ کے واقعہ کو بھی پیش کیا جا سکتا ہے، حضرت زبیرؓ کے کھیتوں سے ایندھن لانے، گھوڑے کو چارہ کھلانے، میٹھا پانی لانے، ۳ فرسخ دور باغ سے کھجور کی گٹھلیاں لانے کا کام حضرت اسما خود انجام دیتی تھیں، انہیں حضور ﷺ نے دیکھا اور ان کاموں کے لئے نکلنے سے منع بھی نہیں فرمایا۔

''عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِی بَکْرٍؓ قَالَتْ تَزَوَّجَنِی الزُّبَیْرُ وَمَا لَهُ فِی الْأَرْضِ مِنْ مَالٍ وَلَا مَمْلُوکٍ وَلَا شَیْءٍ غَیْرَ نَاضِحٍ وَغَیْرَ فَرَسِهِ فَکُنْتُ أَعْلِفُ فَرَسَهُ وَأَسْتَقِی (وَأَسْقِی) الْمَاءَ وَأَخْرِزُ غَرْبَهُ وَأَعْجِنُ وَلَمْ أَکُنْ

☆ جامعۃ ہدایت الاسلام، اندور، مدھیہ پردیش۔

أُحْسِنُ أَخْبِزُ وَكَانَ يَخْبِزُ جَارَاتٌ لِي مِنَ الْأَنْصَارِ وَكُنَّ نِسْوَةَ صِدْقٍ وَكُنْتُ أَنْقُلُ النَّوَى مِنْ أَرْضِ الزُّبَيْرِ الَّتِي أَقْطَعَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺعَلَى رَأْسِي وَهِيَ مِنِّي عَلَى ثُلُثَيْ فَرْسَخٍ فَجِئْتُ يَوْمًا وَالنَّوَى عَلَى رَأْسِي فَلَقِيتُ رَسُولَ اللهِ ﷺوَمَعَهُ نَفَرٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَدَعَانِي ثُمَّ قَالَ إِخْ إِخْ لِيَحْمِلَنِي خَلْفَهُ فَاسْتَحْيَيْتُ أَنْ أَسِيرَ مَعَ الرِّجَالِ وَذَكَرْتُ الزُّبَيْرَ وَغَيْرَتَهُ وَكَانَ أَغْيَرَ النَّاسِ فَعَرَفَ رَسُولُ اللهِ ﷺأَنِّي قَدِ اسْتَحْيَيْتُ فَمَضَى فَجِئْتُ الزُّبَيْرَ فَقُلْتُ: لَقِيَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺوَعَلَى رَأْسِي النَّوَى وَمَعَهُ نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَأَنَاخَ لِأَرْكَبَ فَاسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ وَعَرَفْتُ غَيْرَتَكَ فَقَالَ وَاللهِ لَحَمْلُكِ النَّوَى كَانَ أَشَدَّ عَلَيَّ (عَلَيْكِ) مِنْ رُكُوبِكِ مَعَهُ قَالَتْ حَتَّى أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ بَعْدَ ذَلِكَ بِخَادِمٍ تَكْفِينِي (يَكْفِينِي) سِيَاسَةَ الْفَرَسِ فَكَأَنَّمَا أَعْتَقَنِي" (بخاری شریف 5224، مسلم شریف 5821)۔

اس کی تشریح کرتے ہوئے صاحب فتح المنعم لکھتے ہیں:

"(فكنت أعلف فرسه، وأكفيه مؤنته، وأسوسه) يقال: ساس الدواب، يسوسها، إذا راضها وأدبها، والمراد من كفاية مؤنة الفرس أنها كانت تقوم بحش الحشائش له، وجمع النوى المتساقط على الأرض من آكلى التمر والبلح، وتحمله فوق رأسها من الأرض المزروعة إلى البيت، وتدق النوى، وتقدمه علفاً للفرس والناضح، وتحمل الماء من البئر من خارج الدار" (فتح المنعم شرح صحیح مسلم شاملہ ۵۲۴/۸)۔

آگے ثلاثۃ فرسخ کی تشریح کرتے ہوئے مزید تحریر فرماتے ہیں:

"وهى منى على ثلثى فرسخ" أى تبعد عن مكان سكنى بثلثى فرسخ والفرسخ ثلاثة أميال، فهى على مسافة ميلين من مسكنها، أى نحو ثلاثة كيلو مترات، ونصف الكيلو متر" (فتح المنعم شرح صحیح مسلم ۵۲۵/۸)۔

خروج من البیت میں شرعی امور کا لحاظ ضروری ہے، مذکورہ حدیث کی تشریح میں صاحب تکملہ فتح الملہم فرماتے ہیں:

"ويحتملان تكون اسماءؓ اتخرج مراعية لأحكام الحجاب الخ" (تکملہ فتح الملہم ۲۸۶/۴)۔

علامہ شامیؒ نے عورت کے لئے دینی یا دنیوی ضرورت کی خاطر سواری کے استعمال کی اجازت دی ہے (فتاوی شامی ۴۲۳/۶، البحر الرائق ۲۱۵/۸ شاملہ)۔

"والشريعة طافحة بلزوم النساء بيوتهن والانكفاف عن الخروج منها، إلا بضرورة" (تفسیر قرطبی ۱۱۶/۷)۔

"**لیس النساء نصیب فی الخروج، إلا مضطرة**" (طبرانی ۸/ ۲۶۳)۔

ان عبارات کا حاصل یہ ہے کہ عورت کو بوقت ضرورت تمام شرعی امور کا لحاظ کرتے ہوئے ٹو ویلر اور فور ویلر چلانے کی اجازت ہے۔

کمرشیل گاڑی چلانے کا حکم:

ماقبل میں جو تفصیل ذکر کی گئی وہ ذاتی غیر ملازتی ضرورت کے لئے ہے، فقہاء نے عورت کو بعض حالات میں ملازمت کے لئے نکلنے کی اجازت دی ہے اور اس پر فقہ اکیڈمی کا ۱۸ واں سیمینار بھی ہو چکا ہے اس لئے ان تفصیلات سے احتراز کیا جارہا ہے، ان صورتوں کو مختصر اور جامع انداز میں مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب نے بیان فرمایا ہے، صرف اسے نقل کیا جارہا ہے:

''یہ انسانی ضرورت کا تقاضا بھی ہے؛ کیوں کہ بعض اوقات عورت کے لئے کسب معاش مجبوری بن جاتی ہے، ایک ایسی مطلقہ یا بیوہ عورت، جس کو لڑکا نہ ہو یا ہو اور کسب معاش کے لائق نہ ہو، ایک ایسی عورت جس کا شوہر معذور ہو گیا ہو اور وہ کمانے سے قاصر ہو، ایک ایسی عورت جس کا شوہر بے روزگار ہو اور باوجود کوشش کے روزگار نہیں ملتا ہو اور ایک ایسی عورت جس کے بچے زیادہ ہوں، شوہر کی آمدنی کم ہو اور شوہر چاہتا ہو کہ بیوی اس کی مدد کرے، اس کے لئے یقیناً کسب معاش ایک ضرورت کا درجہ رکھتی ہے، وہ نہ صرف اس کے پیٹ کی آگ بجھاتی ہے، اس کے بال بچوں کے پرورش کا ذریعہ بنتی ہے؛ بلکہ اس کے لئے عفت وعصمت کی حفاظت کا بھی سامان ہے'' (خواتین کی ملازمت ۱۵)۔

کمرشیل گاڑیوں اور ڈرائیونگ کی ملازت کے سلسلے میں عرض یہ ہے کہ عورت کی جسمانی ساخت بھاری اور بوجھل کاموں کی متحمل نہیں ہے اور بڑی گاڑیاں خصوصا عام سواری کی بسیں اور ٹرانسپورٹ کے لئے لاری وغیرہ کے چلانے کی اجازت نہیں ہے؛ کیونکہ اس میں کءخرابیاں پاءجارہی ہیں، اختلاط مع الرجال اور اختلاط بھی ازدحام والا پایا جانے کی وجہ سے فتنہ میں مبتلا ہونے کا قوی اندیشہ ہے اس لئے یہ درست نہیں ہے۔

ان گاڑیوں کی ملازت میں چند جواز کی شکلیں ہوسکتی ہیں انہیں ذیل میں نقل کیا جارہا ہے۔

ٹیکسی: ان دنوں شہر میں شہر و بیرون شہر کے کاموں کے لئے اس کا استعمال بڑھتا جارہا ہے، جن حالات میں عورتوں کو ملازمت کی اجازت ہے ان صورتوں میں کوءایسی شکل جس میں صرف عورتوں کو لیکر جانا ہو اور مسافت شرعی کے اندر ہو تو ٹیکسی ڈرائیونگ کی ایسی ملازمت جائز ہے، مسافت شرعی پر محرم کے ساتھ جائز ہے۔

بس: موجودہ حالات میں شہر اور معیاری ٹریولس میں بسوں کے اندر تحفظ بڑھ گیا ہے کیمرا، گارڈ، علی حدہ اور محفوظ

سیٹ لیکن اختلاط مع الرجال جو شرعا اہم محظور ہے باقی ہے اس لئے بسوں کی ڈرائیونگ درست نہیں ہے، البتہ دہلی وغیرہ جیسے بڑے شہروں میں خواتین کی عصمت وعفت کی حفاظت کے عنوان سے الگ بسیں چلاء جارہی ہیں، شہر اندور میں ان بسوں کا رنگ بھی نسوانی نفسیات کے پیش نظر گلابی رکھا گیا ہے ایسی بسوں میں مسافت شرعی کے اندر پردہ کی رعایت کے ساتھ ڈرائیونگ کی ملازمت جائز ہے اور محرم ساتھ ہو تو بیرون شہر کے لئے بھی جائز ہے۔

ٹرک، لاری: ڈرک، لاری وغیرہ زیادہ بڑی گاڑیاں ہوتی ہیں اس کے عدم جواز کا حکم کیا ذکر کیا گیا اس کی ملازمت کی جائز شکل یہ ہوسکتی کہ مالک اور کمپنی یا حکومت کی طرف سے اس میں کوئی مرد کو شامل نہ کیا جائے اور جملہ امور کے لیے خواتین ہی بحال کی جائیں اور خاتون کو کوئی اور ملازمت نہ مل رہی ہو تو بدرجہ مجبوری اس کی گنجائش ہونی چاہیے، اور ان میں محرم کا ساتھ ہونا ضروری ہے؛ کیوں کہ مردوں کا سامنا یقینی ہے۔

خواتین کے لئے ڈرائیونگ کی ملازمت کے جواز کے دلائل:

احادیث میں غزوات وسرایا کے بیان میں بعض جگہوں پر یہ اشارے ملتے ہیں کہ صحابیات جنگ میں شریک مجاہدین کی خدمت کے لیے جایا کرتی تھیں، مجاہدین کی خدمت بظاہر اپنے اہل وعیال کی خدمت ہے، جو دینی واخلاقی نقطہ نظر سے قابل تحسین ہے اور ضروریات کے لیے خروج کی دلیل کی طرف مشیر ہے۔

حضرت ربیع بن معوذؓ کہتی ہیں: ''**كنا نغزو مع النبى، فنسقى القوم ونخدمهم ونرد القتلى والجرحى المدينة**'' (بخاری شریف حدیث نمبر: ۲۸۸۳)۔

صاحب محیط برہانی نے مہاجر خواتین کا گھوڑے پر سوار ہونا اور گھروں سے دور جانے کا ذکر کیا ہے اور اسی طرح حضرت خالد بن ولید سیف اللہؓ کی لڑکیوں کا مجاہدین کی طبی مدد کے لیے نکلنے کا ذکر فرمایا ہے:

''**فقد صح أن نساء المهاجرين كن يركبن الأفراس، ويخرجن للجهاد، فكان رسول الله عليه السلام يراهن و (لا) ينهاهن، وكذلك بنات خالد بن الوليد كن يركبن، ويخرجن للجهاد يسقين المجاهدين فى الصفوف ويداوين الجرحى**'' (المحیط البرہانی ۵/ ۳۸۵ شاملہ)۔

علامہ ظفر احمد عثمانی تھانویؒ کے بقول عورت کے مسافت شرعی کے اندر کسی کام کے لئے نکلنے میں (گاڑی چلانے میں) کچھ بھی حرج نہیں ہونا چاہیے، بلا محرم اندرون خانہ اور بیرون خانہ دونوں یکساں ہے، حضرت کا یہ جملہ ''**فكما يجوز لها أن تكون فى بيتها بلا محرم كذلك يجوز لها أن تكونفى اقل من مدة السفر بلا محرم**'' بہت واضح ہے اور مسئولہ صورت میں جواز پر دال ہے مکمل عبارت اس طرح ہے:

"واحتج أبو حنيفة بان مادون السفر الشرعی فی حکم البیت فی جمیع الأحکام کعدم جواز القصر و عدم جواز اخذ الزکلة للغنی الذی له مال فی الوطن لا فی السفرفکما یجوز لها أن تکون فی بیتها بلا محرم کذلک یجوز لها أن تکون فی أقل من مدة السفر بلا محرم"(اعلاالسنن ۵۸۳/۱۷)۔

صاحب بحرالرائق علامہ ابن نجیم مصریؒ نے ان الفاظ میں اجازت کو بیان فرمایا ہے:

"ولا ترکب امرأة مسلمة علی السرج لقوله – علیه الصلاة والسلام – »لعن الله الفروج علی السروج « هذا إذا رکبت متلهیة أو متزینة لتعرض نفسها علی الرجال، فإن رکبت لحاجة کالجهاد والحج فلا بأس به"(البحرالرائق ۲۱۵/۸)۔

"الخلوة بالأجنبیة حرام"(شامی ۳۶۸/۶)۔

اس وقت کے مشہور ومعتبر افتاء کے اداروں نے بھی شرطوں کے ساتھ عورتوں کے گاڑی چلانے کو جائز قرار دیا ہے۔دارالافتاءدارالعلوم دیوبند کا فتوی ان الفاظ میں دیا ہے:

عورتوں کے لئے اصل حکم شرعی ہے کہ وہ گھر میں رہے اور اندرونِ خانہ کی ذمہ داریوں کو پورا کرے،عورت کا بلاضرورت گھر سے باہر نکلنا پسندیدہ نہیں،عورتوں کے گاڑی چلانے میں مردوں کی مشابہت کے ساتھ ساتھ دیگر مفاسد بھی پائے جاتے ہیں؛اس لئے عورتوں کو شوقیہ بلاضرورت گاڑی چلانے سے احتراز کرنا ضروریہے ؛ تاہم اگر واقعی کوئی دینی یا دنیوی ضرورت پیش آجائے مثلا: شوہر یا بچہ بیمار ہوجائے اور گھر میں کوئی مرد نہ ہو جو مریض کو ہسپتال لے کر جائے وغیرہ تو ایسی مجبوری میں عورت خود گاڑی چلاکر ہسپتال وغیرہ لے جاسکتی ہے، خیرالقرونمیں بعض عورتوں کا گھوڑ سواری کرنا وہ شرعی ضرورت کی وجہ سے تھا،پس اگراب بھی ایسی کوئی واقعی ضرورت ہوتو گاڑی چلانے کی گنجائش ہوگی۔

"لاترکب مسلمة علی سرج للحدیث هذا لو للتهلی ولولحاجة غزو أو حج أومقصد دینی أو دنیوی لابد لها منه، فلا باس به"(درمختارمع ردالمحتار:9:606:طزکریا)۔واللہ تعالیٰ اعلم۔دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند۔ فتوی نمبر:606284۔

دارالافتاء بنوری ٹاؤن نے بھی متعدد فتاوی اس بارے میں جاری کئے ہیں؛ان کا خلاصہ یہ ہے کہ شدید ضرورت کی بناپر، برقع پہن کر گاڑی چلانے کی اجازت ہے،فتوی میں سے متعلقہ مضمون پیش خدمت ہے:

فقہائے کرام نے شرعی وطبعی ضرورتوں کے لیے (جب کہ ضرورت ایسی ہو کہ بغیر باہر نکلے مصیبت ٹلنے یا کام پورا ہونے کی کوئی سبیل نہ ہو) عورت کو گھر سے باہر نکلنے کیا جازت دی ہے،لیکن وہ بھی اس شرط کے ساتھ مقید ہے کہ عورت مکمل پردہ وبرقع کی حالت میں ہو،اور برقع بھی ایسا ہو جو پورے بدن کو چھپاتا ہو، دیدہ زیب ونقش ونگاروالا، زرق برق،نظروں کو

خیرہ کر دینے والا نہ ہو، نیز جس طرح مردوں کو حکم ہے کہ وہ عورتوں اور غیر محرم پر نظر نہ ڈالیں، اسی طرح عورتوں کو بھی حکم ہے کہ وہ غیر محرم مردوں پر نظر نہ ڈالیں۔ الخ

''مرقاۃ المفاتیح ''میں ہے: ''**وعنه عن النبی ﷺ قال:المرأة عورة فإذا خرجت استشرفها الشيطان،رواه الترمذی. (عنه) أی عن ابن مسعود (عن النبی ﷺقال: المرأة عورة، فإذا خرجت أی من خدرها (استشرفها الشيطان) أی زينها فی نظر الرجال وقيل: أی نظر إليها ليغويها ويغوی بها، والأصل فی الاستشراف رفع البصر للنظر إلی الشیء وبسط الكف فوق الحاجب والعورة السوأة وكل ما يستحی منه إذا ظهر، وقيل: إنها ذات عورة، والمعنی أن المرأة غيرها بها فيوقعها أو أحدهما فی الفتنة أو يريد بالشيطان شيطان الإنس من أهل الفسق أی إذا رأوها بارزة استشرفوها بما بثه الشيطان فی نفوسهم من الشر ومحتمل أنه رآها الشيطان فصارت من الخبيثات بعد أن كانت من الطيبات**''(رواہ الترمذی کتاب النکاح، باب النظر 5/2054)۔

کنز العمال میں ہے:''**وعن ابن عمرؓ قال: قال رسول الله ﷺ:ليس للنساء نصيب فی الخروج إلا مضطرة**'' (2، /200)۔فقط واللہ أعلم، دار الافتاء بنوری ٹاؤن، فتوی نمبر: 144508102329، تاریخ اجراء:06-03-2024

دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی نے بھی تفصیلی فتاوی جاری کئے، صرف ایک فتوی کا متعلقہ حصہ نقل کیا جارہا ہے:

☆ایسی کسی دینی ضرورت یا دنیوی حاجت کے لیے نکلنا ہو، جس کے بغیر چارہ کار نہیں، اور اس میں ڈرائیونگ بھی ضروری ہو، تو پردہ کا اہتمام کرتے ہوئے خاتون گاڑی چلاسکتی ہے، البتہ اگر شرعی مسافت کا سفر ہو تو اس کے لیے محرم کا ہمراہ ہونا لازمی ہے (دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی: فتوی نمبر ۹۲/۱۷۳)۔

غرض کہ عورت کا ذاتی یا ملازمتی ضرورت کے لئے شرعی ضابطوں کو ملحوظ رکھتے ہوے ڈرائیونگ کرنا جائز ہے، جہاں اختلاط مع الرجال یقینی ہے وہاں ناجائز ہے۔

۲-محرم کے ساتھ مسافت شرعی میں گاڑی چلانے کا حکم:

ماقبل میں ذکر کیا گیا کہ نفقہ مرد پر واجب ہے، عورت پر شریعت نے عام حالات میں نفقہ کا بوجھ نہیں رکھا ہے، عورت کی صلاحیت کے مطابق خاندانی و خانگی نظام کا استحکام اس کے ذمہ کیا ہے، خواتین کی صنفی نزاکت اور عفت و عصمت کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ وہ بہت زیادہ سفر اور پر مشقت کاموں سے احتراز کرے، بطور پیشہ خواہ محرم ساتھ ہو طویل مسافت کے لیے ڈرائیونگ نہ کرے۔

اگر مرد معاشی طور پر بالکل کمزور ہو اور مصارف خانہ کے لیے کچھ موجود نہ ہو اور معاشی طور پر اس قدر حالات سے دوچار ہوں کہ اس کے مسائل بیرون خانہ ذمہ داریوں کے متقاضی ہوں تو ایسی صورت میں شرعی امور کی رعایت کرتے ہوئے کسی محرم کو ساتھ رکھ کر مقام سے دور مسافت شرعی کے بقدر یا اس سے زیادہ کے لیے ڈرائیونگ کا پیشہ اختیار کرنا جائز ہے۔

اس شرط کے ساتھ کہ جہاں بھی اختلاط مع الرجال کا خطرہ ہو وہاں محرم مرد ان امور کو انجام دے، جیسے مردوں سے بات چیت کرنا، کرایہ وغیرہ وصول کرنا، سواریوں کے مقامات کے آنے کی اطلاع وغیرہ تمام امور محرم مرد انجام دے، یہ تمام امور اسی وقت درست ہیں جبکہ کسی قسم کے فتنے کا اندیشہ نہ ہو، بچوں کی نگہداشت اور پرورش متاثر نہ ہو اور گھریلو ذمہ داریاں مکمل ادا ہو رہی ہوں۔

دلائل وعبارات فقہاء جواب کے تمام گوشوں سے متعلق ایک ساتھ نقل کی جارہی ہیں:

" **وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ**"(الأحزاب:۳۳)۔

"**للرجال نصيب مما اكتسبوا وللنساء نصيب مما اكتسبن**"(سورۂ نسا:۳۲)۔

"**اذن الله ان تخرجن لحوائجكن**"(صحیح بخاری ۴۸۳۶)۔

"**عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُسَافِرَ سَفَرًا فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فَصَاعِدًا، إِلَّا وَمَعَهَا أَبُوهَا أَوْ أَخُوهَا أَوْ زَوْجُهَا أَوِ ابْنُهَا أَوْ ذُو محرم مِنْهَا**"(سنن ابی داود ۲/ ۱۴۰ حدیث نمبر:۱۷۲۶، وأخرجہ مسلم ۱۳۴۰، والترمذی ۱۲۰۳)۔

واضح رہے کہ مسافت شرعی میں محرم کے بغیر ڈرائیونگ قطعا درست نہیں ہے، احادیث میں مسافت کی تشریح بعض میں ایک دن، بعض میں الگ الگ دنوں کا ذکر ہے، ملا علی قاریؒ نے تمام کی وضاحت کرتے ہوئے تفصیلا اسے رقم فرمایا ہے (مرقاۃ المفاتیح کتاب المناسک ۵/ ۱۷۴۴)۔

فتاوی قاضی خان میں ہے:"**ولا تسافر المرأة بغير محرم ثلاثة أيام و ما فوقها و اختلفت الروايات فيما دون ذلک قال أبو يوسف رحمه الله تعالى: أكره لها أن تسافر يوما، وهكذا روى عن أبي حنيفةؒ .قال الفقيه أبو جعفر: اتفقت الروايات على الثلاث فاما دون الثلاث قال أبو حنيفةؒ هو أهون من ذلک و لا يكون عليها فى ذلک ما يكون عليها فى الثلاث**" (فتاوی قاضی خان ۱/ ۱۷۰)۔

۳- بغیر محرم کے پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیونگ:

خواتین کا اصل مسکن ان کا گھر ہے، مسکن سے بوقت ضرورت بدرجہ مجبوری تمام شرعی اصول مدنظر رکھتے ہوئے جائز ہے بصورت دیگر جائز نہیں، شرعی امور میں ایک اہم امر محرم کا ساتھ ہونا ہے دوسرا امر اختلاط مع الرجال سے احتراز کرنا ہے اور پبلک ٹرانسپورٹ میں یہ دونوں محذور لازم آرہے ہیں اس لیے یہ جائز نہیں ہے۔

جہاں تک رہی بات عورتوں کے قافلے میں بغیر محرم کے شمولیت یہ امام شافعیؒ کے نزدیک جائز ہے، لیکن جمہور احناف کا مسلک عدم جواز سفر کا ہے، صاحب بنایہ نے تفصیل سے اس کی وضاحت کی ہے اور بلا ضرورت شدیدہ عدول عن المذہب درست نہیں ہے، مفتیان کرام حج جیسی فرض عبادت کو بغیر محرم کے جائز قرار نہیں دیتے تو اس محتملہ صورت کے لیے کیسے جائز قرار دیا جاسکتا ہے۔

نبی ﷺ نے سفر شرعی کو ایمان باللہ والیوم الاخر سے موکد کر کے اس حکم کو جاری فرمایا ہے، مسلم شریف میں ہے: "**عن عبد الله بن عمرؓ، عن النبی ﷺ، قال: لایحل لامرأة تؤمن بالله والیوم الآخر، تسافر مسیرة ثلاث لیال، إلا ومعها ذو محرم**" (مسلم شریف کتاب الحج۔ ۲/ ۹۷۵ رقم ۱۳۳۸)۔

صحیح بخاری میں ایک واقعہ اس سلسلے میں نقل ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے عورت سے تنہائی میں نہ ملنے اور بغیر محرم کے سفر نہ کرنے کی تاکید فرمائی، حاضرین میں سے کسی نے کہا جہاد کے سفر کا ارادہ رکھتا ہوں اور میری بیوی حج کرنے جارہی ہے تو نبی علیہ السلام نے مقابلے میں جہاد جیسی عظیم عبادت ہونے کے باوجود جس میں مردوں کی شدید ضرورت ہے اس مرد کو بطور محرم کے بیوی کے ساتھ سفر حج کا حکم صادر فرمایا؛ غور کرنے کا مقام ہے عورت کو حج جیسی عبادت کے محرم کے بغیر ادا کرنے کے لیے خیر القرون میں منع کیا جارہا ہے تو اس پرفتن اور موجودہ دور میں شبہات اور فتنوں کے مقام پر اور خصوصا پبلک ٹرانسپورٹ میں جہاں ڈرائیوروں اور معاونوں کا ٹولہ اوباش، نشہ خور، اخلاقی دیوالیہ کا شکار ہوتا ہے ڈرائیونگ کی اجازت کیسے دی جاسکتی ہے؟

صحیح بخاری کی روایت اس طرح ہے: "**عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: لاَ يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ، وَلاَ تُسَافِرَنَّ امْرَأَةٌ، إِلاَّ وَمَعَهَا محرم فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ اكْتُتِبْتُ فِي غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا وَخَرَجَتِ امْرَأَتِي حَاجَّةً، قَالَ: اذْهَبْ فَحُجَّ مَعَ امْرَأَتِكَ**" (صحیح بخاری، کتاب الجہاد والسیر ۳۰۰۶)۔

صاحب بنایہ نے مسلک احناف کی وضاحت، مسلک شافعی کا جواب اور مسئلہ کی وضاحت اور حدیث کے متعدد طرق اور الفاظ کی تطبیق جملہ امور کو جامعیت سے بیان فرمایا ہے۔

البنایہ شرح الہدایہ کی تفصیلی عبارت کے چند اجزا اس طرح ہیں:

"وقال الشافعی – رَحِمَهُ اللَّهُ –: یجوز لها الحج إذا خرجت فی رفقة، ومعها نساء ثقات لحصول الأمن بالمرافقة .ولنا قوله – عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ –: »لا تحجن امرأة، إلا ومعها محرم « و لأنها بدون المحرم یخاف علیها الفتنة، وتزداد بانضمام غیرها إلیها ولهذا تحرم الخلوة بالأجنبیة، وإن کان معها غیرها .....وفی لفظ لمسلم: " ثلاثاً "، وفی لفظ له: " فوق ثلاث "، وفی لفظ له: " ثلاثة أیام فصاعداً "

"وقال المنذری: لیس فی هذه الروایات تباین، ولا اختلاف، فإنه یحتمل أن یکون النبی – ﷺ – قالها فی مواطن مختلفة بحسب الأسئلة، .....وکأنه أشار أن مثل هذا فی کل الزمن لا یحل لها السفر فیه مع غیر محرم، فکیف بما زاد؟ وقد أورد الأترازی بحدیث أبی هریرة المذکور سؤالاً وهو: أنه یدل علی أن خروجها إلی السفر بغیر محرم لا یجوز" (البنایہ شرح الہدایہ ۴/۱۵۰ تبیین الحقائق ۲/۵)۔

''العنایہ فی شرح الہدایہ''میں اس طرح ہے:**"وَلِأَنَّهَا بِدُونِ الْمحرم يُخَافُ عَلَيْهَا الْفِتْنَةُ وَتَزْدَادُ بِانْضِمَامِ غَيْرِهَا إِلَيْهَا، وَلِهَذَا تَحْرُمُ الْخَلْوَةُ بِالْأَجْنَبِيَّةِ وَإِنْ كَانَ مَعَهَا غَيْرُهَا، بِخِلَافِ مَا إِذَا كَانَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ مَكَّةَ أَقَلُّ مِنْ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، لِأَنَّهُ يُبَاحُ لَهَا الْخُرُوجُ إِلَى مَا دُونَ السَّفَرِ بِغَيْرِ محرم"**(العنایہ فی شرح الہدایہ ۳/۳۹۰، فتح القدیر ۵/۳۸)۔

اس مسئلہ میں متبادل جائز شکل یہ ہوسکتی ہے کہ آج کل بڑے شہروں میں پبلک ٹرامسپورٹ میں خواتین کے لئے مخصوص گاڑیاں مسافت شرعی کے اندر چلاءجارہی ہیں ایسی گاڑیوں اور بسوں کا چلانا درست ہوگا۔

۴-عورت کا پائلٹ بننے کا حکم:

حضور ﷺ نے صراحت اور وضاحت کے ساتھ عورت کو اجنبی کے ساتھ خلوت سے منع کیا ہے اور مرد وعورت کی خلوت میں تیسرا شیطان ہے یہ بھی فرمایا ہے اور مسافت شرعی کے بقدر بغیر محرم کے سفر سے منع کیا فرمایا، حج وعمرہ جیسی عظیم عبادت میں اس کی اجازت نہیں دی گئی ہے اس لیے صورت مسئولہ میں شرعی طور پر دونوں خرابیاں لازم آرہی ہیں، ایک یہ کہ جہاز کے پائلٹ کیبن میں عورت کا ساتھ مرد ہو تو خلوت واختلاط شرعا ممنوع ہے، دوسرے یہ کہ جہاز کی پرواز مسافت شرعی سے کم میں ممکن ہی نہیں ہے اور یہ بغیر محرم کے ہے اس لیے مسلمان لڑکیوں اور عورتوں کے لیے یہ ملازمت درست نہیں ہے چاہے خلوت کا مکمل اطلاق اس صورت پر نہ ہو اور چاہے جہاز میں سخت قسم کی سیکورٹی ہوتی ہو تب بھی درست نہیں ہے کیوں کہ

پائلٹ اور عملہ جہاز کا جو متعینہ لباس ہوتا ہے وہ خود نیم برہنہ ہے اور فتنہ کا سبب ہے، مزید یہ کہ خواتین اور مرد صرف جہاز کے پائلٹ کیبن تک محدود نہیں رہتے بلکہ جس مقام کے لیے روانہ ہوتے ہیں انہیں اگلی پرواز تک کھانا پینا حتی کہ ہوٹل اور روم بھی ایک ساتھ شیئر کرنا پڑتا ہے جو کہ مجموعہ فسادات ہے، ان مذکورہ محذورات کی وجہ سے مسلم لڑکی کا پائلٹ بننا جائز نہیں ہے۔

اس صورت میں صرف ایک شکل جائز ہوسکتی ہے کہ کیبن میں دونوں خاتون ہوں پردہ کے ساتھ اس کی اجازت ہو اور مسافرین میں کوئی محرم موجود ہو۔

"عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْهُ فَقَالَتْ: مَا حَقُّ الزَّوْجِ عَلَى امْرَأَتِهِ، فَقَالَ: لاَ تَمْنَعُهُ نَفْسَهَا ...وَلاَ تَصُومُ يَوْمًا تَطَوُّعًا، إِلاَّ بِإِذْنِهِ فَإِنْ فَعَلَتْ أَثِمَتْ وَلَمْ تُؤْجَرْ وَلاَ تَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهِ إِلاَّ بِإِذْنِهِ فَإِنْ فَعَلَتْ لَعَنَتْهَا الْمَلاَئِكَةُ مَلاَئِكَةُ الْغَضَبِ وَمَلاَئِكَةُ الرَّحْمَةِ حَتَّى تَتُوبَ أَوْ تُرَاجِعَ "(السنن الکبری ۴/۷۷ رقم ۱۴۷۱۳)۔

ملا علی قاریؒ نے استشراف شیطان والی روایت اور اس کی تشریح کرتے ہوے کہ خاتون کس طرح فتنہ کا سبب بنتی ہے ذکر فرمایا ہے۔

"مرقاۃ المفاتیح "میں ہے: ''وعنه عن النبی ﷺ قال:المرأة عورة فإذا خرجت استشرفها الشيطان رواه الترمذی.(عنه) أی عن ابن مسعود (عن النبی ﷺقال: المرأة عورة، فإذاخرجت) أی من خدرها (استشرفهاالشيطان) أی زين هافی نظرالرجال وقيل: أی نظرإليها ليغويها ويغويبها والأصلفی الاستشرافرفع البصرللنظرإلی الشیء وبسط الكفف وقال حاجبو العورةالسوأة وكلما يستحی منه إذاظهر،وقيل أنهاذات عورة والمعنی أن المرأةغيرهابهافی وقعهاأوأحدهمافی الفتنة أويريدبالشيطان شيطان الإنس من أهل الفسق أيإذارأوهابارزةاستشرفوها بما بثه الشيطان فی نفوسهم من الشر ومحتمل أنه رآها الشيطان فصارت من الخبيثات بعد أن كانت من الطيبات"(رواہ الترمذی)(مرقاۃ المفاتیح کتاب النکاح ۵/۲۰۵۴)۔

"عن عبد الله بن عمر، عن النبی ﷺ، قال:لايحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر، تسافر مسيرة ثلاث ليال، إلا ومعها ذو محرم" (صحیح مسلم کتاب الحج ۲/۹۷۵ رقم ۱۳۳۸)۔

"إن النساء مامورات بلزوم البيت منهيات عن الخروج "(احکام القرآن)۔

۵-عورت کا ٹرین ڈرائیور بننا:

عورت کا ٹرین ڈرائیور بننے کا حکم وہی ہے جو پائلٹ بننے کا ہے اور گذشتہ سوال میں تفصیلا ذکر کیا گیا کہ خلوت رجل، مسافت شرعی میں بغیر محرم کے سفر یہ دو شرعی موانع کی وجہ یہ ملازمت درست نہیں ہے۔ جائز متبادل شکل حسب سابق ایک یہ ہوسکتی ہے ڈرائیور کیبن میں دونوں خاتون ہو اور محرم سفر میں ساتھ ہو (دلائل حسب سابق)۔

۶-عورت کا ٹی ٹی بننا کیسا ہے:

ریلوے میں ملازمت کے بہت سے شعبے ہیں، اکثر شعبے مردوں کے ہی لائق ہیں، لیکن حکومت مساوات کے جنون میں ہر صنف کو ملازمت دے رہی ہے اس میں ایک شعبہ مسافروں کے ٹکٹ چیک کرنے کا ہے، پبلک ٹرانسپورٹ میں سب سے محفوظ و آرام دہ، کفایتی کرایہ ٹرین کا ہوتا ہے اور اس طرح کی اور بھی سہولیات کی وجہ سے سب سے زیادہ ازدہام ٹرین میں ہوتا ہے حتی کہ صرف اعلی دو درجوں کو چھوڑ کر بے انتہا بھیڑ ہوتی ہے اس میں عورتوں کا مردوں سے اختلاط کا خطرہ نہیں، بلکہ ملامست کا ظن غالب ہے اور بھی خطرات ہیں اس لئے یہ ملازمت بھی مسلم خاتون کے لئے درست نہیں ہے، اور خاتون ٹی ٹی کا محافظ و مسلح گارڈ خود اس کے حق میں اجنبی ہے بریں بنا مسلم خاتون کے لیے یہ ملازمت جائز نہیں ہے۔

اس میں ایک صورت مستثنی ہوسکتی ہے بڑے شہروں میں لوکل ٹرینیں چلتی ہیں اس میں خواتین کا ڈبہ علیحدہ ہوتا ہے اور وہ شہر یا فناء شہر تک عموما محدود رہتی ہے اگر اس میں ملازمت ہو تو شرعی حدود کے ساتھ جائز ہوسکتی ہے۔

۷- ریلوے اسٹیشن یا ایئرپورٹ پر ٹکٹ جاری کرنے کے لیے آفس اور سسٹم لگایا جاتا ہے اور اس شعبے میں بھی مردوں کے ساتھ عورتوں کو ملازمت دی جاتی ہے اگر یہ مسافت شرعی کے اندر ہو تو بلا محرم شرعی اصول و آداب کا لحاظ رکھتے ہوئے جائز ہے اس شرط کے ساتھ کہ مردوں کے ساتھ اختلاط نہ ہو، زیب و زینت اور نرم لہجے میں گفتگو نہ ہو، ان دونوں جگہ اس کام میں وسیع و محفوظ جگہ ہونے کی بنا پر اختلاط نہیں ہوتا ہے اور ٹکٹ جاری کرنے کے لیے روم بنتا ہے اور لینے و دینے والے دونوں کے درمیان صرف ایک کھڑکی ہوتی ہے اور وہ فتنے سے حفاظت کے لیے ایک مضبوط حصار ہے، اس لیے یہ ملازمت جائز ہے، البتہ ٹکٹ روم میں مرد ہو تو اس سے پردہ کا مکمل خیال رکھا جائے اور اگر یہ ملازمت مسافت شرعی پر ہو تو محرم کے ساتھ سفر کر کے اس مقام پر مستقل قیام کی صورت میں بھی جائز ہوسکتی ہے۔

"للرجال نصيب مما اكتسبوا وللنساء نصيب مما اكتسبن" (نسا:۳۲)۔

"أذن الله ان تخرجن لحوائجكن" (صحیح بخاری ۴۸۳۶)۔

فتاویٰ شامی میں ہے: "وحيث أبحنا لها الخروج فبشرط عدم الزينة في الكل، وتغيير الهيئة إلى

ما لا يكون داعية إلى نظر الرجال واستمالتهم" (کتاب النکاح ۳/۱۴۶ شاملہ ۶/۴۲۳)۔

"**ويحتملان تكون اسماءؓ اتخرج مراعية لأحكام الحجاب الخ**" (تکملہ فتح الملہم ۴/۲۸۶)۔

"**واحتج أبو حنيفة بان مادون السفر الشرعى فى حكم البيت فى جميع الأحكام كعدم جواز القصر و عدم جواز أخذ الزكاة للغنى الذى له مال فى الوطن لا فى السفر فكما يجوز لها أن تكون فى بيتها بلا محرم كذلک يجوز لها أن تكون فى اقل من مدة السفر بلا محرم** "(اعلاء السنن ۱۷/۵۸۳)۔

☆☆☆

خواتین کا بڑی گاڑیاں ڈرائیو کرنا

مولانا ابومعاویہ محمد معین الدین ندوی قاسمی☆

اسلام میں عورت کا مقام:

اسلام میں خواتین کا جو مقام ومرتبہ ہے وہ کسی اور مذہب میں نہیں ہے، اسلام سے قبل اور عصر حاضر میں بھی دیگر ادیان و مذاہب میں عورت کی کوئی حیثیت نہیں ہے، مفتی عتیق الرحمٰن صاحب (استاذ الحدیث جامعہ بنوریہ سائٹ کراچی) لکھتے ہیں: ''اسلام نے عورت کو جو مرتبہ اور مقام عطا فرمایا ہے، کسی دوسرے مذہب یا نظام میں اس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا! جدید تہذیب وتمدن کا دعوی ہے کہ وہ حقوق نسواں کا سب سے بڑا محافظ اور علمبردار ہے، اس نے عورت کو مرد کے روایتی استحصال سے نجات دلائی ہے اور آزادی نسواں کی راہ ہموار کی ہے مگر بنظر انصاف دیکھنے والا یہ کہنے پر مجبور ہے کہ سائنٹفک دور کے مرد نے عورت کا استحصال بھی سائنٹفک انداز میں کیا ہے! اپنی بے لگام شہوت کی تسکین کے لئے عورت کو گھر کی محفوظ چاردیواری سے حقوق اور آزادی کے نام پر باہر نکالا اور اس کے فطری فرائض اور طبعی ذمہ داریوں میں کمی کرنے یا کسی قسم کا تعاون کرنے کی بجائے اس پر مسائل کا بوجھ لاد دیا، اسے عزت، شرافت اور عفت وحیاء کے ساتھ والدین، اولاد، بھائی بہن اور شوہر کی خدمت سے باغی بنا کر اجنبی مردوں کی خدمت پر مامور کر دیا (عورت کی اسلامی زندگی:۲۱)۔

جب کہ اسلام نے انہیں دنیا کی حسین ترین سرمایہ قرار دیا ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''**الدنیا کلها متاع وخیر متاع الدنیاالمرأة الصالحة**'' (صحیح مسلم:۱۴۶۷) (دنیا پورے طور پر سرمایہ زندگی ہے اور دنیا کا سب سے اچھا سرمایہ نیک عورت ہے)۔

اسلام میں مرد وزن میں کوئی تفریق نہیں:

مرد وزن میں عمل کے اعتبار سے کوئی تفریق نہیں ہے جو بھی نیک عمل کرے گا جنت کا حق دار ہوگا، ارشاد ربانی ہے:

''**ومن عمل صالحامن ذکر أوانثی وهو مؤمن فاولئک یدخلون الجنةیرزقون فیهابغیر**

☆ خادم التدریس جامعہ نعمانیہ، قاضی پیٹ، وی کوٹہ، ضلع چتور (آندھرا پردیش)۔

حساب" (غافر:۴۰)۔

(اورجس نے نیک کام کیا ہوگا، چاہے وہ مرد ہو یا عورت جب کہ وہ مومن ہوتو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے وہاں انہیں بے حساب رزق دیا جائے گا)۔

مرد! عورتوں کا نگراں ومحافظ:

جسمانی اعتبار سے مرد وزن میں فرق ہے مرد قوی وطاقت ور اور عورت نرم ونازک ہوتی ہے اور اس کی نازکی ہی اصل نسوانیت ہے، اس کا اعتراف سارا عالم کرتا ہے، اسی وجہ سے مرد کو عورت کا محافظ ونگراں بنایا گیا ہے، ارشاد باری تعالی ہے:

"**الرجال قوامون على النساء بما فضل الله بعضهم على بعض، وبماانفقوامن أموالهم**" (النساء:۱۸۸)۔

(مرد عورتوں پر نگراں ہیں؛ اس لئے کہ اللہ ہی نے بعض کو بعض پر فضیلت عطا فرمائی ہے، اور اس لئے کہ مرد اپنے مال خرچ کرتے ہیں)۔

اس آیت کی تفسیر میں مولانا خالد سیف اللہ صاحب لکھتے ہیں: اس آیت میں قانون معاشرت کا ایک بنیادی اصول بتایا گیا ہے کہ خاندانی نظام کی اساس اس امر پر ہوگی کہ مرد صدر خاندان ہوگا، اسی حیثیت سے اس کی ذمہ داریاں بھی ہوں گی اور اس کے اختیارات بھی ہوں گے، بہ ظاہر اس میں مرد کا اعزاز ہے؛ لیکن درحقیقت یہ مرد کی ذمہ داریوں کا تذکرہ ہے، خاندان کی حفاظت، اس کی نگہداشت، اس کی تعلیم وتربیت اور اس کی ضروریات کی کفالت، گویا ساری ذمہ داریاں مرد کے سر ہوں گی، پھر مرد کو صدر خاندان بنانے کی قرآن نے دو وجہ بیان کی ہے۔

ایک وجہ طبعی ہے، کہ مرد کو اللہ تعالی نے جسمانی قوی، دل ودماغ کی برتر صلاحیت اور قوت فیصلہ کے اعتبار سے عورتوں پر فضیلت دی گئی ہے، اور صدر خاندان وہی ہوسکتا ہے جو قوت جسمانی کے اعتبار سے خاندان کے تمام لوگوں کی حفاظت وصیانت پر قادر ہو اور اپنی قوت فیصلہ کے اعتبار سے اہم امور میں صحیح رائے قائم کرسکتا ہو، یہ صرف قرآن ہی کی تعلیم نہیں ہے؛ بلکہ پہلی آسمانی کتابوں میں بھی مرد کی اس حیثیت کو تسلیم کیا گیا ہے، خود بائبل نے مرد کو عورت پر حاکم قرار دیا ہے، اور بیویوں کو خدا کی طرح شوہروں کی تابع دار رہنے کی تلقین کی ہے، دوسری وجہ مالی ہے کہ تمام مالی ذمہ داریاں مرد کو ادا کرنی پڑتی ہے، موجودہ مغربی تصور مساوات کہ کوئی صدر خاندان نہ ہو، اور مرد وعورت دونوں برابر ہوں خاندانی نظام کو برباد کردینے والی فکر ہے، اور سماج کے لئے سخت نقصان دہ ہے، مغرب کا موجودہ معاشرہ اس کی کھلی ہوئی مثال ہے (آسان تفسیر قرآن مجید)۔

مرد پر خواتین کا نفقہ:

اسلام میں عورت کو وہ مقام حاصل ہے کہ ان کو ولادت سے وفات تک ان کے نان ونفقہ کی ذمہ داری مردوں پر رکھا گیا ہے، جب تک کہ بچی کی شادی نہ ہوجائے اس وقت تک ان کے نان ونفقہ اور جائز خواہشات کی تکمیل کی ذمہ داری والد محترم پر لازم وضروری ہے، بلوغ کے بعد لڑکوں کی طرح انہیں کسب مال کا حکم نہیں دیا جائے گا کہ تم بالغہ ہوگئی ہو اب اپنے خرچ یا گھر کی ذمہ داری تم پر بھی ہے، لڑکیوں کو ایسا ہرگز نہیں کہا جائے گا؛ بلکہ ان کا جائز خرچ والد محترم پر ہے ''فتاوی عالمگیری'' میں ہے:

"ونفقة الاناث واجبةمطلقا على الأباء مالم يتزوجن اذالم يكن لهن مال، كذا فى "الخلاصة"

(الفتاوی الہندیۃ: ج/۱،ص:۶۰۹، زکریا، دیوبند)۔

لڑکیوں کی شادی کے بعد اب ان کا نان ونفقہ شوہر کے ذمہ لازم ہوگا کہ شوہر بیوی کے لئے نان ونفقہ اور رہائش کا انتظام کرے، ''فتاوی عالمگیری'' میں ہے:

"تجب على الرجل نفقة امرأته ا لمسلمة والذميةوا لفقيرةوا لغنيةدخل بها أولم يدخل، كبيرة كانت المرأة أوصغيرة، يجامع مثلها، كذا فى فتاوى قاضى خان،سواء كانت حرة اومكاتبة، كذافى الجوهرةالنيرة" (الفتاوی الہندیۃ: ج/۱،ص:۵۹۵، زکریا، دیوبند)۔

گویا کہ اسلام نے خواتین کو کسب مال کی ذمہ داری سے آزاد کر کے جب تک کہ وہ والدین کے گھر ہوں گی تو ''شہزادی'' بن کر رہیں گی اور جب شوہر کے گھر آئے گی تو'' ملکہ'' بن کر رہیں گی۔

عورتیں گھر کا چراغ ہیں نہ کے محفل کا شمع:

قرآن مجید میں خواتین کو کہا گیا ہے کہ ان کو گھر میں ہی رہنا چاہئے فرمان باری تعالی ہے:

"وقرن فى بيوتكن ولا تبرجن تبرج الجاهليةواقمن الصلاةوآتين الزكاةواطعن الله ورسوله"

(الاحزاب: ۳۳)۔

(اور اپنے گھروں میں رہا کرو، جیسے گزشتہ جاہلیت میں عورتیں زیب وزینت کا اظہار کیا کرتی تھیں، اس طرح زینت ظاہر نہ کیا کرو، نماز کی پابندی کرتی رہو، زکوۃ دیتی رہو اور اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرتی رہو)۔

اس آیت کی تفسیر میں مفتی محمد تقی عثمانی صاحب لکھتے ہیں: اس آیت نے واضح فرمادیا ہے کہ عورت کا اصل مقام اس کا گھر ہے، اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس کے لئے گھر سے نکلنا جائز نہیں، کیونکہ آنحضرت ﷺ کی احادیث نے واضح

فرمادیا ہے کہ حاجت کے وقت عورت پردے کے ساتھ باہر جاسکتی ہے،لیکن اس فقرے نے یہ عظیم اصول بیان فرمایا ہے کہ عورت کا اصل فریضہ گھر اور خاندان کی تعمیر ہے اور ایسی سرگرمیاں جو اس مقصد میں خلل انداز ہوں، اس کے اصل مقصد زندگی کے خلاف ہیں، اور ان سے معاشرے کا توازن بگڑ جاتا ہے (آسان ترجمہ قرآن)۔

مذکورہ بالا تفسیر سے معلوم ہوا کہ ہے خواتین کو اپنے گھروں میں ہی رہنا بہتر ہے البتہ حاجت وضرورت کے وقت پردے میں رہ کر باہر بھی جاسکتی ہیں؛ البتہ تنہا بے محرم مسافت سفر کے بقدر سفر نہیں کرسکتی ہیں اسی وجہ سے بے محرم امام اعظم کے نزدیک حج کے سفر بھی نہیں کرسکتی ہیں (فتاوی عثمانی: ۲/۲۰۱)۔

موجودہ دور میں مغرب سے آزادی نسواں کی آواز اٹھی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس کی بازگشت پوری دنیا میں عام ہوگئی اور خواتین گھر سے باہر آنے لگی، کل تک جو گھر کے چراغ اور گھر کے ملکہ تھیں آج شمع محفل بن چکی ہیں، دیگر مذاہب کی خواتین کے شانہ بشانہ آج مسلمان خواتین بھی نظر آنے لگی ہیں، اس کے جواز کے لئے حیلے اور بہانے اپنایا جارہا ہے جیسے موجودہ دور مہنگائی کا ہے، مرد کی کمائی سے ضرورتیں پوری نہیں ہورہی ہیں، اس لئے مسلمان خواتین کو بھی کارخانوں اور دیگر مقامات پر نوکری کرنی چاہئے، نیز پرائیوٹ سیکٹر اور حکومت بھی اس سلسلے میں ان کو مرد کی بنسبت زیادہ بحال کررہے ہیں اس لئے اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے وغیرہ وغیرہ، اس سلسلے میں چند سوالات کے جوابات کتاب وسنت کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں:

۱-شہر میں خواتین کی ڈرائیو کرنا دو پہیوں، کار، بس، لاری کا حکم:

خواتین کو بغیر کسی ضرورت کے گھر سے باہر نہیں نکلنا چاہیے، حدیث میں ہے کہ ''عورت پردہ کی چیز ہے جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اسے گھورتا ہے''۔

''**ان المرأة عورة، فاذاخرجت استشرفهاالشيطن**'' (سنن الترمذی:۱۱۵۶)۔

اس حدیث کی شرح میں مفتی سعید احمد پالنپوری قدس سرہ لکھتے ہیں:

''اس حدیث کا سبق یہ ہے کہ عورت کو بے ضرورت گھر سے نہیں نکلنا چاہئے، مجبوری میں نکل سکتی ہے، بلاضرورت گھر سے نکل کر شیطان کو تاکنے جھانکنے کا موقع کیوں دے! اور شیطان سے مراد شیاطین الانس والجن دونوں ہیں، بلکہ اصل گھورنے والے تو شیاطین الانس ہیں، شیاطین الجن تو گھر میں بھی گھور سکتے ہیں (تحفۃ الالمعی: ج/۳،ص/۶۱۳)۔

عورتوں کے لئے بہتر یہ ہے کہ کسی بھی گاڑی کی ڈرائیو نہیں کرنی چاہئے، مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی (صدر مفتی: مدرسہ شاہی مرادآباد) تو خواتین کی ڈرائیو کو ناجائز لکھا ہے، موصوف ایک استفتا کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں: جب کوئی

عورت اورنوجوان لڑکی کسی قسم کی گاڑی چلاتی ہے،تو حیرت کی وجہ سے یااس کی اداپسند آنے کی وجہ سے مردوں کی نگاہیں اس کی طرف زیادہ مائل ہوتی ہیں؛اس لئے عورتوں کے لئے گاڑی چلانا جائز نہ ہوگا؛ کیونکہ اس سے آیت کریمہ:''**وقرن فی بیوتکن ولاتبرجن تبرج الجاهلية الاولى** '' کی مخالفت لازم آتی ہے(فتاوی قاسمیہ:ج/۲۳،ص/۵۷۷)۔

البتہ ضرورت شدیدہ کے وقت پردہ کے اہتمام کے ساتھ بعض مفتیان کے نزدیک جائز ہے،جیسا کہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ،علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن،کراچی، پاکستان کا ایک آن لائن فتوی ہے:

خلاصہ یہ ہے کہ عورتوں کے لئے شدید ضرورت کی بنا پر اور کوئی شرعی محذور نہ پائے جانے کی صورت میں پردہ کے پورے اہتمام کے ساتھ یعنی برقع پہن کر چہرہ چھپا کر تو گاڑی چلانے کی اجازت ہے،لیکن بلاضرورت یا بے پردگی کے ساتھ نہ تو باہر نکلنا جائز ہوگا اور نہ ہی گاڑی چلانا جائز ہوگا(فتوی نمبر:۱۴۴۰۰۳۲۰۰۱۲۰)۔

جہاں تک کہ بس یا سامان بردار ٹرک ولاری چلانے کی بات ہے تو یہ خواتین کے لئے ضرورت کی چیز نہیں ہے، کیونکہ اس کے نفقہ وسکنی کے ذمہ دار والد اور شوہر ہیں،اس لئے انہیں ایسی گاڑی ڈرائیو کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور ایسا کرنا ان کے لئے ناجائز ہے۔

''**لاتركب مسلمة على سرج للحديث، هذا لو للتهلى ولولحاجةغزو أوحج أومقصددينى أودنيوى لابدلهامنه فلابأس به**''(شامی:۹/۶۰۶،زکریادیوبند)۔

۲-مقدارمسافت سفرمیں خواتین کامحرم کے ساتھ ڈرائیو کاحکم

خواتین محرم کے ساتھ سفر کرسکتی ہیں،اب اگر خواتین ڈرائیو جانتی ہوں اور محرم نہیں جانتا ہو اور ضرورت شدیدہ بھی ہو تو ایسی صورت میں'' جامعہ بنوری، پاکستان'' کے فتوی کی روشنی میں خواتین ڈرائیو کرسکتی ہیں؛لیکن اگر شوق کے طور پر چلانا چاہے تو یہ ناجائز ہے،دارالعلوم دیوبند کا ایک آن لائن فتوی حسب ذیل سوال مع جواب ملاحظہ فرمائیں:

سوال:عورت کا کار چلانا پورے پردے کے ساتھ کیسا ہے جب کہ محرم بھی ساتھ میں ہو۔

جواب:بائیک یا کار چلانے میں مردوں کے ساتھ ایک گونہ مشابہت ہے اور حدیث میں ایسی عورتوں پر لعنت آئی ہے جو مردوں کے مشابہت اختیار کریں، بخاری شریف میں ہے۔

''**لعن الله المتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال**''(رواہ البخاری،مشکاۃ المصابیح:ص/۳۸)اس لئے بلاضرورت عورتوں کے لئے گاڑی چلانا درست نہیں ہے اگر چہ محرم ساتھ میں ہو۔

''**لا تركب مسلمةعلى سرج للحد يث،هذا لو للتلهى ولو لحاجةغزوأوحج أومقصددينى**

أو دنیوی لابدلها منه فلابأس به''(الدرمع الرد:۸/۶۰۶باب الاستبراء،زکریا)۔

(دارالافتاءدارالعلوم دیوبند:فتوی نمبر:۵۷۴۵۹،تاریخ اجراء:۲۷/جنوری،۲۰۱۵ء)۔

۳-خواتین ڈرائیور کیلئے پبلک ٹرانسپورٹ قافلہ کے زمرے میں:

خواتین کوبغیراشدضرورت ڈرائیوکی اجازت نہیں ہے،اوران کے لئے پبلک ٹرانسپورٹ اشدضرورت میں سے بھی نہیں ہے اس لئے انہیں پبلک ٹرانسپورٹ کے لئے ڈرائیونہیں کرنی چاہئے،اور پبلک قافلہ کے زمرے میں نہیں آئے گا کیونکہ جوفقہاءخواتین کوقافلہ میں بغیرمحرم کے سفرکرنے کی اجازت دیتے ہیں توان کا بھی کہنا یہ ہے کہ'' قابل اعتماد عورتوں کا قافلہ ہو''،امام نوویؒ نے لکھا ہے:

''ماوردی فرماتے ہیں:ہمارے اصحاب میں سے بعض نے یہ رائے دی ہے کہ عورت بغیرمحرم کے معتبرعورتوں کی جماعت کے ساتھ نکل سکتی ہے،جیسا کہ فرض حج میں اس کی اجازت ہے''(المجموع:ج/۸،ص/۳۴۳)۔

پبلک گاڑیوں میں ہرطرح کے لوگ ہوتے ہیں قابل اعتباربھی اورنا قابل اعتباربھی بلکہ اکثرنا قابل اورنااعتبارہی ہوتے ہیں اس لئے'' پبلک ٹرانسپورٹ'' قافلہ کے زمرے میں نہیں آئے گا،اور فقہ کا قاعدہ ہے:''**اذااجتمع الحلال والحرام او المحرم والمبیح غلب الحرام والمحرم**''۔

جب حلال وحرام یامحرم ومبیح کا اجتماع ہوتوحرام اورمحرم غالب ہوگا(الاصول والقواعدللفقہ الاسلامی:ص/۱۱۱،جامعہ اشاعت العلوم،اکل کوا)۔

۴-مسلمان خواتین کا پائلٹ بننا:

مسلمان خواتین کا پائیلٹ بننادرست نہیں ہے'' آن لائن عثمانی دارالافتاء'' کافتوی ملاحظہ فرمائیں:

سوال:کیا لڑکی پائلٹ بن کر جب کرسکتی ہے؟خیال رہے کہ وہ لڑکی دوران(پرواز)ڈیوٹی مسلسل سفر میں رہے گی۔

جواب:مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا:کسی عورت کے لئے جواللہ تبارک وتعالی پراورآخرت کے دن پرایمان رکھتی ہوحلال نہیں کہ وہ تین راتوں کی مسافت سفرکرے مگر یہ کہ اس کے ساتھ محرم ہو۔

چنانچہ بغیرمحرم کے بالغ عورت کے لئے تین دن(جس کی مسافت شرعی میل کے اعتبار سے ۴۸/میل ہے،اور موجودہ زمانہ میں کلومیٹر کے حساب سے ۸۷/کلومیٹر ۷۸۲/میٹر ۴۰/سینٹی میٹر ہوتی ہے)یااس سے زیادہ مسافت کا سفرکرنا جائزنہیں ہے۔خواہ سفرکسی دینی غرض سے کیا جائے یاسیروتفریح کے لئے،شریعت مطہرہ نے اسے حرام قراردیا ہے۔

لہذا کسی عورت کا پائلٹ بننا جائز نہیں ہوگا، کیونکہ پائلٹ بننا کوئی ایسی ضرورت نہیں ہے کہ جس کے لئے بغیر محرم کے سفر شرعی کی اجازت دی جائے۔محرم نہ ہونے کی صورت میں مالدار عورت سے حج جیسا مقدس سفر ساقط کر دیا گیا ہے تو پھر پائلٹ بن کر شرعی مسافت کا سفر کرنے کی اجازت کیونکر دی جائیگی؟

روزی روٹی کا مسئلہ ہو تو دیگر جائز طریقے اختیار کئے جاسکتے ہیں۔تاہم اگر کوئی محرم رشتہ دار باپ، بھائی، شوہر وغیرہ ساتھ ہو تو گنجائش ہوگی، بشرطیکہ پردہ کا مکمل انتظام ہو، لیکن اس کے امکانات کم ہیں۔

"**عن أبی هريرةؓقال: قال رسول ا لله ﷺ:لايحل لامرأةأن تسا فرثلاثا، إلاومعها ذومحرم منها**" (صحیح مسلم: بیت الافکار، رقم:۱۳۳۹)۔

"**والمحرم فی حق المرأةشرط شابةكانت أوعجوزا، إذا كانت بينها وبين مكةمسيرةثلاثةأيام**"

(تاتارخانیۃ، ۲/ ۴۳۴، زکریا/بحوالہ، کتاب النوازل)۔

محمد عامر عثمانی ملی، ۲۹/شوال، ۱۴۳۹/ھ، تاریخ اجراء: بدھ، ۱۹/فروری، ۲۰۲۰ء۔

۵-خواتین کا ٹرین ڈرائیور بننا:

خواتین کے لئے ٹرین کا ڈرائیور بننا درست نہیں ہے، کیونکہ ڈرائیور کی صورت میں مرد سے اختلاط اور آپس میں بات چیت کا بھی امکان ہے، اور اجنبی مردوں سے بلاضرورت گفتگو کرنا بھی درست نہیں ہے، اسی طرح مسافت سفر پر بھی جانا ہوسکتا ہے اور محرم کے بغیر سفر کرنا ناجائز ہے، نیز یہ ان کے لئے ضرورت کی چیز میں سے بھی نہیں ہے، کیونکہ ان کے نفقہ وسکنی ان کے والدین یا شوہر کے ذمہ ہے، اس لئے انہیں ٹرین ڈرائیو کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

شامی میں ہے:"**ولا يكلم الأجنبية الا عجوزاعطست ا وسلمت فيشمتها لايردالسلام عليها، وإلاانتهى۔ قال ابن عابدين: (قول:هوإلاا)اى، وإلا تكن عجوز إبل شابةلايشمتها،ولايردالسلام بلسانه**" (ج:۹ص/۵۳۰)۔

"**وقرن فی بيوتكن ولاتبرجن تبرج الجاهلية**" (الاحزاب:۳۳)۔

۶-ٹرین میں خواتین کا ٹی ٹی بننا:

خواتین کا ٹرین میں ٹکٹ چیک کرنے کے لئے ٹی ٹی بننا از روئے شرع درست نہیں ہے، کیونکہ اس میں مردوں کا اختلاط ہوتا ہے اسی طرح غیر محرموں سے بار بار گفتگو کرنے پڑتی ہے، نیز مسافت سفر پر بھی جانا ہوسکتا ہے اور یہ ناجائز ہے۔

"وروی عن أبی حنیفةؒ وأبی یوسفؒ کراھةخروجھاوحدھامسیرة واحدة، وینبغی أن یکون الفتوی علیه" (شامی: ۳/ ۴۶۵، زکریا، دیوبند)۔

۷-خواتین کا ریلوے ٹکٹ کاٹنا اور ائرپورٹ پر ٹکٹ جاری کرنا:

خواتین کے لئے یہ دونوں کام کرنا بھی مناسب نہیں ہے، کیونکہ دونوں کام میں خواتین کو غیر محرموں سے بات کرنے کی ضرورت پڑسکتی ہے، اسی طرح خواتین کی نگاہ غیر محرم مردوں پر پڑے گی، اور شریعت میں جس طرح مردوں کو عورت کا دیکھنا ناجائز ہے، ٹھیک اسی طرح عورتوں کو بھی غیر محرم مردوں کا دیکھنا ناجائز ہے۔ قرآن کریم میں ہے:

" قل للمؤمنین یغضوامن أبصارھم ویحفظوافروجھم " (سورۂ نور: ۳۰)۔

"وقل للمؤمنات یغضضن من أبصارھن ویحفظن فروجھن" (سورۂ نور: ۳۱)۔

☆☆☆

خواتین کی ڈرائیونگ سے متعلق بعض مسائل

مولانا محمد سلیم الدین قاسمی☆

اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو صنف نازک بنایا ہے، اس لئے ان کو مشقت والے امور کا مکلّف نہیں بنایا ہے، جیسے زندگی گزارنے کے لئے کھانا، کپڑا مکان وغیرہ کے انتظام کرنے کی ذمہ داری مردوں پر رکھی ہے عورتوں پر نہیں رکھی ہے، چنانچہ لڑکی جب نابالغ ہوتی ہے تو اس کا نفقہ اس کے والد کے ذمہ ہوتا ہے، اور جب بالغ ہوکر شادی کرلیتی ہے تو اس کا نفقہ اس کے شوہر کے ذمہ ہے، اور جب ضعیف ہوجاتی ہے اور شوہر نہیں ہے تو اس کا نفقہ عام طور پر بالغ بیٹے پر ہے، پھر جب بھاری کام کاج کا عورتیں مکلّف نہیں ہوتی ہیں تو انہیں اپنے گھر سے باہر نکلنے کی زیادہ ضرورت بھی نہیں ہے، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات کو اور ان کے واسطے سے تمام مسلمان عورتوں کو فرمایا ہے:

"**وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الأولىٰ،أقمن الصلوة واٰتين الزكوة وأطعن الله ورسوله**" (سورۂ احزاب: ۳۳) (اور تم اپنے گھروں میں قرار کے ساتھ رہو اور قدیم زمانہ جاہلیت کی دستور کے موافق مت پھرو اور نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو)۔

حدیث شریف میں عورت کو چھپانے کی چیز سے تعبیر کیا ہے کہ اس کو گھر میں ہی رہنا چاہیے وہ جب گھر سے باہر نکلتی ہے تو شیطان ہر دم اس کی تاک میں رہتا ہے، حدیث شریف یہ ہے:

"**عن أبی الأحوص عن عبد الله عن النبی ﷺ:المرئة عورة، فإذا خرجت استشرفها الشيطان**" (سنن الترمذی ۱/۲۲۱) (حضرت ابوالاحوص حضرت عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: عورت چھپانے کی چیز ہے اس لیے جب وہ گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اس کی تاک میں رہتا ہے)۔

اس کے باوجود اللہ کے رسول ﷺ نے عورتوں کو اپنی حاجت وضرورت کے تحت باہر نکلنے کی اجازت دی ہے، حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: "**قد أذن لكن أن تخرجن لحاجتكن**" (صحیح البخاری حدیث: ۵۲۳۷) (تم عورتوں کو اس بات کی اجازت دی گئی ہے کہ تم اپنی حاجت کے لیے گھر سے باہر نکل سکتی ہو)۔

☆ شیخ الحدیث: جامعہ فاطمۃ الزہراء ململ، مفتی دارالافتاء: مدرسہ چشمہ فیض ململ، مدھوبنی، بہار۔

اسی طرح گھریلو کام کاج کے لیے بھی عورتیں اپنے گھر سے باہر نکل سکتی ہیں، چنانچہ مطلقہ عورت اپنی ضرورت کے تحت گھر سے باہر نکل سکتی ہے اس کی اجازت اس حدیث میں ہے:

"عن جابرؓ قال:طلقت خالتی ثلاثا فأرادت أن تجد نخلها فزجرها رجل ان تخرج،فأتت النبی ﷺ فقال:بلیٰ فجدی نخلک، فإنه عسی أن تصدقی أو تفعلی معروفا "(رواہ مسلم مشکوۃ/۳۳۳۱)

(حضرت جابرؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میری خالہ کو تین طلاقیں دے دی گئی تھیں تو انہوں نے کھجور توڑنے کے لیے گھر سے جانے کا ارادہ کیا ایک صحابی نے انہیں گھر سے باہر نکلنے سے منع کر دیا میری خالہ اللہ کے نبی ﷺ کے پاس آئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں تم کھجور توڑنے جاسکتی ہو، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ تم اس سے صدقہ کروگی یا کسی خیر کے کام کو انجام دوگی)۔

اس تمہید کے بعد اصل سوالات کے جواب حسب ذیل ہیں:

۱- جب بقدر ضرورت عورت کو اپنے گھر سے نکلنے کی اجازت ہے تو بقدر ضرورت وہ اپنے شہر میں ایک جگہ سے دوسری جگہ پیدل بھی جاسکتی ہے اور خود گاڑی چلا کر بھی جاسکتی ہے، کیونکہ آج کل اسکوٹر ہو یا کار کی سواری ہو صحابہ کرامؓ کے زمانے میں گھوڑے اور اونٹ جیسی سواری کے مشابہ ہے، اور اللہ کے رسول ﷺ کے زمانہ میں عورتوں کا اونٹ کی سواری کرنا اور اکیلے اونٹ پر سواری کرنا بھی ثابت ہے، حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے:

"قال رسول اللہ ﷺ:خیر نساء رکبن الإبل صالح نساء قریش أحناه علی ولده فی صغره وارعاه علی زوج فی ذات یده" (متفق علیہ-مشکوۃ ۳۱۱۵)(اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: اونٹوں پر سوار ہونے والی عورتوں میں بہترین عورتیں قریش کی ہیں جو چھوٹے بچوں پر بہت شفیق ہوتی ہیں اور اپنے شوہر کے مال میں جوان کے قبضے میں ہوتا ہے بہت زیادہ حفاظت کرنے والے ہوتی ہیں)۔

اسی طرح تنہا عورت کے لیے سواری کرنے کو ایک جگہ مقام مدح میں بیان کیا ہے، ایک لمبی حدیث حضرت عدی بن حاتم سے مروی ہے اس میں ہے:

"فقال (رسول اللہ ﷺ)یا عدی هل رأیت الحیرة قلت لم أرها وقد انبئت عنها،قال:فإن طالت بک حیاة لترین الظعینة ترتحل من الحیرة حتی تطوف بالکعبة ولا تخاف أحدا الا الله ...قال عدی فرأیت الظعینة ترتحل من الحیرة حتی تطوف بالکعبة، ولا تخاف، إلا الله" (صحیح مسلم/۱۰۱۶ صحیح بخاری /۳۵۹۵)(اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اے عدی کیا تم نے "حیرہ" دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا نہیں، لیکن مجھے اس کے

بارے میں خبر ملی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تمہاری زندگی لمبی ہوگی تو تم دیکھو گے کہ ایک (ھودج سوار) اونٹ کی سواری کرنے والی شریف عورت حیرہ سے سفر کریگی یہاں تک کہ مکۃ المکرّمہ آکر خانہ کعبہ کا طواف کرے گی اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرے گی، حضرت عدیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ھودج سوار اونٹ کی سوار عورت کو دیکھ لیا ہے، وہ مقام حیرہ سے آتی تھی اور کعبہ کے طواف کرتی تھی اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتی تھی)۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب عورتیں خیر القرون میں اونٹ کی سواری کرسکتی تھیں تو اس سے محفوظ گاڑی، کار، ٹیکسی یا اسکوٹر وغیرہ چلانے کی بھی ان کو شرعا اجازت ہوگی۔

البتہ بھاری گاڑیاں جیسے بس ٹرک وغیرہ کا چلانا اگرچہ عام اصول کے مطابق مباح ہوگا مگر اس میں دوسرے خطرات کی وجہ سے عورتوں کو ایسی گاڑی چلانے کی اجازت نہیں ہوگی؛ کیونکہ وہ صنفی طور پر کمزور ہیں اور بڑی گاڑی کے چلانے میں بسا اوقات زیادہ طاقت کی ضرورت ہوتی ہے، اس وقت عورت صنف نازک ہونے کی وجہ سے خود بھی خطرہ میں پڑے گی اور دوسرے مسافروں کے لیے اور راہ گیروں کے لیے خطرہ کا ذریعہ بنے گی اس لیے ایسی ہلاکت والی چیزوں سے انہیں اجتناب کا حکم ہوگا، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"**ولا تلقوا بأيديكم إلى التهلكة**" (البقرۃ/۱۹۵) (اپنے آپ کو تم ہلاکت میں نہ ڈالو)۔

اسی وجہ سے اللہ تعالی نے عورتوں پر جہاد فرض نہیں کیا، رسول ﷺ کی حدیث ہے:

" **عن عائشة ام المؤمنينؓ انها قالت: يا رسول الله! نرى الجهاد أفضل العمل، افلانجاهد،قال لا،لكن أفضل الجهاد حج مبرور**" (صحیح بخاری/۱۴۶۰) (حضرت عائشہ ام المومنینؓ سے مروی ہے انہوں نے کہا یا رسول اللہ میرے خیال میں جہاد سب سے افضل عمل ہے، تو کیا ہم عورتیں بھی جہاد میں نہ جایا کریں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا نہیں تم عورتوں کے لیے حج مبرور سب سے افضل جہاد ہے)۔

اس جگہ یہ بات پیش نظر رہے کہ جب عورتوں کو کار ٹیکسی وغیرہ گاڑی چلانے کی شرعا اجازت ہے تو پردے کا پورا اہتمام کرتے ہوئے اس کی اجازت ہوگی اسی طرح غیر محرم مردوں سے بلا ضرورت میل جول بات چیت اور اختلاط سے اجتناب کرے گی کیونکہ جب نماز جیسی عبادت ادا کرنے کے لیے پردے وغیرہ کا اہتمام کرنے کے بعد ہی گھر سے نکلنے کی اجازت ہے تو مذکورہ گاڑیاں چلانے میں ان باتوں کا خیال رکھنا زیادہ ضروری ہوگا۔ اللہ کے رسول ﷺ کی حدیث ہے:

"**إن عائشةؓ أخبرته قالت: كن نساء المؤمنات يشهدن مع رسول الله ﷺ صلوة الفجر متلفعات بمروطهن، ثم ينقلبن إلى بيوتهن حين يقضين الصلوة لا يعرفهن أحد من الغلس**" (صحیح بخاری

/۵۷۸)(حضرت عائشہؓ خبر دیتی ہیں وہ فرماتی ہیں کہ مؤمن عورتیں اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ فجر کی نماز میں حاضر ہوتی تھیں وہ اپنی چادروں میں لپٹ کر آتی تھیں پھر نماز کے بعد جب وہ اپنے گھر واپس جاتی تو انہیں تاریکی کی وجہ سے کوئی نہیں پہچان سکتا تھا)۔

نیز اس جگہ یہ بھی ضروری ہے کہ عورتیں ان گاڑیوں کو ضرورت کے تحت بقدر ضرورت ہی چلائیں اور مردوں کی مشابہت سے اجتناب کریں؛ کیونکہ عورتوں کو ہر اس کام سے اجتناب کرنے کی ضرورت ہے جس میں مردوں کی مشابہت لازم آتی ہے مفتی محمد شفیعؒ لکھتے ہیں:

"فلا يجوز لهن الخروج من بيوتهن، إلا عند الضرورة بقدر الضرورة مع اهتمام التستر والاحتجاب كل الاهتمام،وما سوى ذلک فمحظور ممنوع"(احکام القرآن مفتی شفیع عثمانی ۳/ ۳۱۹)(تو عورتوں کے لیے گھر سے نکلنا جائز نہیں مگر ضرورت کے وقت بقدر ضرورت پردے اور حجاب کا مکمل اہتمام کے ساتھ نکلیں گی اور اس کے بغیر تو بالکل ممنوع ہے)۔

بہر حال موجودہ دور میں عورتیں ضرورت کے وقت بقدر ضرورت اسکوٹر، کار، ٹیکسی اور اس طرح کی ہلکی گاڑیاں چلا سکتی ہیں اور ایسے بھاری گاڑیوں کے چلانے سے اجتناب کریں گی جن میں بسا اوقات زیادہ طاقت کی ضرورت ہوتی ہے۔

۲- مسافت شرعی یعنی اڑتالیس میل سے زیادہ کی مسافت والے سفر میں بھی عورتیں مذکورہ گاڑیاں چلا سکتی ہیں بشرطیکہ اس کے ساتھ اس کا شوہر محرم رشتہ دار موجود ہو، چنانچہ اس مسئلہ کی صراحت درمختار اور شامی میں یوں ہے:

"لا تركب مسلمة على سرج للحديث وهٰذا لو للتلهي ولو لحاجة غزو أو حج أو مقصد ديني أودنيوي لا بدلها، فلابأس به" (الدر المختار علی الرد ۹/ ۶۰۶ زکریا)(مسلمان عورت گھوڑے کی سواری نہیں کرے گی حدیث کی وجہ سے اور یہ ممانعت اس وقت ہے جب گھوڑے کی سواری لہو ولعب کے لیے ہو اور اگر جہاد یا حج یا دینی اور ضروری دنیاوی مقصد کی حاجت کی وجہ سے ہو تو پھر کوئی حرج نہیں ہے)۔

شامی میں وضاحت ہے:"**قوله ولو لحاجة غزو الخ،أی بشرط أن تكون متسترة أو تكون مع زوج أ و محرم (قوله أو مقصد ديني)كسفر لصلة رحم**" (ردالمحتار علی الدر ۹/ ۶۰۶)(اگرچہ جہاد کا مقصد ہو یعنی عورت اس شرط کے ساتھ سواری کرے گی کہ وہ پردے سے ہو اور اپنے شوہر یا محرم کے ساتھ ہو یا دینی مقصد ہو جیسے صلہ رحمی کے لیے سفر کرنا)۔

صاحب البحر الرائق لکھتے ہیں:"**ولا تركب امرئة مسلمة على السرج لقوله عليه السلام:لعن الله**

الفروج على السروج،هذا إذا ركبت متلهية أو متزينة لتعرض نفسها على الرجال،فإن ركبت لحاجة كالجهاد والحج فلابأس به''(البحرالرائق ۸/ ۲۱۵)(اورمسلمان عورت گھوڑے کی سواری نہیں کرے گی کیونکہ اللہ نے نبی علیہ السلام سے فرمایا ہے'' اللہ نے ان عورتوں پر لعنت کی جو گھوڑے کی سواری کرتی ہیں'' یہ ممانعت اس حالت میں ہے جب لہوولعب کے لئے یا زینت کر کے مردوں کے سامنے اپنے آپ کو پیش کرنے کی غرض سے سواری کرے،اوراگر جہاداورحج کی حاجت کی وجہ سے گھوڑے کی سواری کرتی ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے)۔

اس سے معلوم ہوا کہ حج اور جہاد کا سفر جو مسافت شرعی سے عام طور پر زیادہ کی مسافت کا سفر ہوتا ہے اس میں جب عورتوں کے لیے گھوڑے کی سواری کی اجازت پردے اور شوہر یا محرم کے اہتمام کرنے کے ساتھ ہے،تو پھر گھوڑے کی طرح کار ٹیکسی یا اسکوٹی وغیرہ کی ڈرائیونگ کا بھی یہی حکم ہوگا کہ مسافت شرعی یا اس سے زیادہ کی مسافت پر عورتیں ڈرائیونگ کرسکتی ہیں بشرطیکہ ان کو پردے کا پورا اہتمام کرنا ہے اور ساتھ میں شوہر یا محرم کا موجود ہونا ہے۔

۳- حدیث شریف میں مسافت شرعی کے بقدر یا اس سے زیادہ مسافت کا جب سفر درپیش ہو تو عورت کے لیے اس کا شوہر یا محرم رشتہ دار کا ہونا ضروری ہے،اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

''**عن عبد الله ابن عمرؓ قال: قال رسول الله ﷺ :لا تسافر المرأة ثلاثة ايام، إلا مع ذى رحم**''(صحیح البخاری ۱/ ۱۴۷)(حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: عورت تین دن کا سفر نہیں کرسکتی،مگر محرم کے ساتھ)۔

اسی کے قائل حضرات حنفیہ اور حنابلہ ہیں البتہ حضرات شوافع اور مالکیہ نے صرف حج فرض کے لیے شوہر یا ذی رحم کے علاوہ ثقہ عورتوں کی جماعت کے ساتھ عورت کو سفر حج کرنے کی اجازت دی ہے۔

''موسوعہ فقہیہ''میں ہے:''**كما اجاز المالكية والشافعية للمرأة أن تسافر للحج مع الرفقة المامونة** ''(الموسوعۃ الفقہیۃ ۲۵/ ۳۸)(جیسا کہ فقہاء مالکیہ اور شافعیہ نے عورت کے لیے اجازت دی ہے کہ وہ مامون خواتین کے ساتھ حج فرض کے لیے سفر کرسکتی ہے)۔

حنفیہ اور حنابلہ نے ظاہر حدیث کے مطابق مسافت شرعی والے سفر میں شوہر یا محرم کا ہونا شرط لگایا ہے،لیکن مسالک اربعہ کے فقہاء نے بعض ضرورت کے تحت اس شرط سے صرف نظر کیا ہے،اور دارالحرب سے ہجرت، جان و مال عزت وآبرو کی حفاظت،دین کی ادائیگی،ودیعت کی واپسی اور نشوز سے رجوع کی خاطر عورت کو تنہا سفر کی اجازت دی ہے۔

''**ويجوز سفرا لمرأة وحدها فى الهجرة من دار الحرب والمخافة على نفسها ولقضاء الدين**

ورد الوديعة والرجوع من النشوز، وهذا مجمع عليه "(سبل السلام ۲/۱۷۳) (عورت کے لیے تنہا سفر کرنا جائز ہے دارالحرب سے ہجرت کے لیے، اپنے نفس کو خطرہ لاحق ہوتے وقت، قرض کی ادائیگی کے لیے، ودیعت کی واپسی کے لیے اور نشوز سے رجوع کرنے کے لیے اس پر تمام فقہاء کا اجماع ہے)۔

اسی طرح علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے قابل اعتماد لوگوں کے ساتھ لمبا سفر کرنے کی عورت کو اجازت دی ہے۔

"يجوز عندى مع غير محرم ايضا بشرط الاعتماد والأمن عن الفتنة –وقد وجدت له مادة كثيرة فى الاحاديث "(فیض الباری ۲/۳۹۷)۔

اس وضاحت کے بعد اصل مسئلہ کا جواب واضح ہوجاتا ہے کہ اگر قابل اعتماد عورتوں کا قافلہ ہو تو عورت اس گاڑی کی ڈرائیونگ کرسکتی ہے جس میں یہ قابل اعتماد خواتین موجود ہیں، اگرچہ سفر کی مسافت شرعی مسافت یا اس سے زیادہ کی ہو بس اس صورت میں شرط یہ ہے کہ یہ سفر دینی یا جائز دنیاوی ضرورت کا سفر ہو؛ کیونکہ بلاضرورت محض تفریح طبع کے لیے اس طرح کے سفر کی عورت کو اجازت نہیں دی جاسکتی ہے، مفتی تقی عثمانی صاحب لکھتے ہیں:

"ولولم تجد بدا من السفر فى وطنها من بلد الى آخر ولم تجد أحد من محارمها ففى مثل هذه الحاجة فقط يسع لها أن تأخذ بمذهب مالک والشافعى حيث جوزوا لها السفر مع النساء المسلمات الثقات "(بحوث فی قضایا معاصرۃ صف ۳۳۷) (اور اگر عورت کو اپنے وطن میں ایک شہر سے دوسرے شہر سفر کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو اور اس کا کوئی محرم بھی موجود نہ ہو تو صرف اس حالت میں اس عورت کے لیے گنجائش ہے کہ امام مالک اور امام شافعی کے مسلک کو اختیار کرے؛ کیونکہ ان حضرات نے عورتوں کو مسلمان ثقہ عورتوں کی جماعت کے ساتھ سفر کی اجازت دی ہے)۔

۴- مسلمان عورتوں کے لیے ہوائی جہاز کی پائلٹ کی نوکری کرنے میں اگر چند شرائط کا پورا اہتمام کیا جائے تو فی نفسہ یہ نوکری اختیار کرنا بھی جائز ہے؛ کیونکہ ہوائی جہاز کا مرد پائلٹ جب ہوائی جہاز چلاتا ہے تو بظاہر اس عمل میں شرعاً کوئی قباحت نظر نہیں آتی ہے بس عورتوں کے حق میں یہ نوکری چند قیودات کے ساتھ درست ہوسکتی ہے، وہ یہ ہیں:

پردے کا پورا اہتمام کرے گی کیونکہ عورتوں کے لیے پردے کا حکم ہر جگہ اور ہر حالت میں ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے: **"يايها النبى قل لأزواجک وبناتک نساء المؤمنين يدنين عليهن من جلابيبهن، ذٰلک ادنى ان يعرفن فلا يؤذين وكان الله غفورا رحيما**" (الاحزاب ۵۹) (اے نبی آپ اپنی بیویوں کو بیٹیوں کو اور مسلمان عورتوں کو فرمادیجئے کہ اپنی چادر کا ایک حصہ اپنے (چہرے اور سینے) پر جھکالیں یہ اس سے زیادہ قریب ہے کہ اس سے وہ پہچانی جائیں

گی تو وہ ستائی نہ جائیں گی اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے)۔

اجنبی مردوں کے ساتھ اختلاط اور خلوت نہیں کرے گی، اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

"عن جابرؓ قال قال رسول الله ﷺ الا لايبيتن رجل عند امرأة ثيب، إلا أن يكون ناكحا أو ذا محرم " (مسلم شریف ۲/ ۲۰۳) (حضرت جابرؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: خبردار! کوئی مرد کسی عورت کے پاس نہ ٹھہرے مگر یہ کہ یہ دونوں ایک دوسرے کے نکاح میں ہو یا محرم رشتہ دار ہو)۔

ایک روایت یوں ہے: **"عن عقبة بن عامرؓ أن رسول الله ﷺ قال: إياكم والدخول على النساء، فقال رجل من الانصار: يا رسول الله! أفرأيت الحمو، قال: الحمو الموت"** (سنن الترمذی)۔

(حضرت عقبہ بن عامرؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: عورتوں کے پاس داخل ہونے سے اجتناب کرو، تو ایک انصاری صحابی نے کہا: یا رسول اللہ! دیور کے بارے میں کیا خیال ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: دیور تو موت ہے)۔

دوران ملازمت عورت خوشبو نہیں لگائے گی اور نہ ہی بناؤ سنگار کرے گی تا کہ شیاطین کے دھوکہ سے وہ بچ سکیں، اسی طرح فساق وفجار کی بدنگاہی سے وہ بچ سکیں۔ اس سلسلے میں یہ حدیث مروی ہے:

"عن ابی موسی عن النبی ﷺ قال: كل عين زانية والمرأة إذا استعطرت فمرت بالمجلس فهي كذا وكذا، أي زانية " (سنن الترمذی ۲/ ۱۰۶) (حضرت ابوموسیٰؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر آنکھ زنا کار ہے اور جب عورت خوشبو لگا کر کسی مجلس کے پاس سے گزرتی ہے تو وہ بھی ایسی ویسی ہے یعنی زانیہ ہے)۔

وہ عورتیں دیگر ملازمین مردوں سے اولا بلاضرورت باتیں کرنے سے اجتناب کریں گی اور اگر بات کرنے کی ضرورت پیش ہی آجائے تو بقدر ضرورت ہی بات کریں گی اور بات کرنے میں کسی طرح کی کشش اور ایسی نرمی کا مظاہرہ نہیں کریں گی جس سے مردوں کا اس کی جانب غلط میلان ہونے لگے، اسی طرح ہر طرح کی ہنسی مذاق والی باتوں سے بھی احتراز کریں گی۔

علامہ شامی لکھتے ہیں: **"فإنا نجيز الكلام مع النساء للأجانب ومحاورتهن عند الحاجة إلى ذٰلک، ولا نجيز لهن رفع أصواتهن ولا تمطيطها ولا تليينها وتقطيعها لما في ذٰلک من استمالة الرجال إليهن، وتحريک شهوات منهن"** (ردالمحتار علی الدر المختار ۲/ ۷۹ دار الکتب العلمیۃ) (پس ہم اجنبی مرد کے لئے عورتوں سے بات کرنا، اس سے بحث کرنا ضرورت کے وقت جائز کہتے ہیں، لیکن ان عورتوں کے لئے اپنی آواز بلند کرنا، آگے بڑھ

چڑھ کر بولنا، پرکشش طریقہ سے بات کرنا اور رک رک کر بات کرنا ہم جائز نہیں کہتے ہیں؛ کیونکہ ان صورتوں میں مردوں کو اپنی طرف مائل کرنا لازم آتا ہے اور اپنی شہوتوں کو بھڑکانا ہوتا ہے)۔

ان مذکورہ بالا شرائط کے ساتھ اگر مسلمان عورت ہوائی جہاز میں پائلٹ کی ملازمت کرتی ہے تو پھر بوقت ضرورت جائز ہے؛ کیونکہ جب عورتیں مذکورہ بالا شرائط کا لحاظ کریں گی تو وہ عام طار پر فتنہ سے محفوظ رہیں گی، مزید یہ ہے کہ ہوائی جہاز اور ایر پورٹ میں چپے چپے میں کیمرے نصب ہوتے ہیں جن میں ہر آنے جانے والوں کی تمام حرکتیں ریکارڈ ہوتی رہتی ہیں، اسی وجہ سے عام طور پر ایر پورٹ پر مسافرین اور ہوائی جہازز کے عملہ ہر طرح کی بیہودہ حرکتوں سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کرتے ہیں کہ کہیں وہ غلط حرکتیں کیمرہ میں محفوظ نہ ہوجائیں، اور اس کی وجہ سے وہ کسی مشکلات میں نہ پھنسیں۔

رہی یہ بات کہ پائلٹ کے کیبن میں مسلمان عورت پائلٹ کو کبھی کبھی اجنبی مرد کے ساتھ خلوت کا بھی امکان ہے، تو اولاً یہاں پر بھی ان دونوں پائلٹ کی ساری حرکتیں کیمرے میں محفوظ ہوتی ہیں تو ان دونوں کے درمیان کسی غلظ حرکت کا ارتکاب معدوم کے درجے میں ہے۔ اور ثانیاً یہ کہ پائلٹ کیبن میں دو مرد و عورت کے درمیان ایسی خلوت نہیں ہوتی ہے جو ممنوع شرعی والی خلوت ہے؛ کیونکہ شریعت میں دو مرد و عورت کے درمیان ایسی خلوت ممنوع ہے جس میں دونوں کے درمیان میل جول میں کوئی شئ روکاوٹ نہ بنے، اور اگر کوئی تیسری شئ ان کے درمیان میل جول میں روکاوٹ پیدا کردیتی ہے تو حقیقت میں وہ خلوت نہیں ہوتی ہے، جیسے کوئی مانع حسی، یا شرعی یا طبعی موجود ہو تو وہ خلوت صحیحہ نہیں ہے۔

''فتاوی عالمگیری'' میں ہے: ''**والخلوة الصحيحة أن يجتمعا في مكان ليس هناك مانع يمنعه من الوطء حسا أو شرعا أو طبعا كذا في فتاوى قاضي خان**'' (فتاوی عالم گیری ۷/ ۱۵۰) (خلوت صحیحہ یہ ہے کہ مرد و عورت ایسی جگہ جمع ہوجائے جہاں ان کو آپس میں صحبت کرنے سے کوئی چیز حسی یا طبعی طور پر مانع نہ ہو)۔

علامہ شامی لکھتے ہیں: ''**قوله عدم صلاحية المكان،اى للخلوة،وصلاحيته بأن يأمنا فيه إطلاع غيرهما عليهما الخ، ولوكان في مخزن من خان يسكنه الناس فرد الباب، ولم يغلق والناس قعود في وسطه غير مترصدين لنظرهما صحت،وإن كانوا مترصدين فلا**'' (ردالمحتار علی الدر المختار ۴/ ۲۵۲) (خلوت کے لئے جگہ کا لائق ہونا اور اس کی صلاحیت ہونا، اس طرح کہ مرد و عورت اس جگہ اپنے بارے میں غیر کے مطلع ہونے سے مامون ہو، اور اگر مرد و عورت کسی سرائے کے مکان میں ہو جہاں لوگ رہتے ہیں اور اپنے دروازے کو لگا لے مگر بند نہ کرے اور لوگ سرائے کے وسط میں موجود ہوں اور ان دونوں کو دیکھنے کی طرف لوگوں کی توجہ نہ ہو تو خلوت صحیحہ ہے اور اگر لوگ ان دونوں کی طرف دھیان لگائے رکھے ہوں تو خلوت صحیحہ نہیں ہے)۔

اور ظاہر ہے کہ ہوائی جہاز کے مسافرین کی پوری توجہ پائلٹ کی طرف ہوتی ہے،اسی طرح اس کیبن میں ہوائی جہاز کے دوسرے عملے مرد وخواتین وقتاً فوقتاً جاتے رہتے ہیں،اس لئے بھی اس کیبن میں ان دونوں کے رہنے سے خلوت ممنوعہ لازم نہیں آتی ہے۔

اس لئے ضرورت کے وقت مسلمان خاتون ہوائی جہاز کی پائلٹ بن سکتی ہے اور شرائط کے ساتھ وہ یہ ملازمت انجام دے سکتی ہے۔

۵- ٹرین چلانا ایک بہت مشقت والا کام ہے جس میں طاقت اور بلند حوصلے کی ضرورت ہوتی ہے،اور ظاہر ہے کہ عام عورتوں میں نہ تو وہ طاقت ہوتی ہے اور نہ ہی اس قدر حوصلہ ہوتا ہے،اسی وجہ سے تو اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو مشقت والے کام کی ذمہ داری سے بری کر دیا،جیسے جہاد فی سبیل اللہ ایسا عظیم الشان فریضہ ہے کہ حضرت عائشہؓ نے جہاد میں شرکت کی خواہش تک ظاہر فرمادی مگر اللہ کے رسول ﷺ نے انہیں جہاد کی اجازت نہ دے کر حج کرنے کا حکم دیا،حدیث یہ ہے:

" **عن عائشة ام المؤمنينؓ أنها قالت: يا رسول الله! نرى الجهاد أفضل العمل أفلانجاهد، قال: لا،لكن أفضل الجهاد حج مبرور**"(صحیح بخاری/۱۵۲۰)(حضرت عائشہ ام المومنینؓ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے خیال میں جہاد سب سے افضل عمل ہے،تو کیا ہم عورتیں بھی جہاد کریں؟ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: نہیں،تم لوگوں کا جہاد حج مقبول ہے)۔

اس کا تقاضا ہے کہ عورتوں کو ٹرین کی ڈرائیونگ کی شرعاً اجازت نہیں ہے،نیز ٹرین کے آمد ورفت کے دوران مختلف خطرے کے مقامات سے ٹرین کو گذرنا پڑتا ہے اور روکنا پڑتا ہے،جس میں محفوظ اور غیر محفوظ دونوں مقامات ہوتے ہیں،اسی طرح ٹرین کے انجن جس میں ڈرائیور کا کیبن ہوتا ہے اس میں اور ٹرین کے ڈبوں میں بہت زیادہ فاصلہ ہوتا ہے جس کی وجہ سے عورت کے لئے خطرے کے مواقع پر مسافروں کی مدد پہونچانا مشکل ہے،اس اعتبار سے عورت کے لئے عورت کے لئے ٹرین کی ڈرائیونگ کی ملازمت بہت ہی پر خطر ہے،ایسے خطر یمیں اپنے آپ کو ڈالنے کی شریعت نے اجازت نہیں دی ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"**ولا تلقوا بايديكم إلى التهلكة واحسنوا إن الله يحب المحسنين**" (سورۂ بقرہ:۱۹۵)(اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور احسان کرو بیشک اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے)۔

اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ عورتوں کے لئے ٹرین چلانے کی ملازمت جائز نہیں ہے۔

اسی طرح ایر پورٹ اور ہوائی جہاز کی طرح سیکورٹی کا انتظام اور کیمرے کی نگرانی ٹرین میں نہیں ہوتی ہے بلکہ ٹرین

چلانے کے دوران ٹرین کے انجن کے کیبن میں اگر مرد وعورت کوئی ناجائز میل جول کریں تو اس سے کوئی روکنے والا بھی نہیں رہتا، اور نہ ہی ان کے نقل وحرکت کو ریکارڈ کیا جاتا ہے، اس لئے بھی ٹرین کی ڈرائیونگ عورتوں کے لئے ناجائز ہی ہوگی۔

اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے: "**المرأة عورة، فإذا خرجت استشرفها الشيطان**" (سنن الترمذی ۱/ ۲۲۱) (عورت چھپانے کی چیز ہے، پس جب عورت گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اس کی تاک میں لگ جاتا ہے (یعنی موقع ملتے ہی اس کو گناہوں میں مبتلا کر دیتا ہے)۔

اسی طرح کنز العمال کی حدیث ہے: "**عن ابن عمر مرفوعا ليس للنساء نصيب فى الخروج، إلا مضطرة**" (کنز العمال ۱/ ۳۹۱) (حضرت عبداللہ بن عمر سے مرفوعا مروی ہے کہ عورتوں کو باہر نکلنے کی اجازت ہی نہیں البتہ سخت ضرورت کے وقت وہ نکل سکتی ہے)۔

اور ٹرین کے ڈرائیور کے کیبن میں عام ممکن ہے کہ عورت ڈرائیور کے ساتھ دوسرا معاون ڈرائیور مرد ہو یا کوئی مرد گارڈ ہو جس سے عورت کے فتنے میں پڑنے کا عین اندیشہ ہے، اسی طرح ڈرائیور کے کیبن میں ان دونوں مرد وعورت کے جمع ہونے سے غیر شرعی خلوت لازم آتی ہے، جس سے ہر حال میں عورتوں کو منع کیا گیا ہے، جیسے اللہ کے رسول ﷺ کی حدیث ہے:

"**عن جابر رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله ﷺ: ألا لايبيتن رجل عند امرأة ثيب، إلا أن يكون ناكحا أو ذا محرم**" (مسلم شریف ۲/ ۲۰۳) (حضرت جابرؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: خبردار! کوئی مرد کسی عورت کے پاس نہ ٹھہرے مگر یہ کہ یہ دونوں ایک دوسرے کے نکاح میں ہو یا محرم رشتہ دار ہو)۔

الغرض مسلمان عورتوں کے لئے ٹرین کی ڈرائیونگ کی ملازمت میں بہت سے خطرات ہیں اور فتنے کا قوی اندیشہ ہے اس لئے یہ ملازمت عورتوں کے لئے جائز نہیں ہے۔

۶- عورتوں کو جب بوقت ضرورت ملازمت کی شرعا اجازت ہے، جیسا کہ اس سے قبل لکھا جا چکا ہے تو ریلوے میں ٹکٹ کی جانچ پڑتال یعنی ٹی ٹی کی ملازمت بھی جائز ہے، کیونکہ اس ملازمت میں بھی اولاً مردوں کے لئے کوئی قباحت نہیں ہے تو عورت کے لئے بھی فی نفسہ اس ملازمت میں کوئی قباحت نہیں ہوگی، البتہ اس ملازمت میں عورت کے لئے تین باتوں کا خاص دھیان رکھنا ہوگا۔

اجنبی مرد سے اختلاط سے حتی الامکان اجتناب کرنا۔ پردے کا پورا اہتمام کرنا ہوگا اجنبی مرد سے بقدر ضرورت بات چیت پر اکتفاء کرنا ہوگا، اس کی وضاحت یہ ہے کہ اجنبی مرد سے اختلاط سے اجتناب حتی الامکان اس لئے ضروری ہے کہ الاشباہ والنظائر کے حوالے سے علامہ شامی لکھتے ہیں:

"**الخلوة بالأجنبية حرام...ثم رأيت في منية المفتي ما نصه الخلوة بالأجنبية مكروهة الخ**"
(ردالمحتار ۶/ ۳۶۷)(اجنبیہ کے ساتھ خلوت حرام ہے، پھر میں منیۃ المفتی میں یہ صراحت دیکھی کہ اجنبیہ کے ساتھ خلوت مکروہ ہے)۔

اسی طرح اختلاط سے بچانے کے لئے اللہ کے رسول ﷺ نے عورتوں کو راستہ کے بیچ سے چلنے سے منع کیا ہے اور فرمایا ہے: "**استأخرن فإنه ليس لكن أن تحققن الطريق عليكم بحافات الطريق الخ**"(سنن ابی داؤد /۵۲۷۲)(تم پیچھے ہٹ جاؤ تمہارا راستہ کے بیچ میں چلنا ٹھیک نہیں ہے، تمہارے لئے راستہ کے کنارے میں چلنا مناسب ہے)۔

اس لئے ٹی ٹی کی ملازم خاتون کے لئے ضروری ہے کہ حتی الامکان اجنبی سے اختلاط سے بچے۔

اس جگہ یہ دھیان رہنا چاہیے کہ ٹرین میں اگر تھوڑی دیر کے لئے ٹی ٹی ملازم خاتون کسی سیٹ پر بیٹھ جاتی ہے یا آرام کرتی ہے تو وہ غیر شرعی اختلاط نہیں ہے، بلکہ اس جگہ فتنہ کا عام طور پر شائبہ نہیں ہوتا ہے، اور جہاں فتنہ کا اندیشہ نہ ہو وہاں دو مرد وعورت کا ضروری باتیں کرنا غیر شرعی اختلاط نہیں کہلائے گا، جیسے ایک صحابیہ جس کے دماغ میں کچھ کمی تھی اس نے اللہ کے رسول ﷺ سے راستے کے کنارے بات کرنے کی اجازت چاہی تھی جس کی آپ ﷺ نے اجازت دی، اس حدیث کے ذیل میں ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں:

"**وفيه تنبيه على ان الخلوة مع المرأة في زقاق ليس الخلوة معها في بيت**"(مرقاۃ المفاتیح ۹/ ۳۷۱)(اس حدیث میں اس بات پر تنبیہ ہے کہ راستہ میں عورت کے ساتھ ملنا گھر میں خلوت کی طرح نہیں ہے۔

پردہ کا اہتمام ہر حال میں ضروری ہے، اللہ پاک کا ارشاد ہے: "**يايها النبى قل لأزواجك وبناتك نساء المؤمنين يدنين عليهن من جلابيبهن، ذلك أدنى أن يعرفن فلا يؤذين وكان الله غفورا رحيما**"(الاحزاب:۵۹)(اے نبی آپ اپنی بیویوں کو بیٹیوں کو اور مسلمان عورتوں کو فرما دیجئے کہ اپنی چادر کا ایک حصہ اپنے (چہرے اور سینے) پر لٹکا لیں یہ اس سے زیادہ قریب ہے کہ اس سے وہ پہچانی جائیں گی تو وہ ستائی نہ جائیں گی اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے)۔

حضرت مفتی شفیع عثمانیؒ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں: "**فلا يجوز لهن الخروج من بيوتهن إلا عند الضرورة بقدر الضرورة مع اهتمام التستر والاحتجاب كل الاهتمام،وما سوى ذلك فمحظور ممنوع**"(احکام القرآن مفتی شفیع عثمانی ۳/ ۳۱۹)(تو عورتوں کے لیے گھر سے نکلنا جائز نہیں مگر ضرورت کے وقت بقدر ضرورت پردے اور حجاب کا مکمل اہتمام کے ساتھ نکلیں گی اور اس کے بغیر تو بالکل ممنوع ہے)۔

ٹی ٹی ملازم عورت کو بقدر ضرورت ہی بات چیت کرنے پر اکتفاء کرنا چاہیے؛ کیونکہ اجنبی مرد سے بلاضرورت بات کرنا بھی ناجائز ہے، علامہ شامی لکھتے ہیں:" **فإنا نجيز الكلام مع النساء للأجانب ومحاورتهن عند الحاجة إلى ذٰلك الخ**"(ردالمحتار ۳/ ۷۲)(پس ہم نے عورتوں کے لئے اجنبی سے بات چیت اور ہم کلام ہونے کی اس وقت اجازت دی ہے جب اس کی طرف حاجت ہوتی ہے)۔

عورتوں کے لئے ٹی ٹی کی ملازمت کے تعلق سے ایک آخری بات رہ جاتی ہے کہ اگر اس کو اپنے شہر سے شرعی مسافت کے بقدر دوری پر ٹرین میں سفر کرنا پڑے تو اس کے ساتھ شوہر یا کسی محرم کا ہونا ضروری ہے، بخاری شریف کی حدیث ہے:

"**عن ابن عباسؓ: قال قال النبی ﷺ:لا تسافر المرأة، إلا مع ذی رحم**" (صحیح البخاری/۱۷۲۹)
(حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی عورت بغیر محرم رشتہ دار کے سفر نہ کرے)۔

لیکن اگر کوئی محرم یا شوہر نہ ہو تو ریلوے کے محافظ پولیس کا دستہ چونکہ ٹی ٹی کے ایما پر اپنے فرائض کو انجام دیتا رہتا ہے تو اس صورت میں بوقت ضرورت پولس دستہ کی نگرانی فتنہ سے بچانے کا ذریعہ ہے، اس لئے اس پر اعتماد کرتے ہوئے عورت کے لئے محرم کے قائم مقام اس کو مان لینا مناسب ہے،؛ کیونکہ شریعت میں عورتوں کے لئے سفر کے وقت محرم اور شوہر کی موجودگی فتنہ سے بچانے کے لئے سد ذریعہ کے طور پر حکم ہوا، اور ریلوے پولیس کی نگرانی میں ریلوے ملازم خواتین کو پورا تحفظ دیا جاتا ہے، اس لئے بوقت ضرورت ریلوے پولیس کو محرم کے قائم قام ماننا درست ہوگا، اور مسلمان عورتوں کو ٹی ٹی کی ملازمت شرعاً جائز ہوگی۔

۷- جب عورتوں کو اپنی ضرورت پوری کرنے کے لئے نوکری کرنا ناگزیر ہوجائے تو ریلوے اسٹیشن پر ٹکٹ بنانے کی ملازمت اسی طرح ایرپورٹ پر ٹکٹ جاری کرنے کی ملازمت کرنا بھی درست ہے، لیکن یہاں پر بھی مذکورہ بالا شرائط کا لحاظ کرنا ضروری ہوگا کہ (۱) شرعی پردے کا پورا اہتمام کرے گی (۲) بقدر ضرورت ہی اجنبی مردوں سے بات کرے گی (۳) بات کرنے میں کوئی لچک پیدا نہیں کرے گی کہ اجنبی مردوں کے دل میں شہوت پیدا ہوجائے اور پھر دونوں فتنہ کی طرف بڑھنے لگیں۔ (۴) کسی بھی اجنبی کے ساتھ غیر شرعی خلوت اختیار نہیں کرے گی (۵) اگر ایرپورٹ یا ریلوے اسٹیشن اپنے گھر سے مسافت شرعی کے بقدر دور ہے تو محرم یا شوہر کی معیت بھی ضروری ہے، ان سب باتوں کے ثبوت اس سے قبل سوالات کے جواب میں لکھے جاچکے ہیں۔

البتہ اگر اپنے گھر سے محرم یا شوہر کے ساتھ ملازمت کی جگہ تک آئے اور ٹکٹ بنانے کے کیبن میں اس عورت کو رکھ کر شوہر اپنے کام کاج میں دوسری جگہ چلا جائے پھر جب ڈیوٹی کا وقت ختم ہوجائے تو شوہر یا محرم کے ساتھ اپنے گھر واپس ہوجائے تو اس کی شرعا اجازت ہوگی؛ کیونکہ ڈیوٹی کے دوران وہ ایر پورٹ اور اسٹیشن کے محافظ کی نگرانی میں ہوتی ہے، اسی طرح وہ سی سی ٹی وی کی نگرانی میں بھی رہتی ہے اس لئے یہ صورت بھی جائز ہوگی، جس طرح سخت ضرورت کے وقت عورت کو اس کا محرم ایر پورٹ تک چھوڑ جائے اور یہ عورت تنہا ہوائی جہاز کا سفر مکمل کر کے جب دوسرے ایر پورٹ پر پہونچتی ہے تو وہاں اس کو دوسرا محرم یا شوہر موجود رہتا ہے، تو اس طرح کے سفر کی عورت کو اجازت دی گئی ہے۔

بلکہ امام مالک وشافعیؒ کے نزدیک ثقہ عورتوں کی جماعت کو محرم کے قائم قام اس لئے مانا گیا ہے کہ اس صورت میں سفر کرنے والی عورت کا تحفظ ہوجاتا ہے:

بحوث فی قضایا فقہیۃ معاصرۃ میں ہے:"**الذین یتکلفون بالمعیشة ولیس عندها من المال ما یسد حاجتها فحینئذ یجوز لها أن تخرج للاکتساب بقدر الضرورة ملتزمة بأحکام الحجاب، فیکفی لها فی مثل هذه الحال أن تکتسب فی وطنها ولاحاجة لها إلی السفر الی البلاد الاجنبیة ولولم تجد بدا من السفر فی وطنها من بلد إلی آخر ولم تجد أحد من محارمها ففی مثل هذه الحالة فقط یسع لها أن تأخذ بمذهب مالک والشافعی حیث جوزوا لها السفر مع النساء الثقات** "(بحوث فی قضایا فقہیۃ معاصرۃ ص ۳۴۰)۔

(جو لوگ تنگی معاش میں مبتلا ہیں، اور ان کے پاس اتنا مال نہیں ہے جس سے اپنی ضرورت پوری کرسکیں تو اس صورت میں عورتوں کیپر دیکے اہتمام کے ساتھ بقدر ضررت ملازمت کے ذریعہ مال کمانے کی اجازت ہے، تو ان جیسے حالات میں ان عورتوں کو اپنے وطن میں ہی کوئی جائز کمائی کا ذریعہ ڈھونڈھنا چاہئے، تو ان کو اجنبی شہروں کی جانب سفر کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہوگی، اور اگر ان کو اپنے شہر سے دوسرے شہر سفر کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہ رہے اور کوئی محرم بھی دستیاب نہ ہو تو اس حالت میں ان عورتوں کے لئے گنجائش ہے کہ امام مالک اور امام شافعی کے مسلک کو اختیار کرتے ہوئے محرم کے بغیر ملازمت وغیرہ کے لئے سفر کرسکتی ہے، کیونکہ ان حضرات نے قابل اعتماد عورتوں کے ساتھ بغیر محرم کے عورتوں کو سفر کرنے کی اجازت دی ہے۔

ریلوے اسٹیشن اور ایر پورٹ پر ٹکٹ جاری کرنے کی ملازمت کی صورت میں ان عورتوں کو بسا اوقات اجنبی مرد سے بات چیت کرنے اور کبھی کبھی اس کو دیکھنے کی بھی ضرورت پڑتی تو یہ دونوں باتیں بھی بوقت ضرورت بقدر ضرورت جائز

ہے، جیسے حضرت عائشہؓ کا حبشی لوگوں کو کھیلتے وقت دیکھنا ثابت ہے اور علامہ شامی نے لکھا ہے:

" **فإنا نجيز الكلام مع النساء للأجانب ومحاورتهن عند الحاجة إلى ذلک الخ**"(ردالمحتار ۳/ ۷۲)(تو ہم ضرورت کے وقت اجنبی عورتوں سے بات چیت اور بحث کرنے کو جائز قرار دیتے ہیں)۔

الغرض ایر پورٹ ہو یا ریلوے اسٹیشن پر عورتوں کے لئے ٹکٹ جاری کرنے کی ملازمت بوقت ضرورت مذکورہ شرائط کے ساتھ جائز ہے۔

☆☆☆

خواتین کے لئے ڈرائیونگ سے متعلق بعض مسائل

مولوی محمد عمیر شاملی☆

۱- شریعت اسلامیہ نے عورتوں کو گھروں میں رہنے کا حکم دیا ہے اور زمانہ جاہلیت کے دستور کے موافق بے پردگی کے ساتھ اور بلا ضرورت گھر سے باہر نکلنے اور گھومنے پھرنے سے منع کیا ہے، حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: "عورت چھپانے کی چیز ہے جب وہ گھر سے باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کی تاک جھانک میں لگ جاتا ہے"۔

ترمذی شریف میں ہے: "**عن عبد الله عن النبی ﷺ قال: المرأة عورة، فإذا خرجت استشرفها الشيطان**" (سنن الترمذی، رقم الحدیث: ۱۱۷۳، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)۔

حتی کہ آپ ﷺ نے نماز کے معاملے میں بھی یہ پسند فرمایا کہ عورتیں اپنے گھروں میں ہی نماز پڑھیں اور اس کی ترغیب بھی دی ہے۔

ابو داؤد شریف میں ہے: " **عن عبد الله عن النبی ﷺ قال: صلاة المرأة فی بيتها أفضل من صلاتها فی حجرتها، وصلاتها فی مخدعها أفضل من صلاتها فی بيتها**" (سنن أبی داؤد، رقم الحدیث: ۵۷۰، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)۔

البتہ شرعی وطبعی ضرورتوں کے لیے عورت کو گھر سے باہر نکلنے کی اجازت ہے، لیکن یہ اجازت بھی چند شرطوں کے ساتھ مقید ہے، مثلا: عورت مکمل شرعی پردے میں ہو، یعنی برقع یا بڑی چادر میں ملبوس ہو جس سے پورا بدن چھپ جائے، اور اگر سفر شرعی ہو تو محرم کا ہونا شرط ہے۔

ارشاد باری ہے: "**وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا**" (سورۃ احزاب: ۳۳)۔

☆ دار العلوم وقف، دیوبند۔

مفتی شفیع عثمانی صاحبؒ نے احکام القرآن میں اس کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"قال تعالى: "وقرن فى بيوتكن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الأولى": فدلت الآية على أن الأصل فى حقهن الحجاب بالبيوت والقرار بها، ولكن يستثنى منه مواضع الضرورة فيكتفى فيها الحجاب بالبراقع والجلابيب .فعلم أن حكم الآية قرارهن فى البيوت، إلا لمواضع الضرورة الدينية كالحج والعمرة بالنص، أو الدنيوية كعيادة قرابتها وزيارتهم أو احتياج إلى النفقة وأمثالها بالقياس، نعم! لا تخرج عند الضرورة أيضا متبرجة بزينة تبرج الجاهليه الأولى، بل فى ثياب بذلة متسترة بالبرقع أو الجلباب، غير متعطرة ولا متزاحمة فى جموع الرجال" (احکام القرآن ۳/ ۳۱۷)۔

بخاری شریف میں ہے:**"عن ابن عمرؓ: أن النبى ﷺقال: لا تسافر المرأة ثلاثة أيام، إلا مع ذى محرم"** (صحیح البخاری، رقم الحدیث:۱۰۸۶، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)۔

مسلم شریف میں ہے:**"عن أبى هريرة عن النبى ﷺقال: لا يحل لامرأة مسلمة تسافر مسيرة ليلة، إلا ومعها رجل ذو حرمة منها"** (صحیح مسلم، رقم الحدیث:۱۳۳۸، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)۔

پس عورت کے ڈرائیو کرنے کو اس کے سفر پر قیاس کیا جائے گا، لیکن دو پہیوں والی گاڑی، کار، ٹیکسی، بس یا سامان پہنچانے والی گاڑی جیسے لاری تو ان سب کے احکام الگ الگ ہوں گے۔

دو پہیوں والی گاڑی مثلاً: موٹر سائیکل اور بلیٹ وغیرہ کی ڈرائیو کرنا عورت کے لیے ناجائز ہے؛ اس لیے کہ اس کی ڈرائیو کرتے وقت مکمل شرعی پردے کی رعایت نہیں ہو پائے گی، اور وہ مردوں کی آنکھوں کی زینت بنے گی اور اس میں مردوں سے مشابہت بھی ہے۔

بنایہ میں ہے:**"ولهذا يكره للنساء الركوب على السرج؛ لأنهن لسن من أهل الجهاد"** (البنایۃ شرح الہدایۃ، دار الکتب العلمیۃ بیروت)۔

محیط برہانی میں ہے:**"نهى النساء عن الركوب على السرج، وبه نقول، وإنه خرج موافقا لقوله عليه السلام: "لعن الله الفروج على السروج"، والمعنى فى النهى من وجهين: أحدهما: أن هذا تشبه بالرجال، وقد نهين عن ذلك، الثانى: أن فيه إعلان الفتن وإظهارها للرجال، وقد أمرن بالستر"** (المحیط البرہانی فی الفقہ النعمانی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)۔

بخاری شریف میں ہے:**" عن ابن عباسؓ قال: لعن رسول الله ﷺالمتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال"** (صحیح البخاری، رقم الحدیث:۵۸۸۵، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)۔

لیکن اگر شدید ضرورت ہو مثلاً اسکول جانے کے لیے، جبکہ کوئی محرم بھی نہ ہو تو پھر وہ مخصوص دو پہیوں والی گاڑی (اسکوٹی) جو خاص طور پر عورتوں کے لیے بنائی جاتی ہے تو اس کو ڈرائیو کرنے کی اجازت ہوگی، لیکن شرعی پردہ شرط ہوگا۔

جیسا کہ فتاوی شامی میں ہے:" **لا تركب مسلمة على سرج للحديث، هذا لو للتلهي، ولو لحاجة غزو أو حج أو مقصد ديني أو دنيوي لابد لها منه، فلا بأس به**"(ردالمحتار ۶/ ۴۲۳، مکتبہ سعید، پاکستان)۔

علامہ یوسف القرضاویؒ لکھتے ہیں:"**ركوب الدراجة أو السيارة أو غيرهما من أدوات النقل، أمر مشروع في حد ذاته، وقد كانت المرأة العربية في جاهليتها وإسلامها تركب الإبل، وقال الرسول ﷺ: خير نساء ركبن الإبل نساء قريش، أحناه على ولد في صغره، وأرعاه على زوج في ذات يده أي في ماله**"(متفق علیہ، رواہ البخاری فی احادیث الأنبیاء، رقم الحدیث:۳۴۳۴ومسلم فی فضائل الصحابۃ، رقم الحدیث:۲۵۲۷)، "**وهذا بشرط أن تحافظ على الآداب الشرعية عند ركوبها من الالتزام باللباس الشرعي..كأن تتعين وسيلة للوصول إلى مدرستها أو عملها الذي تحتاج إليه، أو نحو ذلك؛ فإن الضرورات تبيح المحظورات، كما قال تعالى فمن اضطر غير باغ ولا عاد فلا إثم عليه**" (سورۃ البقرۃ:۱۷۳، موسوعۃ الأعمال الکاملۃ للقرضاوی، المحور الرابع، (الفتاوی) فتاوی معاصرۃ:۵/ ۱۳۶)۔

البتہ خواتین کے کار چلانے اور ڈرائیو کرنے کے سلسلے میں علماء کرام کے درمیان کئی طرح کی آراء دیکھنے کو ملتی ہیں۔

عرب علماء میں سے عبداللہ ابن باز، صالح ابن عثیمین، عبداللہ ابن غدیان اور صالح الفوزان نے عورتوں کے گاڑی چلانے کو ناجائز لکھا ہے۔

"**لا يجوز للمرأة أن تسوق السيارة في شوارع المدن ولا اختلاطها بالسائقين؛ لما في ذلك من كشف وجهها أو بعضه وكشف شيء من ذراعيها غالبا، وذلك من عورتها، ولأن اختلاطها بالرجال الأجانب مظنة الفتن ومثار الفساد**"(فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والإفتاء:۲۳۹، دار العاصمۃ، ریاض، فقہ النوازل للبجیرانی:۳/ ۳۶۳)۔

جب کہ عرب علماء میں سے ہی شیخ یوسف القرضاوی، شیخ ابوعبدالمعز فرکوس اور شیخ احمد شریف النعسان نے خواتین کے کار چلانے کو جائز کہا ہے۔

چنانچہ علامہ یوسف القرضاویؒ ایک فتوے کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:"**ولا حرج في أن تقود المرأة السيارة في وسط المدينة، كأن تذهب بها إلى المستشفى، أو توصل أولادها إلى مدارسهم، أو تقضي حاجيات البيت، أو نحو ذلك، إن شاء الله لا حرج فيه، لكن لا تسافر بها سفرا بعيدا إلا أن يكون**

معها زوجها أو ذو محرم منها" (موسوعۃ الأعمال الکاملۃ للقرضاوی، فتاوی معاصرۃ ۵/ ۲۶۴)۔

شیخ احمد شریف النعسان لکھتے ہیں:

" **أما بعد: فمن حيث الحكم الشرعي في قيادة المرأة للسيارة وهو أمر مباح شرعا، إذا كانت تأمن على نفسها من الفتنة، وكانت بحجابها الشرعي**"(رقم الفتوی:www.naasan.net.۱۴۲۳، کتاب الحظر والإباحۃ حکم قیادۃ المرأۃ للسیارۃ)۔

اور شیخ عبدابوعبدالمعز فرکوس لکھتے ہیں:

" **أما بعد: فالأصل أن ركوب السيارة وغيرها من المراكب جائز للذكور والإناث؛ لأن الأصل في العادات الجواز والإباحة، وقد كان ركوب الدابة وسوقها امرا مشروعا للجنسين في العهد الأول، ولقوله ,: النساء شقائق الرجال**"(اخرجہ أبوداؤد فی الطہارۃ، باب فی الرجل یجد البلۃ فی منامہ) **أي في الأحكام، ويؤيد ذلك ما أخبر به النبي ﷺ عن مستقبل الإسلام وانتشاره بقوله لعدي بن أبي حاتم ؓ: فإن طالت بك حياة لترين الظعينة ترتحل من الحيرة حتى تطوف بالكعبة لا تخاف أحدا، إلا الله**" (أخرجہ البخاری فی باب علامات النبوۃ فی الإسلام، رقم الحدیث:۳۵۹۵) **وهذا الحكم من حيث السياقة في حد ذاتها وتعلمها** .(رقم الفتوی:۵۵۳ www.ferkous.com، الصنف: فتاوی الأسرۃ) ۔

جس طرح علمائے عرب کے یہاں یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے، اسی طرح برصغیر کے علماء میں بھی مختلف فیہ ہے۔

چنانچہ دارالعلوم کے ایک فتوے میں خواتین کے کار چلانے کو مطلقاً ناجائز کہا ہے اور دارالعلوم بنوری ٹاؤن پاکستان کے مفتیان کرام نے ضرورت کے وقت چند شرطوں کے ساتھ اس کی اجازت دی ہے، نیز حضرت مفتی زین الاسلام صاحب مفتی دارالعلوم دیوبند نے بھی ضرورت شدیدہ کے وقت شرعی پردے کے اہتمام کے ساتھ اس کی گنجائش دی ہے۔ (چند اہم عصری مسائل، ۱/ ۳۲۲، مرتب: مفتی زین الاسلام صاحب الہ بادی، مکتبہ دارالعلوم دیوبند، جواب نمبر: ۱۴۸۹۲۳، دارالافتاء دارالعلوم دیوبند، فتویٰ نمبر: ۱۴۴۰۰۳۲۰۰۱۲۰، دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن)۔

بندے کی نظر میں کار کے اندر چوں کہ مکمل شرعی پردے کی رعایت ہوجاتی ہے اور مردوں کی آنکھوں کی زینت بننے سے محفوظ بھی ہوجاتی ہے تو چند شرطوں کے ساتھ عورت کا کار کی ڈرائیونگ کرنا جائز ہونا چاہیے۔

شرعی پردہ ہو، راستہ مامون ہو، سفر مسافت شرعی سے کم ہو، اگر مسافت شرعی کا ہو تو محرم کے ساتھ ہو، ڈرائیو کرنے میں ماہر ہو۔

اگر مذکورہ شرائط پائی جائیں تو پھر عورت کا ڈرائیو کرنا جائز ہوگا؛ اس لیے کہ نفس ڈرائیونگ میں کوئی شرعی قباحت نظر

نہیں آتی ہے، اور اشیاء میں اصل اباحت ہے، نیز اضطراری حالت کے لیے عورت کو ڈرائیونگ سکھانا بہتر ہے، جب کہ سکھانے والا محرم ہو یا کوئی ماہر عورت ہو۔

بخاری شریف میں ہے:" **لترين الظنيعة ترتحل من الحيرة حتى تطوف بالكعبة، لاتخاف أحدا إلا الله**" (صحیح البخاری، رقم الحدیث:۳۵۹۵، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)۔

" **الأصل فی الأشياء الإباحة**" (کتاب الوجیز فی قواعد الفقہ الکلیۃ، مؤسسۃ الرسالۃ العالمیۃ، بیروت)۔

فقہاء کا قاعدہ ہے: "**ما حرم لذاته لا يباح، إلا للضرورة، وما حرم لسد الذريعة يباح لحاجته**" (الفقہ الاسلامی وأدلتہ، دار کتب العلمیۃ، بیروت)۔

رہی بات ٹیکسی، بس اور سامان پہنچانے والی گاڑی جیسے لاری وغیرہ کی ڈرائیونگ کرنا خواتین کے لیے تو چونکہ ان میں عام طور پر سفر شرعی مسافت کا ہوتا ہے، نیز خلوت بالاجنبی کا اندیشہ بھی ہے، تو اس لیے خواتین کے لیے مذکورہ گاڑیوں کی ڈرائیونگ کرنا ناجائز ہوگا۔

مسلم شریف میں ہے:" **عن ابن عمر أن رسول الله ﷺ قال: لا تسافر المرأة ثلاثا، إلا ومعها ذو محرم**" (صحیح مسلم، رقم الحدیث:۱۳۳۸، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)۔

سنن ابی داؤد میں ہے: " **عن أبی سعيد قال: قال رسول الله ﷺ: لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تسافر سفرا فوق ثلاثة أيام فصاعدا، إلا ومعها أبوها أو أخوها أو زوجها أو ابنها أو ذو محرم منها**" (سنن أبی داؤد، رقم الحدیث:۱۷۲۶، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)۔

بخاری شریف میں ہے:"**عن ابن عباس عن النبی ﷺ قال: لا يخلون رجل بامرأة، إلا مع ذی محرم فقام رجل فقال: يا رسول الله! امرأتی خرجت حاجة واكتتبت فی غزوة كذا وكذا، قال: ارجع، فحج مع امرأتک**" (صحیح البخاری، رقم الحدیث:۵۲۳۳، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)۔

۲- گزشتہ سوال کے جواب میں یہ بات معلوم ہوئی تھی کہ بعض سواریوں کی ڈرائیونگ عورت کے لیے جائز ہے اور بعض کی ناجائز ہے، پس مذکورہ سواریوں میں سے موٹر سائیکل کی ڈرائیونگ چوں کہ مردوں سے مشابہت کی بنیاد پر ناجائز ہے، لہذا اگر اس کا شوہر یا محرم اس کا ردیف ہو تب بھی موٹر سائیکل کی ڈرائیونگ اس کے لیے ناجائز ہوگی، اور کار کی ڈرائیونگ جب کہ کار میں اس کا شوہر یا محرم ہو اس کے لیے جائز ہوگی، بلکہ محرم یا شوہر کے ساتھ مسافت شرعی والے سفر کی بھی اجازت ہوگی، ایسے ہی اگر محرم یا شوہر ساتھ ہو تو بس، ٹیکسی اور سامان پہنچانے والی گاڑی کی ڈرائیونگ کی بھی اجازت ہوگی،

جب کہ ضرورت شدید ہو، مثلا اس کے علاوہ کوئی اور ذریعہ معاش نہ ہو اور شوہر یا محرم پر ڈرائیونگ نہ آتی ہو، اور یہ سفر قابل اعتماد اور ثقہ عورتوں کے ساتھ ہو، لیکن اگر شوہر یا محرم سے ڈرائیونگ آتی ہو تو پھر عورت کے لیے مذکورہ سواریوں کی ڈرائیونگ کرنا ناجائز ہوگا۔

مسلم شریف میں ہے:"**عن أبی سعید الخدری قال: قال رسول اللہ ﷺ: لا تسافر المرأة ثلاثا إلا مع ذی محرم**" (صحیح مسلم، رقم الحدیث:۱۳۳۸ دار الکتاب العلمیۃ، بیروت)۔

مسند احمد میں ہے:" **عن أبی هريرة عن النبی ﷺ قال: لا تسافر امرأة مسيرة يوم تام، إلا مع ذی محرم**"(مسند احمد، رقم الحدیث:۹۷۴۱، دار الکتب العلمیۃ بیروت)، بدائع الصنائع میں ہے:" **وعن النبی ﷺ قال: لا تسافر امرأة ثلاثة أيام، إلا ومعها محرم أو زوج؛ ولأنها إذا لم يكن معها زوج ولا محرم لا يؤمن عليها، إذ النساء لحم على وضم إلا ما ذب عنه، ولهذا لا يجوز لها الخروج وحدها**" (بدائع الصنائع ۲/ ۱۲۳)۔

الاشباہ والنظائر میں ہے: "**ما أبيح لضرورة يقدر بقدرها**"(الأشباہ والنظائر، القاعدۃ الخامسۃ، دار الکتاب دیوبند)۔

۳- عورت کا بغیر محرم کے قابل اعتماد ثقہ عورتوں کے ساتھ سفر کرنا یہ مسئلہ فقہائے کرام کے درمیان مختلف فیہ ہے، شوافع اور مالکیہ نے سفر حج میں اس کی اجازت دی ہے جب کہ وہ ان کے ساتھ جانے میں اپنے کو مامون سمجھے اور اسے کوئی خطرہ محسوس نہ ہو، لیکن احناف نے محرم کے بغیر سفر شرعی کہ جس کی مسافت سوا ستتر کلومیٹر ہو، کی مطلقا اجازت نہیں دی ہے، خواہ اس کے ساتھ ثقہ اور قابل اعتماد عورتیں ہوں یا نہ ہوں!

مالکیہ اور شوافع کے دلائل:

''کتاب الام'' میں ہے:" **وقد بلغنا عن عائشة وابن عمر وابن الزبير رضی اللہ عنہم مثل قولنا فی أن تسافر المرأة للحج، وإن لم يكن معها محرم .أخبرنا مسلم عن ابن جريج قال: سئل عطاء عن امرأة ليس معها ذو محرم ولا زوج معها، ولكن ولائد ومواليات يلين إنزالها وحفظها ورفعها، فقال: نعم، فلتحتج**" (کتاب الأم للشافعی:۲/ ۱۲۸)۔

''مجموع شرح المہذب'' میں ہے: "**لا يلزم المرأة الحج، إلا إذا أمنت على نفسها بزوج أو محرم أو غير نسب أو نسوة ثقات، فأی هذه الثلاثة وجد لزمها الحج بلا خلاف**"(المجموع شرح المہذب ۷/ ۵۶)۔

''التلقین فی الفقہ المالکی'' میں ہے:" **فإن وجد رفقة مامونة لزمها الحج رجالا كانوا أو نساء**" (التلقین فی الفقہ المالکی ۱/ ۷۹)۔

مواہب الجلیل میں ہے: " **إذا كانت فی رفقة مامونة ذات عدد أو جيش مامون من الغلبة والمحلة العظيمة، فلا خلاف فی جواز سفرها من غير ذی محرم**"(مواہب الجلیل من ادلۃ خلیل ۲/ ۵۲۴)۔

احناف کے دلائل:

بخاری شریف میں ہے:" **عن ابن عباس جاء رجل فقال: إن امرأتی خرجت إلى الحج، وإنی اكتتبت فی غزوة كذا وكذا، قال رسول الله ﷺ:انطلق، فاحجج مع امرأتک**"(صحیح البخاری، رقم الحدیث:۳۰۰۶)۔

احکام القرآن میں ہے: "**وعندنا أن وجود المحرم للمرأة من شرائط الحج لما روى عن النبی ﷺقال: لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تسافر سفرا فوق ثلاث، إلا مع ذی محرم أو زوج**"(احکام القران للجصاص ۲/ ۳۰۹)۔

اعلاء السنن میں ہے:"**ذهب الحسن والنخعی وأبو حنيفه وأصحابه وأحمد وأبو ثور إلى أن المحرم أو الزوجة من السبيل، فإن لم تجدهما فلا حج عليها**"(اعلاء السنن ۱۰/۱۵)۔

البتہ بعض احناف نے بغیر محرم کے عورتوں کو سفر کرنے کی اجازت بھی دی ہے جب کہ وہ فتنے سے مامون ہوں۔

جیسا کہ علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے کہا ہے:"**ويجوز عندی مع غير محرم أيضا بشرط الاعتماد والأمن من الفتنة وقد وجدت مادة كثيرة فی الأحاديث، أما فی الفقه فهو من مسائل الفتن**"(فیض الباری ۲/ ۵۳۴، کتاب تقصیر الصلاۃ)۔

"**فتاوی ہندیہ**" میں ہے:"**قال حماد: لا بأس للمرأة أن تسافر بغير محرم مع الصالحين**" (الفتاوی العالکمیریۃ ۵/ ۳۶۶)۔

پس مذکورہ اختلاف اور دلائل کو سامنے رکھتے ہوئے خواتین کے لیے پبلک ٹرانسپورٹ مثلا بس، ٹیکسی اور لاری وغیرہ کی ڈرائیونگ جائز نہیں ہونی چاہیے؛ اس لیے کہ مذکورہ مسئلہ احناف کے نزدیک مفتی بہ نہیں ہے، نیز جن لوگوں نے اس کی اجازت دی ہے انہوں نے صرف حج کے لیے اس کی اجازت دی ہے، دیگر سفر کے لیے اجازت نہیں دی ہے، پھر وہ اجازت بھی جن شرطوں کے ساتھ دی ہے، مثلا: مامون ہو، سفر سفر حج ہو، اس عورت کا کوئی محرم اور شوہر نہ ہو، اور وہ حد شہوت سے تجاوز کر چکی ہو اور پبلک ٹرانسپورٹ کے ڈرائیونگ کے اندر ان شرائط کی رعایت انتہائی مشکل ہے؛ اس لیے کہ اولا تو یہ سفر حج نہیں ہے اور حد شہوت سے متجاوز عورت کے لیے پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیونگ مشکل ہے اور اس میں خلوت بالاجنبی کا بھی

اندیشہ ہے؛ اس لیے کہ مثلاً بس میں ممکن ہے کہ منزل تک پہنچنے سے پہلے ایک مرد کے علاوہ تمام سواری اتر جائیں اور صرف اس سوار مرد کو منزل تک جانا ہو، پس ان سب چیزوں پر نظر کرتے ہوئے پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیونگ عورت کے لیے ناجائز ہونی چاہیے۔

بدائع الصنائع میں ہے: " **عن النبی ﷺ قال لا تسافر امرأة ثلاثة أيام، إلا ومعها محرم أو زوج؛ ولأنها إذا لم يكن معها زوج ولا محرم لا يؤمن عليها إذ النساء لحم على وضم الا ما ذب عنه، ولهذا لا يجوز لها الخروج وحدها**" (بدائع الصنائع ۲/ ۱۲۳)۔

''**الموسوعۃ الفقہیہ**''میں ہے:''**ذهب الفقهاء إلى أنه ليس للمرأة أن تسافر بغير الفرض كحج التطوع والزيارة والتجارة والسياحة وطلب العلم ونحو هذا من الأسفار التى ليست واجبة، إلا مع زوج أو محرم .قال النووى: اتفق العلماء على أنه ليس لها أن تخرج فى غير الحج والعمرة، إلا مع ذى محرم**''(الموسوعۃ الفقہیۃ ۳۶/ ۲۰۶)۔

''بخاری شریف''میں ہے:'' **عن ابن عباس عن النبى ﷺ قال: لا يخلون رجل بامرأة، إلا مع ذى محرم**''(صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۵۲۳۳، دار الکتب العلمیۃ بیروت)۔

۴- ہوائی جہاز کا سفر عام طور پر سفر شرعی کی مسافت سے زیادہ کا ہوتا ہے اور شریعت مطہرہ نے بغیر محرم کے بالغ عورت کے لیے تین دن (جس کی مسافت شرعی میل کے اعتبار سے ۴۸ میل ہے اور موجودہ زمانے میں کلومیٹر کے حساب سے ۸۷ کلومیٹر ۷۸۲ میٹر ۴۰ سینٹی میٹر ہوتی ہے) یا اس سے زیادہ مسافت کا سفر، خواہ وہ سفر کسی دینی غرض سے کیا جائے یا سیر و تفریح کے لیے، حرام قرار دیا ہے، لہذا کسی عورت کا پائلٹ بننا جائز نہیں ہوگا، کیوں کہ پائلٹ بننا کوئی ایسی ضرورت نہیں ہے جس کے لیے بغیر محرم کے سفر شرعی کی اجازت دی جائے اور جب محرم نہ ہونے کی صورت میں مالدار عورت سے حج جیسا مقدس سفر ساقط ہو جاتا ہے تو پھر پائلٹ بن کر بغیر محرم کے شرعی مسافت کا سفر کرنے کی اجازت کیسے دی جاسکتی ہے، لہذا خواتین کے لیے پائلٹ کی ملازمت میں شامل ہونا جائز نہیں ہے۔

بخاری شریف میں ہے: ''**عن ابن عمر عن النبى ﷺ قال: لا تسافر المرأة ثلاثة أيام، إلا مع ذى محرم**''(صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۱۰۸۶)۔

بدائع الصنائع میں ہے:''**ثم المحرم أو الزوج إنما يشترط إذا كان بين المرأة وبين مكة ثلاثة أيام فصاعدا، فإن كان أقل من ذلك حجت بغير محرم؛ لأن المحرم يشترط للسفر**''(بدائع الصنائع ۲/ ۱۲۴)۔

''قدوری''میں ہے:''ومعتبر فی حق المرأة أن تکون لها محرم یحج بها أو زوج، ولا یجوز لها أن تحج بغیرهما، إذا کان بینهما وبین مکة مسیرة ثلاثة أیام فصاعدا''(قدوری:۵۶)۔

نیز اس ملازمت میں خلوت بالاجنبی کا بھی اندیشہ ہے، جیسا کہ سوال کی عبارت سے معلوم ہورہا ہے کہ ممکن ہے کہ ایک مرد اور ایک خاتون پائلٹ ایک کیبن میں رہیں اور آپ ﷺ نے خلوت بالاجنبی سے منع فرمایا ہے۔

بخاری شریف میں ہے:''عن ابن عباس عن النبی ﷺ قال: لا یخلون رجل بامرأة إلا مع ذی محرم''(صحیح البخاری، رقم الحدیث:۵۲۳۳)۔

۵- شریعت نے عورت پر کسب معاش کی ذمہ داری نہیں ڈالی ہے، بلکہ مردوں کو کسب معاش کا مکلّف بنایا ہے، چنانچہ شادی تک لڑکیوں کا نام ونفقہ والد کے ذمے اور شادی کے بعد شوہر پر واجب قرار دیا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے: ''الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ'' (سورۃ النساء:۳۴)۔

اس لیے عورت کو اگر نفقے کی تنگی یا مخصوص حالات کے تحت معاشی بدحالی کا سامنا نہیں تو محض معیار زندگی بلند کرنے کے لیے ملازمت کے لیے پیش قدمی شریعت کی نظر میں پسندیدہ عمل نہیں ہے۔

خواتین کا ٹرینوں میں بحیثیت ڈرائیور تقرر اور خواتین کا ٹرین چلانے کی ملازمت کرنا یہ جائز نہیں ہونا چاہیے؛ اس لیے کہ اکثر ٹرینوں کا سفر وہ سفر شرعی کی مسافت سے زیادہ کا ہوتا ہے اور بغیر محرم کے خواتین کے لیے سفر شرعی سے زیادہ مسافت والا سفر کرنا جائز نہیں ہے، نیز ٹرین میں بھی ہوائی جہاز کی طرح کیبن میں دو ڈرائیور ہوتے ہیں تو خلوت بالاجنبی کا بھی اندیشہ ہے، پس خواتین کے لیے ٹرین چلانے کی ملازمت جائز نہیں ہونی چاہیے۔

مسلم شریف میں ہے: ''عن ابن عمر عن النبی ﷺ قال: لا یحل لامرأة تؤمن بالله والیوم الآخر أن تسافر مسیرة ثلاث لیال، إلا ومعها ذو محرم'' (صحیح مسلم، رقم الحدیث:۱۳۳۸)۔

استذکار میں ہے:'' والذی جمع معانی آثار هذا الحدیث علی اختلاف ألفاظه أن تکون المرأة تمنع من کل سفر یخشی علیها فیه الفتنة، إلا مع ذی محرم أو زوج قصیرا کان السفر او طویلا'' (الاستذکار ۸/ ۵۳۳)۔

محیط برہانی میں ہے:'' لا تسافر المرأة من غیر محرم ثلاثة أیام فما فوقها'' (المحیط البرہانی ۵/ ۳۹۴)۔

مسلم شریف میں ہے: '' لا یدخلن رجل بعد یومی هذا علی مغیبة، إلا ومعه رجل أو اثنان'' (صحیح المسلم رقم الحدیث:۵۸۰۶)۔

مشکوۃ شریف میں ہے:" **لا یخلون رجل بامرأۃ، إلا کان ثالثھما الشیطان**" (رواہ الترمذی، مشکاۃ المصابیح، رقم الحدیث:۵۸۰۶)۔

۶- خواتین کا ٹی ٹی کی ملازمت میں خدشہ یہ ہے کہ ٹرین کا سفر عمومی طور پر سفر شرعی کی مسافت سے زیادہ کا ہوتا ہے اور خواتین کا بغیر محرم کے سفر شرعی کی مسافت کے بقدر یا اس سے زیادہ کا سفر شرعاً ممنوع ہے۔

''تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق''میں ہے:" **أما اشتراط الزوج أو المحرم للمرأۃ فی السفر وھو علی مسیرۃ ثلاثۃ أیام فصاعدا؛ ولقولہ ﷺ: لا یحل لامرأۃ تؤمن باللہ والیوم الآخر أن تسافر سفرا یکون ثلاثۃ أیام فصاعدا، إلا ومعھا أبوھا أو ابنھا أو زوجھا أو اخوھا أو محرم منھا**" (رواہ مسلم وابوداؤد، تبین الحقائق شرح کنز الدقائق ۵/۲)۔

نیز اس ملازمت میں اختلاط جنسین اور عورت کا اجنبی مردوں سے ہم کلام ہونا لازم آئے گا اور خلوت بالاجنبی کا بھی اندیشہ ہے، جو شرعاً حرام ہے، اس بنا پر یہ ملازمت ناجائز ہونی چاہیے۔

۷- خواتین کا ریلوے اسٹیشن یا ایئرپورٹ اور ہوائی اڈوں پر ٹکٹ کاٹنے کی ملازمت میں خواتین کیلئے طے کردہ شرعی شرائط کا لحاظ نہیں ہوتا ہے؛ اس لیے کہ ہوائی اڈوں پر کارکنان کا اپنا ایک مخصوص ڈریس کوڈ ہوتا ہے جو شرعی پردے کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتا ہے، نیز اس ملازمت میں خواتین کا اجنبی مردوں سے اختلاط بھی ہوتا ہے، بلکہ ہم کلامی بھی ہوتی ہے جو بلاضرورت شرعاً ممنوع ہے۔

مسلم شریف میں ہے:"**صنفان من أھل النار لم أرھما، قوم معھم سیاط کأذناب البقر یضربون بھا الناس، ونساء کاسیات عاریات ممیلات مائلات رؤوسھن کأسنمۃ البخت المائلۃ، لا یدخلن الجنۃ، ولا یجدن ریحھا وإن ریحھا لیوجد من مسیرۃ کذا وکذا**" (مسلم شریف، رقم الحدیث:۲۱۲۸)۔

شامی میں ہے:" **النظر إلی وجہ الأجنبیۃ الحرۃ لیس بحرام، ولکنہ یکرہ لغیر حاجۃ وظاھرہ الکراھۃ ولو بلا شھوۃ وإلا فحرام، وأما فی زماننا فمنع من الشابۃ لا؛ لأنہ عورۃ، بل لخوف الفتنۃ**" (ردالمحتار ۵/۲۷۳)۔

☆☆☆

خواتین کی ڈرائیونگ سے متعلق بعض مسائل

مولوی محمد شمس قمر☆

۱- اللہ تعالی نے جس طرح انسانوں اور حیوانوں کے لیے الگ الگ حقوق اور احکام اتارے ہیں اسی طرح مردوں اور عورتوں کے بھی احکام میں بعض جگہ تخلیقی مقاصد کے پیش نظر تفریق رکھی ہے۔

"والرجل راعٍ على أهل بيته؛ والمرأة راعية على بيت زوجها وولده، فكلكم راعٍ وكلكم مسؤول عن رعيته" (بخاری شریف ۲۵۵۴۔مسلم شریف ۱۸۲۹)، مردوں کی ساخت اور بناوٹ کی وجہ سے مردوں کو ایسے امور کا پابند بنایا ہے جو ذرا سخت اور دشوار ہو اس کے بالمقابل عورتوں کی تخلیق میں اللہ نے لچک اور نزاکت کا پہلو رکھا ہے اسی وجہ سے عورتوں کے لیے ایسا نظام بنایا گیا جس سے عورت حتی الامکان گھروں سے باہر نہ نکلیں اور اس کی اکثر ضروریات مرد کے ذمہ کردی گئیں۔فرمایا گیا: **"الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ "** (سورۂ نساء:۳۴)، لہذا بنیادی طور سے شریعت کا مزاج یہ ہے کہ عورت امور خارنہ داری کے علاوہ کی ذمہ داری اپنے اوپر نہ لیں اور نہ اس سلسلہ میں تگ ودو کریں۔یہی وجہ ہے کہ فرمایا گیا: **"صلاة المراة فی بیتھاأفضل من صلاتھا فی حجرتھا وصلاتھا فی مخدعھاأفضل من صلاتھا فی بیتھا"**

(ابوداؤد، باب ماجاء فی خروج النساء إلی المسجد ۱-۹۴ رحمانیہ)۔

اسی طرح قرآن پاک کی آیت: **"وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ "** (سورۂ احزاب:۳۳) کے تحت تفسیر میں فرمایا گیا کہ بلاضرورت گھر سے باہر نہ نکلیں۔

"فدلت الآية على أن الأصل فی حقھن الحجاب بالبیوت والقرار بھا ولکن یستثنی منه مواضع الضرورة فیکتفی فیھا الحجاب.....فعلم أن حکم الآیة قرار ھن فی البیوت، إلا لمواضع الضرورة الدینیة" (احکام القرآن محمد شفیع، سورۂ احزاب ۳۳)۔

اور **''کشاف القناع''** کے حوالے سے ہے: **"ویحرم علیھا الخروج بلا إذنه، ھذا إذاقام الزوج**

☆ تخصص فی الفقہ الفقہ الإسلامی (سال دوم) دارالعلوم وقف دیوبند۔

بحوائجهاالتی لابدلها منها، وإن لم یقم بحوائجها، فلا بد لها من الخروج"(کشاف القناع عن متن الإقناع ۱۹۷/۵ دارالکتب العلمیۃ)۔

مذکورہ دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ اولاعورت گھروں میں رہنے کو پسند کریں اور ضروریات کے لئے نکلنا ہوتو اس کی بھی اجازت ہے۔

اب ضرورت کی تکمیل کے لیے ہم زمانہ اسلام میں عورتوں کی طرف نظر کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی احوال کی موافقت کے ساتھ اپنی اپنی ضروریات کے لیے نکلا کرتی تھیں۔ جیسا کہ بخاری اور مسلم کی ایک روایت ہے، حضرت ابوہریرہؓ اس کے راوی ہیں:

"**قال رسول اللہ ﷺ خیر نساء رکبن الإبل نساء قریش أحناہ علی ولد فی صغرہ،وأرعاہ علی زوج فی ذات یدہ ای فی مالہ**"(بخاری حدیث نمبر:۳۴۳۴،مسلم فی فضائل الصحابہ ۲۵۲۷)۔

اسی طرح سیدہ ام حرام بنت ملحان ہیں جن کا واقعہ بھی مشہور ہے کہ معاویہ بن ابی سفیان کے دور امارت میں جہاد میں شریک ہوئیں اور دریا پار کرنے کے بعد سواری سے گر کر شہید ہوگئیں (موطاامام مالک حدیث نمبر:۶۲۹)۔

اسی طرح کے بہت سے واقعات ہیں خواہ جنگ کے ہوں یا امن کے، عورتوں کے اونٹ کی سواری یا دوسری سواری کا تذکرہ ان میں ملتا ہے جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوا ہے۔

"**عن عدی بن أبی حاتم قا ل النبی ﷺ: فإن طالت بک حیاۃ لترین الظعینۃ ترتحل من الحیرۃ حتی تطوف بالکعبۃ لاتخاف أحدا، إلا اللہ والظعینۃ: المرأۃ فی الھودج**" (بخاری حدیث نمبر:۳۵۹۵ مسلم حدیث نمبر:۱۰۱۶)۔

یہ حدیث اس بات پر کم از کم دلالت کرتی ہے کہ عورت ہودج میں پردہ کہ ساتھ سفر کرسکتی ہے۔ لہذا موجودہ حالت میں ضرورت کے بقدر پردہ کے ساتھ سفر کی اجازت پر غور کرتے ہیں تو عورتوں کے لیے ایسے دو پہیے والی گاڑی کا استعمال جائز ہے جس میں مردوں کی مشابہت نہ آتی ہو، اس میں اسکوٹر کی ہیئت مناسب ہے البتہ موٹر سائیکل مناسب نہیں ہے اس لیے کہ اس میں بظاہر مردوں کی مشابہت ہے اس لیے کہ عورت کا طور طریق سکون اطمینان اور حیا سے مرکب ہے جو موٹر سائیکل سے مفقود ہوجاتا ہے۔

" **لعن رسول اللہ ﷺ المتشبھین من الرجال بالنساء والمتشبھات بالرجال** "(بخاری کتاب اللباس حدیث نمبر:۵۸۸۵)۔

مذکورہ حدیث میں ہودج کوسواری میں پردہ کےطور پر مانا گیا ہے ایسے ہی کار کی ڈرائیونگ بہت بہتر ہے جس میں باہر والوں کو اندر بیٹھے لوگ نہ دکھیں تو اندر پردہ کے ساتھ ڈرائیونگ کی جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

شریعت نے عورتوں کو خود اپنی ضروریات کی کفالت کرنے کے لیے اپنی گاڑی یا ایسی گاڑی جس میں وہ خود اکیلی ہوں یا محرم ہو تو اس کی اجازت دی ہے اس کے علاوہ دوسری گاڑیاں مثلاً ٹیکسی، بس اور لاری وغیرہ چلانے کی اجازت نہیں دی، اس لیے کہ اس میں خلوت بالاجنبی اور غیر محرم کے ساتھ اختلاط کا اندیشہ قوی ہی نہیں بلکہ یقینی ہوتا ہے۔ اس لیے کہ ٹیکسی اور بسیں عام لوگوں کے لیے ہوتی ہیں اور ان میں بیٹھنے والے غیر محرم بھی ہوتے ہیں۔ ہو سکے کچھ پردہ کا اہتمام ہو بھی جائے لیکن خلوت بالاجنبی وغیرہ سے بچنا ممکن نہ ہوگا۔

"**ولهذا لا يجوزلهاالخروج وحدها والخوف عند اجتماعهن أكثر، ولهذا حرمت الخلوة بالأجنبي**" (بدائع ۲/۲۹۹)۔

اس لیے جن صورتوں میں عورتوں کو گاڑی چلانے کی اجازت ہے وہ بغیر محرم کے مسافت شرعی سے کم کی صورت میں ہے۔ اور مسافتِ شرعی میں محرم کے ساتھ اجازت ہوگی بغیر محرم کے اجازت نہیں ہوگی۔

"**عن ابی هريرةؓ عن النبی ﷺ: لايحل لإمرأة أن تومن بالله واليوم الأخر أن تسافر مسيرة ثلاث ليا ل، إلا ومعها ذو محرم**" (مسلم شریف، حدیث نمبر: ۱۳۳۸)۔

نوٹ: البتہ ٹیکسی اور بس ایسی ہو جس میں صرف عورتوں کے لانے اور لے جانے کا اہتمام ہو، مثلاً مدرسہ البنات کی گاڑیاں ہوں، ایسے ہی لاری ہو جس میں مکمل پردہ ہو اور اس میں کوئی دوسرا نہ ہو اور سفر بھی پر امن راستے کا ہو، طویل مسافت نہ ہو تو اجازت دی جاسکتی ہے؛ لیکن اس میں مفسدات بہت زیادہ ہیں اس لیے کراہت سے خالی نہ ہوگا۔

"**المرأة عرضة للفتنة و بالنساء تزداد الفتنة ولا ترتفع، إنما ترتفع بحافظ يحفظها ولا يطمع فيها وذالک المحرم**" (المبسوط للسرخسی ۴/۱۰۰، بیروت)۔

۲- ذکر کردہ سابق مسئلہ میں اس بات کی وضاحت کی گئی تھی کہ سفر شرعی سے کم مقدار مسافت میں عورت کو تنہا سفر میں گاڑی چلانے کی اجازت ہے لیکن گاڑیوں کی اقسام کے اعتبار سے حکم بھی الگ الگ لگائے گیے، اسی طرح اس سوال میں بھی محرم کے ساتھ یا شوہر کے ساتھ سفر کے باوجود احکام الگ الگ ہوں گے۔

سب سے پہلے وہ گاڑیاں ہماری بحث کا حصہ ہیں جو ذاتی استعمال کی ہیں اور ان میں مردوں کی مشابہت نہیں ہوتی ہے جیسے اسکوٹی کار ہے، اس کی ڈرائیونگ میں کوئی حرج نہیں ہے اگر تنہا ہو تو مقدار مسافت سے کم میں ہی گاڑی چلائے اور

اگر شوہر ساتھ ہو یا محرم ساتھ ہو تو اس صورت میں سفر شرعی کی مقدار سے زیادہ گاڑی چلانے کی اجازت ہے۔

"عن ابن عمرؓ عن النبی ﷺ قال: لا تسافر المرأة ثلاثة أيام، إلا مع ذی محرم" (صحیح البخاری حدیث نمبر:۱۰۸۶)۔

"واما التقدير بثلاثه أيام فهو ظاهر المذهب وهو الصحيح لإشارة قوله ﷺ يمسح المقيم يوماً وليلة والمسافر ثلاثة أيام ولياليها ومن ضروراته عموم التقدير الخ" (البحر الرائق ۲/ ۴۷، ۲۴۷)۔

وہ گاڑیاں جن میں مردوں کی مشابہت ہے وہ نہ تو محرم کے ساتھ چلانا درست ہے اور نہ ہی محرم کے بغیر اس لیے کہ اس میں عورت کے مردوں کی مشابہت کی وجہ سے کراہت ہے۔

"وفی الدر (قوله للحديث) وهو: لعن الله الفروج على السروج ذخيره – لكن نقل المدينى عن أبى الطيب انه لا أصل له يعنى بهذا اللفظ، وإلا فمعناه ثابت ففى البخارى وغيره لعن رسول الله ﷺ المتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال ولطبرانى ان إمراة مرت على رسول الله ﷺ متقلدة قوسا فقال لعن الله المتشبهات من النساء بالرجال والمتشبهين من الرجال بالنساء قوله ولو لحاجه غزو إلى اخره" (کتاب الحظر والاباحۃ ۶/ ۴۲۳ سعید)۔

حدیث بالا سے معلوم ہوا کہ موجودہ دور میں جو گاڑیاں مردانہ ہیں، یعنی وہ اپنی ہیئت اور ساخت میں مردوں کے لیے ہیں ان کی ڈرائیونگ خواہ محرم کے ساتھ ہو یا محرم کے بغیر ہو سفر شرعی کی مدت سے کم میں ہو یا زیادہ میں بہر تمام صورت ناجائز ہے۔

" نهى رسول الله ﷺ: ذوات الفروج أن يركبن السروج "(الدرایہ تخریج احادیث الھدایہ ۲/ ۱۷)۔

وہ گاڑیاں جو پبلک ٹرانسپورٹ کی ہوتی ہیں یا شہروں میں سواریوں کو لانے اور لے جانے کے لیے ہوتی ہیں اس کی ڈرائیونگ نہ تو سفر شرعی سے کم میں جائز ہے اور نہ ہی محرم کے ساتھ سفر شرعی سے زائد میں جائز ہے اس لیے کہ پبلک ٹرانسپورٹ میں محرم کے ساتھ بھی امن کا بحال ہونا دشوار ہوتا ہے، اس لیے کہ ایسی جگہوں پر ہمیشہ فتنہ کا خطرہ بنا رہتا ہے۔

"ولنا ما رؤيه عن ابن عباسؓ عن النبى ﷺ الا لا تحجن إمرأة إلا ومعها محرم وعن النبى ﷺ قال: لا تسافر إمرأة ثلاثه أيام، إلا ومعها محرم او زوج ولأنها اذا لم يكن معها زوج ولا محرم لا يؤمن عليها إذ النساء لحم على وضم إلا ما ذب عنه، ولهذا لا يجوز لها الخروج وحدها" (بدائع ۲/ ۱۲۳ الناشر دار الکتاب العربی)۔

"والذی جمع معانی الآ ثار الحدیث علی اختلاف الفاظه أن تکون المرأة تمنع من کل سفر یخشی علیها فیه الفتنه، إلا مع ذی محرم أو زوج قصیرا کان السفر او طویلا"۔

اوراحادیث کی روشنی میں اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے عورتوں کو باہر نکلنے کی اباحت کو بقدر ضرورت رکھا ہے اور خود کی کار سے یا اسکوٹی سے ضروریات کی تکمیل تک تو مباح ہونا اصل حدیث سے درست معلوم ہوتا ہے لیکن اس سے ایک قدم آگے بڑھ کر پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیونگ کی اجازت مفاسد کثیرہ کی وجہ سے محرم کے ساتھ بھی قابل توجہ ہے۔ ہاں اگر ملازمت کی ایسی ضرورت ہی پیش آجائے جس میں نفقہ ضروریہ کی کفالت خود کے ذمہ آجائے دوسرا کوئی راستہ نظر نہ آئے تو محرم کے ساتھ پبلک ٹرانسپورٹ کی اجازت دی جائے گی۔

"إن الضرورة تبیح المحظور سواء کان الاضطرار للفرد أو للجماعة، والحاجة لا تبیح المحظور إلا للجماعة، والحاجة إذا عمَّت کانت کالضرورة" (القواعد الفقہیۃ وتطبیقاتہا فی المذاہب الأربعۃ ۱/ ۲۹۰ دار الفکر-دمشق)۔

"والأصل فی الأشیاء" (الاباحۃ قواعد الفقہ ۱/ ۵۹ صدف پبلشرز کراچی)۔

یعنی چونکہ باضابطہ شریعت میں عورتوں کو پردہ کے ساتھ ملازمت کرنے کو منع نہیں کیا ہے تو اس صورت میں بھی پردہ کا استعمال کر کے محرم کے ساتھ سفر شرعی سے کم مدت میں اور زیادہ مدت میں دونوں صورتوں میں اجازت ہوگی۔

۳- سفر شرعی میں محرم کے بغیر سفر کے تعلق سے فقہاء کرام کی عبارتوں کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ شوافع اور مالکیہ کے نزدیک عورت حج کے سفر میں محرم کے بغیر ثقہ اور مامون عورتوں کی جماعت کے ساتھ سفر کر سکتی ہے۔

شیخ وہبہ زحیلیؒ فقہ مالکی کے حوالے سے لکھتے ہیں: **"أوجب مالکیۃ علیها الحج مع رفقة مامونة من النساء فقط او الرجال فقط او المجموع من الجنسین ودلیل الشافعیة والمالکیة عموم آیة: وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا"** (سورۂ آل عمران: ۹۷)، **"فاذا أمنت المرأة الفساد علی نفسها لزمها الحج"** (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۳/ ۳۶)۔

" والمشهور تسافر فی الفریضة خاصة، ثم قال: ونقل صاحب الإکمال الاتفاق علی المنع فی غیر الفریضة " (مواہب الجلیل فی شرح مختصر الخلیل ۲/ ۵۲۳)۔

شوافع کے دلائل:

"وقال الشافعیة: لا یجب الحج علی المرأة، إلا إذا وجدت من یخرج معها للحج من محرم لها او زوج أو نسوة ثقات إلی أن قال: وهذا الجواز فی فریضة الحج، أما فی حج التطوع فلابد لها من

زوج أو محرم ولا تكفى رفقة النساء فى مذهب الشافعية الأم للشافعى" (۲/۱۱۷، المجموع ۷/۶۴)۔

"**أوجب الشافعية على المرأة الحج مع نسوة ثقات لا مع واحدة** " (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۳/۳۶)۔

لیکن حج فرض کے علاوہ نفلی حج، عمرہ، تجارت، زیارت، سیاحت اور طلب علم جیسے اسفار محرم کے بغیر نہیں کرسکتی۔

''**ذهب الفقهاء إلى أنه ليس للمرأة ان تسافر بغير الفرض كحج التطوع والزياره والتجاره والسياحة وطلب العلم ونحو هذا من الأسفار الذى ليست واجبة، إلا مع زوج او محرم قال النووىؒ: اتفق العلماء على انه ليس لها ان تخرج فى غير الحج والعمرةإلا مع ذى محرم** '' (الموسوعۃ الفقہیہ ۳۶/۲۰۶)۔

مذکورہ دلائل سے معلوم ہوا کہ شوافع اور مالکیہ کے یہاں فرض حج میں محرم کے بغیر عورتوں کی جماعت میں عورت کو جانے کی اجازت ہے، البتہ فرض حج کے علاوہ دوسرے اسفار میں محرم کا ہونا ضروری ہے لیکن احناف وحنابلہ کے یہاں فرض حج کے سفر میں بھی عورتوں کی جماعت کے ساتھ سفر کرنا جائز نہیں ہے۔

"**عن عبد الله بن عمرؓ قال: قال رسول الله ﷺ:لا تسافر المرأة ثلاثه أيام، إلا مع ذى محرم**" (صحیح البخاری ۱/۱۴۷، مسلم ۱/۴۳۳)۔

"**أما شرائط الزوج أو المحرم للمراة فى السفر وهو على مسيرة ثلاثه أيام فصاعدا فلقوله ﷺ لا يحل لإمرأة تؤمن بالله واليوم الأخر ان تسافر سفرا يكون ثلاثة أيام فصاعدا، إلا ومعها أبوها أو إبنها أو زوجها أو أخوها أو محرم منها رواه مسلم وابو داؤد، فقال عليه الصلاه والسلام: لا تسافر المرأة ومعها ذو محرم** "(تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق ۲/۵)۔

" **واختلفوا من هذا الباب فقال مالک والشافعى ليس من شرط الوجوب ذلک وتخرج المرأة إلى الحج اذاوجدت رفقة مامونة فقال أبوحنيفة وأحمد وجماعة وجود ذى المحرم و مطاوعته لها شرط فى الوجوب**"(بدایۃ المجتہد ۱/۳۲۲)۔

مذکورہ فقہاء کے دلائل کا تجزیہ کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ احناف کے نزدیک کسی بھی صورت میں محرم کے بغیر سفر کی اجازت نہیں ہے اور شوافع کے یہاں عورتوں کی جماعت کے ساتھ فرض حج کے سفر کی اجازت ہے امام مالک کے یہاں عورتوں کی جماعت ہو یا مردوں کی جماعت یا جنس مختلف کی جماعت ہو، امن کے ساتھ ہو تو سفر حج میں جاسکتی ہے قریب اسی طرح کی بات مذہب حنبلی میں بھی ہے۔

لیکن کسی کے یہاں بھی عام سفر کی اجازت محرم کے بغیر نہیں ہے۔

لہذا پبلک ٹرانسپورٹ میں استعمال ہونے والی گاڑیوں کی ڈرائیور کو اس مسئلہ پر قیاس کر کے ڈرائیونگ کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

۴- فقہاء کرام نے ضرورت کی وجہ سے عورتوں کو گھروں سے باہر نکلنے کی اجازت دی ہے اور یہ بھی اجازت دی ہے کہ پردے کے مکمل اہتمام کے ساتھ جو مقدار مسافت شرعی ہے اس سے کم میں اسکوٹی، کار چلا کر اپنی ضروریات کے لیے جاسکتی ہیں

"**قال العلامه ابن عابدين: و حيث أبحنا لها الخروج فبشرط عدم الزينة فى الكل وتغيير الهيئة إلى ما لا يكون داعية إلى نظر الرجال واستمالتهم، ولكن يخرجن وهن تفلات**" (ردالمحتار ۴/ ۲۹۴ مطلب فی منع الزوجۃ نفسھا لقبض المہر)۔

"**وهو ثلاثه أيام ولياليها، فيباح لها الخروج إلى ما دونه لحاجة بغير محرم**" (ردالمحتار، کتاب الحج ۸/ ۱۳۱)۔

لیکن سفر شرعی کی مقدار مسافت سے زیادہ کا سفر بغیر محرم کے بالغ عورت کے لیے کسی بھی اعتبار سے جائز نہیں ہے خواہ وہ سفر دینی مقصد کے لیے ہی ہو، فقہائے کرام نے حج جیسا متبرک سفر راستے کے امن کے یقین دہانی کے باوجود اجازت نہیں دی ہے اور ظاہر سی بات ہے کہ پائلٹ خواہ ملک کے اندر جہاز چلائے یہ غیر ملکی سفر کرے دونوں صورتوں میں پرواز بھرنے اترنے کے مسافت سفر شرعی سے زیادہ ہوتی ہے جس کی بنیاد پر عورت کو پائلٹ بننے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

اور سکیوریٹی کی یقین دہانی اسی طرح حفاظت کے تمام طریقے اختیار کرنے کے باوجود غیر محرم کی مصاحبت اور سفر شرعی سے زیادہ کی مسافت یہ دونوں ایسی علتیں ہیں جس کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا اور ان کے ہوتے ہوئے کسی بھی طرح کی گنجائش بعید ہے ہاں اگر پائلٹ عورت کے ساتھ محرم ساتھ ہو تو گنجائش ہوگی لیکن اس کے امکانات کم ہوتے ہیں بات گنجائش کی اس لیے ہے کہ پھر بھی بطور ملازمت کے پائلیٹ بننا مفسدات سے خالی نہیں ہے اس کے علاوہ دوسری ملازمت اختیار کی جاسکتی ہے جہاں مرد وزن کی آمد واجتماع کا اندیشہ کم ہو۔

"**عن ابن عمرؓ عن النبى ﷺ قال: لا يحل لإمرأة تؤمن بالله واليوم الأخر أن تسافر مسيره ثلاث، إلا ومعها ذو محرم**" (مسلم حدیث نمبر: ۱۳۳۸)۔

"**عن ابن عمر عن النبى ﷺ قال: لا تسافر المرأة ثلاثه أيام إلا مع ذى محرم**" (بخاری: ۱۰۸۶)۔

۵- عورتوں کی ملازمت کے تعلق سے بات واضح رہے کہ فقہا نے سخت مجبوری کی حالت میں بہت سی قیودات کے ساتھ اس کی اجازت دی ہے لیکن ٹرین میں ڈرائیونگ کے دوران ان شرائط کا لحاظ نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ کیبن میں کچھ متعین نہیں ہوتا کہ ساتھ میں عورت ہی ڈرائیور ہوگی یا کوئی غیر محرم ساتھ ہوگا اسی طرح یہ سفر بھی اپنی ڈیوٹی کے لحاظ سے مسافرت شرعی کی مدت سے زیادہ کا ہوتا ہے جس میں عورت کو اجازت نہیں دی جاسکتی اسی طرح اس ملازمت میں روٹ اور ٹرین اسٹیشن کی جانب سے طے ہوتا ہے جس کی وجہ سے رات اکیلے کسی دوسرے شہر میں گزارنا ہوتا ہے اسی طرح بعض دفعہ انسانی ضروریات سے فارغ ہونے کے لیے انجن میں نظم نہ ہونے کی وجہ سے کسی بھی جگہ جنگل میں یا غیر آباد علاقے میں باہر نکل کر ضرورت کی تکمیل ہوتی ہے، کسی بھی جگہ جنگل میں گھنٹوں گاڑی روک دی جاتی ہے اور عزت وآبرو کی حفاظت کا کوئی بندوبست نہیں ہوتا اس اعتبار سے عورت کو اس کی اجازت نہیں دی جاسکتی مزید یہ کہ اس سے شوہر والی خاتون سے حقوق زوج میں کوتاہی بھی ہوگی۔

خلاصہ یہ ہے کہ اولاً سفر شرعی پھر اس کے علاوہ دوسرے مختلف مفسدات جو بالکل واضح ہیں کہ پائے جانے کی وجہ سے عورت کو ٹرین ڈرائیونگ کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

"ویکرہ حضورھن الجماعہ ولو لجمعة وعید ووعظ مطلقا ولوعجوزا لیلا علی المذھب المفتی بہ لفساد الزمان" (شامی، باب الامامۃ ۱/۵۳۹)۔

"ولا یاذن لھا بالخروج الی المجلس الذی یجتمع فیہ الرجال والنساء فیہ من المنکرات کالتصدیہ ورفع الاصوات المختلفہ واللعب" (البریقۃ المحمودیہ ۴/۱۵۵، ۱۵۶ نقلاً عن احسن الفتاوی ۸م ۵۰، ۵۱)۔

۶- کسب معاش انسانی ضرورتوں میں سیا یک انتہائی اہم ضرورت ہے اس کی ذمہ داری مردوں پر رکھی گئی ہے فرمایا:

"الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاء" (نساء: ۳۴)۔

بہت دفعہ ایسے امور سامنے آجاتے ہیں جن میں شریعت عورتوں کو بھی کسب معاش کی اجازت دیتی ہے مثلاً عورت کا کوئی کفیل نہ ہو عورت بیوہ ہو یا متعلقہ ہو یا شوہر ایسا اپاہج ہو کہ کمانے کے لائق نہ ہو ایسی صورت میں دوسروں کے سامنے دست سوال دراز کرنے سے بہتر ہے کہ عورت ملازمت اختیار کرے ایسے موقع سے شریعت چند شرائط کے ساتھ اس کی اجازت دیتی ہے۔

"عن ابن عمرؓ مرفوعا لیس للنساء نصیب فی الخروج، إلا مضطرة" (طبرانی کنز العمال ۱۶/۶۳۱)۔

"وعسی لا تجد من یکفیھا مئونتھا تحتاج إلی الخروج لنفقتھا" (فتح القدیر ۳/۳۴۳)۔

یوں تو قران وحدیث کی روشنی میں مختلف شرائط ہیں لیکن مجموعی طور سے ہے کہ ہر اعتبار سے خود کو پردہ میں رکھیں۔

"قال العلامه ابن عابدين: و حيث أبحنا لها الخروج فبشرط عدم الزينة فى الكل وتغيير الهيئة إلى ما لا يكون داعية إلى نظر الرجال واستمالتهم، ولكن يخرجن وهن تفلات" (ردالمحتار ۴/ ۲۹۴ مطلب فی منع الزوجۃ نفسھا لقبض المہر)۔

مذکورہ دلائل کی روشنی میں دیکھتے ہیں کہ ٹی ٹی کی ملازمت ان شرائط پر نہیں اترتی ہیں جن کی شریعت نے حد بندی کی ہے ظاہر ہے کہ یہ کام ہی ایسا ہے جس میں مردوں کے ساتھ ہونا ہوتا ہے اور بار بار سوالات کے ذریعے تحقیق وتفتیش بھی کی جانی ہوتی ہے جب کہ شریعت نے اختلاط اور گفتگو سے دونوں سے منع کیا ہے۔

"إِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِى فِى قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَعْرُوفًا" (سورۂ احزاب:۳۲)۔

"ولا ياذن لها بالخروج الى المجلس الذى يجتمع فيه التجار والنساء فيه من المنكرات كالتصديه ورفع الاصوات المختلفه واللعب " (البریقۃ المحمودیہ ۴/ ۱۵۵، ۱۵۶ نقلاعن احسن الفتاوی ۸م۔ ۵۰، ۵۱)۔

اور بعض دفعہ ڈیوٹی کی وجہ سے سفر مسافرت شرعی سے زیادہ کا ہو جاتا ہے جس کی قطعا اجازت نہیں ہے۔

"عن ابن عمرؓ عن النبى ﷺ: لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الاخر ان تسافر مسيره ثلاث ليال، إلا ومعها ذو محرم" (مسلم شریف ۱۳۳۸)۔

۷- عورت کے لیے مجبوری کی حالت میں کسب معاش کے لیے نکلنا جائز ہے لیکن فقہاء کے جو شرائط ہیں اس کا اہتمام ضروری ہے ریلوے ٹکٹ ایسے ہی فلائٹ ٹکٹ جاری کرنے میں خواتین کے لیے الگ الگ کیبن ہوتا ہے یا مرد ملازمین کا کاؤنٹر قریب نہیں ہوتا اس لیے پردے کے اہتمام کے ساتھ ٹکٹ جاری کرنا درست ہوگا اور بقدر ضرورت کلام کی بھی گنجائش ہوگی۔

"إِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِى فِى قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَعْرُوفًا" (سورۂ احزاب :۳۲)۔

"فانا نجيز الكلام مع النساء والأجانب ومحاورتهن عند الحاجة إلى ذلک ولا نجيزهن رفع اصواتهن " (ردالمحتار ۱/ ۴۰۶ سعید)۔

اور اگر حالات ایسے ہوں کہ چہرے پر پردے کی کوئی صورت نہ بنتی ہو یا حکومت کی جانب سے پردہ پر پابندی ہو تو

اس ملازمت کی اجازت نہیں دی جاسکتی اس لیے کہ شریعت نے بقدر ضرورت ہنگامی حالت میں چہرہ کھولنے کی اجازت دی ہے اسے عمومی حالت پر محمول کرنا درست نہیں ہے اس لیے کہ فتنے کا سبب ہے اس پس منظر میں ٹکٹ کاؤنٹر کی ملازمت جائز نہ ہوگی۔

"**فان خاف الشهوه لم ينظر من غير حاجة**"(ہدایہ ۴/ ۸۳ المکتبۃ الاسلامیہ)۔

" **فَإِنْ كَانَ لَا يَأْمَنُ الشَّهْوَةَ لَا يَنْظُرُ إِلَى وَجْهِهَا إِلَّا لِحَاجَةٍ**"(العنایہ، فصل فی الوطی والنظر واللمس ۱۴/ ۲۲۹)۔

☆☆☆

خواتین کی ڈرائیونگ-شرعی احکام

مفتی عبدالغفار قاسمی اندوری☆

اسلام میں جو مقام عورت کو حاصل ہے اس کا عشر عشیر بھی کسی اور مذہب میں نہیں ہے، اسلام نے عورت کے ہر کردار یعنی بیٹی، بہن، ماں، بیوی وغیرہ کے حقوق کی مکمل حفاظت فرمائی ہے، اور عزت وشرافت کا وہ بلند مقام عطا کیا جو صرف اسلام ہی کا خاصہ ہے، اگر عورت ماں بنتی ہے تو اس کے پیروں تلے جنت ہے، اگر بیوی بنتی ہے تو اپنے شوہر کے نصف ایمان کو مکمل کرتی ہے، اگر بیٹی بنتی ہے تو اپنے والدین کو جنت میں لے جانے کا ذریعہ بنتی ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: "لاَ يَكُونُ لأَحَدِكُمْ ثَلاَثُ بَنَاتٍ أَوْ ثَلاَثُ أَخَوَاتٍ فَيُحْسِنُ إِلَيْهِنَّ، إِلاَّ دَخَلَ الْجَنَّةَ"(سنن الترمذی ۳/۳۸۲)۔

"عن أنس بن مالک ؓ :مَنْ عَالَ جَارِيَتَين حتَّى تَبلُغَا جاء يَومَ القِيَامَة أَنَا وَهُو وضَمَّ أَصَابِعَه"(صحیح مسلم رقم ۲۶۳۱)۔

اسلام نے عورت پر ایک بڑا احسان یہ فرمایا کہ اس کی فطری صلاحیتوں، جسمانی ساخت، مزاج وطبیعت اور قوت عمل کے اعتبار سے گھر کی ملکہ بنایا، تاکہ وہ ترجیحی طور پر امور خانہ داری کو انجام دے اور مرد کے کمائے ہوئے مال سے گھر کا انتظام کرے۔ جبکہ کسب معاش کی دشوار گزار ذمہ داری مرد کے سپرد کی اور عورت کو کسب معاش کی تگ ودو سے بالکل فارغ البال رکھا، اس لیے کہ ذمہ داریوں کے لحاظ سے مساوات نہیں ہے، مرد قوام اور مضبوط ہیں، جبکہ عورت صنف نازک ہے ارشاد ربانی ہے:"الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاء بِمَا فَضَّلَ اللّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَبِمَا أَنفَقُواْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ"(سورۂ نساء:۳۴) لطیف انداز میں مقام اور ذمہ داری دونوں کو علی الاعلان پیش کر رہا ہے۔

لیکن ان سب کے باوجود آج کے ماڈرن دور میں عورتیں بھی مردوں کے شانہ بشانہ کام کرنا چاہتی ہیں، کسب معاش میں مردوں سے کسی طرح پیچھے رہنا نہیں چاہتیں، چنانچہ بہت سی خواتین ملازمتوں سے وابستہ ہو رہی ہیں یا وابستہ ہونے کی جدوجہد میں لگی ہوئی ہیں اور حکومت بھی عورتوں کی ملازمت پر توجہ دے رہی ہے، ملازمت کے سرکاری اور غیر

☆ استاذ جامعہ مختار العلوم، سیرپور بانک اندور، مدھیہ پردیش۔

سرکاری دونوں ہی شعبوں میں صنف نازک اس کی نزاکت، حسن وزیبائش اور قلت تنخواہ کے پیش نظر بہت تیزی سے داخل کی جارہی ہیں، انہی شعبوں میں ایک شعبہ ڈرائیونگ کا بھی ہے، پہلے خواتین نے اپنے کاموں کے لئے گاڑی کا استعمال شروع کیا اور اب بڑے پیمانے پر ملازمت کے باب میں بھی حصہ لے رہی ہیں، جب کہ اسلام نے ان کے تحفظ کے پیش نظر انہیں ''قرار فی البیت'' کا حکم دیا تھا، ان حالات میں مفتیان عظام اور علماء محققین کا دینی فریضہ ہے کہ اجتماعی غور وفکر کر کے مسئلے کی صحیح تصویر پیش کریں، اسی کے پیش نظر اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا نے اپنے ۳۳ویں فقہی سیمینار کے موضوعات میں اسے بھی اہمیت کے ساتھ جگہ دی ہے۔

۱- گاڑی چلانا فی نفسہ ایک مباح امر ہے، لیکن اصولی طور پر عورت کے لیے حکم یہ ہے کہ اپنے گھر میں ہی رہے بلا ضرورت گھر سے باہر نہ نکلے، جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے:'' **وقرن فی بیوتکن ولا تبرّجن تبرّج الجاهلية الأولى**''(سورۂ احزاب:۳۳)۔

حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز کے معاملہ میں بھی یہ پسند فرمایا کہ عورتیں اپنے گھروں میں ہی نماز پڑھیں اور اسی کی ترغیب دی، چنانچہ ایک موقع پر حضرت امّ حمیدؓ نے بارگاہِ نبوی ﷺ میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ مجھے آپ کے ساتھ نماز پڑھنے کا شوق ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا شوق اور دینی جذبہ بہت اچھا ہے، مگر تمہاری نماز اندرونی کوٹھی میں کمرے کی نماز سے بہتر ہے، اور کمرے کی نماز گھر کے احاطے کی نماز سے بہتر ہے، اور گھر کے احاطے کی نماز محلے کی مسجد سے بہتر ہے، اور محلے کی مسجد کی نماز میری مسجد (مسجدِ نبوی) کی نماز سے بہتر ہے، چناں چہ حضرت امّ حمید ساعدیؓ نے فرمائش کر کے اپنے کمرے (کوٹھری) کے آخری کونے میں جہاں سب سے زیادہ اندھیرا رہتا تھا مسجد بنوائی، وہیں نماز پڑھا کرتی تھیں، یہاں تک کہ ان کا وصال ہوگیا اور اپنے خدا کے حضور حاضر ہوئیں (الترغیب والترہیب ۱/۱۷۸)۔

لہٰذا عام حالات میں بلا ضرورت عورتوں کا گاڑی چلانا درست نہیں ہے، خصوصا جبکہ سفر کے دوسرے بعافیت ذرائع موجود ہیں، نیز شرعاوہ کام بھی حرام ہوتے ہیں جو ارتکاب حرام کا خیمہ یا ذریعہ ہوں، پس عورتوں کا گاڑی چلانا بھی اسی زد میں آتا ہے اس لیے کہ عورتوں کا ڈرائیونگ کرنا کئی گناہوں کا سبب بنتا ہے، مثلا: غیر محرم پر زیادہ نظر پڑنا، عورت ڈرائیور پر مردوں کی نگاہوں کا زیادہ مائل ہونا، ایک گنا مردوں سے مشابہت کا ہونا، گاڑی کے خراب ہونے پر مردوں سے اختلاط کا ہونا، حادثے میں بے پردگی کا ہونا علاوہ ازیں گاڑی چلانے کے دوران بیشمار ایسے مراحل سے گزرنا پڑتا ہے جو عورت کی نسوانیت بلکہ اس کی عزت وحرمت کے منافی ہے، البتہ اگر کوئی دینی یا دنیوی اضطرار ومجبوری کی صورت پیش آجائے تو شرعی حدود میں رہتے ہوئے گاڑی چلانے کی گنجائش ہوگی، اور چونکہ ٹیکسی، بس اور لاری وغیرہ میں مردوں کے ساتھ اختلاط کے

نتیجے میں ان سے روابط وتعلقات ہوں گے جن سے ہزار پردہ واحتیاط کے باوجود بڑے مفاسد کا قوی اندیشہ ہے، لہٰذا اس کی گنجائش نہیں دی جاسکتی۔

آن لائن دارالافتا دارالعلوم دیوبند میں ایک سوال کے جواب میں کہا گیا:

جواب نمبر:148923

1438/6=N/413-429:Fatwa ID

عورت یا لڑکی کا دو پہیہ یا چار پہیہ کوئی گاڑی چلانا مردوں کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے منع ہے، کیوں کہ گاڑی چلانا اصل وضع میں مردوں کا کام ہے، عورتوں کا کام نہیں ہے، اور اللہ کے رسول ﷺ نے مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے (مشکوۃ المصابیح ص ۳۸۰ بحوالہ بخاری شریف)۔ اور اسکوٹی اگرچہ عورتوں کے لیے بنائی گئی گاڑی ہے؛ لیکن گاڑی چلانا دراصل عورتوں کا کام ہے ہی نہیں۔

مزید دلائل:

"**وقرن في بيوتكن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الأولى**" (سورۂ احزاب: ۳۳) (تم اپنے گھر میں قرار سے رہو اور قدیم زمانہ جاہلیت کے دستور کے موافق مت پھرو)۔

"**إن النساء مأمورات بلزوم البيت منهيات عن الخروج**" (أحکام القرآن للجصاص ۵/ ۲۳۰ شاملہ)۔

"**عن ابن عباسؓ أن امرأة مرت على رسول الله ﷺ متقلدة قوسا، فقال: لعن الله المتشبهات من النساء بالرجال**" (المعجم الاوسط ۴/ ۲۱۲ شاملہ)۔

"**عن أبي أحوص عن عبد الله عن النبي ﷺ قال: "المرأة عورة، فإذا خرجت استشرفها الشيطان**" (سنن الترمذی ۳/ ۴۶۷ شاملہ)۔

"**عن ابن عمر مرفوعاً: "ليس للنساء نصيب في الخروج، إلا مضطرة**" (کنز العمال ۶/ ۹۱ شاملہ)۔

۲- خواتین کا بلاضرورت شدیدہ گاڑی چلانا درست نہیں ہے اگرچہ کوئی محرم ساتھ میں ہو، دراصل گاڑی چلانا یہ عورتوں کا کام ہے ہی نہیں، بلکہ مردوں کا کام ہے، جیسا کہ زین پر سوار ہونا مردوں کا کام ہے عورتوں کا نہیں، پس چونکہ عورتوں کے گاڑی چلانے میں مردوں کے ساتھ مشابہت پائی جاتی ہے؛ لہٰذا عورتوں کا گاڑی چلانا درست نہیں ہے، حدیث پاک میں ایسی عورتوں پر لعنت آئی ہے جو مردوں کی مشابہت اختیار کریں، نیز جس طرح مردوں کو حکم ہے کہ وہ غیر محرم عورتوں پر نظر نہ ڈالیں اسی طرح عورتوں کو بھی حکم ہے کہ وہ غیر محرم مردوں پر نظر نہ ڈالیں، جبکہ گاڑی چلاتے وقت غیر محرم مردوں پر نظر پڑنا

ایک لابدی امر ہے جس سے بچنا ممکن نہیں، ایک روایت میں ہے کہ سیدنا ام سلمہؓ فرماتی ہیں: میں اور سیدہ میمونہؓ دونوں نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں، سیدنا ابن ام مکتومؓ آپ ﷺ کے پاس داخل ہوئے، یہ پردہ کے حکم کے نازل ہونے کے بعد کی بات ہے، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا: اس سے پردہ کرو۔ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ تو نابینا آدمی ہیں، نہ ہمیں دیکھ سکتے ہیں اور نہ ہمیں پہچان سکتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم دونوں بھی نابینا ہو، ؟ کیا تم اس کو دیکھ نہیں رہی ہو؟

"**عن نبهان، مولى أم سلمة، أنه حدثه أن أم سلمة، حدثته أنها كانت عند رسول الله ﷺ وميمونة قالت: فبينا نحن عنده أقبل ابن أم مكتوم فدخل عليه، وذلك بعد ما أمرنا بالحجاب، فقال رسول الله ﷺ: احتجبا منه، فقلت: يا رسول الله أليس هو أعمى لا يبصرنا ولا يعرفنا؟ فقال رسول الله ﷺ: أفعميا، وان أنتما ألستما تبصرانه: هذا حديث حسن صحيح**" (سنن الترمذی: ۲/ ۱۰۴)۔

یہ بات بھی قابل غور ہے کہ جب کوئی خاتون گاڑی چلاتی ہے تو مردوں کی نگاہیں اس کی طرف زیادہ مائل ہوتی ہیں، بلکہ بعضے نوجوان تو اسی تاک میں رہتے ہیں کہ کہیں کوئی خاتون ڈرائیور مل جائے، تاکہ وہ فقرے بازی، غیر ضروری ہارن اور گاڑی آہستہ چلا کر ان کو ہراساں اور پریشان کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیں، علاوہ ازیں سواری کے خدانخواستہ بے قابو ہونے کی صورت میں بے پردگی کا بھی سخت احتمال ہے، اس طرح یہ ایک سنگین فتنے کا باعث ہوتی ہے۔

کچھ لوگوں کا یہ کہنا کہ اسکوٹی چلانا عورتوں کے لئے جائز ہے اس لئے کہ وہ عورتوں ہی کے لئے بنائی جاتی ہے، لیکن یہ درست نہیں ہے، اس لیے کہ اصل مسئلہ تو گاڑی چلانے کا ہے اور گاڑی چلانا تو مردوں کا کام ہے؛ لہٰذا مشابہت کی وجہ سے عورتوں کے لئے اسکوٹی کا چلانا بھی ناجائز ہوگا تاہم کوئی سخت ضرورت پیش آجائے تو اس کے احکام اور ہوں گے۔

"**لعن رسول الله ﷺ المتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال**" (بخاری رقم: ۵۵۴۶)۔

"**ولا تركب امرأة مسلمة على السرج لقوله – عليه الصلاة والسلام –: لعن الله الفروج على السروج، هذا إذا ركبت متلهية أو متزينة لتعرض نفسها على الرجال، فإن ركبت لحاجة كالجهاد والحج فلا بأس به**" (البحر الرائق ۸/ ۲۱۵)۔

"**ولهذا يكره للنساء الركوب على السرج؛ لأنهن ليسوا من أهل الجهاد**" (البنایۃ شرح الہدایۃ ۷/ ۲۶۰)۔

"**لا تخرج عند الضرورة أيضًا متبرجةً بزينة تبرج الجاهلية الأولى، بل فى ثياب بذلة متسترة بالبرقع أو الجلباب، غير متعطرة ولامتزاحمة فى جموع الرجال؛ فلا يجوز لهن الخروج من بيوتهن**

إلا عند الضرورة بقدر الضرورة مع اهتمام التستر والاحتجاب كل الاهتمام۔ وما سوى ذلک فمحظور ممنوع'' (أحکام القرآن:۳/۳۱۷،۳۱۹)۔

''**إن النساء مامورات بغضّ البصر عن الرجال الأجانب،كما أن الرجال مأمورون بغض البصر عن النساء الأجنبيات**''(أحکام القران للتھانوی ۳/ ۴۳)۔

''**الأصل أن نظر المرأة من الرجل الأجنبی بمنزلة نظر الرجل إلى محارمه، لأن النظر إلى خلاف الجنس أغلظ** ''(شامی ۹/ ۵۳۳)۔

۳- جواباً عرض ہے کہ خواتین کے لیے بغیر شوہر یا بغیر محرم کے عورتوں کے قافلے کے ساتھ سفر کرنا جائز ہے بشرطیکہ مسافت شرعی (سواستتر کلومیٹر) سے کم کی مسافت ہو اور اس میں فتنے کا خطرہ نہ ہو، تاہم اگر وہ مسافت مسافت شرعی سے زائد ہو تو کسی خاتون کے لیے شوہر یا محرم کے بغیر سفر کرنا احناف کے نزدیک جائز نہیں ہے، اگرچہ بعض فقہاء نے اس کی گنجائش دی ہے لہٰذا صورت مستفسرہ میں پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیور کو اس زمرے میں رکھنا درست نہیں ہوگا، نیز یہ بات بھی ہے کہ عورت کا بلاضرورت شدیدہ ڈرائیور بننا ہی درست نہیں ہے، نیز یہاں ایک مستقل مسئلہ عورت کی ملازمت کا آئے گا جس کی تفصیل سوال نمبر چار کے جواب کی ضمن بیان کی جائے گی۔

دلائل:

بنوری ٹاؤن کے ایک فتوی میں کہا گیا:

سوال: کیا عورت محرم کے بغیر سفر کرسکتی ہے؟ کتنے فاصلے تک محرم کے بغیر جاسکتی ہے؟

جواب: اگر عورت کا اپنے شہر یا علاقہ سے باہر سفر کا ارادہ ہو اور اڑتالیس میل (سواستتر کلومیٹر) یا اس سے زیادہ مسافت کا سفر ہو تو جب تک مردوں میں سے اپنا کوئی محرم یا شوہر ساتھ نہ ہو اس وقت تک عورت کے لیے شرعاً سفر کرنا جائز نہیں ہے، حدیث شریف میں اس کی سخت ممانعت آئی ہے۔ البتہ سفر شرعی سے کم مسافت کے سفر میں اگر فتنہ کا خوف نہ ہو تو اکیلے سفر کی گنجائش ہے۔ عمومی احوال میں بھی احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ اڑتالیس میل سے کم یا شہر کے اندر بھی بالکل تنہا سفر نہ کرے (فتوی نمبر:144105200019)۔

''**لاتحجن امرأة إلا ومعها ذو محرم**'' (مصنف عبدالرزاق رقم ۹۷۲۹، سنن الدارقطنی ۲۴۴۰)۔

یہ بات قابل غور وخوض ہے کہ بعض اہل علم قافلے کے معتمد ہونے کی صورت میں عورت کے لئے بغیر محرم کے سفر کی گنجائش دیتے ہیں اس حوالے سے ان سے گزارش کی جاتی ہے کہ حضور ﷺ کے دور میں دو دفعہ حج ہوا ہے، ایک حضرت

ابوبکر صدیقؓ کی امارت میں اور ایک خود آپ ﷺ حجۃ الوداع میں گئے ہیں اور یہ دونوں ہی ایسے قافلے تھے جو ہر فتنے سے مامون ومحفوظ تھے اس کے باوجود کوئی ایک مثال ایسی نہیں ملتی کہ کسی عورت نے بغیر محرم کے حج کیا ہو۔اس سے یہی بات مترشح ہوتی ہے کہ قافلہ جتنا بھی قابل اعتماد ہو محرم کے بغیر عورت کا سفر کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ مذکورہ دونوں قافلوں سے زیادہ قابل اعتماد کون سے قافلے ہو سکتے ہیں؟

"**عن أبی سعید الخدری قال :قال رسول اللّٰہ ﷺ:لا یحل لإمرأة تؤمن باللّٰہ و الیوم الآخر أن تسافر سفراً یکون ثلاثة أیام فصاعداً، إلا ومعها أبوها أو إبنها أو زوجها أو أخوها أو ذومحرم منها**" (الصحیح لمسلم ۱/ ۴۳۴ مطبوعہ دارالسلام) (حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جو عورت اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہے، اس کے لیے تین دن یا اس سے زیادہ کا سفر کرنا حلال نہیں ہے، مگر جبکہ اس کے ساتھ اس کا باپ یا بیٹا یا شوہر یا بھائی یا اس کا کوئی محرم ہو)۔

"**و منها المحرم للمرأة شابة کانت أو عجوزاً إذا کانت بینها و بین مکة مسیرة ثلاثة أیام**" (الفتاویٰ الھندیہ ۱/ ۲۱۹ مطبوعہ دارالکتاب دیوبند) (اور عورت کے لئے (حج فرض ہونے کے لیے) محرم کا ساتھ ہونا شرط ہے، عورت جوان ہو یا بوڑھی، جبکہ اس کے اور مکۃ المکرّمہ کے درمیان تین دن کا فاصلہ ہو)۔

" **ویعتبر فی المرأة أن یکون لها محرم تحج به أو زوج ولا یجوز لها أن تحج بغیرهما إذا کان بینها وبین مکة مسیرة ثلاثة أیام**" (فتح القدیر ۲/ ۴۱۹ شاملہ)۔

۴- شریعت مطہرہ نے مرد وعورت کے مابین تخلیقی اور فطری اعتبار سے جسمانی فرق کو ملحوظ رکھتے ہوئے ذمہ داریوں میں تقسیم کار سے کام لیا ہے، مرد کو بیرون خانہ کی ذمہ داریوں کو نبھانے کا پابند بنایا ہے اور اس کے دائرۂ کار کو اندرون خانہ سے بیرون خانہ کی ذمہ داریوں تک پھیلایا ہے، جن میں کسب معاش کی تگ ودو بھی داخل ہے، اور عورت کے دائرہ کار کو امور خانہ داری، شوہر اور بچوں کی دیکھ ریکھ اور گھریلو مصروفیات وغیرہ تک محدود رکھا گیا ہے، کسب معاش اور اس کی فکر سے انہیں آزاد رکھا گیا ہے، جیسا کہ باری تعالی کا ارشاد ہے :"**الرجال قوامون علی النساء بما فضل اللّٰہ بعضهم علی بعض وبما أنفقوا من أموالهم** "(سورۂ نساء: ۳۴) (مرد حاکم ہیں عورتوں پر اس سبب سے کہ اللہ تعالی نے بعضوں کو بعضوں پر فضیلت دی ہے اور اس سبب سے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کئے ہیں)۔

"**المرأة راعیة علی بیت بعلها**" (بخاری رقم: ۲۴۱۶) (عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگہبان ہے)۔

واضح ہو کہ بنیادی طور پر شریعت نے کسب معاش کا مکلّف مردوں کو بنایا ہے، لہٰذا شادی سے پہلے ان کا نان ونفقہ والد کے

ذمے اور شادی کے بعد شوہر پر واجب ہے، چنانچہ صاحب'' بدائع الصنائع'' فرماتے ہیں: ''**تجب علیه النفقة علی أولاده الصغار والکبار الذکور الزمنی الفقراء والإناث الفقیرات، وإن کن صحیحات** ''(بدائع الصنائع ۴۸/۳)(مرد پر اس کی چھوٹی اور بڑی اولاد مذکر، اپاہج، محتاج اولاد اور مونث محتاج اولاد اگر چہ وہ تندرست ہو کا نفقہ واجب ہوگا)۔

''**وأما الإناث فلیس للأب أن یؤاجرهنّ فی عمل، أو خدمة. کذا فی الخلاصة ...ونفقة الإناث واجبة مطلقاً علی الآباء ما لم یتزوجن إذا لم یکن لهنّ مال، کذا فی الخلاصة**''(الفتاوی الہندیۃ ۱/ ۵۶۲، ۵۶۳)۔

اب چونکہ شریعت اسلامی نے عورتوں کے تمام تر نان ونفقہ کی ذمہ داری مردوں پر رکھی ہے، لہٰذا عورتوں کا محض معیار زندگی بلند کرنے، اپنی علمی قابلیت ظاہر کرنے اور فقط وقت گزاری کرنے کے لیے ملازمت کرنا درست نہیں ہوگا، ہاں البتہ اگر اضطرار و مجبوری کی صورت ہو، مثلاً شوہر روزی کمانے سے لاچار ہو، عورت کی ذمہ داری اٹھانے سے قاصر ہو تو ایسی مجبوری کی صورت میں کسب معاش کے لیے گھر سے باہر نکلنے کی گنجائش ہوگی، جیسا کہ قران مجید میں حضرت شعیب علیہ السلام کی دو صاحبزادیوں کے متعلق فرمایا گیا:

''**ولما ورد ماء مدین وجد علیه أمةً من الناس یسقون ووجد من دونهم امرأتین تذودان قال ما خطبکما قالتا لا نسقی حتی یصدر الرعاء وأبونا شیخ کبیر**'' (سورۃ القصص:۲۳)(اور جب مدین کے پانی (یعنی کنوئیں) پر پہنچے تو اس پر (مختلف آدمیوں کا ایک مجمع دیکھا جو پانی پلا رہے تھے اور ایک ان لوگوں میں سے ایک طرف (الگ) کو دو عورتیں دیکھیں کہ وہ اپنی بکریاں روکے کھڑی ہیں موسیٰ (علیہ السلام) نے پوچھا تمہارا کیا مطلب ہے وہ دونوں بولیں کہ ہم اس وقت تک پانی نہیں پلاتے جب تک کہ یہ چرواہے پانی پلا کر (جانوروں کو) ہٹا نہ لے جائیں اور ہمارے باپ بہت بوڑھے ہیں)۔

البتہ گھر سے باہر نکلتے وقت درج ذیل شرائط کی رعایت ضروری ہوگی:

ملازمت کا کام فی نفسہ جائز کام ہو ایسا کام نہ ہو، جو شرعاً ناجائز یا گناہ ہو۔ شرعی پردہ کی مکمل رعایت ہو۔ لباس پرکشش اور ایسا نہ ہو، جس سے جسم کا کوئی حصہ نمایاں ہوتا ہو۔ عورت بناؤ سنگار اور زیب وزینت کے ساتھ، نیز خوشبو لگا کر نہ نکلے۔ (۵) ملازمت کرنے کی وجہ سے گھریلو امور میں لاپروائی نہ ہو، جس سے شوہر اور بچوں کے حقوق ضائع ہوں۔

صورت مستفسرہ کا تعلق چونکہ عورتوں کی ملازمت سے تھا، اس لیے ان کی ملازمت کے سلسلے میں چند باتیں عرض کی

گئیں جس کی روشنی میں یہ بات اچھی طرح واضح ہوجاتی ہے کہ کسی خاتون کا بلاضرورت شدیدہ گھر سے باہر نکل کر ملازمت کرنا شرعاً پسندیدہ نہیں ہے، اب جہاں تک تعلق ہے مذکورہ ملازمت- خاتون کا پائلٹ بننا- درست نہیں ہے، اس لیے کہ اس میں بہت سے مفاسد پائے جاتے ہیں، مثلاً: بے پردگی کا ہونا، مردوں کے ساتھ اختلاط کا ہونا، بغیر محرم کے سفر کرنا اس لئے کہ یہ ضروری نہیں ہے کہ ہمیشہ اس کا محرم ساتھ میں ہو جب کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کسی عورت کے لیے جو اللہ تعالی پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو حلال نہیں کہ وہ تین راتوں کی مسافت سفر کرے، مگر یہ کہ اس کے ساتھ محرم ہو، نیز بعض مواقع ایسے آسکتے ہیں کہ کیبن میں تنہا کسی غیر محرم کے ساتھ رہنا پڑے جس کے بارے میں حدیث پاک میں ممانعت وارد ہوئی ہے، چنانچہ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کوئی عورت کسی مرد سے تنہائی میں نہ ملے اور نہ کوئی عورت بغیر محرم کے سفر کرے حاضرین میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے فلاں غزوہ میں جانے کے لیے اپنا نام لکھوا دیا ہے، جبکہ میری بیوی حج کرنے جارہی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔

"عن ابن عباسؓ، أنه: سمع النبی ﷺ، يقول: لايخلونّ رجل بامرأة، ولا تسافرنّ امرأة، إلا ومعها محرم، فقام رجل فقال: يا رسول الله، اكتتبتُ فی غزوة كذا وكذا، وخرجت امرأتی حاجةً، قال: اذهب فحجّ مع إمرأتک" (صحیح البخاری ۴/۵۹ رقم ۴۹۳۵)

(حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ مقام جابیہ میں میرے والد عمرؓ ہمارے درمیان خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے، اور انہوں نے فرمایا:

"يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنِّی قُمْتُ فِيكُمْ كَمَقَامِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِينَا فَقَالَ: أُوصِيكُمْ بِأَصْحَابِی، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ يَفْشُو الكَذِبُ حَتَّى يَحْلِفَ الرَّجُلُ وَلاَ يُسْتَحْلَفُ، وَيَشْهَدَ الشَّاهِدُ وَلاَ يُسْتَشْهَدُ، أَلاَ لاَ يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلاَّ كَانَ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ، عَلَيْكُمْ بِالجَمَاعَةِ، وَإِيَّاكُمْ وَالفُرْقَةَ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ الوَاحِدِ وَهُوَ مِنَ الاِثْنَيْنِ أَبْعَدُ، مَنْ أَرَادَ بُحْبُوحَةَ الجَنَّةِ، فَلْيَلْزَمُ الجَمَاعَةَ، مَنْ سَرَّتْهُ حَسَنَتُهُ وَسَائَتْهُ سَيِّئَتُهُ فَذَلِكَ الْمُؤْمِنُ" (سنن ترمذی: رقم ۲۱۶۵)۔

(لوگو! میں تمہارے درمیان اسی طرح خطبہ دینے کے لیے کھڑا ہوا ہوں جیسے رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوتے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمھیں اپنے صحابہ کی پیروی کی وصیت کرتا ہوں، پھر ان کے بعد آنے والوں (تابعین) کی پھر ان کے بعد آنے والوں (تبع تابعین) کی، پھر جھوٹ عام ہوجائے گا، یہاں تک کہ قسم کھلائے بغیر آدمی قسم کھائے گا اور گواہ گواہی طلب کیے جانے سے پہلے ہی گواہی دے گا، خبردار! جب بھی کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ خلوت میں

ہوتا ہے تو ان کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے، تم لوگ جماعت کو لازم پکڑو اور تنہا رہنے سے بچو، کیوں کہ شیطان ایک کے مقابلے میں دو کے ساتھ زیادہ دور رہتا ہے، جو شخص جنت میں اعلی مقام حاصل کرنا چاہتا ہو وہ جماعت سے لازمی طور پر جڑا رہے اور جسے اپنی نیکی سے خوشی ملے اور گناہ سے غم لاحق ہو حقیقت میں وہی مومن ہے)۔

۵- سوال نمبر چار کے ضمن میں یہ بات قدرے وضاحت کے ساتھ آچکی ہے کہ شریعت اسلامی نے کسب معاش کی تمام تر ذمہ داریاں مردوں سے متعلق کی ہیں اور عورتوں کو اس سے بالکل فارغ البال رکھا ہے، عورتوں کی خانگی ذمہ داریاں اس قدر ہیں کہ جن کے لیے یکسو ہونا لازم ہے اور فرائض میں کوتاہی کے بغیر گھر سے باہر عورتوں کے لیے عمل کی انجام دہی تقریبا ناممکن ہے، لہٰذا صورت مسولہ میں بلاضرورت شدیدہ عورت کا گھر سے باہر نکل کر ملازمت کرنا پسندیدہ نہیں ہے اور بطور خاص مذکورہ ملازمت (ٹرین کا ڈرائیور بننا) جائز نہیں ہے، اس لیے کہ ٹرین میں بھی دو ڈرائیور ہوتے ہیں، بسا اوقات دو مرد یا دو عورتیں اور بسا اوقات ایک مرد اور ایک عورت، بریں بنا وقتاً فوقتاً ایسے مواقع کا آنا تقریبا لازم ہے کہ جہاں عورت کو کسی غیر محرم کے ساتھ تنہا ہونا پڑے گا اور یہ اسلام کی حقیقی تعلیمات اور روح دین کے خلاف ہے، متعدد روایتوں میں رسول اکرم ﷺ نے غیر محرم مرد و عورت کے تخلیہ کو منع فرمایا ہے، چنانچہ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: إِيَّاكُمْ وَالدُّخُولَ عَلَى النِّسَاءِ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَفَرَأَيْتَ الحَمْوَ؟ قَالَ: الحَمْوُ المَوْتُ" (بخاری: رقم ۵۲۳۲) (حضرت عقبہ بن عامر نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورتوں کے پاس (تنہائی میں) جانے سے بچو! ایک انصاری صحابی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! دیور (مرد کا رشتہ دار، بھائی) کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دیور کا تنہائی میں اپنی بھابھی سے ملنا تو اور بھی ہلاکت خیز ہے)۔

" عن عبد الله بن عمرو بن العاص ؓ .....ثم قام رسول الله ﷺ على المنبر فقال: لا يدخلن رجل بعد يومي هذا على مغيبة إلا ومعه رجل أو اثنان " (مسلم شریف ۲/۲۱۵)۔

(حضرت عبداللہ بن عمر بن عاص ؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ ممبر پر کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا آج کے اس دن کے بعد کوئی شخص ایسی عورت کے گھر میں داخل نہ ہو جس کا شوہر موجود نہ ہو سوائے اس کے کہ اس کے ساتھ (کم سے کم) ایک یا دو مرد ہوں)۔

۶- اس محکمہ میں کسی خاتون کے لیے ملازمت کرنا شرعا جائز نہیں ہے اگر چہ اس کی حفاظت کے لیے سیکورٹی گارڈ موجود ہو، اس لیے کہ اس میں ملازمت کرتے ہوئے مختلف قسم کی معاصیات کا ارتکاب لازم ہے۔ مثلاً

(۱)اس میں اختلاط مرد وزن پایا جاتا ہے جو شرعا حرام ہے، اسلام نے مردوں کو عورتوں سے پردے کے پیچھے سے بات کرنے کا حکم دیا تا کہ عورتوں کو تحفظ فراہم ہو اور مردوں کے دل میں غلط خیال پیدا نہ ہو چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے:

"وإذا سألتموهن متاعا فاسألوهن من وراء حجاب ذلكم اطهر لقلوبكم وقلوبهن" (سورۂ احزاب:۳۳)۔

(جب تم ان سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر سے مانگا کرو یہ بات (ہمیشہ کے لیے) تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کے پاک رہنے کا عمدہ ذریعہ ہے)۔

قابل غور ہے کہ جو اسلام عورتوں سے پردے کے پیچھے سے سوال کرنے کا حکم دیتا ہو وہ عورتوں کو اس طرح مردوں کے ساتھ اختلاط کی اجازت کیوں کر دے گا۔

(۲)اسلام نے جس طرح مردوں کو حکم دیا کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اسی طرح عورتوں کو حکم دیا کہ وہ اپنی نگاہوں کی حفاظت کریں، جب کہ یہاں ٹی ٹی خاتون کے لئے مردوں کو دیکھنا ایک واجبی امر ہے، ارشادِ ربانی ہے:

"وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ يَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَ لَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ لْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ" (سورۂ نور:۳۱)۔

(اور مسلمان عورتوں سے کہہ دیجیے کہ (وہ بھی) اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، اور اپنی زینت (کے مواقع) کو ظاہر کریں، مگر جو اس (موقع زینت) میں سے (غالبًا) کھلا رہتا ہے (جس کے ہر وقت چھپانے میں حرج ہے) اور اپنے ڈوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رہا کریں اور اپنی زینت (کے مواقعہ مذکورہ) کو (کسی پر) ظاہر نہ ہونے دیں)۔

اس آیت کے ذیل میں امام قرطبیؒ فرماتے ہیں: "فأمر الله سبحانه وتعالى المؤمنين والمؤمنات بغض الأبصار عما لا يحل فلا يحل للرجل أن ينظر إلى المرأة ولا المرأة إلى الرجل، فإن علاقتها به كعلاقته به وقصدها منه كقصده منها" (تفسیر قرطبی ۲۲/۲۲۷)۔

اس میں ٹی ٹی خاتون کے لیے بے پردگی کا ہونا لازم ہے، اس محکمے کے افراد کا ایک متعین یونیفارم ہوتا ہے جو عورت کی ساخت اور اعضائے بدن کو نمایا کرتا ہے ساتھ ہی چہرے کا پردہ نہیں ہوتا ہے ارشاد باری تعالی ہے: "يَاأَيُّهَا النَّبِيّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ذَلِكَ أَدْنَى أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ" (سورۂ احزاب:۵۹)۔

(اے نبی (ﷺ) اپنی بیویوں اور بیٹیوں سے، اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادریں لٹکا لیا کریں، اس سے بہت جلد ان کی پہچان وشناخت ہو جایا کرے گی، پھر وہ ستائی نہ جائیں گی)۔

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:"**وليضربن بخمرهن على جيوبهن أخذن أزرهن من قبل الحواشي فشققنهن فاختمرن بها، ولم تزل عادة النساء قديمًا وحديثًا يسترن وجوههنّ عن الأجانب .**" (فتح الباری ۹/ ۳۲۴)۔

یعنی قدیم زمانے سے موجودہ زمانے تک ہر دور میں مسلمان خواتین کی عادت یہی ہے کہ وہ اجنبی مردوں سے اپنے چہرے چھپاتی ہیں

عام طور پر ٹرین کا سفر سفر شرعی کی مقدار سے زیادہ ہوگا اور کسی خاتون کے لیے سفر شرعی کی مسافت (سوا ستتر کلومیٹر) یا اس سے زیادہ مسافت کا سفر شوہر یا محرم کے بغیر کرنا درست نہیں ہے، حالانکہ مذکورہ صورت میں اکثر و بیشتر ٹی ٹی خاتون کو بغیر شوہر یا محرم کے سفر کرنا پڑے گا۔

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"**لا يخلوَنَّ رجلٌ بامرأةٍ، ولا تسافِرَنَّ امرأةٌ وإلا معها محرمٌ .فقام رجلٌ فقال: يا رسولَ اللهِ، اكتُتِبت في غزوةِ كذا وكذا، وخرجت امرأتي حاجةً، قال: اذهبْ، فحُجَّ مع امرأتِك**" (صحیح البخاری: رقم ۳۰۰۶)۔

(کوئی بھی عورت محرم کے بغیر سفر نہ کرے، تو ایک شخص کھڑا ہو کر کہنے لگا اے اللہ کے رسول ﷺ میں تو فلاں غزوہ میں جا رہا ہوں اور میری بیوی حج پر جا رہی ہے تو نبی ﷺ نے فرمایا: تم اپنی بیوی کیساتھ حج پر جاؤ)۔

اس حدیث میں ہم سب کے لئے بہترین سبق ہے، جہاد جیسا دین کا اہم فریضہ چھوڑ کر نبی ﷺ نے صحابی کو بیوی کے ساتھ محرم بن کر حج پر جانے کا حکم دیا، وہ حج جس میں نگاہیں پاک، دل پاک تر اور جذبات وخیال پاکیزہ ہوتے ہیں پھر بھی عورت کے ساتھ سفر حج پہ محرم کا ہونا ضروری قرار دیا گیا۔

۷- ضرورت کے موقع پر خواتین کے لیے ریلوے اسٹیشن اور ایئرپورٹ پر ٹکٹ جاری کرنے کے لیے ملازمت کرنا درست ہے، اس میں اس درجے کے مفاسد نہیں پائے جاتے ہیں جو دیگر بہت سی ملازمتوں میں پائے جاتے ہیں، البتہ خواتین ملازمت کے دوران شرعی حجاب کی مکمل پابند رہیں، اظہار زیب وزینت اور نمائش اعضاء سے بالکلیہ اجتناب کریں، اگر کسی مجبوری کی وجہ سے نامحرم سے بات کرنی پڑ جائے تو کم سے کم بقدر ضرورت بات کریں، ہاں! ناں! کا جواب دے کر بات ختم کر دیں اور بات کے درمیان ذرا بھی لچک نہ آنے دیں۔

خواتین کے لیے بہتر یہ ہوگا کہ کسب معاش کے ایسے ذرائع اختیار کریں جن میں گھر سے باہر نکلنے کی ضرورت نہ

پڑے، مثلاً: گھر کے اندر رہ کر سلائی، دستکاری یا ایسی اشیاء جو گھر میں تیار کر کے فروخت کی جاتی ہوں اور اگر گھر سے نکلے بغیر کام نہ ہو تو ایسی ملازمت تلاش کرے جس میں اور چیزوں کے ساتھ ساتھ غیر مرد سے واسطہ نہ پڑتا ہو۔

"وللزوجة أن تعمل فی البیت عملًا لا یضعفها ولا ینقص جمالها، وللزوج أن یمنعها مما یضرها" (الفقہ الإسلامی وأدلتہ ۱۰/ ۲۹۲، ۲۹۳ شاملہ)۔

"خَرَجَتْ سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ لَيْلًا، فَرَآها عُمَرُ فَعَرَفَها، فقالَ: إنَّكِ واللَّهِ يا سَوْدَةُ ما تَخْفَيْنَ عَلَيْنا، فَرَجَعَتْ إلى النبيِّ ﷺ فَذَكَرَتْ ذلكَ له، وهو فی حُجْرَتی يَتَعَشَّى، وإنَّ فی يَدِهِ لَعَرْقًا، فأنْزَلَ اللَّهُ عليه، فَرُفِعَ عنْه وهو يقولُ: قدْ أذِنَ اللَّهُ لَكُنَّ أنْ تَخْرُجْنَ لِحَوائِجِكُنّ" (بخاری ۲/ ۷۸۸ زمزم بکڈپو)۔

"فإنا نجیز الکلام مع النساء الأجانب ومحاورتهن عند الحاجة إلی ذلک، ولا نجیز لهن رفع أصواتهن، ولا تمطیطها، ولا تلیینها، وتقطیعها، لما فی ذلک من استمالة الرجال إلیهن، وتحریک الشهوات منهم، ومن هذا لم یجز أن تؤذن المرأة" (البحر الرائق ۱/ ۲۸۵، شامی ۱/ ۴۰۱)۔

☆☆☆

تیسرا باب

مختصر تحریریں

خواتین کی ڈرائیونگ سے متعلق بعض مسائل

ڈاکٹر قاری ظفر الاسلام صدیقی ☆

اولا کچھ تمہیدا کچھ باتیں عرض ہیں، ''**من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يخلون بامرء ة ليس معها ذورحم منها، فإن ثالثهما شيطان**''(مسند احمد ۳/۴۴۶)، ''**اياكم والدخول على النساء**''(بخاری ومسلم ترمذی ودارمی)، ''**وفي الصحيحن عن عبد الله بن عباسؓ لا يحل أحدكم بامرء ة، إلا مع ذى رحم**'' (بخاری ومسلم، احمد)۔

حضور ﷺ جب مدینہ ہجرت فرما گئے تو حضرت زینبؓ کو لینے کے لئے ایک صحابی کو بھیجا تھا جو غیر محرم تھے، حضرت خولہ اور حضرت .....اور حضرت اسماءؓ تجارت کرتی تھیں، حضرت سودہؓ کھالوں کی دباغت کا کام جانتی تھیں، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب تحریر فرماتے ہیں: ''عہد نبوی ﷺ میں خواتین کا زراعتی کاموں میں شرکت کرنا ثابت ہے، چنانچہ حضرت جابرؓ سے مروی ہے: ''**أن النبى ﷺ دخل على ام مبشر الأنصاريه فى نخل لها**''۔

حضرت سعد بن معاذؓ سے روایت ہے: ''**أن جارية للكعب بن مالک كانت ترعى غنما لسبع–عن الربيع بنت معوذ قالت: دخلت فى نسوة من الأنصار على أسماء بنت مخرمة أم أبى جهل فى خلافة عمر بن الخطاب وكان ابنه عيامش بن عبدالله ابن أبى ربيعة يبعث بها من اليمن بعطر فكانت تبيعه**'' (خواتین کی ملازمت/۱۱۹-۱۲۰)۔

ڈاکٹر مصطفیٰ وہبہ زحیلیؒ تحریر فرماتے ہیں: ''اگر عورت کو بقدر کفاف روزی کا ذریعہ مسافت شرعی سے کم میں حاصل ہوجاتا ہے تو اسی پر اکتفا کرے، بدون مجبوری اگر مسافت شرعی کی حد پار کر رہی ہے تو کراہت سے خالی نہیں'' (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۷/۷۹۲)۔

مفتی رشید احمد صاحب (احسن الفتاوی ۵/۴۴۰) پر تحریر فرماتے ہیں: اگر عورت کی جملہ ضروریات پوری نہیں کی جارہی ہیں تو عورت انتہائی مجبوری کی صورت میں شوہر کی اجازت کے بغیر بھی بقدر ضرورت نکل کر ملازمت کرسکتی ہے۔

☆ سابق شیخ الحدیث و پرنسپل، دارالعلوم مئو۔

مولانا مفتی ڈاکٹر محمد صادق محی الدین لکھتے ہیں: علماء اس بات پر متفق ہیں کہ عورت اپنے شوہر یا ولی کی اجازت حاصل کرے، حجاب اور پردہ کی پابندی کرے اور یہ کہ اس طرح کی بیرونی مصروفیات خاندان کے نظام میں خلل انداز نہ ہوں ایسی کوئی مصروفیت جو مسافت سفر کے اندر ہو، ۴۸ رمیل تقریباً ۷۸ کیلومیٹر یا اس سے زیادہ کی مسافت پر ہو تو وہ بغیر محرم یا شوہر کے سفر کرنا جائز نہیں ہوگا، اس صورت حال میں شوہر یا اس کا ولی اس کی کفالت کرتا ہو یا نہ کرتا ہر صورت میں یہی احکام ہیں۔

میں نے اسی کتاب (صفحہ: ۱۷۰-۱۷۱) پر پردہ کی تین قسمیں لکھی ہیں، ادنی اوسط اعلی جوان عورتوں کے لئے تینوں درجہ کا پردہ واجب ہے، قاضی عیاض سے منقول ہے کہ ''البتہ جان لو کہ اگر اندیشہ ہو فتنہ کا چہرہ اور ہاتھوں کا چھپانا واجب ہے، یہی بات قاضی عبدالوہاب نے کہی ہے، اور شیخ احمد زروق نے اس کو رسالہ کی شرح میں نقل کیا ہے، اور توضیح نامی کتاب سے بھی یہی ظاہر ہے، اکیڈمی کا اٹھارہواں فقہی سمینار مورخہ ۲، ۳، ۴ ربیع الاول ۱۴۳۰ھ کو جامعۃ الریحان شہر مدورائی تمل ناڈو میں ہوا تھا جس میں خواتین کی ملازمت کے سلسلہ میں ۱۲ فیصلے کئے گئے تھے جس میں دوسری تجویز یہ تھی: ''عام حالات میں خواتین پر کسب معاش کی ذمہ داری نہیں رکھی گئی ہے، لیکن شرعی حدود میں رہتے ہوئے ان کے لئے کسب معاش مباح ہے''، تجویز ۴ میں یہی عبارت ہے مگر بجائے مباح جائز ہے۔ میں نے خواتین کی ملازمت کے سلسلہ میں اپنے مقالہ میں لکھا تھا: ''اگر شوہر بے روزگار اور نکما ہو ادائیگی نفقہ پر قادر نہ ہو یا از راہ تعنت پورا نفقہ نہ دیتا ہو تو کچھ حدود وقیود کے ساتھ عورت کی ملازمت کی اجازت دی جاسکتی ہے اور چونکہ یہ صورت اضطرار کی سی ہے اور اس کی تحقیق کے بعد ہی ضرورت کا تحقق ہوگا اس لئے ضروری ہے کہ کچھ متدین اور صابت الرائے علماء عورت کے حالات کی اولاً تحقیق کریں ان کے فیصلہ کے بعد ہی ضرورت کا تحقق ہوگا (دیکھئے: خواتین کی ملازمت رص ۱۶۷)۔

اب ترتیب وار جوابات رقم ہیں:

۱- جس میں تخلیہ لازم آئے اور جس میں تخلیہ نہ ہو اصل یہی ہے اس لئے ہر ایک کا حکم الگ الگ ہے، پبلک ٹرانسپورٹ میں ایک ڈرائیور اور ایک Lodar ہوتا ہے اسی طرح لاری میں ڈرائیور کے ساتھ ایک Helper ہوتا ہے کار میں اکیلا کوئی شخص ریزور کر کے کہیں جاسکتا ہے، اس لئے ان تینوں صورتوں میں تنہا سفر درست نہیں بس وغیرہ میں تنہا سفر درست ہے کیونکہ یہاں تخلیہ نہیں ہوتا۔

۲- اس کے جواز میں کیا شبہ ہے۔

۳- اگر پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیور کے ساتھ بہت سی خواتین اور کچھ مرد رہتے ہوں تو ایسے قافلہ کو اس کے ذیل میں

داخل کیا جاسکتا ہے۔

۴- خواتین کا ہوائی جہاز میں پائلٹ کے طور پر ملازمت جائز ہے اس لئے کہ عفت وعصمت غالب ہے، مگر میں نے اخبارات میں کبھی کبھی اس کے خلاف بھی دیکھا ہے اس لئے مستحسن نہیں ہے۔

۵- ٹرین کے انجن میں کم از کم دو لوگ اور ہوتے ہیں اس لئے درست ہونا چاہئے۔

۶- ٹی ٹی وغیر کا فریضہ عورت انجام دے سکتی ہے۔

۷- اس کا جواب بھی اثبات میں ہے۔

۸- ملازمت کرنے والی عورتوں کے لئے ضروری ہے کہ کسی صالح دین دار عالم سے پردہ کی اوٹ سے ترہیبی روایات اور خشیئت الٰہی پر مشتمل واقعات وروایات کی تعلیم حاصل کریں، بخاری شریف (۱/۱۷) پر حضرت عمرؓ کا قول موجود ہے: "**تفقهوا قبل أن تسودوا، وقال أبوعبدالله: وبعد ان تسودوا، وقد تعلم أصحاب النبی ﷺ بعد كبر سنهم**"۔

☆☆☆

خواتین کی ڈرائیونگ سے متعلق بعض مسائل

مفتی حبیب اللہ قاسمی☆

۱- تنہا عورت کے لئے گاڑی چلانا فتنہ اور بے پردگی کی وجہ سے ناجائز ہے، اس میں کار، ٹیکسی، بس، لاری وغیرہ سب کے احکام یکساں ہیں، کیونکہ یہ قرآنی آیت: "**وقرن فی بیوتکمن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الأولى**" (سورہ احزاب: ۳۳) کے خلاف ہے (مستفاد: فتاوی رحیمیہ قدیم: ۶/۴۲۵)۔

۲- مسافت شرعی کی مقدار کا سفر ہو اور سواریوں میں عورت کا محرم یا شوہر بھی ساتھ ہو پھر بھی ڈرو ائیورنگ سے منع کرنے میں ہی احتیاط کے پہلو کو ملحوظ رکھنا چاہئے، کیونکہ دوسروں کی نگاہیں حیرت کی وجہ سے اس طرف مائل ہوں گی، نیز یہ غیرت وحمیت کے بھی خلاف ہے کہ شوہر یا محرم موجود ہیں اور عورت گاڑی چلا رہی ہے، یہ شرم وحیا کے بھی خلاف ہے: "**وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الأولى**" (احزاب: ۳۳)۔"**قال النبی ﷺ: الایمان بضع و سبعون شعبة أفضلها قول لا إله إلا الله و أدناها إماطة الأذى عن الطريق والحياء شعبة من الإيمان**" (متفق علیہ، مشکوۃ المصابیح ۱/۱۲)۔

۳- پبلک ٹرانسپورٹ کی خواتین کو بعض فقہاء کے قول کے مطابق (کہ عورتوں کا قافلہ ہو تو ایک عورت بغیر محرم کے قافلہ میں شامل ہو سکتی ہے)۔ اس زمرہ میں شامل نہیں کر سکتے، لہٰذا پبلک ٹرانسپورٹ میں خاتون کی ڈرائیوری شرعاً جائز نہیں کیونکہ بے پردگی اور عزت وناموس کے بے شمار خطرات موجود ہیں: "**و إثمهما أكبر من نفعهما**" (سورہ بقرہ: ۲۱۹)۔ اور قرآنی آیت "**وقرن فی بیوتکمن الخ**" کے خلاف بھی ہے،

۴- خواتین کو روزگار اور کمائی حاصل کرنے کی فی نفسہ اجازت ہے، مثلاً گھر میں رہ کر سلائی کڑھائی کے ذریعہ کمائی کرتی ہے تو یہ جائز اور درست ہے، اسی طرح سرکاری، غیر سرکاری ملازمت کے ذریعہ روزی حاصل کرنا فی ذاتہ مباح ہے، لیکن دو برائیوں کی وجہ سے جائز نہیں:

☆ صدر مفتی جامعہ اسلامیہ دار العلوم، مہذب پور، سنجر پور، اعظم گڈھ۔

(۱) بے پردگی (۲) فتنہ وخوف، اگر عورت عورتوں کے ساتھ جہاں کوئی مرد نہ ہو ملازمت کریں تو جائز ہے لیکن عورتوں کا مردوں کے ساتھ اختلاط ہو تو ایسی ملازمت دو وجہوں سے ناجائز ہے (۱) پردہ کے حکم کی خلاف ورزی جس سے قرآن میں منع کیا گیا ہے (۲) مردوں کے ساتھ رہنے کی وجہ سے خوف فتنہ۔

لہٰذا مسلم خواتین کا پائلٹ بننا شرعاً جائز نہیں خواہ لاکھ سیکورٹی ہو، آج ہم اور آپ معاشرہ کا مشاہدہ کر رہے ہیں کہ جدید ذرائع کی کثرت کے باوجود جرائم اور زنا کی کثرت ہے اور زبردست سیکورٹی تحفظ کے باوجود برائیاں تیزی سے پھیل رہی ہیں، لہٰذا احتیاط کے پہلو کو ہمیشہ مدنظر رکھنے کی ضرورت ہے، آج کی حکومت مغربیت اور اسلام دشمن طاقتوں کے نرغہ میں پھنسی ہوئی ہے، لہٰذا مسلمانوں کو محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔

"**روی عن النبیؐ قال لایخلون رجل بأمرة، إلا کان ثالثهما الشیطان**" (ترمذی ۱/۲۲۱)۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب سورہ احزاب کی تفسیر میں رقم طراز ہیں، ملاحظہ فرمائیں: اب باتفاق ائمہ اربعہ یہ تیسرا درجہ پردہ کا ممنوع ہو گیا ہے کہ عورت برقع، چادر وغیرہ میں پورے بدن کو چھپا کر صرف چہرہ اور ہتھیلیوں کو کھول کر سامنے آئے، اس لئے اب پردہ کے صرف پہلے ہی دو درجے رہ گئے (۱) ایک عورت کا گھر کے اندر رہنا بلا ضرورت نہ نکلنا (۲) برقع وغیرہ کے ساتھ نکلنا بوقت ضرورت و بقدر ضرورت (معارف القرآن، مفتی شفیع صاحب ۷/۲۲۰، سورہ احزاب)۔

۵- ٹرینوں میں عورتوں کا ڈرائیور ہونا بے پردگی اور خوف فتنہ، عزت و ناموس کے خطرات کی وجہ سے ناجائز ہے، شریعت نے روزی کمانے کی ذمہ داری مرد پر ڈالی ہے اور گھر کے کاموں کی ذمہ داری عورت پر ڈالی ہے "**الرجال قوامون علی النساء**" (نساء::۳۴)۔

۶- عورت کے لئے ٹی ٹی بننا شرعاً جائز نہیں کیونکہ اس میں بے شمار مفاسد اور فتنہ کا اندیشہ ہے اور یہ اسلام دشمن طاقتوں کا منظم حربہ اور پلاننگ ہے کہ مسلمانوں سے پردہ کو ختم کر دیا جائے، حضور اقدس ﷺ نے جو پیشین گوئی کی ہے کہ قرب قیامت میں زنا کی کثرت ہوگی اور بے حیائی، بے پردگی عام ہو جائے گی اس کا کھلا مشاہدہ ہو رہا ہے، لہٰذا چند روزہ دنیوی مفاد کے لئے دائمی اخروی زندگی کو برباد نہ کریں۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے: "**بل تؤثرون الحیوة الدنیا، والأخرة خیر وابقی**" کہ تم دنیوی زندگی کو ترجیح دیتے ہو حالانکہ آخرت بمقابلہ دنیا زیادہ بہتر اور دائمی ہے (سورہ اعلیٰ:۱۶-۱۷)۔

۷- خواتین کا ریلوے اسٹیشن پر ٹکٹ کاٹنا اور ایئر پورٹ میں ٹکٹ جاری کرنا، مختلف مفاسد اور فتنوں کی وجہ سے ممنوع و ناجائز ہے، جس میں بنیادی طور پر دو خرابیاں ہیں: (۱) بے پردگی (۲) خوف فتنہ۔

بعض حضرات نے چند شرائط کے ساتھ عورتوں کی ملازمت کو جائز قرار دیا ہے: (۱) ولی یا شوہر کی اجازت شامل ہو

(۲) شرعی پردہ کی مکمل رعایت ہو (۳) لباس مردوں کے لئے باعث کشش نہ ہو (۴) خوشبو نہ لگائیں (۵) مردوں سے اختلاط بالکل نہ ہو (۵) اجنبی مرد کے ساتھ تنہائی کی نوبت نہ آئے (۶) شوہر اور بچوں کے حقوق سے بے اعتنائی نہ ہو (مستفاد: نئے مسائل اور فقہ اکیڈمی کے فیصلے: ۱۶۹)۔ تاہم احتیاط کے پہلو کو ملحوظ رکھتے ہوئے عام حالات میں عورتوں کو گھر سے باہر ملازمت کی اجازت نہیں۔ ناگزیر حالات میں مذکورہ بالا شرائط کے ساتھ گنجائش دی جاسکتی ہے۔

☆☆☆

خواتین کی ڈرائیونگ- چند مسائل

مولانا اختر امام عادل قاسمی☆

اسلام نے عورتوں کو گھر میں رہنے کا حکم دیا ہے، اور بلا ضرورت گھر سے باہر نکلنے کی اجازت نہیں دی ہے، اسی لئے ان کے اوپر گھر سے باہر کی کوئی ذمہ داری نہیں ڈالی گئی، یہاں تک کہ نماز جیسا فریضہ بھی ان کو گھر کے اندر ادا کرنے کا حکم دیا گیا، حج یا کسی ضروری سفر کے علاوہ عورتوں کا گھر سے باہر نکلنا شریعت میں سخت ناپسندیدہ ہے۔

ایک تہذیبی جنگ:

دراصل اسلام جس طرح کا پاکیزہ معاشرہ پیدا کرنا چاہتا ہے، جس میں جرائم کے جراثیم اور اخلاقی آلودگیاں نہ ہوں، وہ عورت ومرد کے درمیان میدان کار کی تقسیم کے بغیر ممکن نہیں ہے، اس لئے زندگی کا پورا نظام اس انداز میں ڈھالا گیا کہ عورت ومرد کے میدان عمل میں کبھی کوئی تصادم نہ ہو، اور نہ اس طرح کے مسائل پیدا ہوں جو سوالنامہ میں اٹھائے گئے ہیں، جب کہ مغربی تہذیب اسلام کے برعکس ایسے سماج کی نمائندہ ہے جو عورت و مرد کے بے محابا اختلاط سے پیدا ہوتا ہے، اور مغرب نے جان بوجھ کر ایسا سسٹم بنایا ہے، تاکہ اسلام کا تصور اخلاق عملی زندگی میں پارہ پارہ ہوجائے، اور مسلمانوں کی ایمانی قوت مسلوب ہوجائے، یہ ایک طرح کی تہذیبی جنگ ہے جو اسلام اور مغرب کے درمیان برسوں سے جاری ہے، ظاہر ہے کہ یہ تمامتر مسائل جو خواتین کی ڈرائیونگ کے سلسلے میں پیدا ہورہے ہیں، وہ اسلام کے علی الرغم مغربی تہذیب کی پیداوار ہے، اس کو ہم اسلام کے آئینے میں کس طرح حل کرسکتے ہیں، ایک ضد کو دوسرے ضد کے ساتھ کیسے منطبق کیا جاسکتا ہے؟ اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا نے اسی تناظر میں چند سوالات بھیجے ہیں، ان کے جوابات پیش خدمت ہیں:

۱، ۲- گاڑی چلا کر عورت کا ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا:

شریعت اسلامیہ میں بغیر واقعی ضرورت کے عورت کا گھر سے باہر نکلنا ممنوع ہے، قرآن کریم میں عورتوں کو اپنے

☆ جامعہ ربانی منورواشریف بہار۔

گھروں میں قرار پکڑنے کا حکم دیا گیا ہے:

"وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى "(سورۂ احزاب:۳۳)۔

اسلام کا یہی وہ مزاج ہے جس کی طرف جنگ جمل کے موقعہ پر (جب ام المؤمنین حضرت عائشہؓ جنگ کے سفر پر نکل گئی تھیں) بزرگ صحابی حضرت عمار بن یاسرؓ نے ان کی توجہ اس آیت کی طرف دلائی اور کہا کہ اللہ نے آپ کو گھر میں رہنے کا حکم دیا ہے، حضرت عائشہؓ اپنی اس لغزش کا احساس ساری زندگی رہا اور وہ ہمیشہ اس بھول کو یاد کر کے رویا کرتی تھیں۔

اسی طرح ام المؤمنین حضرت سودہؓ سے کچھ لوگوں نے عرض کیا کہ آپ کبھی حج وعمرہ کے سفر پر نہیں جاتی ہیں؟ تو حضرت سودہؓ نے جواب دیا کہ میں حج وعمرہ کر چکی ہوں، اور مجھے اللہ نے گھر کے اندر رہنے کا حکم دیا ہے، راوی کہتے ہیں کہ حضرت سودہؓ عمر بھر کبھی گھر کے دروازے سے باہر نہیں نکلیں، یہاں تک کہ ان کا جنازہ ہی باہر نکلا۔

"وروی أن عماراً قال لعائشة رضی الله عنها: إن الله قد أمرِک أن تَقَرّی فی منزلک، فقالت: یا أبا الیقظان،زا زلت قَوَّالاً بالحق، فقال: الحمد لله الذی جعلنی کذلک علی لسانک "

(ہدایہ الی بلوغ نہایہ ۹/ ۵۸۳۰)۔

وذکر الثعلبی وغیره أن عائشة رضی الله عنها کانت إذا قرأت هذه الآیة تبکی حتی تبل خمارها، وذکر أن سودة قیل لها: لم لا تحجین ولا تعمرین کما یفعل أخواتک، فقالت قد حججت واعتمرت وأمرنی الله تعالی أن أقر فی بیتی قال الراوی: فوالله ما خرجت من باب حجرتها حتی خرجت جنازتها.قال القاضی أبو محمد:وبکاء عائشة رضی الله عنها إنما کان بسبب سفرها أیام الجمل، وحینئذ قال لها عمار: إن الله أمرک أن تقری فی بیتک "(المحرر الوجیز ۵/ ۳۰۷)۔

سفر خواہ بڑا ہو یا چھوٹا، یعنی مسافت سفر (تین دن رات) کے مطابق ہو یا کم، بلاضرورت عورت کے لئے گھر سے باہر نکلنا اسلام میں پسندیدہ نہیں ہے، البتہ ضرورت کے وقت پردہ کے ساتھ چھوٹے سفر کے لئے بھی گھر سے نکلنے کی اجازت ہے اور بڑے سفر کے لئے بھی، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" **قَدْ أَذِنَ لَكُنَّ أَنْ تَخْرُجْنَ لِحَوَائِجِكُنَّ** "(الجامع الصحیح ۵/ ۲۰۰۶) (اپنی ضروریات کے لئے تم اپنے گھروں سے باہر نکل سکتی ہو)۔

فرق یہ ہے کہ بڑے سفر میں محرم کی شرط ہے اور چھوٹے سفر میں محرم کی شرط نہیں ہے، اور حضرت امام ابوحنیفہؒ اور حضرت امام ابو یوسفؒ کی ایک دوسری روایت کے مطابق ایک دن کے سفر کے لئے بھی محرم ضروری ہے، البتہ ایک دن سے کم والا سفر بغیر محرم کے کر سکتی ہے، اور فساد زمانہ کی بنا پر اسی روایت کو مفتیٰ بہ مانا گیا ہے۔

"(فی سفر)هوثلاثة أيام ولياليها فيباح لها الخروج إلى ما دونه لحاجة بغير محرم بحر وروى عن أبى حنيفةوأبى يوسف كراهة خروجها وحدها مسيرة يوم واحد، وينبغى أن يكون الفتوى عليه لفساد الزمان شرح اللباب ويؤيده حديث الصحيحين لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تسافر مسيرة يوم وليلة إلا مع ذى محرم منها " (حاشیہ ردالمحتار علی الدر المختار شرح تنویر الابصار فقہ ابوحنیفہ ۲/ ۴۶۵)۔

ولا تسافر المرأة من غير محرم ثلاثة أيام فما فوقها، واختلفت الروايات فيما دون ذلک، قال أبو يوسف: أكره لها أن تسافر يوماً بغير محرم،وهكذا روى عن أبى حنيفة رضى الله عنه، وقال الفقيه أبو جعفر: اتفقت الروايات فى الثلاث، فأما ما دون ذلک قال الفقيه أبو جعفر: هو أهون من ذلک "(المحیط البرہانی ۵/ ۲۷۶)۔

ضرورت کے وقت عورت گھر سے باہر نکل سکتی ہے، اگر ایک دن سے کم کا سفر ہے اور راستہ فتنہ سے محفوظ ہے تو محرم کی بھی شرط نہیں ہے، لیکن ضروری ہے کہ مکمل پردہ کیساتھ گھر سے باہر نکلے، پردہ میں چہرہ کا پردہ بھی شامل ہے، یعنی حجاب کے ساتھ گھر سے باہر نکلے، عام حالات میں چہرہ کا پردہ ضروری نہیں ہے، لیکن گھر سے باہر نکلنے میں فتنہ سے بچنے کے لئے چہرہ کا پردہ بھی ضروری ہے، اس لئے کہ زیادہ تر فتنہ چہرہ سے ہی پیدا ہوتا ہے۔

اس تناظر میں اوپر ذکر کردہ سوال میں عورت کے لئے اپنی پرائیوٹ کار میں جس میں کوئی دوسرا غیر محرم نہ ہو، گھر سے باہر جانا بضرورت جائز ہے، اسی طرح ایسی بسوں اور ٹرینوں میں بھی گنجائش ہوگی جس میں پردہ کے ساتھ مردوں سے الگ تھلگ بیٹھنے کا نظم ہو، البتہ تمام سواریوں میں دو پہیوں والی سواری سب سے بدتر سواری ہے، اس لئے عام حالات میں اس کی اجازت نہیں دی جائیگی، اگر شوہر یا محرم ساتھ ہو تو کسی بھی سواری میں پردہ کے ساتھ سفر کرنے میں ممانعت نہیں۔

☆وتمنع) المرأة الشابة (من كشف الوجه بين رجال) لا؛ لأنه عورة، بل (لخوف الفتنة) كمسه، وإن أمن الشهوة، لأنه أغلظ، ولذا ثبت به حرمة المصاهرة، كما يأتى فى الحظرالشرح(قوله وتمنع المرأة إلخ) أى تنهى عنه، وإن لم يكن عورة (قوله بل لخوف الفتنة) أى الفجور بها قاموس أو الشهوة.والمعنى تمنع من الكشف لخوف أن يرى الرجال وجهها فتقع الفتنة؛ لأنه مع الكشف قد يقع النظر إليها بشهوة (ردالمحتار علی الدر المختار، شرح تنویر الابصار ۳/ ۲۵۷)۔

☆وقال القهستانى: منع النظر من الشابة فى زماننا ولو بلا شهوة (روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی ۱۶/ ۲۴۴)۔

☆لا تركب مسلمة على سرج الحديث، هذا لو للتلهى، ولو لحاجة غزو أو حج أو مقصد دينى أو دنيوى لا بد لها منه، فلا بأس به(درمختار) قوله (ولو لحاجة غزو إلخ) أى بشرط أن تكون متسترة وأن تكون مع زوج أو محرم ۔(حاشیہ ردالمحتار علی الدرالمختار شرح تنویر الابصار فقہ ابوحنیفہ ۶/ ۴۲۳)۔

۳-عورت کے لئے پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیوری:

بلاشبہ حضرت امام مالکؒ اور حضرت امام شافعیؒ کے نزدیک قابل اعتماد عورتوں کی جماعت کیساتھ عورت کو سفر کرنے کی اجازت ہے، حضرت عطاءؒ، حضرت سعید بن جبیرؒ، اور امام حسن بصریؒ سے بھی یہی منقول ہے، حضرت امام اوزاعیؒ تو نیک مردوں کی جماعت کے ساتھ بھی سفر کی اجازت دیتے ہیں، ائمہ حنفیہ میں حضرت امام محمدؒ سے بھی ایک روایت اسی طرح منقول ہے، فقہ حنفی کی ایک ضعیف روایت بھی یہی نقل کی گئی ہے، بلکہ اس قول میں نابالغ بچہ اور معتوہ کی رفاقت کو بھی کافی مانا گیا ہے، امام ابن سیرینؒ بھی ایک مرد مسلم کی رفاقت میں عورت کو سفر کی اجازت دیتے ہیں، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ پڑوس کی عورتوں کو اپنے ساتھ سفر حج میں لے جاتے تھے۔

☆وقال آخرون جائز للمراة أن تحج حجة الفريضة إذا كانت مع ثقات من المسلمات والمسلمين، فأما مالک والشافعى فقالا تخرج مع جماعة النساء.قال الشافعى: وإذا خرجت مع حرة مسلمة ثقة لا شىء عليها.وقال الأوزاعى تخرج مع قوم عدول وتتخذ سلما تصعد عليه، وتنزل، ولا يقربها رجل، إلا أن يأخذ برأس البعير وتضع رجلها على ذراعه.وقال ابن سيرين تخرج مع رجل من المسلمين لا بأس به.وروى أيوب عن محمد أنه كان إذا سئل عن المرأة لم تحج وليس لها محرم فربما قال: إنما المؤمنون إخوة، ويقول رب من ليس بمحرم أوثق من محرم ذكره عبد الرزاق عن معمر وابن التيمى عن أيوب عن ابن سيرين (التمہید لما فی الموطا من المعانی والاسانید ۲۱/ ۵۲)۔

☆وقال حماد: لا بأس للمرأة أن تسافر بغير محرم مع الصالحين، والصبى والمعتوه ليسا بمحرمين، والكبير الذى يعقل محرم .(المحیط البرہانی ۵/ ۲۷۶)۔

☆واختلف فيما دون الثلاث، وقيل: إنها تسافر مع الصالحين والصبى والمعتوه غير محرمين، كما فى المحيط قهستانى (حاشیہ ردالمحتار علی الدرالمختار شرح تنویر الابصار فقہ ابوحنیفہ ۶/ ۳۹۰)۔

مگر فقہاء کی ان آراء کا محمل ان کے نزدیک سفر اختیاری اور عام اسفار نہیں ہیں، بلکہ صرف وہ اسفار ہیں جو عورت کے ذمہ واجب ہوں، مثلاً حج فرض کی بنا پر سفر، یا جو مجبوری کی حالت میں کئے جائیں، مثلاً کوئی خاتون دشمنوں کے چنگل سے

نجات پاکر باہر نکلے تو اسے اپنے گھر جانے کے لئے محرم کا انتظار کرنے کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ اپنی جان اور عزت وآبرو کی حفاظت کے لئے وہ بغیر محرم کے بھی اپنے گھر کا سفر کرسکتی ہے، خواہ وہ مسافت سفر ہی پر کیوں نہ ہو، اسفار غیر واجبہ یا عام حالات میں کئے جانے والے اسفار میں امام مالک، امام شافعیؒ، اور امام اوزاعیؒ کے نزدیک بھی محرم ضروری ہے، ابن بطال اور ابن قدامہ وغیرہ نے اس کی تصریح کی ہے اور اس سلسلے کی مختلف روایات کے درمیان اسی طرح تطبیق دی ہے، اس تفصیل کے مطابق ان فقہاء کے نزدیک بھی پبلک ٹرانسپورٹ میں ڈرائیوری کرنے والی خواتین اس زمرہ میں نہیں آسکتی ہیں کہ یہ نہ سفر واجب ہے اور نہ سفر ضرورت، بلکہ یہ واضح طور پر سفر اختیاری ہے، اس لئے ان فقہاء کے قول پر بھی موجودہ پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیوری عورتوں کے لئے جائز نہیں ہے۔

"**قال مالک والأوزاعی والشافعی: تخرج المرأة فی حجة الفریضة مع جماعة النساء فی رفقة مأمونة، وإن لم یکن معها محرم، وجمهور العلماء علی جواز ذلک، وکان ابن عمر یحج معه نسوة من جیرانه، وهو قول عطاء وسعید بن جبیر وابن سیرین والحسن البصری، وقال الحسن: المسلم محرم، ولعل بعض من لیس بمحرمٍ أوثق من المحرم .وقال أبو حنیفة وأصحابه: لا تحج المرأة إلا مع ذی محرم .وهو قول أحمد وإسحاق وأبی ثور، حملوا نهیه علی العموم فی کل سفر، وحمله مالک وجمهور الفقهاء علی الخصوص، وأن المراد بالنهی الأسفار غیر الواجبة علیها**" (شرح البخاری لابن بطال ۸/۱۲۶)۔

☆**وحدیث عدی یدل علی وجوب السفر لا علی جوازه، ولذلک لم یجزه فی غیر الحج المفروض ولم یذکر فیه خروج غیرها معها،وأما الاسیرة إذا تخلصت من أیدی الکفار، فإن سفرها سفر ضرورة لا یقاس علیه حالة الاختیار، ولذلک تخرج فیه وحدها، ولأنها تدفع ضررا متیقنا بتحمل الضرر المتوهم، فلا یلزم تحمل ذلک من غیر ضرر أصلا** "(المغنی فی فقہ الامام احمد بن حنبل الشیبانی ۳/۱۹۲)۔

۴، ۵- جہاز پائلٹ یا ٹرین ڈرائیور کی ملازمت:

مسلم خواتین جہاز پائلٹ یا ٹرین ڈرائیور کی ملازمتوں میں شامل نہیں ہوسکتیں، یہ ان کے لئے جائز نہیں ہے، دلائل پیچھے گذر چکے ہیں۔

۶- ریلوے ٹی ٹی کی ملازمت:

یہ ملازمت جائز نہیں ہے، اس لئے کہ مسئلہ صرف سیکورٹی اور تحفظ کا نہیں، بلکہ شرعی پردہ کا بھی ہے، آج کے حالات

میں حجاب کے ساتھ کوئی خاتون ٹی ٹی کے فرائض انجام نہیں دے سکتی، علاوہ ٹرین میں مسافروں کا ہجوم اسی طرح ہے جیسے بازار میں لوگوں کا ہجوم، حادثات کے وقت یہ ہجوم کسی کے تحفظ کیلئے کافی نہیں ہوتا، نیز اس میں مردوں کے ساتھ اختلاط پایا جاتا ہے، حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ قرآن کریم میں جس تبرج جاہلیہ سے منع کیا گیا ہے، اس میں عورتوں کا مردوں کے درمیان چلنا بھی شامل ہے:

☆"**قال مجاهد كان النساء يتمشين بين الرجال، فذلک التبرج، وقال ابن أبی نجيح هو التبختر** "(معانی القرآن ۵/۳۴۸)۔

علامہ ابن القیم لکھتے ہیں کہ حاکم پر واجب ہے کہ بازار وغیرہ میں عورتوں اور مردوں کے اختلاط پر پابندی عائد کرے:

☆"**أَنَّ وَلِيَّ الْأَمْرِ يَجِبُ عَلَيْهِ أَنْ يَمْنَعَ اخْتِلَاطَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ فِي الْأَسْوَاقِ،وَالْفُرَجِ، وَمَجَامِعِ الرِّجَالِ** "(الطرق الحکمیۃ ۱/۳۷۸)۔

☆"**فَيَحْرُمُ عَلَيْهِنَّ الْخُرُوجُ سَافِرَاتِ الْوُجُوهِ، لِأَنَّهُ سَبَبٌ لِلْحَرَامِ** "(حاشیۃ قلیوبی وعمیرہ ۱۱/۹۱)۔

۷- ریلوے اسٹیشن یا ائیر پورٹ پر ٹکٹ جاری کرنے کی ملازمت:

یہاں بھی بے پردگی اور غیر مردوں کے ساتھ اختلاط پایا جاتا ہے، اس لئے مسلم خاتون کے لئے اس میں بھی ملازمت کرنا جائز نہیں ہے۔

☆☆☆

خواتین کی ڈرائیونگ سے متعلق بعض مسائل

مولانا محبوب فروغ احمد قاسمی☆

خواتین وہ صنف نازک ہیں جن پر ظلم ہر زمانے میں ہوتا رہا ہے، صرف انداز بدلا رہا ہے اسلام سے قبل ت وکسی قابل ہی نہیں سمجھی جاتی تھیں، احساس کمتری کا سایہ اتنا گہرا اور محیط تھا کہ وہ خود بھی اپنے آپ کو لاوارث اور دنیا کی حقیر ترین مخلوق باور کر کے بہت خوش نظر آتیں، اسلام نے آ کر اس صنف کو مناسب برتری بخشا، پستی کی ذلت سے نکال کر بلندی و ترقی کے اعلی معیار پر پہنچایا، جاہلیت اولی کی تمام دبیز چادروں کو تار تار کر کے اسلام کے حسین اور پر لطف چھاؤں میں زندگانی کا ایک اچھا اور پر فضا ماحول عنایت کیا، نیز اسلام ہی نے ان کو احساس دلایا کہ وہ بھی اس معاشرے اور سوسائٹی کی اہم کڑی ہیں، ہر فضیلت و مرتبت میں شریک وسہیم ہیں ہاں بات اتنی ضروری ہے کہ ان کی خلقی وفطری ساخت و پرداخت بہت سی چیزوں کی اجازت نہیں دیتی ہے، لیکن نسوانی جذبات وخیالات کا مکمل تحفظ اگر موجود ہے تو وہ صرف اسلامی تعلیمات ونبوی ہدایات میں ہے، چنانچہ ہر ایسے امر کو اس کے حق میں ناپسند کیا گیا جو اس کے جذبات وخیالات کی حفاظت نہ کر سکے، اور صنفی مزاج ومذاق اور تخلیقی نزاکت کو باقی نہ رکھ سکے اسی لئے پردہ کو ضروری قرار دیا گیا، تا کہ جذبات وخیالات کا تقدس تار تار نہ ہو، اسی طرح باہر کی دنیا کو مردوں کے حوالہ کیا گیا کہ ان کی تخلیقی فطرت کے مناسب ہے اور عورتوں کے لئے گھر کی چہار دیواری کو قیدی کی حیثیت سے نہیں، ربات البیت اور ملکہ کی حیثیت سے پسند کیا گیا معذوری وضرورت کے حالات پھر بھی مستثنی رکھے گئے، تا کہ قیدی ہونے کا ادنی شبہ بھی دل میں گزرنے نہ پائے، اس میں صرف ان کی پاکیزگی اور مذاق کی ہی رعایت مقصود نہیں بلکہ باہر کی دنیا کا تقدس بھی ملحوظ خاطر تھا۔

جوں جوں دور رسالت سے دوری ہوتی گئی اور مال واسباب سے دلچسپی بڑھتی گئی شیطانی وابلیسی پالیسیاں پوری قوت کے ساتھ سامنے آنے لگیں، عدل وانصاف کے نام پر اس صنف نازک کو باہر کی دنیا میں گھسیٹا گیا جو کام ان کی تخلیقی فطرت کے معارض تھا اس کا بھی پابند بنایا گیا، نعرہ خوبصورت دیا گیا، چنانچہ ان خواتین کو برا بھی نہیں لگا، ساری پریشانیوں کو جھیل کر کے بھی اپنے مزاج ومذاق کے خلاف ابلیسی نظام پر خوش اور مست نظر آنے لگیں، اس سے ان کا بیڑا غرق تو ہوا ہی

☆ استاذ دار العلوم دیوبند۔

گھر کا انسانی ماحول کا بھی ستیاناس ہوا، انسان تو کجا مسلمان بھی اسلامی تہذیب وثقافت تو الگ ہے شرافت انسانی سے بھی دور جا پڑا، آج مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک چلے جایئے اور مشاہدہ کر لیجئے صحیح اندازہ ہو جائے گا، عجیب بات ہے کہ عورتوں کی تخلیقی نزاکت سے کھلواڑ کرنے کے لئے وقتاً فوقتاً خوبصورت نعرہ دیا جاتا ہے اور روز کوئی نہ کوئی نیا شوشہ چھوڑا جاتا ہے، انہی میں سے ایک عورتوں کے لئے سڑکوں، صحراؤں اور ہواؤں میں غیروں کے لئے ڈرائیونگ کا آوازہ ہے، دیکھنا یہ ہے کہ اسلام میں اس کی گنجائش کس حد تک ہے؟ مندرجہ ذیل سطور میں اسی کی مختصر تفصیل کی گئی ہے۔

۱- ایک ہی شہر میں ایک جگہ سے دوسری جگہ تنہا ڈرائیونگ کر کے جانا:

عورتوں کے لئے سواری کرنے اور سواری کو چلانے کا ثبوت تو ملتا ہے عورتیں جہاد کے مواقع پر، نیز حج وعمرہ کے لئے جاتے وقت اونٹوں وغیرہ پر سوار ہو کر جایا کرتی تھیں، ان مواقع پر مردوں کے پیچھے یا تو سوار ہوتیں یا کوئی اور جانور کو ہنکا کر لے جاتا، عام حالات میں مسلمان عورتوں کا سواری پر تنہا سوار ہونا غالباً ثابت نہیں، سارہ نام کی خاتون مکہ سے مدینہ آئی تھیں اور حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کا خط لے کر جارہی تھی جو پکڑی گئی وہ یقیناً سواری پر تنہا سوار تھی، لیکن وہ کافرہ تھی، ام حرام بنت ملحانؓ کے بارے میں آتا ہے کہ غزوۃ الروم میں حضرت عبادہ بن صامتؓ کے ساتھ تھیں اور سواری سے گر گئی تھیں، مگر وہاں بھی تصریح ہے: "قربت إليها لتركب"، اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی قریب کرنے والا تھا۔

اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ عورت کی فطرت میں ڈرائیونگ نہیں ہے، ہاں مخصوص حالات میں بعض نامور خواتین نے جنگ میں بھی حصہ لیا ہے اور سواری بھی کی ہے، ناچیز کا خیال ہے کہ یہ مسئلہ سواری وڈرائیونگ کا نہیں، اصل مسئلہ گھر سے باہر نکلنے کا ہے، چونکہ عورت کی ذات پردہ وتستر سے عبارت ہے، صرف ضرورت کے مواقع ہی مستثنیٰ ہیں، مفتی محمد شفیع عثمانیؒ لکھتے ہیں:

"وقرن في بيوتكن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الأولى، فدلت الآية على أن الأصل في حقهن الحجاب بالبيوت والقراربها، ولكن يستثنى منه مواضع الضرورة، فيكتفى فيها الحجاب بالبراقع والجلابيب.....فعلم أن حكم الآية قرارهن في البيوت، إلا موضع الضرورة الدينية كالحج والعمرة بالنص أو الدينوية كعيادة قرابتها وزيارتها أو احتياج إلى النفقة وأمثالها بالقياس.....فلا يجوز لهن الخروج من بيوتهن، إلا عند الضرورة بقدر الضرورة مع اهتمام التستر والاحتجاب كل الاهتمام وما سوى ذلك فمحظور ممنوع" (احکام القرآن ۳/۳۱۸)۔

(آیت "وقرن فی بیوتکن الخ" اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ اصل ان کے حق میں گھروں میں محجوب رہنا ہے اور وہیں قیام کرنا ہے، لیکن ضرورت کے مواقع مستثنیٰ ہیں پس برقعوں اور چادروں کے حجاب پر اکتفا کیا جائے گا، پس

معلوم ہوا کہ آیت کا حکم گھروں میں رہنا ہے، مگر دینی ضرورت حج وعمرہ نص کی بنا پر اور دنیوی ضرورت، جیسے اہل قرابت کی عیادت وزیارت یا نفقہ وغیرہ کی حاجت قیاس کی بنا پر مستثنیٰ ہیں، پس ان کے لئے گھروں سے نکلنا جائز نہیں ہے، مگر ضرورت کے وقت اور بقدر ضرورت مکمل تستر وحجاب کے ساتھ اس کے علاوہ ممنوع ومحظور ہے)۔

اس لئے گھر سے باہر نکلنے کا تقاضا دینی یا دنیوی موجود ہو تو مکمل پردہ کے ساتھ تنہا نکل سکتی ہے اس میں سواری یا غیر سواری کی قید نہیں ہے، نیز گاڑی کیسی بھی ہو پس پردہ وتستر ضروری ہے نیز ایسی سواری جو مردوں کے لئے مخصوص ہو اس سے بھی عام حالات میں احتراز کرے الا یہ کہ ضرورت ہو۔

"**ولا تركب مسلمة على سرج للحديث لو للتلهي ولولحاجة غزوهأوحج أو مقصد دين أو دنيوى لا بدلها منه، فلا بأس به للحديث، وهو لعن الله الفروج على السروج ذخيرة، لكن نقل المدني عن أبى الطيب أنه لا أصل له، يعنى بذا اللفظ، وإلا فمعناه ثابت، ففي البخارى وغيره: لعن رسول الله ﷺ المتشبهين**" (الدرمع الرد ۵/۳۰۰ کتاب الحظر والإباحۃ باب الاستبراء ط: رشیدیہ)۔

(کوئی مسلم خاتون حدیث کی وجہ سے زینوں پر سواری نہیں کرے گی، یہ اس وقت ہے، جبکہ مقصود تلہی ہو اور اگر غزوہ حج یا کسی دینی یا دنیوی مقصد کے لئے ہو جو ضروری بھی ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، حدیث کی وجہ سے اور وہ ہے: "**لعن الله الفروج على السروج**"، البتہ مدنی ابوالطیب سے نقل کرتے ہیں کہ اس کی کچھ اصل نہیں ہے مطلب یہ ہے کہ ان الفاظ کے ساتھ البتہ معنی ومفہوم تو ثابت ہے، چنانچہ بخاری میں ہے: "**لعن رسول الله.....الخ**")۔

اس لئے حاجت کے لئے ایک ہی شہر کے مختلف علاقوں میں نکلنے میں حرج نہیں ہے، بلا حاجت جانے میں احتیاط ضروری ہے۔

۲-مسافت شرعی میں اگر محرم یا شوہر ساتھ ہو تو اس کا حکم:

اگر سفر ۷۷ کیلومیٹر یا اس سے زائد کا ہے جو سفر شرعی کہلاتا ہے اگر محرم یا شوہر کے ساتھ میں ہے اور عورت ڈرائیونگ کر رہی ہے دوسرا کوئی نہیں ہے کہ بے پردگی ہوگی ایسے وقت میں بھی محرم یا شوہر کو چاہئے کہ خود ڈرائیونگ کرے، کیونکہ بے پردگی نہیں، مگر بدنظری کا خطرہ ختم نہیں ہوا ہے پورے راستہ غیر مردوں پر نگاہ پڑے گی، جبکہ حکم نگاہ کو نیچی رکھنے کا ہے، ہاں شوہر یا محرم گاڑی چلانا نہیں جانتا ہے اور سفر ضروری بھی ہے تو پھر اس کی گنجائش ہے۔

"**تنظر المرأة من الرجل كنظر الرجل للرجل إن أمنت شهوتها، فلولم تأمن أو خافت أوشكت حرم استحسانا كالرجل هو الصحيح فى الفصلين**" (الدر المختار ۵/۳۶۲، کتاب الحظر والاباحۃ، باب النظر، رشیدیہ)۔

(عورت مرد کو اسی طرح دیکھ سکتی ہے، جیسا کہ مرد مرد کو اگر شہوت سے مامون ہو پس اگر مامون نہ ہو یا شہوت کا خوف ہو یا شک ہو تو استحسانا حرام ہے، جیسا کہ مرد مرد کے لئے یہی صحیح ہے دونوں مسئلوں میں)۔

۳-جن فقہاء کے یہاں قافلہ خواتین کے ساتھ سفر کرنا جائز ہے کیا پبلک ٹرانسپورٹ کی خاتون ڈرائیور اس زمرے میں ہے؟

حنفیہ کے یہاں تو مسافت سفر کے لئے اگر خروج کرنا ہو تو شوہر یا محرم کا ہونا ضروری ہے، حدیث میں ہے: "**عن عبد الله بن عمر عن النبی ﷺ قال: لا یحل لامرأة تؤمن بالله والیوم الآخر تسافر مسیرة ثلاث لیال، إلاومعها ذومحرم**" (مسلم ۱/ ۵۰۰، کتاب الحج، باب سفر المرأة مع محرم إلی حج)۔

(کسی بھی صاحب ایمان خاتون کے لئے حلال نہیں ہے کہ تین رات و دن کا سفر بغیر محرم کرے، خواہ قابل اعتماد جماعت نساء ہی کیوں نہ ہو؛ کیونکہ خوف فتنہ اس وقت کم نہیں، بلکہ زیادہ ہوجاتا ہے، چنانچہ علامہ کاسانی بحث کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"**ولأنها إذا لم یکن معها زوج ولا محرم لا یؤمن علیها إذا النساء لحم علی وضم إلا ماذب عنه، ولهذا لا یجوز لها الخروج وحدها، والخوف عنداجتماتهن أکثر،ولهذا حرمت الخلوة بالأجنبیة، وإن کان معها امرأة أخری**" (بدائع ۲/ ۱۲۳ کتاب الحج، فصل شرائط قرضیۃ الحج)۔

(اس لئے کہ جب اس کے ساتھ شوہر یا محرم نہیں ہوگا تو فتنہ سے امن نہیں ہوگا، اس لئے کہ عورتیں تو قصاب کی لکڑی کا گوشت ہیں، مگر جس کو ہٹا دیا جائے، اسی وجہ سے اس کے لئے اکیلے خروج جائز نہیں ہے، بہت سی عورتوں کے ہونے کی صورت میں خوف زیادہ ہوجاتا ہے یہی تو وجہ ہے کہ اجنبیہ کے ساتھ خلوت چاہے اس کے ساتھ کوئی اور عورت ہو جائز نہیں ہے)۔

یہی رائے حنابلہ کی بھی ہے، البتہ مالکیہ وشافعیہ حج کے سلسلہ میں توسع رکھتے ہیں اور جماعت مامونہ کے ساتھ فریضہ حج کی ادائیگی کو جائز گردانتے ہیں نہ کہ عام اسفار کے لئے؛ کیونکہ حج ایک اہم فریضہ اسلام ہے اسی وجہ سے مالکیہ کے نزدیک نفل حج کے لئے بلا محرم نہیں نکل سکتی ہے، چنانچہ موسوعہ میں ہے:

"**وزاد المالکیة توسعا فقالوا: المرأة إذا لم تجد المحرم أو الزوج ولوبأجرة تسافر لحج الفرض أو النذرمع الرفقة المأمونة بشرط أن تکون المرأة بنفسها هي مأمونة أیضا، والرفقة المامونة جماعة مأمونة من النساء أو الرجال الصالحین، قال الدسوقی: وأکثر مانقله أصحابنا اشتراط النساء،**

أما حج النفل فلا يجوز للمرأة السفر له إلا مع الزوج أو المحرم فقط اتفاقا، ولا يجوز لها السفر بغيرهما بل تأثم به" (الموسوعۃ الفقہیۃ، مادہ: حج)۔

(مالکیہ نے توسع کیا پس کہا: عورت کو اگرچہ محرم یا شوہر اجرت پر نہ ملے تو فرض حج اور منذور حج کے لئے قابل اطمینان رفقاء کے ساتھ سفر کرے گی بشرطیکہ عورت بھی اپنے آپ کو مامون سمجھے، مامون رفقاء عورتوں جماعت یا صالح مردوں کی جماعت ہے، دسوقی کہتے ہیں: ہمارے اصحاب کے یہاں عورتوں کی شرط ہی اکثر اقوال میں ہے، البتہ حج نفل کے لئے تو شوہر یا محرم کے ساتھ ہی بالاتفاق نکلے گی بغیر ان دونوں کے اس کے لئے سفر جائز نہیں بلکہ گنہگار ہوگی)۔

شافعیہ کے یہاں بھی تقریباً حج فرض ونذر کی ہی قید ہے چنانچہ ان کے نزدیک ایک عورت بھی بااعتماد مل جائے تو سفر فریضہ حج میں حرج نہیں ہے، ہاں واجب نہیں ہوگا، واجب تو جماعت نساء کی موجودگی قرار دیا ہے چنانچہ وہ مجموع میں لکھتے ہیں:

"**هل يجوز للمرأة أن تسافر لحج التطوع أو لسفر زيارة وتجارة ونحوهما مع نسوة ثقات أو امرأة ثقة، فيه وجهان**.....**والثاني وهوالصحيح باتفاقهم وهو المنصوص في الأم، وكذا نقلوه عن النص: لايجوز؛لأنه سفر ليس بواجب، هكذا علله البغوي، ويستدل للتحريم أيضا بحديث ابن عمر**" (المجموع شرح المہذب ۷/۸۷ کتاب الحج)۔

(کیا عورت کے لئے جائز ہے کہ حج نفل یا زیارت وتجارت وغیرہ کے لئے سفر عورتوں کی ثقات جماعت یا ایک ثقہ عورت کے ساتھ کرے، اس میں دو وجہ ہیں.....دوسری وجہ اور یہی صحیح ہے فقہاء کے اتفاق سے اور یہی منصوص ہے ام میں اور اسی طرح امام صاحب کا قول نقل کیا ہے کہ جائز نہیں ہے، اس لئے کہ واجب سفر نہیں ہے، ایسا ہی امام بغوی نے علت بیان کی ہے اور تحریم پر حدیث ابن عمرؓ سے استدلال کیا ہے)۔

لہذا پبلک ٹرانسپورٹ کی خاتون ڈرائیور جو بلا محرم کے ہو اور بس مردوں اور عورتوں سے بھری ہو وہ اس زمرے میں ان حضرات کے مسلک کے مطابق بھی نہیں آتی ہے جو عورتوں کی جماعت ثقات کے ساتھ سفر حج کو جائز قرار دیتے ہیں۔

۴- خاتون پائلٹ کا حکم:

مختلف حکومتوں کی طرف سے عورتوں کو پائلٹ اور ایئر ہوسٹس کی نوکری کا چانس دیا جارہا ہے، بظاہر فلائٹ یا ایئر پورٹ محفوظ ہوتے ہیں کسی بھی قسم کے ناخوشگوار واقعہ اور فتنہ کی جرأت بایں معنی نہیں ہوتی ہے کہ ہر چیز اور ہر نقل وحرکت کیمرے میں قید ہوتی ہے، غلط کاری پر پکڑے جانے کا یقین ہوتا ہے، اس لئے فتنوں کا سدباب ہوجاتا ہے، یہ وہ خوبصورت

تعبیر ہے جسے خاتون کو لبھانے اور اس قسم کی ذمہ داری کے جواز کی خاطر پیش کی جاتی ہے۔

مگر احادیث میں محرم یا شوہر کے بغیر مطلقا سفر کی ممانعت ہے نہ تو وقت کی تحدید ہے اور نہ ہی سواری کی، بلکہ صرف مسافر سفر کی تحدید ہے، پہلے بھی پیدل سفر کے مقابلہ اونٹ اور گھوڑوں کا سفر کم وقت میں ہوتا تھا، مگر وقت کی تحدید کے بجائے مسافت کی تحدید کی گئی ہے اس کا مطلب یہی ہے کہ بظاہر کتنا کچھ محفوظ نظر آتا ہو، مگر ایسے حالات آجاتے ہیں جن میں محرم یا شوہر کی ضرورت ناگزیر ہوجاتی ہے، اس لئے خوتین کو اجازت نہیں دی جاسکتی ہے کہ عام حالات میں ایئر ہوسٹس بنیں یا پائلٹ کی نوکری کریں، بلکہ اگر ضرورت ہو تو مسافت سفر سے کم مسافت پر چھوٹی سی ملازمت کر کے زندگی گزاریں، فتنہ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بدکاری کا ظہور ہی ہو، کیا نظر سے نظر کا ملنا، جسم کا جسم سے مس ہونا ان کے منفی اثرات نہیں ہوں گے ان میں کیمرے کی کون سی کڑی ہوگی جو انداز و کیفیات کو محفوظ کر سکے۔

۶،۵-ٹرین میں خاتون بحیثیت ڈرائیور اور ٹی ٹی:

ٹرین میں بحیثیت ڈرائیور تقرر کا مسئلہ ہو یا بحیثیت ٹی ٹی، دونوں ہی میں سفر کا تحقق ناگزیر ہے، خواہ کتنا بھی تحفظ فراہم ہو، مگر وہ تحفظ بھی ایسے محافظوں کی جانب سے ہے جن میں تحفظ کی صلاحیت ہی نہیں ہے، اس لئے نص حدیث سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ عورت مسافت سفر کے لئے بلا محرم شرعی یا شوہر نہیں نکل سکتی ہے، اس لئے یہ دونوں نوکریاں ممانعت کے دائرے میں آئیں گی، منصوص میں منصوص حکم کے لئے علت نکالنا حضرت تھانویؒ کے بیان کے مطابق بڑی غلطی ہے، حضرت کا ملحوظ ہے:

''اب غلطی یہ کی جاتی ہے کہ منصوص میں بھی بلا ضرورت علت نکال کر حکم منصوص کو وجود او عدما اس کے وجود وعدم پر دائر کرتے ہیں کہ جس زمانے میں ان کی گڑھی ہوئی علت پائی جائے گی عمل ہوگا، نہ پائی جائے گی نہ ہوگا، وراثت تعدد ازواج وغیرہ مسائل میں یہی کیا گیا ہے اور چاہا گیا ہے'' (شرح الانتباہات المفیدۃ، انتباہ ہفتم ص ۱۶۹)۔

منصوص میں علت سکوت عنہ کے لئے نکالی جائے گی، تاکہ منصوص کا بعینہ حکم سکوت کے لئے ثابت کیا جاسکے نہ کہ علت لگا کر منصوص میں آئے ہوئے حکم کو کالعدم قرار دے دیا جائے نص میں ''سفر'' کے لئے محرم کی شرط لگا دی گئی ہے، اب سفر عام حالات میں بغیر محرم یا شوہر جائز نہیں ہوگا۔

۷-ٹکٹ کاٹنے یا ایئر پورٹ پر بورڈنگ پاس وغیرہ کے لئے عورت کا تقرر:

کسی بھی قسم کی ملازمت نسوانی مزاج کے خلاف ہے، شریعت نے کسب معاش کی ذمہ داری مردوں پر رکھی ہے، نہ کہ عورتوں پر۔

"أما الإناث فليس للأب أن يؤاجرهن في عمل أو خدمة كذا في الخلاصة، ونفقة الإناث واجبة مطلقا على الآباء مالم يتزوجن إذالم يكن لهن مال، كذا في الخلاصة"(بدائع الصنائع للکاسانی ۵/۱۲۱)۔

(بہرحال عورتوں کا باپ ان کو کسی عمل یا خدمت کے لئے ملازمت پر نہیں دے سکتا ہے، عورتوں کا نفقہ مطلقا باپ پر ہے جب تک نکاح نہیں ہوا ہے اور ان کے پاس مال نہ ہو)۔

"وإنما خصه بذكر الشقاء ولم يقل "فتشقيان" يعلمنا أن نفقة الزوجة على الزوج فمن يومئذ جرت نفقه النساء على الأزواج فلما كانت نفقة حواء على آدم كذلک نفقات بناتها على بني آدم بحق الزوجية"(ہدیہ ۱/ ۵۶۲-۵۶۳)۔

(حضرت آدم کا ذکر "شقاء" میں خاص طور پر کیا، "فتشقیان" نہیں کہا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زوجہ کا نفقہ زوج پر ہے، پس اس دن سے بیویوں کا نفقہ شوہروں پر شروع ہوا، پس جب حواء کا نفقہ آدم پر ہوا اسی طرح ان کی بیٹیوں کا نفقہ بحق زوجیت بنی آدم پر ہوگا)۔

اس لئے عام حالات میں عورتوں کو کسب معاش کی پریشانی میں مبتلا ہونے سے بچایا جائے گا، البتہ اگر کوئی مناسب نظم نہیں ہے تو حجاب وتستر کی مکمل پابندی کرتے ہوئے جائز ملازمت اپنے قریبی جگہ میں کرسکتی ہے، ظاہر ہے ٹکٹ کاٹنے یا بورڈنگ پاس بنانے کے مواقع حجاب وتستر کے بالکل منافی ہیں، اس لئے بلاضرورت شدیدہ اس قسم کی ملازمت کی اجازت نہیں ہوگی۔

☆☆☆

عورتوں کی ڈرائیونگ-شرعی نقطہ نظر

مفتی محمد ثناء الہدی قاسمی☆

مغربی تہذیب کے زیر اثر خواتین کی حصہ داری زندگی کے تمام محاذ پر گزشتہ نصف صدی میں تیزی سے بڑھی ہے، ملازمتوں میں ان کا تناسب بڑھا ہے اور اب وہ ٹریفک پولیس اور فوج تک میں داخل ہوگئی ہیں، انہیں اپنی ملازمت کے تقاضے اور نجی ضرورتوں کے لیے اسفار بھی کرنے پڑتے ہیں، امور خانہ داری کی انجام دہی کے لیے بھی انہیں گھر سے باہر نکلنا ہوتا ہے اور ان کے لیے عملاً یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ سارے سفر محرم کے ساتھ کریں اور یہ بھی ممکن نہیں ہے کہ سفر میں اختلاط سے بچ سکیں، اب عورتیں ڈرائیونگ خود سے کرتی ہیں اور اپنے ضروری سفر کے لیے مردوں کی محتاج نہیں ہیں۔

عورت کے لیے جو اصل حکم ہے وہ گھروں میں متمکن ہونے کا ہی ہے، اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: " **وَ قَرنَ فِی بُیُوتِکُنَّ وَالَا تَبَرجنَ تَبَرُّجَ الجَاهِلِيَة** "(الاحزاب ۳۳)(گھروں میں قیام پذیر رہو اور زمانہ جاہلیت کے طریقے کے مطابق مت پھرا کرو)۔اسی بنیاد پر عورتوں کو مسجد جا کر باجماعت نماز کی ادائیگی کی اجازت نہیں ہے؛ کیونکہ ان کا گھروں میں بلکہ گھر کے ایک کونے میں نماز ادا کرنا حضور اکرم ﷺ کی اقتدا میں نماز ادا کرنے سے بہتر قرار دیا گیا ہے۔

سنن ابوداؤد میں ہے:"**عن عبد الله عن النبی ﷺ قال: صلاة المرا ة فی بیتها أفضل من صلاتها فی حجرتها و صلاتها مخدعها أفضل من صلاتها فی حجرتها**"(کتاب الصلوۃ باب ماجاء فی خروج النساء الی المسجد)۔

حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ:"**الأصل فی حقهن الحجاب بالبیوت والدار بها**"(۳۱۸/۳)لیکن ان کے نزدیک گھروں میں قرار کا عورتوں کے لیے یہ حکم عمومی نہیں ہے بعض حالتوں میں ضرورتاً عورتوں کو گھر سے باہر نکلنے اور سفر کرنے کی اجازت دی گئی ہے، بشرطے کہ وہ پردے میں ہوں۔

"**ولکن یستثنی منه مواضع الضرورة و یکتفی فیهاالحجاب بالبراقیع و الجلابیب**"۔

دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی کا فتوی ہے:

"ایسی کسی دینی ضرورت یا دنیوی حاجت کے لئے نکلنا ہو، جس کے بغیر چارہ کار نہیں اور اس میں ڈرائیونگ بھی

☆ نائب ناظم امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ۔

ضروری ہوتو پردہ کا اہتمام کرتے ہوئے خاتون گاڑی چلاسکتی ہے؛ البتہ اگر شرعی مسافت کا سفر ہوتو اس کے لئے محرم کا ہمراہ ہونا لازمی ہے"۔

مزید لکھا ہے کہ:" ہمارے مشرقی معاشرے میں کسی خاتون کا موٹر سائکل چلانے کا رواج نہیں؛ بلکہ عرف عام میں بھی اسے معیوب سمجھا جاتا ہے، نیز اس میں نسبتاً اختلاط اور مشابہت زیادہ ہونے کے علاوہ پردے اور ستر کی حفاظت کا اہتمام بھی مشکل ہے، لہذا عام حالات میں خواتین کے لئے موٹر سائکل چلانے کی اجازت نہیں (فتویٰ نمبر ۹۲ / ۱۷۳)۔

عورتوں کی ڈرائیونگ کے عدم جواز پر جو دلائل دیے جاتے ہیں ان میں تشبہ بالرجال اجنبی مردوں کا دیکھنا، اختلاط مرد وزن، راستے میں جان و مال عزت آبرو کے تحفظ کا مسئلہ خاص طور پر قابل ذکر ہے دارالعلوم دیوبند نے اپنے ایک فتوی جواب نمبر ۱۷۴۳۶۴ میں اس بنیاد پر کہ راستے میں تمام غیر محرم لوگوں پر اس کی نظر پڑے گی، عورتوں کے لیے ڈرائیونگ کی شرعاً اجازت نہیں دی ہے۔

یقیناً ڈرائیونگ کرنے میں یہ بات لازم ہے، لیکن کیا یہ معاملہ صرف عورتوں کے ساتھ ہے، مردوں کے ساتھ نہیں، وہ بھی اجنبی عورتوں کو لازماً گاڑی چلاتے ہوئے دیکھتے ہیں، تو کیا ڈرائیونگ ان کے لیے ممنوع ہوگی، ظاہر ہے ایسا نہیں ہے، حالانکہ غض بصر کا حکم قرآنی دونوں کے لیے ہے، زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ مردوں کے اوپر نفقہ کا حصول ضروری ہے اور عورتیں عام حالات میں اس سے مستثنی ہیں، اس لیے مردوں کے لیے ضرورتاً اس کی اجازت ہوگی عورتوں کے لیے ایسی کوئی ضرورت نہیں ہے اس کا نفقہ شوہر وغیرہ پر ہے اس لئے اس کی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔

جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن نے اپنے ایک فتویٰ میں لکھا ہے کہ:

"خاتون کا نفس گاڑی چلانا تو حرام نہیں ہے، لیکن اس کی تربیت کے لیے غیر محرم سے واسطہ پڑتا ہو تو ڈرائیونگ کے لیے ایسے تربیتی اسکول جانا جائز نہیں ہوگا، نیز عورت کے لیے ڈرائیونگ ضرورت شرعیہ نہیں ہے ان کا مشورہ یہ ہے کہ " ڈرائیونگ سیکھنے اور گاڑی چلانے کے لیے گھر سے نکلنے میں دیگر فتنوں کا اندیشہ بھی ہے (خصوصاً بیرون ملک میں) اس لیے عورت کو حتی الامکان ڈرائیونگ جیسی مصروفیات سے اجتناب کرنا چاہیے (ایضاً)۔

بنوری ٹاؤن کا ایک فتوی یہ بھی ہے:

"نیز خواتین کے لیے بلاضرورت ڈرائیونگ وغیرہ سے احتراز کرنا چاہیے البتہ اگر کبھی ڈرائیونگ کی ضرورت پیش آجائے تو بغیر محرم کے مسافت سفر کے بقدر سفر کرنا جائز نہیں ہوگا، اپنے شہر کے اندر ڈرائیونگ کرنا جائز ہوگا اور اس دوران مکمل پردہ کا اہتمام ضروری ہوگا۔

اس فتوی سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ اگر مسافت سفر شرعی ہوتو ڈرائیونگ میں اس کے ساتھ محرم کا ہونا ضروری ہوگا اور پردہ کا اہتمام ہر دوصورت میں ہوگا اور اجازت بھی ڈرائیونگ کی ضرورت کے وقت ہوگی، اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ حکم بنوری ٹاؤن کے فتوی کے مطابق عمومی نہیں ہے بعض خاص حالتوں میں ہی اجازت دی گئی ہے۔

اس کے برعکس سعودی عرب کے سپریم علماء کونسل کے سینئر رکن مشہور عالم الشیخ عبداللہ ابن عبدالمحسن نے فرمایا کہ خواتین کی ڈرائیونگ قرآن وسنت کی تعلیمات کے منافی نہیں ہے، ان کا یہ بیان سعودی عرب میں خواتین کی ڈرائیونگ کی اجازت کے بعد سامنے آیا تھا انہوں نے العربیہ ڈاٹ نیٹ پر یہ بھی کہا کہ:

سماجی مطالعوں سے ثابت ہوا ہے کہ خواتین کا گاڑی چلانا معاشرے کے لیے ضرر کا باعث نہیں اگر اس کے کچھ منفی پہلو ہیں تو وہ بھی جلد ختم ہوجائیں گے۔

سعودی عرب کے امام محمد بن سعود جامعہ اسلامیہ کے ڈائریکٹر اور کبار علماء کونسل کے رکن ڈاکٹر سلیمان ابن عبداللہ ابالخیل نے بھی عورت کی ڈرائیونگ کو درست قرار دیا ہے، انہوں نے فرمایا کہ اس کی وجہ سے کسی غیر ملکی ڈرائیور کے ساتھ گھروں سے باہر جانے آنے کی صورت میں لاحق ممکنہ خطرات سے بھی بچا جا سکے گا؛ کیونکہ خواتین ملکی غیر ملکی کار ڈرائیوروں کے ساتھ کسی نگرانی یا مواخذے کے بغیر گھروں سے باہر جاتی ہیں۔

جو مفتیان کرام عورتوں کی ڈرائیونگ کو ناجائز کہتے ہیں ان کے دلائل پر بھی ایک نظر ڈالنا ضروری ہے۔

(الف) تشبہ بالرجال: ناجائز ہونے کی ایک وجہ تشبہ بالرجال کو قرار دیا جاتا ہے؛ "**لعن رسول الله ﷺ المشتبهين من الرجال بالنساء والمشتبهات من النساء بالرجال**" (بخاری)، اس روایت میں جس تشبہ سے منع کیا گیا ہے وہ مذہبی اعمال اور وضع قطع دوسروں کی اختیار کرنا ہے، نہ کہ کام میں مردوں کی مشابہت اختیار کرنا، بعض کام مثلاً کپڑے دھونا، گھروں کی صفائی کرنا، خرید وفروخت کرنا مرد وعورت دونوں کے لیے جائز ہے، اس لیے ہم اسے عورتوں کے لیے تشبہ بالرجال اور مردوں کے لئے تشبہ بالنساء کہہ کر ممنوعات اور عدم جواز کی فہرست میں شامل نہیں کر سکتے، خصوصاً اس شکل میں جب کہ عورتیں آقا ﷺ کے زمانہ میں گھوڑے اور اونٹ کی سواریاں کیا کرتی تھیں؛ بلکہ بعض روایتوں میں قریش کی عورتوں کو جن خصوصیات کی بنیاد پر بہترین عورتیں قرار دیا گیا ہے، ان میں اونٹ کی سواری کرنا بھی ہے، تشبہ بالرجال کی وجہ سے حضور اکرم ﷺ نے اسے ممنوع نہیں قرار دیا۔

(ب) اختلاط مرد وزن: یقیناً یہ ممنوع اور ناجائز ہونے کا بڑا سبب ہے؛ لیکن اگر عورت اپنی گاڑی چلا رہی ہو اس کے ساتھ کوئی اجنبی مرد نہ ہو اور وہ اپنی ضرورت کے لیے مسافت سفر سے کم میں آجا رہی ہو تو اس کا تنہا گاڑی ڈرائیو کر کے جانا اس بنیاد پر ممنوع نہیں ہونا چاہیے؛ البتہ اگر وہ لمبے ٹور پر جا رہی ہے، منزل مسافت شرعی پر واقع ہے تو اس کے ساتھ ایک محرم کا

ہونا ضروری ہے؛ بقیہ اگر دوسرے لوگ بھی اس کے ساتھ سفر کر رہے ہیں تو اس سفر میں گاڑی ڈرائیو کو ممنوع نہیں قرار دیا جاسکتا، کیونکہ شریعت نے سفر شرعی میں محرم کا ساتھ ہونا ضروری قرار دیا ہے یہ دیکھنے کی ہدایت نہیں دی ہے کہ اس قافلے میں دوسرے اور کون لوگ شریک ہیں ورنہ ٹرین، بس، ہوائی جہاز اور حج کا سفر بھی ممکن نہیں ہوگا، محرم اگر ساتھ ہے تو دوسروں کا قافلہ یا گاڑی میں ساتھ ہونا ممنوعات شرعیہ میں نہیں ہے۔

(ج) راستے میں جان و مال عزت و آبرو کے تحفظ کا مسئلہ اہم ضرور ہے اور قابل توجہ بھی، اس کی شکل یہ ہے کہ عورتیں اگر خود ڈرائیو کر رہی ہیں تو ایسے وقت کا انتخاب کریں جس میں خطرات اور اندیشے کم ہیں، مثلاً دن کے وقت جب لوگوں کی چلت پھرت اور گاڑیوں کی آمد و رفت کثرت سے ہونے لگی ہو، یہ ہر علاقے کے لیے الگ الگ ہوسکتا ہے یہ وہاں کے حالات پر منحصر ہے کہ کس وقت کا انتخاب کر کے محفوظ ڈرائیونگ کی جاسکتی ہے، باقی رہے خطرات تو وہ ڈرائیونگ نہ کرنے، بازاروں میں چلنے، سنسان سڑکوں سے گزرنے ہر حالت میں ہے اور یہ موہوم نہیں، واقعہ ہے، اس لیے اس وجہ سے بھی عورتوں کو ڈرائیونگ سے روکنا درست نہیں قرار دیا جاسکتا۔

اس تفصیل کی روشنی میں جو سوالات پوچھے گئے ہیں، اس کے جوابات درج ذیل ہیں:

۱- عورت شہر میں ایک جگہ سے دوسری جگہ تنہا بائیک، کار، ٹیکسی چلا کر جاسکتی ہے، یہ عورتوں کے لیے جنرل سواری میں دھکے کھانے اور کاندھے سے کاندھا چھلنے اور کسی اجنبی ڈرائیور کے ساتھ سفر کرنے کی بنسبت بہتر ہے، اس میں شرعی حدود کی پابندی بھی ہے، لیکن بس، سامان پہنچانے والی گاڑی جیسے لاری وغیرہ میں مختلف مردوں سے روابط اور اختلاط کی وجہ سے یہ ضروری ہے کہ اس کے ساتھ کوئی محرم ہوتا کہ وہ فتنوں سے محفوظ رہ سکے، کوشش کرنی چاہیے کہ وہ جو گاڑی چلا رہی ہے اس میں اس کے ساتھ ایک محرم مرد کی بھی بحالی ہو؛ تاکہ یہ سفر شریعت کی نظر میں جواز کے دائرے میں آسکے۔

۲- مسافت شرعی کا سفر شوہر یا محرم کے ساتھ ہو اور پردہ کے ساتھ ہو تو عورت کو ڈرائیونگ کر کے متعینہ مقام پر لے جانے کی اجازت ہوگی۔ ردالمحتار میں ہے: " **(قوله ولو لحاجة غزو الخ)ای بشرط أن تكون متسترة، و أن تكون مع زوج او محرم (قوله او مقصد دینی) كسفر لصلة رحم** "(کراب الحظر والاباحۃ ۶/ ۴۲۳)۔

۳- احناف کے یہاں اس کی گنجائش نہیں ہے اس بنیاد پر فقہا نے محرم کے بغیر مسافت شرعی کے سفر کو ناجائز قرار دیا ہے، چاہے وہ حج کا ہی سفر کیوں نہ ہو، میرے نزدیک پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیور اگر خاتون ہے تو اس کے ساتھ ہر حال میں شوہر یا محرم کا ہونا ضروری ہے، پبلک ٹرانسپورٹ ڈرائیور کی حیثیت قافلہ میں شریک عام عورتوں جیسی نہیں ہے؛ البتہ بس میں خواتین ہی سفر کر رہی ہوں تو اس کی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔

۴- خاتون اگر پائلٹ ہو اور دونوں پائلٹ خاتون ہوں تو اس میں حرج نہیں ہے، ان میں سے ایک مرد ہو تو تنہائی میں اجنبی کے ساتھ رہنا غیر شرعی ہوگا؛ کیونکہ تنہائی میں خاتون کا اجنبی کے ساتھ رہنا مطلقاً ممنوع ہے، چاہے سکیورٹی جس قدر ہو اور تمام حرکات کیمرے میں قید بھی ہو رہی ہو تو بھی حکم میں فرق نہیں پڑے گا۔

۵- ٹرینوں میں بھی عورت اگر ڈرائیور بنتی ہے تو اس کے ساتھ شوہر یا محرم کا ہونا ضروری ہوگا اگر ایسا نہیں ہے تو یہ ملازمت جائز نہیں ہوگی۔

۶- اختلاط مرد و زن کی وجہ سے ٹی ٹی کا کام مسلم عورتوں کو نہیں کرنا چاہیے؛ کیونکہ ٹکٹ چیک کرنے میں ہر اجنبی سے گفتگو کرنی پڑتی ہے، جو شرعاً درست نہیں ہے۔

۷- ریلوے اسٹیشن پر ٹکٹ کاٹنے اور ایئرپورٹ پر ٹکٹ جاری کرنے میں مسلم عورتوں کو ملازمت نہیں کرنی چاہیے، یہ بھی اختلاط کی وجہ سے ممنوع ہوگا۔

خلاصہ یہ ہے کہ جن صورتوں میں عورتوں کے سفر کے سلسلے میں شرعی حدود و قیود کو بروئے کار، لایا جاسکے اس صورت میں عورت کو ڈرائیونگ کی اجازت دی جاسکتی ہے، جن میں حدود و قیود پر عمل ممکن نہ ہو، اس میں عورت کو ڈرائیونگ کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

☆☆☆

خواتین کا ڈرائیونگ اور ملازمت کرنا

مفتی محمد جعفر ملی رحمانی ☆

۱-سوال کے تجزیہ کے بعد کل چار زاویوں سے اس مسئلہ پر بحث کی سکتی ہے:

نفس خروج کا حکم، عورت کا گاڑی چلانا، مسافت کے اعتبار سے حکم میں فرق، مختلف گاڑیوں کے اعتبار سے حکم کی نوعیت، ذیل میں مذکورہ بالا چاروں اجزاء کا جواب ترتیب وار ملاحظہ فرمائیں!

۱-نفس خروج کا حکم:

شریعت مطہرہ نے عورتوں کی عزت وعصمت کی حفاظت اور ان کی فطری نزاکت وکمزوری کو مدنظر رکھتے ہوئے، ان کے لیے مختلف اصول وضع کیے ہیں، جن میں اہم ترین بات یہ ہے کہ عورتوں کو عمومی طور پر اپنے گھروں میں رہنے کی تاکید کی گئی ہے(۱)، حتیٰ کہ نماز جیسے اہم فریضہ میں بھی جماعت میں شرکت کے بجائے ان کے لئے گھر کے کونے میں نماز پڑھنے کو ترجیح دی گئی ہے(۲)، اور اپنے گھر میں نماز پڑھنا مسجد نبوی یا مسجد حرام میں نماز پڑھنے سے بھی بہتر قرار دیا گیا ہے۔

(۱) **ما فی "القرآن الکریم": وقرن فی بیوتکن ولا تبرّجن تبرّج الجاهلية الاولیٰ"** (سورۃ الأحزاب:۳۳)۔

ما فی "الموسوعة الفقهية": الأصل أن النساء مأمورات بلزوم البيت منهيات عن الخروج۔ ذكر الكاساني عند الكلام عن أحكام النكاح الصحيح؛ أن منها: ملك الاحتباس وهو صيرورتها (الزوجة) ممنوعة من الخروج والبروز لقوله تعالى: "أسكنوهنّ"، والأمر بالإسكان نهى عن الخروج والبروز والإخراج، إذ الأمر بالفعل نهى عن ضدّه، وقوله عز وجل: (وقرن في بيوتكن)، وقوله عز وجل:"لا تخرجوهن من بيوتهن ولا يخرجن" ولأنها لو لم تكن ممنوعة عن الخروج والبروز لاختلّ السَّكن والنسب؛ لأن ذلك مما يُريب الزوج ويحمله على نفي النسب۔ قال القرطبي عند تفسير

☆ صدر مفتی وقاضی دارالافتاء والقضاء جامعہ اکل کوا، مہاراشٹرا۔

قوله تعالى:"وقرن فى بيوتكن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الاولى"(معنى هذه الآية الأمر بلزوم البيت، وإن كان الخطاب لنساء النبى ﷺ فقد دخل فيه غيرهن بالمعنى۔ هذا لو لم يرد دليل يخص جميع النساء، فكيف والشريعة طافحة بلزوم النساء بيوتهن والانكفاف عن الخروج منها، إلا لضرورة" (۱۹/ ۱۰۷،خروج المرأۃ من المنزل،خروج)۔

(۲)ما فى "سنن أبى داؤد": حدثنا هارون، حدثنا عبد أ بن وهب، قال: حدثنى داود بن قيس، عن عبد أ بن سويد الأنصارى، عن عمته أم حميد امرأة أبى حميد الساعدى، أنها جائت النبى ﷺفقالت: يا رسول الله، إنى أحب الصلاة معک، قال: قد علمت أنک تحبين الصلاة معى، وصلاتک فى بيتک خير لک من صلاتک فى حجرتک، وصلاتک فى حجرتک خير من صلاتک فى دارک، وصلاتک فى دارک خير لک من صلاتک فى مسجد قومک، وصلاتک فى مسجد قومک خير لک من صلاتک فى مسجدى، قال: فأمرت فبنى لها مسجد فى أقصى شيء من بيتها وأظلمه، فكانت تصلى فيه حتى لقيت أ عز وجل"(مسند النساء،حدیث أم حمید،رقم الحدیث:۲۷۰۹۰)۔

۲-عورت کا گاڑی چلانا:

جہاں تک گاڑی چلانے کا سوال ہے تو شریعت مطہرہ میں عورتوں کا سواری کرنا فی نفسہ مباح عمل ہے،اور مباح عمل کا حکم اس کے مقصد پر منحصر ہوتا ہے،لہذا سواری اگر جائز مقصد کے لیے ہو تو جائز ہے اور اگر ناجائز مقصد کے لیے ہو یا محض لہو ولعب کے طور پر ہو تو ناجائز ہے۔اس اصول کی روشنی میں،عورتوں کا سواری کرنا اگر کسی حاجت یا ضرورت کی وجہ سے ہو تو پردے کے اہتمام،اور مردوں کی مشابہت سے بچتے ہوئے جائز ہے۔

(۱) ما فى "الشامية": لا تركب مسلمة على سرج للحديث، هذا لو للتلهى، ولو لحاجة غزو أو حج أو مقصد دينى أو دنيوى لا بد لها منه فلا بأس به۔ قال الشامى تحت قوله: (للحديث): وهو "لعن الله الفروج على السروج"۔ ذخيره۔ لكن نقل المدنى أنه لا أصل له اه۔ يعنى بهذا اللفظ وإلا فمعناه ثابت ففى البخارى وغيره "لعن رسول الله ﷺالمتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال" وللطبرانى "أن امرأة مرت على رسول الله ﷺمتقلدة قوسا فقال: لعن الله المتشبهات من النساء بالرجال والمتشبهين من الرجال بالنساء" قوله: (ولو لحاجة غزو إلخ) أى بشرط أن تكون متسترة وأن تكون مع زوج أو محرم قوله: (أو مقصد دينى) كسفر صلة رحم ط۔
(کتاب الحظر والإباحۃ،فصل فی البیع،فرع یکرہ إعطاء سائل المسجد)۔

۳-مسافت کے اعتبار سے حکم میں فرق:

بوقت ضرورت مذکورہ شرائط کے ساتھ تنہا خروج کا جواز صرف شہری حدود کے ساتھ خاص ہے، لیکن اگر مسافت، مسافتِ سفرِ شرعی کے برابر ہو تو پھر تنہا نکلنا درست نہیں ہوگا، بلکہ ساتھ میں کسی محرم کا ہونا ضروری ہوگا۔

ما فی "الموسوعة الفقهية": اتفق الفقهاء على أنه يحرم على المرأة أن تسافر بمفردها، وأنه لا بد من وجود محرم أو زوج معها، لقول النبی ﷺ: "لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تسافر مسيرة يوم وليلة ليس معها حُرمة"، ولحديث ابن عباسؓ مرفوعًا: "لا تسافر المرأة، إلا مع ذی محرم، ولا يدخل عليها رجل إلا ومعها محرم، فقال رجل: يا رسول الله! إنی أريد أن أخرج فی جيش كذا وكذا، وامرأتی تريد الحج، قال: اخرج معها" (۲۵/۳۷ تحریم السفر علی المرأۃ إلا مع زوج أو محرم، سفر)۔

۴-دورِ جدید کی سواریوں کے اعتبار سے حکم میں اختلاف:

الف: دو پہیہ گاڑیاں (Two Wheeler):

عورتوں کو ایسی گاڑیاں استعمال نہیں کرنی چاہئیں جو خاص طور پر مردوں کے لیے بنائی گئی ہیں۔ بلکہ وہ ایسی دو پہیہ والی گاڑیاں استعمال کریں جو خاص عورتوں کے لیے ڈیزائن کی گئی ہوں تاکہ تشبہ بالرجال سے بچا جا سکے۔

نوٹ: تشبہ کا یہ مسئلہ عرف پر مبنی ہے، یعنی معاشرتی طور پر مردوں اور عورتوں کی سواریاں الگ سمجھی جاتی ہیں، اگر کسی جگہ پر ایسا نہ ہو تو یہ تفصیل نہیں ہوگی۔

(۱) ما فی "الشامية": لا تركب مسلمة على سرج للحديث، هذا لو للتلهی، ولو لحاجة غزو أو حج أو مقصد دينی أو دنيوی لا بد لها منه، فلا بأس به۔ قال الشامی تحت قوله: (للحديث): وهو "لعن الله الفروج على السروج"۔ ذخيره۔ لكن نقل المدنی أنه لا أصل له اهـ۔ يعنی بهذا اللفظ وإلا فمعناه ثابت ففی البخاری وغيره "لعن رسول الله ﷺ المتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال" وللطبرانی "أن امرأة مرت على رسول الله ﷺ متقلدة قوسا فقال: لعن الله المتشبهات من النساء بالرجال والمتشبهين من الرجال بالنساء" قوله: (ولو لحاجة غزو إلخ) أی بشرط أن تكون متسترة وأن تكون مع زوج أو محرم قوله: (أو مقصد دينی) كسفر صلة رحم ط۔ (کتاب الحظر والإباحۃ، فصل فی البیع، فرع یکرہ إعطاء سائل المسجد)۔

ب: چار پہیہ والی گاڑیاں (Four Wheeler):

چار پہیہ والی گاڑیاں، جیسے کار۔ یہ بوقت ضرورت ایک محفوظ سواری کا انتخاب ہے، کیونکہ عموماً اس میں پردے کی رعایت کے ساتھ ساتھ تشبہ بالرجال کا مسئلہ بھی نہیں ہوتا، اس لئے عورت کار کی ڈرائیونگ کرسکتی ہے۔

عورتوں کے لیے عام حالات میں اپنے گھروں میں رہنا افضل ہے، لیکن اگر ضرورت ہو تو شرعی اصولوں کی پابندی کے ساتھ گاڑی چلاسکتی ہیں، چاہے وہ دو پہیے والی گاڑی ہو، یا چار پہیے والی گاڑی، مثلاً: کار، ٹیکسی، بس، یا لاری وغیرہ۔

۲- جی ہاں! اگر مسافت شرعی کی مقدار کا سفر ہو، اور ساتھ میں کوئی محرم موجود ہو تو عورت کا ڈرائیونگ کرنا درست ہے (دلائل موسوعہ کے حوالہ سے اوپر گزر چکے ہیں)۔

۳- پبلک ٹرانسپورٹ کی عورت ڈرائیور کو سوال میں موجود جزئیہ پر قیاس کر کے جواز کا قول اختیار نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ عورت کے سفر شرعی کے لئے محرم کی شرط منصوص بالنص ہے(۱)، اور بہت سی خواتین کی موجودگی میں فتنہ کے اندیشہ کا کم ہونا، یہ محض ایک حکمت ہے، جبکہ منصوص حکم کی بنیاد نص ہوتی ہے نہ کہ علت وحکمت۔

(۱) **ما فی "الحدیث النبوی": عن عبد الله بن عمرؓ عن النبی ﷺ قال: "لا یحل لامرأة تؤمن بالله والیوم الآخر تسافر مسیرة ثلاث لیال، إلا ومعها ذو محرم"** (الصحیح لمسلم:۱/۴۳۳، باب سفر المرأة مع محرم إلی حج وغیرہ)۔

"ما فی "الفتاوی التاتارخانیة": والمحرم فی حق المرأة شرط، شابة کانت أو عجوزة، إذا کانت بینها وبین مکة مسیرة ثلاثة أیام" (۲/۱۴۹)۔

ما فی "المبسوط للسرخسی": ان المرأة لا یجوز لها أن تخرج لسفر الحج إلا مع محرم أو زوج" (۴/۱۲۲)۔

ما فی "الشامیة": قلت: ویؤید کراهة الخلوة بها کالصهریة الشابة، فینبغی استثناء الصهریة الشابة هنا، لأن السفر کالخلوة" (کتاب الحج ۳/۴۱۱، مطلب یقدم حق العبد علی حق الشرع)۔

ما فی "الحدیث النبوی": عن ابن عباسؓ قال: قال النبی ﷺ: "لا تحجن امرأة، إلا ومعها ذو محرم" (سنن الدار قطنی:۲/۱۹۹، کتاب الحج، رقم الحدیث:۲۴۱۷)۔

ما فی "البحر الرائق": لا تسافر المرأة فوق ثلاثة أیام إلا بزواج أو محرم" (۸/۱۹۴)۔

۴- ہوائی جہاز کا سفر، سفر شرعی ہوتا ہے، نیز پائلٹ کیبن (Cabin) میں دو پائلٹ ہوتے ہیں، اور عامۃ دوسرا شخص

غیر محرم مرد ہی ہوتا ہے، ایسی صورت میں دو شرعی مفاسد لازم آتے ہیں:

بغیر محرم سفر شرعی کی مسافت طے کرنا غیر محرم کے ساتھ تنہائی اختیار کرنا۔

حالاں کہ احادیث صحیحہ میں عورت کو بلا محرم سفر شرعی کرنے (۲)، اور اجنبی شخص کے ساتھ تنہائی اختیار کرنے سے سختی کے ساتھ منع کیا گیا ہے (۳)، نیز مزاج شریعت یہ ہے کہ دفع مفسدہ جلب منفعت سے اولی ہوتا ہے، لہذا عورت کا پائلٹ کی ملازمت اختیار کرنا جائز و درست نہیں ہے۔

(۱) **ما فی "الحدیث النبوی": عن عبد الله بن عمرؓ عن النبی ﷺ قال: "لا یحل لامرأة تؤمن بالله والیوم الآخر تسافر مسیرة ثلاث لیال، إلا ومعها ذو محرم"** (الصحیح لمسلم: ۱/ ۴۳۳، باب سفر المرأة مع محرم إلی حج وغیرہ)۔

ما فی "صحیح البخاری": عن ابن عباسؓ عن النبی ﷺ قال: لا یخلون رجل بامرأة، إلا مع ذی محرم۔ فقام رجل فقال: یا رسول الله! امرأتی خرجت حاجة واکتتبت فی غزوة کذا وکذا۔ قال: ارجع فحج مع امرأتک" (۲/ ۷۸۷ کتاب النکاح، باب لا یخلون رجل بامرأة إلا ذو محرم والدخول علی المغیبة، رقم: ۵۲۳۲، صحیح مسلم: ۲/ ۲۱۶، کتاب السلام، باب تحریم الخلوة بالاجنبیة والدخول علیها، رقم: ۲۱۷۲/ صحیح البخاری: ۲/ ۷۸۷، کتاب النکاح، باب لا یخلون رجل بامرأة إلا ذو محرم والدخول علی المغیبة، رقم: ۵۲۳۲، صحیح مسلم: ۲/ ۲۱۶، کتاب السلام، باب تحریم الخلوة بالأجنبیة والدخول علیها، رقم: ۲۱۷۲ مشکوة المصابیح": ص/ ۲۶۸، باب النظر إلی المخطوبة، قدیمی)۔

ما فی "مرقاة المفاتیح": وعن عقبة بن عامر قال: قال رسول الله ﷺ: "إیاکم والدخول علی النساء"۔ أی غیر المحرمات علی طریق التخلیة أو علی وجه التکشف" (۶/ ۲۵۳، رقم: ۳۱۰۲، ط: المکتبة الأشرفیة دیوبند)۔

(۳) ما فی "الأشباه والنظائر لإبن نجیم": فإذا تعارضت مفسدة ومصلحة قدم دفع المفسدة غالبًا، لأن اعتناء الشرع بالمنهیات أشد من اعتنائه بالمأمورات" (ص/ ۷۸، بیروت، وا/ ۳۲۲، مکتبہ فقیہ الأمت دیوبند)۔

۵- ٹرین ڈرائیور کے مسئلہ میں بالعموم دو مفسدیں پائے جاتے ہیں، ایک عورت کا بلا محرم سفر شرعی (۱)، اور دوسرا خلوت بالاجنبی (۲)، کیونکہ عامۃً ٹرینیں شرعی سفر کی مسافت طے کرتی ہیں، اگر عورت ٹرین ڈرائیور ہو تو اس کا بلا محرم سفر شرعی کرنا لازم آئے گا، اسی طرح ٹرین میں چوں کہ دو ڈرائیور ہوتے ہیں، ایک اصل اور دوسرا اس کا نائب، اگر عورت ٹرین ڈرائیور ہوگی تو دوسرا مرد بھی اس کے ساتھ بطور اصل یا نائب موجود ہوگا، جس سے خلوت بالاجنبی لازم آئے گی، اس لئے عورتوں کا ٹرین

ڈرائیور بننا شرعاً جائز نہیں ہے، رہی بات لوکل ٹرینوں کی تو اگر چہ ان میں ''بغیر محرم کے سفر شرعی'' کا مفسدہ متحقق نہیں ہوتا، لیکن دوڈرائیور ہونے کی صورت میں خلوت بالاجنبی کا مفسدہ کا تحقق ہوتا ہی ہے، جو عدم جواز کے لئے کافی، الا یہ کہ لوکل ٹرین میں دوسرا مرد ڈرائیور ساتھ نہ ہو ہو تو پھر جواز ملازمت کے دیگر شرائط کے ساتھ عورت کا لوکل ٹرین کی ڈرائیونگ کرنا درست ہوگا۔

(۱) **ما فی ''الحدیث النبوی'': عن عبد الله بن عمرؓ عن النبی ﷺ قال: ''لا یحل لامرأة تؤمن بالله والیوم الآخر تسافر مسیرة ثلاث لیال، إلا ومعها ذو محرم''** (الصحیح لمسلم:۱/۴۳۳، باب سفر المرأة مع محرم إلی حج وغیرہ)۔

ما فی ''الفتاوی التاتارخانیة'': والمحرم فی حق المرأة شرط، شابة کانت أو عجوزة، إذا کانت بینها وبین مکة مسیرة ثلاثة أیام(۲/۱۴۹)۔

ما فی ''المبسوط للسرخسی'': ان المرأة لا یجوز لها أن تخرج لسفر الحج، إلا مع محرم أو زوج''(۴/۱۲۲)۔

ما فی ''الشامیة'': قلت: ویؤید کراهة الخلوة بها کالصهریة الشابة، فینبغی استثناء الصهریة الشابة هنا، لأن السفر کالخلوة۔ (۳/۴۱۱، قدم حق العبد علی حق الشرع)۔

ما فی ''الحدیث النبوی'': عن ابن عباسؓ قال: قال النبی ﷺ: ''لا تحجن امرأة، إلا ومعها ذومحرم''(السنن الدارقطنی:۲/۱۹۹، کتاب الحج، رقم الحدیث:۲۴۱۷)۔

ما فی ''البحر الرائق'': لا تسافر المرأة فوق ثلاثة أیام، إلا بزوج أو محرم'' (۸/۱۹۴)۔

(۲) **ما فی ''مشکوة المصابیح'': عن عقبة بن عامر قال: قال رسول الله ﷺ: ''إیاکم والدخول علی النساء'' فقال رجل: یا رسول الله أرأیت الحمو؟ قال: ''الحمو الموتُ''**(ص/۲۶۸، باب النظر إلی المخطوبة، قدیمی، صحیح البخاری:۲/۷۸۷، کتاب النکاح، باب لا یخلون رجل بامراة إلا ذومحرم والدخول علی المغیبة، رقم:۵۲۳۲، صحیح مسلم:۲/۲۱۶، کتاب السلام، باب تحریم الخلوة بالأجنبیة والدخول علیها، رقم:؟۲۱۷۲ صحیح البخاری:۲/۷۸۷، کتاب النکاح، باب لا یخلون رجل بامراة إلا ذومحرم والدخول علی المغیبة، رقم:۵۲۳۲، صحیح مسلم:۲/۲۱۶، کتاب السلام، باب تحریم الخلوة بالاجنبیة والدخول علیها، رقم:۲۱۷۲)

''ما فی ''مرقاة المفاتیح'': وعن عقبة بن عامر قال: قال رسول الله ﷺ: ''إیاکم والدخول علی النساء''۔ أی غیر المحرمات علی طریق التخلیة أو علی وجه التکشف''(۶/۲۵۳، رقم:۳۱۰۲، ط: المکتبة الأشرفیة دیوبند)۔

۶- عورت کا ریل گاری میں ٹی ٹی کی ملازمت اختیار کرنا چند شرائط کے ساتھ جائز و درست ہے:

بلامحرم سفر شرعی نہ ہو، خلوت بالاجنبی نہ ہو، پردے کا پورا اہتمام ہو، اختلاط بالرجال نہ ہو۔

لیکن مذکورہ شرطیں اس ملازمت میں نہیں پائی جاتیں، اس لئے عورت کے لئے یہ ملازمت اختیار کرنا جائز و درست نہیں ہے۔

۷-اس سوال کے جواب میں بھی ان تمام شرائط کا تحقق ضروری ہوگا جن کا ذکر جواب (۶) میں گذرا۔

نوٹ: عورتوں کے لئے جواز ملازمت کی تمام صورتوں میں یہ بات ملحوظ رہنی چاہئے کہ اگر کسی خاتون کے پاس گذر بسر کے لئے ضروری سامان اور روپیہ پیسہ موجود ہو تو اس کے لئے جواز ملازمت کے دائرے میں رہتے ہوئے بھی ملازمت کے لئے گھر سے باہر نکلنا بنگاہِ شریعت پسندیدہ عمل نہیں ہوگا۔

☆☆☆

خواتین اور ڈرائیونگ کے مسائل

مولانا محمد جمشید جوہر قاسمی اراریاوی☆

اللہ رب العزت نے دنیا کو پیدا کیا اور انسانوں کو ساری مخلوقات پر فضیلت بخشی، اس کے سر پر شہنشاہی کا تاج سجا کر کرامت عطا کی، مردوں کی تسکین قلب کی خاطر عورتوں کو وجود بخشا، اور ساتھ ہی کائنات کے ذرہ ذرہ میں الگ الگ رنگ و بو اور خوبیاں ڈالدی، انسانوں کی ضروریات کی تکمیل دنیا کے مختلف گوشوں سے جوڑ دیا، اور ان تک پہونچنے کی راہیں بھی ہموار کردیں، جس کیلئے ہر زمانے کے لحاظ سے سواری کا انتظام بھی فرمادیا، اسی کو اللہ نے قرآن کریم میں بطور انعام واحسان کے ارشاد فرمایا ہے:

"وَتَحْمِلُ أَثْقَالَكُمْ إِلَى بَلَدٍ لَمْ تَكُونُوا بَالِغِيهِ إِلَّا بِشِقِّ الْأَنْفُسِ إِنَّ رَبَّكُمْ لَرَئُوفٌ رَحِيمٌ (7) وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ" (النحل:7،8)۔

ایک جگہ ارشاد ہے: "وَلَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوا عَلَيْهَا حَاجَةً فِي صُدُورِكُمْ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُونَ" (غافر:80)۔

ظاہر سی بات ہے کہ انسان کے سینوں میں مختلف پلاننگ اور خیالات آتے رہتے ہیں، ان خیالات اور ضروریات کی تکمیل بدون سفر ممکن نہیں، اس لئے سفر کرنا ناگزیر ہے۔

مذکورہ بالا سواریوں کا تذکرہ فرما کر اس بات کا حکم بھی دیدیا کہ سفر کا مقصد روزی کی تلاش ہے جس کے نتیجے میں تمہارے اوپر ان کا شکریہ لازم ہے۔ "وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ" (النحل:14)۔

لیکن ان سب کے باوجود مذہب اسلام نے کسب معاش کی ذمہ داری مردوں پر رکھی ہے، اور عورتوں کو پردے میں رہنے کا حکم دیا ہے، البتہ بعض اوقات عورتوں کو بھی سفر کرنا نہایت ضروری ہوجاتا ہے، اور یہ سلسلہ دور نبوی میں بھی تھا کہ عورتیں قافلے کے ساتھ جایا کرتی تھیں۔

اور یہ بات بھی اظہر من الشمس ہے کہ دور حاضر عہد نبوی سے مختلف ہے، زمانہ قدیم میں اونٹوں، خچروں اور دوسری

☆ خادم التدریس۔ اصلاح المسلمین جوکی ہاٹ اراریہ بہار۔

قسم کی سواریاں استعمال کی جاتی تھیں، اب تو تیز رفتاری کا دور ہے، مہینوں کا سفر گھنٹوں میں طے ہونے لگا ہے، عزت وآبرو کے خطرات کی نوعیتیں بھی بدل گئی ہیں، بسا اوقات عورتیں اپنی گاڑی میں خود ڈرائیونگ کرنے میں عافیت محسوس کرتی ہیں۔ اجنبی مردوں کو بطور ڈرائیور رکھنے میں روزمرہ اختلاط کا اندیشہ بہت زیادہ قوی ہوجاتا ہے، ان کے علاوہ مختلف دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اس لئے مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات مطلوب ہیں۔

۱- قرآن کریم نے عورتوں کی عزت وآبرو کا بہت زیادہ خیال رکھا ہے، بلکہ عورتوں کی اصل زیور اس کی عزت اور پاکدامنی ہی ہے، اسی بنا پر حجاب اور پردہ کا حکم دیا ہے، حتی کہ ان کی آواز ہی نہیں بلکہ ہر وہ چیز جس کی وجہ سے مردوں کو لذت حاصل کرنے کا موقع مل جائے اسے بھی چھپانے کا حکم دیا ہے یہی وجہ ہے کہ مرد وعورت دونوں کو اپنی نگاہ پست رکھنے کی تاکید کی ہے چنانچہ ارشاد ہے:

" قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَلِكَ أَزْكَى لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ (30) وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَى عَوْرَاتِ النِّسَاءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ "(النور: 30، 31)۔

لہذا بغیر پردہ کے عورت کو محض شوقیہ گھومنے اور ڈرائیونگ کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ البتہ کسی دینی یا دنیوی ضرورت کے تحت جس میں عورت کو ڈرائیونگ کئے بغیر چارہ نہ ہو تو شرعی مسافت میں محرم کے ساتھ اور مقدار مسافت سے کم میں بغیر محرم کے اجازت ہوگی۔

البتہ اس سلسلہ میں کچھ تفصیل ہوگی کہ دو پہیوں والی گاڑی مثلاً موٹر سائیکل، اسکوٹر وغیرہ کی ڈرائیونگ کی نوبت آئے تو حجاب کا مکمل خیال رکھیں۔

چار پہیوں والی گاڑی مثلاً کار، ٹیکسی وغیرہ چلانے کی ضرورت ہو تو یہ گاڑیاں عموماً بند ہوتی ہیں اس لئے ان میں دو پہیوں کی بہ نسبت حجاب اور پردہ کا اہتمام زیادہ رہتا، عموماً پرائیویٹ خدمت کے لئے ہوتی ہیں، اہل خانہ کی سہولت کے لئے لی جاتی ہیں، اس لئے حاجت کی بنا پر چلانے کی اجازت ہوگی۔

جہاں تک بس، یا لاری وغیرہ چلانے کی بات ہے عموماً یہ گاڑیاں سامان یا مسافرین کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کے لئے ہوتی ہیں، نجی خدمت کے لئے شاذ و نادر ہی ہوتی ہیں، اور زیادہ تر لانگ روٹ میں جاتی ہیں، اس لئے شرعی محرم کی ضرورت بھی درکار ہے، اور ہر شرعی مدت سفر کے لئے شرعی محرم کا وجود ناممکن جیسا ہے، یا پھر عورتیں بس، یا لاری چلانے کی نوکری کرے گی جن میں اختلاط غیر اجانب کا ہر وقت احتمال رہے گا، اس لئے عمومی احوال میں ان گاڑیوں کے چلانے کی اجازت نہ ہوگی۔

"وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ ذَلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِن" (الأحزاب: 53)۔

"وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى" (الأحزاب:33)۔

"عن أبی هريرة قال: بينما النبی ﷺ جالس علی باب من أبواب المسجد مرت امرأة علی دابة فلما حاذت بالنبی ﷺ عثرت بها فأعرض النبی ﷺ و تكشفت، فقيل: يا رسول الله إن عليها سراويل فقال: رحم الله المتسرولات" (شعب الإیمان-البیہقی (6/168)7808)۔

"أن يكون مع المرأة زوج، أو مَحْرم بنسب أو غيره، أو نسوة ثقات؛ لأن سفرها وحدها حرام، وإن كانت فی قافلة أو مع جماعة، لخوف استمالتها وخديعتها، ولخبر الصحيحين: »لا تسافر المرأة يومين، إلا ومعها زوجها أو ذو محرم «الخ"۔

"أما حج التطوع وغيره من الأسفار التی لا تجب، فليس للمرأة أن تخرج إليه مع امرأة، بل ولا مع النسوة الخلص" (الفقہ الإسلامی وأدلتہ 3/420)۔

"ويلاحظ أن الخلاف بين الشافعية والمالكية وبين باقی الفقهاء محصور فی سفر الفريضة ومنه سفر الحج، فلا يقاس عليه سفر الاختيار بالإجماع، خطب النبی ﷺ فقال: »لا يخلون رجل بامرأة إلا ومعها ذو محرم، ولا تسافر المرأة إلا مع ذی محرم، فقام رجل، فقال: يا رسول الله، إن امرأتی خرجت حاجة، وإنی اكتتبت فی غزوة كذا وكذا، فقال: انطلق، فحج مع امرأتک" (الفقہ الإسلامی وأدلتہ 3/424)۔

۲- اگر مسافت شرعی نہ ہو اور شوہر یا محرم ساتھ ہو تب بھی ضرورت کی بنا پر اجازت ہوگی، شوقیہ اجازت نہ ہوگی۔

"عن محمد بن سيرين قال: ثبت أنه قيل لسودة رضی الله تعالی عنها زوج النبی ﷺ: ما

لک لا تحجين ولا تعتمرين كما يفعل أخواتک؟ فقالت: قد حججت واعتمرت وأمرنی الله تعالى أن أقر فی بيتی فوالله لا أخرج من بيتی حتى أموت قال: فوالله ما خرجت من باب حجرتها حتى أخرجت جنازتها" (تفسیر الآلوسی 16/109)۔

"عَنْ عَبْدِ اللهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: إِنَّ الْمَرْأَةَ عَوْرَةٌ، فَإِذَا خَرَجَتِ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ، وَأَقْرَبُ مَا تَكُونُ مِنْ وَجْهِ رَبِّهَا وَهِيَ فِي قَعْرِ بَيْتِهَا" (مسند البزار 1/324، 2061)۔

"لا تركب مسلمة على سرج الحديث هذا لو للتلهی ولو لحاجة غزو أو حج أو مقصد دينی أو دنيوی لا بد لها منه فلا بأس به" (الدر المختار 6/423)۔

۳- فتنہ کا اندیشہ کم ہونے کے باوجود پبلک ٹرانسپورٹ کو اس زمرہ میں شامل نہیں کیا جا سکتا ہے، کیونکہ پبلک ٹرانسپورٹ میں بھی بسا اوقات تنہا رہنے کی نوبت آتی ہے، مردوں سے اختلاط کا نا صرف احتمال ہے بلکہ مردوں سے اختلاط کے بغیر عورتوں کا کوئی کام مکمل ہوتا ہی نہیں۔

"عن الأحنف بن قيس من أن علياً كرم الله تعالى وجهه لما ظهر على أهل الجمل أرسل إلى عائشة أن ارجعی إلى المدينة فأبت فأعاد إليها الرسول وأمره أن يقول لها: والله لترجعن أو لأبعثن إليک نسوة من بكر بن وائل معهن شفار حداد يأخذنک بها، فلما رأت ذلک خرجت لا يعول عليه" (تفسیر الآلوسی 16/109)۔

"وَعِنْدَ الْحَنَفِيَّةِ وَالْحَنَابِلَةِ لاَ تَخْرُجُ إِلاَّ مَعَ مَحْرَمٍ أَوْ زَوْجٍ، وَعِنْدَ الشَّافِعِيَّةِ تَخْرُجُ مَعَ مَحْرَمٍ أَوْ زَوْجٍ أَوْ جَمَاعَةٍ مِنَ النِّسَاءِ"

"وَقَال الْمَالِكِيَّةُ: إِذَا لَمْ تَجِدِ الْمَرْأَةُ مَحْرَمًا وَلاَ زَوْجًا تَخْرُجُ مَعَهُ، أَوِ امْتَنَعَا مِنَ الْخُرُوجِ مَعَهَا جَازَ أَنْ تَخْرُجَ لِلسَّفَرِ الْوَاجِبِ مَعَ رُفْقَةٍ مَأْمُونَةٍ، وَقَالُوا: وَالرُّفْقَةُ الْمَأْمُونَةُ رِجَالٌ صَالِحُونَ، أَوْ نِسَاءٌ صَالِحَاتٌ، وَأَوْلَى إِنِ اجْتَمَعَا .وَقَال صَاحِبُ مَوَاهِبِ الْجَلِيلِ: قَال مَالِكٌ: إِذَا أَرَادَتِ الْمَرْأَةُ الْحَجَّ وَلَيْسَ لَهَا وَلِيٌّ فَلْتَخْرُجْ مَعَ مَنْ تَثِقُ بِهِ مِنَ الرِّجَال وَالنِّسَاءِ، فَإِنْ كَانَ وَلِيٌّ فَأَبَى أَنْ يَحُجَّ مَعَهَا فَلاَ أَرَى بَأْسًا أَنْ تَخْرُجَ مَعَ مَنْ ذَكَرْتُ لَکَ .وَقَال أَيْضًا: وَتَخْرُجُ الْمَرْأَةُ مَعَ الْمَرْأَةِ الْوَاحِدَةِ ."

"أَمَّا سَفَرُ التَّطَوُّعِ وَالْمُبَاحِ فَلاَ يَجُوزُ لَهَا الْخُرُوجُ فِيهِ إِلاَّ مَعَ مَحْرَمٍ أَوْ زَوْجٍ .وَقَيَّدَ الْبَاجِيُّ مِنَ الْمَالِكِيَّةِ الْمَنْعَ بِالْعَدَدِ الْقَلِيلِ مِنَ الرُّفْقَةِ .أَمَّا الْقَوَافِلِ الْعَظِيمَةُ فَهِيَ كَالْبِلاَدِ فَيَجُوزُ فِيهَا سَفَرُهَا، دُونَ نِسَاءٍ أَوْ مَحَارِمَ" (الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ 22/300 وما بعدھا)۔

۴- عورتوں کو پائلٹ بننے کی بھی اجازت نہیں ہوگی، نا ہی ایسی ملازمت ان کیلئے درست ہوسکتی ہے، کیمرے کی نظر ہونے کے باوجود عورت کا اختلاط مع غیر محارم سے اجتناب ممکن نہیں۔

''کیونکہ خلوت کہتے ہیں: ''وَالْمُرَادُ بِالْخَلْوَةِ الْمَنْهِيِّ عَنْهَا أَنْ تَكُونَ الْمَرْأَةُ مَعَ الرَّجُل فِي مَكَان يَأْمَنَانِ فِيهِ مِنْ دُخُول ثَالِثٍ''(الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ 7/88)۔

بالخصوص نوخیز نوجوان خوبصورت لڑکیوں کا انتخاب کرنا اور بڑی عمر کی عورتوں کا داخلہ نا لینا فتنوں اور اندیشوں کو اور مضبوط کرتا ہے۔

''عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ أَنْ تُسَافِرَ ثَلَاثًا إِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ مِنْهَا'' (صحیح مسلم 7/52،2389)۔

''عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَؓ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُسَافِرَ مَسِيرَةَ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ لَيْسَ مَعَهَا حُرْمَةٌ''(صحیح البخاری 4/234،1026)۔

۵- عورتوں کا ٹرین چلانے کی ملازمت بھی درست نہیں، کیونکہ بغیر اختلاط مع اجانب کے ڈرائیونگ ممکن ہی نہیں ہے۔

''عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُسَافِرَ سَفَرًا يَكُونُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَصَاعِدًا، إِلَّا وَمَعَهَا أَبُوهَا أَوْ ابْنُهَا أَوْ زَوْجُهَا أَوْ أَخُوهَا أَوْ ذُو مَحْرَمٍ مِنْهَا''(صحیح مسلم 7/53)2390)۔

جن عورتوں کو ان شعبوں میں ملازمت کرتے ہوئے دیکھا ہے عموماوہ ان چیزوں میں ملوث رہتی ہیں، خصوصا بن سنور کر خوشبوؤں سے معطر ہوکر چست باریک کپڑوں میں نکلتی ہیں، جن کی ممانعت احادیث میں واضح طور پر آئی ہے۔

''عَنْ مَيْمُونَةَ بِنْتِ سَعْدٍ وَكَانَتْ خَادِمًا لِلنَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:مَثَلُ الرَّافِلَةِ فِي الزِّينَةِ فِي غَيْرِ أَهْلِهَا كَمَثَلِ ظُلْمَةِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا نُورَ لَهَا''(سنن الترمذی 4/397)1087)۔

''عَنْ أَبِي مُوسَى عَنْ النَّبِيِّ ﷺقَالَ: كُلُّ عَيْنٍ زَانِيَةٌ وَالْمَرْأَةُ إِذَا اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ فَهِيَ كَذَا وَكَذَا يَعْنِي زَانِيَةً''(سنن الترمذی 9/469،2710)۔

''قَال ابْنُ عَابِدِينَ: وَحَيْثُ أَبَحْنَا لَهَا الْخُرُوجَ فَإِنَّمَا يُبَاحُ بِشَرْطِ عَدَمِ الزِّينَةِ، وَعَدَمِ تَغْيِيرِ الْهَيْئَةِ إِلَى مَا يَكُونُ دَاعِيَةً لِنَظَرِ الرِّجَالوَالاِسْتِمَالَةِ، قَال اللَّهُ تَعَالَى: } وَلاَ تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى ''

(الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ 7/87)۔

۶- ٹی ٹی کا فریضہ انجام دینے کے لئے خواتین ملازمت نہیں کرسکتی ہے، اختلاط سے اجتناب ممکن نہیں ہے۔

"عَنْ حَمْزَةَ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: وَهُوَ خَارِجٌ مِنْ الْمَسْجِدِ فَاخْتَلَطَ الرِّجَالُ مَعَ النِّسَاءِ فِي الطَّرِيقِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِلنِّسَاءِ: اسْتَأْخِرْنَ، فَإِنَّهُ لَيْسَ لَكُنَّ أَنْ تَحْقُقْنَ الطَّرِيقَ عَلَيْكُنَّ بِحَافَّاتِ الطَّرِيقِ فَكَانَتْ الْمَرْأَةُ تَلْتَصِقُ بِالْجِدَارِ حَتَّى إِنَّ ثَوْبَهَا لَيَتَعَلَّقُ بِالْجِدَارِ مِنْ لُصُوقِهَا بِهِ" (سنن ابی داود:14/16، 4588)۔

"وَلاَ تَجُوزُ خَلْوَةُ الْمَرْأَةِ بِالأَْجْنَبِيِّ وَلَوْ فِي عَمَلٍ، وَالْمُرَادُ بِالْخَلْوَةِ الْمَنْهِيِّ عَنْهَا أَنْ تَكُونَ الْمَرْأَةُ مَعَ الرَّجُل فِي مَكَان يَأْمَنَانِ فِيهِ مِنْ دُخُول ثَالِثٍ" (الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ 7/88)۔

۷- ریلوے اسٹیشنوں پر ٹکٹ کاٹنا یا ایئرپورٹ پر ٹکٹ جاری کرنے میں بھی اختلاط اور فتنے کا اندیشہ ہے، اس لئے اس کی بھی اجازت نہیں ہوگی۔

"وَكَرِهَ الْحَنَفِيَّةُ اسْتِئْجَارَ الْمَرْأَةِ لِلْخِدْمَةِ؛ لأَِنَّهُ لاَ يُؤْمَنُ مَعَهُ الاِطِّلاَعُ عَلَيْهَا وَالْوُقُوعُ فِي الْمَعْصِيَةِ، وَلأَِنَّ الْخَلْوَةَ بِهَا مَعْصِيَةٌ".

"وَأَجَازَ أَحْمَدُ اسْتِئْجَارَهَا، وَلَكِنْ يَصْرِفُ وَجْهَهُ عَنِ النَّظَرِ إِلَى مَا لاَ يَحِل لَهُ النَّظَرُ إِلَيْهِ، كَمَا أَنَّهُ لاَ يَخْلُو مَعَهَا فِي مَكَانٍ اتِّقَاءً لِلْفِتْنَةِ" (الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ 1/288)۔

عورتوں کی ملازمت کے لئے چند شرائط ہیں اگر ان شرائط کی رعایت ہو تو درست ملازمت کرنا درست ہوگا ورنہ نہیں، مثلاً معصیت کا کام نہ ہو، خلوت نہ ہو، زیب وزینت کرکے نہ نکلتی ہو وغیرہ۔

لہذا ٹی ٹی کی ملازمت ہو یا ٹرین وبس اور دوسری گاڑیوں کی ڈرائیونگ کی ملازمت، یا پھر ٹکٹ جاری کرنے یا جانچ کرنے کی ملازمت کہیں بھی ان کی رعایت نہیں ہوتی ہے اس لئے ان ملازمتوں کی اجازت کیسے دی جاسکتی ہے۔

"وَإِذَا عَمِلَتِ الْمَرْأَةُ فَيَجِبُ أَنْ يَكُونَ فِي حُدُودٍ لاَ تَتَنَافَى مَعَ مَا يَجِبُ مِنْ صِيَانَةِ الْعِرْضِ وَالْعَفَافِ وَالشَّرَفِ .وَيُمْكِنُ تَحْدِيدُ ذَلِكَ بِمَا يَأْتِي:

(1)" أَلاَّ يَكُونَ الْعَمَل مَعْصِيَةً كَالْغِنَاءِ وَاللَّهْوِ، وَأَلاَّ يَكُونَ مَعِيبًا مُزْرِيًا تُعَيَّرُ بِهِ أُسْرَتُهَا .جَاءَ فِي الْبَدَائِعِ وَالْفَتَاوَى الْهِنْدِيَّةِ: إِذَا آجَرَتِ الْمَرْأَةُ نَفْسَهَا بِمَا يُعَابُ بِهِ كَانَ لأَِهْلِهَا أَنْ يُخْرِجُوهَا مِنْ تِلْكَ الإِْجَارَةِ، وَفِي الْمَثَل السَّائِرِ: تَجُوعُ الْحُرَّةُ وَلاَ تَأْكُل بِثَدْيَيْهَا، وَعَنْ مُحَمَّدٍ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى فِي امْرَأَةٍ

نَائِحَةٍ أَوْ صَاحِبِ طَبْلٍ أَوْ مِزْمَارٍ اكْتَسَبَ مَالاً فَهُوَ مَعْصِيَةٌ .“

(2)” أَلاَّ يَكُونَ عَمَلُهَا مِمَّا يَكُونُ فِيهِ خَلْوَةٌبِأَجْنَبِيٍّ .جَاءَ فِي الْبَدَائِعِ: كَرِهَ أَبُو حَنِيفَةَ اسْتِخْدَامَ الْمَرْأَةِ وَالاِخْتِلاَءَ بِهَا؛ لِمَا قَدْ يُؤَدِّي إِلَى الْفِتْنَةِ، وَهُوَ قَوْل أَبِي يُوسُفَ وَمُحَمَّدٍ، أَمَّا الْخَلْوَةُ؛ فَلأَِنَّ الْخَلْوَةَ بِالأَْجْنَبِيَّةِ مَعْصِيَةٌ، وَأَمَّا الاِسْتِخْدَامُ؛ فَلأَِنَّهُ لاَ يُؤْمَنُ مَعَهُ الاِطِّلاَعُ عَلَيْهَا وَالْوُقُوعُ فِي الْمَعْصِيَةِ“

”وَقَدْ قَال النَّبِيُّ ﷺ: لاَ يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلاَّ كَانَ الشَّيْطَانُ ثَالِثَهُمَا، وَلأَِنَّهُ لاَ يُؤْمَنُ مَعَ الْخَلْوَةِ مُوَاقَعَةُ الْمَحْظُورِ“.

(3)” أَلاَّ تَخْرُجَ لِعَمَلِهَا مُتَبَرِّجَةً مُتَزَيِّنَةً بِمَا يُثِيرُ الْفِتْنَةَ، قَال ابْنُ عَابِدِينَ: وَحَيْثُ أَبَحْنَا لَهَا الْخُرُوجَ فَإِنَّمَا يُبَاحُ بِشَرْطِ عَدَمِ الزِّينَةِ وَتَغْيِيرِ الْهَيْئَةِ إِلَى مَا يَكُونُ دَاعِيَةً لِنَظَرِ الرِّجَال وَالاِسْتِمَالَةِ، قَال اللَّهُ تَعَالَى: } وَلاَ تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى { وَقَال تَعَالَى: } وَلاَ يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلاَّ مَا ظَهَرَ مِنْهَا {، وَفِي الْحَدِيثِ: الرَّافِلَةُ فِي الزِّينَةِ فِي غَيْرِ أَهْلِهَا كَمَثَل ظُلْمَةِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لاَ نُورَ لَهَا“(الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ7/83)۔

دینی تعلیم مرد وعورت دونوں کی دینی ضروریات اور حقوق مساویانہ میں داخل ہے اس کے باوجود آپ ﷺ نے عورتوں کے مطالبہ پر ان کے لئے الگ دن مقرر فرمایا تاکہ اختلاط نہ ہو۔ چنانچہ بخاری میں مذکور ہے:

”عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَتْ النِّسَاءُ لِلنَّبِيِّ ﷺغَلَبَنَا عَلَيْكَ الرِّجَالُ فَاجْعَلْ لَنَا يَوْمًا مِنْ نَفْسِكَ فَوَعَدَهُنَّ يَوْمًا لَقِيَهُنَّ فِيهِ فَوَعَظَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ فَكَانَ فِيمَا قَالَ لَهُنَّ مَا مِنْكُنَّ امْرَأَةٌ تُقَدِّمُ ثَلَاثَةً مِنْ وَلَدِهَا إِلَّا كَانَ لَهَا حِجَابًا مِنْ النَّارِ فَقَالَتْ امْرَأَةٌ وَاثْنَتَيْنِ فَقَالَ وَاثْنَتَيْنِ“(صحیح البخاری1/178،99)۔

”عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: إِيَّاكُمْ وَالدُّخُولَ عَلَى النِّسَاءِ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ الْأَنْصَارِ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَرَأَيْتَ الْحَمْوَ! قَالَ: الْحَمْوُ الْمَوْتُ، قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عُمَرَ وَجَابِرٍ وَعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ: قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَإِنَّمَا مَعْنَى كَرَاهِيَةِ الدُّخُولِ عَلَى النِّسَاءِ عَلَى نَحْوِ مَا رُوِيَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺقَالَ: لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا كَانَ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ، وَمَعْنَى قَوْلِهِ: الْحَمْوُ، يُقَالُ: هُوَ أَخُو الزَّوْجِ كَأَنَّهُ كَرِهَ لَهُ أَنْ يَخْلُوَ بِهَا“(سنن الترمذی4/404،1091)۔

☆☆☆

عورتوں کی ڈرائیونگ کا مسئلہ

مفتی محمد ذکاء اللہ شبلی مفتاحی☆

ڈرائیونگ ومردوں کے ساتھ اختلاط اور نوکری و ملازمت کی تمام شکلیں یہ سب مغرب کی سوچی سمجھی پلاننگ اور یہودی کلچر کا منحوس ترین عمل ہے۔فکری تخریب اور آزاد ذہنیت کی ناپاک تبلیغ ہے۔

میرے نزدیک عورتوں کا مردوں کے ساتھ اختلاط کے ساتھ رہنا ملازمت کرنا، یہودی تہذیب کے فکری عیاشی اور ذہنی غلامی ہے۔

حضرت مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے یہودی ذہنیت اور کوششوں کا جائزہ لیتے ہوئے فرمایا، تین شیطانی قوتیں ہیں جن کی تثلیث آج ہماری دنیا پر چھا گئی ہے اور یہ تینوں ایک جہنم تیار کرنے میں مشغول ہیں (۱) پہلا فحش لٹریچر جو جنگ عظیم کے بعد حیرت انگیز رفتار کے ساتھ اپنی بے شرمی بڑھا رہا ہے (۲) دوسرا متحرک تصویریں جو شہوانی جذبات کو نہ صرف بھڑکاتی ہیں بلکہ عملی سبق بھی دیتی ہیں (۳) تیسرا عورتوں کا گرا ہوا اخلاقی معیار (پردہ، ص۷۹)۔

مفتی محمد شفیع عثمانی صاحبؒ مرد وخواتین کے حقوق وذمہ داری اور ان کے فرائض پر آیت: ''**ولهن مثل الذى عليهن بالمعروف** ''(سورۂ بقرہ، آیت ۲۲۸) کے تحت تحریر فرماتے ہیں کہ یہ آیت عورتوں اور مردوں کے باہمی حقوق وفرائض اور ان کے درجات کے بیان میں ایک شرعی ضابطہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

فرمایا! غور کیا جائے تو دنیا میں دو چیزیں ایسی ہیں جو'' اس عالم کی بقاء اور تعمیر وترقی میں عمود کا درجہ رکھتی ہیں (۱) ایک عورت (۲) دوسرے دولت۔لیکن تصویر کا دوسرا رُخ دیکھا جائے تو یہی دونوں چیزیں دنیا میں فساد وخون ریزی اور طرح طرح کے فتنوں کا سبب بھی ہیں۔اور غور کرنے سے اس نتیجہ پر پہونچنا کچھ دشوار نہیں کہ دونوں چیزیں اپنی اصل میں دنیا کی تعمیر وترقی اور اس کی رونق کا ذریعہ ہیں۔لیکن جب کہیں ان کو اپنے اصل مقام اور موقف سے اِدھر اُدھر کر دیا جاتا ہے تو یہی چیزیں دنیا میں سب سے بڑا زلزلہ بھی بن جاتی ہیں۔

☆ قاضی شریعت، اندور، مدھیہ پردیش۔

قرآن نے انسان کو نظام زندگی دیا ہے اس میں ان دونوں چیزوں کو اپنے اپنے صحیح مقام پر ایسا رکھا گیا ہے کہ ان کے فوائد وثمرات زیادہ سے زیادہ حاصل ہوں اور فتنہ وفساد کا نام نہ رہے (معارف القرآن، ص ۱/ ۵۴۸)۔

عرب کا مشہور مقولہ ہے: "**الجاهل إما مفرط أو مفروط**" یعنی جاہل (دین سے بے خبر) شخص کبھی اعتدال پر نہیں رہتا، اگر افراط یعنی حد سے زیادہ کرنے سے باز آجاتا ہے تو کوتاہی اور تقصیر میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ یہی حال اس وقت ابنائے زمانہ کا ہے۔ جو عورت کو بازاری مال اور تجارتی شیئ کی طرح استعمال کر رہی ہے اور عورتیں اپنے سکون وقار، عزت و عفت کی محفوظ حصار سے نکال کر مردوں کے شانہ بشانہ کھڑی ہونے میں اپنی شان سمجھتی ہیں۔

عورتوں کو مردوں کی طرح حصول روزی کی جدوجہد میں برابر کی شریک ہونے کے خیال کے حامل حضرات سورۂ نساء کی آیت: "**ولا تمنوا مافضل الله به بعضكم على بعض للرجال نصيب مما اكتسبوا وللنساء نصيب مما اكتسبن**" (سورۂ نساء: ۳۲) بھی پیش کرتے ہیں اور اس سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ عورتوں کو بھی کمانے کا حکم ہے۔

لیکن بالفعل اسلامی معاشرہ کا کبھی یہ حصہ نہیں رہا۔ معاش کی جدوجہد اللہ تعالیٰ نے مردوں کے ذمہ ڈال دی ہے۔ اس آیت میں اکتساب سے مراد نیکی اور اعمال صالحہ کی کوشش ہے۔

عورت کی زندگی کا آغاز والدین کے زیر سایہ ہوتا ہے۔ باپ، بیٹی کے نفقہ کی ذمہ داری برداشت کرتا ہے، یہاں تک کہ جب اس کی شادی ہوجاتی ہے تو پھر اس کے نفقہ کی ذمہ داری باپ سے شوہر کی طرف منتقل ہوجاتی ہے، پھر جب شوہر کے ساتھ اس کی زندگی گزرتی ہے اور وہ صاحب اولاد بن جاتی ہے تو اسے ماں کا مقدس درجہ حاصل ہوجاتا ہے اور اولاد کے بالغ ہوجانے کے بعد اولاد پر بھی اس کے دو چند حقوق عائد ہوتے ہیں اور شوہر پر حسب سابق اس کے حقوق برقرار رہتے ہیں۔ عام حالات یہی ہیں۔ بعض شاذ ونادر حالات وہ ہیں جن میں اس کی شادی نہیں ہوتی ہے۔ اس صورت میں اس کا نفقہ اس کے باپ میر علی حالہ برقرار رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "**الرجال قوامون على النساء بها فضل الله بعضهم على بعض، وبما انفقوا من أموالهم**" (سورۂ نساء: ۳۴) **لينفق ذوسعة من سعته، ومن قدر عليه رزقه فلينفق مما أتاه الله**" (سورۂ طلاق: ۷)، "**وعلى المولود له دزقهن وكسوتهن بالمعروف**" (سورۂ بقرہ: ۲۳۳)۔

اس سلسلہ میں شوہروں کی ذمہ داری کو بیان کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا: "**فاتقواالله فى النساء فإنكم أخذ تموهن بأمان الله واستحللكم فروجهن بكلمة الله۔۔۔ولهن عليكم رزقهن وكسوتهن بالمعروف**"۔

ان آیات واحادیث کی بنیاد پر شریعت اسلامیہ میں عورت کا نفقہ شوہر پر واجب ہے۔ خواہ بیوی مالدار ہو یا

غریب، اور اس سے ابھی تک تعلق قائم ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔'' فتاویٰ ہندیہ'' میں ہے:'' **تجب علی الرجل نفقة امراته المسلمة الذمية والفقرة والغنية دخل بها أولم يدخل كبيرة كانت المرأة أوصغيرة يجامع مثلا** ''(فتاوی عالمگیری ۱/ ۵۴۴)۔

نیز جمہور علماء کا یہی مسلک ہے۔ علامہ ابن قدامہ اور ابن منذر نے اس پر اجماع نقل کیا ہے (المغنی، ۳۴، موسوعۃ الاجتماع ۴/ ۱۱۷۷)۔

خود کفالت کی ذمہ داریوں سے عورتوں کو آزاد کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اسلام میں عورتوں کا ایک بلند و بالا مقام ہے اس کی اعلیٰ مقصد کے لئے نشو ونما ہے وہ یہ ہے کہ وہ شوہر کے سکون واطمینان کا باعث ہے اور اولاد کے لئے مہربان ہو وہ اس مقصد کے لئے تیار نہیں کی گئی کہ کوئی کام کرے۔ کمائے اور پیشہ اختیار کرے اس کی تائید اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے ہوتی ہے: '' **أو من يشاء فی الحلية وهو فی الحضام غير مبين** ''(سورۂ زخرف:۱۸)۔

اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد:''**هوالذی خلقكم من نفس واحدة، وجعل منها زوجها ليسكن إليها**'' (سورۂ اعراف:۱۸۹)۔

اللہ وہی ذات ہے جس نے تم کو پیدا کیا ایک ہی جان سے اور اسی سے پیدا کیا اس کا جوڑا کہ وہ اس سے تسکین پائے۔ عورت کے'' مستور'' اور خاتون خانہ بن کر رہنے کی طرف واضح دلیل ہے۔

امام بخاریؒ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''**خير نساء ركبن الإبل صالح نساء قريش أحناه علی ولد فی ذات صغره وأرعاه علی زوج فی ذات يده** ''(بخاری)۔

عورت کے خاتون خانہ بننے میں ایک قسم کی تکریم اور اس کی جذباتی طاقت وصلاحیت کا صحیح استعمال ہے، اس لئے کہ وہ اپنی اولاد اور شوہر کو محبت وہ جذبات عطا کرتی ہے جس کی بنیاء پر وہ اپنی زندگی اور جسمانی بالیدگی اور نشو ونما میں صحت وقوت اور توانائی حاصل کرتے ہیں (عورت کا نفقہ ڈاکٹر صلاح الدین سلطان، ص ۲۷)۔

محترم جناب ڈاکٹر صلاح الدین سلطان مشیر شرعی برائے اسلامی امور مملکت بحریں اپنی تصنیف عورت کا نفقہ اور مساوات مرد وزن میں مزید رقم طراز ہیں۔ تمام علمی بحثیں اس محور پر گردش کرتی ہیں کہ عورت کے لئے کام کرنے کی جواز کی حد کیا ہے؟ اور راجح قول تو یہی ہے کہ وہ گھر میں ٹک کر رہیں۔ ''**وقرن فی بيوتكن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الأولیٰ** ''(سورۂ احزاب:۳۳)، فرمایا: خلاصہ یہ ہے کہ مردوں کے لئے اصل کمانا ہے معاش کے لئے سعی کرنا ہے اور عورت کے لئے اصل یہ ہے کہ وہ عمل کے میدانوں میں مردوں کی مزاحمت سے محفوظ رہے۔ عورتوں کی نسوانیت ونزاکت سے میل نہیں کھاتا کہ وہ زمین کھودے۔ موٹر، کار اور بسوں کی مرمت کرے۔ ٹرین اور ہوائی جہاز چلانے جیسے کام کرے (عورت کا نفقہ، ص

۳۰)۔اور بقول شیخ سعدی:

بتول باش و پنہا شو از یں عصر کہ در آغوش شبیر بگیری

اے مسلمان عورت بتول بن جا اور اس عصر سے چھپ جا علیٰحدہ ہوجا تا کہ تیرے آغوش میں حسینؓ جیسا بچہ پیدا ہو۔ یہ ہے عورت کا حق اور مقام سب سے بہتر عورتیں جو اونٹ پر سوار ہوتی ہیں، قریش کی صالح عورتیں جو بچے پر اس کے بچپنے میں بہت مہربان ہوتی ہیں اور شوہر کی مملوکہ چیزوں کی حفاظت کرنے والی ہیں۔

اس قدرے تفصیلی تمہید میں احقر نے اپنے موقف کو بتانے کی کوشش کی ہے کہ سوال میں درج خواتین سے متعلق ملازمت کی شکلوں سے احقر اتفاق نہیں کرتا۔ اور نہ ہی اسے اسلامی مزاج وافکار کے اعتبار سے بہتر اور مناسب سمجھتا ہے۔

نیز فقہی سیمینار میں اس امر سے متعلق بحث ومباحثہ کے لئے اس قسم کے امور کے انتخاب پر فقہ اکیڈمی قابل تحسین ہے کہ مغربی تہذیب کے رو میں بہتی دنیا نے جو مسائل پیدا کئے ہیں اس سے اسلام کا چہرہ مزید روشن اور اس کی تعلیم مزید اجاگر اور اس کی تہذیب مزید منقح ہوگی اور افکار و مغرب کے دلداروں کے لئے اس طرح کے سیمینار راہ راست پر لانے اور افکار باطلہ کو بدلنے کی مہمیز ہوگی۔

اب ترتیب وار سوالوں کے جوابات قدرے اختصار کے ساتھ پیش ہیں:

۱- یہ امر حقیقت ہے کہ اسلام نے حقوق نفس اور حظوظ نفس دونوں کا خیال رکھا ہے۔ اسلام ہر امر میں افراط وتفریط سے پاک ہے اس کے احکام ہر فرد بشر کے لئے خواہ مرد ہو یا عورت دونوں کے لئے رحمت ہے۔

خاص طور پر وہ افعال واعمال اور طور وطریقہ جن کا تعلق ذہن اور دماغ سے ہے جیسے علم اور ہنر ان میں مرد وزن اور لڑکے ولڑکیوں کی صلاحیت مشترک اور یکساں ہے اس لئے ایجوکیشن اور پریٹیکل امور میں بھی بمقالہ لڑکے لڑکیاں زیادہ کامیاب ہیں، اس لئے ضرورت کے تحت اپنے یا گھر والوں کے کام سے آنے جانے کے لئے ٹو ویلر یا فور ویلر گاڑی اگر گھر میں ہو تو کسی محرم سے سیکھ کر ضرورت کے تحت تنہا یا محرم کے ساتھ ''آ'' اور ''جا'' سکتی ہے۔ لیکن پردہ کی رعایت ہر حال میں ضروری اور لازم ہے۔'' **أی بشرط أن تکون متسترة وأن تکون مع زوج أو محرم (قوله او مقصد دینی) کسفر لصلة رحم** ''اور'' بحر الرائق'' میں ہے:''**فإن رکبت لحاجة۔ فلا باس به**''(بحر الرائق ۸/۲۱۵)۔

۲- مسافت شرعی میں اگر عورت گھر والوں کو لیکر جائے تو شرعاً کوئی حرج نہیں۔ البتہ دیگر مسافروں کے لئے ڈرائیونگ جائز اور درست نہیں۔ اگر چہ وہ غریب ہو اس لئے کہ شرعاً اس کا نفقہ اس کے شوہر کے ذمہ ہے جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا۔

ذاتی ضرورت کے تحت حضرات صحابیات سے اونٹوں کی سواری ثابت ہے نیز بعض امہات المومنین کا سواری کرنا

بھی ثابت ہے اور نبی کریم ﷺ نے اہل قریش کی نیک خواتین کی تعریف فرماتے ہوئے فرمایا کہ ان میں ایک اچھی خصلت یہ ہے کہ وہ اونٹ کی سواری کرتی ہیں۔ "**خير النساء ركبن الإبل صالح نساء قريش أحناه على وحد في ذات صعزه**"، اس لئے فی نفسہ گاڑیوں کی ڈرائیونگ شرعاً ممنوع نہیں، بلکہ سیکھ کر کرسکتی ہیں لیکن صرف اپنی ذاتی ضرورت اور گھریلو تقاضہ کے تحت۔

جیسا کہ ماضی قریب کے مقبول عام مفتی سید مفتی عبدالرحیم صاحب لاجپوریؒ نے لڑکیوں کے کار ڈرائیونگ سیکھنے کے سلسلہ میں فرمایا: نوجوان لڑکیوں کا ڈرائیونگ سیکھنا فی نفسہ مباح ہے، مگر سخت ناپسندیدہ ہے اور یہ بھی اس وقت ہے جب کہ بے پردگی اور نامحرم مردوں سے اختلاط اور ان سے سیکھنا نہ پڑتا ہو، مگر یہ ناممکن سا ہی ہے، کیونکہ ان مراحل کو طے کئے بغیر لائسنس ملنا مشکل ہے (فتاوی رحیمیہ ۶/ ۴۲۵)۔

(۳) عورت فطری طور پر صنف نازک ہے اور اسلامی معاشرہ میں اس کی عزت و پاکدامنی کا لحاظ ہر موقع پر رکھا گیا ہے، اس لئے ہر ایسی حالت کہ جس میں اس کی عزت کو خطرہ لاحق ہو شریعت نے اس کے لئے خاص ہدایت کی ہے انہیں حالات میں تنہا سفر یا بغیر محرم کے نکلنے پر پابندی لگائی گئی ہے اور پانچ شرطوں کے ساتھ ان جیسی جگہوں پر جاسکتی ہے۔

(۱) لباس باریک نہ ہو (۲) لباس چست اور تنگ نہ ہو (۳) لباس چھوٹا نہ ہو (۴) مرد کے ساتھ خلوط نہ ہو (۵) گھر سے نکلنے میں آنے اور جانے میں فتنہ کا خطرہ نہ ہو۔

اسی فتنہ کے خوف سے اسلام نے اسے مسجد میں نماز کے لئے آنے جانے سے اور بغیر محرم کے سفر حج تک کرنے سے منع کیا۔

البتہ اگر عورت اتنی بوڑھی ہو کہ اس کی شہوت ختم ہو چکی ہو تو ایسی خاتون کا بغیر محرم سفر کرنے میں مضائقہ نہیں۔

" **أما العجوز ذالتى لا تشتهر، فلا بأس بمصافتحها ومس يدها۔ جاز سفره بها، ويخلوا إذا أمن عليه وعليها** "(شامی)۔

اسی طرح امام مالکؒ نے فرمایا کہ عورت کے لئے جائز ہے کہ عورتوں کی جماعت کے ساتھ مسافت سفر کو نکلے اور امام شافعی نے فرمایا کہ قابل اعتماد اور نیک وصالح مرد جن کے ساتھ ان کی عورتیں ہوں سفر پر جاسکتی ہے۔ امام اوزاعی کا قول ہے کہ عادل لوگوں کے ساتھ سفر حج کو جاسکتی ہے۔ یہی خیال حضرت مولانا زکریا صاحبؒ کا ہے۔ آپ نے "اوجز المسالک" میں اس کی وضاحت فرمائی ہے اور فرمایا: فریضہ حج میں دوسری عورتوں کے ساتھ اور ایسے لوگوں کے ساتھ جن پر اعتماد ہو جاسکتی ہے۔ البتہ فریضہ حج کے علاوہ میں نہیں (اوجز المسالک ۳/ ۷۳)۔

نیز مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی نے اپنی تصنیف ''انوار رحمت'' میں اسی موقف کو اختیار کیا ہے۔ یہ تفصیل عمر دراز خاتون اور سفر حج سے متعلق ہے۔ تمام حالات میں اس کی اجازت نہیں یہاں تک کہ ہوائی جہاز میں جہاں صرف حجاج کرام ہوں ایک عام عورت کے لئے جانا شرعاً درست نہیں۔ جبکہ چند گھنٹوں کا سفر ہے، ''**لا یحل لامرأة تؤمن بالله والیوم الآخر أن تسافر سفرا یکون ثلاثة أیام فصاعداً، إلا ومعها أبوها أوإبنها أوزوجها....**''۔

اس لئے ان حقائق کی روشنی میں عام پبلک مراکز میلے ٹھیلے بازار ہاٹ میں بھی جانا میرے نزدیک درست نہیں اور عورتوں کی ڈرائیونگ کے سلسلہ میں اپنا موقف پہلے ذکر کر دیا ہے کہ بغرض معیشت یا ملازمت یا خود کی گاڑی کی ڈرائیونگ ٹرانسپورٹ کے لئے میرے نزدیک قطعاً جائز و درست نہیں۔ ذخیرہ احادیث و آثار میں میرے علم میں ایک واقعہ نہیں ہے کہ کسی مسلم عورت صحابیہ یا بعیہ نے اونٹوں یا گھوڑوں کا سفر بغرض تجارت کیا ہو اور بازار و منڈی میں ٹرانسپورٹ کیا ہو۔

آج کل خواتین کو سازشاً گھروں سے باہر کیا جا رہا ہے۔ مسلم علاقہ و حلقہ کو انتخاب میں مہیلا کنڈیڈیٹ کا کیا جا رہا ہے تاکہ مسلمان بھی اپنی بہو، بیٹیوں کو کھڑا کریں۔ اسی ضمن میں یہ سب شکلیں ہیں۔ ائیر ہوسٹیس ہی کیا کم تھا۔ حج و عمرہ کرنے والے اس کی نزاکت کو سمجھ سکتے ہیں۔ آدھا جسم برہنہ عام مردوں کے سامنے آتی جاتی ہیں۔ اس وقت ملازمت کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جہاں اس ڈیپارٹمنٹ میں مردوں کا جانا منع ہو خواہ ٹرین ہو یا ہوائی جہاز ہو۔ ٹکٹ کا کاٹنا ہو یا چیک کرنا ہو ان تمام شعبوں میں کسی بھی مسلم عورت کی ملازمت درست اور صحیح نہیں۔

''**لایحل لا مرأة تومن بالله بالیوم الأخر تسافر مسیرة ثلاث لیال إلا ومعها ذومحدم، وقال ابن عابدین الشامی فأنا نجیزا لکلام مع النساء الأجانب و محاورتهن عنه لحاجة إلی ذلک، ولا نجیز لهن رفع أصواتهن ولا تمطیها ولا تبیینیها وتقطیعها فی ذالک من استما لة الرجال إلیهن وتحریک الشهوات منهن**'' (کتاب الصلوٰۃ ۱/۴۰۱)۔

☆☆☆

خواتین کی ڈرائیونگ سے متعلق بعض مسائل

ڈاکٹر مفتی تنظیم عالم قاسمی☆

۱-شہر میں عورت کا تنہا گاڑی چلانا:

عورتوں کے لئے بہتر ہے کہ وہ گھر کی چہار دیواری میں رہنے کو ترجیح دیں۔ یہ اللہ کی جانب سے انتظام ہے کہ اس نے مردوں کو گھر سے باہر کے کام کے لئے پیدا کیا اور جسمانی ساخت اور طاقت بھی ایسی عطا کی جس کے ذریعے باہر کی ذمہ داریاں ان کے لئے سنبھالنا آسان ہے، عورتوں میں نہ اتنی طاقت ہے اور نہ ہی ان کی صنفی نزاکت اور بانکپن کے سبب باہر کے فرائض کا اٹھانا مناسب ہے، اس لئے اسکول سے بچوں کا لانا، چھوڑنا، مارکٹنگ کرنا، ملازمت اور معاشی جدوجہد کرنا اور اس طرح کی دیگر تمام مصروفیات کو مردوں پر چھوڑ دینا چاہئے، عورتوں کے لئے امور خانہ داری کی ذمہ داری زیب دیتی ہے، اسی میں ان کی عفت وعصمت کی حفاظت بھی ہے تاہم اگر کوئی عورت کسی شدید مجبوری کے تحت گھر سے باہر نکلنا چاہے تو شرعی حدود وقیود کے تحت نکلنے کی اجازت ہے۔

کسی عورت کو اگر کہیں اپنی گاڑی سے جانا ہو تو کسی محرم کو ساتھ لے کر جائے اور اسی محرم کو ڈرائیونگ کرنی چاہئے۔ یہ حد درجہ بے حیائی کی بات ہے کہ مرد پیچھے رہے اور عورت کو ڈرائیونگ کی سیٹ پر بٹھا دے، اگر عورت کو کوئی محرم مرد ڈرائیور میسر نہ ہو تو ایسی گاڑی از خود چلا سکتی ہے جس میں اس کے جسم کا مکمل پردہ ہو سکتا ہو اور اس شہر یا علاقہ میں عورت کے گاڑی چلانے کا عام رواج ہو گیا ہو جیسے ہمارے ملک کے بہت سے علاقوں میں عورتوں کا کار اور اسکوٹر چلانے کا رواج عام ہوتا جارہا ہے، اس لئے عورتوں کے لئے کار یا اسکوٹی وغیرہ کا مکمل پردہ کے ساتھ چلانا درست ہوگا، البتہ ان کو چاہئے کہ آمد ورفت کے لئے ایسے راستہ کو اختیار کریں جو محفوظ ہونے کے ساتھ مردوں کی عام گذرگاہ نہ ہو یا جس میں کم سے کم اختلاط ہو سکے۔ عہد نبوی میں عورتوں کا اونٹ پر بیٹھنا اور چلانا بھی ثابت ہے۔

"خير نِسا ركِبن الابِل صالِح نِساءِ قريش، احناه على ولد في صِغرِهِ، وأرعاه على زوج فيِ

☆ استاذ حدیث دارالعلوم سبیل السلام حیدرآباد۔

ذاتِ یدِہِ.....قال المهلب: إنما یرکب الإبل نساء العرب، ونساء قریش من العرب" (شرح صحیح البخاری لابن بطال ۷/ ۱۷۵)۔

''اونٹ کی سواری کرنے والی عورتوں میں سب سے بہتر عورت قریش کی صالح عورت ہے جو بچوں پر شفیق اور شوہر کے مال کی حفاظت کرنے والی ہوتی ہے۔ مہلب کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں عرب کی عورتیں اونٹ کی سواری کیا کرتی تھیں اور قریش کی عورتیں بھی عرب میں سے تھیں''۔

جن احادیث میں عورتوں کو سواری سے منع کیا گیا ہے ان سے مراد ضرورت کے بغیر ان کا نکلنا ہے، دینی یا دنیوی کسی مقصد سے ہو تو اونٹ وغیرہ کی سواری میں کوئی حرج نہیں ہے، اس پر گاڑی کو قیاس کیا جاسکتا ہے۔

"**لا ترکب مسلِمة علی سرج لِلحدِیثِ .هذ ا لو لِلتلهِی، ولو لِحاجةِ غزو أو حج أو مقصِد دِینِی أو دنیوِی لا بد لها مِنه، فلا باس بِهِ**" (درمختار مع شامی ۶/ ۴۲۳)۔

''کوئی مسلمان عورت اونٹ یا گھوڑے کی سواری نہ کرے حدیث میں ممانعت کی وجہ سے، لیکن یہ اس وقت ہے جب کہ یہ نکلنا کھیل کود اور تفریح کی نیت سے ہو لیکن اگر غزوہ، حج یا کسی ایسے مقصد دینی یا دنیوی کی نیت سے نکلے جس کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے''۔

موٹر سائیکل (جس میں دونوں جانب پاؤں کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے) کی ڈرائیونگ درست نہیں ہے، اس کا چلانا عورتوں کے لئے متعارف نہیں ہے، اس لئے کہ حیرت سے سب مردوں کی ان کی طرف نظریں اٹھیں گی اور ان کے اس فعل پر مختلف تبصرے ہوں گے۔ سماج میں بھی ایسی گاڑی چلانے کو معیوب اور بے حیائی متصور کی جاتی ہے نیز اس میں مکمل پردہ بھی نہیں ہوسکتا ہے، اسی طرح ٹیکسی، بس یا سامان پہنچانے والی گاڑی کا چلانا بھی ان کے لئے درست نہیں ہوگا، ان گاڑیوں میں اگرچہ پردہ اور ستر پوشی ہوسکتی ہے لیکن متعارف نہ ہونے کی وجہ سے حیرت واستعجاب کی نظریں اٹھیں گی اور بے حیائی کا الزام لگانا آسان ہوگا۔

۲- مسافت شرعی میں محرم کے ساتھ ڈرائیونگ کرنا:

خواتین کی عزت وآبرو کے تحفظ کے لئے شریعت اسلامی نے مختلف قیود لگائے ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اگر مسافت شرعی کی مقدار کا سفر ہو تو عورت کے لئے تنہا سفر کرنا جائز نہیں ہے جب تک کہ اس کے ساتھ کوئی معتبر محرم نہ ہو، یہاں تک حج جیسا اسلام کا اہم رکن بھی اس سے محرم نہ ہونے کی صورت میں ساقط ہوجاتا ہے۔ اگر عورت مسافت شرعی کے برابر محرم کے ساتھ جارہی ہے تو محرم کے ہوتے ہوئے عورت کی ڈرائیونگ کی ضرورت کیا ہے؟ یہ مغربی تہذیب اور بے حیاء ماحول کا اثر

ہے کہ مرد کے ہوتے ہوئے عورت گاڑی چلائے۔ہاں اگر محرم کو گاڑی چلانا نہ آتا ہو یا وہ بیماری اور کسی عذر کے سبب ڈرائیونگ نہ کرنا چاہتا ہو تو کار یا اسکوٹی کے چلانے کی اجازت دی جاسکتی ہے تاہم احتیاط بہتر ہے کیوں کہ عوام الناس کو ان کی مجبوری کا علم نہیں ہے، وہ خواہ مخواہ ان کی طرف بے شرمی اور بے حیائی کی نسبت کریں گے۔موٹر سائیکل، بس، ٹیکسی وغیرہ کا چلانا جو گاڑیاں عورتوں کے لئے متعارف نہ ہوں یا جن میں پردہ مشکل ہو ان کا چلانا محرم کے ساتھ بھی درست نہیں ہوگا۔

۳-خواتین کے لئے پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیونگ کرنا:

احناف کے یہاں عورتوں کا قافلہ کسی عورت کے لئے محرم کا قائم مقام نہیں ہے، خواتین کے جمع ہونے سے فتنہ کم نہیں بلکہ مزید بڑھنے کا اندیشہ ہوتا ہے، اس لئے ایک عورت دوسری عورت کا محرم نہیں بن سکتی۔ ''**ولا تکون المرأة محرماً لامرأة** .....'' کسی خاتون کے ساتھ اگر محرم ہو تو بھی راقم الحروف کے خیال میں اس کے لئے پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیونگ جائز نہیں ہے۔اس لئے کہ اس میں اختلاط مع الرجال کے ساتھ مردوں کے ساتھ مشابہت ہے اور یہ غیر ضروری معاشی جدوجہد کے دائرے میں آتا ہے، اگر اتنی مجبوری ہو تو معاشی ضرورت پوری کرنے کے لئے اس کے علاوہ بہت سی ایسی صورتیں ہیں جہاں وہ پردہ اور مکمل ستر پوشی کے ساتھ ضرورت پوری کرسکتی ہے۔قرآن کریم میں عورتوں کو بے حیائی کے تمام کاموں سے منع کیا گیا ہے۔'' **وَقَرْنَ فِیْ بُیُوتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْأُولَی**''(احزاب ۳۳) '' اور اپنے گھروں میں رہا کرو، جیسے گذشتہ جاہلیت میں عورتیں زیب وزینت کا اظہار کیا کرتی تھیں، اس طرح زینت ظاہر نہ کیا کرو'' .....اس طرح کی تمام گاڑیوں کی ڈرائیونگ بے حیائی کے زمرے میں داخل ہے۔

۴-خواتین کے پائلٹ بننے کا شرعی حکم:

خواتین کے لئے معاشی جدوجہد کی جن شرائط کے ساتھ اجازت ہے ان میں پردہ اور عدم اختلاط مع الرجال کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ارشاد باری ہے:'' **وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ یَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا یُبْدِینَ زِینَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَی جُیُوبِهِنَّ**''(النور۔۳۱)'' اور مسلمان عورتوں سے کہ دیجئے کہ وہ بھی اپنی نظریں نیچی رکھیں، اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زیبائش وآرائش کو ظاہر نہ کریں، سوائے اس کے جو کھلا رہتا ہے اور اپنے گریبانوں پر دوپٹے ڈال لیا کریں''..... چہرہ محل فتنہ ہے اس لئے اس کا ڈھانپنا بھی واجب ہے۔عہد نبوی میں خواتین اس کا حد درجہ اہتمام کیا کرتی تھیں۔حج وعمرہ کے موقع پر احرام کی حالت میں عورتوں کے لئے بھی چہرہ سے کپڑا لگانا ممنوع ہے لیکن صحابیات اس موقع پر بھی چہرہ کے پردہ کا راستہ نکال لیا کرتی تھیں جیسا کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ حجۃ الوداع کا حال بیان فرماتی ہیں:

''قافلے ہمارے سامنے گذرا کرتے تھے اور ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ احرام باندھے ہوئے ہوتیں، جب وہ قافلے ہمارے سامنے آتے تھے تو ہر ایک عورت اپنی بڑی چادر کے کنارے کو اوپر سے سرکا کر نیچے کرلیا کرتی تھی اور جب وہ آگے بڑھ جاتے تو چہرہ کھول لیا کرتی تھی''۔

مردوں کے ساتھ اختلاط بھی کسی حال میں جائز نہیں، خواہ مرد ایک ہو یا زائد، اسی لئے جس ادارہ میں مرد کارکن کام کرتا ہو وہاں عورتوں کے لئے ملازمت درست نہیں ہے، اسی طرح کار میں تنہا کسی عورت کا اجنبی ڈرائیور کے ساتھ بیٹھ کر جانا جائز نہیں ہے، جب کہ دونوں کی سیٹ میں قدرے فاصلہ ہوتا ہے۔ اس طرح کے مسائل کی بنیاد اس روایت پر ہے کہ حضرت ام سلمہؓ روایت کرتی ہیں کہ وہ اور حضرت میمونہؓ ایک دن رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھیں کہ اسی اثنا میں حضرت عبداللہ بن مکتوم وہاں حاضر ہوے، رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کو پردہ میں چلے جانے کا حکم دیا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ تو نابینا ہیں، ہمیں نہیں دیکھ سکتے اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''افعمیاوإن أنتما؟'' ''کیا تم دونوں بھی اندھی ہو''۔ عورت کا اختلاط کے ساتھ کسی مرد کو دیکھنا ناجائز ہے اس لئے آپ ﷺ نے ان کے اس جواب پر ناگواری کا اظہار فرمایا (المفاتیح فی شرح المصابیح ۴/۲۷)۔

خواتین کے حجاب اور اختلاط مع الرجال کے بارے میں جو ہدایات وارد ہیں ان کی روشنی میں خیال ہوتا ہے کہ فلائٹ میں سخت سیکوریٹی کے باوجود کسی بھی عورت کے لئے پائلٹ کی ملازمت درست نہیں ہے، اس لئے کہ:

(الف) پائلٹ بننے کے لئے غیر محرم سے ایک لمبی مدت تک ٹریننگ کی ضرورت پیش آتی ہے جو درست نہیں ہے۔

(ب) فلائٹ میں اس کے ساتھ کوئی محرم نہیں ہوتا، جب کہ مسافت شرعی کی مقدار سفر کے لئے محرم کا ہونا ضروری ہے۔

(ج) کیبین میں ایک مرد ہی سہی لیکن اختلاط تو بہر حال پایا جاتا ہے، اس سے ناجائز اور حرام خلوت کی راہ ہموار ہوتی ہے۔

(د) آمد و رفت کے درمیان کئی اجنبی مرد ملازمین سے بات چیت اور پھر ہنسی مذاق اور بے تکلفی کا ماحول پیدا ہوتا ہے۔

(س) پائلٹ بننے والی خاتون محض معیار زندگی کو بہتر بنانے کے لئے گھر سے باہر جاتی ہے، چوں کہ ان کا تعلق اونچے اور اہل ثروت گھرانوں سے ہوتی ہے، اس لئے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ مجبوری کے درجہ میں ملازمت کررہی ہے۔

(ص) پائلٹ بننے والی خاتون کا لباس غیر شرعی ہوتا ہے، پردہ اور ستر پوشی نہیں ہوتی۔

(ط) پائلٹ بننے والی عورت سادہ لباس کے بجائے جذبات کو بھڑکانے والی پوشاک پہن کر اپنے وجود کا احساس دلاتی ہیں، جو بہت سے منکرات کا سبب ہے۔

۵-ٹرینوں میں عورتوں کا ڈرائیور بننا:

پائلٹ کے تحت جو تفصیلات بیان کی گئی ہیں، ان سے اس کا حکم بھی واضح ہو جاتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ٹرینوں میں بھی مرد کارکن چوں کہ موجود ہوتے ہیں جن سے ڈرائیونگ کیبین اور آفسوں میں خلوت ہوتی ہے، اس میں چہرہ کا پردہ ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے، محرم کے بغیر ان کا سفر ہوگا، مردوں کو متوجہ کرنے والی ملازمت ہے.....اس جیسی مختلف ممنوعات کے ارتکاب کی وجہ سے ٹرینوں میں بھی عورتوں کو ڈرائیونگ کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

۶-ٹکٹوں کی جانچ پڑتال کے لئے عورتوں کی ملازمت:

عورتوں کے لئے زینت یہ ہے کہ وہ گھروں میں عزت وآبرو سے رہیں، کوئی ایسی ملازمت اختیار نہ کریں جس سے ان کو مردوں کے درمیان آمدورفت کی ضرورت پڑے۔ اگر ان کا دل پاک اور صاف ہو تو بھی نہیں، کیوں کہ ان سے ملنے جلنے والے احباب کے قلوب کا پاک ہونا ضروری نہیں ہے۔

"**ينبغي للمرأة أن تحذر من الخروج مهما أمكنها فإنها إن سلمت في نفسها لم يسلم الناس منها**" (کتاب احکام النساء:۲۰۹)۔

"جہاں تک ممکن ہو عورتوں کو باہر نکلنے سے گریز کرنا چاہئے اگر وہ فی نفسہ محفوظ رہے لوگوں کا اس سے محفوظ رہنا ضروری نہیں ہے" --- یہی وجہ ہے کہ قصداً مرد کا عورت کو اور عورت کا مرد کو دیکھنا ناجائز قرار دیا گیا اور اسے زنا سے تعبیر کیا گیا کیوں کہ یہ زنائے حقیقی تک پہنچنے کا سبب ہے: "**العينان زنا هما النظر**" (مسلم:۲/۲۳۶) مرد وعورت کا ایک دوسرے کی طرف نظر کرنا فتنہ کا باعث ہے اور یہ عورت کے گھر سے نکلنے سے ہوسکتا ہے اس لئے عورتوں کو بلاضرورت شدیدہ نکلنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ لکھتے ہیں: "**أن لا تخرج المرأة من بيتها، إلا لحاجة منها لاتجد منها بدا**" (حجۃ اللہ البالغۃ مع ترجمہ نعم اللہ السابغۃ:۶/۳۶۵)۔ ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو راستہ کے بیچ سے چلتے ہوئے دیکھا جس میں قدرے اختلاط ہو رہا تھا، آپ ﷺ نے اس سے فوری طور پر منع فرمادیا، جس کا اثر یہ ہوا کہ بعد میں عورتیں دیوار سے لگ کر چلنے لگیں۔ "**ليس لكن أن تحققن الطريق عليكن بحافاتِ الطريقِ فكانتِ المراة تلتصِق بالجِدارِ حتى إن ثوبها ليتعلق بالجِدارِ مِن لصوقِها بِه**" (سنن ابی داؤد۔ ۵۲۷۲).....عورتوں کے لئے ایسی تمام سرگرمیاں جائز نہیں ہے جس میں فتنہ کا اندیشہ ہو "**أن تكون المرأة غير مخشية الفتنة أما التي يخشى الافتنان**

بها فلا تخرج اصلا" (الموسوعۃ الفقہیۃ:۱۹/۱۰۸)۔

ریلوے ٹکٹ کی چیکنگ کے شعبے میں ملازمت کرنے والی عورتوں کا حال تو سب نے دیکھا ہوگا کہ کس قدر ڈبوں میں ازدحام ہوتا ہے کہ بسا اوقات ان کے لئے راستہ عبور کرنا مشکل ہوجاتا ہے، ہزاروں مردوں سے رابطہ اور بات چیت کرنی ہوتی ہے جس سے بہرحال ان کی عفت وعصمت کو خطرہ لاحق رہتا ہے، اس لئے ٹرین یا اسٹیشن پر ٹکٹ چیکنگ کے لئے مسلم عورتوں کے لئے ملازمت جائز نہیں ہے۔ حکومت کی جانب سے اس طرح کے محکموں میں عورتوں کو ریزرویشن دیا جارہا ہے جس کا مقصد عورتوں کو برسرعام لانا، مرد وعورت کا فرق مٹادینا اور عورتوں کو مردوں کا کھلونا بنادینا ہے، اسلام ایک پاکیزہ اور صاف ستھرا مذہب ہے، وہ عورتوں کو عفت وعصمت سے زندہ رہنے کی تعلیم دیتا ہے، دنیا کافروں کے لئے جنت اور مسلمانوں کے لئے قید خانہ ہے، ایک مؤمن عورت اسلامی حدود وقیود کی پابند ہے اس لئے روزی روٹی اور معاش کے لئے کوئی ایسا قدم نہیں اٹھاسکتی جس سے عفت کی چادر تار تار ہوجاتی ہو، مردوں کو البتہ چاہئے کہ وہ اسلامی اصول کی روشنی میں اپنی معاشی دوڑ دھوپ کو جاری رکھیں اور جہاں تک ہوسکے خوش حال زندگی گذاریں اور اپنے ماتحتوں کے لئے بھی خوش حال زندگی کی کوشش کریں۔

۷- ریلوے اسٹیشن یا ایئرپورٹ پر ٹکٹ کاٹنے کے لئے خواتین کی ملازمت:

ٹکٹ کاٹنے کے لئے ریلوے اسٹیشن اور ایئرپورٹ پر دونوں جگہ ہر ایک کا کیبین الگ الگ ہوتا ہے، عورت ان جگہوں میں اختلاط مع الرجال سے بچنا چاہے تو بآسانی بچ سکتی ہے، اس کے علاوہ یہاں وہ مفاسد نہیں پائے جاتے ہیں جو پائلٹ بننے میں یا ریلوے ڈرائیونگ کرتے ہوئے پائے جاتے ہیں، اس لئے یہاں خیال ہوتا ہے کہ عورتوں کو مختلف حدود وقیود کے ساتھ ان جگہوں میں ملازمت کی اجازت دی جانی چاہئے جیسے وہ مکمل پردہ کا اہتمام کریں، گھر سے بقدر مسافت دور ہے یا راستہ غیر مامون ہے تو محرم کے ساتھ آمد ورفت کریں، جذبات کو برانگیختہ کرنے والے لباس سے اجتناب کریں، محکمہ میں افسروں سے بات چیت کی اگر ضرورت پڑے تو مکمل احتیاط سے اور لب ولہجہ میں کسی نرمی کو راہ دیئے بغیر بات کریں..... اس طرح فقہاء نے گھر سے باہر ملازمت کے لئے جو شرطیں لگائی ہیں یہاں بھی لگائی جائیں گی، اگر کوئی عورت اس طرح کی شرطوں کی مکمل رعایت کرسکتی ہو تو ہی مذکور دونوں جگہوں میں ملازمت کی گنجائش دی جاسکتی ہے۔

☆☆☆

خواتین کی ڈرائیونگ سے متعلق بعض مسائل

حافظ سید فاروق عمری مدنی ☆

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **"لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تسافر مسيرة يوم وليلة ليس معها حرمة"** (صحیح البخاری: ۱۰۸۸) (جو خاتون اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتی ہو جائز نہیں کہ وہ بغیر محرم کے ایک دن اور رات کا سفر کرے۔

صحیح مسلم (۱۳۳۹) میں الفاظ اس طرح ہیں: **"لا يحل لامرأة أن تسافر ثلاثا، إلا ومعها ذو محرم منها"** (جو خاتون اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتی ہو جائز نہیں کہ وہ اپنے کسی محرم کے بغیر تین دن کا سفر کرے)۔

صحیح مسلم (۱۳۴۰) ہی میں حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **"لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تسافر سفرا يكون ثلاثة أيام فصاعدا، إلا ومعها أبوها أو ابنها، أو زوجها أو أخوها، أو ذو محرم منها"** (جو خاتون اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتی ہو جائز نہیں کہ تین دن یا اس سے زیادہ کا سفر کرے مگر یہ کہ اس کے ساتھ اس کا باپ ہو یا بیٹا ہو، یا شوہر ہو، یا اس کا بھائی ہو یا کوئی بھی اس کا محرم ہو)۔ مذکورہ احادیث مبارکہ کو ذکر کرنے کے بعد سوالات کی طرف آتے ہیں:

۱- شہر کے اندر عورت کا ایک جگہ سے دوسری جگہ گاڑی چلا کر لے جانے میں کوئی شرعی ممانعت نہیں ہے اگر اس میں غیر محرم سے خلوت نہ ہو، غیر مردوں سے اختلاط نہ ہو، اور کسی دوسرے ضرر کا اندیشہ نہ ہو۔ اس میں مذکورہ سبھی گاڑیوں کا حکم ایک ہی ہوگا۔

۲- اگر مسافت شرعی کی مقدار کا سفر ہو اور مذکورہ سواریوں میں عورت کا شوہر یا محرم بھی ساتھ ہو تو شرعاً اس کی اجازت ہے، دلیل اوپر ذکر کی گئی ہے۔

☆ بنگلور، کرناٹک۔

۳- اگر راستے پر امن ہوں، اور ساتھی قابل اطمینان ہوں تو مالکی اور شافعی مسلک میں تھوڑا توسع پیدا کر کے ایک مسلمان عورت کے لئے پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیونگ کی اجازت دی جاسکتی ہے، لیکن (وقرن فی بیوتکن) کے حکم کے تحت اولی وافضل یہی ہے کہ عورت اپنا زیادہ وقت گھر میں گذارے، الا یہ کہ کوئی ایمرجنسی ہو، اضطراری کیفیت ہو تو یہ استثنائی صورت ہوگی۔

۴، ۵، ۶: چاہے فلائٹ میں بہ حیثیت پائلٹ یا ایر ہوسٹس کے ملازمت ہو یا ٹرین میں بہ حیثیت ڈرائیور یا ٹی ٹی کے، اس میں خواتین کو اتنا تحفظ نہیں ملتا جتنا کہ ملنا چاہئے، اس کے علاوہ غیر مردوں سے آزادانہ اختلاط اور غیر شرعی خلوت کا امکان بھی بہت زیادہ پایا جاتا ہے، نیز ایسی ملازمتوں میں عورتیں اپنے گھر سے کافی دنوں تک دور رہتی ہیں جو ان کی فطرت کے خلاف ہے، اگر کسی طرح ان خرابیوں سے بچا جاسکتا ہے تو اس کی اجازت حسب ضرورت دی جاسکتی ہے، جیسے میں نے سعودی عرب ریاض میں جامعۃ الامیرۃ نورۃ بنت عبدالرحمٰن کے بارے سنا کہ یونیورسٹی کے اندر جو ٹرانسپورٹ سسٹم ہے اس کو خواتین ہی آپریٹ کرتی ہیں کیونکہ وہ لڑکیوں کی یونیورسٹی ہے، اسی طرح میں نے ملک قطر میں دیکھا کہ میٹرو ٹرینوں میں بھیڑ بھاڑ ہوتی ہی نہیں اور ٹکٹ چیک کرنے کے لئے خواتین کو بھی رکھا گیا ہے، تو اس میں زیادہ حرج معلوم نہیں ہوتا، ہمارے اپنے ملک میں بھی اگر اندرون شہر چلنے والی میٹرو ٹرینوں میں خواتین کے کوچ میں ٹکٹ چیک کرنے کے لئے خواتین رکھی جائیں تو ان شاء اللہ جائز ہوگا، اور مناسب بھی ہوگا۔

۷- اگر ایک مسلمان خاتون باپردہ رہ کر یہ کام انجام دے سکتی ہے تو یہ کام جائز ہے ورنہ نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

☆☆☆

عورتوں کی ڈرائیونگ سے متعلق مسائل

مولانا محمد عفان منصور پوری☆

۱- اصلاً تو عورتوں کو قرآن کریم میں قرار فی البیوت کا حکم ہے، اور بلا وجہ خروج کی اجازت نہیں؛ البتہ ضرورت شدیدہ کی بنیاد پر مکمل پردہ کے اہتمام کے ساتھ مسافت شرعی کی مقدار سے کم سفر تنہا کرنے کی اجازت ہے، اب مذکورہ عورت کے سفر کے دو طریقے ہیں: (۱) وہ پبلک ٹرانسپورٹ استعمال کرے، (۲) اپنی گاڑی چلا کر سفر کرے۔

دوسرے کے مقابلہ میں پہلے والے طریقہ میں مفاسد اور خرابیاں زیادہ ہیں، مثلاً مرد وزن کا اختلاط اور بسا اوقات ٹیکسی وغیرہ میں غیر محرم ڈرائیور کے ساتھ صرف ایک عورت کو سفر کرنا پڑتا ہے؛ اس لیے بقدر ضرورت عورت کو شہر میں ایک جگہ سے دوسری جگہ تنہا گاڑی چلا کر جانے کی اجازت ہوگی۔ رہا یہ مسئلہ کہ مذکورہ تمام گاڑیوں کے احکام ایک ہی ہیں یا الگ الگ تو چوں کہ ان کے مقاصد مختلف ہیں؛ اس لیے احکام بھی جداگانہ ہیں، دو پہیہ گاڑی اور کار کا مقصد گھریلو استعمال ہے؛ اس لیے عورت انہیں اپنی ضرورت کے پیش نظر مسافت شرعی سے کم تک چلا سکتی ہے، جبکہ ٹیکسی اور سامان پہنچانے والی گاڑی کا مقصد حصولِ معاش ہے اور شریعت نے معاش کا بوجھ عورت کے ذمہ نہیں رکھا ہے، اس کا نان ونفقہ تو اس کے والدین اور شوہر وغیرہ پر ہے، علاوہ ازیں ان کی ڈرائیونگ میں فتنوں کا اندیشہ زیادہ ہے؛ اس لیے ان گاڑیوں کی ڈرائیونگ کی اجازت عورت کو نہیں ہے۔

"**وَقَرْنَ فِيْ بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى**"(الاحزاب:۳۳)۔

"**عن النبي ﷺ قال: لايحل لامرأة ثومن بالله واليوم الاٰخر تسافرمسيرة ثلاث ليال، الا و معها ذومحرم**"(الصحیح مسلم کتاب الحج:۱/۴۳۳)۔

"**عن ابن عمر رضی اللہ عنہ مرفوعاً: ليس للنساء نصيب فى الخروج، إلامضظرة**"(۱۶/۳۹۱، الفصل الاول فی الترہیبات کنز العمال)۔

☆ خادم حدیث وافتاء مدرسہ اسلامیہ عربیہ، جامع مسجد، امروہہ۔

۲- اگر سفر مسافت شرعی کی مقدار کا ہے اور گاڑیوں میں سے دو پہیہ گاڑی یا کار ہے جس میں عورت کا شوہر یا محرم موجود ہے، تو ضرورت کے وقت عورت کو گاڑی چلانے کی اجازت ہوگی؛ کیوں کہ محرم کی موجودگی فتنوں کو کم کرتی ہے؛ البتہ غض بصر کے حکم کی خلاف ورزی کی وجہ سے عورت کا ڈرائیونگ نہ کرنا بہتر ہے اور اگر سواری، ٹیکسی، بس یا سامان پہنچانے والی ہے تو عورت کو اس کی ڈرائیونگ کی اجازت نہیں ہے، اگر چہ محرم اس میں موجود ہو مسافت شرعی کے مقدار کا سفر ہو یا کم کا؛ کیونکہ اس میں قرآن کے قرار فی البیوت اور غض بصر جیسے احکام کی خلاف ورزی ہے اور ان گاڑیوں کا مقصد کسب معاش ہے جس سے عورت شرعاً بری الذمہ ہے؛ نیز اس طرح کے ثقیل کام نسوانیت کے بھی خلاف ہیں، مزید یہ کہ اس طرح کی گاڑیوں کا سفر طویل مسافت والا ہوتا ہے جس کے دوران ڈرائیور حضرات کو طرح طرح کے ہوٹلوں پر قیام کرنا پڑتا ہے اب اگر یہ ڈرائیور عورت ہوگی تو محرم کے ہوتے ہوئے بھی فتنوں کا باب کھلا رہے گا اور بغیر محرم کے تو فتنے ہی فتنے پیش آئیں گے؛ کیونکہ شیطان عورت کے ذریعہ زیادہ مفاسد پیدا کرتا ہے۔

"وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ" (النور:۳۱)۔

"عن عبدالله عن النبي ﷺ قال: المرأة عورة، فأذا خرجت استشرفها الشيطان" (الترمذی: ۲۲۱/۱)۔

۳- پبلک ٹرانسپورٹ کے ڈرائیور کو اس زمرے میں نہیں رکھا جاسکتا، پہلی بات تو یہ ہے کہ اکثر فقہاء کے نزدیک عورتوں کا قافلہ بے معنی ہے، امام سرخسی تو مبسوط میں یہاں تک فرماتے ہیں کہ عورتیں جتنی زیادہ ہوں گی فتنوں کا اندیشہ اتنا ہی زیادہ ہوگا، دوسری بات یہ کہ پبلک ٹرانسپورٹ میں مرد وزن کا اختلاط بکثرت ہوتا ہے اور خلاف شرع امور پیش آتے ہیں، تیسری بات پبلک ٹرانسپورٹ سے محرم کے مقصد کی تکمیل نہیں ہوتی، چوتھی بات پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیور کو اپنی نظریں چہار سو رکھنی ہوتی ہیں جو قرآن کے حکم غض بصر کی سراسر خلاف ورزی ہے؛ جبکہ قافلے میں شامل عورت اس سے قدرے محفوظ ہے۔

"عن ابن عمرؓ أن النبي ﷺ لا تسافر المرأة ثلاثه أيام إلا مع ذى محرم" (۴۲/۲/الصحیح البخاری)۔

"وهذا لأن المرأة عرضة للفتنة وباجتماع النساء نزدا و الفتنة" (۱۱۰/۱۴/المبسوط)۔

"زنا العين النظر" (۶۶۱۲/بخاری شریف)۔

۴- مذکورہ بالا تفصیل سے قطع نظر مفاسد اور مخالفت شریعت کی بنا پر ایک مسلم خاتون کا پائلٹ بننا جائز نہیں ہے، مفاسد درج ذیل ہیں:

۱- اجنبی کے قریب اٹھنا بیٹھنا۔

۲-سیکھنے کے عمل کے دوران غیر محرموں سے میل جول؛ کیونکہ ایسا نظام موجود ہی نہیں کہ خاتون ہی سکھائے پڑھائے۔

۳-شریعت کی نظر میں عورت کی ملازمت کا ناپسندیدہ ہونا؛ کیونکہ کسب معاش مردوں کی ذمہ داری ہے۔

۴-بغیر محرم کے مسافت شرعی طے کرنا جس کی سفر حج جیسے بابرکت سفر کے لیے شریعت اجازت نہیں دیتی چہ جائے کہ دنیاوی سفر کے لیے اجازت دے۔

"**لا یخلون رجل بامراۃ، إلا مع ذی محرم**" (۵۲۳۳الصحیح البخاري)۔

"**الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاء، بِمَا فَضَّلَ اللّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَبِمَا أَنفَقُواْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ**" (النساء:۳۴)۔

"**فقال رجل یا رسول اللہ انی أرید أن أخرج فی جنس کذا وکذا وامرأتی ترید الحج فقال: أخرج معها**"(۱۸۶۲/الصحیح البخاري)۔

۵- کسی مسلم خاتون کے لیے ٹرین میں بہ حیثیت ڈرائیور ملازمت جائز نہیں ہے، اولاً تو عورت کی ملازمت شرعاً پسندیدہ نہیں اور پھر ایسی ملازمت جس میں گھر سے باہر نکل کر میلوں کا سفر درکار ہو اور عام طور پر بغیر محرم کے ہوتا ہو تو اس کی اجازت نہیں دی جاسکتی؛ کیونکہ اس میں کئی احکام الٰہی کی خلاف ورزیاں ہوتی ہیں، مثلاً فرار فی البیوت، غض بصر اور مردوں کی عورتوں پر جو فوقیت کی بنیادی وجہ ہے انفاق اس کا خاتم ہوتا ہے۔

"**عن عبداللہ بن عمرؓ عن النبي ﷺ قال: لایحل لا مرأۃ تومن باللہ والیوم الأخرتسا فرمیسرۃ ثلاث لیال، إلا ومعها ذو محرم**"(الصحیح مسلم:۱/۴۳۳)۔

"**زنا العین النظر**"(الصحیح للبخاري:۶۶۱۲)۔

۶- مذکورہ بالا صورت میں مسلم خاتون کے لیے ملازمت جائز نہیں ہے؛ کیونکہ اس میں مرد وزن کا اختلاط اور اجنبیوں سے لمس وغیرہ ہوتا ہے جو اکثر برائیوں کی جڑ ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاکیزہ دور میں مقدس صحابہ وصحابیات کو مخلوط ہونے سے بچانے کے لیے مسجد نبوی کا ایک دروازہ مخصوص کر دیا تھا اور ان کی صفوں کو بھی اس انداز میں مرتب کیا کہ وہ بعد میں آئیں اور پہلے چلی جائیں۔ جب اس صاف وشفاف دور میں اختلاط کی اجازت نہیں تھی تو آج کے پرفتن دور میں بھلا اس کی کیسے اجازت ہوسکتی ہے۔ لہٰذا معاشرہ کو اختلاط کی طرف لے جانے والی ہر سرگرمی ناجائز ہوگی۔

"**ولا یأذن بالخروج إلی المجلس الذی یجتمع قیه الرجال والنساء وفیه المنکرات**"(فتاویٰ بزازیہ

علی ہامش الہندیہ:۱/۱۵۶)۔

۷- عام حالات میں ریلوے اسٹیشن اور ایئرپورٹ پر بھی مسلم خاتون کا ملازمت کرنا جائز نہیں ہے؛ پہلی بات حصولِ معاش عورت کے سرپرست کی ذمہ داری ہے، دوسری بات اس میں باکثرت مردوں سے ہم کلام ہونا پڑتا ہے جو شرعاً جائز نہیں اور یہ بے شمار برائیوں کا پیش خیمہ بنتا ہے؛ نیز مردوں سے بے مہابہ گفتگو عورت کی شرم وحیا کی چادر چاک کرتے میں مثل قینچی ہے؛ البتہ اگر پردہ کا مکمل اہتمام ہو، نامحرموں سے دوری ہو، اسٹیشن اور ایئرپورٹ مسافت شرعی کی مقدار سے کم پر واقع ہو اور عورت کا کوئی سرپرست جس پر نفقہ واجب ہے نہ ہو تو عورت اس میں خدمت انجام دے سکتی ہے۔

"**الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاء، بِمَا فَضَّلَ اللّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَبِمَا أَنفَقُواْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ**"(النساء:۳۴)۔

"**فبأنا نجيزاالكلام مع النساء الأجانب و محاور تهن عندالحاجة إلى ذلک**"(فتاویٰ شامی:۳/۷۲)۔

"**وأما النوع السادس: وهو الأجنبيات الحرائر، فلا يحل النظر للأجنبي من الأجنبية الحرة إلى سائرها إلا الوجه والكفين**"(بدائع الصنائع:۵/۱۲۱)۔

☆☆☆

مسافت شرعی تک عورتوں کا از خود ڈرائیونگ کرنا

مولانا محمد ابوبکر قاسمی☆

مذہب اسلام نے عام حالات میں گھر کے باہر والی ذمہ داریوں سے عورتوں کو محفوظ رکھا ہے، البتہ مجبوری کی صورت میں عورتوں کو جنسی اور صنفی خصوصیتوں کو محفوظ رکھ کر باہر کے کاموں کو انجام دینے کی اجازت بھی دی ہے، چنانچہ حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹیوں کا مدین کے کنوئیں پر بکریوں کو پانی پلانے کے لئے جانا اور پردہ کو ملحوظ رکھنا قرآن کریم میں مذکور ہے (سورۂ قصص: آیت ۲۵)۔

لہذا عورتوں پر لازم ہے کہ اگر عورت گھر سے باہر نکلے تو پردہ کو ملحوظ رکھے، اسی طرح مردوں کے اختلاط سے خود کو بچائے، اگر لمبی مسافت طے کرے تو اس کے ساتھ اس کا محرم بھی ہو۔

مذکورہ ہدایات کو ملحوظ رکھ کر اگر کوئی عورت ایک شہر سے دوسرے شہر کا سفر اپنے محرم کے ساتھ ہو کر کرے تو جائز ہے، نیز مذکورہ شرطوں کے ساتھ کار ڈرائیونگ بھی جائز ہے۔

مندرجہ ذیل تفصیلات کے پس منظر میں فقہ اکیڈمی (دہلی) کے مرسلہ سوالوں کا جواب لکھا جاتا ہے۔

۱-عورتوں کا مختلف قسم کی گاڑیوں کو چلانا:

عورتوں کا کسی گاؤں سے یا شہر میں ایک جگہ سے دوسری جگہ تنہا گاڑی چلا کر جانا پردہ کے ساتھ مجبوری کے حالات میں جائز ہے، ویسے اگر محرم کے ساتھ جائے تو بہتر ہے، تنہا جانے کی صورت میں دو پہیوں والی گاڑی کا استعمال کرے، اور محرم کے ساتھ جانے کی صورت میں ٹیکسی چلا کر جائے اور بس یا سامان پہنچانے والی گاڑی کے چلانے سے پرہیز کرے، کیونکہ اجنبی لوگوں کے ساتھ اختلاط ہوگا، جس سے مفاسد کا زیادہ امکان ہے، لہذا اس سے بچنا لازم ہے، کیونکہ فرمان باری تعالی ہے: ''**اثمهما أكبر من نفعهما**'' (سورۂ بقرہ:۲۱۹)۔

☆ جامعہ رحیمیہ رحمت نگر، برہم پور، دربھنگہ، بہار۔

۲-مسافت شرعی کی مقدار کا سفر محرم یا شوہر کے ساتھ کرنا:

اگر سفر مسافت شرعی کے بقدر ہو اور ساتھ میں شوہر یا محرم ہو تو ایسا سفر مذکورہ گاڑیوں سے کرنا جائز ہے، بشرطیکہ پردہ کو ملحوظ رکھے اور دو پہیہ والی گاڑی نہ ہو، "**عن عبد الله بن عمر مرفوعا لا تسافرالمرأة ثلاثا، إلا ومعها ذو محرم**" (ابوداؤد کتاب المناسک ص ۲۴۲)۔

۳-کسی عورت کا تنہا عورتوں کی جماعت کے ساتھ سفر کرنا:

اگر کسی قافلہ میں صرف عورتیں ہی ہوں تو ایسا سفر اگر مسافت شرعی کی مقدار سے کم ہو تو جائز ہے، ورنہ جائز نہیں ہے، "**عن أبی سعید مرفوعا لا یحل لامرأة أن تومن بالله والیوم الآخر أن تسافر سفرا فوق ثلاثة أیام فصاعدا، إلا ومعها أبوها أو أخرها أوزوجها أو أبنها و ذومحرم منها**" (ابوداؤد:۲۴۲)۔

۴-عورتوں کا ہوائی جہاز کا پائلٹ بننا:

عورتوں کو ہوائی جہاز کا پائلٹ بننا اگر اس کے ساتھ کیبن میں شوہر یا محرم ہو تو جائز ہے، ورنہ جائز نہیں ہے، "**عن ابی هریرة ؓ مرفوعا لایحل لا مرأة مسلمة تسافر مسیرة لیلة، إلاومعها رجل ذوحرمة منها**" (ابوداؤد:۲۴۱)، "**وقال فی هامشه، لیس المراد التحدید، بل کل ما یسمی سفرا تنهی المرأة بغیر محرم(الی قوله)ولم یثبت للسفر مدة وحد معین**" (حاشیہ ابوداؤد ص ۱۴۱)۔

۵-عورتوں کو ٹرین کا ڈرائیور بنانا:

عورتوں کو محرم یا شوہر کے ساتھ ٹرین کا ڈرائیور بنایا جائے تو جائز ہے، ورنہ جائز نہیں ہے، کیونکہ ٹرین کے ذریعہ لمبی مسافت طے کی جاتی ہے، اور لمبی مسافت کے لئے سفر لازم ہے، لہذا ٹرین کی ڈرائیوری شوہر یا محرم کے ساتھ جائز ہے۔

۶-ریلوے میں ٹکٹوں کو چیک کرنے کے لئے عورتوں کو ملازم رکھنا:

ریلوے ٹکٹ کو چیک کرنے کے لئے عورتوں کا ٹی ٹی بننا پردہ کے ساتھ جائز ہے، چونکہ ٹرین سے سفر مرد اور عورت دونوں کرتے ہیں، لہذا عورت کو چیک عورت ہی کرے تو بہتر ہے، لیکن یہ عمل بھی شوہر یا محرم کے ساتھ ہو تو بہتر ہے۔

۷-ریلوے اسٹین یا ایئرپورٹ پر ٹکٹ کاٹنے یا دیگر شعبوں میں عورتوں کی ملازمت:

ریلوے اسٹیشن یا ایئرپورٹ پر ٹکٹ کاٹنے یا دیگر خدمت کے لئے عورتوں کا ملازم بننا پردہ کے ساتھ جائز ہے، یا در ہے کہ مذہب اسلام نے عورتوں کو گھر میں رہنے کی تاکید کی ہے، ساتھ ہی تبرج سے منع کیا ہے، لہذا ڈرائیونگ کے شعبہ

میں مردوں کا تقرر ہی اولی وانسب ہے، عورتوں کا اس شعبہ میں گھسنا فتنہ سے خالی نہیں ہے، اس لئے جہاں تک ممکن ہو عورتیں اس سے علاحدہ رہیں تو اچھا ہے، "**كما قال الله تعالى:وقرن فى بيوتكن ولاتبرجن تبرج الجاهلية الاولى**" (سورۂ احزاب:۳۳)، "**وإذا سئلتموهن متاعا فاسئلوهن من وراء حجاب**" (سورۂ احزاب:۵۳)، تفسیر منیر میں ہے:

"**اى الزمن بيوتكن فلا تخرجن لغير حاجة اخرج الترمذى والبزار عن عبد الله بن مسعودؓ عن النبى ﷺ ان المرأة عورت فإذا خرجت استشرفها الشيطان، وأقرب ماتكون بروحة–رحمة ربها.....وهى فى قعربيتها، وروى ابوداؤد ايضا عن النبى ﷺ قال: صلاة المرأة فى مخدعها أفضل من صلاتهافى بيتها وصلاتها فى بيتها أفضل من صلاتها فى حجرتها، أما خروج النساء للمساجد فجائز للعجائز لا دون الشابات لما أخرجه احمد ومسلم عن ابن عمر عن النبى ﷺ تمنعوا إماء الله مساجد الله وليخرجن تفلات.....ولا تبرجن تبرج الجاهلية القديمة قبل الاسلام وهى ما كان قبل الشرع من سيرة الكفرة والتبرج ابداء الزينة والمحاسن للرجال كالصدرو النحربأن تلقى المرأة الخمار على رأسها ولا تشده فتظهر عنقها وقرطها وقلائدها**" (التفسیر المنیر للشیخ وہبہ الزحیلی ۱۰/۲۲)۔

☆☆☆

خواتین کی ڈرائیونگ سے مربوط مسائل

ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی ☆

سفر کرنا اور ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا انسانی ضروریات میں شامل ہے، قدیم زمانہ میں خواتین صرف انتہائی ضرورت کے تحت گھر سے باہر نکلتی تھیں اور وہ بھی پورے پردے کے ساتھ، ہودج کے اندر بیٹھ کر سفر کرتی تھیں، لیکن مغرب کے تعلیمی ومعاشی نظام اور مغرب کی مخالف اسلام فکر ور جحان نے زندگی کے ہر میدان میں عورتوں کو داخل کر دیا ہے، اب انہیں تعلیم اور ملازمت کے لئے کثرت سے سفر کی نوبت آنے لگی ہے، اقساط پر گاڑیوں کی خرید وفروخت نے گاڑیوں کے حصول کو آسان کر دیا ہے، ڈرائیونگ اسکول کے ذریعہ ڈرائیونگ سیکھنا بھی آسان ہو گیا ہے، ایسے ہی غیر مسلم خواتین کے ساتھ ساتھ مسلم خواتین بھی ذاتی گاڑی میں سفر کو ترجیح دے رہی ہیں، اس پس منظر میں شرعی ہدایات کو ملحوظ رکھتے ہوئے خواتین کی ڈرائیونگ کے مسئلہ پر بحث وتحقیق کی ضرورت ہے۔

۱-عورت کا تنہا اپنے شہر میں ڈرائیونگ کرنا:

خواتین کے لئے اپنے شہر میں تنہا چار پہیوں والی گاڑی کی ڈرائیونگ کرنا جائز ہوگا جب وہ ڈرائیونگ کے دوران اپنے جسم کو ڈھانکے ہوئے ہوں، ڈرائیونگ فی نفسہ جائز عمل ہے، چونکہ عورتوں کے لئے اپنے ستر اور مواضع زینت کو چھپانا ضروری ہے، اس لئے جن گاڑیوں میں ان کا مواضع زینت پوشیدہ رہتے ہیں، ان گاڑیوں کی ڈرائیونگ جائز ہوگی، اور یہ صرف چار پہیوں والی گاڑی ہی میں ممکن ہے، حدیث میں اونٹ پر سفر کرنے والی خواتین کی تعریف کی گئی ہے:

"**نساء قريش خير نساء ركبن الإبل، أحناه على طفل، وأرعاه على زوج في ذات يده**" (بخاری: ۳۴۳۴، مسلم: ۲۵۲۷) (قریش کی خواتین بہترین خواتین ہیں، اونٹ پر سواری کرتی ہیں، بچہ پر شفقت کرنے والی اور شوہر کے مال کی حفاظت کرنے والی ہیں)۔

البتہ دو پہیوں والی گاڑیوں میں چونکہ پورا حصہ کھلا رہتا ہے، اور تیز رفتاری کے سبب جسم کا نشیب وفراز ظاہر ہوتا

☆ وکاراباد، تلنگانہ۔

ہے اس لئے اس کی ڈرائیونگ درست نہیں ہوگی، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:"**ولا یضربن بأرجلھن لیعلم ما یخفین من زینتھن**"(سورۂ نور:۳۱)(اوراس طرح زور زور سے پاؤں مار کر نہ چلیں کہ ان کی پوشیدہ زینت معلوم ہوجائے)۔

اس آیت کے ذیل میں علامہ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:

"**ومن ذلک أیضا أنھن ینھن عن المشی فی وسط الطریق، لما فیه من التبرج**" (تفسیر ابن کثیر ۶/۴۹)۔

نیز اسی بنا پر انہیں بیچ راستہ میں چلنے سے روکا گیا ہے، کیونکہ اس میں زینت کا اظہار ہے۔

اورحدیث میں یوں منع کیا گیا ہے:"**عن حمزة بن ابی أسید الأنصاری عن أبیه أنه سمع رسول الله ﷺ یقول وھوخارج من المجد، وقد اختلط الرجال مع النساء فی الطریق–فقال رسول الله ﷺ للنساء:استأخرن، فإنه لیس لکن أن تحققن الطریق، علیکن بحافات الطریق، فکانت المرأة تلصق بالجدار حی أن ثوبھا لیتعلق بالجداد من لصوقھا به**" (ابوداؤد:۴۱۷۳،سنن النسائی:۸/۱۵۳)(حمزہ بن ابواسید انصاریؒ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے فرماتے ہوئے سنا، جب کہ آپ ﷺ مسجد سے باہر تھے اور راستہ میں مردوں کا عورتوں کے ساتھ اختلاط ہوگیا تو رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے فرمایا: آپ پیچھے رہا کریں، آپ کو بیچ راستہ میں چلنے کا حق نہیں ہے، آپ راستہ کے کنارے سے چلا کریں، تو عورتیں دیوار سے چپک کر چلنے لگیں، یہاں تک کہ ان کا کپڑا دیوار میں پھنس جاتا)۔

۲-عورت کا محرم کے ساتھ رہ کر ڈرائیونگ کرنا:

مسافت شرعی کی مقدار کے سفر میں شوہر یا محرم کے ساتھ اگر عورت چار پہیوں والی گاڑی کی ڈرائیونگ کرے تو یہ جائز ہوگا، کیونکہ بہ ظاہر اس میں کوئی شرعی قباحت نہیں ہے، البتہ دو پہیوں والی گاڑی کی ڈرائیونگ مناسب نہیں ہے۔

۳- پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیونگ:

فقہاء مالکیہ وشوافع نے حج کی فرضیت کے پیش نظر عورت کو محرم کے بجائے عورتوں کی جماعت کے ساتھ سفر حج کی اجازت دی ہے، لیکن انہوں نے فرض حج کے علاوہ دوسرے سفر کے لئے بغیر محرم کے عورتوں کے ساتھ جانے کی اجازت نہیں دی ہے، بلکہ علامہ ابن حجر ہیتمی اور امام عبدالحمید شروانی نے اسے حرام قرار دیا ہے، چنانچہ فقہ مالکی کے ترجمان خلیل بن اسحاق مالکی کے شارح صاحب التاج والإکلیل تحریر فرماتے ہیں:

"**لھاأن تخرج للفرض بلا إذن، وإن لم تجد محرما ولا بدفی التطوع من إذنه والمحرم**" (التاج

والأکلیل لمختصر خلیل ۳/ ۴۹۶) (عورت کے لئے فرض حج میں بغیر اجازت نکلنا جائز ہوگا، اگر چہ محرم ساتھ نہ ہو، البتہ نفل حج میں محرم کو ہونا ضروری ہے)۔

ڈاکٹر وہبہ زحیلیؒ صراحت فرماتے ہیں: "**هذا ويلا حظ أن الخلاف بين الشافعية والمالكية وبين الفقهاء محصور فی سفر الفريضة، ومنه سفر الحج، فلا يقاس عليه سفر الاختيار**" (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۳/ ۲۰۹۳) (یہ بات ملحوظ رہے کہ شوافع و مالکیہ اور دوسرے فقہاء کے درمیان اختلاف فرض سفر تک محدود ہے، اس فرض سفر میں حج کا سفر بھی شامل ہے، لہذا اختیاری سفر کو اس پر بالاتفاق قیاس نہیں کیا جائے گا)۔

۴- پائلٹ کی ملازمت:

عورت کے لئے پائلٹ کی ملازمت جائز نہیں ہوگی، کیونکہ اس میں دو شرعی قباحت پائی جاتی ہے: ۱- بغیر محرم کے سفر، ۲- غیر محرم کے ساتھ خلوت اور اختلاط۔

گر چہ ہوائی جہاز کے سفر میں سیکورٹی کا کافی انتظام ہوتا ہے اور جگہ جگہ سی سی ٹی وی کیمرے نصب ہوتے ہیں، لیکن وطن سے دور قیام اور سونے کی نوبت بھی آتی ہے۔

اس بارے میں حدیث میں سختی سے منع کیا گیا ہے: "**لايحل لا مرأة تومن بالله واليوم الآخر أن تسافر مسيرة يوم وليلة ليس معها حرمة**" (بخاری:۱۰۸۸) (اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والی عورت کے لئے بغیر محرم کے ایک دن ورات کی مسافت کا سفر کا ناجائز نہیں ہے)۔

۲- "**لايحل لا مرأة أن تسافر ثلاثا، إلا ومعها ذو محرم منها**" (صحیح مسلم:۱۳۳۹) (عورت کے لئے بغیر محرم کے تین دن کا سفر کرنا حلال نہیں ہے)۔

۳- "**لاتسافر المرأة إلا معذی محرم ولا يدخل عليها رجل إلا ومعها محرم**" (بخاری:۱۸۶۲) (عورت بغیر محرم کے سفر نہ کرے اور محرم کی غیر موجودگی میں کوئی مرد اس کے پاس نہ آئے)۔

۵- ٹرین کی ڈرائیونگ:

جو حکم ہوائی جہاز کا پائلٹ کا ہے، وہی حکم ٹرین کی ڈرائیور کی ملازمت کا ہوگا، الا یہ کہ ٹرین کا سفر شرعی مسافر ۷۷ رکیلومیٹر سے کم ہو اور ڈرائیور کے کیبن میں صرف عورتیں ہی ہوں، تو جائز ہوگا۔

۶- ٹرین میں ٹی ٹی کی ملازمت:

جس طرح ہوائی جہاز کی ملازمت درست نہیں ہوگی، اسی طرح ٹرین میں ٹکٹوں کی جانچ کے لئے ٹی ٹی ای کی

ملازمت درست نہیں ہوگی۔

گرچہ ٹرین میں مسافروں کا جم غفیر ہوتا ہے، لیکن غیر مردوں کا اختلاط، شوہر یا محرم کے بغیر سفر اور وطن سے دور قیام کی نوبت آتی ہے۔

۷-ٹکٹ جاری کرنے کی ملازمت:

ریلوے اسٹیشن اور ایئر پورٹ پر ٹکٹ جاری کرنے کی ملازمت پردہ کی رعایت کے ساتھ عورت کے لئے جائز ہوگی، علامہ حصکفیؒ لکھتے ہیں:

"وينظر من الأجنبية ولو كافرة إلى وجهها وكفيها فقط للضرورة، قيل: والقدم والذراع إذا آجرت نفسها للخبز" (الدر المختار ۹/۵۳۱) (اور اجنبی عورت اگرچہ وہ کافر ہو، کا صرف چہرہ اور دونوں ہتھیلیاں ضرورت کے وقت دیکھنے کی گنجائش ہوگی، کہا گیا ہے کہ قدم اور ہاتھ کا دیکھنا بھی جائز ہے، جبکہ عورت نے روٹی بنانے کی نوکری اختیار کی ہو)۔

☆☆☆

خواتین کی ڈرائیونگ شرعی حدود و قیود کے ساتھ

مفتی محمد انور حسین مدنی بن محمد شریف ☆

"وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الأولى ،كنا مع النبی ﷺ ونحن محرمون، فاذا امر بنا الراكب سد لنا الثوب على وجهنا، واذا جاوزنا كشفناه.." (ابن خزیمۃ،،ابوداؤد،،معجم کبیر)۔

"سید قطب شہیدؒ نے لکھا ہے،: ہم جس زمانے میں زندگی بسر کر رہے ہیں بلا شبہ وہ انتہائی غلیظ اندھی حیوانی شہوانی اور گھٹیا جاہلیت میں غوطہ زن ہے، جس میں تمام انسانی قدریں اور شریفانہ اوصاف پادر ہوا بن چکے ہیں احققیت یہ ہے کہ جو معاشرہ ایسی زندگی گزارتا ہے وہ ہر نوع کی برکتوں اور رحمتوں سے تہی دامن رہتا ہے معاشرے کی پاکیزگی کی ضمانت انہی امور کی اختیار کرنے میں ہیں جن کی تعلیم کتاب وسنت میں ملتی ہے"۔

۱- شریعت کا مزاج عورت کے تعلق سے اکثر نصوص میں تستر کو بنیادی عنصر قرار دیا ہے اور اس سے فتنہ پروری کے اندیشے سے بچنے کے خاطر تنہا نکلنے کو پسند نہیں کیا ہے معاشرہ کے بگاڑ اور فساد میں عورت کے بے پردہ یا پردہ کے ساتھ بے ضرورت گھروں سے باہر نکلنا معاشرہ کے فساد کا ذریعہ بننے میں بنیادی رول ادا کرتا ہے، لہذا بے ضرورت مثلا سیر و تفریح، واقارب سے ملاقات، سامان کی خرید وفروخت وغیرہ مکمل ستر پوشی کے بغیر شہر میں ایک جگہ سے دوسری جگہ بھی جانا درست نہ ہوگا، کار ٹیکسی وغیرہ میں بھی بے ضرورت اور معاش کا کوئی پاکیزہ ذریعہ نہ ملنے پر اجازت ہوگی شرعی حدود کی قیودات کے ساتھ **"وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاهليه الاولى "** (القرآن)۔

"روى أن عماراً ؓ قال لعائشةؓ: إن الله قد أمرک أن تقرى فی منزلک فقالت يا أبا اليقظان ما زلت قوالا بالحق معنى بهذه الاية الأمر بلزوم البيت،فإن مست الحاجة إلى الخروج فليكن على تبذل وتستر تام،والشريعة طافحة بلزوم النساء بيوتهن، والانكفاف عن الخروج منها إلا للضرورة، الجاهليه الأولى: هى الزمن الذى ولد فيه ابراهيم عليه الصلاه والسلام كانت المراه تلبس الدرع من

☆ مدرسہ تعلیم الدین امن نگر کھجرانہ اندور (ایم پی)۔

اللؤلؤ، فتمشی وسط الطریق، وقال مجاهد: کان النساء یتمشین بین الرجال فذلک التبرج،وإن المقصود من الایة مخالفة من قبلهن من المشید علی تغنیج وتکسیر وإظهار المحاسن للرجال الی غیر ذلک مما لا یجوز شرعا" (قرطبی)۔

"ذکره الثعلبی ان عائشة رضی الله عنها کانت إذا قرات هذه الایه تبکی حتی تبل خمارها– قال ابن عطیه: بکاء عائشة رضی الله عنها إنما کان بسبب سفرها أیام الجمل"(قرطبی)۔

"عن ابن مسعودؓ عن النبی ﷺ قال: إن المراة عورة فإذا خرجت من بیتها استشرفها الشیطان، واقرب ما تکون من رحمة ربها وهی فی قعربیتها.الترمذی والبزار، إن النبی ﷺ قال: إن الله أذن لکن أن تخرجن لحوائجکن.یرید حاجات الانسان: ومحمل هذا الأمر علی ملازمه بیوتهن فیما عدا ما یضطر فیه الخروج مثل موت الأبوبن"(التحریروالتنویرابن عاشور)۔

"من قعدت منکن فی بیتها فانها تدرک عمل المجاهدین فی سبیل الله" (موسوعۃ التفسیر الماثور معہدالشاطبی)۔

"عن أم نائله قالت رضی الله عنها جاء أبو برزه فلم یجد أم ولده فی البیت، وقالوا: ذهبت إلی المسجد: فلما جائت صاح بها، وقال لها: إن الله نهی النساء أن یخرجن: وأمرهن یقرن فی بیوتهن ولا یتبعن جنازة ولا یأتین مسجدا ولا یشهدن جمعة" ۔

"ولایأذن بالخروج إلی المجلس الذی اجتمع فیه الرجال والنساء وفیه المنکرات"۔

۲- گاڑی چلانا فی نفسہ تو مباح ہے،لہذا اپنے محرم یا شوہر کے ساتھ ہوتو اجازت ہوگی۔

"لا ترکب مسلمة علی سرج للحدیث هذا لو للتلهی .ولو لحاجه غزو أو حج أو مقصد دینی أو دنی.وی لابد لها منه، فلا بأس به،و فی الشامیه (قوله ولو لحاجه غزو) ای بشرط،، أن تکون متستره، وان تکون مع زوج او محرم"(شامی:606)۔

۳- بالکل اس زمرہ میں نہیں رکھا جاسکتا ہے۔

سوال میں جو بعض فقہاء کے نزدیک عورتوں کے قافلے میں بغیر محرم کے شامل ہونے کی بات درج کی ہے اگر بعض فقہا کا مشار الیہ امام شافعی و مالک واوزاعی رحمہم اللہ تعالی ہیں تو امام شافعی رحمت اللہ علیہ سے ثقات کی تشریح میں مختلف روایات ہیں جس کی وجہ سے سخت اضطراب ہے۔

بقول علامہ عسقلانیؒ کے حاجن عورت کے سوا کم از کم تین دیندار ثقہ عورتوں کا گروپ ضروری ہے۔

جبکہ علامہ ہی کے بقول حاجن عورت سمیت تین دیندار خواتین کافی ہے۔ کتاب الام میں امام شافعیؒ کی تشریح ہے کہ ایک ثقہ عورت بھی کافی ہے یہی شرح مہذب اور شرح مسلم میں علامہ نوویؒ نے بھی لکھا ہے۔۔ حافظ الدنیا علامہ ابن حجر عسقلانیؒ کے بقول عورت کو اپنی ذات پر اطمینان ہو تو تنہا بھی سفر حج کر سکتی ہے۔ فتح الباری میں لکھتے ہیں:

"وفی قوله نقله الكرابيسى وصححه فى المهذب تسافر وحدها إذا كان الطريق أمنا، وهذا كله فى الواجب من حج أو عمرة" (فتح الباری 4/557)۔

مفتی تقی عثمانی صاحب لکھتے ہیں کہ جہاں تک شوافع اور مالکیہ کے استدلال کا تعلق ہے وہ حجت نہیں ہے، کیونکہ یہ آیت وحدیث اپنے عموم واطلاق پر نہیں ہے، بلکہ بالاجماع بعض شرائط کے ساتھ مقید ہیں جیسے راستہ کے مامون ہونے کی شرط، لہذا مذکورہ دلائل کی بنا پر آیت کی مزید تقیید وتخصیص کی جائے گی اور کہا جائے گا کہ بغیر زوج یا محرم کے عورت پر نہ۔ حج لازم ہے اور نہ ہی سفر حج کرنا جائز ہے۔ کذا اذا قال الشیخ ابن الہمام (درس ترمذی)۔

ملحوظہ۔۔ یہی حکم پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیور کو اس زمرے میں رکھنے کا ہوگا۔

علامہ شوکانیؒ اس سوال پر کہ کیا ثقہ عورت محرم کے قائم مقام ہوسکتی ہے؟ جواب میں لکھتے ہیں کہ بعض نے جائز کہا اور بعض نے کہا کہ ثقہ عورت محرم کے قائم مقام سفر میں نہیں ہوسکتی ہے یہی صحیح ہے کہ حدیث نبوی کے ظاہری مضمون کی بنا پر محرم یا شوہر ہمراہ ہونا ضروری ہے۔

"وقيل لا يجوز بل لابد من المحرم وهو ظاهر الحديث " (نیل الاوطار شوکانی ۴/۳۲۵)۔

صاحب ہدایہ نے کہا اپنے محرم کے بغیر سفر کرنے میں ہر آن فتنہ وفساد کا خدشہ درپیش ہوتا ہے اور دوسری عورتوں کے ساتھ میل جول سے تو وقوع فتنہ کا امکان زیادہ ہوتا ہے اسی لیے اجنبی عورت کے ساتھ خلوت اور تنہائی میں اکٹھا ہونا حرام ہے خواہ اس کے ساتھ دوسری عورت بھی. ہو۔

"وفى الهداية: يعتبر فى المراة أن يكون لها محرم أو زوج، ولا يجوز لها أن تحج بغيرهما إذا كان بينهما وبين مكه مسيره ثلاثه أيام لقوله عليه السلام:"لا تحجن امرأة، إلا ومعها محرم " ولأنها بدون المحرم يخاف عليها الفتنه، وتزداد بانضمام غيرها إليها، ولذا تحرم الخلوة بالأجنبية، وإن كان معها غيرها" (فتح القدیر ۲/۴۲۶۔ اوجز المسالک ۸/۶۵۳)۔

امام شافعیؒ کے نزدیک اگر عورت ثقہ عورتوں کی جماعت میں تنعیم سے بھی عمرہ کا احرام باندھنے کے لیے بلا محرم جائے تو حرام ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانیؒ کے بقول امام شافعی رحمت اللہ علیہ کی صریح نص ہے کہ کسی اجنبی مرد کے لیے تنہا عورتوں کو جماعت سے نماز پڑھانا جائز نہیں، تا آنکہ نماز پڑھانے والا مرد جماعت میں شامل عورتوں میں سے کسی عورت کا محرم نہ ہو، جب اجنبی مرد کا غیر محرم عورتوں کو جماعت کی نماز پڑھانا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے وہاں جائز نہیں ہے جس میں نہ کوئی سفر اور نہ ہی طویل وقت درکار ہے تو پھر عورت کو بغیر محرم کے صرف معتمد عورتوں کے قافلے میں شامل کر کے اسی طرح غیر محرم پبلک ٹرانسپورٹ میں سواری کے ساتھ جانے میں ڈرائیونگ کو کیسے جائز کہہ سکتے ہیں (فتح الباری)۔

۴- احادیث طیبہ اور خواتین کے لیے اسلامی تعلیمات اور عورت کے صنف نازک ہونے کے لحاظ کے ساتھ ساتھ شریعت میں عورت کے تستر کا جو بنیادی عنصر ہے اس کے پیش نظر مسلمان خواتین کا ملازمت میں شامل ہونا درست نہیں ہوگا اگرچہ سیکیورٹی اور کیمرے اور مرد اور عورت کے درمیان فاصلہ ہی کیوں نہ ہو۔

"لا تسافر المراة إلا مع ذی محرم ولا یدخل علیها، إلا ومعها محرم،قال الجمهور: لا یجوز لها الخروج، إلا مع زوج أو محرم لأحادیث الصحیحة " (شرح مسلم نووی ۸۸/۵)۔**"إن المراة تقبل فی صورة شیطان وتدبر فی شیطان مسلم"**۔

علماء نے تصریح کی ہے کہ عورت کو بنظر شہوت کپڑوں کے اوپر سے بھی دیکھیں گے تو حرام ہوگا (التمہید لابن عبدالبر ۳۶۵/۶)۔

۵- ان ملازمتوں میں بھی غیر محرم مردوں کے ساتھ اختلاط اور سفر بغیر محرم کے ہونے کی وجہ سے درست نہیں ہے۔**"وقرن فی بیوتکن"** (القرآن)۔

حدیث میں وارد ہے:**"أقرب ما تکون من وجه ربها وهی فی قعر بیتها"**

حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا نے بدر کے غزوے میں شرکت کی آپ ﷺ سے اجازت طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:**"قری فی بیتک"**۔

۶- اس جیسے شعبے میں تو اختلاط اور زیادہ ہوگا بلکہ گفت وشنید بھی ہوگی نیز لباس بھی غیر تستر ہوسکتا ہے اور سفر غیر محرم کے وہ تو اپنی جگہ موجود ہی ہے اور حفاظتی سیکورٹی گارڈ خود ان سے فتنہ پروری کا اندیشہ کیا نہیں ہوسکتا ہے۔!

"فلا تبرجن تبرج الجاهلیة الأولی "القرآن،وقال مجاهدؒ،کان النساء یتمشین بین الرجال فذلک التبرج وأن المقصود من الأیات مخالفه من قبلهن من المشید علی تغنیج وتکسیر وإظهار المحاسن للرجال إلی غیر ذلک مما لا یجوز شرعا، فان مست الحاجة إلی الخروج فلیکن علی تبذل

وتستر تام"(قرطبی)۔

"**لأن المحرم يشترط للسفر**" عورت کی میت کو قبر میں اتارتے وقت بجز محارم کے اور کسی مرد کو وہاں پر کھڑے ہو کر دیکھنے کی اجازت نہیں ہے مرنے کے بعد عورت کی لاش کو اس قدر پردے میں رکھا گیا کہ اجنبی مرد کی نگاہ سے محفوظ رہے زندگی میں عورت کے جسم کو چھپانے اور اغیار کی نظروں سے بچانے کی کس قدر اہمیت ہوگی۔

"**علامة ابن التيمية متوفى ومن ذلک ان ولی الأمر عليه أن يمنع اختلاط الرجال بالنساء فی الأسواق والفرج ومجامع الرجال .....ولا ريب أن تمكين النساء من اختلاطهن بالرجال..أصل كل بلية وشر..وهو من أعظم أسباب نزول العقوبات العامة.كماأنه من أسباب فساد أمور العامة والخاصة واختلاط الرجال والنساء سبب لكثيرة الفواحش والزنا**"(الطریق الحکمۃ ۲۳۷/۱)۔

مذکورہ بالا امور سے ظاہر ہوتا ہے کہ حاکم یا سرپرست پر واجب ہے کہ وہ بازاروں اور اجتماعات میں مرد وعورت کے اختلاط کو روکے۔اس بات پر کوئی شک نہیں ہے کہ مرد وعورت کا اختلاط ہی بہت سی مصیبتوں کی جڑ ہے۔۔اور مرد وعورت کا اختلاط ہی سزاؤں کے نازل ہونے کا موجب ہے، نیز مرد وعورت کا اختلاط بہت سی بدخلاقیوں اور بدکاریوں کا سبب ہے۔

"**علامة شمس الدين محمد خطيب شربينیؒ يحرم النظر إليهما (وجه وكفى الأجنبيه) عند الأمن من الفتنه فيما يظهر له من نفسه ومن غير شهوة،على الصحيح ووجهه الإمام باتفاق المسلمين على منع النساء من الخروج سافرات الوجوه ..بأن النظر مظنة للفتنه ومحرک للشهوة**"(مغنی المحتاج ۱۲/۳۷)۔

اجنبی مردوں کا اجنبی عورتوں کے چہرے اور ہتھیلیوں کا دیکھنا حرام ہے خواہ فتنے کا خوف ہو یا نہ ہو امام الحرمین امام جوینیؒ نے لکھا ہے کہ علماء امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مسلمان عورت کھلے چہرے کے ساتھ باہر نہ جائے اس لیے دیکھنا ہی فتنے کا سبب اور شہوت کو ابھرنے کا موجب ہے۔

"**ان ابن مسعودؓ كان يقدم العجائز فی الصف الأول من صفوف النساء ويؤخر الشواب إلى الصف المؤخر..وإنما فضل آخر صفوف النساء الحاضرات مع الرجال لبعدهن من مخالطه الرجال، ورؤيتهم وتعلق القلب بهم عند رؤية حركاتهم وسماع كلامهم**"(مسلم مع شرح النووی ۱۸۲/۱)۔

بے شک عبداللہ ابن مسعودؓ عورتوں کی صفوف میں سے پہلی صف میں بوڑھی عورتوں کو آگے کرتے اور جوان عورتوں کو آخری صف میں کر دیتے، تاکہ جوان عورتیں مردوں کے ساتھ اختلاط سے زیادہ دور ہو جائیں۔

۷- اس شعبے میں بھی مردوں کا عورتوں کا دیکھنا۔اختلاط اور آواز کا نکلنا اور ساتھ بیٹھے کیبن میں غیر محرم سے بے تکلفی

بڑھ جانے کے شدید امکانات ہیں اور اجنبیوں کے ساتھ خلوت جیسے گناہ کی وجہ سے درست نہیں ہوں گے۔۔مگر یہ کہ مجبوری ہو تو شرائط کے ساتھ۔ نیز اس جیسی ملازمت کے بارے میں مولانا یوسف صاحب لدھیانوی شہید اسلامؒ فرماتے ہیں عورت کا ایسی جگہ ملازمت کرنا حرام ہے جہاں اس کا اختلاط اجنبی مردوں سے ہوتا ہو۔

علامہ سلیمان بجرمی مصری رحمۃ اللہ علیہ متوفی 122 ہجری لکھتے ہیں:

"أما عورتها خارج الصلاه بالنسبة لنظر الأجنبى إليها فهى جميع بدنها حتى الوجه والكفين ولو عند أمن الفتنه" (تحفۃ الحبیب ۷۹/۴)۔

عورت کے ستر نماز کے علاوہ اجنبی مردوں کے لیے پورا بدن ہے بشمول چہرہ اور ہتھیلی کے اگرچہ فتنے کا خوف نہ ہو۔

"أذن عمرؓ لأزواج النبى ﷺ فى أخرجه حجها فبعث عثمان بن عفان وعبد الرحمن بن عوف" (بخاری باب حج النساء)۔

اس حدیث کے ذیل میں علامہ عسقلانیؒ مزید وضاحت فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے ازواج مطہرات کو سفر حج پر جانے کی اجازت دی حضرت عثمان اور عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ عنہما کو ان کے ساتھ بھیج دیا، لیکن ساتھ ہی حضرت عثمان اثناء راہ تمام لوگوں میں اعلان کرتے رہتے تھے کہ کوئی بھی شخص ازواج مطہرات کے قریب نہ آئے اور نہ ہی ان کی طرف دیکھے۔

ملحوظہ، جب اتنا اہتمام کیا جارہا ہے خیر القرون میں ازواج مطہرات کے ساتھ عدم اختلاط اور نظر سے بچانے کی حد درجے کوشش کی جارہی ہے تو پھر اس زمانے میں کیسے اجازت دے دی جائے۔

☆☆☆

خواتین کی ڈرائیونگ سے متعلق بعض مسائل

مفتی فضل الرحمٰن اصلاحی، قاسمی☆

اس سلسلے میں جو سوالات قائم کیے گیے ہیں، ان کے جوابات دینے سے پہلے ان بنیادی اصولوں کا ایک بار اعادہ کر لینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ "(البقرۃ:۱۷۳)(تو شخص مجبور ہو جائے اور وہ اس کا خواہش مند اور حد سے تجاوز کرنے والا نہ ہو تو اس پر کچھ گناہ نہیں۔ بے شک اللہ بخشنے والا اور رحم فرمانے والا ہے)۔

اس آیت کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ یوسف القرضاویؒ نے لکھا ہے:

اس آیت نے مضطر کے لیے غیر باغ ولا عاد کی قید لگائی ہے، جس کی تفسیر یہ کی گئی ہے کہ حالتِ مجبوری میں حرام سے فائدہ اٹھانے ولا حرام شے کی لذت کا طالب نہ ہو اور نہ ہی فائدہ اٹھانے کے معاملہ میں حدّ ضرورت سے تجاوز کرنے والا ہو۔

اس شرط سے فقہاء نے ایک اور اصول اخذ کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ "ضرورت اپنا دائرہ خود متعین کرتی ہے، یہ انسان کو اگر چہ کہ مجبوری کے آگے جھکنا پڑتا ہے، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ اپنے کو پوری طرح مجبوری کے حوالہ کر دے اور اپنے نفس کی زمام اس کے ہاتھ میں دے بیٹھے"۔

مذکورہ اسی آیت ہی سے یہ مشہور فقہی اصول وضع کیا گیا ہے: "الضرورات تبیح المحضورات" یعنی ضرورتیں ممنوعہ چیزوں کو بسا اوقات مباح قرار دیتی ہیں۔

سورۃ البقرۃ کی آیت: ۱۸۵ بھی اس طرح کے مسائل میں امت مسلمہ کی قدم قدم رہ نمائی کرتی ہے:

"يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ"(سورۂ بقرہ:۱۸۵)(اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے، سختی نہیں چاہتا)۔

☆ معاون رفیق دار المصنفین اعظم گڑھ۔

اب تمہید کے بعد درج سوالات کا جواب ملاحظہ کریں:

۱- بر بناءضرورت شہر یا دیہات میں عورتوں کو دو پہیہ اور چھوٹی گاڑیاں، جیسے ٹیکسی وغیرہ چلانے میں بظاہر کوئی حرج نہیں معلوم ہے، لبتہ بڑی گاڑیاں، لاری، ٹرک اور بس چلانے میں جہاں تک احتیاط برتی جائے مناسب ہوگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کی ساخت اور قویٰ اتنے مضبوط نہیں بنائے ہیں کہ وہ اس طرح کا پر مشقت کام بخوبی انجام دے سکیں۔

۲- اگر مسافت شرعی ہو، اور عورت کا شوہر یا محرم ساتھ ہو تو تو چار پہیے چھوٹی گاڑیوں کے چلانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۳- عورت ڈرائیور کو پبلک ٹرانس پورٹ کے اس زمرے میں نہیں رکھا جا سکتا ہے۔ کیونکہ دونوں کی نوعیت میں بظاہر معمولی فرق نظر آ رہا ہے، لیکن عورت ڈرائیور کو پبلک ٹرانس پورٹ میں کام کرنے میں زیادہ فتنہ رونما ہونے کا اندیشہ ہے۔ اس لیے جلب منفعت کے مقابلے میں دفع مضرت زیادہ اہم ہے۔

۴- ایسی ملازمت جس میں مردوں اور عورتوں کا باہم اختلاط ہو۔ ایسی ملازمت کرنا عورتوں کے لیے ناجائز ہے۔ جب نیت میں خرابی پیدا ہوگی تو کوئی کیمرہ اس کو کیچ نہیں کر پائے گا

عقل عیار ہے سو بھیس بنا لیتی ہے!

بظاہر پائلٹ کی ہر چھوٹی بڑی ہر حرکت کیمرے میں ریکارڈ ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں ایک مرد اور ایک مسلمان عورت کا ایک ساتھ ملازمت کرنا مناسب نہیں ہوگا۔ چونکہ ایک ساتھ اس طرح کی ملازمت میں ڈیوٹی ختم ہونے کے بعد اختلاط سے مفر نہیں، لہذا اس طرح کی ملازمت قطعاً مسلمان عورت کے لیے ناجائز ہے۔

۵- اسی کو بھی مذکورہ مسئلہ پر قیاس کر لیا جائے۔ اس میں بھی جگہ جگہ مردوں سے اختلاط ہوگا۔ اس لیے اس میں احتیاط برتنا لازمی ہے۔ اور ایسی ملازمت عورتوں کے لیے جائز نہیں ہے۔

۶- مجبوری کی حد تک عورت ٹی ٹی کا کام کر سکتی ہے۔ عام اجازت نہیں دی جا سکتی۔ کیوں کہ یہاں بھی مردوں سے اس کا اختلاط لازمی ہوگا۔

۷- ان شعبوں میں بظاہر مسلمان عورت کو ملازمت کرنے میں کوئی حرج نہیں معلوم ہوتا، البتہ مسلمان عورتوں کو مجبوری کے درجے میں اس طرح کی ملازمت کرنا چاہیے۔

☆☆☆

خواتین کی ڈرائیونگ سے مربوط مسائل

مولانا عبدالقیوم قاسمی پالنپوری☆

عورتوں کیلئے ارشاد خداوندی ہے: ''وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ'' (سورۂ احزاب ۳۳) (اور تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور زمانہ جاہلیت کے دستور کے موافق مت پھرو)، اور موجودہ بے حیائی اور نمائشِ حسن والے پرفتن دور میں اس حکم پر عمل کرنے کی اہمیت اور بڑھ گئی ہے اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے عورت کو باہر نکلنے کا حق نہیں ہے بجز یہ کہ وہ مجبور و مضطر ہو جائے (کنز العمال ۱۶/ ۳۹۱)، حضرت جابرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ عورت سامنے سے بھی شیطان کی صورت میں آتی ہے اور پیچھے سے جاتی ہے تو بھی شیطان کی صورت میں (مسلم رقم ۱۴۰ باب من رای امرأۃ فوقعت فی نفسہ)، اور حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا عورت چھپانے کی چیز ہے (یعنی اسے پردہ میں رہنا چاہئے) کیونکہ جب وہ نکلتی ہے تو شیطان اس کے تاک جھانک میں لگ جاتا ہے (ترمذی: رقم ۱۱۷۳) اور مسلم و بخاری میں حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو عورت اللہ تعالیٰ اور آخری دن پر ایمان رکھتی ہے اس کے لئے حلال اور جائز نہیں کہ وہ ایک دن اور رات کی مسافت کے بقدر سفر کرے مگر یہ کہ اس کے ساتھ اس کا محرم ہو (بخاری رقم ۱۰۸۸، مسلم رقم ۱۳۳۹)۔

ان نصوص سے یہ واضح ہوتا ہے کہ عورت کا گھر میں رہنا ہی اصل حکم ہے اور بلا ضرورت گھر سے باہر نکلنا منع ہے چنانچہ ابوبکر جصاصؒ لکھتے ہیں: ''إن النساء مأمورات بلزوم البيوت منهيات عن الخروج'' (احکام القرآن ۵/ ۲۲۹) (عورتوں کے لئے گھروں کے لازم پکڑنے کا حکم ہے اور باہر نکلنے سے انہیں منع کیا گیا ہے)۔

عورتوں کے لئے گھروں میں رہنا اصل حکم ہے، لیکن بسا اوقات عورت کے لئے طبعی یا شرعی ضرورتوں کے لئے گھر سے نکلنا ناگزیر ہو جاتا ہے۔ اس لئے بوقتِ ضرورت باہر نکلنے کی اجازت رسول اللہ ﷺ نے دی ہے ایک موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم عورتوں کو قضائے حاجت کی خاطر باہر نکلنے کی اجازت دی گئی ہے (بخاری رقم ۴۷۹۵)، فقہاء کرام نے بھی اس قسم کی احادیث کی بنیاد پر عورت کو ضرورت شرعیہ اور طبعیہ کے لئے باہر نکلنے کی اجازت دی ہے جبکہ وہ ضرورت

☆ جامعہ نذیریہ کاکوی سمالی گجرات۔

ایسی ہو کہ اس کے بغیر کام نہ چلے اور جب بوقت ضرورت نکلے تو چادر یا برقع سے اس کا سارا جسم مستور رہے اور چہرہ ڈھانکنا بھی ضروری ہے، بناؤ سنگار کر کے عمدہ کپڑے پہن کر کے نہ نکلے جو مردوں کی نظروں کو اپنی طرف کھینچے اور مائل کرنے کا ذریعہ بنے، اور معمولی اور سادہ کپڑوں میں نکلے، چنانچہ علامہ ابن عابدین شامیؒ تحریر فرماتے ہیں: "**وحيث ابحنا له الخروج فبشرط عدم الزينة فى الكل، وتغيير الهيئة، إلى ما لا يكون داعية، إلى نظر الرجال واستمالتهم**" (رد المحتار ۴/ ۲۹۴)۔

مذکورہ بالا تمہید کے بعد اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا) کی طرف سے ارسال کردہ سوالات کے جوابات حسب ذیل ہیں:

۱- جس طرح مسلمان عورت کے لئے حاجت وضرورت کے وقت جبکہ فتنہ کا خوف نہ ہو گھر سے باہر نکل کر پیدل چل کر یا پبلک ٹرانسپورٹ سے جا کر ضروری کاموں کو انجام دہی کی گنجائش واجازت ہے، اسی طرح جب مسافتِ سفر کی مقدار سے کم کا سفر ہو اور فتنہ کا خوف نہ ہو اور مکمل پردہ کے احکام کی رعایت کے ساتھ دو پہیہ والی گاڑی (اسکوٹی، بائیسکل) یا کار سے ضروری کاموں کی انجام دہی کے لئے جانے کی گنجائش ہے، تاہم موجودہ پرفتن دور میں تنہا سفر نہیں کرنا چاہیے، اصل حکم عورت کے لئے گھر میں رہنا ہے: "وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ الخ "اگر فتنہ کا خوف ہو تو بغیر محرم یا شوہر کے جانا جائز نہیں ہے، معاصر فقہاء ومفتیان کے فتاوی اسکی تائید کرتے ہیں جو حسب ذیل ہے۔

فتاوی دارالعلوم زکریا میں تحریر ہے کہ مکمل پردہ کی رعایت کے ساتھ ڈرائیونگ کی اجازت ہے، مختلف صحابیات سے گھوڑے کی سواری ثابت ہے، کیونکہ بعض مرتبہ عورتوں کو گاڑی چلانے کی ضرورت پیش آتی ہے، اسی طرح گاڑی سیکھنے کی بھی اجازت ہے جبکہ سکھانے والا محرم ہو یا عورت ہو- ہاں حدود سے تجاوز جائز نہیں، نیز مفاسد سے بچنا بھی ضروری ہے (فتاوی دارالعلوم زکریا ۷/ ۲۳۴)۔

مولانا سلمان منصور پوری تحریر کرتے ہیں کہ ضرورت کے وقت از سرتا پا مکمل پردے کی رعایت رکھتے ہوئے عورت کے لئے موٹر سائیکل وغیرہ چلانے کی گنجائش ہے، لیکن موجودہ فتنہ کے دور میں عورت کا موٹر سائیکلوں پر نکلنا خطرات سے خالی نہیں۔ اس لئے بلا ضرورت شدیدہ عورتوں کو موٹر سائیکل وغیرہ چلانے سے احتراز کرنا چاہیے (مستفاد از فتاوی رحیمیہ، کتاب النوازل ۱۵/ ۴۳۳)۔

دارالعلوم دیوبند کے مفتی مولانا محمد زین الاسلام تحریر فرماتے ہیں کہ عام حالات میں گاڑی چلا کر باہر جانا عورت کے لئے ممنوع رہے گا، ہاں ضرورت شدیدہ کی بنا پر باہر نکلنا ناگزیر ہو جائے اور کوئی شرعی مجبوری نہ پایا جائے، نیز پردہ کا پورا کا پورا اہتمام بھی ہو تو ایسے وقت تک گاڑی چلا کر نکلنے کی گنجائش ہے (چند اہم عصری مسائل ۳۲۲)۔

مگر عورت کے لئے اپنی پبلک ٹرانسپورٹ کی گاڑیوں میں ڈرائیونگ کر کے معاش حاصل کرنا یا دوسروں کی گاڑیوں میں ڈرائیونگ کے ملازمت کرنا جائز نہیں ہے اس لئے ان صورتوں میں مردوں کے ساتھ اختلاط اور اجنبی کے ساتھ خلوت بھی ہوگی اور فتنہ کا خوف ہوگا۔

جواب دوم:- اسی طرح مسافت سفر کی مقدار یا اس سے زائد کا سفر ہو اپنی ضروری کام کے لئے سفر ہو اور شوہر یا محرم ساتھ ہو تو عورت کے لئے مجبوری میں کار کی ڈرائیونگ کی گنجائش ہے۔

۴، ۵، ۶، ۷: عورت کے لئے ملازمت جائز ہے یا نہیں؟

اس بارے میں تفصیل یہ ہے کہ شریعت نے مردوں کو کسب معاش کا ذمہ دار بنایا ہے، اصالتہً عورت پر کسب معاش کی ذمہ داری نہیں ڈالی- چنانچہ شادی سے پہلے لڑکیوں کا نان نفقہ والد کے ذمے اور شادی کے بعد شوہر پر واجب قرار دیا ہے یہی لوگ اس کے نان نفقہ کے ذمہ دار ہیں، ارشاد ربانی ہے مرد حاکم ہے عورتوں پر، اس واسطے کہ اللہ تعالی نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور اس واسطے کہ خرچ کیے انہوں نے اپنے مال، "**الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاء بِمَا فَضَّلَ اللّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَبِمَا أَنفَقُواْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ**" (سورۂ نساء-۳۴)۔

اسی فطری اصول کا تقاضا ہے کہ مرد پر کمانے کی ذمہ داری ہو اور عورت گھر کے اندر کے کام انجام دے، لہٰذا اگر کسی عورت کو اگر نفقہ کی تنگی نہیں تو محض زندگی بلند کرنے کے لئے اور خوب آسائش کی زندگی بسر کرنے کے لئے گھر سے باہر نکل کر ملازمت کرنا شریعت کی نظر میں پسندیدہ امر نہیں۔

البتہ گھر میں رہ کر بعض گھریلو امور کشیدہ کاری، سلائی، کڑھائی، ہوم ٹیوشن وغیرہ ایسے کام جس میں گھر سے باہر نکلنے کی نوبت نہ آتی ہو شوہر کی اجازت سے کرنے میں حرج نہیں، لیکن اگر عورت کو معاشی تنگی ہو، شوہر اس کی ذمہ داری اٹھانے سے قاصر ہو یا تساہلی کرتا ہو، یا عورت بیوہ ہو اور گھر میں رہ کر اس کے لئے کوئی ذریعہ معاش اختیار کرنا ممکن نہ ہو تو ایسی مجبوری اور ضرورت کے وقت ملازمت کے لئے گھر سے باہر نکلنے کی چند شرائط کے ساتھ اجازت ہوگی، چنانچہ فقہاء کرام نے معتدۃ الوفات کو کسب معاش کے لئے دن دن میں گھر سے باہر نکلنے کی اجازت دی ہے۔

ایسی مجبوری اور ضرورت کے وقت ملازمت کے جواز کے لئے شرائط یہ ہیں: (۱) آمد و رفت کیدوران شر و فتنہ کا اندیشہ نہ ہو (۲) ملازمت کا کام فی نفسہ جائز ہو (۳) احکام پردہ و حجاب کی آمد و رفت اور ملازمت کے دوران پوری پابندی ہو (۴) مردوں کے ساتھ اختلاط، اجنبی کے ساتھ خلوت و تنہائی نہ ہو (۵) مسافت سفر کی مقدار یا اسے زائد کا سفر بغیر محرم کے نہ ہو (۶) ملازمت کی وجہ سے شوہر کے حقوق ضائع نہ ہو۔

مذکورہ بالا تمہید کے بعد سوالنامہ میں مذکور سوال نمبر ۴ س ۵ س ۶ اور سوال ۷ کا جواب یہ ہے کہ عورت کیلئے پبلک ٹرانسپورٹ میں ڈرائیونگ کی ملازمت، پائلیٹ کی ملازمت ٹرین میں ڈرائیور ینگ اور ٹکٹوں کی جانچ پڑتال (یعنی ٹی ٹی) کی ملازمت اور ریلوے اسٹیشن اور ایئرپورٹ پر ٹکٹ کاٹنے کی ملازمت جائز نہیں، اس لئے کہ ان صورتوں میں عورت کی ملازمت میں فتنہ کا اندیشہ ہے، نیز مردوں کے ساتھ اختلاط اور بکثرت مردوں کے ساتھ گفتگو کی نوبت آئے گی اور بعض مرتبہ اجنبی کے ساتھ خلوت کی بھی نوبت آئیگی اور پردے کے احکام کی بھی خلاف ورزی ہوگی اس لئے یہ سب ملازمتیں جائز نہیں ہیں۔

☆☆☆

خواتین کی ڈرائیونگ سے متعلق بعض مسائل

ڈاکٹر حافظ کلیم اللہ عمری مدنی ☆

۱- ارشاد باری تعالی ہے:" **وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَه**" (الأحزاب: 33)" سنن أبي داود نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:"**عن عبد الله، عن النبی ﷺ، قال: صلاة المرأة فی بیتها أفضل من صلاتها فی حجرتها، وصلاتها فی مخدعها أفضل من صلاتها فی بیتها**"(کتاب الصلاۃ، باب التشدید فی ذلک، ج:1 ص:223)۔

''**لایخلون رجل بامرأة، إلاکان ثالثهما الشیطان**''(الترمذی۔۱۱۷۱)**صححه الألبانی فی صحیح الترمذی** (کوئی مرد کسی عورت سے خلوت میں نہ ملے، مگر یہ کہ شیطان وہاں تیسرا ہوجاتا ہے)۔

شریعتِ مطہرہ نے عورت کو پردہ میں رہنے کا حکم دیا ہے، اور بلاضرورت گھر سے نکلنے سے منع کیا ہے حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز کے معاملہ میں بھی یہ پسند فرمایا کہ: عورتیں اپنے گھروں میں ہی نماز پڑھیں اور اسی کی ترغیب دی، چنانچہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ میں آپ کے پیچھے مسجدِ نبوی میں نماز پڑھنا پسند کرتی ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں مجھے معلوم ہے، لیکن تمہارا اپنے گھر میں نماز پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

صورت مسؤلہ میں یہ بات واضح ہے کہ خواتین کے لیے گاڑی چلانا تو حرام یا ناجائز نہیں ہے، البتہ ڈرائیونگ کی تربیت کے دوران غیر محارم سے میل جول اور اختلاط کی وجہ سے، اور گھر سے نکلنے میں بہت سے فتنوں کے پیشِ نظر خواتین کے لیے ڈرائیونگ جائز نہیں، لیکن اگر عورت بامرِ مجبوری سیکھنا چاہتی ہے تو گاڑی چلانے کی ٹریننگ دینے کے لیے عورت یا محرم مرد کا ہونا ضروری ہے، نیز خواتین کے لیے بلاضرورت ڈرئیونگ وغیرہ سے احتراز کرنا ضروری ہے، البتہ اگر کبھی ڈرائیونگ کی ضرورت پیش آجائے تو بغیر محرم کے مسافت سفر کے بقدر سفر کرنا جائز نہیں ہوگا۔ اپنے شہر کے اندر ڈرائیونگ کرنا جائز ہوگا اور اس دوران مکمل پردہ کا اہتمام ضروری ہوگا۔

☆ استاذ ومفتی و پرنسپل جامعہ دارالسلام عمرآباد، تامل ناڈو۔

نیز عورت کے لیے ڈرائیونگ ضرورتِ شرعیہ نہیں ہے، اگر حفظِ ماتقدم کے طور پر سیکھنا چاہتی ہے تو گاڑی چلانے کی ٹریننگ دینے کے لیے عورت یا محرم مرد کا ہونا ضروری ہے۔ تاہم ڈرائیونگ سیکھنے اور گاڑی چلانے کے لیے گھر سے نکلنے میں دیگر فتنوں کا اندیشہ بھی ہے (خصوصاً بیرون ملک میں)؛ اس لیے عورت کو حتی الامکان ڈرائیونگ جیسی مصروفیات سے اجتناب کرنا چاہیے۔

قاعدة شرعيه : ما أفضى الى محرم فهو محرم ۔ اس کی نظیر آیت کریمہ ہے: ''**وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ**''(الانعام:۱۰۸)۔

قاعدة شرعية : درء المفسدة اذا كانت مكافئة لمصلحة من المصالح أو أعظم مقدم على جلب المصالح جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے: ''**يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا**''(البقرۃ:۲۱۹)۔

مذکورہ دونوں قواعد کی روشنی میں عورت کی ڈرائیونگ خطرہ سے خالی نہیں ہے، اور مذکورہ مفاسد شرعیہ مانع ہیں۔

اس میں دو پہیوں وال گاڑی، کار، ٹیکسی، بس یا سامان، پہنچانے والی گاڑی جیسے لاری وغیرہ کے احکام ایک ہی ہیں، یا الگ الگ؟

کار اور ٹو ویلر کی بات الگ ہے، یعنی شہر کے اندر حجاب شرعی کا لحاظ کرتے ہوئے کسی خاص ضرورت شرعی کی وجہ سے یا کسی خاص مجبوری کی صورت میں ضرورۃ کار چلانا جب کہ اس خاتون کا کوئی مددگار نہ ہو، **الضرورات تبيح المحظورات** کے تحت اجازت ہوسکتی ہے، اور اسی طرح ٹو ویلر وغیرہ شہروں میں دن کے وقت چلانے کی حاجت ہو جیسے بچوں کو اسکول وغیرہ پہنچانا یا خود عورت کو اسکول یا ہسپتال وغیرہ جانا ہو تو اس کی اجازت دی جاسکتی ہے۔

البتہ ٹیکسی، بس یا سامان، پہنچانے والی گاڑی جیسے لاری وغیرہ کے احکام الگ ہیں، جو مردوں کے کام ہیں، پر مشقت اور پر خطر کام ہیں، محنت طلب ہیں، لہذا ان کاموں کو لئے عورت کو مکلّف کرنا یا اس کی اجازت دینا، محرم کے بغیر حدود شہر سے باہر جانا شرعاً درست نہیں ہے۔

۲- صورت مسؤلہ میں مسافت شرعی کی مقدار کا سفر ہو، اور مذکورہ سواریوں میں عورت کا شوہر یا محرم بھی ساتھ ہو اور یہ ڈرائیونگ عورت کی مجبوری ہو یا اس کا ذریعہء معاش ہی ڈرائیونگ ہو تو ایسی صورت میں محرم یا شوہر کی موجودگی کے ساتھ اس کی اجازت دینے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔ نیز ڈرائیونگ آج کے دور میں ضرورت کی چیز ہے، سیکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، تاکہ ناگزیر حالات میں عورت کو کام آجائے۔

۳- صورت مسؤلہ میں فقہاء کے نزدیک سفر حج یا عمرہ میں عورتوں کا قافلہ ہو (رفقہ مامونہ) تو ایک عورت اپنے محرم کے بغیر قافلہ میں شامل ہوسکتی ہے، کیونکہ قافلہ میں بہت سے خواتین کی موجودگی فتنہ کے اندیشہ کو کم یا ختم کردیتی ہے، لیکن یہ صورت پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیور کی حیثیت سے عورت کا ڈرائیونگ کرنا اور سفر میں مردوں کی طرح دور دور تک جانا شرعاً صحیح نہیں ہے، زیادہ سے زیادہ یہ اجازت داخل شہر ہو تو ممکن ہے مگر شروط وقیود کے ساتھ ورنہ عورت کے لئے یہ مجال پر خطر ضرور ہے، اور سورہ احزاب کی آیت " **وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَه**" (الأحزاب:33) کے تحت اس کا گھر میں رہنا اولی ہے۔

نیز عورت جب کمانے لگ جائے تو اس کی اطاعت وفرمانبرداری میں فرق ضرور پیدا ہوتا ہے، سرکشی، آزاد خیالی، تبرج جاہلیت، شوہر کی تابعداری کے بجائے نافرمانی، اس طرح کے مفاسد پیدا ہونے کی وجہ سے عورت گھریلو زندگی اور ذمہ داری کو بوجھ اور قید سمجھ کر آزادی کی راہیں تلاش کرتی رہتی ہے، میاں بیوی کے درمیان نکاح کے بعد شوہر کو جس سکون کی تلاش رہتی ہے وہ لاحاصل ہوجاتی ہے۔

۴، ۵- صورت مسؤلہ میں مسلم خواتین کے لئے پائلٹ کی نوکری یا بلٹ ٹرین چلانے کی نوکری از روئے شریعت جائز نہیں ہے، اسلام میں کمائی کی ذمہ داری مروں پر ہے نہ کہ خواتین پر، قال اللہ تعالی: "**الرجال قوامون على النساء بمافضل الله بعضهم على بعض وبما أنفقوا من أموالهم**" (النساء ۳۴) (مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اور اس وجہ سے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کئے ہیں)۔ آیت کریمہ میں مرد کی قوامیت و حاکمیت کی دو وجہیں بیان کی گئی ہیں۔

۱) وہبی صلاحیت جو مردانہ قوت وصلاحیت ہے جس میں مرد عورت سے خلقی طور پر ممتاز ہے۔

۲) کسبی، جس کا مکلّف شریعت نے مرد کو بنایا ہے کہ وہ عورت کی مالی ضرورت کو پورا کرے، جیسے رہائش نان ونفقہ وغیرہ۔

مزید اس میں مصالح سے زیادہ مفاسد اور خطرات بہت ہیں، مثال کے طور پر مردوں کے ساتھ خلوت، اختلاط مرد وزن، شرم وحیاء ایمان کا حصہ اور عورت کی زیور ہے، گھر سے باہر نکلنے کی وجہ سے شریعت کے حدود سے عورت باہر ہوجائے گی، دور دور کا سفر، ڈیوٹی ٹائم کے بعد ہوٹلوں میں تنہائی، اور عورت کو بے حجابی اور آزادانہ گھومنے پھرنے کی اجازت اور اباحیت کی دعوت، خصوصا یورپی ممالک کا سفر ہو تو ایمان، عصمت وحفاظت کی سلامتی خطرہ میں پڑنے کا قوی امکان ہے۔ ایسی نوکری سے وہ غربت اچھی ہے جس میں ایمان، عصمت وعفت محفوظ رہے۔

۶- صورت مسؤلہ میں عورت کی ٹی ٹی کی نوکری از روئے شریعت درست نہیں ہے، حالانکہ ٹرین میں سیکورٹی گارڈ ساتھ ہوتے ہیں، اس کے باوجود اس نوکری میں بہت سے خطرات ہیں، مثال کے طور پر مردوں کے ساتھ خلوت، اختلاط مرد وزن، عصمت وعفت کی حفاظت کا مسئلہ، بے حجابی، ڈیوٹی ٹائم کبھی صبح تو کبھی رات، اجنبی مرد کی معیت وخلوت، اور واپسی تک سفر غیر مامون وغیر محفوظ، لہذا ایسے خطرات کے ساتھ یہ نوکری صحیح نہیں ہے۔ نیز جسے تحفظ کا ذریعہ (سیکورٹی گارڈ) سمجھا جارہا ہے اگر وہ خود اس عورت کی عصمت کا محافظ نہ ہو اور اسے بے حیائی پر مجبور کردے تو اس مظلوم عورت کا پرسان حال کون ہوگا؟

۷- صورت مسؤلہ میں ریلوے اسٹیشن پر ٹکٹ کاٹنا، اور ایئر پورٹ پر ٹکٹ جاری کرنے کے لئے بہت سی خاتون کارکن ہوتی ہیں، اس شعبہ میں ان کا کام پورے تحفظ کے ساتھ ہو، شرعی حدود کا پاس ولحاظ رکھنے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو، اجنبی مردوں کے ساتھ اختلاط کی نوبت نہ آئے، ڈیوٹی ٹائم صبح تا عصر ہو اور شام میں گھر واپس ہونے میں کوئی حرج نہ ہو، اور جائے عمل پر امن اور تحفظ کا ضامن ہو جیسے مخصوص کیبن کی شکل میں کام کرنے کی ڈیوٹی مقرر ہو، اور ڈیوٹی کی آفس گھر سے بہت دور نہ ہو کہ اس کے لئے مسافت سفر شرعی طے کرنے کی نوبت آئے۔ تو ایسی صورت میں مجبور خواتین کو جن کا ذریعہ معاش ہی یہی ہو اور ان کا صحیح معنی میں کوئی کفیل نہ ہو تو مجبور خواتین کو "الضرورات تبیح المحظورات" کے تحت مؤقتا اجازت دی جاسکتی ہے، جب وہ خود کفیل ہوجائیں یا کوئی کمانے والا کفیل شوہر/ بیٹا/ باپ/ بھائی وغیرہ میسر ہوجائے تو مسلم خواتین کو ایسی نوکریوں کو ترک کردینا زیادہ مناسب ہوگا، اس کے لئے گھریلو زندگی کی ذمہ داریاں سنبھالنا واجب ہوگا، جیسا کہ فقہی قاعدہ ہے: "الضرورة تقدر بقدرها"۔ یعنی عورت کی مجبوری جب ختم ہوجائے تو اس کے لئے "وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَه" (الاحزاب:33) پر عمل اولی ہے۔

☆☆☆

خواتین کی ڈرائیونگ کا شرعی حکم

مولانا مظاہر حسین عماد القاسمی☆

۱- اگر فتنے کا کوئی ڈر نہ ہو، علاقہ محفوظ و مامون ہو تو عورت اپنی خانگی ضروریات جیسے بچوں کو اسکول پہونچانا اور وہاں سے لانا وغیرہ کے لیے شہر میں ایک جگہ سے دوسری جگہ تنہا گاڑی چلا کر جا سکتی ہے، کار، اوٹو اور جیپ وغیرہ جیسی چھوٹی گاڑیوں کے چلانے میں کوئی قباحت نہیں ہے، یہ سب گاڑیاں اپنے روزمرہ کے خانگی استعمال کے لیے ہوتی ہیں، اور ان گاڑیوں کے چلاتے وقت بے پردگی بھی نہیں ہوتی، اور عورت کی نسوانیت بھی باقی رہتی ہے۔

دو پہیوں والی گاڑیوں اسکوٹر یا اس جیسی گاڑیوں کا چلانا خواتین کے لیے جائز ہے، اسکوٹر میں پاؤں آگے سمیٹ کر رکھے جاتے ہیں، جس سے کوئی بے پردگی نہیں ہوتی اور عورت کی نسوانیت بھی باقی رہتی ہے۔

"**یرید اللہ بکم الیسر و لا یرید بکم العسر**" (سورۂ بقرہ:185) (اللہ چاہتا ہے تم پر آسانی، اور نہیں چاہتا تم پر دشواری) (ترجمہ شیخ الہند مطبوعہ سعودی عرب 1409 ہجری)۔

دار العلوم جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی کا فتویٰ:

عورتوں کے لیے ڈرائیونگ کا حکم:

سوال: جناب دریافت کرنا چاہتی ہوں میرے شوہر دوسرے شہر میں کام کرتے ہیں، اور وہیں ان کا قیام ہوتا ہے کچھ دن ہمارے ساتھ کچھ دن دوسرے شہر میں، میرے بچے ابھی چھوٹے ہیں ڈرائیورنگ نہیں کر سکتے، کبھی کبھار بہت سخت ضرورت بھی پیش آتی ہے جس کی وجہ سے پریشان بھی ہوتی ہوں، کیا میرے لئے ڈرائیونگ سیکھنا اور گاڑی چلانا پردے کی پابندی کے ساتھ جب تک بچے اس قابل نہ ہو جائیں جائز ہے؟

جواب: واضح رہے کہ خواتین کے لیے نفسِ گاڑی چلانا تو حرام یا ناجائز نہیں، البتہ ڈرائیونگ کی تربیت کے دوران غیر محارم سے میل جول اور اختلاط کی وجہ سے، اور گھر سے نکلنے میں بہت سے فتنوں کیا ندیشہ کے پیشِ نظر خواتین کے لیے

☆ استاذ حدیث وفقہ الجامعہ الاسلامیہ شانتا پرم، پٹیکاڈ، ضلع ملپورم، کیرالا۔

ڈرائیونگ جائز نہیں، لیکن اگر سائلہ بامر مجبوری سیکھنا چاہتی ہے تو گاڑی چلانیکی ٹریننگ دینے کے لیے عورت یا محرم مرد کا ہونا ضروری ہے، نیز خواتین کے لیے بلاضرورت ڈرئیونگ وغیرہ سے احتراز کرنا چاہیے، البتہ اگر کبھی ڈرائیونگ کی ضرورت پیش آجائے تو بغیر محرم کے مسافت سفر کے بقدر سفر کرنا جائز نہیں ہوگا۔ اپنے شہر کے اندر ڈرائیونگ کرنا جائز ہوگا اور اس دوران مکمل پردہ کا اہتمام ضروری ہوگا (فتوی نمبر:144507101158 دارالافتاء: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن)۔

''البتہ ڈرائیونگ کی تربیت کے دوران غیر محارم سے میل جول اور اختلاط کی وجہ سے، اور گھر سے نکلنے میں بہت سے فتنوں کے اندیشہ کے پیشِ نظر خواتین کے لیے ڈرائیونگ جائز نہیں،" اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ خواتین کے لیے ڈرائیونگ کے عدم جواز کی دلیل ''ڈرائیونگ کی تربیت کے دوران غیر محارم سے میل جول اور اختلاط کی وجہ سے، اور گھر سے نکلنے میں بہت سے فتنوں کیا ندیشے "ہیں۔ لہذا میرا مشورہ یہ ہے کہ پہلے شوہر، یا والد، یا بھائی یا بیٹا یا بھانجہ یا بھتیجہ ڈرائیونگ سیکھے، پھر وہ اپنی بیوی، اپنی بیٹی، اپنی بہن، اپنی ماں، اپنی خالہ، اور اپنی پھوپھی کو ڈرائیونگ سکھائے۔

موجودہ زمانے میں تمام مرد وخواتین کو ڈرائیونگ سیکھنا ضروری ہے، مدارس وجامعات دینیہ سے مرا مطالبہ ہے کہ اپنے یہاں پڑھنے والے اٹھارہ سال کے تمام بچوں کو بائیک، اسکوٹر، کار اور جیپ کی ڈرائیونگ سکھائیں، اور اسے بھی ''ضروری تعلیم'' کا ایک جزو سمجھیں۔

خواتین کو ٹیکسی، بس اور لاری چلانے کی اجازت نہیں دی جاسکتی:

ٹیکسی اس کار وغیرہ کو کہتے ہیں جو مسافرین کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کے لیے استعمال ہوتی ہے، چونکہ اس میں ہر طرح کے مردوں سے سابقہ پڑسکتا ہے، اور خاتون ٹیکسی ڈرائیور کی عزت خطرے میں پڑسکتی ہے، اس لیے خواتین کو ٹیکسی چلانے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

بس یا سامان پہونچانے والی گاڑی جیسے لاری وغیرہ کی ڈرائیونگ بھی خواتین کے لیے نامناسب اور مکروہ ہے، اس کی وجہ یہی ہے کہ چونکہ اس میں ہر طرح کے مردوں سے سابقہ پڑسکتا ہے، اور خاتون بس ڈرائیور اور خاتون لاری ڈرائیور کی عزت خطرے میں پڑسکتی ہے۔

''**ولاتقربوا الزنی إنه کان فاحشة وسآء سبیلا**'' (بنی اسرائیل 32) (اور پاس نہ جاؤ زنا کے، وہ ہے بے حیائی، اور بری راہ ہے) (ترجمہ شیخ الہند مطبوعہ سعودی عرب 1409 ہجری)۔

خواتین کے لیے موٹر سائیکل چلانا بھی جائز نہیں:

خواتین کے لیے موٹر سائیکل (وہ دو پہیہ سواری جس پر ٹانگیں دائیں بائیں کرکے بیٹھا جاتا ہے) چلانا بھی جائز

نہیں اس لیے کہ اس میں بے پردگی اور بے حیائی ہے، اور مکمل طور سے مردوں کی مشابہت ہے، نیز کنواری لڑکیوں کے پردہ بکارت ضائع ہونے کا خدشہ ہے۔

قرآن کریم میں ہے: "**وقرن بيوتكن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الأولى**" (سورۂ احزاب:۳۳)۔

(اور تم قرار پکڑو اپنے گھروں میں، اور دکھلاتی نہ پھرو جیسا کہ دکھانا دستور تھا پہلے جہالت کے وقت میں) (ترجمہ شیخ الہند مطبوعہ سعودی عرب 1409 ہجری)۔

موٹر سائیکل پر ٹانگیں دائیں بائیں کر کے بیٹھنا اور موٹر سائیکل چلانا بھی تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ میں داخل ہے۔

محرم یا شوہر کے ساتھ ضرورت کے موقع پر موٹر سائیکل پر بیٹھنے کی صورت:

"خواتین کا پردہ کی مکمل رعایت رکھتے ہوئے اپنے محرم یا شوہر کے ساتھ ضرورت کے موقع پر موٹر سائیکل پر بیٹھنا جائز ہے، بیٹھنے کی جو ہیئت زیادہ پردہ والی اور محفوظ ہو اس کو اختیار کرنا چاہیے؛ اس لیے اگر ایک طرف دونوں پاؤں کر کے سمٹ کر بیٹھ سکتی ہو تو زیادہ مناسب ہے، اگر ایک طرف پاؤں کر کے بیٹھنا مشکل ہو تو دونوں طرف پیر رکھ کر بیٹھنا بھی جائز ہے۔" فتوی نمبر: 144305100105 دارالافتاء: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن۔

۲- مسافت شرعی کی مقدار کا سفر ہو، یا ہزاروں کلومیٹر کا سفر ہو اور شوہر یا محرم اس کے ساتھ ہو تو اس کے احکام وہی ہیں جو سوال نمبر ایک کے جواب میں گذر چکے، یعنی اگر فتنے کا کوئی ڈر نہ ہو، اور علاقہ محفوظ و مامون ہو، اور شوہر یا محرم اس کے ساتھ ہو تو وہ اسکوٹر، کار، اوٹو، اور جیپ میں ہزاروں کلومیٹر کی ڈرائیونگ کر سکتی ہے۔

۳- پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیور کو عورتوں کے قافلے والے زمرے میں نہیں رکھا جا سکتا، اس لیے کہ سفر کے درمیان مسافر بدلتے رہتے ہیں، کبھی خواتین زیادہ ہوتی ہیں تو کبھی مرد، کبھی نیک خواتین ہوتی ہیں تو کبھی بدکار، اس لیے پبلک ٹرانسپورٹ کی خاتون ڈرائیور اور خاتون کنڈکٹر کے فتنے میں مبتلا ہونے کے امکانات بہت زیادہ رہتے ہیں۔

"**ولاتقربوا الزنى إنه كان فاحشة وسآء سبيلا**" (بنی اسرائیل 32) (اور پاس نہ جاؤ زنا کے، وہ ہے بے حیائی، اور بری راہ ہے) (ترجمہ شیخ الہند مطبوعہ سعودی عرب 1409 ہجری)۔

۴- ہر ایر لائنس میں الگ الگ قوانین ہوتے ہیں اور ہر ایر لائنس کا ماحول جدا جدا ہوتا ہے، اس لیے اس سلسلے میں میری رائے یہ ہے کہ اگر خاتون پائلٹ کو اپنی عصمت وعفت کی حفاظت کا پورا یقین ہو، تو وہ پائلٹ کی ملازمت میں شامل ہو سکتی ہیں۔

"**يريد الله بكم اليسر و لا يريد بكم العسر**" (البقرۃ 185) (اللہ چاہتا ہے تم پر آسانی، اور نہیں چاہتا تم پر

دشواری) (ترجمہ شیخ الہند مطبوعہ سعودی عرب 1409 ہجری)۔

"**ولاتقربوا الزنی إنه کان فاحشة وسآء سبیلا**" (بنی اسرائیل 32) (اور پاس نہ جاؤ زنا کے، وہ ہے بے حیائی، اور بری راہ ہے) (ترجمہ شیخ الہند مطبوعہ سعودی عرب 1409 ہجری)۔

"**یرید الله بکم الیسر ولا یرید بکم العسر**" (سورۂ بقرہ:۱۸۵) کا تقاضا ہے کہ خواتین کے لیے بلاضرورت تنگی نہ پیدا کی جائے، خاص طور سے ایسے حالات میں جبکہ ہر جگہ خواتین کے لیے پچاس فیصد ریزرویشن کا انتظام ہو رہا ہے، اور لڑکیاں تعلیم میں لڑکوں سے بہت آگے ہوگئی ہیں اور ہو رہی ہیں، اب خواتین کو گھر کی چہار دیواری میں نہیں بٹھایا جا سکتا، اگر مسلم خواتین کو صرف گھر میں بٹھا کر رکھیں گے تو نہ ہماری لڑکیاں تعلیم حاصل کر پائیں گی اور نہ ہی وہ تعلیم یافتہ اور ترقی یافتہ سماج اور معاشرہ پیدا کر سکیں گی۔

اور دوسری طرف مسلم سماج معاشی اعتبار سے کمزور ہو جائے گا، مثال کے طور پر ہندوستان کی کل آبادی کا پندرہ فیصد مسلمان ہیں، اگر ہم نے اپنے بچیوں کو نہیں پڑھایا اور ان کے لیے ملازمت کے دروازے بند کر دیے تو کل ملازمت کے ساڑھے سات فیصد حصے پر اور ہمارے حصے کے پچاس فیصد حصے پر غیروں کا قبضہ ہو جائے گا، اس لیے خواہ مخواہ فتنے کے دائرے کو زیادہ وسیع نہ کیا جائے، اپنے بچوں اور بچیوں کا دینی مزاج بنایا جائے، اور ان پر اعتماد کیا جائے اور ان کے لیے ملازمت و تجارت اور ملک وملت کی خدمت کے مواقع پیدا کیے جائیں۔ غض بصر اور حفاظت فرج کا حکم صرف عورتوں کے لیے نہیں ہے بلکہ یہ حکم مردوں کے لیے بھی ہے، بلکہ اس مسئلے میں پہلے مخاطب مرد ہی ہیں۔

"**ولاتقربوا الزنی إنه کان فاحشة وسآء سبیلا**" (سورۂ اسراء:۳۲) کا تقاضا ہے کہ مرد وخواتین ہر اس جگہ سے بچیں جہاں ان کے فتنے میں پڑ جانے کا ڈر ہو۔

۵- خواتین کے لیے ٹرینوں میں بحیثیت ڈرائیور اور بحیثیت گارڈ ملازمت کا بھی میرے نزدیک وہی حکم ہے جو میں نے پائلٹ کے متعلق لکھا ہے۔

۶- ٹرین کے جن ڈبوں میں سیٹ سے زیادہ لوگ سفر کرتے ہیں جیسے انڈین ریل کے جنرل ڈبوں، سلیپر ڈبوں اور اے سی تھرڈ کے ڈبوں میں خواتین کا ٹکٹوں کی جانچ کرنا خطرناک بھی ہے، اور شرم وحیا کے خلاف بھی، ٹرین کے ڈرائیور اور گارڈ کو زیادہ لوگوں سے واسطہ نہیں پڑتا، جب کہ ٹکٹوں کی جانچ کرنے میں ٹی ٹی کو ایک دن میں سینکڑوں اور ہزاروں لوگوں سے بات چیت اور نوک جھونک کی ضرورت پڑ سکتی ہے، اس لیے میری رائے میں جنرل ڈبوں، سلیپر ڈبوں اور اے سی تھرڈ کے ڈبوں میں خواتین کا ٹکٹوں کی جانچ کرنے کی ملازمت کرنا مناسب نہیں ہے، البتہ جن ڈبوں میں سیٹ سے زیادہ لوگ سفر نہیں

کرتے ہیں جیسے موجودہ دور میں انڈین ریل کے اے سی سکنڈ اور اے سی فرسٹ کے ڈبوں میں حفاظتی انتظامات کے ساتھ خواتین ٹی ٹی کی ملازمت بدرجہ مجبوری کرسکتی ہیں۔

۷- ریلوے اسٹیشن، اور ایئر پورٹ پر ٹکٹ کاٹنے کی ملازمت کرنے میں کوئی حرج نہیں، بشرطیکہ فتنے کا کوئی ڈر نہ ہو، مردوں کے ساتھ خلوت نہ ہو، اگر ایک ہی کمرے میں دو ٹکٹ کاؤنٹر ہیں، اور ایک پر خاتون ہے اور دوسرے پر مرد ہے تو ایسی صورت میں ٹکٹ کاٹنے کی ملازمت جائز نہیں ہوگی، اس لیے کہ اس صورت میں فتنے میں پڑنے کا زیادہ احتمال ہے۔

☆☆☆

خواتین کا موٹر سائیکل اور دیگر گاڑی ڈرائیو کرنا

مفتی محمد معراج الدین قاسمی ایوبی ☆

خاتون کو محض شوقیہ گھومتے پھرتے رہنے کی اجازت ہے، یہ نکلنا پیدل ہو یا کسی سواری میں۔

ایسی کسی دینی ضرورت یا دنیوی حاجت کے لئے نکلنا ہو جس کے بغیر چارہ کار نہیں اور اس میں ڈرائیونگ بھی ضروری ہو تو پردہ کا اہتمام کرتے ہوئے خاتون گاڑی چلا سکتی ہے، البتہ اگر شرعی مسافت کا سفر ہو تو اس کے لئے محرم کا ہمراہ ہونا لازمی ہے۔

شریعت مطہرہ نے عورتوں کو گھروں میں رہنے کا حکم دیا ہے اور زمانہ جاہلیت کے دستور کے موافق بھی، بے پردگی کے ساتھ اور بلا ضرورت گھر سے باہر نکلنے اور گھومنے پھرنے سے منع کیا ہے۔

حضرت عبداللہ مسعود فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: "**المرأة، فإذا خرجت استشرفها الشيطان**" (ترمذی:۲/۳۹۲)۔

عورت چھپانے کی چیز ہے، جب وہ گھر سے باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کی طرف تانک جھانک میں لگ جاتا ہے، حتی کہ رسول اکرم ﷺ نے نماز کے معاملہ میں بھی یہ پسند فرمایا کہ عورتیں اپنے گھروں میں ہی نماز پڑھیں اور اس کی ترغیب دی۔

الترغیب والترھیب میں ہے: "**عن أم حميد إمرأة أبي حميد الساعدى أنها جائت إلى النبى ﷺ فقالت يارسول الله! إنى أحب الصلاة معک قد علمت أنک تحبين الصلاة معى وصلاتک فى بيتک خير من صلاتک فى حجرتک وصلاتک فى حجرتک خير من صلاتک فى دارک وصلاتک فى دارک خير من صلاتک فى مسجد قومک وصلاتک فى مسجد قومک خير من صلاتک فى مسجدى قال: فأمرت فبنى لها مسجد فى أقصى شئ من بيتها وأظلمه فكانت تصلى فيه حتى لقيت اعز وجل**" (رواہ احمد وابن خزیمہ وابن حبان فی صحیحھما)۔

☆ مدرس مدرسہ تجوید القرآن خیر وامشرقی چمپارن، بہار۔

(سیدہ ام حمید جو حضرت ابوحمید ساعدی کی اہلیہ ہیں وہ بیان کرتی ہیں کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی: یارسول اللہ! میں آپ کی اقتداء میں نماز ادا کرنے کو پسند کرتی ہوں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھے پتہ ہے کہ تم میری اقتداء میں نماز ادا کرنا پسند کرتی ہو، لیکن تمہارا تمہارے گھر میں نماز ادا کرنا، تمہارے اپنے حجرے میں نماز ادا کرنے سے زیادہ بہتر ہے اور تمہارا اپنے حجرے میں نماز ادا کرنا تمہارے اپنے محلے میں نماز ادا کرنے سے زیادہ بہتر ہے اور تمہارا اپنے محلے میں نماز ادا کرنا، تمہارے اپنی قوم کی مسجد میں نماز ادا کرنے سے زیادہ بہتر ہے اور تمہارا اپنی قوم کی مسجد میں نماز ادا کرنا، تمہارا میری مسجد میں نماز ادا کرنے سے زیادہ بہتر ہے)۔

راوی بیان کرتے ہیں: اس خاتون کی ہدایت کے مطابق ان کے لئے ان کے گھر کے اندرونی اور تاریک ترین حصے ہی میں نماز کی جگہ مخصوص کردی گئی، وہ خاتون، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہونے تک اسی جگہ نماز ادا کرتی رہی (الترغیب والترہیب)۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ نماز جیسی اہم ترین عبادت کو بھی اپنے گھر میں ادا کرنا بہتر ہے، تاکہ مردوں کے اختلاط سے بچا جاسکے۔

شرعی وطبعی ایسی ضرورت پیش آجائے کہ بغیر باہر نکلے ضرورت کی تکمیل نہ کی جاسکے تو اس صورت میں عورت کو گھر سے باہر نکلنے کی اجازت ہے، وہ بھی اس شرط کے ساتھ مقید ہے کہ عورت مکمل پردہ وبرقع یا بڑی چادر میں ہو، جیسا کہ تفسیر ابن کثیر میں ہے:

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب عورتیں کسی ضرورت کے تحت اپنے گھروں سے نکلیں تو انہیں، اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے کہ وہ بڑی چادروں کے ذریعہ اپنے سروں کے اوپر سے اپنے چہروں کو ڈھانپ لیں اور صرف ایک آنکھ کھلی رکھیں، علامہ محمد ابن سیرین فرماتے ہیں کہ میں نے عبیدہ السلمانی سے اللہ تعالیٰ کا ارشاد: "**یدنین علیھن من جلابیبھن**" (سورۂ احزاب:۵۹) کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے اپنے سر اور چہرہ کو ڈھانپ کر اور بائیں آنکھ کھول کر اس کا مطلب بتلایا (تفسیر ابن کثیر: ۳/ ۵۳۵)۔

موجودہ پرفتن دور جس میں فتنہ فساد اور بے حیائی عام ہے اور مرد وزن میں دین بے زاری کا عنصر غالب ہے، عورتوں میں فیشن اور بن سنور کر باہر نکلنے کا رواج عام ہے، اس لئے عام حالات میں بلاضرورت، عورت کا اپنے گھر سے نکلنا منع جب کہ موٹر سائیکل یا گاڑی چلانا بطریق اولیٰ درست نہیں ہے، خاص طور پر موجودہ ماحول میں عورت کے لئے گھر سے باہر نکلنے اور موٹر سائیکل یا گاڑی چلانے میں بہت مفاسد وخرابیاں اور احکام شرعیہ کی خلاف ورزی لازم آتی ہے، جب کوئی

عورت اور نوجوان لڑکی گاڑی چلاتی ہے تو مردوں کی نگاہیں اس کی طرف زیادہ مائل ہوتی ہیں اور یہ بھی فتنہ کا باعث ہے، اگر وہ بائک چلاتی ہو تو پھر مردوں کی توجہ کا مرکز بن کر رہ جاتی ہے، جبکہ شریعت مطہرہ نے عورتوں کو نامحرموں کے سامنے ایسے کاموں سے اجتناب کا حکم دیا ہے کہ جس سے نامحرم مردوں کی توجہ، اس کی طرف مبذول ہو، تاکہ عورت کی عزت، آبرو اور عصمت محفوظ رہے اور معاشرہ بے حیائی کے ناسور سے پاک رہے۔

حدیث شریف میں ہے: ''عن ابی موسی: عن النبی ﷺ قال: **کل عین زانیة والمرأة إذا استعطرت فمرت بالمجلس فهی کذا و کذا، یعنی زانیة**''(سنن الترمذی، حدیث نمبر:۲۷۸۶)۔

ملا علی قاری اس حدیث کی شرح میں اس کا سبب ذکر کرتے ہوئے اپنی کتاب ''مرقاۃ المفاتیح'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''**لأنها قد هیجت شهوة الرجال بعطرها و حملتهم علی النظر الیها فقد زنی بعینه ویحصل بها إثم، بأن حملته علی النظر الیها وشوشت قلبه، فأذن هی سبب زناه بالعین، فتکون هی أیضا زانیة أو کأنها هی زانیة، قال ابن الملک وفیه تشدید ومبالغة فی منع النسوة عن خروجهن من بیوتهن إذا تعطرن، وإلا فبعض الأعین قد عصمها تعالیٰ عن الزنا بالنظر إلیهن**'' (مرقاۃ المفاتیح:۸۳۸/۳)۔

کیونکہ اس عورت نے اس خوشبو کے ذریعہ، مردوں کی شہوت کو برانگیختہ کیا اور ان کو اپنی طرف دیکھنے پر ابھارا یا جس کی وجہ سے انہوں نے نامحرم عورت کو دیکھ کر آنکھوں کا زنا کیا اور اس عورت کو اس کا سبب بننے کی وجہ سے گناہ ہوا، چونکہ یہ عمل آنکھوں کا زنا کا سبب بنا تھا، اس لئے زجراً اس کو یوں ذکر فرمایا کہ گویا یہ عورت ہی بدکاری کرنے والی ہے۔

خواتین کے موٹر سائیکل چلانے میں شرعاً بہت سے مفاسد ہیں جن میں چند درج ذیل ہیں:

☆ جرام پیشہ افراد کا شکار ہونے کا زیادہ خطرہ ہے۔

☆ اس سے معاشرہ میں بے حیائی کا ناسور پھیلنے کا اندیشہ ہے۔

☆ اسلامی معاشرے میں مغربی کلچر کو فروغ دے کر دشمنان اسلام کی خواہش میں معاونت کا باعث بھی ہے۔

☆ اس میں مردوں کی مشابہت ہے، اس لئے کہ سواری اصلاً مردوں کا کام ہے اور عورتوں کو مردوں کی مشابہت سے منع کیا گیا ہے۔

☆ اس میں ہر طرح کے جوان اور بڑی عمر کے مردوں پر نظر پڑنا لازمی امر ہے، اس بچنا ممکن نہیں ہے، جبکہ عورتوں کو بھی حکم ہے کہ وہ غیر محرم مردوں پر نظر نہ ڈالیں۔

☆اگر خدانخواستہ اس کا رواج ہوگیا تو عورت سر بازار مردوں کے لئے تماشہ بن جائے گی، جب اسلام عورتوں کی عزت، آبرو اور عصمت کو محفوظ رکھنے کے لئے انہیں گھر کی چہار دیواری میں رہنے کا حکم دیتا ہے۔

ان مفاسد کی وجہ سے عورتوں کے لئے موٹر سائیکل چلانا جائز نہیں، خواتین کے لئے نفس گاڑی چلانا تو حرام یا ناجائز نہیں، البتہ ڈرائیونگ کے دوران غیر محرم سے میل جول، اختلاط کی وجہ سے اور گھر سے باہر نکلنے میں بہت سے فتنوں کے اندیشہ کے پیش نظر خواتین کے لئے ڈرائیونگ جائز نہیں۔

قرآن کریم میں ہے:"وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِیْنَ الزَّكٰوةَ وَ اَطِعْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ"(سورۂ احزاب:۳۳)۔

فتاویٰ شامی میں ہے:"لاتركب مسلمة على سرج للحديث، هذا لو للتلهى ولو بحاجة غزو أو حج أو مقصد دينى أو دنيوى لابدلها منه، فلاباس به، وفى الرد، (قوله:الحديث) وهو لعن الله الفروج على السروج ذخيره، لكن نقل المدنى عن أبى الطيب أنه لاأصل له اه يعنى بهذا اللفظ، وإلا فمعناه ثابت، ففى البخارى وغيره لعن رسول الله ﷺالمتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال والمتشبهين من الرجال بالنساء قوله ولو لحاجة غزو الخ أى شرط أن تكون متسترة وأن تكون مع زوج أو محرم قوله أو مقصد دينوى... لسفر لصلة رحم"(۶/۴۲۳)۔

''البنایۃ شرح الہدایۃ''میں ہے:"ولهذا يكره للنساء الركوب على السرج؛ لأنهن ليسوا من أهل الجهاد"(7/260،باب الجزیۃ،ط: دارالکتب العلمیۃ-بیروت،لبنان)۔

''منحۃ السلوک فی شرح تحفۃ الملوک''میں ہے:

''قوله: (ولا تركب المرأة على السرج) لقوله عليه السلام: ''لعن الله الفروج على السروج".

قوله: (إلا للضرورة) يعنى إذا كانت المرأة فى سفر الحج وغيره، واضطرت للركوب على السرج، تركب مستديرة، لأن الضرورة تبيح المحظورة".(1/423،کتاب الکراھیۃ،ط:وزارۃ الأوقاف والشؤون الإسلامیۃ -قطر)۔

''البحر الرائق شرح کنز الدقائق''میں ہے:

"ولا تركب امرأة مسلمة على السرج لقوله – عليه الصلاة والسلام –:''لعن الله السروج

على الفروج'' هذا إذا ركبت متلهية أو متزينة لتعرض نفسها على الرجال فإن ركبت لحاجة كالجهاد والحج فلا بأس به". (8/215، کتاب الکراہیۃ، فصل فی اللبس، ط: دار الکتاب الإسلامی)۔

''المحیط البرہانی فی الفقہ النعمانی'' میں ہے:

"وقوله: ولا تركب امرأة مسلمة على سرج بظاهره، نهى النساء عن الركوب على السرج، وبه نقول وإنه خرج موافقا لقوله عليه السلام:''لعن الله الفروج على السروج'' والمعنى فى النهى من وجهين؛ أحدهما: أن هذا تشبه بالرجال، وقد نهين عن ذلک، الثانى: أن فيه إعلان الفتن وإظهارها للرجال، وقد أمرن بالستر، قالوا: وهذا إذا كانت شابة، وقد ركبت السرج والفرج، فأما إذا كانت عجوزا أو كانت شابة إلا أنها ركبت مع زوجها بعذر بأن ركبت للجهاد، وقد وقعت الحاجة إليهن للجهاد، أو للحج أو للعمرة فلا بأس إن كانت مستترة، فقد صح أن نساء المهاجرين كن يركبن الأفراس، ويخرجن للجهاد، فكان رسول الله عليه السلام يراهن و (لا) ينهاهن، وكذلک بنات خالد بن الوليد كن يركبن، ويخرجن للجهاد يسقين المجاهدين فى الصفوف ويداوين الجرحى". (5/384، کتاب الاستحسان والکراہیۃ، ط: دار الکتب العلمیہ، بیروت)۔

متذکرہ بالا دلائل کی روشنی میں عورتوں کے لیے گاڑیاں چلانا جائز اور درست نہیں ہے۔

☆☆☆

خواتین کی ڈرائیونگ سے متعلق بعض مسائل

مفتی نثار احمد گودھروی، گجراتی ☆

۱- خواتین کا گاڑی چلانا اور ڈرائیونگ کرنا حرام تو نہیں اور نہ ضرورت شرعیہ ہے البتہ اگر ایسے احوال پیدا ہو جائے جس میں عورت کے لئے گاڑی چلانا اور ڈرائیونگ کرنا ضروری ہو جائے تو مکمل پردے میں رہتے ہوئے فور ویلر یعنی چار پہیوں والی گاڑی چلانا مناسب ہوگا۔ شریعت نے عورت کو پردے میں رہنے کا حکم دیا اور بلا ضرورت گھر سے باہر نکلنے سے منع کیا ہے حتی کہ آپ ﷺ نے نماز کے معاملہ میں بھی یہ پسند فرمایا کہ عورتیں اپنے گھروں میں نماز پڑھیں اور اس کی ترغیب دی ہے بضرورت فور ویلر گاڑی یعنی کار چلانے میں اس کی حفاظت کے ساتھ پردے کا پورا لحاظ بھی ہوتا ہے۔

خواتین کے لئے ضروری ہے وہ ملازمت سے دور رہیں، کیونکہ شرعاً کمانا عورتوں کی ذمہ داریوں سے الگ ہے اگر بلا ضرورت اور فقط اپنی معیاری زندگی کو بلند کرنے کے لئے ہو تو اس وقت خلوت وجلوت اور اختلاط باہمی کی وجہ سے بے شمار مفاسد جنم لیں گے اور بے حیائی کا رواج عام ہو جائے گا۔

البتہ اضطراری اور مجبوری کی حالت میں کسب معاش کی ضرورت پڑ جائے تو درجہ ذیل امور کا لحاظ رکھنا ضروری ہوگا۔ (۱) ولی یا شوہر کی اجازت شامل ہو اور ولی اور شوہر نفقہ کی ذمہ داری پورا کرنے کے لئے تیار نہ ہو اور خود کسب معاش کے سوا چارہ نہ ہو۔ (۲) شرعی پردہ کی مکمل رعایت ہو۔ (۳) لباس مردوں کے لئے باعث کشش نہ ہو۔ (۴) خوشبو کے استعمال سے پرہیز ہو۔ (۵) مردوں سے اختلاط بالکل نہ ہو۔ (۶) اجنبی مردوں کے ساتھ تنہائی کی نوبت نہ آئے۔ (۷) شوہر اور بچوں کے حقوق سے بے اعتنائی اور لاپرواہی نہ ہو (فیصلہ اکیڈمی)۔

البتہ جو گاڑیاں اجرت کے ساتھ چلانے کے لئے ہوتی ہیں جیسے بس اور لوڈنگ گاڑیاں، لاری وغیرہ خواتین کے لئے جائز نہیں اگرچہ اس کے ساتھ کسب معاش وابستہ ہے۔ خواتین اپنا ذریعہ معاش اوپر بتائے گئے شرائط کے مطابق اختیار کر سکتی ہے لیکن اجرت کے ساتھ گاڑیاں چلانے میں شرائط کی پابندی مشکل ہے۔

☆ دارالافتاء، جامعہ رحمانیہ، وناکپور، گودھرا۔ ۳۸۹۰۰۱، پنچ محل۔

ایک سوال کے جواب میں فرمایا ہے: موجودہ پرفتن دور میں جس میں چاروں طرف فتنہ وفساد اور بے حیائی عام ہے اور مرد وزن میں دین بے زاری کا عنصر غالب ہے عورتوں میں فیشن اور بن سنور کر باہر نکلنے کا رواج عام ہے اس لئے ان تمام حالات کے پیش نظر بلا ضرورت عورت کا گھر سے باہر نکلنا منع ہے تو موٹر سائکل اور کار چلانا بطریق اولی درست نہ ہوگا۔ اس سے بہت سے مفاسد وخرابیاں اور احکام شرعیہ کی خلاف ورزی لازم آتی ہے جبکہ ایک طویل روایت میں قیامت کی علامت میں یہ بھی ذکر کیا گیا کہ عورتیں گاڑی چلانے لگیں گی۔ عورت اور خاص کر نوجوان لڑکی گاڑی چلاتی ہو تو مردوں کی نگاہیں اس کی طرف زیادہ مائل ہوتی ہے اور یہ بھی فتنہ کا باعث ہے اگر وہ بائیک چلاتی ہے تو پھر مردوں کی توجہ کا مرکز بن کر رہ جاتی ہے جب کہ شریعت نے عورتوں کو نامحرموں کے ساتھ ایسے کاموں سے اجتناب کا تاکیدی حکم دیا ہے جس سے نامحرم مردوں کی توجہ ان کی طرف مبذول ہوتا کہ عورت کی عزت وآبرو اور عصمت محفوظ رہے اور معاشرہ بے حیائی کے ناسور سے پاک رہے۔

خواتین کے لئے موٹر سائکل چلانے میں بہت سے شرعی مفاسد ہیں:

(۱) اس میں مردوں کے ساتھ مشابہت ہے اس لئے کہ سواری اصلاً مردوں کا کام ہے اور عورتوں کو مردوں کی مشابہت سے منع کیا گیا ہے۔

(۲) اس میں فتنہ کا قوی اندیشہ ہے اور فتنہ سے بچنا شرعاً واجب ہے۔

(۳) اس میں عورتوں کا مردوں کے سامنے اظہار ہے، بلکہ اظہار ہی نہیں، بلکہ اپنی طرف متوجہ کرنے کا ایک انوکھا انداز ہے۔

(۴) سواری بے قابو ہونے کی صورت میں بے پردگی کا سخت احتمال ہے۔

(۵) جرائم پیشہ افراد کے شکار ہونے کا زیادہ خطرہ ہے۔

(۶) اس میں ہر طرح کے مردوں پر نظر پڑنا لازمی ہے اور اس سے بچنا ممکن نہیں، جبکہ مرد وعورت کو حکم ہے وہ ایک دوسرے پر نظر نہ ڈالے۔

(۷) اگر اس کا رواج ہو گیا تو عورت سر بازار مردوں کے لئے تماشہ بن جائے گی جب کہ اسلام نے عورت کی عزت محفوظ رکھنے کے لئے اور ان کو گھر کی چار دیواری میں رہنے کا حکم دیا ہے۔

(۸) اس سے معاشرہ میں بے حیائی کا ناسور پھیلے گا۔

(۹) اسلامی معاشرہ میں مغربی کلچر کو فروغ دے کر دشمنان اسلام کی خواہش میں معاونت کا باعث بنے گا۔

خلاصہ یہ کہ موٹر سائکل چلانے میں بہت سی خرابیاں اور مفاسد جنم لے سکتے ہیں، اس لئے اس کی کھلی اجازت نہیں

ہونی چاہیے، البتہ کار چلانا، جبکہ شوقیہ اور زینت کے طور پر نہ ہو دینی اور دنیوی ضرورت وابسطہ ہو جس کے لئے خود سواری کی ضرورت ہو دوسرا کوئی راستہ نہ ہو تو مکمل پردے کے ساتھ پرامن راستہ میں سفر کرنے کی گنجائش ہوگی۔ پرخطر اور سنسان راستہ میں تنہا سفر نہ کرے اگر مسافت سفر ہو تو شوہر اور محرم کے بغیر سفر کرنا جائز نہ ہوگا۔

۲- اگر شوہر اور محرم ساتھ ہو اور سفر مسافت ہو اور راستہ پُرامن ہو تو کار کے سفر کی اجازت ہوگی۔

۳- شریعت نے خواتین پر کسب معاش کی ذمہ داری نہیں ڈالی اس لئے فقط زندگی کے معیار کو بڑھانے کے لئے یا مردوں کے شانہ بشانہ دکھانے کے لئے ذریعہ معاش کے طور پر ڈرائیونگ کرنا ایک عورت کے لئے درست نہ ہوگا۔ ڈرائیونگ وغیرہ کو کسب معاش کا ذریعہ بنانے میں بسا اوقات ایسے مراحل سے گزرنا پڑتا ہے جو خطرہ سے خالی نہیں۔ اس لئے عورت کا اس کو ذریعہ معاش بنانے کے بجائے گھر میں رہتے ہوئے ایسا کوئی چھوٹا موٹا کاروبار اور ذریعہ معاش تلاش کرے جس سے عزت اور ناموس سلامت رہے اور دین کی رعایت کے ساتھ روزی بھی مل جائے۔

۴- فلائٹ میں اگرچہ بہت سے لوگوں کی شمولیت ہوتی ہے، لیکن کیبن میں مردوں کے ساتھ اختلاط ضرور ہوتا ہے اور یہ اختلاط اور بے تکلفی کبھی نہ کبھی عورت کے ناموس اور عزت کے لئے خطرہ بن سکتی ہے اس لئے مسلمان خواتین کو ایسی ملازمت سے دور رہنا چاہیے۔

اکیڈمی کا فیصلہ ملاحظہ ہو:

جوان عورتوں کے لئے ایسے اداروں میں کام کرنا جائز نہیں جہاں ان کے ساتھ مرد کارکن بھی شریک کار ہو (خواتین کی ملازمت۔۱۸)۔

۵- ٹرینوں میں بھی جوان عورتوں کے ساتھ اجنبی مرد کارکن بھی شریک رہتے ہیں اور کارکنوں کے درمیان تعلقات اور اختلاط بھی یقینی ہے اور یہ چیزیں بھی عورت کے ناموس اور عزت کے لئے خطرہ بن سکتی ہے اس نے ایسی ملازمت سے بھی ایک مسلمان خاتون کو دور رہنا چاہیے (اکیڈمی کا فیصلہ ۱۸)۔

۶- ریلوے میں بھی ٹکٹوں کی جانچ پڑتال ہوتی ہے اور اس شعبہ میں رات اور دن کی قید کے بغیر کام انجام دینا پڑتا ہے۔ جن میں مردوں کے ساتھ بے تکلفی کا ماحول ہوتا ہے اور اختلاط تو ہر حال میں ہوتا ہے اس لئے یہ شعبہ بھی ایک مسلمان عورت کے لئے خطرے سے خالی نہیں، اس لئے ایسی ملازمت نہ کرنا ہی اولی ہوگا، بلکہ جائز نہ ہوگا۔

۷- ریلوے اسٹیشن اور ایئرپورٹ پر ٹکٹ جاری کرنے کے لئے مرد کارکن سے اختلاط کے بغیر پردے اور احتیاط کے ساتھ دن میں اگر کام انجام دینا ہو تو اس کی گنجائش ہوسکتی ہے، البتہ نہ کرنا اولی ہوگا۔

خواتین کی ڈرائیونگ

مولانا عبدالحکیم قاسمی پالنپوری☆

اسلام نے ہرایک کی ذمہ داریاں متعین کردی ہے، مرد کی ذمہ داری بیوی بچوں کی کفالت اوران کے لئے نان و نفقہ کی فراہمی ہے، اورعورت کی ذمہ داری ہے کہ وہ شوہر کے گھر کوسنبھالنے اور بچوں کی تربیت کرے، صحیح البخاری میں ہے:"**المرأة داعية على بيت بعلها**"(کتاب العتق، حدیث نمبر:۲۴۱۶)۔

قرآن کریم میں باری تعالی نے حکم دیا ہے:"**وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الأولى**" (سورۂ احزاب:۳۳)، امام ابوبکر جصاص رازی اس کے تحت لکھتے ہیں:"**إن النساء مأمورات بلزوم البيوت منهيات عن الخروج**"(احکام القرآن ۵/۲۲۹، ط:داراحیاءالتراث العربی بیروت)۔

حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ احکام القرآن میں رقم طراز ہیں:"**ولايجوزلهن الخروج من بيوتهن، إلا عند الضرورة بقدر الضرورة مع اهتمام التستر والحتجاب كل الاهتمام، وما سوى ذلک فمحظور ممنوع**"(احکام القرآن للشفیع ۳/۳۱۷)۔

مذکورہ بالا عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ خواتین کے لئے اصل حکم یہی ہے کہ وہ حتی الامکان گھر میں رہے، بلاضرورت شرعیہ وطبعیہ گھر سے باہر نہ نکلے، اورمجبوری میں باہرنکلنا ہوتو اس کے لئے بنیادی شرط یہ ہے کہ وہ مکمل پردے کے ساتھ نکلے۔

اس حکم کا مقصود اصلی یہ ہے کہ اجنبی مردوں کی نگاہوں سے عورت اوراس کے محاسن مستور رہیں، اب اگرکوئی عورت برقعہ پہن کربھی موٹرسائیکل چلاتی ہے تب بھی کماحقہ پردہ حاصل نہیں ہوتا، اور پردہ کا مقصد اصلی فوت ہوجاتا ہے، اس کا موٹر سائکل چلانا ہی مردوں کو اپنی طرف دعوت نظارہ دینے کے لئے کافی ہے، اوراس حالت میں عورت مردوں کی توجہ کا مرکز بن کررہ جاتی ہے، جبکہ شریعت مطہرہ نے عورتوں کو نامحرموں کے سامنے ایسے کاموں سے اجتناب کا حکم دیا ہے کہ جس سے نامحرم مردوں کی وجہ ان کی طرف مبذول ہوتا کہ عورت کی عزت وعصمت محفوظ رہے، اور معاشرہ بے حیائی کے ناسور سے پاک

☆ دارالعلوم جامعہ نذیریہ کاکوسی، گجرات۔

ہے، چنانچہ رسول ﷺ نے عورتوں کو بجنے والا زیور پہننے سے منع فرمایا، خوشبو لگا کر نکلنے والی عورت کو زانیہ کے مشابہ قرار دیا)(مستفاد: محمود الفتاوی ۸/ ۳۸، فقہی مقالات ۱/ ۲۴۸)۔

حضرت ابوموسی اشعریؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پر آنکھ زنا کار ہے، اور عورت جب خوشبو لگا کر مجلس کے پاس سے گزرے تو وہ بھی ایسی ہے یعنی وہ زانیہ ہی کی طرح ہے (سنن الترمذی، حدیث: ۲۷۸۶)۔

ملا علی قاریؒ اس حدیث کی شرح میں اس کا سبب ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: کیونکہ اس عورت نے خوشبو کے ذریعہ مردوں کی شہوت کو برانگیختہ کیا اور ان کو اپنی طرف دیکھنے پر ابھارا جس کی وجہ سے انہوں نے نامحرم عورت کو دیکھ کر آنکھوں کا زنا کیا، اور یہ عورت اپنے اس عمل کی وجہ سے گناہ کا سبب بنی، اس لئے زجراً اس کو یوں ذکر فرمایا کہ گویا یہ عورت ہی زانیہ ہے (مرقاۃ المفاتیح، باب الجماعۃ وفضلہا، ۳/ ۸۳۸، طبع: دار الفکر)۔

اور موجودہ دور فتنوں کا دور ہے، جس میں فتنہ، فساد اور بے حیائی عام ہے، مرد و زن میں دین بے زاری کا عنصر غالب ہے، عورتوں میں تقریباً فیشن اور بن سنور کر ہی باہر نکلنے کا رواج ہے، اس لئے جب بلا ضرورت عورت کا گھر سے نکلنا منع ہے تو اس طرح عورتوں کے لئے عام حالات میں بلا ضرورت ڈرائیونگ کرنا خاص طور پر بائک اور اسکوٹی چلانا چونکہ اس میں بہت سے مفاسد و خرابیاں اور احکام شرعیہ کی خلاف ورزی لازم آتی ہے، اس لئے اس کا ممنوع ہونا مزاج شریعت کے عین مطابق ہے، حدیث پاک میں ہے: "**المرأة عورة فإذا خرجت استشرفها الشيطان**" (اخرجہ الترمذی: ۱۱۷۳)، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتوں کا گھر سے نکلنا ہی محل فتنہ ہے تو ڈرائیونگ کرنا بدرجہ اولی فتنہ ہوگا۔

نیز خواتین کے موٹر سائیکل چلانے میں شرعاً بہت سے مفاسد ہیں:

۱- اس میں عورتوں کا مردوں کے سامنے اپنے محاسن کا اظہار ہوتا ہے، جبکہ عورتوں کو پردہ میں اور چھپے رہنے کا حکم ہے۔

۲- عورتوں کا مردوں کے سامنے محض اظہار ہی نہیں، بلکہ مردوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کا انوکھا انداز ہے، "**قال المحيط البرهاني: الثاني: أن فيه إعلان الفتن وإظهارها للرجال**" (۶/ ۱۳۴ طبع کوئٹہ)۔

۳- اس میں ہر طرح کے مردوں پر نظر پڑنا لازمی امر ہے جس سے بچنا ممکن نہیں ہے؛ جبکہ عورتوں کو بھی حکم ہے کہ وہ غیر محرم مردوں پر نظر نہ ڈالیں۔

۴- اس سے معاشرہ میں بے حیائی کا ناسور پھیلنے کا اندیشہ ہے۔

۵- خدانخواستہ موٹر سائیکل بے قابو ہو جائے یا حادثہ ہو جائے تو بے پردگی کا اور نامحرم مردوں کے ہاتھ لگنے کا سخت احتمال ہے۔

علامہ ابن عابدینؒ لکھتے ہیں: "**وحيث أبحنا لها الخروج فبشرط عدم الزينة فى الكل، وتغيير الهيئة الى مالايكون داعية إلى نظر الرجال واستمالتهم**"(ردالمحتار ۱۴۶/۳)۔

اور خیر القرون میں بعض صحابیات کا اور دوسری عورتوں کا اونٹ کی سواری اور گھڑ سواری کا جو ثبوت ملتا ہے تو اولا ان کا وہ کوئی عام معمول نہیں تھا، بلکہ شرعی ضرورت، یعنی جہاد، حج وغیرہ کی وجہ سے نکلنا ہوتا تھا، اور ثانیا ان کا نکلنا مکمل پردہ کے ساتھ ہوتا تھا۔

لہذا اگر آج کے دور میں بھی خواتین کی کوئی واقعی ضرورت پیش آجائے تو پردے کے پورے اہتمام کے ساتھ ان کے لئے گاڑی وغیرہ ڈرائیونگ کرنا درست ہوگا، بس بلاضرورت ڈرائیونگ کرنے سے مکمل اجتناب کرنا چاہئے۔

"**قال فى البحر الرائق:ولا تركب امرأة مسلمة على السرج–هذا إذا ركبت متلهية أم متزينة، لتعرض نفسها على الرجال، فإن ركبت لحاجة كالجهاد والحج فلا بأس به**"(البحر الرائق ۲۱۵/۸، ولوالکتاب الاسلامی کتاب الکراہیۃ فصل فی اللبس)۔

"**وقال فى المحيط البرهانى: إلا أنها ركبت مع زوجها بعذر، بأن ركبت للجهاد، وقدوقعت الحاجة إليهن للجهاد أو للعمرة، فلابأس بأن كانت متسترة، فقد صح أن نساء المهاجرين كن يركبن الأفراس ويخرجن للجهاد، فكان رسول الله ﷺ يراهن ولا ينهاهن**" (المحیط البرہانی ۳۸۴/۵ طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت)۔

۲- مسافت شرعی کی مقدار کا سفر ہو اور محرم بھی ساتھ ہو تو ضرورتاً گنجائش ہوگی، بلاضرورت محض شوقیہ طور پر یا زینت کے اظہار کے لئے درست نہ ہوگا، ضرورت کا مطلب مثلاً: کسی جگہ باپ بیٹی ایک ساتھ سفر کے لئے نکلے ہیں، باپ ڈرائیونگ کرتے کرتے تھک گیا تو بیٹی کچھ دیر کے لئے ڈرائیونگ کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں، یا اس جیسی کوئی اور ضرورت پیش آجائے۔

۳- غیر محرم ڈرائیور کے ساتھ مسافت شرعیہ کے بقدر عورتوں کا تنہا سفر میں جانا ناجائز ہے، آپ ﷺ نے عورتوں کو بلامحرم سفر کرنے سے سخت منع فرمایا ہے، "**عن أبى سعيد الخدرىؓ قال: قال رسول الله ﷺ: لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تسافر سفرا يكون ثلاثة أيام فصاعدا، إلا ومعها أبوها**" (صحیح مسلم رقم:۸۲۷)، اور اگر فاصلہ قریبی ہو (مسافت سفر کے اندر اندر جانا ہو) اور فتنہ کا خوف نہ ہو تو پردہ کے ساتھ عورت کا سفر کرنا مباح ہے؛ لیکن جہاں فتنہ کا اندیشہ ہو وہاں محرم کے بغیر قریبی سفر بھی درست نہیں (جواہر الفقہ ۱۴۶/۴)۔

۴- سوال نمبر ۴ سے لے کر آخر تک تمام جزئیات کا خلاصہ یہ ہے کہ کسب معاش کے لئے خواتین کا گھر سے نکلنا کیسا ہے اور اس پر سمینار میں تفصیلی وضاحت آ گئی ہے، لہذا اس سلسلے میں مختصرا وضاحت یہ ہے کہ کسب معاش کی مکمل ذمہ داری اسلامی نقطہ نظر سے مردوں پر ہے، عام حالات میں یہ ذمہ داری خواتین کے دائرہ کار سے خارج اور فطری وخدائی قانون اور عورت کی صلاحیت نیز اس کی ساخت کے مخالف ہے، اس لئے محض معیار زندگی کو بلند کرنے کے لئے گھر سے باہر نکل کر ملازمت کے لئے پیش قدمی کرنا خواتین کے حق می کوئی پسندیدہ عمل نہیں، اور ضرورت کے وقت ملازمت کے لئے گھر سے باہر نکلنے میں اہم شرط یہ ہے کہ مردوں کے ساتھ خلوت اور اختلاط نہ ہو، اور پائیلٹ کیبن وغیرہ میں یہ شرط مفقود ہو جاتی ہے اس لئے مسلم خواتین کو ایسی تمام ملازمتوں سے اجتناب کرنا چاہئے۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''**لیس للنساء نصیب فی الخروج، إلا مضطرة**'' (کنزل العمال ۱۶/۳۹۱، طبع مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)۔

اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا: ''**لایخلون رجل بامرأة، فإن الشیطان ثالثهما**'' (اخرجہ احمد: ۱۵۶۹۶)۔

☆☆☆

خواتین کی ڈرائیونگ سے متعلق مسائل

مفتی عبدالمنان قاسمی☆

۱- عورت شہر میں ایک جگہ سے دوسری جگہ تنہا گاڑی چلا کر ضرورت کے وقت جاسکتی ہے، اس میں کوئی حرج نہیں، لیکن بطور فیشن مناسب نہیں ہے، دو پہیوں والی گاڑی یا اپنی پرائیویٹ ٹیکسی کا یہ حکم ہے، لیکن بس یا سامان پہنچانے والی جیسے لاری وغیرہ چلانا پیشہ کے طور پر درست نہیں ہوگا۔

۲- اگر مسافت شرعی مقدار کا سفر ہو اور مذکورہ سواریوں میں عورت کا شوہر یا محرم بھی ساتھ ہو تو اس کی اجازت ہوگی۔

۳- عورت کو پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیونگ کی اجازت نہیں ہوگی۔

۴- آج کل خواتین ہوائی جہاز کی پائلٹ بھی بن رہی ہیں، اور حکومتیں ان کو ترجیح دیتی ہیں، فلائٹ میں سیکورٹی بہت زیادہ ہوتی ہے، پائلٹ کی ہر چھوٹی بڑی حرکت کیمرے میں ریکارڈ ہوتی رہتی ہے؛ البتہ پائلٹ کے کیبن میں دو افراد ہوتے ہیں، دونوں کی بیٹھک میں فاصلہ بھی ہوتا ہے، اگر خاتون پائلٹ ہو تو ہوسکتا ہے کہ ایک مرد اور ایک عورت پائلٹ کیبن میں رہیں، تو ایسی صورت میں مسلمان خواتین کا اس ملازمت میں شامل ہونا درست نہیں ہوگا، چونکہ ایک کیبن میں غیر محرم کے ساتھ سفر کرنا جائز نہیں ہے وہاں شرعی حجاب بھی ممکن نہیں۔

۵- ٹرینوں میں بھی بہ حیثیت ڈرائیور عورتوں کی ملازمت جائز نہیں ہوگی، اس لئے کہ دور دراز تک سفر کرنا بغیر محرم کے کیسے درست ہوسکتا ہے۔

۶- ریلوے میں ٹکٹ کی جانچ پڑتال کے لئے خواتین کو ٹی ٹی کا فریضہ انجام دینا، اگرچہ سیکورٹی گارڈ کے ساتھ ہو، لیکن وہ محرم نہیں ہوتا، نیز ٹی ٹی کا خاص یونیفارم ہوتا ہے وہ خواتین کو استعمالک رنا ہوگا، لہذا حجاب بھی ترک کرنا لازم ہوگا، اس لئے یہ ملازمت بھی شرعاً درست نہیں ہوگی۔

☆ مفتی دارالحدیث، پرمائی بھٹی، آسام۔

۷- ریلوے اسٹیشن پر ٹکٹ کاٹنا اور ایئرپورٹ پر ٹکٹ جاری کرنے کے لئے مسلم خاتون کو حجاب کے ساتھ اگر ممکن ہو تو جواز کی صورت ہوسکتی ہے، لیکن نامعلوم کتنے غیر محرم سے تکلم کی ضرورت پڑے گی، جو شرعی ضرورت سے خارج ہے۔

☆☆☆

خواتین کی ڈرائیونگ سے متعلق بعض مسائل

ڈاکٹر سعید احمد عمری مدنی ☆

سفر اور سواری کی ضرورت:

انسان دنیا میں بسیرا کرنے کے لیے اس کی بے شمار ضرورتیں ہیں۔ یہ تمام ضرورتیں اکٹھا ہو کر ایک جگہ نہیں آجاتیں بلکہ انہیں حاصل کرنے کے لیے مختلف جگہ انسان کو خود سفر کرنا پڑتا ہے۔ مرد چوں کہ خاندان کا نگہبان اور قیم ہے۔ اس لیے بہت زیادہ دوڑ دھوپ اسی کو کرنا پڑتا ہے اس لیے اس کا سفر زیادہ ہوتا ہے۔ اور بڑے بڑے اہم اکسپورٹ ڈپارٹ منٹ بھی مرد ہی سنبھالتا ہے۔

تاہم عورتیں بھی شقائق الرجال ہونے کی وجہ سے ان کی ضرورتیں بھی مردوں کی ضروریات سے کچھ کم نہیں ہوتیں۔ ان کو بھی سفر کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اور خاص کر نگہبان مرد نہ ہونے پر حاجیات زندگی حاصل کرنے کے لیے عورت کو سفر کرنا پڑتا ہے۔ روزمرہ کام کاج کے لیے سواری کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی لیے اسلام نے عورت کو بھی سواری کرنے کی کی اجازت دے رکھی ہے۔ وہ بھی اپنی شرعی حدود میں رہکر ڈریونگ کرسکتی ہے۔ اپنی ضروریات اور حاجیات زندگی حاصل کرنے کے لیے دوڑ دھوپ کرسکتی ہے، البتہ "**الرجال قوامون على النساء بما فضل الله بعضهم على بعض وبما أنفقوا**" (سورۂ نساء: ۳۴) کے تحت اگر مرد ہی اس کی تمام ضرورتیں پوری کرکے عورت کو مستغنی کردے تو پھر عورت عزیمت پر عمل کرتے ہوے "**وقرن في بيوتكن ولا تبر جن تبرج الجاهلية الأولى**" (سورۃ الأحزاب: ۳۳) پر عمل پیرا ہوگی۔

عہد نبوی کی عورتیں حسب ضرورت گھوڑ سواری کیا کرتی تھیں اور اونٹوں پر سفر کیا کرتی تھیں۔ بعض عورتیں اکیلی بھی گھوڑے پر سواری کرتی تھیں جیسا کہ خولۃ بنت الازور کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ بڑی بہادر خاتون تھی، نفیر ہو جائے تو گھوڑے پر نکل کر جہاد میں شریک ہونا پسند کرتی تھی اور وہ صحابیات میں سے تھی۔ عدی بن حاتمؓ کی حدیث میں یہاں تک

☆ معتمد عمومی مرکز دارالبر پڈنہ، آندھرا پردیش۔

آیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے پیشین گوئی کی تھی کہ جزیرۃ العرب میں امن اتنا عام ہو جائیگا کہ امن کی حالت میں ایک لونڈی حیرہ سے مکہ تک اکیلی سفر کرے گی۔ ابن حاتم کہتے ہیں کہ یہ پیشین گوئی میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھی ہے، جیسا کہ علامہ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے۔ صحیح بخاری میں حدیث کے الفاظ یہ ہیں: اللہ کے رسول ﷺ نے عدی بن حاتمؓ سے فرمایا: ''**فإن طالت بک حیاۃ لترین الظعینۃ ترتحل من الحیرۃ حتی تطوف بالکعبۃ لا تخاف أحدا إلا اللہ**'' (صحیح البخاری: ۳۴۰۰) (اے حاتم! اگر آپ کی زندگی لمبی ہوگئی تو تم ضرور دیکھو گے کہ لونڈی حیرہ سے نکلے گی یہاں تک کہ کعبہ کا طواف کر کے واپس آئے گی اللہ کے علاوہ کسی اور سے نہیں ڈرے گی)۔

ایک اور روایت میں ہے: ''**فی غیر جوار أحد**'' یعنی بغیر کسی کی پناہ کے۔ یہ تو امن کی حالت کی مثال بیان کی گئی۔ مگر عام حالات میں ایک عورت کے ساتھ فتنہ وفساد کا ڈر لگا رہتا ہے اس لیے محرم کے ساتھ سفر کرنے کے لیے کہا گیا۔

ہاں جہاں فتنہ وفساد کا ڈر ہو وہاں حکم یہ ہے کہ عورت تین دن سے زیادہ کا سفر بغیر محرم کے نہ کرے، جیسا کہ صحیح مسلم کی روایت ہے: ''**لایحل لامرأۃ تؤمن باللہ والیوم الآخر أن تسافر سفرا یکون ثلاثۃ أیام فصاعدا، إلا ومعھا أبوھا ،أو ابنھا،أو زوجھا،أو أخوھا أو ذومحرم منھا**'' (صحیح مسلم: ۲۴۷۹) (اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والی کسی بھی عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی ایسے سفر میں ہو جس میں تین دن یا اس سے زیادہ رہنا پڑے، مگر یہ کہ اس کے ساتھ اسکا باپ ہو یا اسکا بیٹا ہو یا اسکا شوہر ہو، یا اسکا بھائی ہو، یا پھر اس کا کوئی بھی محرم ہو)۔

اوپر کی تفصیل سے پتہ چلا کہ سواری پر سوار ہونے اور خود ڈریونگ کرتے ہوئے کہیں سفر پر جانے سے شریعت نے عورت کو منع نہیں کیا، البتہ حالات اور زمانے کے اعتبار سے چند پابندیوں کے ساتھ سواری پر سوار ہونے اور خود ڈریونگ کر کے سفر پر جانے کی اجازت دی۔ حسب ذیل سوالات کے جوابات سے بات مزید واضح ہوگی ان شاء اللہ:

عورت کی ڈرائیونگ کے اہم مسائل:

۱- مذکورہ بالا عمل عورت کی ایک ضرورت ہے تو شرعی لباس میں رہتے ہوئے وہ ضرورتاً تنہا گاڑی چلا کر اپنی ضرورت کے لیے شہر میں کہیں بھی جا سکتی ہے۔ چاہے وہ دو پہیہ کی گاڑی ہو یا چار پہیہ کی کار، جیسا کہ بہت سی عورتیں شہر میں اپنی ڈوٹی پر جانے کے لیے یا اپنی پڑھائی پر کالیج جانے کے لیے کار اور موٹر سائیکل استعمال کرتی ہیں۔ اور کچھ خواتین اپنے بچوں کو اسکول چھوڑنے کے لیے یا اپنے گھریلو سامان، جیسے سبزی، سودہ وغیرہ خرید کر لانے کے لیے اپنے گھر کی سواری استعمال کرتی ہیں۔ اور خاص کر کے وہ خواتین جن کے گھروں میں مرد نہیں ہیں۔ بلکہ اس سواری سے بڑھکر بہتر سواری ان کے لیے اور نہیں ہے، کیوں کہ کرایہ کی ٹیکسی، آٹو رکشا، یا اپنی گاڑی پر اجنبی ڈرائیور کو مقرر کرنا ان تمام سواریوں میں اجنبی مرد کے ساتھ خلوت کا زیادہ اندیشہ رہتا ہے۔ جو کہ ایک اکیلی عورت کے لیے شرعاً جائز بھی نہیں ہے۔

البتہ لاری یا سامان اٹھانے والی گاڑی صنف نازک کے لیے بھاری پڑ جاتی ہے عورت کے نازک جسم کے لیے بار برداری کا کام مناسب نہیں ہے۔اور اس طرح کے کام مردوں کے دائرے کار میں آتے ہیں۔ ہر ایک کا دئرہ کار الگ الگ ہے اس لیے عورت اپنے دائرہ کار میں رہے مردوں کے دائرہ کار میں دخل نہ دے۔

۲- غالبا یہاں مسافت شرعی سے مراد تین یا تین دن سے زیادہ کا سفر ہے' تو اس طرح کا سفر اپنے محرم کے ساتھ ایک عورت کے لیے تمام کے پاس جائز ہے۔اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔البتہ اتنا لمبا سفر بغیر محرم کے جائز نہیں ہے۔جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:" **لایحل لامرأة تؤمن بالله والیوم الآخر أن تسافر سفرا یکون ثلاثة أیام فصاعدا، إلا ومعها أبوها ‘أو ابنها‘أو زوجها‘أو أخوها أو ذومحرم منها**" (صحیح مسلم:۲۴۷۹)(اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والی کسی بھی عورت کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ کسی ایسے سفر میں ہو جس میں تین دن یا اس سے زیادہ رہنا پڑے ،مگر یہ کہ اس کے ساتھ اس کا باپ ہو یا اس کا بیٹا ہو یا اس کا شوہر ہو یا اس کا بھائی ہو یا پھر اس کا کوئی بھی محرم ہو)۔

۳- مذکورہ صورت حال میں اگر سفر تین دین یا تین دن سے زیادہ کا ہو تو اس طرح کے سفر کے بارے میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے۔

۱- پہلا قول:

تین یا تین سے زیادہ والا سفر ایک عورت کے لیے بغیر محرم کے کسی بھی حالت میں جائز نہیں ہے' جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:" **لایحل لامرأة تؤمن بالله والیوم الآخر أن تسافر سفرا یکون ثلاثة أیام فصاعدا، إلا ومعها أبوها ‘أو ابنها‘أو زوجها‘أو أخوها أو ذومحرم منها**" (صحیح مسلم:۲۴۷۹)(اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والی کسی بھی عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی ایسے سفر میں ہو جس میں تین دن یا اس سے زیادہ رہنا پڑے مگر یہ کہ اس کے ساتھ اسکا باپ ہو یا اسکا بیٹا ہو یا اسکا شوہر ہو یا اسکا بھائی ہو یا پھر اس کا کوئی بھی محرم ہو)۔

اس لیے کہ دین اسلام ہر حال میں عورت کی حفاظت چاہتا ہے۔محرم کا ہونا ہر قسم کے خطرے کو دور کریگا۔ویسے نہیں جیسے بعضوں نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ عورت کے سفر میں محرم شرط رکھ کر اسلام نے عورت کو قید کر دیا اور تنگی میں ڈال دیا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ عورت کے ساتھ سفر میں محرم رہنے کی بہت سی حکمتیں ہیں جس کا فائدہ سب سے پہلے عورت کو ہوگا کئی قسم کے خطرات سے وہ بچ جائے گی۔

۲- دوسرا قول:

عدم اشتراط کا ہے' راستہ پر امن ہو اور عورت اپنے پردہ اور حشمت کے ساتھ سفر کر رہی ہو' تو محرم کی ضرورت نہیں

ہے۔خاص کر اس وقت جب کہ وہ عورتوں کی ایک جماعت کے ساتھ ہو' علاوہ ازیں اس زمانہ میں حالات بدل چکے ہیں جن خطرات کو علت بتا کر سفر کے لیے محرم شرط بتایا گیا' وہ علت آج کے زمانے میں ناپید ہے۔اس زمانہ میں سفر تیز اور سہولت والا بن گیا ہے۔اس زمانہ میں امن وامان ہے' لوگوں سے الگ تھلگ ہونے کا کوئی سوال ہی نہیں ہے' ہر جگہ آبادی ہی آبادی ہے' کہیں کوئی خطرہ نہیں ہے۔اسی لیے ان علماء کا خیال ہے کہ عورت کے سفر کے لیے محرم ساتھ میں ہونے کی کوئی شرط نہیں ہے۔

ہاں اگر عورت کے ہر سفر میں محرم مل جائے یہی زیادہ بہتر ہے۔محرم کے بغیر عورت کو سفر کرنے سے جو منع کیا گیا ہے مجرد سفر کی وجہ سے نہیں بلکہ سفر کے اندر جو خطرے لاحق ہوتے ہیں ان خطرات کی وجہ سے محرم شرط رکھا گیا ہے۔

۴- نہیں اس طرح کی ملازمت کبھی بھی ایک مسلمان عورت کے لیے جائز نہیں ہے۔اس لیے کہ جتنی بلائیں اور فتنے ایرفورس کے سننے میں آتے ہیں اتنے کسی اور میدان کے سننے میں نہیں آتے۔اختلاط اور بے پردگی اس فیلڈ میں حد کو پار کر چکی ہے۔فحش اور بے حیائی تو اس میدان میں بہت ہی عام ہے۔''**إلا ما رحم ربی**''۔فلائٹ کے علاوہ پائلٹوں کا ہوٹلوں میں ٹھہرنا وہاں ان کو خلوتوں کا ملنا۔یہیں سے ہر قسم کی برائی کا دروازہ کھلتا ہے۔ ''**لا یخلون رجل بامرأة ، فإن الشیطان ثالثهما**'' (صحیح الترمذی:۲۱۶۵) جب کبھی کوئی آدمی کسی عورت کے ساتھ خلوت میں جاتا ہے تو تیسرا ان کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔

۵- ٹرین کا ڈریور ایک جفاکش مرد ہوتا ہے۔یہ پیشہ صرف مردوں کے لیے لائق ہے وہ اس راہ میں بھاگ دوڑ کر سکتے ہیں۔مگر ایک عورت کے لیے اس طرح کی جفاکشی زیبا نہیں دیتی۔راتوں میں انہیں ڈیوٹی کرنی پڑتی ہے' اکثر عملہ مردوں ہی کا ہوتا ہے ایسے میں عورت اکیلی پڑ جاتی' جن وانس کے شیطان کبھی بھی اسے دبوچ سکتے ہیں۔اس لیے اس طرح کی ملازمتیں عورتوں کے لیے مناسب نہیں ہیں۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:'' **ولا تتمنوا ما فضل الله به بعضكم علی بعض للرجال نصیب مما اكتسبوا وللنساء نصیب مما اكتسبن**''(سورۃ النساء:۳۲)(اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر جو فضیلت عطا فرمائی ہے اس کی تمنا نہ کرو' مردوں کے لیے ان کا حصہ ہے جتنی انہوں نے محنت کی اور عورتوں کے لیے اتنا حصہ ہے جتنا انہوں نے کمائی کی)۔آیت کریمہ سے بھی پتہ چلا کہ دونوں کے میدان الگ الگ ہیں۔یہ یورپ کی بدتمیزی ہے کہ وہ مساوات کے نام پر مرد اور عورت کے جسم کے الگ الگ ساخت کو جو اللہ نے بنایا ہے اس کو بھلا دیا اور کہنے لگے جس طرح عورت نو ماہ حمل کی تکلیفیں برداشت کر کے بچہ جنتی ہے اسی طرح مرد بھی بچہ جن کر بتائے ۔

۶- ٹرینوں میں لوگوں کا جم غفیر ہوتا ہے۔اور ٹی ٹی عورتوں میں جس طرح ہوتے ہیں اسی طرح مردوں میں بھی ٹی ٹی

ہوتے ہیں اوران کی حفاظت کے لیے پولیس گارڈ بھی ہوتے ہیں ان تمام کا ایک ساتھ بے پردگی کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا ہوتا ہے آپس میں بے تکلفی اس حد تک ہوتی ہے کہ آشنائی تک پہنچادیتی ہے۔ان حالات میں اس طرح کی ملازمت ایک عورت کے لیے ہرگز جائز نہیں۔اس میں اختلاط مرد وزن زیادہ ہوتا ہے۔اور خاص کر ٹکٹ چیکنگ کے وقت لوگوں کے ساتھ جن میں عام طور پر مرد زیادہ ہوتے ہیں ان سے احتکاک زیادہ ہوتا ہے۔اللہ تعالی کا ارشاد ہے:"**وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الأولى**"(سورۃ الأحزاب:۳۳)(اپنے گھروں میں وقار سے رہو قدیم جاہلیت میں جس طرح بے تحاشہ نکلتی تھیں اس طرح نہ نکلو)۔

۷- مذکورہ دونوں شعبوں میں نہ کوئی ڈریونگ ہے اور نہ کوئی سفر ہے اس لیے اس مسئلے کو اس بحث میں ذکر کرنا بظاہر بے تعلق لگتا ہے۔ہاں چونکہ سفر ہی کے قبیل سے ٹکٹ بھی بنایا جاتا ہے شاید اسی مناسبت سے ان شعبوں کا یہاں تذکرہ آیا ہے۔ جواب میں عرض ہے کہ ان دونوں شعبوں میں اگر عورت اپنے شرعی لباس میں پورے وقار کے ساتھ رہکر ملازمت کرسکتی ہے تو ایک مسلمان عورت کے لیے اس طرح کی ملازمت جائز ہے۔کوئی حرج نہیں ہے۔جیسا کہ آج کل بہت سے اسلامی ممالک یا مسلمانوں کے ملکوں کی عورتیں ان شعبوں میں کام کررہی ہیں اور اکثریت انہیں کی ہے۔جس طرح صحابیاتؓ جنگوں میں نکل کر پورے پردہ وحجاب کے ساتھ زخمیوں کو مرہم پٹی کرتی تھیں اور فوجیوں کو پانی پلاتی تھیں۔

☆☆☆

خواتین کی ڈرائیونگ کا مسئلہ

مفتی سعید الرحمٰن فاروقی ☆

موجودہ دور میں ڈرائیونگ انسانی ضرورت ہے، خاص طور سے بڑے شہروں اور جہاں پر ہر جگہ آنے جانے کی سہولتیں موجود نہ ہوں یا ہوں مگر دشواری سے حاصل ہوتی ہوں، مردوں کو گھریلو کام کرنے کی فرصت نہ ہو تو ایسے مخصوص حالات میں عورتوں کی ڈرائیونگ میں بظاہر شرعاً کوئی قباحت معلوم نہیں ہوتی، بلکہ جس جگہ پیدل آنا جانا شرعاً جائز ہو ان مقامات پر سواری سے بھی سفر کرنا قرین قیاس معلوم ہوتا ہے، اس لئے فی نفسہ عورتوں کی ڈرائیونگ میں شرعاً کوئی مانع اور وجہ عدم جواز نہیں ہے، ''**وقدورد فی الحدیث أن النساء شقائق الرجال**''، اس لئے جہاں کوئی خارجی مانع موجود نہ ہو اور انسانی حاجت وضرورت ہو وہاں پر عورتوں کو گاڑی چلانا کی اجازت ہونی چاہئے اس لئے پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ مسافت سفر کے اندر عورت ایک جگہ سے دوسری جگہ گاڑی چلا کر جاسکتی ہے، البتہ بلاضرورت وحاجت عورتوں کو گھر سے باہر نکلنا بھی ٹھیک نہیں ہے، چنانچہ قرآن کریم میں ہے: ''**وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الأولى**'' (سورۃ الاحزاب: ۳۳)، اس لئے گاڑی وغیرہ چلا کر جانا بھی درست نہ ہوگا اور ''فتاوی دار العلوم زکریا'' میں اس قسم کے ایک سوال کا مدلل ومفصل جواب موجود ہے جو افادہ واستفادہ کے لئے پیش ہے۔

صاحب فتاوی لکھتے ہیں: مکمل پردہ کی رعایت کے ساتھ ڈرائیونگ کی اجازت ہے، مختلف صحابیات سے گھوڑے کی سواری ثابت ہے، کیونکہ بعض مرتبہ عورتوں کو گاڑی چلانے کی ضرورت پیش آتی ہے اسی طرح گاڑی سیکھنے کی بھی اجازت ہے جبکہ سکھانے والا محرم یا عورت ہو ہاں حدود شریعت سے تجاوز جائز نہیں ہے، نیز مفاسد سے بچنا بھی ضروری ہے (فتاوی دار العلوم زکریا، ۷/ ۲۳۴)۔

مطہرات اور مختلف صحابیات کی سواری سے متعلق احادیث درج ذیل ہیں:

''**عن عائشة أن النبی ﷺ إذا كان بالليل سار مع عائشة يتحدث فقالت حفصة: ألاتركبين الليل بعيری واركبوابعيرة تنظرين وانظر وافقالت: بلی فركبت فجاء النبی ﷺ إلى جمل عائشة**

☆ دار الافتاء، دار العلوم امدادیہ، ممبئی۔

وعليه حفصة فسلم عليها، ثم سار حتى نزلوا" (رواہ البخاری رقم:۵۲۱۱، کتاب النکاح مسلم رقم:۲۴۴۵)۔

"**عن أبی هريرةؓ ان رسول الله ﷺ قال خير نساء ركبن الإبل نساء قريش أحناه على ولد فی صغره وارعاه على زوج فی ذات يده**" (رواہ البخاری رقم ۵۳۶۵، ۳۴۳۴، باب الی من ینکح ومسلم رقم ۲۵۲۷)۔

"**عن عبد الله بن عبد الرحمن أنصاری قال سمعت انسا يقول: دخل رسول الله ﷺ على ابنة ملحان فاتكا عندها ثم ضحک فقالت: لم تضحک يا رسول الله فقال ناس من أمتی يركبون البحر الأخضر فی سبيل الله، قال انسؓ: فتزوجت عبادة بن الصامت، فركبت البحر مع بنت قرظة فلما قفلت ركبت دابتها فوقصت بها فسقطت عنها فماتت**" (رواہ البخاری رقم ۲۸۷۷ باب غزوۃ فی البحر)۔

"**عن عمران بن حصين قال كانت ثقيف حلفاء لبنی عقيل إلى قوله اسرت امراة من الأنصار واصيبت الضباء فكانت المرأة فی الوثاق وكان القوم يرجون نعمهم بين يدی بيوتهم فانفلتت ذات ليلة من الوثاق فاتت الإبل فجعلت إذا دنت من البعير رغافتتر كه حتى تنتهی إلى العضباء، فلم ترغ قال: وناقة منوقة فقعدت فی عجزها ثم زجرتهافانطلقت**" (رواہ مسلم رقم ۱۶۴۱ باب لا وفاء لنذر فی معصیۃ اللہ)۔

عورتوں کو بعض ڈرائیونگ کی اجازت نہ ہونے یا نہ سیکھنے کی وجہ سے بعض لڑکیاں نوجوان ڈرائیور کے ساتھ تنہائی میں جاتی ہیں یہ فتنہ ڈرائیونگ کے فتنہ سے بھی زیادہ ہے۔

اشکالاً بعض حضرات عورتوں کو ڈرائیونگ کرنے سے روکتے ہیں اور درج ذیل احادیث استدلال میں پیش کرتے ہیں "**لعن الله الفروج على السروج**"، اس کا کیا جواب ہے، جواب یہ حدیث انتہائی ضعیف ہے، یہاں تک کہ بعض نے اس کو بے بنیاد کہا ہے، لہذا اس سے استدلال کرنا درست نہیں ہے، چنانچہ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں: "**لا أصل له**" (الاسرار المرفوعۃ رقم ۷۱۵)، اور نصب الرایہ میں علامہ زیلعی فرماتے ہیں: "**غريب جدا**" (نصب الرایہ ۳/ ۲۲۸)، حافظ ابن حجر نے "**لم أجده**" فرمایا ہے (الدرایۃ:۵۶۹)۔

علامہ شامی فرماتے ہیں: "**نقل المدنی عن أبی الطيب أنه لا أصل له**" (فتاوی شامی ۶/ ۴۲۳، سعید)۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں: "**قال فی الفتح: انه حديث غريب جدا**" (فتاوی شامی ۳/ ۲۵۶، سعید)۔

مذکورہ بالا صحیحین کی احادیث کے مقابلہ میں یہ روایت ضعیف اور مرجوح ہے بالفرض اگر حدیث قابل استدلال تسلیم کرلیں تو فقہاء نے اس کی توجیہ یہ ذکر فرمائی ہے کہ آپ کو بنا سنوار کر مردوں پر پیش کرنے کے لئے سوار ہونا منع ہے، ورنہ کسی حاجت کے لئے سوار ہونا حدود شریعت کی رعایت کے ساتھ جائز ہے، مثلاً جہاد، حج وغیر۔

بلاضرورت صرف لہو ولعب کے طور پر سواری کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

”قال فی البحر الرائق: ولا ترکب امرأةمسلمة علی السرج لقوله علیه الصلاة والسلام: لعن الله الفروج علی السروج، هذا إذا رکبت مثلهیة أم متزینة لتعرض نفسها علی الرجال، فإن رکبت لحاجة کالجهاد والحج، فلا بأس به“(البحر الرائق ۸/ ۲۱۵ دار المعرفۃ)۔

”وقال فی المحیط البرهانی:والمعنی فی النهی من وجهین: أحدهما ان هذا تشبه بالرجال وقد نهین عن ذلک، والثانی أن فیه إعلان الفتن وإظهارها للرجال، وقد أمرن بالستر قالوا: وهذا إذاکانت شابة، فأما إذا کانت عجوزا أو کانت شابة، إلا أنهار کبت مع زوجها بعذر بأن رکبت للجهاد، وقد وقعت الحاجة إلیهن للجهاد أو للحج أو للعمرة، فلا بأس بأن کانت مستترة فقد صح أن نساء المهاجرین کن یرکبن الأفراس ویخرجن للجهاد فکان رسول الله یراهن ولاینهاهن، وکذلک بنات خالد بن الولید کن یرکبن ویخرجن للجهاد“(المحیط البرہانی ۶/ ۱۳۴، کوئٹہ)۔

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے اس قسم کی اور ایک روایت مروی ہے:”اخرج ابن عدی فی الکامل (۱۳۴۳) قال حدثنا زید بن عبد الله الفارض ثناکثیر بن عبید ثنا بقیة عن علی عن ابن جریج عن عطاء عن ابن عباس قال نهی رسول الله ﷺ ذوات الفروج أن یرکبن السروج قال ابن عدی: علی بن أبی طالبؓ علی القرشی یتحدث عنه بقیة مجهول ومذکر الحدیث“(۵/ ۱۸۳ دار الفکر، وکذا فی میزان الاعتدال ۴/ ۶۷)۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے ایک اور روایت مروی ہے:”وروی القاضی أبو الفرج المعافی بن زکریا بسنده عن ابن عباس قال: لما حج النبی حجة الوداع أخذ بحلقتی باب الکعبة، ثم أقبل بوجهه علی الناس، فقال: أیها الناس أن من اشراط القیامة اماتة الصلوت واتباع الشهوات إلی قوله: یا سلمان عند ذلک یکتفی الرجال بالرجال والنساء بالنساء وترکب ذوات الفروج السروج فعلیهن من امتی لعنة الله الحدیث“(المجلس الصالح الکافی والانیس الناصح الشافی ۱/ ۴۴۸، دار الکتب العلمیۃ)۔

”قلت: اسناده ضعیف:وفی بعض سیاقه نکارة فیه: سلمیم بن مسلم الخشاب قال احمد: ضعیف الحدیث:منکر الحدیث:قال ابوزرعة لیس بقوی:قال النسائی متروک الحدیث:قال یحی بن معین جهمی خبیث راجع“(الجرح والتعدیل ۴/ ۳۱۴، المغنی فی الضعفاء ۱/ ۲۸۵)۔

خلاصہ یہ ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے اور صحیح روایات کے مقابلے میں قابل حجت نہیں، حضرت ابو ہریرہؓ سے بھی اس قسم کی ایک روایت مروی ہے، ”المعجم الاوسط“ میں ہے:

"عن أبی هریرة عن النبی قال: والذی بعثنی بالحق لا تنقضی الدنیا حتی یقع بهم الخسف والمسخ والقذف: قالوا ومتی ذلک یا نبی الله قال: إذا رایت النساء رکبن السروج، وکثرت القینات" (اخرجہ الطبرانی فی الاوسط ۶۱/۵۰)۔

"وقال الهیثمی(مجمع الزوائد۱۰/۸ دار الفکر) فیه سلیمان بن داؤد الیمامی وهو متروک واخرجه ایضا الحاکم(۸۳۴۹، ۸۶۳۶، ابن عدی ترجمه ۷۴۸، بیهقی فی شعب الایمان ۵۴۶۶)، وقال تفرد به سلیمان بن داؤد وهوضعیف"۔

خلاصہ یہ ہے کہ یہ روایت بھی ضعیف ہے، اور قابل استدلال نہیں۔

۲- پرائیویٹ کار وغیرہ میں جہاں ضرورت ہوتی ہے وہاں گنجائش معلوم ہوتی ہے اور دلائل پہلے گزر چکے ہیں۔

۳- شریعت نے فتنوں کا سد باب کیا ہے مذکورہ صورت میں سد باب کا امکان ہوتا ہے مگر مکمل سد باب نہیں ہوتا ہے، اس لئے اینات وغیرہ کی موجودگی میں جواز قرار دینا محل نظر ہے۔

۴- شرعی یا دنیوی کوئی مجبوری یا لازمی ضرورت نہیں اس لئے اس کی اجازت نہیں دی جاسکتی، خواتین صنف نازک بھی ہیں اس لئے مصلحت کے بھی خلاف ہے۔

۵- ضرورت متحقق نہیں ہے، اس لئے جواز نہیں معلوم ہوتا، کم دوری کی ٹرینوں میں کوئی مانع نہیں جو خواتین کے لئے مخصوص ہوں اس میں گنجائش معلوم ہوتی ہے، کیونکہ شرعی مسافت نہیں جو جواب نمبر ۱ کی تفصیل سے واضح ہے، عورتوں کی ڈرائیونگ فی نفسہ جائز ہے، اس لئے اس صورت میں عدم جواز کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔

۶- جائز نہیں ہے، اس لئے کہ اس کی گنجائش نہیں ہے۔

۷- شرعی حدود اور پردہ میں رہتے ہوئے جائز ہے۔

☆☆☆

خواتین کی ڈرائیونگ سے متعلق بعض مسائل

مولانا محمد شاکر نثار مدنی قاسمی☆

۱۔اس میں مردوں کی مشابہت ہے، اس لیے کہ سواری اصلاً مردوں کا کام ہے، اور عورتوں کو مردوں کی مشابہت سے منع کیا گیا ہے۔

۲۔اس میں فتنہ کا قوی اندیشہ ہے۔

۳۔اس میں عورتوں کا مردوں کے سامنے اظہار ہے، جب کہ عورتوں کو پردہ میں اور چھپے رہنے کا حکم ہے۔

۴۔عورتوں کا مردوں کے سامنے محض اظہار ہی نہیں؛ بلکہ مردوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کا انوکھا انداز ہے۔

۵۔خدانخواستہ موٹر سائیکل کے بے قابو ہونے کی صورت میں بے پردگی کا بھی سخت احتمال ہے۔

۶۔جرائم پیشہ افراد کا شکار ہونے کا زیادہ خطرہ ہے۔

۷۔اس میں ہر طرح کے (جوان اور بڑی عمر کے) مردوں پر نظر پڑنا لازمی امر ہے، اس سے بچنا ممکن نہیں ہے، جب کہ عورتوں کو بھی حکم ہے کہ وہ غیر محرم مردوں پر نظر نہ ڈالیں۔

۸۔اگر خدانخواستہ اس کا رواج ہو گیا تو عورت سرِ بازار مردوں کے لیے تماشہ بن جائے گی، جب کہ اسلام عورتوں کی عزت، آبرو اور عصمت کو محفوظ رکھنے کے لیے انہیں گھر کی چار دیواری میں رہنے کا حکم دیتا ہے۔

۹۔اس سے معاشرہ میں بے حیائی کا ناسور پھیلنے کا اندیشہ ہے۔

۱۰۔اسلامی معاشرے میں مغربی کلچر کو فروغ دے کر دشمنانِ اسلام کی خواہش میں معاونت کا باعث بھی ہے (تلک عشرۃ کاملۃ)۔

لہذا اگر موٹر سائیکل چلانے کا عرف بھی ہو جائے تب بھی عورتوں کے لیے دیگر مفاسد موجود ہونیکی وجہ سے موٹر سائیکل چلانا جائز نہیں ہوگا۔

☆ استاذ حدیث وفقہ ونائب مفتی مدرسہ اسلامیہ عربیہ بیت العلوم، سرائے میر، اعظم گڑھ، یوپی۔

مذکورہ بالا فیصلہ کن تمہید کے بعد اکیڈمی کے سوالات کی روشنی میں چند صورتوں کا حکم سپرد قرطاس کیا جارہا ہے:

نوٹ: اکثر جزئیات کے دلائل یکساں ہیں؛ اس لیے تکرار سے بچنے کے لیے سارے دلائل مقالہ کے آخر میں یکجا نقل کردیے گئے ہیں۔

۱- خواتین کے لیے شہر میں ایک جگہ سے دوسری جگہ بلاضرورت محض شوقیہ طور پر یا زینت کے اظہار کے لیے گاڑی چلاکر جانا جائز نہیں ہے، اسی طرح اگر ضرورت محرم یا شوہر کے ساتھ سفر سے پوری ہوجاتی ہو تو خود گاڑی چلانے سے اجتناب ضروری ہے، البتہ اگر دینی یا دنیوی ضرورت ایسی ہو کہ جس کے لیے خود سواری کی ضرورت ہو تو مکمل پردہ کے اہتمام کے ساتھ، پُر امن راستے میں سفر کرنے کی گنجائش ہوگی، سنسان اور پُر خطر راستوں پر تنہا نہ جائے، اگر مسافتِ سفر سوا ستہتر کلومیٹر سے زائد ہو تو شوہر یا محرم کے بغیر سفر کرنا جائز نہیں ہوگا۔

یہ حکم دو پہیہ اور پرائیویٹ کار کا ہے، بس یا سامان پہنچانے والی گاڑی میں، چونکہ غیر محارم سے اختلاط اور بہت سے ایسے کام کرنے ہوں گے جو عورت کے لیے جائز نہیں ہیں، اس لیے اس کا حکم عدم جواز کا ہوگا۔

۲- اگر سفر مسافت شرعی کا ہو لیکن محرم ساتھ ہو تو بدرجہ مجبوری عورت کے لیے گاڑی چلانے کی اجازت ہوگی، مثلاً محرم ڈرائیونگ نہ جانتا ہو یا معذور ہو، وغیرہ وغیرہ، اگر اس طرح کی مجبوری نہ ہو تو سدا لباب الفتنہ اس کی اجازت نہیں ہونی چاہیئے۔

۳- بعض فقہاء کے نزدیک اگر عورتوں کا قافلہ ہو تو کوئی عورت اپنے محرم کے بغیر بھی قافلہ میں گرچہ شریک ہوسکتی ہے؛ لیکن اس کو نظیر بنا کر پبلک ٹرانسپورٹ میں عورت کو ڈرائیونگ کی اجازت نہیں دی جاسکتی، اس لیے کہ یہ ڈرائیونگ بھی خطرے سے خالی نہیں ہے؛ کیونکہ سفر کی ایک منزل پوری کرنے کے بعد کئی ڈرائیور ایک ساتھ آرام کرتے ہیں، بعض مرتبہ ایک عورت مرد یکجا ہوسکتے ہیں جو بہت سے مفاسد کا ذریعہ ہوسکتا ہے، نیز اس سے حدیث شریف میں سختی کے ساتھ منع بھی فرمایا گیا ہے۔

۴- خواتین ہوائی جہاز کی پائلٹ بن رہی ہیں اور حکومتیں ان کو ترجیح دے رہی ہیں، نیز فلائٹ کا سیکورٹی نظام بہت مضبوط ہوتا ہے، مسافروں کے ساتھ ساتھ پائلٹ کی ہر چھوٹی بڑی حرکت کیمرے کے ذریعہ محفوظ ہوتی ہے، لیکن چونکہ پائلٹ کیبن میں ایک مرد بھی ہوتا ہے، اور جہاز وایئرپورٹ کا اکثر عملہ مرد ہوتا ہے جن سے اختلاط لابدی ہے، نیز جہاز کی مسافت مدت سفر سے زیادہ ہوتی ہے؛ اس لئے کسی عورت کے لیے پائلٹ بن کر بلامحرم خدمات انجام دینا شرعاً درست نہیں ہے۔

۵- ٹرینوں میں بھی بحیثیت ڈرائیور عورتوں کو موقع دیا جارہا ہے؛ لیکن اس ملازمت میں بھی غیر محرم مردوں سے اختلاط امر لابدی ہے، حالانکہ عورتوں کے لیے مجبوری کی صورت میں ملازمت کی شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ غیر محارم سے اختلاط نہ ہو۔

اگر مرد وعورت ایک ساتھ کام کرتے ہیں تو بے پردگی و بے تکلفی اور بدنگاہی سے بچنا تقریبا ناممکن ہے۔
اس لیے مذکورہ بالا مفاسد کی وجہ سے کسی مسلمان عورت کے لیے یہ نوکری کرنا شرعا درست نہیں ہے۔

۶- ریلوے میں ٹی ٹی کی نوکری بھی عورتوں کے لیے جائز نہیں ہے؛ گرچہ ٹی ٹی کی حفاظت کے لیے بسا اوقات مسلح گارڈ بھی ہوتے ہیں، کیونکہ ٹی ٹی کو ایک جم غفیر کے ٹکٹ کو چیک کرنا ہوتا ہے جس میں اکثریت غیر محرم مردوں کی ہوتی ہے، نیز بلا محرم مسافت سفر سے لمبا سفر بھی کرنا پڑتا ہے۔

۷- ریلوے اسٹیشن وایئرپورٹ پر ٹکٹ جاری کرنے کی نوکری بھی عورتوں کے لیے درست نہیں ہے؛ کیونکہ یہاں بھی غیر محرم مردوں سے اختلاط اور بات چیت کرنا ضروری ہے جس کی شرعا گنجائش نہیں ہے۔

"قال الله تعالى: ﴿وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ﴾ [الأحزاب: ٣٣]۔

"قال العلامة المفسر الفقيه محمد شفيع العثماني: قال تعالى: ﴿وقرن في بيوتكن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الأولى﴾، فدلت الآية على أن الأصل في حقهن الحجاب بالبيوت والقرار بها، ولكن يستثنى منه مواضع الضرورة فيكتفى فيها الحجاب بالبراقع والجلابيب... فعلم أن حكم الآية قرارهن في البيوت، إلا لمواضع الضرورة الدينية كالحج والعمرة بالنص، أو الدنيوية كعيادة قرابتها وزيارتهم أو احتياج إلى النفقة وأمثالها بالقياس، نعم! لا تخرج عند الضرورة أيضًا متبرّجة بزينة تبرج الجاهلية الأولى، بل في ثياب بذلة متسترة بالبرقع أو الجلباب، غير متعطرة ولامتزاحمة في جموع الرجال؛ فلا يجوز لهن الخروج من بيوتهن إلا عند الضرورة بقدر الضرورة مع اهتمام التستر والاحتجاب كل الاهتمام۔ وما سوى ذلک فمحظور ممنوع".(أحكام القرآن: 3 / 317–319، سورة الأحزاب: آلاية:33)۔

وعن أنس بن مالک رضي الله عنه قال: أقبلنا مع رسول الله ﷺ من خيبر، وإني لرديف أبي طلحة وهو يسير، وبعض نساء رسول الله ﷺ رديف رسول الله ﷺ، إذ عثرت الناقة، فقلت: المرأة، فنزلت، فقال رسول الله ﷺ: «إنها أمكم» فشددت الرحل وركب رسول الله ﷺ". (صحيح البخاري: 7 / 170، باب إرداف المرأة خلف الرجل، ط: دارطوق النجاة)۔

"وعن عمرة بنت عبد الرحمن، أنها سمعت عائشة زوج النبي ﷺ تقول: لو أن رسول الله ﷺ رأى ما أحدث النساء لمنعهن المسجد كما منعت نساء بني إسرائيل، قال: فقلت لعمرة: أنساء

بني إسرائيل منعن المسجد؟ قالت: نعم۔ (صحيح مسلم: 1/ 328، كتاب الصلاة، باب منع نساء بني إسرائيل المسجد، ط: دار إحياء التراث العربي، بيروت)۔

"لا يحل لامرأة أن تسافر ثلاثا إلا ومعها ذو محرم منها" (صحيح مسلم، رقم الحديث: ۱۳۳۲)۔

"وعن عبد الله، عن النبي ﷺ، قال:«صلاة المرأة في بيتها أفضل من صلاتها في حجرتها، وصلاتها في مخدعها أفضل من صلاتها في بيتها»" (سنن أبي داود: 1/ 94، كتاب الصلاة، باب ما جاء في خروج النساء إلى المسجد، ط: رحمانية)۔

"ثلاثة لا يدخلون الجنة ، العاق لوالديه ، والديوث، ورجلة النساء، رواه الحاكم والبيهقي، ورجلة النساء هن المتشبّهات بالرجال في الزي والهيئة۔

وأخرج البيهقي في دلائل النبوة: حدثنا مالک بن أنس، عن نافع، عن ابن عمر، قال: كتب عمر بن الخطاب رضي الله عنه إلى سعد بن أبي وقاص وهو بالقادسية أن وَجِّه نضلة بن معاوية الأنصاري إلى حلوان العراق... فقال: أنا ذُريب بن بَرُثَمُلا وصي العبد الصالح عيسى بن مريم أسكنني هذا الجبل، ودعا لي بطول البقاء ...فاقرؤوا عمر مني السلام، وقولوا له: يا عمر سدّد وقارب فقد دنا الأمر واختبروه بهذه الخصال التي أخبركم بها يا عمر إذا ظهرت هذه الخصال في أمة محمد ﷺ فالهرب الهرب إذا استغنى الرجال بالرجال، والنساء بالنساء... وخرج الرجل من بيته فقام عليه من هو خير منه، وركبت النساء السروج". (دلائل النبوة: 5 / 425،426، باب ما جاء في قصة وصي عيسى بن مريم، ط:دار الكتب العلمية – بيروت)۔

"والمحرم في حق المرأة شرط، شابة كانت أو عجوزا، إذا كانت بينها وبين مكة مسيرة ثلاثة أيام" (الفتاوى التاتارخانية:434/2)۔

"لا تركب مسلمة على سرج للحديث، هذا لو للتلهي، ولو لحاجة غزو أو حج أو مقصد ديني أو دنيوي لا بد لها منه فلا بأس به.

و في الرد: (قوله: للحديث) وهو« لعن الله الفروج على السروج» ذخيرة .لكن نقل المدني عن أبى الطيب أنه لا أصل له اه، يعني بهذا اللفظ، وإلا فمعناه ثابت، ففي البخاري وغيره «لعن رسول الله ﷺ المتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال»، وللطبراني: أن امرأة مرت على رسول الله ﷺ متقلدة قوسًا، فقال: «لعن الله المتشبهات من النساء بالرجال

والمتشبهين من الرجال بالنساء»، (قوله ولو لحاجة غزو إلخ) أى بشرط أن تكون متسترة وأن تكون مع زوج أو محرم (قوله أو مقصد دينى) كسفر لصلة رحم ط".(رد المحتار: 6 / 423، كتاب الحظر والإباحة، ط: سعيد)۔

"ولهذا يكره للنساء الركوب على السرج؛ لأنهن ليسوا من أهل الجهاد". (البناية شرح الهداية7 / 260، باب الجزية، ط: دار الكتب العلمية – بيروت، لبنان)۔

''قوله: (ولا تركب المرأة على السرج) لقوله عليه السلام: ''لعن الله الفروج على السروج."

قوله: (إلا للضرورة)، يعنى إذا كانت المرأة فى سفر الحج وغيره، واضطرت للركوب على السرج، تركب مستديرة، لأن الضرورة تبيح المحظورة". (منحة السلوک فى شرح تحفة الملوک:1 / 423، كتاب الكراهية، ط: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية – قطر)۔

"ولا تركب امرأة مسلمة على السرج لقوله عليه الصلاة والسلام: « لعن الله الفروج على السروج» هذا إذا ركبت متلهية أو متزينة لتعرض نفسها على الرجال فإن ركبت لحاجة كالجهاد والحج فلا بأس به". (البحر الرائق شرح كنز الدقائق: 8 / 215، كتاب الكراهية، فصل فى اللبس، ط: دار الكتاب الإسلامي)۔

"وقوله: ولا تركب امرأة مسلمة على سرج بظاهره، نهى النساء عن الركوب على السرج، وبه نقول وإنه خرج موافقا لقوله عليه السلام:« لعن الله الفروج على السروج» والمعنى فى النهى من وجهين؛ أحدهما: أن هذا تشبه بالرجال، وقد نهين عن ذلک، الثانى: أن فيه إعلان الفتن وإظهارها للرجال، وقد أمرن بالستر، قالوا: وهذا إذا كانت شابة، وقد ركبت السرج والفرج، فأما إذا كانت عجوزا أو كانت شابة، إلا أنها ركبت مع زوجها بعذر بأن ركبت للجهاد، وقد وقعت الحاجة إليهن للجهاد، أو للحج أو للعمرة، فلا بأس إن كانت مستترة، فقد صح أن نساء المهاجرين كن يركبن الأفراس، ويخرجن للجهاد، فكان رسول الله عليه السلام يراهن و (لا) ينهاهن، وكذلک بنات خالد بن الوليد كن يركبن، ويخرجن للجهاد يسقين المجاهدين فى الصفوف ويداوين الجرحى". (المحيط البرهاني في الفقه النعماني: 5 / 384،كتاب الاستحسان والكراهية، ط: دار الكتب العلميه، بيروت)۔

☆☆☆

خواتین کی ڈرائیونگ سے متعلق منتخب مسائل

مفتی شاہد علی قاسمی☆

عورتوں سے متعلق شریعت کی واضح ہدایت یہ ہے کہ وہ بلاوجہ اپنے گھروں سے نہ نکلیں، اگر کسی وجہ سے گھروں سے نکلنا پڑے تو کچھ حدود و قیود کی رعایت سے نکلیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''**و قرن فی بیوتکن و لا تبرجن تبرج الجاهلية الاولى** ''(الاحزاب:33)۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''**إنَّ المرأةَ عورةٌ، فإذا خرجتِ استشرفها الشَّيطانُ، وأقربُ ما تكونُ من وجهِ ربِّها وهي في قَعرِ بيتِها**''(ترمذی شریف، حدیث نمبر:1173)۔

اگر عورت کو کسی ضرورت سے نکلنا پڑے تو پردہ کی رعایت ہو، جیسا کہ قرآن مجید میں کہا گیا: ''**و یدنین علیهن جلابیبهن**''(الاحزاب:59)، خوشبو کا استعمال نہ کرے، مردوں کو راغب کرنے والا لباس نہ پہنے، مسافت شرعی کا سفر درپیش ہو تو محرم کے بغیر نہ نکلے۔ شادی شدہ ہو تو شوہر کی اجازت سے نکلے، راستہ مامون ہو، فتنہ کا اندیشہ نہ ہو، راستہ کے ایک کنارہ سے چلے، تاکہ مردوں سے اختلاط نہ ہو، اسی طرح نگاہیں نیچی ہوں، ان سب شرطوں کی تفصیلات نصوص اور کتب فقہیہ میں موجود ہیں۔

۱-عورت کا مختلف انداز کی گاڑی ڈرائیو کرنا:

بلاضرورت عورتوں کا گھر سے نکلنا اور گاڑی چلانا ناپسندیدہ ہے، اور کوئی معقول ضرورت ہو تو مذکورہ بالا حدود و قیود کی رعایت کے ساتھ عورتوں کا گھر سے نکلنا اور باہر جانا درست ہے، جب اونٹوں اور گھوڑوں اور گدھوں کا دور تھا تو بہ وقت ضرورت عورتیں اونٹ، گھوڑے اور گدھوں پر پر بیٹھ کر باہر نکلتی تھیں، چنانچہ قریش کی عورتوں کی تعریف کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: '' **عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: " خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الْإِبِلَ صَالِحُ نِسَاءِ قُرَيْشٍ؛ أَحْنَاهُ عَلَى وَلَدٍ فِي صِغَرِهِ، وَأَرْعَاهُ عَلَى زَوْجٍ فِي ذَاتِ يَدِهِ .**"(بخاری شریف، حدیث نمبر5082)۔

☆ المعہد العالی الاسلامی حیدرآباد۔

نیز اس سلسلہ میں جواز اور عدم جواز دونوں پہلو ہے، تفصیلات حسب ذیل ہیں:

الف: اگر عورت ایسی گاڑی چلائے جس میں مردوں سے اختلاط کی کیفیت ہو، جیسے بس، ٹیکسی اور لاری وغیرہ کہ ایسی گاڑیوں پر مختلف اجنبی لوگ ہوتے ہیں، اس میں اختلاط کی کیفیت تقریباً یقینی ہوتی ہے، اور اختلاط کے نتیجہ میں عزت و عفت کے پہلو سے آنچ آنے کا قوی اندیشہ ہوتا ہے، اس لئے ٹیکسی، بس اور لاری اور ان جیسی بڑی گاڑیاں عورتوں کا چلانا درست نہیں ہے۔

ب: اگر گاڑی ڈرائیو کرنے میں اختلاط مرد و زن کی کیفیت نہ ہو، راستہ پر امن ہو، عزت و عصمت کو خطرہ نہ ہو، گاڑی اپنی وضع کے اعتبار سے عورت کے مناسب حال ہو جیسے دو پہیے والی اسکوٹی، اور چار پہیے والی کار تو گھر سے نکلنے کی مذکورہ بالا حدود کی رعایت کے ساتھ عورت کا گاڑی ڈرائیو کرنا اور شہر کے ایک محلّہ سے دوسرے محلّہ کی طرف آمد و رفت درست ہے۔ لیکن اگر راستہ مامون نہ ہو، اور عزت و عصمت کو خطرہ ہو تو اسے گاڑی ڈرائیو کر کے شہر میں آمد و رفت کی اجازت نہیں ہوگی۔

ج: اگر اختلاط کی کیفیت نہ ہو اور نہ عزت و عصمت پر آنچ آنے کا اندیشہ ہو، لیکن گاڑی اپنی وضع کے اعتبار سے عورت کے مناسب حال نہ ہو، بلکہ مردوں کے مناسب حال ہو جیسے بائیک اور اس کی مختلف انواع تو ایسی گاڑی چلانا عورت کے لئے مکروہ ہے، جیسا کہ فقہاء نے لکھا ہے کہ مرد کا عورت کی وضع میں بیٹھ کر سوت کاتنا مکروہ ہے، منشاء یہ ہے کہ عورت اپنے کاموں میں مرد کا انداز اختیار نہ کرے کہ یہ مردوں کی مشابہت اختیار کرنا ہے، جو ممنوع ہے۔ علامہ حصکفیؒ فرماتے ہیں:

"غَزْلُ الرَّجُلِ عَلَى هَيْئَةِ غَزْلِ الْمَرْأَةِ يُكْرَهُ" (الدر المختار مع الرد: 6/426، باب الحظر والاباحۃ)۔

علامہ شامیؒ فرماتے ہیں: "وَلِلطَّبَرَانِيِّ أَنَّ امْرَأَةً مَرَّتْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مُتَقَلِّدَةً قَوْسًا، فَقَالَ: لَعَنَ اللَّهُ الْمُتَشَبِّهَاتِ مِنْ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ وَالْمُتَشَبِّهِينَ مِنْ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ" (ردالمحتار مع الدر: 6/423، باب الحظر و الاباحۃ)۔

علامہ حصکفیؒ فرماتے ہیں: "لَا تَرْكَبُ مُسْلِمَةٌ عَلَى سَرْجٍ لِلْحَدِيثِ .هَذَا لَوْ لِلتَّلَهِّي، وَلَوْ لِحَاجَةِ غَزْوٍ أَوْ حَجٍّ أَوْ مَقْصِدٍ دِينِيٍّ أَوْ دُنْيَوِيٍّ لَا بُدَّ لَهَا مِنْهُ فَلَا بَأْسَ بِهِ" (حوالہ سابق)۔

۲-عورت کا اپنے محرم کے ساتھ گاڑی ڈرائیو کر کے مسافت شرعی طے کرنا:

اگر عورت گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے مسافت شرعی کے لئے نکلے اور ساتھ میں شوہر یا محرم موجود ہو تو ٹیکسی، بس اور لاری چلانے میں بعض مفاسد یقینی یا مظنون ہیں، جیسے بیپردگی اور اختلاط مرد و زن وغیرہ، نیز یہ گاڑیاں اپنی وضع کے اعتبار سے مردوں کے مناسب حال ہیں، اس پس منظر میں عورت کا اپنے محرم کے ساتھ گاڑی ڈرائیو کر کے مسافت شرعی طے کرنا درست نہیں ہے، ہاں اگر اسکوٹی یا کار ڈرائیو کرنے کی بات ہو تو اس کی گنجائش ہے، تاہم بہتر نہیں، کہ مرد کی موجودگی میں

عورت کا گاڑی ڈرائیو کرنا ایک ناپسندیدہ امر ہے، کیونکہ گاڑی چلانا مردوں کا کام ہے، عورتوں کی فطرت جس طرح کے کاموں کی متقاضی ہے، گاڑی چلانا اس کے خلاف ہے، حاجت کے موقع پر ہی عورتوں کو مخصوص گاڑی چلانے کی اجازت ہے، لہذا جب مرد حضرات موجود ہوں تو عورت کے لئے اب گاڑی چلانا حاجت کے دائرہ میں نہ رہا، اور جب حاجت کے دائرہ میں نہ رہا تو اسے گاڑی چلانے سے گریز کرنا چاہیے۔

۳-کیا عورتوں کی جماعت کسی عورت کے لئے محرم کے درجہ میں ہے؟

عورتوں کا قافلہ کسی عورت کے لئے محرم کے قائم مقام ہوجائے، ایسی بات راقم الحروف کی نگاہ میں فقہاء کے یہاں نہیں ملتی ہے، بلکہ حدیث شریف میں مطلقا کہا گیا ہے کہ کوئی عورت تین دن تین رات کا سفر محرم کے بغیر نہ کرے۔

" عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: " لَا تُسَافِرِ الْمَرْأَةُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ ."(بخاری شریف، حدیث نمبر:1086، کتاب الصلاۃ)۔

یہ اصولی ہدایت ہے، جو مطلق ہے، اور مطلق بات اپنے اطلاق پر محمول ہوتی ہے، اگر عورتوں کے قافلہ کو محرم کا درجہ حاصل ہوتا تو ضرور اس پہلو سے کوئی ہدایت صراحتاً یا اشارتاً وارد ہوتی، لہذا عورتوں کا قافلہ کسی عورت کے لئے محرم کے قائم مقام نہیں ہوسکتا، اس لئے اگر پبلک ٹرانسپورٹ والی گاڑی میں عورتوں کی جماعت ہو پھر بھی کسی عورت کے لئے پبلک ٹرانسپورٹ والی گاڑی ڈرائیو کرنے کی اجازت نہیں ہوگی، نیز اس میں عام طور پر اختلاط مرد وزن کی صورت ہوتی ہے، اس کے ساتھ ساتھ عفت وعصمت کے پہلو سے بھی اطمینان بخش شکل نہیں ہے، ان سب کے علاوہ یہ ڈرائیو عورتوں کے مناسب حال نہیں ہے، اس ڈرائیو کی اجازت گویا مردوں کے مناسب حال وضع سے مشابہت اختیار کرنے والی بات ہوگی۔ ان سب وجوہ سے کسی عورت کا پبلک ٹرانسپورٹ والی گاڑی ڈرائیو کرنا درست نہیں ہے۔

۴-عورت کا پائلٹ بننا:

عورت کے لئے کچھ حدود وقیود کے ساتھ معاشی جدوجہد کرنے کی اجازت ہے، حدود وقیود سے مراد اجمالا یہ ہے کہ ملازمت کی جگہ مامون ہو، مردوں سے اختلاط نہ ہو، پردہ کی پوری رعایت ہو، لباس مائل کرنے والا نہ ہو، اگر کسی کی زوجیت میں ہو تو شوہر کی اجازت حاصل ہو، مسافت شرعی طے کررہی ہو تو اس کے ساتھ محرم یا شوہر ہو، غور کیا جائے کہ پائلٹ بننے میں کتنی خرابیاں لازم آتی ہیں؟ ایک تو یہ کہ لمبی مسافت کا سفر وہ بغیر محرم کے کرے گی، اس کیبن میں دوسرا مرد ہو تو اس سے اختلاط اور اختلاط کے ساتھ خلوت کی کیفیت ہوگی، عام طور پر پائلٹ کا لباس بھی مخصوص ہوتا ہے، جس میں مکمل جسم چھپانے کی گنجائش نہیں ہوتی ہے، پھر یہ کہ پائلٹ بننے کے لئے پہلے سے جو پریکٹس کرائی جاتی ہے اس میں بھی مذکورہ بالا خرابیاں

پائی جاتی ہیں، ان سب وجوہ سے کسی مسلم عورت کا پائلٹ بننا درست نہیں ہے۔

۶،۵- کیا عورت کے لئے ٹرین کا ڈرائیور اور ٹی ٹی بننا جائز ہے؟

ٹرین کا ڈرائیور ایک سے زیادہ ہوتا ہے، عام طور پر انجن کی سیٹ پر ایک سے زائد لوگ ہوتے ہیں، ٹرینیں لمبے لمبے روٹ پر چلتی ہیں، اگر عورت ڈرائیور بنے تو متعدد خرابیوں کا سامنا ہوگا، اجنبی مرد سے خلوت، مردوں سے اختلاط، بغیر محرم کے مسافت شرعی طے کرنا اور عزت وعصمت کے اعتبار سے مامون نہ ہونا وغیرہ، اور اگر ٹکٹ چیکنگ کا کام کرے اور ٹی ٹی بنے، تو اس میں بھی متعدد مفاسد ہیں، اس میں مردوں سے اختلاط کی کیفیت زیادہ ہوتی ہے، ٹرین میں ازدحام ہو تو پھر چلنا بھی دشوار ہوتا ہے، جسم ایک دوسرے سے مس کرتا ہے، چہرہ کھلا رہتا ہے، بدنگاہی ہوتی ہے، مسافت شرعی کا سفر بغیر محرم کے ہوتا ہے، جس ملازمت میں اتنی ساری قباحتیں ہوں اس کی اجازت کیوں کر ہوسکتی ہے؟ ملازمت کے مختلف محفوظ مواقع ہیں، جہاں عورت مفاسد مذکورہ سے بچتے ہوئے کسب معاش کرسکتی ہے، لہذا عورت کے لئے ٹرین کا ڈرائیور اور ٹی ٹی بننا جائز نہیں ہے۔

دلائل حسب ذیل ہیں: "عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: إِيَّاكُمْ وَالدُّخُولَ عَلَى النِّسَاءِ! فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ الْأَنْصَارِ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَفَرَأَيْتَ الْحَمْوَ؟ قَالَ: الْحَمْوُ الْمَوْتُ .قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عُمَرَ وَجَابِرٍ وَعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَإِنَّمَا مَعْنَى كَرَاهِيَةِ الدُّخُولِ عَلَى النِّسَاءِ عَلَى نَحْوِ مَا رُوِيَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا كَانَ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَان ."(ترمذی شریف، حدیث نمبر: .1171 ابواب الرضاع)۔

"عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: " أَلَا لَا يَبِيتَنَّ رَجُلٌ عِنْدَ امْرَأَةٍ ثَيِّبٍ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ نَاكِحًا أَوْ ذَا مَحْرَمٍ"(مسلم شریف، حدیث نمبر:2171)۔

علامہ حصکفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "إلا من أجنبية فلايحلّ مسّ وجهها وكفها وإن أمن الشهوة؛ لأنه أغلظ ...وفي الأشباه: الخلوة بالأجنبية حرام ... ثم رأيت في منية المفتي مانصه: الخلوة بالأجنبية مكروهة وإن كانت معها أخرىٰ كراهة تحريم" ...(درمختار مع الشامی:5/260، کتاب الحظر والاباحۃ)۔

"وفي الشرنبلالية معزياً للجوهرة: و لايكلم الأجنبية، إلا عجوزاً عطست أوسلمت فيشمتها و يرد السلام عليها، و إلا لا .انتهى .وبه بان أن لفظة "لا" في نقل القهستاني "ويكلمها بما لايحتاج إليه" زائدة، فتنبه."(حوالہ سابق)۔

۷-عورت کا ریلوے اسٹیشن اور ائیر پورٹ پر ٹکٹ بنانے کی ملازمت کرنا:

ریلوے اسٹیشن اور ائیر پورٹ پر عورت کا ٹکٹ بنانا چند مفاسد پر مبنی ہے:

الف: چہرہ کھلا رہنا۔ عام طور پر ایسے مقامات پر چہرہ ڈھانپنے کی اجازت نہیں ہوتی ہے۔

ب: مردوں سے اختلاط۔ اس کام کے لئے جو دیگر ملازمین اور ذمہ داران مرد ہوتے ہیں ان سے اختلاط کی کیفیت ہوتی ہے، اسی طرح ہر آن ٹکٹ لینے والے لوگوں سے پردہ کی رعایت کے بغیر گفتگو اور آمنا سامنا کرنا پڑتا ہے، یہ دو خرابیاں خاص طور پر پائی جاتی ہیں، ان دو خرابیوں کے علاوہ جو خرابیاں دیکھی جاتی ہیں جیسے تنگ لباس پہننا، چھوٹا لباس پہننا، خوشبو لگا کر جانا، بعض اوقات میں دیگر ملازمین کے ساتھ تنہائی کا پایا جانا وغیرہ تو یہ سب یقیناً بڑی خرابیاں ہیں، جسے عورتیں اپنے اختیار سے کرتی ہیں، تو یہ ان کا ذاتی معاملہ ہے، اس پر وہ مجبور نہیں ہوتی ہیں۔ تاہم جب ماحول ہی غیر شرعی امور کے ارتکاب کا ہو تو کیا مسلم عورتیں اس ملازمت میں شرعی امور کی رعایت کر سکیں گی؟ جب کہ پہلی دو خرابیاں یعنی چہرہ کھلا رہنا اور اختلاط کی کیفیت لازم ملزوم کی طرح ہیں، اس پس منظر میں راقم الحروف کا خیال ہے کہ ان خرابیوں کے ساتھ ریلوے اسٹیشن اور ائیر پورٹ پر ٹکٹ بنانے کی ملازمت اختیار کرنا درست نہیں ہے، بالفرض کوئی خوددار عورت ان سب خرابیوں سے بچے، پھر بھی سدالذریعہ اسے ممنوع ہی قرار دیا جائے گا، بایں ہمہ وجوہ کوئی عورت ملازمت اختیار کر لے اور تنخواہ حاصل کرے تو کمائی حلال رہے گی، اور غیر شرعی امور کے ارتکاب کا گناہ مستقل ہوگا۔ اس کے دلائل وہی ہیں جو سوال نمبر پانچ اور چھ کے ذیل میں پیش کئے گئے۔

☆☆☆

خواتین کی ڈرائیونگ اور ملازمت سے متعلق احکام ومسائل

مفتی محمد سعید اسعد قاسمی☆

خواتین کی ڈرائیونگ:

عورتوں کا اصل مقام اس کا گھر ہے؛ اس لئے عورتوں کا شتر بے مہار کی طرح آزادانہ طور پر گھر سے باہر نکل کر ملازمت کرنا بلا عذر شرعی صحیح ودرست نہیں ہے؛ کیونکہ قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے فرمایا:

''وقرن في بيوتكن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الأولىٰ ''(سورۂ احزاب:۳۳)(اور اپنے گھروں میں رہا کرو، جیسے گزشتہ جاہلیت میں عورتیں زیب وزینت کا اظہار کیا کرتی تھیں، اس طرح زینت ظاہر نہ کیا کرو)۔

موجودہ بے حیائی اور نمائش حسن والے پُرفتن دور میں اس حکم پر عمل کرنے کی اہمیت اور بڑھ گئی ہے، قرآن کی تائید میں حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے، عورت کو باہر نکلنے کا اختیار نہیں ہے؛ مگر یہ کہ وہ مجبور ومضطر ہو جائے:

''عن ابن عمرؓ قال: قال رسول الله ﷺ: ليس للنساء نصيب في الخروج، إلا مضطرة''(المعجم الکبیر للطبرانی: جلد:۱۴--۱۳، صفحہ:۱۷۲، حدیث نمبر:۱۳۸۷۱)۔

صحابیٔ رسول حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"عن جابرؓ أن رسول الله ﷺ رأى امرأة، فأتى امرأته زينب، وهى تمعس منيئة لها، فقضى حاجته، ثم خرج الى أصحابه، فقال: إن المرأة تقبل في صورة شيطان، وتدبر في صورة شيطان، فاذا أبصر أحدكم امرأة فليأت أهله، فإن ذلك يرد ما في نفسه" (حدیث نمبر:۱۴۰۳)(بلا شبہ عورت سامنے سے شیطان کی صورت میں آتی ہے اور پیچھے سے جاتی ہے تب بھی شیطان کی صورت میں: ''المرأة عورة، فاذا خرجت استشرفها الشيطان"(مسلم، رقم الحدیث، ۱۴۰۰، باب من رأی امرأۃ فوقعت فی نفسہ)۔

اسی طرح حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا عورت چھپانے کی چیز ہے

☆ دارالقضاء امارت شرعیہ آسنسول، بنگال۔

(عورت کو پردہ میں رہنا چاہئے) کیونکہ جب وہ نکلتی ہے تو شیطان اس کے تاک جھانک میں لگ جاتا ہے (ترمذی، حدیث نمبر: ۱۱۷۳) حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ جو عورت اللہ رب العزت اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہے، اس کے لئے حلال اور جائز نہیں کہ وہ ایک دن اور رات کی مسافت کے بقدر سفر کرے؛ مگر یہ کہ اس کے ساتھ اس کا محرم ہو)۔

"عن أبی هريرةؓ عن النبی صلی الله عليه وسلم قال: لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر، تسافر مسيرة يوم وليلة، إلا مع ذي محرم عليها" (بخاری، رقم: ۱۰۸۸، مسلم، رقم: ۱۳۳۹)۔

ان آیات قرآنی اور احادیث نبویہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ عورت کا گھر میں رہنا ہی اصل ہے، اور بلا ضرورت گھر سے باہر نکلنا منع ہے؛ چنانچہ ابوبکر جصاصؒ لکھتے ہیں:

"ان النساء مأمورات بلزوم البيوت منهييات عن الخروج" (احکام القرآن: ۲۲۹/۵)۔

(عورتوں کے لئے گھروں کو لازم پکڑنے کا حکم ہے اور باہر نکلنے سے انہیں منع کیا گیا ہے)۔

خواتین کا گھروں میں رہنا ہی اصل ہے؛ لیکن کبھی کبھی عورت کے لئے طبعی یا شرعی ضرورتوں کے لئے گھر سے باہر نکلنا ضروری ہوجاتا ہے؛ ایسے حالات میں بوقت ضرورت باہر نکلنے کی اجازت جناب رسول خدا ﷺ نے دی ہے، ایک موقع پر حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: تم عورتوں کو قضائے حاجت کی خاطر باہر نکلنے کی اجازت دیا کرو (بخاری، رقم: ۴۷۹۵)، فقہاء کرام نے بھی اس قسم کی احادیث کی بنیاد پر عورت کو ضرورت شرعیہ اور طبعیہ کے لئے باہر نکلنے کی اجازت دی ہے، جب کہ وہ ضرورت ایسی ہو کہ اس کے نکلے بغیر کام نہ چلے، اور جب بحالت مجبوری ضرورت کی بناء پر نکلے تو چادر سے اپنا سارا بدن ڈھانپ لے، خوب سج سنور کر بناؤ سنگار کر کے اور عمدہ کپڑے زیب تن کر کے نہ نکلے، جو مردوں کی توجہ اپنی طرف کھینچے اور مائل کرنے کا ذریعہ بنے؛ بلکہ سادگی میں نکلے؛ چنانچہ علامہ ابن عابدین شامیؒ تحریر فرماتے ہیں:

"وحيث أبحنا له الخروج فبشرط عدم الزينت في الكل وتغيير الهيئة إلى ما لا يكون داعية إلى نظر الرجال واستمالتهم" (ردالمحتار: ۲۹۴/۴)۔

ابتدائی چند سطور کے بعد سوالات کے تفصیلی جوابات پیش ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

۱- خواتین کے لئے حاجت وضرورت کے وقت جب کہ فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو اپنے گھر سے باپردہ باہر نکل سکتی ہے، اور اپنی حاجت وضرورت اور ضروری امور کی انجام دہی پیدل چل کر، یا کرایہ کی گاڑی سے بھی کر سکتی ہے، اگر وہ سفر شرعی نہ ہو تو مکمل پردہ کی رعایت کے ساتھ ڈائیونگ کی گنجائش ہے؛ البتہ فتنہ کے اس دور میں جب کہ قدم قدم پر تنہا سفر کرنے والی

خواتین کے لئے عفت وعصمت کی حفاظت ایک اہم مسئلہ ہے، تو احتیاط ضروری ہے؛ بلکہ بہتر ہے کہ محرم کے ساتھ سفر کریں بدرجۂ مجبوری ڈرائیونگ کی بھی گنجائش ہے۔

مفتی محمد زین الاسلام تحریر فرماتے ہیں کہ عام حالات میں گاڑی چلا کر باہر جانا عورت کے لئے ممنوع ہے، ہاں ضرورت شدیدہ کی بنا پر باہر نکلنا ناگزیر ہو جائے اور کوئی شرعی مجبوری نہ پائی جائے، نیز پردہ کا پورا اہتمام بھی ہو تو ایسے وقت میں گاڑی چلا کر نکلنے کی گنجائش ہے (چند اہم عصری مسائل: ۳۲۲)۔

فتاویٰ دارالعلوم زکریہ میں تحریر ہے کہ مکمل پردہ کی رعایت کے ساتھ ڈرائیونگ کی اجازت ہے، مختلف صحابیات سے گھوڑے کی سواری ثابت ہے؛ کیونکہ بعض مرتبہ عورتوں کو گاڑی چلانے کی ضرورت پیش آتی ہے، اسی طرح گاڑی سیکھنے کی بھی اجازت ہے، جبکہ سکھانے والا محرم ہو یا عورت ہو، ہاں حدود سے تجاوز جائز نہیں، نیز مفاسد سے بچنا بھی ضروری ہے (فتاویٰ دارالعلوم زکریا: ۷/ ۲۳۴)۔

اس سلسلہ میں حضرت مفتی سلمان صاحب منصور پوری رقم طراز ہیں کہ ضرورت کے وقت سرتا پا مکمل پردے کی رعایت کرتے ہوئے عورت کے لئے موٹر سائیکل وغیرہ چلانے کی گنجائش ہیں؛ لیکن موجودہ فتنہ کے دور میں عورت کا موٹر سائیکلوں پر نکلنا خطرات سے خالی نہیں؛ اس لئے بلا ضرورت شدیدہ عورتوں کو موٹر سائیکل وغیرہ چلانے سے احتراز کرنا چاہئے (فتاویٰ رحیمیہ، کتاب النوازل: ۱۵/ ۴۳۳)۔

لیکن خواتین کے لئے اپنی پبلک ٹرانسپورٹ کی گاڑیوں میں ڈرائیونگ کر کے کسبِ معاش کرنا یا دوسروں کی گاڑیوں میں ڈرائیونگ کی ملازمت کرنا جائز و درست نہیں؛ کیونکہ ان شکلوں میں اختلاط وخلوت بھی اجنبی مردوں کے ساتھ ہونے کا امکان ہے اور فتنے کا اندیشہ بھی۔

۲- اسی طرح سفر شرعی یا اس سے زائد کے سفر میں اپنی ضرورت کے لئے شوہر یا محرم کے ساتھ ہونے کی صورت میں بغیر کسی عذر شدید کے عورت کے لئے ڈرائیونگ کرنا درست نہیں ہے؛ البتہ سیکھنے کی غرض سے ایسا کیا جا سکتا ہے؛ تاکہ مصیبت و پریشانی کے وقت کام آئے۔

۴/تا ۷: کے جوابات بھی پیش ہیں:

خواتین کے لئے عام حالات میں ملازمت جائز نہیں؛ البتہ بعض قیود و شرائط کے ساتھ انتہائی مجبوری کی حالت میں پردۂ شرعی کے ساتھ اجازت دی جا سکتی ہے؛ حالانکہ شریعت نے یہ ذمہ داری مردوں پر رکھی ہے، اور اس وضاحت کے ساتھ کہ کب اور کس کے ذمہ عورت کا نفقہ ہے، عورتوں کو کسب معاش سے بری رکھا ہے، شادی سے پہلے لڑکیوں کا نان ونفقہ والد

کے ذمہ اور شادی کے بعد شوہر پر واجب قرار دیا ہے، یہی حضرات اس کے نان ونفقہ کے ذمہ دار ہیں، حکم خداوندی ہے: مرد عورتوں پر نگراں ہیں؛ اس لئے کہ اللہ ہی نے بعض کو بعض پر فضیلت عطا فرمائی ہے اور اس لئے کہ مرد اپنے مال خرچ کرتے ہیں:

"الرجال قوامون على النساء بما فضل الله بعضهم على بعض وبما أنفقوا من أموالهم "

(سورۂ نساء: ۳۴)۔

اسی نظام کے تحت مرد پر کمانے کی ذمہ داری دی گئی اور عورت پر امور خانہ داری کی ذمہ داری؛ لہٰذا اگر کوئی خاتون نفقہ کی سخت محتاج ہو اور کوئی سبیل ضروریات کے لئے نہیں ہو اور نہ ایسی کوئی سہولت ہو، جیسے: بیوہ مطلقہ یا شوہر والی ہے؛ لیکن شوہر کام کاج کے لائق نہیں ہے مثلاً سخت بیمار یا مہلک امراض میں مبتلا ہے، جو اُس کی ضروریات پوری کردے، تو ایسی مجبوری اور ضرورت کے وقت ملازمت کے لئے گھر سے باہر نکلنے کی کچھ شرطوں کے ساتھ اجازت ہوگی؛ چنانچہ فقہاء کرام معتدۃ الوفات کو کسب معاش کے لئے دن دن میں گھر سے باہر نکلنے کی اجازت دی ہے؛ لہٰذا ایسے پریشان کُن حالات میں ملازمت کے جواز کی گنجائش ان شرطوں کے ساتھ ہے: ☆ آمد ورفت کے دوران فتنے کا اندیشہ نہ ہو، ☆ پردۂ شرعی کی آمد ورفت اور ملازمت کے دوران پوری رعایت ہو، ☆ غیر محرم مردوں کے ساتھ اختلاط وخلوت کا امکان نہ ہو، ☆ سفر شرعی کی مقدار یا اس سے زائد کا سفر بغیر محرم کے درست نہیں، ☆ ملازمت کی وجہ سے شوہر کے حقوق ضائع نہ ہوں۔

☆☆☆

عورتوں کی ڈرائیونگ-شرعی نقطہ نظر

مفتی سید محمد علی مدنی ☆

۱- عورتوں کے لئے اصل حکم شرع یہ ہے کہ وہ گھر میں رہیں اور اندرونِ خانہ کی ذمہ داریوں کو پورا کریں، عورت کا بلاضرورت گھر سے باہر نکلنا پسندیدہ نہیں۔ عورتوں کے گاڑی چلانے میں مردوں کی مشابہت کے ساتھ ساتھ دیگر مفاسد بھی پائے جاتے ہیں، اس لئے عورتوں کو شوقیہ بلاضرورت گاڑی چلانے سے احتراز کرنا ضروری ہے، تاہم اگر واقعی کوئی دینی یا دنیوی ضرورت پیش آجائے مثلاً؛ شوہر یا بچہ بیمار ہوجائے اور گھر میں کوئی مرد نہ ہو جو مریض کو ہسپتال لے کر جائے وغیرہ تو ایسی مجبوری میں عورت خود دو پہیے والی گاڑی یا کار پردہ کی مکمل رعایت کے ساتھ چلا کر ہسپتال وغیرہ لے جاسکتی ہے، البتہ ٹیکسی ولاری وغیرہ میں چونکہ غیر محرموں کے ساتھ اختلاط کا قوی تر اندیشہ ہے اس لئے مطلقاً اجازت نہیں دیجاسکتی۔

واضح ہو کہ خیر القرون میں بعض عورتوں کا گھڑ سواری کرنا وہ شرعی ضرورت کی وجہ سے تھا پس اگر اب بھی ایسی کوئی واقعی ضرورت ہو تو گاڑی چلانے کی گنجائش ہوگی۔

"الدليل؛ لاتركب مسلمة على سرج للحديث هذا لو للتهلى ولولحاجة غزو أو حج اومقصد دينى أو دنيوى لابد لها منه، فلا باس به" (درمختار مع ردالمحتار:9:606:طزکریا)۔

"ولا تركب امرأة مسلمة على السرج لقوله – عليه الصلاة والسلام –: "لعن الله الفروج على السروج" هذا إذا ركبت متلهية أو متزينة لتعرض نفسها على الرجال، فإن ركبت لحاجة كالجهاد والحج فلا بأس به" (البحر الرائق شرح کنز الدقائق ومنحۃ الخالق وتکملۃ الطوری 8/215)۔

(قوله للحديث) وهو "لعن الله الفروج على السروج" ذخيرة .لكن نقل المدنى عن أبى الطيب أنه لا أصل له اه .يعنى بهذا اللفظ وإلا فمعناه ثابت، ففى البخارى وغيره لعن رسول الله ﷺ المتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال وللطبرانى أن امرأة مرت على رسول

☆ خادم جامعہ قمر المعارف اشوک نگر تلام (ایم پی)۔

الله ﷺ متقلدة قوسا فقال: لعن الله المتشبهات من النساء بالرجال والمتشبهين من الرجال بالنساء "(قوله ولو لحاجة غزو إلخ) أی بشرط أن تكون متسترة، وأن تكون مع زوج أو محرم (قوله أو مقصد دينی) كسفر لصلة رحم"(الدرالمختار وحاشیہ ابن عابدین، ردالمحتار 6/423)۔

"**عن أبی أحوص عن عبد الله عن النبی ﷺ قال: "المرأة عورة، فإذا خرجت استشرفها الشيطان**" (سنن الترمذی ۱/۲۲۱، رقم الحدیث: ۱۱۷۳)۔

"**إن المرأة تقبل فی صورة شيطان، وتدبر فی صورة شيطان، فإذا أبصر أحدكم امرأة فليأت أهله، فإن ذلک يرد ما فی نفسه**"(صحیح مسلم 2/1021)۔

۲- شوہر نان ونفقہ پر قدرت نہ رکھتا ہو اور گزر بسر کی کوئی اور سبیل نہ ہو یعنی عورت کو ہی روزمرہ کے خرچ کی ذمہ داری ادا کرنی پڑ رہی ہو اور محرم مردوں میں سے کوئی ہمرکاب ہو تو مسؤلہ سواریاں چلانے کی اجازت ہے لیکن غیر محرموں سے کرایہ وغیرہ کی تعیین ووصولی وضروری گفتگو محرم کرے۔ واضح ہو کہ عورت کے لئے سب سے بہتر اور اچھی جگہ اس کا گھر ہے عورتوں کو گھر سے باہر نکلنے میں خطرات ہیں اس لئے مفسدہ اور فتنہ کا سبب بننے والی ظاہری مصلحت کی بنا پر عورتوں کو بلاضرورت گاڑی چلانے کی ممانعت ہے، جہاں تک ہو سکے بچیں، لیکن بعض علماء کرام نے مردوں کی مشابہت اور بے پردگی اور غیروں کی نظر پڑنے کی وجوہات کی بنا پر بائیک یعنی اسکوٹی چلانے کو مطلقاً عورتوں کے لئے ناجائز وحرام کہا ہے، لیکن یہ صحیح نہیں ہے، اس لئے کہ دینی اور سخت دنیوی ضروت کے تحت یا مخصوص مسافت سفر وغیرہ میں شرعی حدود میں رہ کر گاڑی اسکوٹی وغیرہ چلا سکتی ہیں، یہ شرعاً جائز ہے، جیسا کہ (صحیح البخاری حدیث نمبر ۱۶۲۷ اور صحیح مسلم شریف حدیث نمبر ۶۶۰۴) ودیگر کتب احادیث سے صحابیات کا گھڑ سواری کرنا، اونٹ کی سواری کرنا ثابت ہے اور حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالی عنہا کا اونٹنی پر سوار ہو کر سفر کرنا اور بعض امہات المومنین کا سواری کرنا ثابت ہے۔ کتب سیر وغیرہ اور بخاری شریف کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ قریش کی عورتیں اونٹ کی سواری کرتی تھیں، جسے حضور ﷺ نے اچھی خصلت میں شمار فرمایا ہے۔

لہٰذا بائیک چلانے میں بھی اونٹنی ہانکنے سے مشابہت ہے، اس وجہ سے بائیک کی ڈرائیونگ جائز ہے۔ اگر عورتوں کو گاڑی اور بائیک چلانے سے منع کرنے کی وجہ یہ مان لی جائے، جیسا کہ بعض علماء نے کہا کہ اس میں مردوں سے مشابہت ہے تو یہ بے کار کی وجہ ہے۔ اس طرح کی مشابہتیں تلاش کرنے لگیں تو مرد اگر گھر میں برتن دھولے یا کپڑا دھل دے یا جھاڑو لگا دیا کھانا بنا دے تو یہ عورتوں سے مشابہت ہو جائے گی اور عورت اگر ملازمت کرلے یا کاروبار کرلے تو یہ مردوں سے مشابہت ہو جائے گی، تو پھر بہت سے جائز کام ناجائز ہو جائیں گے۔ حدیث پاک میں جس مشابہت سے منع کیا گیا ہے،

وہ جسمانی اور لباس کی مشابہت اختیار کرنا ہے نہ کہ کام کی۔

دوسری وجہ ممانعت کی اگر یہ مان لی جائے کہ بائیک یا گاڑی چلانے میں عورت بے پردہ ہو جاتی ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ گاڑی تو اونٹ سے زیادہ ''ساتر'' سواری ہے کہ پردہ در پردہ ہے کہ ایک تو عورت پردہ میں ہے، دوسری گاڑی نے اسے کور کر رکھا ہے، لہٰذا بائیک چلانے میں بھی اونٹ ہانکنے سے مشابہت کی وجہ سے حرج نہیں ہیا ور ممانعت کی تیسری وجہ اگر یہ مان لی جائے کہ اس پر مردوں کی نظر پڑے گی تو وہ تو پیدل چلتی عورت پر بھی پڑتی ہے، لہٰذا جب اسے باپردہ شرعی ضرورت وسخت دنیوی ضرورت کے وقت گھر سے نکلنے کے جواز کا فتوی مفتیان کرام نے دے دیا ہے مثلاً محرم نہ ہو تو سامان وغیرہ خریدنے کے لئے باہر جاسکتی ہے، کوٹ کچہری جاسکتی ہے اور رکشوں پر بیٹھ سکتی ہے وغیرہ وغیرہ، تو اب یہ کہنا بے کار ہے کہ اپنی گاڑی یا بائیک کے ساتھ نہیں نکل سکتی، لہٰذا صورت مستفسرہ میں حکم یہ ہے کہ عورتیں باپردہ اور سفر شرعی ہو تو محرم کی معیت میں سخت دنیوی ضرورت کے وقت ڈرائیونگ کو اپنا ذریعہ معاش بنا سکتی ہیں۔

۳- امام شافعیؒ تو اس سلسلہ میں گنجائش دیتے ہیں لیکن حنفیہ کے نزدیک مندرجہ ذیل احادیث کی بناء پر عورت کو اگر سفر شرعی درپیش ہو تو محرم ضروری ہے، اس لئے صورت مکتوبہ میں اجازت نہیں ہے۔

دلیل؛ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والی عورت کے لئے یہ بات جائز نہیں ہے کہ وہ تین راتوں کی مسافت کے بقدر سفر کرے، مگر یہ کہ اس کے ساتھ اس کا محرم ہو۔

''عن عبد الله بن عمر، عن النبی ﷺ، قال: ''لایحل لامرأة تؤمن بالله والیوم الآخر، تسافر مسیرة ثلاث لیال، إلا ومعها ذو محرم'' (الصحیح لمسلم، 1/433، کتاب الحج، ط: قدیمی)۔

اسی طرح بخاری شریف کی ایک روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ انہوں نے آپ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ فرمارہے تھے؛ کوئی عورت کسی مرد سے تنہائی میں نہ ملے اور نہ کوئی عورت بغیر محرم کے سفر کرے، تو حاضرین میں سے ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا؛ اے اللہ کے رسول! میں نے فلاں جہاد کے سفر میں جانے کے لئے اپنا نام لکھوایا ہے، جبکہ میری بیوی حج کرنے جارہی ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا؛ جاؤ اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔

''عن ابن عباسؓ، أنه: سمع النبی ﷺ، یقول: لایخلونّ رجل بامرأة، ولا تسافرنّ امرأة، إلا ومعها محرم، فقام رجل فقال: یا رسول الله، اکتتبتُ فی غزوة کذا وکذا، وخرجت امرأتی حاجةً، قال: اذهب فحجّ مع امرأتک'' (صحیح البخاری (4/59) **''والمحرم فی حق المرأة شرط شابة کانت أو عجوزًا**

إذا كانت بينها وبين مكة مسيرة ثلاثة أيام۔ وقال الشافعیؒ: يجوز لها أن تخرج فی رفقة معها نساء ثقات۔ واختلفوا فی كون المحرم شرط الوجوب أم شرط الأداء حسب اختلافهم فی أمن الطريق وفی السغنانی: والصحيح أنه شرط الأداء''(فتاویٰ تاتارخانیہ ۲/ ۴۳۴)۔

(اورمحرم ساتھ ہونا عورت کے لئے شرط ہے،خواہ عورت جوان ہو یا بوڑھی ہو، جب اس کے درمیان اور مکہ کے درمیان تین دن کا راستہ ہو۔اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ عورت کے لئے نکلنا جائز ہے جب اس کے ساتھ ثقہ عورتیں ہوں۔ فقہاء کرام میں اختلاف ہے کہ آیا محرم کا ہونا وجوبِ حج کے واسطے شرط ہے یا ادائیگی حج کے واسطے شرط ہے؟ جبکہ منشاء اختلاف ''امن الطریق'' کی تعریف کا اختلاف ہے۔''السغنانی'' میں ہے کہ صحیح قول یہی ہے کہ محرم ہونا ادائیگی حج کے لیے شرط ہے)۔

۴- حدیث شریف میں تنہا کسی غیر محرم کیساتھ رہنے کی ممانعت آئی ہے،لہٰذا صورت مسئولہ اس ملازمت کی اجازت نہیں ہے،اگرچہ پیچھے کے حصہ میں مسافرین کے درمیان عورت کے محارم میں سے کوئی موجود ہو، کیونکہ ان کو پائلٹ کے کیبن میں آنے کی اجازت نہیں ہوتی ہے۔

دلیل؛ بخاری شریف کی ایک روایت ہے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ انہوں نے آپ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ فرمارہے تھے: کوئی عورت کسی مرد سے تنہائی میں نہ ملے اور نہ کوئی عورت بغیر محرم کے سفر کرے،تو حاضرین میں سے ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے فلاں جہاد کے سفر میں جانے کے لئے اپنا نام لکھوایا ہے،جبکہ میری بیوی حج کرنے جارہی ہے،تو آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔

''**عن ابن عباسؓ، أنه: سمع النبی ﷺ، يقول: لايخلونّ رجل بامرأة، ولا تسافرنّ امرأة، إلا ومعها محرم، فقام رجل فقال: يا رسول الله، اكتتبتُ فی غزوة كذا وكذا، وخرجت امرأتی حاجةً، قال: اذهب فحجّ مع امرأتک**''(صحیح البخاری 4/59)۔

۵- ٹرین میں بھی دو ڈرائیور ہوتے ہیں،لہٰذا اگر ایک مرد وایک عورت ہیں تو جواب نمبر چار میں ذکر کردہ تفصیل مع دلیل کی وجہ سے مطلقاً اجازت نہیں ہے اور اگر دونوں ہی عورتیں ہوں اور پیچھے کے ڈبے میں محارم میں سے کوئی موجود ہو تو اجازت ہے کیونکہ اس نوعیت کی ملازمت میں ٹرین کی مسافت عموماً سواستہتر کلومیٹر سے زیادہ کی ہوتی ہے۔

دلیل:''**عن عبد الله بن عمر، عن النبی ﷺ، قال: ''لايحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر، تسافر مسيرة ثلاث ليال، إلا ومعها ذو محرم**'' (الصحیح لمسلم،1/433،کتاب الحج،ط:قدیمی)۔

۶- چونکہ ٹی ٹی کے کام میں اکثر مردوں کے ساتھ اختلاط ہوتا ہیاور ضروری وغیر ضروری گفتگو کے متعدد مواقع پیش آتے رہتے ہیں، بلکہ بعض مرتبہ شر پسندوں کی طرف سے بدتمیزی کے واقعات بھی مشاہدہ میں آتے رہتے ہیں، اس لئے اس میں بندہ کی رائے عدمِ جواز کی ہے، چاہے سیکورٹی ساتھ ہو، تاہم اگر عورت یہ ملازمت کر لیتی ہے تو تنخواہ حلال رہے گی، کیوں کہ فی نفسہٖ یہ کام ناجائز نہیں ہے۔

دلیل:"**فإنا نجيز الكلام مع النساء الأجانب و محاورتهن عند الحاجة إلى ذلک، و لانجيز لهن رفع أصواتهن و لاتمطيطها و لا تليينها و تقطيعها؛ لما فی ذلک من استمالة الرجال إليهن، و تحريک الشهوات منهم، و من هذا لم يجز أن تؤذن المرأة.**''(شامی، کتاب الصلاۃ، مطلب فی ستر العورۃ، 401/1، ط:سعید)۔

۷- مسؤلہ دونوں جگہوں میں عورت کو مفوضہ ذمہ داری ادا کرنے کی اجازت ہے بشرطیکہ پردہ کی رعایت بھی کی جاسکتی ہو کیوں کہ اس ملازمت میں فقط رقم لے کر ٹکٹ دینا ہوتا ہے جواب نمبر چھے میں تحریر شدہ مفاسد اس شعبہ میں نہیں پائے جاتے۔

الدلیل:"**(قوله: وصوتها) معطوف على المستثنى يعنى أنه ليس بعورة**"۔

"**(قوله: على الراجح) عبارة البحر عن الحلية أنه الأشبه .وفى النهر: وهو الذى ينبغى اعتماده .ومقابله ما فى النوازل: نغمة المرأة عورة، وتعلمها القرآن من المرأة أحب قال عليه الصلاة والسلام: "التسبيح للرجال، والتصفيق للنساء"، فلايحسن أن يسمعها الرجل .ا ه**"

"**وفى الكافى: ولاتلبى جهرًا لأن صوتها عورة، ومشى عليه فى المحيط فى باب الأذان بحر**"(ردالمحتار ۳/۲۵۵)۔

"**(قوله ولو لحاجة غزو إلخ) أى بشرط أن تكون متسترة وأن تكون مع زوج أو محرم (قوله أو مقصد دينى) كسفر لصلة رحم**"(الدرالمختار وحاشیہ ابن عابدین، ردالمحتار ۶/۴۲۳)۔

☆☆☆

خواتین کی ڈرائیونگ

مفتی توفیق الٰہی قاسمی☆

۱- اللہ تعالیٰ نے مرد وعورت میں جسمانی ساخت قوت وضعف اور مزاج وفطرت کے اعتبار سے بڑا فرق رکھا ہے، لہذا تفویض امور میں اس کا لحاظ رکھنا ضروری ہے کام کے میدان میں مرد وعورت کے درمیان مطلق مساوات جنون ہے۔

پر مشقت کام عورت کے سپرد کرنا عورت کے مزاج وفطرت کے خلاف ہے پر مشقت امور کی انجام دہی خلاف فطرت ہونے کی وجہ سے مضر صحت بھی ہے۔

۱۶/ فروری ۱۹۸۸ء کے شمارے میں ہیرالڈ بئر بیون نے ہارورڈ یونیورسٹی میں صحت عامہ کے پروفیسر ڈاکٹر روز فریش کا ایک سروے شائع کیا جو انہوں نے ۲۱ر سے ۸۰ر برس کی عمر کی (۵۳۹۸) خواتین کا جائزہ لے کر تیار کیا ہے اور سائنس کی پیش رفت سے متعلق امریکی سوسائٹی کے سالانہ اجتماع میں اس کے نتائج پیش کئے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے۔

کھیلوں میں سرگرم حصہ لینے والی خواتین کو ایام کی گڑبڑی کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور وہ بانجھ ہو جاتی ہے کیونکہ کھیل کی معمولی شقوں سے بھی عورت کے تناسلی آلات پر برے اثرات پڑتے ہیں۔

سروے سے پتہ چلا کہ کھیل کی مشقوں میں حصہ لینے والی (۲۶۲۲) خواتین میں پستان کے کینسر کے اثرات ظاہر ہوئے یا شوگر کے یا تناسلی آلات کے کینسر کے جبکہ ان کے مقابلہ میں (۲۷۷۶) خواتین کو یہ مرض پیش نہیں آئے ایک سروے میں پایا گیا کہ سرگرم کاموں میں حصہ لینے سے عورت کی پیداواری صلاحیت متاثر ہوتی ہے۔

ان تجربوں کی روشنی میں عورت کیلئے افضل یہ ہی ہے کہ وہ اپنی فطری حدود سے تجاوز نہ کرے اور اس مشقت کوشی میں مردوں کی برابری اور مساوات کے چکر میں اپنی صحت اور مقصد تخلیق کو ضائع نہ کرے۔

بس، ٹرک، لاری، وغیرہ کا چلانا ایک پر مشقت اور محنت کش کام ہے جو عورت کے مزاج وفطرت اور جسمانی ساخت کے خلاف ہے مزید بس، ٹرک، لاری، یا نقل وحمل کی گاڑیوں کے چلانے والوں کا ماحول جس میں نشہ خوری اختلاط مرد وزن جنسی آوارگی عروج پر ہوتی ہے۔

☆ استاذ فقہ وتفسیر ومفتی دارالافتاء جامعہ عربیہ مدرسۃ المؤمنین، منگلور، ہریدوار، اتراکھنڈ۔

شریعت اسلامیہ اس طرح کے پرفتن ماحول میں عورت کو کام کرنے کی قطعاً اجازت نہیں دیتی ہے اس لئے عورت کا بس، ٹرک، لاری، وغیرہ کی ڈرائیونگ جائز نہیں ہے۔

نیز ہمارے مشرقی سماج میں عورت سے اس طرح کے پرمشقت کام کرانا بھی سماجی ومعاشرتی مزاج سے ہم آہنگ نہیں ہے لیکن رہا مسئلہ کار، یا بائک، چلانے کا تو خواتین کو ضرورت کی بنیاد پر شرعاً اسکی اجازت ہوگی جبکہ عورت پردہ کا اہتمام کرتے ہوئے اس کو انجام دے اس لئے کہ حضرات صحابیات سے اونٹ کی سواری ثابت ہے اور مزید رسول اللہ ﷺ نے اونٹ کی سواری کو خواتین قریش کیلئے باعث فضیلت قرار دیا ہے۔

"إن أبا هريرة قال سمعت رسول الله ﷺ يقول: نساء قريش خير نساء ركبن الإبل" (بخاری شریف ۲/۸۰۸، مسلم شریف ۲/۳۰۷)۔

"خير نساء ركبن الابل اى نساء العرب، لأنهم الذين يكثر منهم ركوب الإبل" (تکملہ فتح الملہم ۵/۲۹۵)۔

"قال أبو يوسفؒ أكره لها أن تسافر يوما بغير محرم، وهكذا روى عن ابى حنيفهؒ" (ہندیہ ۵/۳۶۶)۔

"ولو لحاجة غزو أى بشرط أن تكون مسترة .أو مقصد دينى كسفر لصلةرحم" (شامی زکریا/۶/۶۰۶)۔

"واحتج ابوحنيفة بأن مادون السفر الشرعى في حكم البيت في جميع الأحكام كعدم جواز القصر وعدم جواز أخذ الزكاة للغنى الذى له مال في الوطن لا في السفر فكما يجوز لها أن تكون في بيتها بلامحرم كذلک يجوز لها أن تكون في أقل من مدة السفر بلامحرم" (اعلاء السنن/۱۷/۵۸۳)۔

۲- اللہ تعالیٰ نے خاندانی نظام میں مرد کو قوامیت عطاء فرمائی ہے یہ قوامیت مرد کو اسی لئے عطاء ہوئی ہے کیونکہ وہ اپنا مال خواتین کی کفالت میں خرچ کرتا ہے بیوی کے نان ونفقہ کا ذمہ برداشت کرتا ہے اسی قوامیت کے سبب شریعت اسلامیہ نے مرد کو بیوی کے اخراجات اور گھر کی خواتین کی کفالت کا ذمہ دار قرار دیا ہے۔

لیکن بسا اوقات مرد حالات سے مجبور ہو کر کسب معاش سے عاجز ہو جاتا ہے اور بیوی کے نفقہ کا انتظام کرنے سے قاصر ہوتا ہے تو اس مجبوری کی حالت میں گھر کی خواتین میں سے کوئی اپنے محرم کے ساتھ کسب معاش میں معاونت کریں تو ایسا کرنا جائز ہے۔

اس لئے کہ شریعت اسلامیہ جو کسب معاش کا حق مرد کو دیا ہے اتنا ہی کسب معاش کا اختیار عورت کو بھی دیا ہے۔

لہذا حالات سے مجبور ہوکر اگر عورت اپنے محرم کے ساتھ مذکورہ سواریوں کو چلانے اور اس کو اپنا ذریعۂ معاش بنانے کی گنجائش ہے۔

لیکن اس گنجائش میں اس امر کو ملحوظ رکھا جائے کہ اختلاطِ مرد وزن کے مواقع پر محرم ہی ان کاموں کو سرانجام دے۔

مثلاً سواریوں سے کرایہ وصول کرنا کرایہ داروں سے کرایہ کے معاملات طے کرنا غیر محرموں سے گفتگو کرنا مزید پر مشقت کام کو مرد ہی سرانجام دے تو عورت کا اپنے محرم کے ساتھ مسافت شرعی کی مقدار کا سفر کرنا اور اس سفر میں مذکورہ سواریوں کو چلانے کی گنجائش ہے۔

"الرجال قوامون على النساء بمافضل الله بعضهم على بعض وبما أنفقوامن أموالهم" (النساء/آیت/۳۴)۔

"للرجال نصيب مماا كتسبوا وللنساء نصيب مماا كتسبن" (النساء/آیت/۳۲)۔

"لا تركب مسلمة على سرج للحديث، هذا لو للتلهي، ولو لحاجة غزو أو حج أو مقصد ديني أو دنيوي لا بد لها منه فلا بأس به" (شامی زکریا/۶/۶۰۶)۔

"بشرط ان تكون متسزة، وأن تكون مع زوج او محرم" (شامی زکریا/۶/۶۰۶)۔

"لايحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تسافر سفرا يكون ثلاثة ايام فصاعدا، إلا ومعها أبوها أو زوجها أو بنها أو اخوها أو ذومحرم معها۔ "رواه الجماعة االبخارى والنسائى" (اعلاء السنن/۱۷/۳۸۶)۔

۳- حضرت امام شافعیؒ نے خواتین کے قافلہ میں بلامحرم سفر کرنے کی اجازت دی ہے جس سے بعض صورتوں میں عصر حاضر کے مفتیانِ کرام نے گنجائش پاکر حج وغیرہ کے موقع پر ہوائی سفر تک رخصت کی اجازت دی ہے کہ محرم عورت کو ہوائی جہاز پر سوار کرادے اور عورت اس ہوائی سفر کو حج عمرہ پر جانے والی خواتین کے ہمراہ پورا کرے اور جدہ وغیرہ پہنچ کر کوئی دوسرا محرم ساتھ ہوجائے تو اس کی گنجائش مفتی شبیر احمد صاحب نے اپنی کتاب "انوار مناسک" اور "فتاویٰ قاسمیہ" میں بیان فرمائی ہے جس پر انہوں نے حضرت امام شافعیؒ کی عبارت سے استدلال فرمایا ہے۔

لیکن صورتِ مذکورہ میں احناف کے اصل موقف ہی پر عمل کیا جائے گا اس لئے کہ اس شعبہ میں فتنہ کا اندیشہ قوی ہے اس لئے پبلک ٹرانسپورٹ ڈرائیور کو اس زمرے میں رکھنا جائز نہیں ہے۔

فتاویٰ عالمگیری میں امام حماد رحمہ اللہ کا قول نقل فرمایا ہے جس میں وہ عورت کو بلامحرم سفر کرنے کی اجازت دیتے ہیں لیکن وہ اس سفر میں صالحین کی معیت کی شرط لگاتے ہیں ڈرائیوروں کی جماعت صلاحین کی زمرے میں نہیں آتی ہے۔

اس لئے خاتون کو پبلک ٹراسپورٹ ڈرائیوروں کے ہمراہ بلامحرم سفر کرنے کی قطعاً اجازت نہ ہوگی بلکہ ایسا سفرنا جائز اور حرام ہوگا۔

"**عن عبد الله بن عمر عن النبی ﷺقال: لایحل لا مرأة تؤمن با لله والیرم الآخر تسافر مسیرة ثلاثة لیال، إلا ومعها ذومحرم**" (مسلم شریف/۱/۴۳۳)۔

"**عن ابن عباس ؓ أنه سمع النبی ﷺ یقول: لا یخلون رجل بامراة ولا تسافرن امراة، اِلّاومعها محرم فقام رجل فقال: یا رسول الله اکتتبت فی غزوة کذا وکذا، وخرجت امرأتی حاجة، قال: اذهب فج مع امراتک**"(صحیح بخاری)۔

"**وقال حماد ؒ لا بأس للمرأة أن تسافر بغیر محرم مع الصالحین**" (ہند/۵/۲۲۰)۔

۴- اسلام عورت کو بلامحرم مسافت شرعی کی مقدار کے سفر کی اجازت نہیں دیتا ہے اسی طرح کسی خاتون کو غیر محرم کے ساتھ خلوت کی بھی اجازت نہیں دیتا ہے۔

جہاز میں اگر مسلمان خواتین پائلٹ کی ملازمت اختیار کرے تو یہ دونوں محظور لازم آتے ہیں کہ بلامحرم سفر شرعی اور غیر محرم کے ساتھ خلوت جو شرعاً جائز نہیں ہے۔

مزید پائلٹ کو ہوائی سفر کے دوران ہوٹلوں میں قیام کی ضرورت پیش آتی ہے جو بہت سے مفاسد اور فتنوں کا سرچشمہ ہے ان تمام خرابیوں کے پیشِ نظر معلوم ہوتا ہے کہ خواتین کا پائلٹ کی ملازمت کو اختیار کرنا جائز نہیں ہے اگرچہ فلائٹ میں نگرانی بہت زیادہ ہوتی ہے ہر ہر حرکت کیمرے میں محفوظ ہوتی ہے لیکن فلائٹ سے باہر کے معاملات وملاقات پر یا اختلاط پر کوئی نگرانی ہوتی ہے اور مزید اس طرح کی نگرانی پرائیویسی کے خلاف مانا جاتا ہے اس لئے محض دورانِ فلائٹ کی نگرانی اس ملازمت کو جواز فراہم نہیں کرسکتی ہے۔

"**عن عمر مرفوعا الا لایخلون رجل بامرأة، إلا کان ثالثها الشیطان راوه الترمذی**" (اعلاء السنن/۱۷/۳۸۱)۔

"**عن ابن عباس عن النبی ﷺ قال: لایخلون رجل بامرأة، إلا مع ذی محرم**" (بخاری شریف/۲/۷۸۷)۔

"**عن ابن عمر ان رسول الله ﷺ قال: لاتسافر المرأة ثلاثا، اِلاّ ومعها ذومحرم**"(مسلم شریف/۱/ ۴۳۳)۔

۵- ٹرین میں یہ حیثیت ڈرائیور عورتوں کا ملازمت اختیار کرنا وہی حکم رکھتا ہے جو جہاز میں پائلٹ کی ملازمت اختیار کرنے کا ماقبل میں تفصیلات معلوم ہو چکا ہے لیکن اگر ٹرین کے دونوں ڈرائیور خاتون ہو اور ان خواتین کے محارم ان کے ساتھ ہم رکاب ہو تو اس صورت میں ان کا اس ملازمت کو اختیار کرنا جائز ہے۔

"**عن ابی سعید الخدری قال: قال رسول الله ﷺ:لا تسافر امراة ثلاثا، إلامع ذی محرم**" (مسلم شریف/۱/ ۴۳۳)۔

۶- ٹرین میں بڑا رش ہوتا ہے اس رش میں ایک خاتون کا داخل ہونا کسی طرح مناسب نہیں ہے ٹرین میں عام طور پر ٹکٹوں کی جانچ پڑتال کیلئے مردوں ہی سے سابقہ پڑتا ہے اگرچہ ٹی ٹی کی حفاظت کیلئے سیکوریٹی گارڈ بھی ہوتے ہیں، لیکن اگر گارڈ مرد ہے تو وہ جان و مال کی حفاظت تو کر سکتا ہے لیکن عزت و ناموس کا خطرہ تو خود اس مرد گارڈ سے بھی لاحق ہوتا ہے۔

ایک موقع پر قاہرہ میں خواتین کو بس میں ٹکٹ کی جانچ پڑتال کی ملازمت تفویض کی گئی لیکن یہ تجربہ ایک مسلم ملک کے شہر میں ایک روز بھی کامیاب نہ ہو سکا، لہذا ٹرین میں مسلم خواتین کو ٹی ٹی کی ملازمت حاصل کرنا ان مذکورہ بالا مفاسد ومحظورات کی بنیاد پر ناجائز ہی معلوم ہوتا ہے۔

۷- خواتین کا ریلوے اسٹیشن پر ٹکٹ کاٹنا اور ایئرپورٹ پر ٹکٹ جاری کرنے کی ملازمت کو اختیار کرنا پردہ کے اہتمام کے ساتھ جائز اور درست ہے اس شعبہ میں ماقبل میں تحریر شدہ مفاسد ومحظورات پیش نہیں آتے ہیں، اس لئے مسلم خواتین کا اس شعبہ میں ملازمت اختیار کرنا جائز اور درست ہے، لیکن اس شرط کے ساتھ کہ یہ ملازمت اس خاتون کے شہر میں ہو خواہ وطن اصلی ہو یا وطن اقامت اس ملازمت کیلئے بھی بلامحرم مسافت شرعی کا سفر کرنا ناجائز ہے۔

☆☆☆

خواتین کی ڈرائیونگ سے متعلق بعض مسائل

مفتی سیف الاسلام اصلاحی☆

یہ جہان رنگ و بو وکار گہہ ہست و بود کہ مرد وزن جس کا ایک حصہ ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے علم وقدرت سے عدم سے معرض وجود میں آیا، اوراس کے مقرر کردہ انوکھے، دقیق اور بے مثال متوازن نظام پر قائم ہے، ارشاد باری ہے: "انا کل شئی خلقناہ بقدر"[ہم نے ہر چیز کوایک اندازہ مقرر کے ساتھ پیدا کیا]، کائنات کے ہر ذرے ذرے میں ایک توازن اور ہر عنصر میں اعتدال خالق کائنات کے شاہ کار کا جیتا جاگتا ثبوت ہے، "ذلک تقدیر العزیز العلیم"، اگر اشیاء میں یہ توازن اور عناصر میں یہ اعتدال برقرار نہ رہتا تو نظام ہستی درگرگوں ہوجاتا، اور روئے زمین سے زندگی کا نام ونشان مٹ جاتا۔

اعتدال وتوازن کا یہ شاہ کار افراد انسانی کی تصنیف اوران کے طبعی تقاضوں اور فطری ضرورتوں کے مطابق ان کے اندر صلاحیتوں کے ودیعت کرنے کی صورت میں بھی اجاگر ہوتا ہے، چنانچہ اللہ رب العزت نے مرد وزن کے اندر بیشتر بنیادی انسانی ضروریات میں ہم آہنگی اور یکسانیت کو پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ بہت سے امور میں دونوں صنفوں کی صلاحیتوں میں نمایاں فرق رکھا ہے اوران کی بناوٹ وساخت کا لحاظ کرتے ہوئے ان کا دائرۂ عمل بھی جداگانہ مقرر کردیا ہے، مرد کے اندر طبعی طور پر جفاکشی اور عورت کے اندر نازک مزاجی پیدا کی جس کی وجہ سے دونوں کے احکام زندگی بھی مختلف ہو گئے۔ مرد کے ذمہ نان ونفقہ کا بندوبست کرنا اور گھر سے باہر کے امور کو انجام دینا طے پایا تو عورت کے حصے میں امور خانہ داری وغیرہ آئے اور عورتوں کو گھر کی چار دیواری میں رہ کر گزارنے کا حکم دیا گیا۔ چنانچہ قرآن پاک میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے عورتوں کو گھروں میں رہنے کا حکم دیا اور زمانہ جاہلیت کے دستور کے موافق بے پردگی کے ساتھ اور بلاضرورت گھر سے باہر نکلنے اور گھومنے پھرنے سے منع کیا ہے۔ ارشاد باری ہے: ''وَقَرْنَ فِی بُیُوتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى "(سورہ احزاب ۳۳)، نیز مفتی محمد شفیعؒ کی ''احکام القرآن'' میں ہے: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: '' وَقَرْنَ فِی بُیُوتِکُنَّ

☆ مدرسۃ الاصلاح سرائے میر، اعظم گڑھ یوپی۔

وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى (سورہ احزاب ۳۳) فدلت الآية على أن الأصل فى حقهن: الحجاب بالبيوت والقرار بها، ولكن يستثنى منه مواضع الضرورة فيكتفى فيها الحجاب بالبراقع والجلابيب .فعلم أن حكم الآية قرارهن فى البيوت، إلا لمواضع الضرورة، الدينية كالحج والعمرة بالنص، أو الدنيوية كعيادة قرابتها وزيارتهم أو احتياج إلى النفقة وأمثالها بالقياس، نعم! لا تخرج عند الضرورة أيضًا متبرجة بزينة تبرج الجاهلية الأولى، بل فى ثياب بذلة متسترة بالبرقع أو الجلباب، غير متعطرة ولا متزاحمة فى جموع الرجال، فلا يجوز لهن الخروج من بيوتهن إلا عند الضرورة بقدر الضرورة مع اهتمام التستر والاحتجاب كل الاهتمام .وما سوى ذلك، فمحظور ممنوع"۔ (۳/۷۱۳-۹۱۳)۔

نیز احادیث مبارکہ میں عورتوں کے بے ضرورت گھر سے باہر نہ نکلنے اور نامحرم مردوں کے ساتھ اختلاط نہ رکھنے کے سلسلے میں جا بجا تاکید وارد ہوئی ہے، چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ''عورت چھپانے کی چیز ہے، جب وہ گھر سے باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کی تانک جھانک میں لگ جاتا ہے۔''

''عن أبى أحوص عن عبد الله عن النبى ﷺ قال: المرأة عورة، فإذا خرجت استشر فها الشيطان" (سنن الترمذی[۱/۲۲۱]، رقم الحدیث:۱۱۷۳)۔

"إن المرأة تقبل فى صورة شيطان، و تدبر فى صورة شيطان، فإذا أبصر أحد كم امرأة فليأت ابله، فإن ذلك يرد ما فى نفسه" (صحیح مسلم(۲/۱۰۳۱)۔

''عن ابن عمر مرفوعاً: "ليس للنساء نصيب فى الخروج، إلا مضطرة" (۱۲/۳۹۱، الفصل الأول فی التربیحات)۔

فتاوی شامی میں ہے: "وحيث أبحنا لها الخروج فبشرط عدم الزينة فى الكل، وتغيير الهيئة إلى ما لا يكون داعية إلى نظر الرجال واستمالتهم" (ردالمحتار ۳/۱۴۶ ط:سعید)۔

شعب الایمان میں ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''لَيْسَ لِلنِّسَاءِ سَرَاةُ الطَّرِيقِ يَعْنِى وَسَطَ الطَّرِيقِ" (شعب الایمان، رقم الحدیث:۷۳۳۶)۔

''عورتوں کے لیے راستے کے درمیان میں چلنے کا حق نہیں۔''

مذکورہ بالا تفصیلات سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ عورت کے لئے ایسی سرگرمی اختیار کرنا جس کے لیے

اسے گھر سے باہر نکلنا پڑے ضرورت شدیدہ کے بغیر جائز نہیں، اور اسی سے عورت کے لئے ڈرائیونگ کا مسئلہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ بغیر ضرورت شدیدہ کے عورت کا ڈرائیونگ کے لئے گھر سے اسلامی تعلیمات سے متصادم ہے، چنانچہ عورت کے لیے از خود باہر نکلنے اور گاڑی چلانے میں موجودہ ماحول کی روشنی میں جو مفاسد ہیں اور شرعی احکام کی خلاف ورزی کا جو ارتکاب ہے وہ شرعی تناظر میں کسی سے مخفی نہیں ہے، اور مقاصد شریعت میں سے ایک اہم مقصد سد الذریعہ بھی ہے کہ ہر وہ مباح کام جو کسی ناجائز اور حرام کام کا سبب اور ذریعہ بنے وہ بھی حرام قرار پاتا ہے، نیز شریعت مطہرہ کے مشہور قاعدے درء المفاسد اولی من جلب المنافع کے لیے فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ اگر عورت گھوڑے کی سواری محض تلہی کے لیے اور شوقیہ کرتی ہے تو یہ درست نہیں ہے، لہذا عورتوں کے لیے شدید ضرورت کی بنا پر اور کوئی شرعی محظور نہ پائے جانے کی صورت میں پردہ کے پورے اہتمام کے ساتھ یعنی برقعہ پہن کر چہرہ چھپا کر گاڑی چلانے کی گنجائش ہے، لیکن اگر گاڑی چلانے میں بے پردگی کا امکان ہو تو اس وقت نہ باہر نکلنا جائز ہوگا اور نہ ہی گاڑی چلانا جائز ہوگا۔

"الدر المختار شرح تنوير الأبصار فی فقه مذهب الإمام أبی حنيفة (6/423) لا تركب مسلمة على سرج .الحديث .هذا لو للتلهی، ولو لحاجة غزو أو حج أو مقصد دينی أو دنيوی لا بد لها منه فلا بأس به" (ردالمحتار ۲/۷۲ /۴۹)۔

(قَوْلُهُ لِلْحَدِيثِ): وَهُوَ " } لَعَنَ اللَّهُ الْفُرُوجَ عَلَى السُّرُوجِ " ذَخِيرَةٌ.لِكِنْ نَقَلَ الْمَدَنِی عَنْ أَبِی الطَّيِّبِ أَنَّهُ لَا أَصْلَ لَهُ يَعْنِی بِهَذَا اللَّفْظِ، وَإِلَّا فَمَعْنَاهُ ثَابِتٌ فَفِی الْبُخَارِی وَغَيْرِهِ: } لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمُتَشَبِهِينَ مِنْ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ "(وَلِلطَّبَرَانِی): أَنَّ امْرَأَةً مَرَّتْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَقَلِّدَةً قَوْسًا فَقَالَ: لَعَنَ اللهُ الْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ وَالْمُتَشَبِهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ ."(قَوْلُهُ: وَلَوْ لِحَاجَةٍ غَزْ و إِلَى أَیْ بِشَرْطِ أَنْ تَكُونَ مُتَسَتِّرَةً وَأَنْ تَكُونَ مَعَ زَوْجٍ أَوْ مَحْرَمٍ (قَوْلُهُ: أَوْ مَقْصِدٍ دِينِی) كَسَفَرٍ لِصِلَةِ رَحِم۔

جو لوگ عورت کے ڈرائیورنگ کے جواز کے قائل ہیں ان کی طرف سے کچھ بودے اور کمزور دلائل پیش کیے جاتے ہیں، ان میں سے ایک مشہور دلیل یہ دی جاتی ہے کہ عورت کے لیے گاڑی چلانا وقت کی ضروت بن چکا ہے، اور زندگی کے بیشتر مراحل میں اس کی ضرورت پیش آتی ہے، لہذا اس کے جواز کا فتوی دینا چاہیے۔

اس شبہ کا سیدھا اور صاف جواب تو یہ ہے کہ محض مغربی کلچر میں عورت کی ڈرائیورنگ رواج پذیر ہونا اس کے جواز کی شرعی دلیل نہیں بن سکتا، شریعت کے اندر کوئی امر محظور اسی وقت جائز قرار پاتا ہے جب وہ ضرورت کی حد کو پہنچ جائے "الضرورات تبيح المحظورات" کے ضابطے سے، نیز اسے اسی حد تک جائز قرار دیا جائے گا جتنی ضرورت ہو

''الضرورة تقدر بقدرالضرورة'' کے تحت۔

دوسری دلیل یہ پیش کی جاتی ہے کہ عورتیں ہر زمانے میں اونٹ اور گھوڑے وغیرہ سواری کرتی رہی ہیں، اہل رسالت میں بھی اس کی کئی مثالیں موجود ہیں، لہذا گاڑی چلانے کو اس پر قیاس کرتے ہوئے جائز قرار دینا چاہیے۔

اس شبے کا جواب یہ ہے کہ عورتوں کا جانوروں پر سوار ہونا علی الاطلاق عام نہیں تھا، بلکہ اونٹ کی سواری کے ساتھ خاص تھا، اس لیے کہ اس وقت اونٹ ہی کو عورتوں کی سواری کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا، اور چونکہ اونٹوں پر ہورج بنا ہوا ہوتا تھا جس میں پردے کا معقول نظم ہوتا تھا، نیز اونٹوں پر چڑھتے اور اترتے ہوئے مردوں کے مزاحمت اور اختلاط کا کوئی خدشہ موجود نہیں ہوتا تھا اس لیے عورت کے گاڑی چلانے کو اونٹ کی سواری پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہوگا۔ تیسرا شبہے جو بطور کے پیش کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ اگر عورت کو ڈرائیونگ کی اجازت نہ دے جائے گی تو وہ غیر محرم ڈرائیور کے ساتھ باہر نکلنے پر مجبور ہوگی۔

اس شبہ کا جواب مشہور فقہی ضابطے "الضرر الأ شد يزال بالضرر الأخف" کی روشنی میں اس طور پر دیا جاسکتا ہے کہ عورت کو ڈرائیونگ کی اجازت دینے کی صورت میں ضرر کے دائرے کا وسیع ہونے کا خدشہ ہے، اور عورت کے غیر محرم ڈرائیور کے ساتھ سفر کی نوبت کبھی کبھار ہی پیش آتی ہے، اور اس کے ضرر کا دائرہ محدود ہے لہذا "الضرر الأ شد يزال بالضرر الاخف" کے تحت ڈرائیورنگ کی اجازت نہیں دی جاسکتی، نیز ایسی ضرورت اور مجبوری کی صورت کو فقہاء کرام نے عام حکم سے مستثنی کر رکھا ہے۔

چوتھے نمبر پر یہ بات پیش جاتی ہے کہ ممکن ہے کہ عورت باپردہ ہوکر گاڑی چلائے گی، لہذا جن مفاسد کا اندیشہ ہے وہ کم ہوجائیں گے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بات واقع کے بالکل خلاف ہے، اس لیے کہ باپردہ ہوکر گاڑی چلانا عورت کے لیے انتہائی دشوار گزار عمل ہے، اور وہ زیادہ دن تک پابند نہیں رہ سکے گی۔

☆☆☆

خواتین کی ڈرائیونگ سے مربوط مسائل

ڈاکٹر محی الدین غازی

۱- شہر کے اندر جس طرح عورت کا پیدل چلنا یا گھوڑے کی سواری کرنا جائز ہے، اسی طرح کسی بھی طرح کی گاڑی چلانا بھی جائز ہے۔

۲- عورت اپنے شوہر یا محرم کے ساتھ گاڑی کی خود ڈرائیونگ کر کے کوئی مسافت بھی طے کر سکتی ہے۔

۳- ایک عورت پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیور بن سکتی ہے۔ خواہ اس میں عورتیں ہوں یا صرف مرد ہوں۔

۴- مسلمان خاتون جہاز کی پائلٹ بن سکتی ہے اور کیبن کا حکم خلوت کا نہیں ہوگا۔

۵- ٹرینوں میں بھی عورت ڈرائیور بن سکتی ہے۔

۶- جس طرح عورت ٹرین یا بس میں سفر کر سکتی ہے اسی طرح وہ ریلوے یا بس میں ٹکٹ کی جانچ کا کام انجام دے سکتی ہے۔

۷- ریلوے اسٹیشن اور ایر پورٹ پر ٹکٹ جاری کرنے جیسے مختلف امور عورت انجام دے سکتی ہے۔

مذکورہ بالا تمام آرا کی پشت پر فقہ مالکی کی ایک فرع کارفرما ہے اور وہ یہ ہے کہ قافلوں میں عورت تنہا سفر کر سکتی ہے کیوں کہ وہ ویسے ہی ہے جیسے شہر کے بازار میں تنہا نکلنا۔

مالکی فقیہ ابوالولید الباجی لکھتے ہیں: ''وَلَعَلَّ هَذَا الَّذِی ذَكَرَهُ بَعْضُ أَصْحَابِنَا إنَّمَا هُوَ فِی حَالِ الِانْفِرَادِ وَالْعَدَدِ الْيَسِيرِ فَأَمَّا الْقَوَافِلُ الْعَظِيمَةُ وَالطُّرُقُ الْمُشْتَرَكَةُ الْعَامِرَةُ الْمَأْمُونَةُ فَإِنَّهَا عِنْدِی مِثْلُ الْبِلَادِ الَّتِی يَكُونُ فِيهَا الْأَسْوَاقُ وَالتُّجَّارُ فَإِنَّ الْأَمْنَ يَحْصُلُ لَهَا دُونَ ذِی مَحْرَمٍ وَلَا امْرَأَةٍ وَقَدْ رُوِیَ هَذَا عَنْ الْأَوْزَاعِیِّ''(المنتقی شرح الموطا: 3/82)۔

قیروانی کی ''الرسالۃ'' کے شارح احمد زناتی مزید صراحت کے ساتھ لکھتے ہیں:

"إذا كانت فی رفقةٍ مأمونةٍ ذات عَدَدٍ وعُدَدٍ أو جيشٍ مأمونٍ مِن الغَلَبة والمَحَلَّة العظيمة فلا خِلاف فی جواز سفرها من غير ذی مَحرَمٍ فی جميع الأسفار: الواجب منها والمندوب والمُباح، مِن قول مالک وغيره؛ إذ لا فرق بين ما تَقدَّم ذِكْرُه وبين البلد .هكذا ذَكَرَه القابسی .انتهی "(حلل المقالۃ فی شرح الرسالۃ)۔

امام الحرمین جوینی کا درج ذیل نکتہ بھی قابل غور ہے کہ سفر میں مکمل امن کی شرط نہیں لگائی جاسکتی ہے:

"فالذی يجب التفطن له، أنا لا نشترط فی السفر]الأمن[الذی يغلب فی الحضر، فإن ذلک إنما يحصل لو صار السفر فی حكم الحضر، بأن تصير الطرق آهلة،]و[لا سبيل إلی شرط ذلک، فالأمن فی كل مكانٍ، علی حسب ما يليق به"(نہایۃ المطلب فی درایۃ المذہب:4/150)۔

مزید ملاحظہ ہو دار الافتاء المصریہ کا اس حوالے سے فتوی:https://www.dar-alifta.org۔

☆☆☆

خواتین کی ڈرائیونگ کا مسئلہ

مولوی عبدالخالق نعمانی ☆

۱- شریعت اسلامی نے عورتوں کو گھروں میں رہنے کا حکم دیا ہے اور زمانہ جاہلیت کے دستور کے موافق بے پردگی کے ساتھ اور بے وجہ گھروں سے باہر نکلنے سے سختی سے منع کیا ہے۔" **وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الأولى**"(سورۂ احزاب: ۳۳)(اور تم اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور قدیم زمانہ جاہلیت کے موافق بن سنور کر نہ نکلو)۔

اور حدیث میں عورتوں کو چھپانے کی چیز کہا گیا ہے، "**عن ابن مسعودؓ :عن النبی ﷺقال: المراة عورة، فإذا خرجت استشرفها الشيطان**"(ترمذی:۱۱۷۳)۔

(حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: عورت چھپانے کی چیز ہے، لہذا جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کو تاکتا رہتا ہے)۔

اب اگر غور کیا جائے تو یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ موجودہ پرفتن دور میں جو کہ فتنہ اور فساد کا زمانہ ہے، عورتوں کی عادت بن گئی ہے بن سنور کر نکلنے کی، نیز مرد و عورت سبھی میں دین سے دوری کا عنصر کثیر ہے، لہذا ایسی صورت میں تو گھر سے نکلنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی ہے بلا ضرورت محض تفریح کے لیے، تو گاڑی چلانے کی اجازت کیسے دی جاسکتی ہے؟

اور گاڑی ڈرائیو کرتے وقت سخت اور تیز نظر کی ضرورت ہوتی ہے، جس میں ظاہری بات ہے کہ اگر عورت گاڑی ڈرائیو کرتی ہے تو اس کی نظر غیر محرم پر بھی پڑے گی، بلکہ ڈالنی پڑے گی جس سے منع کیا گیا ہے، حدیث شریف میں ہے: "**لعن الله الناظر والمنظور اليه**"(مشکوۃ 2/270)(کہ اللہ نے دیکھنے والے پر اور جس کی طرف دیکھا جائے اس پر بھی لعنت بھیجی ہے)، اور یہ حدیث عام ہے، لہذا مردوں کی طرح عورتوں کو بھی حکم ہے کہ وہ غیر محرم مردوں پر نظر نہ ڈالیں اور گاڑی ڈرائیو کرتے وقت مردوں پر نظر پڑنا لازم ہے اس سے احتراز نہیں ہوسکتا ہے، لہذا یہ فتنے کا باعث ہوسکتا ہے، لہذا اس سے بچنا ضروری ہے۔

☆ متعلم: المعہد العالی امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ۔

اور یہ بات بھی ہے کہ یہ معاشرہ بے حیائی کا ناسور ہے اور جب کوئی خاتون گاڑی ڈرائیو کرتی ہے تو مردوں کی نگاہیں خاص کر اس کی طرف مبذول ہوتی ہیں اور خاص کر جب کہ وہ بائیک (موٹر سائیکل)، لاری، بس، آٹو، ٹرین، (ریل گاڑی) یا ٹیکسی وغیرہ چلائے، لہذا عورتوں پر لازم ہے کہ وہ ہر ایسے کام سے بچے جس میں وہ غیر محرم کی نگاہ کا محور بنے۔

نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ ہر آنکھ زنا کار ہے اور جب وہ خوشبو لگا کر نکلتی ہے تو وہ بھی ایسی ہے ایسی ہے یعنی زانیہ ہے، **"قال رسول الله ﷺ: كل عين زانية والمراة إذا استعطرت فمرت بالمجلس،فهي كذا وكذا، يعني زانية".** (ترمذی شریف، حدیث نمبر:۲۷۸۶)۔

نیز حدیث میں ان عورتوں پر بھی لعنت کی گئی ہے جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرے، بخاری شریف میں ہے:"**لعن رسول الله ﷺ: المشتبهين من الرجال بالنساء والمشتبهات من النساء بالرجال**"(بخاری شریف حدیث:۵۸۸۵)، اور واضح ہے کہ گاڑی ڈرائیو کرنے میں مردوں کی مشابہت ہے۔

لہذا ان سب باتوں کی وجہ سے محض شوقیہ طور پر سیر وتفریح کے لیے گاڑی ڈرائیو کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی ہے، یہی وجہ ہے کہ اگر محرم یا شوہر ہو جو گاڑی چلا کر کہیں لے جائے، لے آئے، تو اس کی اجازت ہرگز نہیں دی جاسکتی ہے، البتہ بوقت ضرورت جبکہ اس کے بغیر کام نہ چلے اور چونکہ اگر تنہا کوئی خاتون غیر محرم ڈرائیور کے ساتھ سفر کرتی ہے تو اس میں فتنے کا اندیشہ زیادہ ہے اور حدیث میں عورت کے تنہا کسی غیر محرم مرد کے ساتھ سفر کی ممانعت آئی ہے،"**قال رسول الله ﷺ: لا يخلون رجل بامراة،إلاكان ثالثهماالشيطان**" (کہ کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہا نہیں ہوتی مگر ان کے بیچ میں تیسرا شیطان ہوتا ہے)۔

ملا علی قاری رح اس حدیث کے تحت میں لکھتے ہیں: کہ شیطان ان کی شہوت کو برا انگیختہ کرتا ہے اور زنا میں مبتلا کر دیتا ہے،"**والمعنى يكون الشيطان معهما يهيج شهوةكل منهماحتى يلقيهمافي الزنا**"(مرقاۃ المفاتیح: ۲۶۱/۶)۔

لہذا جب تنہا کسی غیر محرم ڈرائیور کے ساتھ سفر کرنا پڑے تو ایسی صورت میں جبکہ وہ مکمل پردے کے ساتھ ہو اور چہرہ وغیرہ کا بھی پردہ کیے ہوئے ہو اور شہر میں ڈرائیو کرنی ہو اور شہر کا سفر مسافت شرعی سے کم ہو اور سب سے بڑی چیز کہ دینی یا دنیوی غرض اس ڈرائیو سے متعلق ہو تو اس کی اجازت دی جاسکتی ہے اور یہ اجازت صرف کار اور زیادہ سے زیادہ اسکوٹی کی ڈرائیو کے سلسلے میں دی جاسکتی ہے ان کے علاوہ میں نہیں۔

"لا تركب مسلمةعلى سرج للحديث، هذاوللتلهي، ولولحاجة، غزو، أوحج، أو مقصد ديني، أودنيوى لابدلهامنه،فلابأس به".

"وفی رد المحتار: ای بشرط أن تکون مستترة، وان تکون مع زوج أو محرم"(الدر مع الرد ۹/۵۲۰)۔

"واما فی زماننا فمنع من الشابة، لا، لأنه عورة، بل لخوف الفتنة"(شامی۹/۵۳۲)۔

۲- البتہ اگر سفر شرعی کی مسافت طے کرنی ہو تو محرم کا ہونا شرط ہوگا اور یہ سفر چونکہ شہر کے باہر سفر کو شامل ہے جس میں سنسان راستے اور صحرا بھی ہے، تو ایسی صورت میں صرف کار کی اور اسی طرح کی دوسری گاڑی جو بالکل اسی کی طرح ہوں ان کی ڈرائیونگ کی اجازت دی جاسکتی ہے، کیونکہ ان گاڑیوں میں دوسری سواریوں کے بالمقابل غیر محرم کی نگاہ کا محور اور مرکز بننا کم پایا جائے گا اور فتنے کا اندیشہ بھی بہت کم ہے، واضح رہے کہ اس میں بھی وہ تمام شرطیں ہیں جو پہلی میں ہے کہ پردے کی رعایت ہو، محرم یا شوہر جو بھی ہو ڈرائیو نہ کرسکتا ہو، دنیوی یا دینی ضرورت وغرض بھی ہو۔ اور چونکہ اصلا تو اسے ناجائز ہونا چاہیے تھا لیکن بوقت ضرورت اس کی اجازت دی گئی ہے، کیونکہ ضرورت کی وجہ سے ممنوع چیزیں مباح ہو جاتی ہیں "الضرورات تبیح المحظورات" کے تحت اور یہ اس شرط کے ساتھ مقید ہے کہ جو چیزیں بوقت ضرورت مباح ہوتی ہے وہ ضرورت کے بقدر ہی ہوتی ہیں" ما ابیح للضرورة یتقدر بقدرها "کے تحت اور کام صرف کار یا اس جیسی دوسری گاڑیوں سے چل سکتا ہے، اس لیے اس کے علاوہ میں اجازت نہیں دی جاسکتی ہے۔

۳- امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک کوئی عورت تنہا یعنی جبکہ اس کے ساتھ اس کا شوہر یا محرم نہ ہو تو وہ سفر نہیں کرسکتی ہے، اگرچہ محض عورتوں کا قافلہ ہو جس میں شامل ہو کر سفر کرنا چاہے تو بھی نہیں کرسکتی ہے، کیونکہ کوئی عورت کسی عورت کے لیے محرم نہیں ہو سکتی ہے۔

"لا تکون المراة محرما لامراة" (فتح القدیر ۴/۳۵۸)، نیز حدیث میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ کوئی عورت اپنے محرم یا شوہر کے بغیر سفر شرعی نہیں کرسکتی ہے۔

"لا یحل لامراة تؤمن بالله والیوم الأخرأن تسافرسفرایکون ثلاثة ایام فصاعدا، إلا ومعها أبوها أو ابنها أوزوجها أوأخوهاأوذومحرم منها"(مسلم شریف:۱/۲۵۴)(کسی مسلمان خاتون کے لیے درست نہیں ہے کہ وہ تین دن یا اس سے زیادہ دنوں کا سفر کرے، مگر اس حال میں کہ اس خاتون کے ساتھ اس کے والد یا لڑکا یا شوہر یا بھائی یا کوئی اور محرم ہو)۔

البتہ حضرت امام شافعی کے نزدیک ایک عورت اپنے محرم کے بغیر عورتوں کے قافلے میں شامل ہو کر سفر شرعی کرنا چاہے تو کرسکتی ہے، لیکن یہ اجازت صرف حج فرض وغیرہ تک محدود ہے، تجارت وملازمت اور زیارت وغیرہ کے غرض سے

عورتوں کے قافلے میں شامل ہوکر بغیر محرم یا شوہر کے سفر کرنا چاہے تو اس کی اجازت ان کے یہاں بھی نہیں ہے۔

لہذا پبلک ٹرانسپورٹ کی ڈرائیور کو اس زمرے میں نہیں رکھا جاسکتا ہے۔

"قال القاضی عیاض: اتفق العلماء علی أنه لیس لها أن تخرج فی غیر الحج والعمرة، إلا مع ذی محرم." (شرح الطیبی ۵/۲۴۸)۔

(قاضی ایاز کہتے ہیں: کہ علماء متفق ہیں اس بات پر کہ عورت کے لیے اجازت نہیں ہے محرم کے بغیر حج اور عمرہ کے علاوہ میں نکلنے کی مگر محرم کے ساتھ)۔

نیز علامہ نووی لکھتے ہیں: **"فرع: هل یجوز للمراة أن تسافر لحج التطوع أو لسفر زیارة، وتجارة، ونحوهما مع نسوة ثقات، أوامراةثقه؟فیه وجهان ...أحدهما:یجوزکالحج .والثانی: وهوالصحیح باتفاقهم، وهوالمنصوص فی الام، وکذانقلوه عن النص،لایجوز،لأنه سفرلیس بواجبه کذاعلله البغوی"** (کتاب المجموع شرح المہذب ۷/۴۶)۔

(کیا عورت کے لیے جائز ہے کہ وہ حج تطوع کے لیے یا تجارت وزیارت کے غرض سے ثقہ عورتوں کے ساتھ یا صرف ایک ثقہ عورت کے ساتھ سفر کرے؟ اس میں دو اقوال ہیں، پہلا قول یہ ہے کہ حج کی طرح درست ہے۔ دوسرا قول اور یہی صحیح ہے باتفاق العلماء، اور یہی کتاب الام میں صراحتا مذکور بھی ہے کہ یہ جائز نہیں ہے، اس لیے کہ یہ کوئی واجب سفر نہیں ہے اسی طرح علامہ بغوی نے علت بیان کی ہے)۔

۴- اگر شرعی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو اس ملازمت میں بہت سی خرابیاں لازم آتی ہیں جو درج ذیل ہیں:

پہلی خرابی تو یہ لازم آتی ہے کہ اس ملازمت میں عورتوں اور مردوں کا اختلاط لازم اتا ہے جو شرعاً ممنوع ہے۔

"قال النبی ﷺ: لایخلونرجلبامراةالاکان ثالثهماالشیطان" (ترمذی شریف ۱/۲۵۴)۔

(نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی بھی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہا نہیں رہتا ہے، مگر ان کے بیچ میں تیسرا شیطان ہوتا ہے)۔

اس حدیث کی تشریح میں ملا علی قاری لکھتے ہیں: **"والمعنی: یکون الشیطان معهما یهیج شهوة کل منهما حتی یلقیهما فی الزنا"** (مرقاۃ المفاتیح ۶/۲۶۱)۔

(اور اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ شیطان ان کے ساتھ ہوتا ہے اور ان کی شہوت کو کو برانگیختہ کرتا ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یہ ان کو زنا مبتلا کر دیتا ہے)۔

اور اگر خاتون پائلٹ ہو تو غالب گمان ہے اور اکثر ایسا ہی ہوتا ہے کہ ایک عورت پائلٹ کے ساتھ دوسرا پائلٹ مرد ہو۔

دوسرے خرابی یہ لازم آتی ہے کہ اس ملازمت میں شرعی پردے کی رعایت نہیں کی جاسکتی ہے، بلکہ اس ملازمت میں باضابطہ ڈریس متعین ہوتا ہے اور اسی ڈریس کو پہن کر پائلٹ کو اپنا فریضہ انجام دینا پڑتا ہے، جبکہ اس پرفتن دور میں عورتوں کے بدن کا جو حصہ پردہ اور ستر نہیں ہے اس کا یعنی چہرہ اور ہتھیلی کا پردہ بھی ضروری ہے۔

"**واما فی زماننا فمنع من الشابة لا، لأنه عورة بل لخوفالفتنة**" (شامی ۹/ ۵۳۲)۔

تیسری خرابی یہ لازم آتی ہے کہ اس ملازمت میں سفر شرعی کے بقدر کی مسافت ہوتی ہے اور حدیث میں منع کیا گیا ہے تنہا بغیر محرم یا شوہر کے سفر کرنے سے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

البتہ اگر یہ تمام خرابیاں نہیں پائی جاتی ہیں، بلکہ کیبن میں صرف خاتون ہی ہوں، نیز پردے کی مکمل رعایت ہو اور ساتھ میں محرم یا شوہر بھی ہو، نیز جب غیر محرم سے بات کرے تو سخت الفاظ اور لہجے میں بات کرے اور بغیر زیب وزینت اور میک اپ کے اس ملازمت کو انجام دے، تو اس کی اجازت دی جاسکتی ہے اگر اس ملازمت کی ضرورت ہو، اور اگر اس ملازمت کی ضرورت نہ ہو، بلکہ دوسری ملازمت کرسکتی ہو جو سفر شرعی کے مسافت سے کم یعنی شہر میں ہو یا گھر ہی رہ کر سلائی وغیرہ کرلے تو یہ بہتر ہے، اور اگر اوپر مذکور خرابیوں میں سے کوئی خرابی بھی پائی جاتی ہے تو پھر اس ملازمت کی ہرگز اجازت نہیں دی جاسکتی ہے۔

۵- نیز عورتوں کے لیے ٹرینوں میں بحیثیت ڈرائیور ملازمت کی اجازت نہیں دی جاسکتی ہے، کیونکہ اس میں بھی اگر ایک ڈرائیور عورت ہے تو غالب گمان ہے، بلکہ ایسا ہی ہوتا ہے کہ دوسرا ڈرائیور مرد ہی ہوگا اور اس کے لیے بھی ڈریس متعین ہوتا ہے اور بے پردگی پائلٹ کے مقابلے میں اور زیادہ ہوتی ہے اور اس میں بھی وہی خرابیاں لازم آتی ہیں، لہٰذا اس کی اجازت نہیں دی جاسکتی ہے۔

۶- اسی طرح ٹرینوں میں بحیثیت ٹی ٹی ٹکٹ جانچ کرنے کا فریضہ انجام دینے کی اجازت نہیں دی جاسکتی ہے، کیونکہ اس ملازمت میں عورتوں اور مردوں کا اختلاط لازم آتا ہے، جس سے منع کیا گیا ہے، نیز اس کے لیے ڈریس متعین ہوتا ہے جس کو پہننا لازم ہوتا ہے اور بڑا ہی چست ہوتا ہے یعنی جس میں پردے کی رعایت بہت ہی مشکل ہے۔

حالانکہ اگر بوقت ضرورت عورتوں کے لئے اس ملازمت کو جائز قرار دے دیا جائے تو یہ اجازت ان شرطوں کے ساتھ مشروط ہوگی کہ مرد وعورت کا اختلاط نہ ہو، بے پردگی نہ ہو، لباس ایسا چست نہ ہو کہ اس لباس کو پہن کر عورت مردوں کی

نگاہ کا محور و مرکز بنے، نیز بن سنور کر خوشبو وغیرہ لگا کر نہ نکلے کہ وہ مرد حضرات کی توجہ کا مرکز بنے، یعنی مکمل شرعی لباس اور پردے کی رعایت ہو تب اجازت دی جاسکتی ہے۔

"**عن جابرؓ قال: قال رسول الله ﷺ: ألا لا يبتن رجل عند امراة ثيبا، إلاان يكون ناكحا أو ذا محرم**"(مسلم شریف ۲/ ۲۱۵)۔

(حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ خبردار! کوئی مرد کسی شوہر دیدہ کے یہاں ہرگز رات نہ گزارے سوائے اس کے کہ یہ اس کا شوہر یا محرم ہو)۔

اس حدیث میں لفظ ثیب مذکور ہے، لیکن حکم کے اعتبار سے عام ہے، کیونکہ جب ثیبہ کے بارے میں ممانعت ہے تو کنواری کے بارے میں یہ ممانعت بدرجہ اولی ہوگی۔

"**حيث ابحنا لها الخروج ، فانها يباح بشرط عد م الزينة، وتغير الهيئة إلى مالايكون داعية ابى نظر الرجال واستمالتهم**"(فتح القدیر ۴/ ۳۵۸)۔

(جہاں ہم نے عورتوں کو نکلنے کی اجازت دی ہے تو یہ مباح ہے اس شرط کے ساتھ کہ وہ زیب و زینت اختیار نہ کرے اور ایسی ہیئت میں ہو جو اس بات کی طرف داعی ہو کہ مرد اس کی طرف نہ دیکھیں اور نہ اس کی طرف مائل ہوں)۔

اور اگر مذکورہ شرطوں کی رعایت نہ ہو تو اس کی اجازت نہیں دی جاسکتی ہے۔

یہ بات واضح رہے کہ اگر سفر شرعی کے بقدر کی مسافت ہو تو محرم کا ساتھ ہونا شرط ہوگا۔

۷- ریلوے اسٹیشن پر ٹکٹ کاٹنا یا اسی طرح ایئرپورٹ پر ٹکٹ جاری کرنے کی ملازمت خواتین کے لیے درست نہیں ہے، کیونکہ شریعت نے کسب معاش کی ذمہ داری مردوں پر رکھی ہے عورتوں پر نہیں رکھی ہے۔

"**ان الله أوجب النفقةعلى الاب دون الأم**"(احکام القرآن للجصاص: ۱/ ۵۵۴)۔

البتہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ عورت مجبور ہوتی ہے ملازمت کرنے کے لیے، تو ایسی صورت میں عورت کو ملازمت کی اجازت دی گئی ہے۔

"**وعسى لا تجوز من يكفيها مؤنتها فتحتاج إلى الخروج لنفقتها**" (فتح القدیر: ۳/ ۴۱۲)، نیز کنز العمال میں ہے: عورتوں کو باہر نکلنے کی اجازت نہیں ہے، مگر حالت اضطرار اور مجبوری میں۔" **ليس للنساء نصيب فى الخروج، إلا مضطرة**".(کنز العمال ۱۶/ ۱۶۳)۔

حالت مجبوری میں اس ملازمت کی اجازت دی جاسکتی ہے اس شرط کے ساتھ کہ پورے پردے کی رعایت ہو،

احکام القران للجصاص میں ''یا ایها النبی اه'' والی آیت کے تحت میں ہے:"**فی هذه الآیه دلالة علی أن المراة الشابة مامورةبستروجههاعن الأجنبیین وإظهارالستروالعفاف عندالخروج**''.(احکام القران للجصاص ۴۸۶/۳)۔

اس آیت میں دلالت ہے اس بات پر کہ نوجوان عورت کو حکم ہے کہ وہ اجنبیوں سے اپنے چہرے کا بھی پردہ کرے اور اس کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ گھر سے باہر نکلتے وقت پردے اور پاک دامنی کا اظہار کرے اور خوشبو وغیرہ کا استعمال ہرگز نہ کرے۔

البتہ اگر ان ملازمت کی سخت ضرورت ہو یعنی معیاری زندگی حاصل کرنا مقصد نہ ہو اور مردوں کے ساتھ اختلاط سے بچنا ناممکن ہو تو زیادہ اختلاط سے بچا جائے اور سخت سے سخت لب و لہجے میں بات کرے اگر گفتگو کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو، اور اگر گفتگو کے بغیر کام چل جاتا ہو تو گفتگو ہی نہ کرے، تاکہ جن لوگوں کے دلوں میں فتنے کے لیے کوئی جگہ اور بدگمانی ہو تو وہ فوراً ختم ہو جائے۔

''**قال الله تعالی: فلا تخضعن بالقول فیطمع الذی فی قلبه مرض**''(سورۂ احزاب:۳۲)۔

اگر یہ ملازمت ایسی جگہ میں ہو جہاں پر رہ کر، ٹھہر کر کرنا پڑے یا سفر شرعی کے بقدر کی مسافت ہو تو اس ملازمت کی اجازت غیر محرم کے بغیر نہیں دی جاسکتی ہے، کیونکہ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

کسی مومنہ عورت کے لیے بلا محرم وشوہر کے تین دن سے زیادہ کا سفر کرنا درست نہیں ہے (مُسلم شریف ۱/ ۲۵۲)۔

☆☆☆